بسم اللہ الرحمن الرحیم

تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیرا

بہت بابرکت ہے وہ ذات اللہ تعالیٰ کی جس نے اپنے بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر فرقان
نازل فرمایا تاکہ وہ جہان والوں کو ڈرانے

الفرقان

سورۃ آل عمران

(اضافہ سورۃ الحجرات مع عربی اسباق)

ترتیب وتہذیب

شیخ عمر فاروق

www.KitaboSunnat.com

جامعہ تدبر القرآن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا

بہت بابرکت ہے وہ اللہ جس نے اپنے بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر فرقان نازل فرمایا تاکہ وہ جہان والوں کو ڈرائے

الفرقان

سورۃ آل عمران

(اضافہ سورۃ الحجرات مع عربی اسباق)

ترتیب و تہذیب:

شیخ عمر فاروق

جامعہ تدبر القرآن ۱۵-بی-وحدت کالونی-لاہور

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

(مرتب کی تحریری اجازت کے بغیر یہ کتاب شائع نہیں کی جاسکتی)

نام کتاب: الفرقان [سورۃ آل عمران، الحجرات]

مرتب: شیخ عمر فاروق

تاریخ اشاعت: جنوری 2014ء بمطابق ربیع الاول 1435ھ

مطبع: نوید حفیظ پرنٹرز، لاہور 0322 9347291

بائنڈر: احمد بک بائنڈنگ 0333 4231196

کمپوزنگ: فائن کمپوزنگ سنٹر 0333 4331627

مقام اشاعت: **جامعۃ تدبر القرآن**

15-بی وحدت کالونی لاہور فون: 042-37810845

وقف للہ تعالی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعا

اے اللہ!

ہمیں اپنی کامل معرفت، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت، حکمت و بصیرت، تقویٰ وطہارت ایمان واسلام پر وفات اور آخرت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہداء و صالحین کی جنت الفردوس میں رفاقت نصیب فرما.........آمین

شیخ عمر فاروق

اِنتساب

ہر اس انسان کے نام

جو راہ ہدایت کا مسافر بھی ہے

اور متلاشی بھی!

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت:۶۹)

''اور جو لوگ ہماری خاطر مجاہدہ کریں گے البتہ ضرور بالضرور انہیں ہم اپنے راستے دکھائیں گے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہِ کلید

میں قدیم جدید فلسفہ، سائنس، معاشیات، سیاسیات وغیرہ پر اچھی خاصی ایک لائبریری دماغ میں اتار چکا ہوں، مگر جب آنکھیں کھول کر قرآن کو پڑھا تو بخدا یوں محسوس ہوا کہ جو کچھ پڑھا تھا سب ہیچ تھا، علم کی جڑ اب ہاتھ میں آئی ہے، کانٹ، ھیگل، نٹشے، مارکس اور دنیا کے تمام بڑے بڑے مفکرین اب مجھے بچے نظر آتے ہیں، بے چاروں پر ترس آتا ہے کہ ساری ساری عمر جن گتھیوں کو سلجھانے میں الجھتے رہے، جن مسائل پر بڑی بڑی کتابیں تصنیف کر ڈالیں، پھر بھی حل نہ کر سکے، ان کو اس کتاب نے ایک ایک دو دو فقروں میں حل کر کے رکھ دیا، اگر یہ غریب اس کتاب سے ناواقف نہ ہوتے تو کیوں اپنی عمریں اس طرح ضائع کرتے، میری اصل محسن بس یہی ایک کتاب ہے اس نے مجھے بدل کے رکھ دیا ہے، حیوان سے انسان بنا دیا، تاریکیوں سے نکال کر روشنی پر لے آئی ایسا چراغ میرے ہاتھ میں دے دیا کہ زندگی کے جس معاملہ کی طرف نظر ڈالتا ہوں حقیقت اس طرح برملا مجھے دکھائی دیتی ہے کہ گویا اس پر کوئی پردہ ہی نہیں ہے، انگریزی میں اس کنجی کو ''Master Key'' کہتے ہیں جس سے ہر قفل کھل جائے، سو میرے لئے یہ قرآن ''شاہ کلید'' ہے، مسائل حیات کے جس قفل پر اسے لگاتا ہوں وہ کھل جاتا ہے جس رب العالمین نے یہ کتاب بخشی ہے اس کا شکر ادا کرنے سے میری زبان عاجز ہے۔

(سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر انتہائی مہربان ہے۔ اس نے بندوں کی کامیاب زندگی کے لیے اور امن وامان اور عدل وانصاف کے قیام کے لیے ایک لاکھ چوبیس ہزار جلیل القدر پیغمبر مبعوث فرمائے اور بہت سے صحیفے اور کتابیں نازل فرمائیں۔ ان میں سب سے آخری پیغمبر سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ ان پر نازل ہونے والی آخری کتاب قرآن مجید ہے۔

ہمارے اس جدید دور میں بھی یہی کتاب انسانی زندگی کے لیے ہدایت اور رہنمائی کا سرچشمہ ہے اور یہی کتابِ انقلاب ہے جس نے سرزمینِ عرب میں ایک شاندار انقلاب برپا کرنے میں سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قدم قدم پر رہنمائی کی۔ سیدنا رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر کفار کے اعتراضات کے جوابات اس کتاب نے دیے، کفار کے حملوں کے موقع پر مسلمانوں کی مدافعت اس کتاب نے کی اور غم واندوہ کے موقع پر سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈھارس بھی اسی کتاب نے بندھائی۔

اللہ تعالیٰ کے الفاظ اور کلام کی تاثیر کفار پر بھی ہوئی۔ اس کتاب کو کوئی مانے یا نہ مانے لیکن وہ یہ اعتراف ضرور کرے گا کہ ادبی تاثیر اور دلوں کو پگھلانے کے معاملے میں یہ کلام بے مثال ہے۔ مسلمانوں کو تاکید کی گئی ہے کہ وہ اس کتاب کی بار بار تلاوت کریں۔ سمجھنے اور عمل کرنے کا درجہ تو آگے آتا ہے پہلے درجے میں صرف قرأت کرنے پر ہی ایک ایک حرف پر دس دس نیکیوں کی خوشخبری سنائی۔ اس کو سمجھنے اور سمجھانے کے بارے میں تو سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک فرما دیا ہے کہ خَيْرُكُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ ''تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن سیکھے اور اسے سکھائے۔''

یہی وہ خوشخبری ہے جس سے مسلمانوں میں قرآن مجید سیکھنے اور سکھانے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ یہی جذبہ ناظرہ اور حفظ قرآن کے مدارس قائم کرنے کی تحریک پیدا کرتا ہے اور یہی جذبہ دروسِ قرآن کی محافل سجانے کا باعث بنتا ہے۔ اللہ کے کئی بندے اسی جذبے کے تحت اپنے قلم سے بھی قرآن کی خدمت کر رہے ہیں۔

برادر محترم شیخ عمر فاروق کے قلم کو یہی جذبہ مصروف جہاد رکھے ہوئے ہے۔ انہوں نے سالہا سال سے درسِ قرآن کا سلسلہ ہفت روزہ ''ایشیا'' میں بفضل تعالیٰ شروع کر رکھا ہے۔ اس سے پہل تفسیر سورۃ البقرہ، تیسواں پارہ (عَمَّ)، سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، شریعت اسلامی کے محاسن حصہ اول ودوم ایسی ضخیم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتب دیدہ زیب کتابت وطباعت سے قارئین کرام کو تحفۃً دی جا چکی ہیں۔ اب سورۃ ال عمران کی تکمیل پر اسے کتابی صورت میں چھپوا رہے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اس پر اجر عظیم سے نوازے۔ آمین! ہفت روزہ ''ایشیا'' کے لیے جہاں یہ کالم خیر و برکت کا باعث ہے وہیں قارئین ایشیا کے لیے علم و عرفان میں اضافے اور کتاب اللہ کی آسان پیرائے میں تفہیم کا بھی بہترین سامان اپنے اندر لیے ہوئے ہے۔

شیخ عمر فاروق صاحب نے کوشش کی ہے کہ عربی نہ جاننے والے قاری حضرات کے ذہنوں میں قرآن کے الفاظ کی بناوٹ اور اس کی لفظی معانی کی سمجھ پیدا ہو اور قرآن کا مفہوم اور پیغام بھی ذہن نشین ہو جائے۔ اس کے لیے انہوں نے الفاظ کے مادے، اور صیغے بڑے اہتمام سے دیے ہیں اور پورے مضمون کا پیغام سمجھانے کے لیے انہوں نے پہلے خود بہت سی قدیم اور جدید تفاسیر کا مطالعہ کیا ہے اور پھر حسب ضرورت اپنے دروس میں مختلف تفسیروں کے اقتباسات دیے ہیں۔ قدیم تفاسیر کے علاوہ جدید تفاسیر اور بالخصوص مولانا عبدالماجد دریابادیؒ کی 'تفسیر ماجدی'، سید مودودیؒ کی 'تفہیم القرآن'، مولانا امین احسن اصلاحیؒ کی 'تدبر قرآن، سید قطب شہید کی 'فی ظلال القرآن' اور نئی عربی اور اردو تفاسیر سے انہوں نے فائدہ اٹھایا ہے۔

اس سے بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اس کام میں انہوں نے کتنی محنت کی ہے اور اس سے بھی بڑی بات یہ ہے کہ عوام کو قرآن سکھانے اور سمجھانے کے لیے ان کا جذبہ حد درجہ قابل ستائش ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا جذبہ قبول فرمائے، زیادہ سے زیادہ لوگوں کو ان دروس سے مستفید ہونے کی توفیق بخشے اور یہ دروس موصوف کے لیے صدقہ جاریہ بن جائیں۔ مجھے یقین ہے کہ شائقین علوم قرآن کے لیے یہ سلسلہ از حد مفید ثابت ہوگا۔

شیخ صاحب کو اللہ نے علم و عمل کے میدان میں اپنی خصوصی نعمت سے نوازا ہے۔ ان کے مضامین مختلف موضوعات پر ''ایشیا'' میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ ان کی تحریر میں سلاست بھی ہے اور ثقاہت بھی۔ زیر نظر کاوش تو اتنا عظیم کارنامہ ہے کہ میری دعا ہے اللہ تعالیٰ شیخ صاحب کو پورے قرآن مجید کا ترجمہ پایہ تکمیل تک پہنچانے کی سعادت وہمت، صحت اور مہلت عطا فرمائے۔

مترجم نرم دم گفت گو، گرم دم جستجو کی عملی تصویر ہیں۔ تواضع اور انکسار ان کا طرۂ امتیاز ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس جدوجہد اور طویل عرصہ سے بیمار و معذور رہنے والی صاحبزادی جو ۱۱ جنوری ۲۰۰۴ء کو وفات پاگئیں کو ان کے لیے توشۂ آخرت بنائے۔ میں تو ان کے لیے اس تحریری دعا کے علاوہ بھی دعا گو رہتا ہوں۔

خاکسار

حافظ محمد ادریس (منصورہ) لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ مرتب

ربّ کریم کی بے پایاں عنایات نے اِنسانوں کو ہمیشہ اپنی رحمت سے نوازا ہے۔ ایک طرف انہیں نورِ بصیرت سے ہمکنار کیا تو دوسری طرف وحی الٰہی سے اُن کی دستگیری بھی فرمائی، ان کی ہدایت کے لئے انھی میں سے نیک سیرت انسانوں کو منتخب فرمایا اور انہیں اپنی ہدایت سے بہرہ ور کیا۔ یہ پاکباز انسان انبیاء کہلائے (علیہم السلام)، اِن نفوسِ قدسیہ کی زندگیاں دوسروں کے لئے نمونہ ٹھہریں کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے احکام کو اپنی زندگیوں میں جاری وساری کیا۔ دنیا کے مختلف خطوں اور علاقوں میں کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی اور رسول آئے اور اُن سب نے بلاکم وکاست حق کا پیغام انسانیت تک پہنچایا، سب سے آخر میں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے، انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب قرآن حکیم عطا فرمائی اور آپ کی حیات طیبہ کو قرآن حکیم کی جیتی جاگتی تصویر بنا دیا: "كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن" اور قرآن حکیم کی حفاظت کا ذمہ بھی خود لے لیا۔ "اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ"۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت نسل انسانیت کے لیے تا قیامت ہے۔

قرآن حکیم کی حفاظت کئی طرح سے ہو رہی ہے:

ا) اسے حِفظ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے سینوں میں فراخی پیدا فرما دی، اس عظیم الشان، ضخیم کتاب کو چھ سات برس کا بچہ اپنے سینہ میں ضبط کر لیتا ہے اور ماہ رمضان میں درجنوں نمازیوں کی امامت کرتے ہوئے اسے سنا ڈالتا ہے اور یہ سلسلہ تواتر سے صدیوں پر محیط ہے، اس وقت دنیا کے ہر ملک، اس کے ہر شہر، ہر بستی اور ہر گاؤں میں سینکڑوں نہیں ہزاروں کی تعداد میں حفاظ موجود ہیں اور شب و روز ہزاروں بچے حفظ کر رہے ہیں، یہ شرف صرف اور صرف قرآن حکیم کو حاصل ہے اس کے علاوہ دنیا میں کوئی بھی کتاب اس فضیلت سے بہرہ ور نہیں ہے۔

ب) اِس کے معنی و مطالب کو ذہن نشین کرانے کے لئے اہل حق میں سے علماء کرام کو اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی جنہوں نے اِس خدمت میں اپنی زندگیاں وقف کر ڈالیں، متقدّمین اور متاخّرین میں سے متعدد اہلِ علم وفضل کا قرآن حکیم سے قلبی لگاؤ رہا اور انہوں نے تفسیری خدمات کو بہ دل وجان سرانجام دیا، چند کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

۱۔ علامہ ابوجعفر محمد بن جریر طبریؒ (متوفی ۳۱۰ھ)......ان کی "تفسیر طبری" کے نام سے مشہور ہے۔ اور بڑے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سائز کی تیس جلدوں میں ہے۔

۲۔ حافظ عماد الدّین ابو الفِدا ابن کثیر دمشقی شافعیؒ (متوفی ۷۷۴ھ) کی تفسیر "ابن کثیر" کے نام سے معروف ہے یہ پانچ ضخیم جلدوں میں ہے۔

۳۔ علامہ ابو عبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرح القرطبی (متوفی ۶۷۱ھ) کی تفسیر "تفسیر اَلْقُرطبی" کے نام سے معروف ہے اور دس ضخیم جلدوں میں ہے۔

۴۔ اِمام فخر الدّین رازیؒ (متوفی ۶۰۶ھ) ان کی "تفسیر کبیر" کے نام سے مشہور ہے اور آٹھ بڑی جلدوں میں ہے۔

۵۔ علامہ ابو حیّان غرناطی اندلسی (متوفی ۷۵۴ھ) ان کی تفسیر "البحر المحیط" کے نام سے موسوم ہے۔

۶۔ علامہ محمود آفندی الآلوسی (متوفی ۱۲۷۰ھ)......ان کی تفسیر "روح المعانی" کے نام سے جانی پہچانی جاتی ہے اور تیس جلدوں پر مشتمل ہے۔

۷۔ احمد مصطفی المراغی......ان کی تفسیر "المراغی" کے نام سے مشہور ہے اور دس ضخیم جلدوں میں ہے۔

۸۔ ابی بکر جابر الجزائری......ان کی تفسیر "ایسر التفاسیر" کے نام سے معروف ہے اور چار ضخیم جلدوں میں ہے۔

۹۔ محمد جمال الدّین القاسمی......ان کی تفسیر "القاسمی" کے نام سے معروف ہے اور دس ضخیم جلدوں میں ہے۔

۱۰۔ سید قطب شہیدؒ......ان کی تفسیر "فی ظلال القرآن" کے نام سے مشہور ہے اور آٹھ ضخیم جلدوں میں ہے۔

۱۱۔ مولانا ابو الوفا ثناء اللہ امرتسری......ان کی تفسیر "تفسیر القرآن بکلام الرحمن" کے نام سے مشہور ہے۔

۱۲۔ محمد الامین بن محمد المختار الشنقیطی......ان کی تفسیر کا نام "اَضْوَاءُ الْبَیَان فِی اِیضاحِ الْقُرْآن" ہے اور یہ آٹھ جلدوں میں ہے۔

۱۳۔ محمد علی الصابونی۔ ان کی تفسیر "صفوۃ التفاسیر" کے نام سے معروف ہے بیس (۲۰) پاروں میں ہے۔

۱۴۔ عبدالرحمن بن ناصر السعدی سعودی عالم دین ہیں ان کی تفسیر "التفسیر السعدی" اصل تفسیر عربی میں ہے اس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ تین ضخیم جلدوں میں ہے۔

۱۵۔ محمد بن صالح العثیمینؒ سعودی عالم دین ہیں ان کی تفسیر "الکَنْزُ الثمین" کے نام سے معروف ہے (التوفی 1431ھ) اور 14 ضخیم جلدوں میں ہے عاجز نے اس سے بھی فائدہ اٹھایا، الحمد للہ!

۱۶۔ دکتور محمد محمود حجازی کی تفسیر "التفسیر الواضح" جامعہ ازھر کے فضلاء میں سے ہیں عربی زبان میں تین ضخیم جلدوں میں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ سب عربی تفاسیر ہیں اور اب چند اردو تفاسیر کے نام:

۱۷۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی کی تفسیر "تفہیم القُرآن" ہے، یہ چھ جلدوں میں ہے۔

۱۸۔ مولانا امین احسن اصلاحی کی تفسیر "تدبر قرآن" کے نام سے معروف ہے، یہ نو جلدوں میں ہے۔

۱۹۔ مفتی محمد شفیع کی تفسیر "معارف القُرآن" ہے، یہ آٹھ جلدوں میں ہے۔

۲۰۔ مولانا ابوالکلام آزادؒ کی تفسیر "ترجمان القرآن" ہے، یہ دو جلدیں ہیں اور صرف سترہ پارے ہیں۔

۲۱۔ مولانا عبدالرحمن کیلانیؒ کی تفسیر "تیسیر القرآن" ہے یہ چار ضخیم جلدوں میں ہے۔

۲۲۔ ڈاکٹر محمد لقمان السلفی کی تفسیر "تیسیرُ الرحمن" ہے، یہ دو جلدوں میں ہے۔

۲۳۔ الشیخ صلاح الدین یوسف کی تفسیر "احسنُ البیان" کے نام سے معروف ہے۔ سعودی حکومت سے حج کرنے والوں کو تحفہ دی جاتی ہے

۲۴۔ مولانا عبدالماجد دریابادی کی کاوش "تفسیر ماجدی" کے نام سے مشہور ہے، یہ دو جلدوں میں ہے۔

۲۵۔ مولانا عبدالحی فاروقی کی تفسیر "درس قرآن" ہے، یہ چھ جلدوں میں ہے۔

۲۶۔ مولانا محمد حنیف ندوی، کی تفسیر "سراج البیان" کے نام سے معروف ہے، یہ پانچ جلدوں میں ہے۔

۲۷۔ میاں محمد جمیل کی تفسیر چھ ضخیم جلدوں میں ہے "فہم القرآن" کے نام سے معروف ہے۔

۲۸۔ ابونعمان سیف اللہ خالد کی تفسیر "تفسیر دعوۃ القرآن" کے نام سے معروف ہے۔ پانچ ضخیم جلدوں میں ہے۔

۲۹۔ حافظ عبدالسلام کی تفسیر "تفسیر القرآن الکریم" کے نام سے ہے اور چار ضخیم جلدوں میں ہے۔

مندرجہ بالا جن مفسرین کے آخر (بریکٹ) میں سنِ وفات درج نہیں ہے انہوں نے یہ تفاسیر تقریباً گزشتہ صدی (۱۴۰۰) ھجری میں لکھی ہیں البتہ ہمارے محترم الشیخ صلاح الدین یوسف اور ڈاکٹر محمد لقمان السلفی المحترم نے چند سال قبل تکمیل فرمائی ہے۔ ان سب حضرات نے اپنے اپنے ذوق کے مطابق تفسیری موتی بکھیرے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور انہیں اجرِ عظیم سے نوازے اور مجھے یومِ جزا اُن کی صف کے پیچھے کھڑا کر دے! آمین۔

تفسیر رازی البحر المحیط اور روح المعانی کے علاوہ عاجز کی چھوٹی سی لائبریری میں مندرجہ بالا تمام تفاسیر موجود ہیں اور "الفرقان" مرتب کرتے وقت میں ان کا خوشہ چیں رہا ہوں، ان میں جہاں جہاں بھی کوئی اچھا نکتہ ملا ہے وہ حوالے کے ساتھ الفرقان میں درج کر دیا ہے۔

عربی لغت کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل کتب پیش نظر رہی ہیں:

۱۔ المفردات فی غَریبِ القُرآن......اَبی القاسم الُحسین بن محمد المعروف بالرّاغب الاصفہانی (۵۰۴ھ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲- کلماتُ القرآن......الشیخ حسنین بن مخلوف

۳- انوار القرآن......مولوی عبدالرحمن صاحب

۴- القامُوس الوحید......مولانا وحید الزّماں قاسمی کَیرانوِیؒ

۵- مُترادِفات القرآن......مولانا عبدالرحمن کیلانی

۶- معجم تفسیر مفردات الفاظ القُرآن......سمیح عاطف الزین

اس کے علاوہ قرآن حکیم کے قدیم وجدید متعدد ترجمے سامنے رہے۔

الفرقان کو چھاپ کر مادی نفع حاصل کرنے کا ادنیٰ سا خیال بھی ذہن میں نہیں ہے، بس فکر ہے تو یہی کہ امتِ مسلمہ قرآن جیسی گوہر نایاب کتاب کو مقصدِ حیات بنا کر اپنی عظمتِ رفتہ کو پھر سے پالے۔ اِس سے قبل الفرقان (الجزء الاوّل) مع ضمیمہ (قرآنی مضامین) کا خوبصورت ایڈیشن سال (۱۴۲۳ھ) میں چھپ کر تحفۃً تقسیم ہو چکا ہے، اس کے بعد سورۃ البقرہ مکمل شائع کر کے تقسیم کی گئی۔ اسے بہن بھائیوں نے بڑا پسند کیا اور کئی دینی مدارس اور متعدد مقامات پر اِس کے مطابق دروس القرآن کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے، اور لوگوں کو خاصا فائدہ پہنچا ہے، الحمدللہ اب اِسی جذبے سے قرآن حکیم کے تیسویں پارے کو اسی شکل میں (۱۴۲۹ھ) کو شائع کیا گیا اور اب سورۃ آل عمران (۱۴۳۴ھ) میں شائع کی جا رہی ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ اس کے مطالعے کے بعد قرآن حکیم کے الفاظ اور صیغوں کی پہچان آسان ہو جائے گی اور بقیہ پاروں کی تفہیم بھی آسان ہو جائے گی، ان شاء اللہ۔

اس پارے کی نظر ثانی اور مسودوں کی پروف ریڈنگ کو بہتر سے بہتر بنانے کی مقدور بھر کوشش کی گئی ہے، برادرم عبدالجبار مدنی صاحب ایڈیٹر مجلہ ماہنامہ ''فہم القرآن'' کا ممنون ہوں کہ انہوں نے یہ کام کیا، تاہم انسان کمزور واقع ہوا ہے اس تمام تر کوشش کے باوجود غلطیوں کا امکان ہے، سورۃ آل عمران کی بھی المقدور پروف ریڈگ کی گئی ہے الحمدللہ! بہن بھائیوں سے التماس ہے کہ دوران مطالعہ اگر کوئی غلطی پائیں تو عاجز کو مطلع کریں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح کر دی جائے۔

جو بہن بھائی اِس کی اشاعت میں حصہ لے رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے جذبے کو قبول فرمائے۔ اور ہم سب کو خلوص کی نعمت سے بہرہ ور فرما کر جنت الفردوس میں اکٹھا کر دے: آمین۔

خاکسار

شیخ عمر فاروق

B/15 وحدت کالونی، لاہور۔

فون: 042 37810845

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

شک وریب سے پاک

الٓمّٓ ۝١ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝٢ (البقرہ :1,2/2)

''الم، اس کتاب (قرآن مجید) میں کچھ شک نہیں۔''

اندھیروں سے روشنی کی طرف

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝١ (ابراہیم:1/14)

''الر، (اے رسول ﷺ) قرآن مجید ایک کتاب ہے جو ہم نے آپ کی طرف نازل کی ہے، تاکہ آپ انسانوں کو گمراہی کے اندھیروں سے نکال کر اللہ تعالیٰ کے اذن سے ہدایت کی روشنی میں لائیں، اس اللہ کے راستے پر جو بڑا زبردست غلبے والا اور بذات خود تعریف کیا گیا ہے''۔

نزول قرآن کی ابتدا کا مہینا

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ

(البقرۃ:185/2)

رمضان کا مہینہ وہ (باعظمت مہینہ ہے) جس میں قرآن مجید کا نزول ہوا وہ (قرآن مجید) جو عالم انسانیت کے لیے سرمایہ ہدایت ہے اور جس میں (اللہ تعالیٰ کے نظام ہدایت کی) کھلی اور روشن دلیلیں ہیں اور جو حق و باطل کا فرق الگ الگ کر دینے والا ہے۔

ابتدا کس رات سے ہوئی؟

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝١ (القدر:1/97) ''ہم نے قرآن کو شب قدر میں نازل (کرنا شروع) کیا۔''

یہ دنیا کے تمام خزانوں سے بہتر ہے

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ۭ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝٥٨ (یونس:58/10)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''(اے رسول ﷺ) کہہ دیجئے کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے (یہ کتاب نازل ہوئی ہے) تو اس پر انہیں خوش ہونا چاہیے کیونکہ یہ (روحانی عظمتوں کا گنجینہ لازوال) ان تمام مادی وسائل سے کہیں بہتر ہے جو یہ لوگ جمع کر رہے ہیں''۔

قرآن سہل اور آسان ہے

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ (القمر ۵۴:۲۲)

''اور یقیناً ہم نے اس قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان بنا دیا پھر کیا ہے کوئی نصیحت ماننے والا؟''

توجہ اور غور سے سنو

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿۲۰۴﴾ (الاعراف: 204/7)

''اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہا کرو تا کہ تم پر رحم ہو (تم پر رحمت الٰہی نازل ہو اور فہم قرآن سے بہرہ ور ہو جاؤ)''۔

قرآن فہمی کے لئے رحمن کی مدد تلاش کیجئے

الرَّحْمَٰنُ ﴿۱﴾ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ﴿۲﴾ خَلَقَ الْإِنْسَانَ ﴿۳﴾ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ﴿۴﴾ (الرحمٰن: 1-4/55)

''رحمن (وہی ہے) جس نے قرآن سکھایا، انسان کو پیدا کیا اور اظہارِ مدعا کی صلاحیت بخشی''۔

قرآن پر تدبر کیجئے

كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿۲۹﴾ (ص: 29/38)

''جو کتاب ہم نے آپ کی طرف نازل کی ہے، بڑی بابرکت ہے تا کہ لوگ اس کی آیات میں غور وفکر کریں اور تا کہ اہل عقل وبصیرت سبق حاصل کریں''۔

قرآن پڑھنے سے قبل تعوّذ

فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ﴿۹۸﴾ (النحل: 98/16)

''اور جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو''۔

ٹھہر ٹھہر کے پڑھیے

وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا ﴿۴﴾ (المزمل: 4/73)

''اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کے پڑھا کیجئے (کہ مفہوم دل میں سما جائے)''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جسم ولباس پاکیزہ کر لیجیے

لَّا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ﴿۷۹﴾ (الواقعہ:79/56)

''اس کو وہی ہاتھ لگاتے ہیں جو پاک ہیں''۔

قرآنی احکام فرض ہیں

اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰی مَعَادٍ (القصص:85/28)

''(اے نبی ﷺ) بلاشبہ جس (اللہ) نے آپ پر قرآن (عمل اور تبلیغ کے لئے) فرض کیا ہے یقیناوہ آپ کو ایک اعلیٰ جگہ (جنت الفردوس) میں لوٹا دے گا''۔

قرآن کا راستہ سب سے سیدھا ہے

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ (بنی اسرائیل:9/17)

''بلاشبہ یہ قرآن تو وہ راستہ دکھاتا ہے جو سب سے زیادہ سیدھا ہے''۔

قرآن کو چھوڑنے والے

وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ﴿۳۰﴾ (الفرقان:30/25)

''اور روز جزاوسزا رسول ﷺ کہیں گے کہ اے میرے رب! میری قوم (کے یہ لوگ ہیں جنہوں) نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا''۔

بوقتِ فجر تلاوتِ قرآن کی فضیلت

وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ﴿۷۸﴾ (بنی اسرائیل:78/17)

''اور (بوقت) فجر قرآن (کا بھی التزام کیا کرو) کیونکہ فجر کے وقت قرآن پڑھنا مشہود ہے (اس وقت فرشتے اعمال قلمبند کرتے ہیں)''۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے

بہترین شخص

وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

"خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ" (رواہ بخاری)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تم میں سب سے بہتر بندہ وہ ہے جو قرآن کا علم حاصل کرے اور پھر دوسروں کو اس کی تعلیم دے۔"

قابل رشک آدمی

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم:

"لَا حَسَدَ اِلَّا فِیْ اِثْنَتَیْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُوْمُ بِهٖ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ، وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهٗ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ" (رواہ البخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"صرف دو آدمی قابل رشک ہیں...... ایک وہ جس کو اللہ نے قرآن کی نعمت عطا فرمائی پھر وہ صبح وشام اس کے پڑھنے پڑھانے میں لگا رہتا ہے اور دوسرا وہ شخص ہے جسے اللہ نے مال ودولت سے نوازا اور وہ بھی صبح وشام اسے اللہ کی راہ میں لٹاتا رہتا ہے (غربا ومساکین کی خدمت کرتا ہے)۔"

قوموں کا عروج وزوال

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

"اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ اَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهٖ آخَرِيْنَ" (رواہ مسلم)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن مجید) کی بدولت بہت سے لوگوں کو بلند فرمائے گا اور بہت سے لوگوں کو نیچے گرائے گا (اس پر عمل کرنے والے سرفراز ہوں گے جبکہ اس سے منہ موڑنے والے نامراد ہوں گے)۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قلوب کا صیقل ہونا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

"اِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوْبَ تَصْدَأُ كَمَا يَصْدَأُ الْحَدِيْدُ، اِذَا اَصَابَهُ الْمَاءُ، قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا جِلَاءُهَا؟ قَالَ كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ" (رواه البیہقی فی شعب الایمان)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''بنی آدم کے قلوب پر اس طرح زنگ آجاتا ہے جس طرح پانی لگنے سے لوہے پر زنگ آجاتا ہے، عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! دلوں کے اس زنگ کو دور کرنے کا ذریعہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا...... موت کو زیادہ یاد کرنا (کہ اس سے دل نرم ہوجاتے ہیں) اور قرآن مجید کی (سمجھ کر) تلاوت کرنا (کہ اس سے بندہ رموز حیات سے آگاہ ہوکر عمل کی طرف راغب ہوتا ہے)''

کاتب وقاریِ قرآن کا مقام

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

"اَلْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ، وَالَّذِيْ يَقْرَءُ الْقُرْآنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيْهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهُ اَجْرَانِ" (بخاری، مسلم)

ام المومنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے قرآن میں مہارت حاصل کرلی ہو (اور اس کی قرأت کے علاوہ مفہوم ومطالب کو بھی جانتا ہو) وہ معزز وفادار اور فرمانبردار فرشتوں کے ساتھ ہوگا (محترم ومعزز بن جائیگا) اور جو بندہ تلاوت کے دوران اٹکتا ہو تو اس کو دو اجر ملیں گے (ایک تلاوت کا دوسرا مشقت اور زحمت کا)

قرآن حکیم میں مشغولیت

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

"يَقُوْلُ الرَّبُّ تَبٰرَكَ وَتَعَالٰى مَنْ شَغَلَهُ الْقُرْآنُ عَنْ ذِكْرِيْ وَمَسْأَلَتِيْ، اَعْطَيْتُهُ اَفْضَلَ مَا اُعْطِي السَّائِلِيْنَ، وَفَضْلُ كَلَامِ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلٰى سَائِرِ الْكَلَامِ كَفَضْلِ اللّٰهِ عَلٰى خَلْقِهٖ" (ترمذی، دارمی)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''جس شخص کو میرے ذکر اور سوال (دعا) کرنے سے قرآن نے مشغول رکھا میں اس کو اس سے افضل عطا کروں گا جو سائلوں (اور دعا کرنے والوں) کو عطا کرتا ہوں اور دوسرے اور کلاموں کے مقابلوں میں اللہ کے کلام کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسی عظمت وفضیلت حاصل ہے جیسی اپنی مخلوق کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔"

قرآن پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کا انعام

عَنْ مُعَاذٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

"مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَعَمِلَ بِمَا فِيْهِ أُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ضَوْءُهُ أَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِيْ بُيُوْتِ الدُّنْيَا لَوْ كَانَتْ فِيْكُمْ، فَمَا ظَنُّكُمْ بِالَّذِيْ عَمِلَ بِهٰذَا؟" (رواہ احمد۔ابوداؤد)

سیدنا معاذ جہنی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس نے قرآن پڑھا اور اس میں جو کچھ ہے اس پر عمل کیا، قیامت کے روز اس کے ماں باپ کو ایک ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی آفتاب کی روشنی سے بھی زیادہ حسین ہوگی جبکہ وہ روشنی دنیا کے گھروں میں ہو اور آفتاب آسمانوں سے ہمارے پاس ہی اتر آئے...... اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر تمہارا کیا گمان ہے جس نے خود (قرآن پڑھا) اور اس پر عمل کیا ہو؟ (اسکی جزا اور انعام کا کون اندازہ لگا سکتا ہے؟)"

قرآن کی دیکھ بھال

عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:

"تَعَاهَدُوْا هٰذَا الْقُرْآنَ، فَوَ الَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَهُوَ أَشَدُّ تَفَلُّتًا مِنَ الْإِبِلِ فِيْ عُقُلِهَا" (متفق علیہ)

سیدنا ابوموسیٰ اشعری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"قرآن حکیم کی نگرانی کرو (سمجھ کر روزانہ تلاوت کیا کرو) اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد (ﷺ) کی جان ہے کہ اس کا سینوں سے نکل جانا بندھے ہوئے اونٹ کے نکل بھاگنے سے زیادہ آسان ہے۔"

خوش الحانی

وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ:

"مَا أَذِنَ اللهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِنَبِيٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ يَتَغَنّٰى بِالْقُرْآنِ يَجْهَرُ بِهٖ" (متفق علیہ)

سیدنا ابوھریرہ ؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

اللہ تعالیٰ کو کوئی آواز اتنی پسند نہیں جتنی کہ نبی ﷺ کی اچھی آواز کہ جو خوش الحانی کے ساتھ قرآن پڑھتے ہیں (اس طرح نبی ﷺ) کی اتباع میں جو شخص بھی تلاوت کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ومستجاب ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیات:۲۰۰ **سُوۡرَۃُ آل عمران** رکوعات:۲۰

[آغاز: رمضان المبارک ۱۴۳۳ھ]

تعارف سورۃ آل عمران

اس سورۂ مبارکہ کا نام آل عمران ہے یہ آیت 33 سے لیا گیا ہے۔سیدنا عمران سیدہ مریم علیہا السلام کے والد گرامی اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نانا محترم ہیں۔ یہ سورۃ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی اس کے 20 رکوع اور 200 آیات ہیں۔

سورۂ آلِ عمران میں توحید کے دوایسے پہلو نمایاں کیے گئے ہیں جن میں جلالت و جبروت اور اللہ تعالیٰ کا ہمیشہ زندہ اور قائم رہنا بیان ہوا ہے۔جس سے واضح ہوتا ہے کہ جب کچھ نہیں تھا تو اللہ تعالیٰ کی ذات اس وقت بھی موجود اور قائم تھی اور جب ہر چیز فنا کے گھاٹ اتر جائے گی تو اس وقت بھی ذاتِ کبریا قائم و دائم رہے گی۔اس سورۃ کے نازل ہونے کا پس منظر یہ ہے کہ نجران کا علاقہ جو شام اور مدینہ منورہ کے درمیان واقع ہے۔وہاں سے عیسائیوں کا ایک نمائندہ وفد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام اور عیسائیت کے بارے میں گفتگو کرتا ہے اور ساتھ ہی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں پائے جانے والے عقیدے کا اظہار کرتے ہوئے کہتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی الوہیت میں شامل ہیں۔

ابتدائی آیات میں اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات کے بارے میں اجمالی اشارے دیے گئے ہیں کہ یہ صفات عیسیٰ علیہ السلام اور کائنات کی کسی چیز میں نہیں پائی جاتیں۔اس لیے اللہ تعالیٰ ہی واحد اور معبودِ برحق ہے۔وہ اپنی قدرتِ کاملہ سے ماں کے رحم کے اندر جس طرح اور جیسے چاہے بچہ پیدا کرتا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام بھی اس کی خالقیت کا ایک نمونہ ہیں۔اس کے بعد قرآن مجید کا تعارف کروایا گیا کہ یہ تورات، انجیل اور ان سے پہلی آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے۔

ربطِ سورۃ:

''الفاتحہ'' کی ابتداء اللہ تعالیٰ کی توحید سے اور ''البقرہ'' کا آغاز قرآن مجید کے تعارف سے ہوا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورۃ آل عمران کی ابتداء ان دونوں مضامین سے ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ اُس کی ذات لم یزل نے یہ کتاب حق اور سچ کے ساتھ نازل فرمائی۔ جس نے تورات اور انجیل کو نازل فرمایا۔ یہ قرآن ان کی تائید و تصدیق کرتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن مجید ہدایت کا سرچشمہ ہے لیکن اس سے ہدایت پانے کے لیے چار بنیادی اصول ہیں:

۱۔ قرآن مجید کو ہدایت حاصل کرنے کے لیے پڑھا جائے۔

۲۔ قرآن مجید میں غور و خوض کیا جائے۔

۳۔ قرآن مجید کی تشریح و توضیح کے لیے بنیادی اور مرکزی آیات کو رہنما اصول بنایا جائے۔

۴۔ قرآن مجید پر عمل کیا جائے۔

جو شخص ان اصولوں کو چھوڑ کر قرآن مجید کی تشریح و تفسیر کرنے کی کوشش کرے گا۔ اس کے بھٹکنے کا اندیشہ ہے۔ جس کے بارے میں اس سورۃ کی ابتدا میں وضاحت کر دی گئی ہے کہ جن کے دلوں میں ٹیڑھ اور سوچ میں کجی ہے۔ وہ فرقہ واریت اور فتنہ پروری کے لیے بنیادی آیات کو چھوڑ کر متشابہات کو اپنے فکر کی بنیاد بناتے ہیں حالانکہ متشابہات کا مفہوم اللہ تعالیٰ اور اہل علم کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

''سورۃ البقرہ'' میں زیادہ تر یہودیوں کے کردار اور اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے جس میں ضمناً عیسائیوں کا ذکر ہوا تھا لیکن اس سورۂ مبارکہ میں خطاب کا اکثر رخ عیسائیوں کی طرف ہے جس میں ان کے عقائد و نظریات اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ان کے شبہات کا جواب دیا گیا ہے۔

سورۃ البقرہ میں تحویل قبلہ کے احکام کے بعد واضح کیا گیا تھا کہ مسلمانو! تم محض پراپیگنڈہ سے خوفزدہ ہوئے جا رہے ہو جب کہ اللہ تعالیٰ تمہیں دشمن کے خوف، اعزہ و اقرباء کی شہادت، مال و جان کے نقصان، بھوک و پیاس اور غربت و افلاس کے ساتھ بہر حال آزمانے والا ہے۔ چنانچہ اُحد میں مسلمانوں کو ان آزمائشوں سے حقیقتاً واسطہ پڑا۔ پھر اُحد کے نتائج اور عارضی شکست پر تفصیلی تبصرہ کرتے ہوئے آخری اصول واضح کیا کہ دنیا میں حالات ہمیشہ ایک جیسے نہیں رہا کرتے۔ اگر تم سربلند رہنا چاہتے ہو تو تمہیں مسلمان بن کر رہنا ہوگا۔

''سورۃ البقرہ'' کی ابتدا اور اس کے آخر میں ایمان کے بنیادی ارکان کا ذکر ہوا تھا جس کی بنا پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام کی عمارت استوار ہوتی ہے۔ سورۃ آل عمران میں یہ ارشاد ہوا کہ ایمان کی مبادیات کی طرح اسلام کی عمارت کے بنیادی ستون بھی ہمیشہ سے ایک ہی رہے ہیں اور اسلام ہی اللہ کا پسندیدہ دین ہے۔ یہی تمہارے لیے ضابطۂ حیات اور دستورِ زندگی ہے۔ جو فرد یا قوم اس کے علاوہ دوسرا راستہ تلاش کرے گی۔ اللہ تعالیٰ اس کے نظریۂ حیات اور کردار کو ہرگز قبول نہیں کرے گا۔

اس کے بعد اہل کتاب کو مشترکہ خطاب کرتے ہوئے فرمایا: جس دین اور نظریات پر تم فخر اور ناز کر رہے ہو۔ اس کا دور ختم ہو چکا ہے اب اسلام کا سکہ چلے گا اور تمہاری مخالفت کچھ کام نہیں آسکتی۔ کیونکہ عزت، ذلت، اقتدار اور اختیار اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ جسے چاہے جب چاہے عنایت فرمائے اور جب چاہے محروم کردے۔ اس کے سامنے کوئی دم نہیں مار سکتا۔ اگر تم عظمت رفتہ کے خواہاں اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے طلب گار ہو تو تمہیں نبی آخر الزمان ﷺ کی اتباع کرنا ہوگی۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی قربت و محبت کا کوئی ذریعہ نہیں ہو سکتا۔ پھر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے خاندان کی بزرگی اور عظمت کا ذکر مرحلہ وار کرتے ہوئے عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش، معجزات اور ان کے آسمان پر اٹھائے جانے کی وضاحت کرتے ہوئے دو ٹوک الفاظ میں یہودیوں کے دعویٰ کی تردید کی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نہ قتل ہوئے اور نہ ہی انہیں تختہ دار پر لٹکایا گیا انہیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاں آسمانوں پر صحیح سالم اٹھالیا ہے۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں وضاحتی اور دعوتی خطاب 31 آیات تقریباً 3 رکوع پر مشتمل ہے۔ اس تفصیلی خطاب کے بعد ایک دفعہ پھر یہود و نصاریٰ کو اہل کتاب کے باعزت لقب سے مخاطب کرتے ہوئے رسول کریم ﷺ کی طرف سے دعوت دی گئی ہے کہ آؤ اس کلمہ پر متفق ہو جائیں جو ہمارے اور تمہارے درمیان بنیاد اور قدرِ مشترک کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہی دعوت سیدنا ابراہیم علیہ السلام تورات و انجیل کے نزول سے پہلے دیا کرتے تھے۔ یقین جانو کہ ابراہیم علیہ السلام یہودی، عیسائی اور مشرک نہ تھے وہ تو ادھر ادھر اور دائیں بائیں کی نسبتوں کے بجائے صاف، سچے، سیدھے، مواحد اور کامل مسلمان تھے۔

اس کے بعد اہل کتاب کی سازشوں اور شرارتوں کا ذکر کیا اور فرمایا: عیسیٰ علیہ السلام تو اللہ کے جلیل القدر نبی اور رسول تھے۔ اللہ تعالیٰ جس شخص کو کتاب، نبوت اور حکومت عطا کرے تو اسے یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ لوگوں کو اللہ کی توحید سمجھانے اور اس کا بندہ بنانے کے بجائے اپنا بندہ بنانے کی کوشش کرے۔ تم انبیاء اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیسیٰ علیہ السلام کے ذمہ شرک لگاتے ہو۔کیا وہ اللہ تعالیٰ کو ایک ماننے کے باوجود کفر و شرک کا حکم دے سکتے تھے؟ انبیاء کا حال تو یہ تھا کہ انہوں نے ابتدائے آفرینش اپنے رب کے حضور یہ عہد کیا تھا کہ ہم تیری توحید کا اقرار اور اس کا چرچا کرنے کے ساتھ نبی آخر الزمان، خاتم المرسلین حضرت محمد ﷺ پر ایمان لا کر اس کی تائید کریں گے۔ انبیاء کے عہد کے بعد بیت اللہ کا تذکرہ اور اسے مرکز امن و ہدایت قرار دینے کا مقصد یہ ہے کہ اگر اہل کتاب اور بنی نوع انسان امن و امان، رشد و ہدایت چاہتے ہیں تو انہیں توحید کا اقرار اور رسول کی اتباع کرتے ہوئے ایک ہی مرکز کو اپنانا ہوگا۔

جس طرح سورۃ البقرہ کا اختتام قرآن کے الفاظ میں مومنوں کی دعاؤں کے ساتھ ہوا ہے اسی طرح آل عمران کا اختتام مومنوں کی دعاؤں سے ہوتا ہے۔

رسول محترم ﷺ نے سورۃ البقرہ اور آل عمران کو دونوں کو "**الزّہراوین**" قرار دیا ہے:

اِقْرَاُوْا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهٗ یَاْتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ شَفِیْعًا لِاَصْحَابِهٖ اِقْرَءُوا الزَّهْرَاوَیْنِ الْبَقَرَةَ وَسُوْرَةَ اٰلِ عِمْرَانَ فَاِنَّهُمَا تَاْتِیَانِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ كَاَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ اَوْ كَاَنَّهُمَا غَیَایَتَانِ كَاَنَّهُمَا فِرْقَانِ مِنْ طَیْرٍ صَوَآفَّ تُحَاجَّانِ عَنْ اَصْحَابِهِمَا اِقْرَءُوْا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ فَاِنَّ اَخْذَهَا بَرَكَةٌ وَتَرْكَهَا حَسْرَةٌ وَلَا یَسْتَطِیْعُهَا الْبَطَلَةُ۔

[رواہ مسلم: کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب فضل قراءۃ القرآن وسورۃ البقرہ]

”قرآن کی تلاوت کیا کرو کیونکہ یہ روز قیامت اپنے پڑھنے والوں کا سفارشی ہوگا دو روشن سورتیں البقرہ اور آل عمران پڑھو یہ قیامت کے دن دو بدلیاں یا پرندوں کی طرح صفیں باندھے جھرمٹ کی طرح ہوں گی جو اپنے پڑھنے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے تکرار کریں گی۔ سورۃ البقرۃ کی تلاوت کیا کرو اس کا پڑھنا باعث برکت اور چھوڑنا حسرت کا سبب ہے اور جہاں یہ پڑھی جائے وہاں جادو اور جنات اثر انداز ہونے کی جرأت نہیں کرتے۔“ (فہم القرآن، میاں محمد جمیل حفظہ اللہ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کی صفات

قرآن حکیم اور کتب سابقہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓمّٓ ۝۱ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۝۲ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝۳ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝۴

الف، لام، میم (حروفِ مقطعات)۔ اللہ تعالیٰ وہ ہے (کہ اس پوری کائنات میں) اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ زندہ ہے اور سب کا نگہبان ہے۔ (اے نبیؐ) اس نے آپ پر اس کتاب (قرآن) کو حق کے ساتھ نازل فرمایا ہے، یہ تصدیق کرنے والا ہے (ان تمام کتب کی جو رب کی طرف سے اَنبیاء کرامؑ پر نازل ہوئیں) اور اسی (رب قدیر) نے تورات اور انجیل کو نازل کیا۔ (اس قرآن سے پہلے بھی) لوگوں کی ہدایت کیلئے (انبیاء علیہم السلام پر) کتابیں نازل فرماتا رہا اور اس نے نازل کیا (خاتم الانبیاء رسول اللہ ﷺ) پر فرقان (یعنی قرآن جو حق اور باطل میں فرق کرتا ہے) اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات سے کفر کرتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے اور اللہ غالب ہے (بے پناہ طاقت کا مالک ہے) اور بدلہ لینے والا ہے (جو عدل اور انصاف پر مبنی ہوتا ہے)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعارف:

گزشتہ سورۃ بقرہ کے مضامین حیوانیت سے انسانیت، کفر سے اسلام میں لائے، اتباع میں رہنے کے آداب سکھائے اُن شبہات کا ازالہ کیا جو گمراہی کے موجب ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے جلال و جمال کا بیان ہوا، زندگی گزارنے کے مختلف احکامات سے نوازا گیا، دعا پر سورۃ کا اختتام ہوا۔

سورۃ آل عمران کے مضامین نفسانی خواہشات سے نکال کر رب تعالیٰ کی معرفت عطا کرتے ہیں، حقوق اللہ کی پہچان کراتے ہیں، حقوق العباد کی طرف رہنمائی کرتے ہیں، سورۃ البقرہ میں یہود کی کج بحثوں کا تذکرہ ہوا اور مسلمانوں کو اس سے بچنے کی نصیحت کی گئی اور سورۃ آل عمران میں نصاریٰ کی گمراہیوں کا بیان ہوا اور مسلمانوں کو صاف ستھرا عقیدہ اپنانے کی تلقین کی گئی، تقویٰ اختیار کرنے کی ہدایت دی گئی، جس کے نتیجے میں آخرت میں کامیابی کی نوید سنائی گئی اور مسلمانوں کو انسانیت کے بلند مرتبے پر فائز رہنے کی بار بار تلقین کی گئی صبر و استقامت کو زندگی کا زادِ راہ بنایا گیا، اور دین اسلام کو زندگی گزارنے کا بہترین اور روشن راستہ بتایا گیا۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے مقام عبدیت کو واضح کیا گیا اور اُن کی دعوت الی اللہ کا واضح بیان ہوا، مسلمانوں کو فرقہ بندی اور پھوٹ ڈالنے سے سختی سے منع کیا گیا اور اللہ اور اس کے آخری رسول جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی اتباع کو کامیابی کا یقینی راستہ بتایا گیا۔

صحیح مسلم میں سورۃ البقرہ اور سورۃ آل عمران کو 'الزّھروٰن' کے نام سے پکارا گیا ہے جو زَھرۃٌ کا تثنیہ ہے یعنی روشن پھول، دونوں میں توحید اور خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت کا اثبات ہے۔

الفاظ:

الٓمٓ حروفِ مقطعات کہلاتے ہیں کیونکہ زبان سے ان کی ادائیگی الگ الگ ہوتی ہے، شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ نے بعض سورتوں کے شروع میں ان حروف کو لانے کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ ان کا مقصد قرآن حکیم کا اعجاز ثابت کرنا ہے کہ اللہ کی کتاب انہی حروف سے مرکب ہے جن سے تمہاری گفتگو کے کلمات بنتے ہیں، لیکن پھر بھی تم اس جیسا کلام لانے سے عاجز ہو، کیا یہ اس بات کا ثبوت نہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ ہی کا کلام ہے (اہل عرب کو اپنی زبان کی فصاحت و بلاغت پر بڑا ناز تھا، قرآن کی عظمت و فصاحت کے سامنے وہ لاجواب ہو گئے)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ یہی وجہ ہے کہ جن سورتوں کی ابتدا ان حروف سے ہوتی ہے، اُن میں قرآن کی عظمت اور اس کے اعجازی کلام ہونے پر زور دیا گیا ہے جیسا کہ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ، المٓصٓ كِتَابٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ، الٓمٓ تَنْزِيْلُ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعَالَمِيْنَ اور اسی طرح آپ دیکھیں گے کہ وہ تمام سورتیں جن کی ابتدا حروف مقطعات سے ہوئی ہے اُن میں کلام کی عظمت اور اس کے کلام اللہ ہونے پر زور دیا گیا ہے۔

(بحوالہ تیسیر الرحمن لبیان القران، ڈاکٹر محمد لقمان السلفی)

اللّٰهُ اس پوری کائنات کے خالق و مالک کا اسم ذات ہے اُس کی صفات ان گنت اور لامحدود ہیں۔

"الْحَیُّ" اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے "الدَّائِمُ الْحَيَاةِ بِلَا زَوَال" وہ جو ہمیشہ سے زندہ ہے اور جسے کبھی زوال نہیں۔ (کلمات القرآن حسنین مخلوف)

الْقَيُّوْمُ یہ بھی اللہ کا صفاتی نام ہے، پوری کائنات کا قائم رکھنے والا، محافظ و نگران ہے، وہی سب کی پرورش فرماتا اور نگرانی کرتا ہے، وہی موت و حیات کا مالک ہے وہ جب چاہے گا سب کو فنا کر دے گا اور وہ خود ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، ظاہر ہے کہ جو ذات ان صفات سے متصف ہے وہی عبادت کے لائق ہے، مخلوق میں سے کسی کو بھی یہ حیثیت حاصل نہیں یہاں تک کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام بھی اللہ تعالیٰ کے بندے، مسلمان اور اپنے رب کی عبادت کرنے والے اور اسی بات کی لوگوں کو دعوت دینے والے تھے۔ (دیکھیے انوار القرآن فی کشف اسرار القرآن مفتی محمد عاشق الٰہی مہاجر مدنی)

نَزَّلَ فعل ماضی، یعنی قرآن اس (رب العزت) نے اتارا، الْكِتٰبَ [القرآن] (نَزَّلَ يُنَزِّلُ) بتدریج اتارنا، اللہ تعالیٰ کے حکم سے جبرئیل امین قرآن حکیم کو رسول اللہ ﷺ کے قلب اطہر پر آہستہ آہستہ نازل فرماتے رہے، یہاں تک کہ اس کی تکمیل 23 برس میں ہوئی، بِالْحَقِّ (بِ۔الْحَقِّ) ساتھ حق کے، مُصَدِّقًا تصدیق کرنے والا، اسم فاعل، (لِ۔مَا) واسطے۔ یعنی قرآن تصدیق کرنے والا ہے اُن (کتابوں) کی جو، "بَيْنَ يَدَيْهِ" اس سے پہلے تھیں (يَدَىْ۔هِ) يَدٌ کا اصل معنی ہاتھ ہے لیکن یہاں معنی آگے ہے کیونکہ ہاتھ بھی انسان کے آگے ہوتا ہے، وَ اور، عاطفہ، کلام کو جوڑنے کے لیے ہے، اَنْزَلَ اتارا (رب العزت) نے فعل ماضی واحد مذکر غائب، التَّوْرٰةَ تورات (سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر)، وَ عاطفہ،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْاِنْجِيْلَ انجیل (سیدنا عیسی علیہ السلام پر) تورات اور انجیل دونوں مفعول ہیں۔ مِنْ قَبْلُ سے، پہلے، یعنی قرآن سے پہلے، هُدًى ہدایت (هَدٰى، يَهْدِيْ) ہدایت دینا، اس سے مصدر هُدًى ہدایت، لِّلنَّاسِ (لِ۔لنَّاسِ) واسطے، لوگوں کے، جار، مجرور، لِ حروف جارہ میں سے ہے اور اپنے بعد والے حرف کو زیر دیتا ہے یعنی قرآن سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے انبیاء کرام کے ذریعہ ہدایت نازل فرماتا رہا، وَ عاطفہ، اَنْزَلَ اس نے نازل کیا، فعل ماضی واحد مذکر غائب، الْفُرْقَانَ فرقان، قرآن کی صفت ہے (جو حق اور باطل میں فرق کرتا ہے) (فَرَقَ، يَفْرِقُ) سے مصدر فرقان ہے، اِنَّ بلاشبہ، بے شک، حرفِ تاکید، اپنے اسم کو نصب (زبر) اور خبر کو رفع (پیش) دیتا ہے جیسا کہ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ، بلاشبہ میرا رب بخشنے والا، مہربان ہے، كَفَرُوْا کفر کیا، فعل ماضی جمع مذکر غائب، بِاٰيٰتِ اللّٰهِ (بِ۔اٰيٰتِ۔ اللّٰهِ) ساتھ، آیات، اللہ تعالیٰ (کی نازل کردہ سے) ب، حروف جار میں سے ہے، آیات، مضاف مجرور، اللہ، مضاف الیہ، لَهُمْ (لَ۔هُمْ) واسطے، اُن کے، جار مجرور (خبر مقدم)، عَذَابٌ عذاب ہے، موصوف اور اس کی صفت ہے، شَدِيْدٌ بہت سخت، عربی زبان میں صفت موصوف کی حرکات یکساں ہوتی ہیں جیسا کہ رجلٌ صالحٌ نیک مرد، اِمْرَأَةٌ صالحةٌ نیک عورت، عَزِيْزٌ یہ اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے، غالب اور پوری طرح قدرت رکھنے والا، ذُوْانْتِقَامٍ بدلہ لینے والا (یہ بدلہ انصاف اور عدل پر مبنی ہوتا ہے)۔

تفسیر:

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ

اللہ تعالیٰ وہ ہے (کہ اس پوری کائنات میں) اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ زندہ ہے اور سب کا نگہبان ہے۔

اس آیت میں لفظ اللہ، اسم ذات ہے، جس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جو تمام کمالات کی جامع اور تمام نقائص سے پاک ہے، وہ اپنی ذات، صفات، علم اور اختیارات میں تنہا و یکتا ہے، قطعی طور پر اس کا کوئی شریک و سہیم نہیں ہے، وہ ہمیشہ سے زندہ اور موجود ہے اور ہمیشہ زندہ اور قائم رہے گا، اس لیے اس کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں، تمام فرشتے، جن، انسان، انبیاء کرام، اولیاء عظام اور دیگر ہر مخلوق عَبْد کی حیثیت رکھتی ہے، قرآن اعلان کرتا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنۡ کُلُّ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ اِلَّاۤ اٰتِی الرَّحۡمٰنِ عَبۡدًا (مریم:19/93)
زمین اور آسمانوں کے اندر جو بھی ہیں، سب کے سب اس کے حضور (اس کی مخلوق) اور اس کے بندوں کی حیثیت سے پیش ہونے والے ہیں، اس میں خاص طور پر یہود و نصاریٰ کا رد آ گیا جنھوں نے سیدنا عزیر علیہ السلام اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی (نعوذ باللہ) اولاد ٹھہرایا، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ارشاد ہوتا ہے:

لَنۡ یَّسۡتَنۡکِفَ الۡمَسِیۡحُ اَنۡ یَّکُوۡنَ عَبۡدًا لِّلّٰہِ وَ لَا الۡمَلٰٓئِکَۃُ الۡمُقَرَّبُوۡنَ ؕ وَ مَنۡ یَّسۡتَنۡکِفۡ عَنۡ عِبَادَتِہٖ وَ یَسۡتَکۡبِرۡ فَسَیَحۡشُرُہُمۡ اِلَیۡہِ جَمِیۡعًا (النساء:4/176) ''(سیدنا) مسیح نے کبھی اس بات کو عار نہیں سمجھا کہ وہ اللہ کا بندہ ہو اور نہ مقرب ترین فرشتے اس (بات) کو اپنے لیے عار سمجھتے ہیں، اگر کوئی اللہ کی بندگی کو اپنے لیے عار سمجھتا ہے اور تکبر کرتا ہے تو (عنقریب) وہ وقت آنے والا ہے (روز قیامت) جب اللہ سب کو گھیر کر اپنے سامنے حاضر کرے گا۔

الۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ

وہ ہمیشہ سے زندہ ہے (اور ہمیشہ زندہ رہے گا) اور سب کا نگہبان ہے (تمام مخلوق اسی کی نگرانی میں پل بڑھ رہی ہے اور اسی کے حکم پر ان کی موت و حیات ہے)، ارشاد ہوتا ہے:

کُلُّ مَنۡ عَلَیۡہَا فَانٍ ۚ وَّ یَبۡقٰی وَجۡہُ رَبِّکَ ذُو الۡجَلٰلِ وَ الۡاِکۡرَامِ (الرحمٰن:55/26,27)
''ہر چیز جو اس زمین پر ہے فنا ہو جانے والی ہے اور صرف تیرے رب کی جلیل و کریم ذات ہی باقی رہنے والی ہے۔

نَزَّلَ عَلَیۡکَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیۡہِ

(اے نبی) اس نے آپ پر اس کتاب (قرآن) کو حق کے ساتھ نازل فرمایا ہے، یہ تصدیق کرنے والا ہے (ان تمام کتب کی جو رب کی طرف سے انبیاء کرام پر نازل ہوئیں)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیاء علیہم السلام پر کتابوں کا اترنا، اس امر کی واضح دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ رب العالمین اور احکم الحاکمین ہے اور انبیاء و مرسلین معبود نہیں بلکہ اس کے برگزیدہ بندے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کو بندوں تک پہنچانے کے لیے مبعوث ہوئے، اگر انبیاء و مرسلین معبود ہوتے تو ان پر اللہ تعالیٰ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی وحی نازل نہ ہوتی، وحی بندوں پر نازل ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ پر وحی نازل نہیں ہوتی۔
(معارف القرآن، محمد ادریس رحمہ اللہ کاندھلوی)

اس لیے ارشاد ہوتا ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ
(الانبیاء: 25/21)

''(اے نبی) ہم نے آپ سے پہلے جو رسول بھی بھیجا ہے اس کو یہی وحی کی ہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، پس تم لوگ میری ہی عبادت کرو۔''

مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ

''(اس قرآن سے پہلے بھی وہ رب قدیر) لوگوں کی ہدایت کے لیے (انبیاء علیہم السلام پر) کتابیں نازل فرماتا رہا۔ اور اس نے نازل کیا (خاتم الانبیاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) پر فرقان (جو حق و باطل میں فرق کرتا ہے) اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات سے کفر کرتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے اور اللہ تعالیٰ غالب ہے (بے پناہ طاقت کا مالک ہے) اور بدلہ لینے والا ہے (جو عدل و انصاف پر مبنی ہوتا ہے)۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے برحق ہونے کی ایک اور دلیل بیان فرمائی ہے کہ (اے اہل کتاب) یہ بات تو تم بھی مانتے ہو کہ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تورات و انجیل نازل فرمائی تھیں، ان کے کتاب الٰہی ہونے کی کیا دلیل ہے؟ جو دلیل ان کے لیے ہے وہی قرآن کریم کے لیے ہے پس قرآن کریم بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے نازل فرمایا ہے، ایسے واضح دلائل کے باوجود بھی اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرے گا شر (اور بغاوت پر اتر آئے گا) تو اس کے لیے شدید عذاب ہے اور وہ اللہ جس نے لوگوں کی ہدایت کے لیے اپنے فضل سے (یہ جسم و جان اور بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے) غالب بھی ہے (بے پناہ طاقت کا مالک ہے) اور بدلہ لینے والا ہے (جو عدل و انصاف پر مبنی ہوتا ہے)۔

(تفسیر حقانی)

آیات مبارکہ کی حکمت و بصیرت:

۱) توحید کا پیغام ہر آسمانی کتاب کی بنیادی تعلیم ہے اور ہر نبی و رسول کا اولین پیغام ہے۔

۲) انبیاء علیہم السلام پر نازل ہونے والی کتابیں ایک دوسرے کی تصدیق کرتی ہیں، نیز تمام انبیاء علیہم السلام کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امانت وصداقت پر روشن دلیل ہیں اور رب کائنات کی عظمت وجلال کی مسلسل یاد دہانی ہے۔

۳) قرآن کریم اور خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت نے سابقہ تمام رسولوں کی صداقت اور پیغام حق پر صداقت کی مہر ثبت کر دی ہے۔

۴) مِنۡ قَبۡلُ هُدًى لِّلنَّاسِ میں اس طرف اشارہ ہے کہ لوگوں کو ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کا فیضان رحمت ہے اس لیے کہ اس کے بغیر حساب کتاب ممکن نہیں۔

۵) قرآن حکیم کو 'فرقان' کہہ کر واضح کر دیا کہ تمہیں حق و باطل میں فرق کرنے والی کسوٹی دے دی گئی ہے جس کی حفاظت کی ضمانت رب کریم نے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دے دی ہے، اسی طرح اس نے رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کو بھی چلتا پھرتا قرآن "خُلُقُهُ القرآن" کو تابندگی عطا فرمائی ہے۔

اک اسوۂ رسولؐ ہے وہ راہ مستقیم
ہوتے ہیں جس کے سامنے سب راستے فنا
جو بھی عمل خلاف پیمبرؐ ہے، کفر ہے
ہے طاعت رسول میں ایمان کی بقا
راضی کرو رسولؐ کو سنت کے ضبط سے
اس کی رضا میں پاؤ گے اللہ کی رضا

اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ

إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ۝٥
هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ ۚ لَا إِلَٰهَ إِلَّا
هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝٦

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلاشبہ اللہ (ایسا دانا و بینا ہے کہ) اس پر زمین و آسمان کی کوئی چیز چھپی نہیں ہے۔وہی اللہ (قادر مطلق) ہے جو تمہارا نقشہ ماں کے پیٹ میں جس طرح چاہتا ہے بناتا ہے (سبحان اللہ! جس کی شانِ ربوبیت، قدرتِ کاملہ اور کمال علم کی یہ انتہا ہو تو لازماً) اس کے سوا کوئی معبود نہیں (اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں) وہ غالب اور صاحبِ حکمت ہے۔

الفاظ:

إِنَّ بلاشبہ، بے شک، حرف مشبہ بالفعل، کلام میں زور پیدا کرتا ہے، لَا نہیں، نافیہ، يَخْفَى مخفی ہونا (خَفِيَ، يَخْفَى) پوشیدہ یا مخفی ہونا، عَلَيْهِ (عَلَى۔ هِ) اوپر۔اس کے، یعنی اللہ تعالیٰ پر ہِ کی ضمیر واحد مذکر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف جاتی ہے، جار مجرور، شَيْءٌ کوئی چیز، فِي میں، حرف جر، الْأَرْضِ زمین، مجرور، وَ اور عاطفہ، لَا نافیہ، فِي میں، حرف جار، السَّمَاءِ آسمان، مجرور، یعنی اللہ تعالیٰ پر زمین و آسمان کی کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے۔إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ "یقیناً اللہ پر زمین و آسمان کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔" یعنی اس کا علم تمام معلومات پر محیط ہے، ان آیات پر غور کیجیے:

إِنَّ اللَّهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَ النَّوَى يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ مُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ (الانعام:۶/۹۵)

بلاشبہ اللہ ہی (زمین میں کاشت کیے ہوئے) دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والا ہے، وہ جاندار کو بے جان سے نکال لاتا ہے اور بے جان کو جاندار سے نکالنے والا ہے (جیسا کہ انڈے سے مرغی اور مرغی سے انڈا) وہی تمہارا اللہ ہے پھر تم لوگ کدھر بہکے چلے جا رہے ہو۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ (البقرۃ:۲/۲۵۵)

اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں (وہ اپنی ذات میں، صفات میں، یکتا و تنہا ہے) وہ زندہ ہے (ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا) اور سب کا تھامنے والا ہے (وہ بے نیاز ہے اور ساری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخلوق اس کی ضرورتمند ہے) جسے نہ اونگھ آئے نہ نیند۔

مندرجہ بالا صفات کا صرف اور صرف رب کائنات ہی مالک ہے اس میں انبیاء واولیاء، اتقیاء وصلحا، یہاں تک سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بھی سب کے سب اللہ تعالیٰ کے بندے اور عاجز مخلوق ہیں۔

هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

(آل عمران: 6/3)

وہی اللہ (قادر مطلق) ہے جو تمہارا نقشہ ماں کے پیٹ میں جس طرح چاہتا ہے بناتا ہے (سبحان اللہ! جس کی شانِ ربوبیت، قدرتِ کاملہ اور کمالِ علم کی یہ انتہا ہو تو لازماً) اس کے سوا کوئی معبود نہیں (اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں) وہ غالب اور صاحبِ حکمت ہے۔

هُوَ وہ (اللہ) ہے اسم ضمیر واحد مذکر، **الَّذِيْ**، جو اسم موصول مفرد، **يُصَوِّرُكُمْ** (**يُصَوِّرُ۔ كُمْ**) وہ تصویر بناتا ہے۔ تم سب کی، **يُصَوِّرُ**، فعل مضارع واحد مذکر (**صَوَّرَ۔ يُصَوِّرُ**) شکل وصورت بنانا، **كُمْ** ضمیر جمع مخاطب، یعنی اللہ تعالیٰ جس طرح چاہتا ہے تم سب انسانوں کی شکل وصورت بناتا ہے، اور وہ "**اَلْمُصَوِّرُ**" ہے تصویر بنانے والا، اس کے صفاتی ناموں میں سے ہے، **فِي الْأَرْحَامِ**. **فِي** میں حرفِ جار، **الْأَرْحَامِ** رحموں، اس کا مفرد رحم ہے (ماں کا پیٹ)، **كَيْفَ** جس طرح، جیسے مجرور، **يَشَآءُ** وہ (اللہ) چاہتا ہے، فعل مضارع واحد مذکر غائب، (**شَآءَ۔ يَشَآءُ**) چاہنا، **مَا شَآءَ اللّٰهُ** تعجب کے موقع پر کہتے ہیں کہ یہ بات بہت خوب ہے اور اللہ کے ارادہ اور تقدیر سے ہے، مشیت، چاہت، مرضی، اردو میں استعمال ہوتا ہے، جیسا کہ مومن مشیت الٰہی پر راضی رہتا ہے، **لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ**. **لَآ** نہیں ہے، لائے نافیہ قطعی نفی کرتا ہے، **إِلٰهَ** معبود، **إِلَّا** مگر حرف استثنا، **هُوَ** وہ (اللہ) اسم ضمیر واحد مذکر، یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا قطعی کوئی معبود (یعنی عبادت کے لائق) نہیں ہے، **هُوَ** مبتدا، **الْعَزِيْزُ** خبر اول اس پوری کائنات میں غلبہ واقتدار رکھنے والا، وہی حاکم اعلیٰ ہے اور سب اس کے محکوم ہیں، اگر اس نے کسی کو کسی حکومت اور سلطنت میں اختیار دیا ہے تو بالکل عارضی ہے اور وہ جس کو چاہتا ہے یہ اختیار دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے، اور یہی مندرجہ ذیل آیت کا مفہوم ہے:

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (آل عمران:26/3)

''(اے نبیؐ) آپ فرما دیجیے! اے اللہ، صرف تو ہی بادشاہت اور حاکمیت اعلیٰ کا مالک ہے، تو (ہی) جس کو چاہے سلطنت (بادشاہی) عطا فرمائے اور (تو ہی) جس سے چاہے سلطنت (بادشاہی) چھین لے، جسے چاہے عزت بخشے (عارضی اقتدار و عزت دے) اور جس کو چاہے ذلیل کر دے (اس اقدار سے محروم کر دے) سب بھلائی (خیر و خوبی) تیرے ہی قبضہ و قدرت میں ہے، بلاشبہ تو ہر چیز پر قادر ہے (اور سب لوگ تیرے سامنے عاجز و بے بس ہیں بے کس اور درماندہ ہیں۔

"اَلْحَكِيْمُ" خبر ثانی اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں سے ہے اس لیے کہ اس نے اس کائنات اور اس کی ہر چیز کو حکمت سے پیدا کیا اور اس نے انسانوں کے لیے ایسا دستورِ حیات وضع کیا جو حکمت پر مبنی ہے۔

هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ وہی اللہ (قادر مطلق) ہے وہ تمہارا نقشہ ماں کے پیٹ میں جس طرح چاہتا ہے بناتا ہے۔

ان آیات پر بھی غور کر لیجیے:

يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۝ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۝ فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ۝ (الانفطار:6-8/82)

اے انسان تجھے آخر کس چیز نے اپنے رب کریم کے بارے میں مغرور کر دیا ہے، اس کی ذات تو وہ ہے جس نے تجھے پیدا کیا، پھر تسویہ کیا (ہر عضو کو صحیح صحیح جگہ درست طور پر لگا دیا) پھر تیری تعدیل کی (شکل وصورت کو اعتدال و توازن بخشا) پھر تجھے جس صورت میں چاہا ترکیب دیا (دنیا بھر کے انسانوں کی شکلوں، عقلوں، فہم و فراست، یہاں تک آوازوں اور لہجوں میں تھوڑا بہت فرق رکھا، کہ "**المصور**" کی صورت گری کی داد دینی پڑتی ہے، سبحان اللہ!)

پھر اس رب کریم کی قدرت کا اندازہ لگایئے:

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۭ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۝ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝ (الشوریٰ:49,50/42)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اللہ ہی زمین اور آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جس کو چاہتا ہے بیٹیاں دیتا اور جس کو چاہتا ہے بیٹے دیتا ہے یا اُن کو بیٹے اور بیٹیاں دونوں سے نوازتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بے اولاد رکھتا ہے (یہ اس کی مصلحتیں ہیں) وہ سب کچھ جانتا ہے (اس کا علم حکمت پر مبنی ہے) اور وہ ہر بات پر قادر ہے (سبحان اللہ! اُس کی قدرت کا کون اندازہ کر سکتا ہے؟)''

تمام انبیاء ورسل علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندے، اس کے احکام کو ماننے والے اور اس کا پیغام لوگوں تک پہنچانے والے تھے یہاں تک کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور مقرب ترین فرشتوں کے بارے میں قرآن اس طرح اعلان کرتا ہے:

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ﴿۱۷۲﴾ (النساء:172/4)

''مسیحؑ نے کبھی اس بات کو عار نہیں سمجھا کہ وہ اللہ کا بندہ ہو اور نہ مقرب ترین فرشتے اس (بات) کو اپنے لیے عار سمجھتے ہیں، اگر کوئی اللہ کی بندگی کو اپنے لیے عار سمجھتا ہے اور تکبر کرتا ہے تو (عنقریب روزِ جزا و سزا وقت آنے والا ہے) جب اللہ سب کو گھیر کر اپنے سامنے حاضر کرے گا۔''

اور اگر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے سیدہ مریمؑ کے بطن سے بغیر باپ کے پیدا فرمایا تو سیدنا آدم علیہ السلام کی پیدائش بھی بغیر باپ کے اسی قادرِ مطلق کی قدرت و رحمت کا ظہور ہے۔ وہ تو ہر بات پر قادر ہے آخر، زیرِ زمین تمام دفن شدہ اربوں اور کھربوں انسانوں کو صرف لفظ کن سے زندہ کر کے اپنے حضور حاضر فرمادے گا۔

اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۵۹﴾ (آل عمران:59/3)

''اللہ کے نزدیک عیسیٰؑ کی مثال آدمؑ کی سی ہے کہ اللہ نے اسے مٹی سے پیدا کیا اور حکم دیا کہ ہو جا اور وہ ہو گیا۔''

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ بلاشبہ اللہ (ایسا دانا وبینا ہے کہ) اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر زمین و آسمان کی کوئی چیز چھپی نہیں۔

اسے زمین و آسمان کے ذرّے ذرّے کا علم ہے، انسان کے ماضی، حال اور مستقبل سب اس کے سامنے حال ہیں، ظاہر ہے کہ سیدنا عیسیٰؑ کو ایسا کامل علم حاصل نہ تھا، وہ صرف اسی قدر جانتے تھے جس قدر اللہ تعالیٰ نے انہیں بتا دیا تھا، اس لیے سیدنا عیسیٰ یا کوئی نبی حتیٰ کہ خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ بھی اس کے بندے اور رسول ہیں، اُس اللہ کی ذات ہر قسم کے شرک سے مبرّا ہے۔

۲) هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

وہی (اللہ) ہی تو ہے جو (ماؤں کے) رحموں میں جیسی چاہتا ہے تمہاری صورتیں بناتا ہے، اُس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہی غالب اور حکمت والا ہے۔

اس آیت میں یہ اشارہ فرما دیا کہ سیدنا عیسیٰؑ (اور تمام انبیاء) انسانوں کی طرح اللہ تعالیٰ ہی کے پیدا کیے ہوئے ہیں، اس لیے نہ تو وہ معبود ہو سکتے ہیں اور نہ ہی اس کا جزو۔ سیدنا عیسیٰؑ بھی بطنِ مادر (سیدہ مریمؑ) سے پیدا ہوئے ہیں اور بطن مادر میں جو صورت بنتی ہے وہ مخلوق ہے اور خالق کی محتاج ہے، اور اللہ تعالیٰ محتاج نہیں ہوتا۔ (معارف القرآن، مفتی محمد شفیع ؒ)

آہ اے مردِ مسلماں کیا تجھے یاد نہیں
حرفِ لَا تَدْعُ مع اللہ اِلٰهًا آخَرُ

آیاتِ محکمات اور متشابہات

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ۭ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاۗءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاۗءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَا يَعۡلَمُ تَاۡوِيۡلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوۡنَ فِى الۡعِلۡمِ يَقُوۡلُوۡنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنۡ عِنۡدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ⑦

(اے نبیؐ) وہی (حی و قیوم ذات) ہے جس نے آپ پر الکتاب (القرآن) کو نازل فرمایا، اس کتاب میں دو طرح کی آیات ہیں......ایک قسم تو محکم آیات کی ہیں (جو واضح اور روشن ہیں اور دنیا وآخرت میں فوز وفلاح کیلئے کافی ہیں) اور یہ کتاب کی اصل و بنیاد ہیں دوسری قسم متشابہات کی ہے (جس کا مفہوم کھلا اور واضح نہیں ہے) تو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے (نفاق اور گمراہی ہے) وہ (محکم آیات کو چھوڑ کر) اپنی خواہشات کے مطابق ان آیات کے پیچھے پڑ جاتے ہیں جو کتاب اللہ میں متشابہ ہیں اس غرض سے کہ فتنہ پیدا کریں (لوگوں کو گمراہ کریں) حالانکہ ان کی حقیقت اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا (کیونکہ ان کا تعلق اُس دنیا سے ہے جہاں تک انسان کا علم و حواس نہیں پہنچ سکتے) مگر جو لوگ علم میں پکے ہیں (اور ان کا ایمان مضبوط ہے وہ متشابہات کے پیچھے نہیں پڑتے بلکہ وہ دل و جان سے پکارتے ہیں) کہ ہم ان پر ایمان لے آئے، سب (محکمات اور متشابہات) ہمارے رب کی طرف سے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ (تعلیم قرآن اور حق سے) دانائی حاصل نہیں کرتے مگر وہی، جو عقل و بصیرت رکھنے والے ہیں۔

الفاظ:

هُوَ وہی (اللہ) ہے اسم ضمیر واحد مذکر غائب (مبتدا)، اَلَّذِیۡۤ جس نے اسم موصول (خبر)، اَنۡزَلَ نازل کیا، فعل ماضی واحد مذکر (اَنۡزَلَ یُنۡزِلُ) نازل کرنا، عَلَيۡكَ (عَلٰی۔كَ) پر، آپ یعنی آپ ﷺ پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلٰی حرف جار، کَ ضمیر واحد مخاطب مجرور، الْکِتٰبَ (قرآن)، مِنْهُ (مِنْ۔ہُ) سے، اُس، یعنی اس کتاب میں سے، اٰیٰتٌ آیات، اس کا مفرد اٰیَةٌ قرآن حکیم یں ہر گول دائرہ پر آیت کا نمبر لگا ہوتا ہے اور ہر فقرہ جس میں کوئی حکم ہو یا وہ ایک مستقل عبارت ہو، ایک آیت ہے قرآن حکیم میں کل آیات شمار کر لی گئی ہیں ان کی میزان ۶۶۱۶ (چھ ہزار چھ سو سولہ) [اتقان: بحوالہ تفسیر ماجدی] اٰیَةٌ کا لفظی معنی نشانی، دلیل، گویا کہ ہر آیت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کی نشانی اور حق وصداقت کی دلیل ہے، پھر انفس وآفاق میں رب کائنات کی بے شمار نشانیاں بکھری ہوئی ہیں۔ جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

وَفِي الْأَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ ﴿٢٠﴾ وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿٢١﴾ (الداريات: 20,21/51)

”اور یقین رکھنے والوں کے لیے زمین میں (اللہ تعالیٰ کی قدرت اور کاریگری کی ان گنت) نشانیاں ہیں اور (اے لوگو!) خود تمہارے نفسوں میں بھی (اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں) پھر کیا تم غور نہیں کرتے۔“

مُّحْكَمٰتٌ مُّحْكَمٌ (واضح) اس لفظ کا مادہ (ح ک م) اَحْكَمَ يُحْكِمُ سے اسم مفعول مُحْكَمَةٌ اور اس کی جمع مُحْكَمَاتٌ، آیَاتٌ مُحْكَمَاتٌ، واضح اور روشن آیات، هُنَّ وہ (آیات) اسم ضمیر جمع مونث مبتدا ہے، اُمُّ الْكِتٰبِ کتاب کی بنیاد اور اصل، دراصل اُمٌّ، ماں، والدہ کو کہتے ہیں، اس کی جمع اُمّھَاتٌ آتی ہے جیسا کہ اُمَّهَاتُ الْمُومنین اہل ایمان کی مائیں، رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات کی حیثیت اہل ایمان کے لیے ماں کا رتبہ اور درجہ رکھتی ہیں، اس طرح اُمُّ الْقُرٰى، بستیوں کا صدر مقام یعنی مکہ مکرمہ کہلاتا ہے، وَ اور، عاطفہ، کلام میں ربط پیدا ہوتا، اُخَرُ دوسری (آیات) موصوف ہے یہ لفظ غیر منصرف ہے اس لیے اس پر تنوین نہیں آئی۔ اس کی صفت ہے، مُتَشٰبِهٰتٌ متشابہ (غیر واضح) ہیں اس کا مادہ (ش ب ہ) ہے تَشَابَهَ يَتَشَابَهُ سے اسم فاعل مُتَشَابِهٌ اور اس کی جمع مُتَشٰبِهٰتٌ (غیر واضح) ہے۔ فَاَمَّا (فَ۔اَمَّا) تو۔ جو، اَمَّا، حرف شرط کہلاتا ہے کسی بات کی تفصیل کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے، الَّذِيْنَ جو لوگ اسم موصول جمع مذکر کا صیغہ ہے، فِيْ میں حروف جارہ میں سے ہے جو بعد والے حرف کو عموماً زیر دیتے ہیں، قُلُوْبِهِمْ (قُلُوْبِ۔هِمْ) دلوں۔ ان کے یعنی وہ لوگ جن کے دلوں میں، زَيْغٌ ٹیڑھا پن ہے، کجی ہے، جو خواہشات نفس کی پیروی میں حق بات سے منہ موڑنا چاہتے ہیں (المراغی)،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَيَتَّبِعُوْنَ (فَ-يَتَّبِعُوْنَ) تو-وہ پیروی کرتے ہیں، فعل مضارع جمع مذکر غائب (ت ب ع) اس کا مادہ اِتَّبَعَ، يَتَّبِعُ سے يَتَّبِعُوْنَ اِتِّبَاعٌ باب افتعال ہے، مَا جو مَا موصولہ ہے، تَشَابَهَ متشابہ (ہیں) یعنی غیر واضح ہیں، مِنْهُ (مِنْ-هُ) جار، مجرور سے، اس، یعنی کج دماغ ان آیات کے پیچھے پڑتے ہیں جو غیر واضح ہیں، ابْتِغَآءَ تلاش کرتے ہوئے، مفعول لہٗ مضاف، الْفِتْنَةِ فتنہ کو مضاف الیہ، وَ اور عاطفہ، ابْتِغَآءَ تلاش کرتے ہوئے، تَأْوِيْلِهٖ (تَأْوِيْلِ-هٖ) تاویل، اس کی یعنی متشابہات کی اپنی خواہش اور مرضی سے معنی بناتے ہیں، وَ مَا اور حالانکہ، مَا نہیں، نافیہ، يَعْلَمُ جانتا ہے، فعل مضارع، واحد مذکر غائب (عَلِمَ يَعْلَمُ عِلْمًا وَمَعْلُوْمٌ وَهُوَ عَالِمٌ جمع عُلَمَاءُ)، تَأْوِيْلَهٗ (تَأْوِيْلَ-هٗ) تاویل، اس کی یعنی متشابہات کی تاویل (اصل مفہوم)، اِلَّا اللّٰهُ مگر اللہ تعالیٰ یعنی متشابہات کا اصل مفہوم و معنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے، وَ اور عاطفہ، الرّٰسِخُوْنَ پختہ کار اس کا مادہ (ر س خ) ہے (رَسَخَ، يَرْسَخُ) مضبوط ہونا، فِي الْعِلْمِ علم میں، رسوخ فی العلم کا مطلب ہے، قرآن و حدیث پر گہری نظر ہونا، يَقُوْلُوْنَ کہتے ہیں فعل مضارع جمع مذکر، اٰمَنَّا ہم ایمان لائے، فعل ماضی جمع متکلم، بِهٖ (بِ-هٖ) ساتھ- اس کے یعنی متشابہات کو بھی ہم دل و جان سے مانتے ہیں کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں، كُلٌّ یہ سب مبتدا ہے، مِّنْ سے حروف جارہ میں سے ہے، رَبِّنَا (رَبِّ-نَا) رب مضاف، ناہمارے، مضاف الیہ مضاف اور مضاف الیہ مل کر خبر ہے، وَ مَا (وَ-مَا) اور نہیں، يَذَّكَّرُ نصیحت حاصل کرتے، اِلَّآ مگر، اُولُوا والے، مضاف (فاعل)، الْاَلْبَابِ عاقلین (سمجھدار) مضاف الیہ یعنی حق اور سچ بات سے نصیحت تو عقلمند ہی قبول کرتے ہیں۔

ان آیات پر بھی غور کر لیجیے:

وَفِي الْاَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ ﴿٢٠﴾ وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿٢١﴾ (الذّٰريٰت:51/21)

”زمین میں (اللہ تعالیٰ کی قدرت کی) بہت سی نشانیاں یقین لانے والوں کے لیے ہیں، اور (اے انسان!) خود تمہارے وجود میں بھی ہیں، کیا تم غور و فکر سے کام نہیں لاتے (سر سے پاؤں تک غور تو کرو)۔“

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿١٧﴾ (القمر:54/17)

”(رب کریم کا فرمان ہے) اور ہم نے قرآن کو (لوگوں کے) سمجھنے کے لیے آسان کر دیا ہے، پھر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کوئی سوچنے والا (کہ اس سے نصیحت حاصل کرے اور دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل کرے)۔"

آج کے درس کی آیہ مبارکہ پر مولانا ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں:

"کتاب اللہ کی تعلیم ہمیشہ دو اصولی قسموں پر مشتمل ہوتی ہے...... محکم اور متشابہ، محکم سے مراد وہ مطالب ہیں جو اصل اور بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں اس لیے انسانی عقل کے لیے صاف صاف اور کھلے احکام ہیں مثلاً توحید و رسالت، اوامر و نواہی (نیکیوں اور برائیوں کی پہچان) حلال و حرام، متشابہ سے مقصود وہ مطالب ہیں جن کا تعلق ماوراء عقل سے ہے اور انسان علم و حواس کے ذریعہ ان کا ادراک نہیں کرسکتا، مثلاً اللہ کی ہستی، موت کے بعد کی زندگی، عالم آخرت کے احوال، عذاب و ثواب کی حقیقت، پس ناگزیر طور پر ان کا بیان ایسے پیرایہ میں کیا جاتا ہے کہ فہم انسانی کے لیے ناقابل برداشت نہ ہو اگر ایک شخص کج فہمی سے کاوش کرنی چاہے تو طرح طرح کے معنی و مباحث کو (اپنی مرضی و خواہشات) کا جامہ پہنا سکتا ہے۔

پس جو لوگ سمجھ کے سیدھے اور علم میں پکے ہوتے ہیں وہ محکمات کو اصل سمجھتے ہیں کہ عمل و ہدایت کے لیے کافی ہیں اور متشابہات کے پیچھے نہیں پڑتے کہ ان میں کاوش سود مند عمل نہیں، علم کے رسوخ اور معرفت کے کمال سے یہ حقیقت ان پر کھل جاتی ہے کہ متشابہات کی حقیقت کا ادراک عقل انسانی کی پہنچ سے باہر ہے، وہ خلافِ عقل نہیں ہیں مگر ماوراء عقل ہیں انسان ان پر یقین کرسکتا ہے، مگر ان کی حقیقت نہیں پاسکتا ہے، پس وہ کہتے ہیں جو کچھ بھی اللہ کے کلام میں ہے ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں اور اس سے آگے قدم بڑھانا نہیں چاہتے لیکن جن لوگوں کی سمجھ میں کجی ہوتی ہے وہ متشابہات کے پیچھے پڑ جاتے ہیں اور ایمان و یقین کے لیے فتنہ پیدا کردیتے ہیں۔ (ترجمان القرآن، ج:1)

سمجھدار لوگ زبان اور دل سے اللہ تعالیٰ کے حضور اس طرح گویا ہوتے ہیں۔

اہل ایمان رب کے حضور

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ ﴿٨﴾ رَبَّنَا إِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ ﴿٩﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(دانشمند اللہ کے حضور اس طرح دعا کرتے رہتے ہیں) اے ہمارے رب! جب آپ ہمیں سیدھے رستے پر لگا چکے ہیں، تو پھر ہمارے دلوں کو کجی میں مبتلا نہ کر دیجیے۔ ہمیں اپنے خزانۂ غیب سے اپنی رحمت عطا فرمایئے کہ آپ ہی فیاضِ حقیقی ہیں، اے ہمارے رب! یقیناً آپ سب لوگوں کو ایک روز جمع کرنے والے ہیں، جس کے آنے میں کوئی شبہ نہیں ہے، آپ ہرگز اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔

الفاظ:

رَبَّنَا (رَبَّ۔نَا) (اے) رب منادی مضاف، ہمارے، مضاف الیہ، لَا نہ، ناہیہ (دعائیہ)، تُزِغْ ٹیڑھا کر اس کا مادہ (زی غ) اَزَاغَ یُزِیْغُ سے فعل نہیں واحد مذکر مخاطب لَا تُزِغْ تو ٹیڑھا نہ فرما، قُلُوْبَنَا (قُلوب۔نا) دل مضاف ہمارے مضاف الیہ، بَعْدَ بعد، (اس کے) ظرف زمان، اِذْ جبکہ، ظرف، هَدَيْتَنَا (هَدَيْتَ۔نَا) تو نے ہدایت فرمائی، فعل ماضی واحد مذکر مخاطب (هَدٰى، يَهْدِيْ، هُدًى و هادِی) ہدایت دینا ہماری اَلْهَادِي، صراط مستقیم پر لے چلنا، هُدًى، ہدایت الهادی ہدایت دینے والا، رب العزت کا اسم صفت ہے، ارشاد ہوتا ہے:

قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ۝۵۰ (طٰہٰ:50/20)

''(موسیٰ علیہ السلام نے کہا) ہمارا رب وہ ہے کہ جس نے ہر شے کو اس کا وجود بخشا (اس کی استعداد کے مطابق) پھر اس کی رہنمائی کی (جینے کا سلیقہ وقرینہ عطا فرمایا)۔''

وَ اور، عاطفہ کلام کو جوڑنے کے لیے، هَبْ عطا فرما، فعل امر، اس کا مادہ (وھب) ہے (وَهَبَ، يَهَبُ، وَهْبًا، وَهِبَةً) کسی کو بلاعوض کوئی چیز دینا، بخشنا، اَلْوَهَّابُ اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے، یہ جسم و جان، ان گنت اور بے شمار نعمتیں اور سب سے بڑھ کر ہدایت اور دین اسلام، رسول رحمت ﷺ کی تشریف آوری، اسی کی رحمت اور عطا ہے ہم اس کے حضور دعا کرتے ہیں، وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اے ہمارے رب ہمیں عطا فرما اپنے پاس سے رحمت و بخشش۔ مِنْ سے حرف جار، لَّدُنْكَ (لَّدُنْ۔كَ) طرف مضاف، اپنے مضاف الیہ کَ ضمیر واحد مذکر مخاطب، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف جاتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، اِنَّكَ (اِنَّ۔كَ) بلاشبہ۔ تو، ضمیر واحد مذکر مخاطب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف جاتی ہے، اَنْتَ، تو ہی ضمیر واحد مخاطب منفصل، یہ بھی اسی آقا ومولا کی طرف جاتی ہے، غور کیجیے اِنَّكَ اور اَنْتَ لانے سے جملہ میں کتنی تاکید اور زور پیدا ہوتا ہے کہ ہر بخشش وعطا صرف اور صرف تیری ہی طرف سے ہے، رَبَّنَا (رَبَّ۔نَا) (اے) رب، منادی مضاف۔ ہمارے مضاف الیہ اِنَّكَ (اِنَّ۔كَ) یقینا حرف مشبہ بالفعل، تو (رب العزت)، جَامِعُ جمع کرنے والا ہے (روز قیامت) جَمَعَ يَجْمَعُ سے اسم فاعل، مضاف جَامِعُ، النَّاسِ لوگوں (کو) مضاف الیہ، لِيَوْمٍ (لِ۔يَوْمٍ) لیے، حرف جار، دن، مجرور یعنی اس دن (روز قیامت) لَّا نہیں، نافیہ، رَيْبَ شک، اسم، فِيْهِ (فِيْ۔هِ) میں، جار، اُس، مجرور، اِنَّ اللهَ بلاشبہ حرف مشبہ بالفعل، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا اسم ذات، لَا يُخْلِفُ نہیں خلاف ورزی کرتا، الْمِيْعَادَ وعدے (کی) يُخْلِفُ کا مادہ (خ ل م) ہے اَخْلَفَ، يُخْلِفُ، وعدہ خلافی کرنا، باب افعال ہے الْمِيْعَادَ کا مادہ (و ع د) ہے وعد، يَعِدُ، سے الميعاد بروزن مفعال ہے، وعدہ۔

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) اللہ تعالیٰ کی کتاب روشن اور واضح ہے، اس میں آیات کی اکثریت 'محکمات' کی ہے، جو ہدایت اور کامیابی کیلئے کافی وشافی ہیں اور بعض آیات 'متشابہ' ہیں جن تک ہماری عقل کی رسائی نہیں ہو سکتی ہے، ایمان کا تقاضا ہے کہ ہم سب کو سچے دل سے مانیں اور برضا تسلیم کریں۔

۲) پس وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ قرآن کے اسی حصے کے پیچھے ہو لیتے ہیں جو متشابہ ہیں۔ اس میں کھلا ہوا اور براہ راست اشارہ ہے یہودیوں اور مسیحیوں کی طرف جنہوں نے اپنے رسولوں کی صاف اور واضح صریح اور روشن ہدایت توحید کو پس پشت ڈال کر ان کی بعض تشبیہات کو کچھ کا کچھ بنا دیا تھا نیز اس میں تمام اہل بدعت بھی آجاتے ہیں جو اپنی خواہشات سے قرآن کو بدلتے ہیں۔

۳) جن لوگوں کا اللہ تعالیٰ پر پختہ ایمان ہوتا ہے وہ عقل سلیم سے کام لیتے ہیں قرآن حکیم پر تدبر وتفکر کرتے ہیں اور انفس وآفاق پر بھی غور وفکر کرتے ہیں اور آقا ومولا کی ہر بات کو دل وجان سے قبول کرتے ہیں اور ان کے لبوں پر دعائیں جاری وساری ہوجاتی ہیں۔

۴) اے رب کریم! ہمیں صراط مستقیم پر قائم ودائم رکھ اور ہمارا حال کہیں یہود ونصاریٰ کا سا نہ ہوجائے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو کتاب و نبوت کے بعد بھی گمراہ ہو گئے یہ دعائیں کن لوگوں سے منگوائی جا رہی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے "الرّاسخون فی العلم" کا رتبہ عطا فرمایا ہے، وہ اپنے علم پر نازاں نہیں ہوتے بلکہ ہمیشہ رب کے فضل اور اس کی رحمت کے متلاشی رہتے ہیں۔

اے رب کریم ہمیں بھی اپنی رحمت سے انہی لوگوں میں شامل کر دیجیے۔ آمین!

خود بدلتے نہیں، قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس قدر جہ فقیہانِ حرم بے توفیق

مال واولاد کا غرور اور اس کا انجام

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَن تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُم مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمْ وَقُودُ النَّارِ ﴿١٠﴾

بلاشبہ جن لوگوں نے (ایمان وراست بازی کی جگہ) کفر کی راہ اختیار کی تو (وہ یاد رکھیں) انہیں اللہ کی پکڑ سے نہ تو ان کی دولت بچا سکے گی (جس کی کثرت وشوکت پر انہیں گھمنڈ ہے) نہ آل اولاد (جو دنیا کی مصیبتوں مشکلوں میں ان کے کام آتی رہتی ہے) یہ وہ لوگ ہیں کہ آتش عذاب کا ایندھن بن کر رہیں گے۔

الفاظ:

إِنَّ یقیناً، بلاشبہ، حرف مشبہ بالفعل، الَّذِينَ وہ لوگ جو اسم موصول جمع مذکر اس کا مفرد الذی ہے، كَفَرُوا کفر کیا انہوں نے فعل ماضی جمع مذکر غائب (كَفَرَ، يَكْفُرُ، كُفْرًا وَ كُفْرَانًا) کافر ہونا، کفر کرنا،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی نعمتوں کی ناشکری اور انکار کرنا، اس کے احکام کو نہ ماننا، آپ ﷺ کی رسالت کا انکار، کفر کے معنی دراصل چھپانے کے ہیں جیسا کہ عربی محاورے میں کہا جاتا ہے: "کَفَرَ الزَّارِعُ الْبِذْرَ بِالتُّرَابِ" کسان نے بیج مٹی میں چھپا دیا، کسان کو عربی زبان میں کَافِرٌ بھی کہتے ہیں اور اس کی جمع کُفَّارٌ آتی ہے، اس لیے کہ وہ دانے کو مٹی میں چھپا دیتا ہے اسی طرح کافر (منکر) بھی حق بات کو چھپا کر پس پشت ڈال دیتا ہے۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں آتا ہے:

كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ (الحدید:20/57)

"(باران رحمت ہونے پر) اس سے پیدا ہونے والی نباتات کو دیکھ کر کاشت کار (کسان) خوش ہو گئے۔"

لَنْ تُغْنِيَ (لَنْ/تُغْنِيَ) ہرگز نہ کفایت کرے گا۔ فائدہ دے گا (اَغْنٰی یُغْنِیْ) سے فعل مضارع واحد مونث غائب باب افعال ہے، لَنْ ہرگز نہ فعل مضارع کے شروع میں آجائے تو اس کا آخری حرف منصوب (زبر والا) ہو جاتا ہے اور مستقبل قریب کے معنی پیدا ہوتے ہیں، جیسا کہ تُغْنِيَ کی یَ پر زبر ہے، عَنْهُمْ (عَنْ۔هُمْ) سے، اُن، عَنْ جار هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب، مجرور، اَمْوَالُهُمْ (اَمْوَالُ۔هُمْ) مال۔ اُن کے اَمْوَال اس کا مفرد مال ہے، اموال، فاعل بھی ہے اور مضاف بھی ہے هُمْ، ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ، دونوں مل کر مرکب اضافی ہوئے اور لفظ تُغْنِيْ کا فاعل ہے، وَ اور عاطفہ، جملے میں ربط پیدا ہوتا ہے، لَا نہ، نافیہ، اَوْلَادُهُمْ (اَوْلَادُ۔هُمْ) اولاد، ان کی، اولاد مضاف اس کا مفرد ولد، هُمْ مضاف الیہ، ضمیر جمع مذکر غائب اور دونوں مل کر مرکب اضافی بنتے ہیں اور ان کا عطف اَمْوَالُهُمْ پر ہے (حرف عطف کے ذریعہ کسی لفظ یا جملہ کو سابق [پچھلے] کے ساتھ جوڑنا اور مفہوم میں ربط پیدا کرنا ہوتا ہے، (مِّنَ اللهِ) مِّنَ سے، اللهِ جار مجرور، یعنی یہ مال و دولت، آل اولاد آخرت میں اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکیں گے، شَيْئًا کچھ بھی، مفعول بہ، اس نے جملہ میں مزید تاکید اور زور پیدا کر دیا ہے، اُولٰٓئِكَ وہی ہیں، مبتدا، هُمْ وہ سب (کافر اور منکر) ضمیر جمع مذکر منفصل، وَقُوْدُ ایندھن، آگ میں جلانے کی چیز، اس کا مفرد وقد ہے مضاف، النَّارِ آگ (کا) مضاف الیہ، مضاف اور مضاف الیہ مرکب اضافی، اولئك مبتدا، وَقُوْدُ النَّار، اس کی خبر ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخرت میں اموال واولاد کام نہیں آئیں گے

مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی مہاجر مدنی لکھتے ہیں:

اہل کفر اپنے مالوں پر اور اولاد پر بہت فخر کرتے ہیں اور یہ گمان رکھتے ہیں کہ یہ چیزیں ہمارے لیے بہت فائدہ مند ہیں۔ دنیا میں کچھ نہ کچھ فائدہ پہنچ ہی جاتا ہے، ان کا یہ خیال خام ہے کہ آخرت میں بھی مال اور اولاد سے کام چلے گا اور اللہ کے عذاب سے یہ چیزیں ہم کو بچالیں گی۔ ارشاد ہوتا ہے:

وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۙ وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ۝۳۵ (سبا: 35/34)

”(اور اہل کفر نے تکبر سے داعیان الی اللہ یعنی انبیاء کرام اور اہل حق سے کہا) ہم مال اور اولاد میں تم سے زیادہ ہیں (اگر اللہ کو عذاب ہی دینا ہوتا تو یہاں ہم کو خوشحال کیوں بناتا؟) اور ہم پر تو عذاب آنے کا نہیں (آہ! یہ کس خوش فہمی میں مبتلا ہیں)۔“

اس کا جواب قرآن حکیم نے کتنے واشگاف الفاظ میں دیا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَھُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝۹۱ (آل عمران: 91/3)

”جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور کفر ہی کی حالت میں جان دی، ان میں سے کوئی اگر اپنے آپ کو سزا سے بچانے کے لیے روئے زمین بھر کر بھی سونا فدیہ (اپنی جان کو عذاب سے چھڑانے کے لیے دے ڈالے) تو اسے قبول نہ کیا جائے گا، ایسے لوگوں کے لیے دردناک سزا تیار ہے اور وہ اپنا کوئی مددگار نہ پائیں گے۔“

یہ تو مال کے بارے میں ارشاد فرمایا اور اولاد کے بارے میں اس طرح فرمایا:

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ۝۳۴ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ۝۳۵ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ۝۳۶ لِكُلِّ امْرِۍٍ مِّنْهُمْ يَوْمَىِٕذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ۝۳۷ (عبس: 34-37/80)

”(روز جزا وسزا) آدمی اپنے بھائی اور اپنی ماں اور اپنے باپ اور اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے بھاگے گا، اُن میں سے ہر شخص پر اُس دن ایسا وقت آ پڑے گا کہ اسے اپنے سوا کسی کا ہوش نہ ہو گا۔ (انسان ایسا حواس باختہ ہو جائے گا کہ صرف اپنی ہی جان کے لالے پڑے ہوں گے)۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک اور آیت میں اس طرح فرمایا:

يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا ۖ وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلَّهِ ﴿١٩﴾ (الانفطار: 19/82)

"(یہ وہ دن ہوگا) جس دن کوئی شخص کسی کے کچھ کام نہ آ سکے گا (نفسی نفسی پڑی ہوگی، سب رشتے ناطے ختم ہو جائیں گے) اور تمام حکم اس دن اللہ ہی کا ہوگا۔" (انوار البیان فی کشف اسرار القرآن)

فرعون اور اس کے ساتھیوں کا انجام

كَدَأْبِ آلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿١١﴾

(ان کفار کا انجام) ویسا ہی ہوگا جیسا فرعون کے ساتھیوں اور ان سے پہلے کے نافرمانوں کا ہو چکا ہے کہ انہوں نے آیات الٰہی کو جھٹلایا، نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے ان کے گناہوں پر انہیں پکڑ لیا اور حق یہ ہے کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے (اس کے عذاب سے کوئی بچ نہیں سکتا)۔

الفاظ:

كَدَأْبِ (كَ۔ دَأْبِ) مانند۔ حال، كَ، حروف جارہ میں سے۔ مانند، دأب، مجرور، عادت، حال کدأب، كَعَادَةِ آلِ فِرْعَوْنَ (آلِ۔ فِرْعَوْنَ) آلِ (قوم)۔ فرعون (کی)، وَ اور عاطفہ، سلسلہ کلام کو جوڑنے کے لیے، الَّذِينَ وہ لوگ جو، اسم موصول جمع مذکر، مِنْ سے حرف جار، قَبْلِهِمْ (قَبْلِ۔ هِمْ) پہلے، اُن سے، قَبْلِ، مضاف، هِمْ مضاف الیہ، كَذَّبُوا جھٹلایا انہوں نے، فعل ماضی جمع مذکر، باب تفعیل، (كَذَّبَ، يُكَذِّبُ، تَكْذِيبًا وَ كِذَّابًا) جھٹلانا، بِآيَاتِنَا (بِ۔ آيَاتِ۔ نَا) ساتھ۔ ہماری۔ آیات کے، یعنی جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا (یعنی فرعون، اس کی قوم اور دیگر اقوام جنہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا اور کفر کیا ان کفار کا انجام ویسا ہی ہوگا)، فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ (فَ۔ أَخَذَ۔ هُمْ۔ اللَّهُ) فَ پس، عاطفہ، أَخَذَ پکڑ لیا، فعل ماضی واحد مذکر، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب، یعنی اس نافرمانی کے سبب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے انہیں پکڑ لیا، بِذُنُوْبِهِمْ (بِ۔ ذُنُوْبِ۔ هِمْ) بِ ساتھ، حرف جار، ذُنُوْبِ گناہوں کے سبب مفرد ذَنْبٌ ہے، هِمْ انہیں، ضمیر جمع مذکر، وَ مستانفہ، اللّٰهُ مبتدا، شَدِيْدُ سخت، الْعِقَابِ عذاب دینے والا، خبر۔

قوم فرعون اور کفار کا انجام

ان آیات میں کفار کو تنبیہ کی گئی ہے کہ جس طرح فرعون اور آلِ فرعون اور دوسری قوموں عاد وثمود اور قوم نوحؑ، قومِ لوطؑ قومِ شعیبؑ اور قوم صالحؑ کو ان کے کفر و شرک، انبیاء علیہم السلام کو جھٹلانے اور اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کے انکار اور اس کی نعمتوں پر ناشکری کی سزا ملی تھی اور ان کے مال واولادان کو اللہ تعالیٰ کے قہر اور غضب سے نہ بچا سکے، اسی طرح اگر انہوں نے بھی حق کو قبول نہ کیا اور خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے اسلام و ایمان کی دعوت کو قبول کرنے سے انکار کیا تو ان کو بھی سزا ملے گی اور ان کی نافرمانیوں اور بداعمالیوں کے سبب ان کو بھی ان کے مال سمیت ایندھن کے طور پر جہنم میں ڈال دیا جائے گا، پھر ان کا مال اور ان کی اولادان کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے میں ان کے ذرا بھی کام نہیں آئیں گے کیونکہ اس کی پکڑ بہت سخت ہے اور اس کا عذاب دردناک ہے۔

کُفّار کے لیے بُرا ٹھکانہ

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۲﴾

(اے نبی) اُن سے کہہ دیجیے کہ قریب ہے وہ وقت، جب تم مغلوب ہو جاؤ گے اور جہنم کی طرف ہانکے جاؤ گے اور وہ تو بڑا ہی بُرا ٹھکانا ہے۔

الفاظ:

قُلْ فعل امر، کہہ دیجیے (قَالَ، يَقُوْلُ، قَوْلًا وَ مَقَالَةً) کہنا، بولنا، قول وقرار اردو زبان میں استعمال ہوتا ہے، اسی طرح مَقَالَة جولکھ کر پڑھا جائے، لِّلَّذِيْنَ (لِ۔ لَّذِيْنَ) لیے۔ ان کے جو، ل،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حروف جارہ میں سے ہے جو بعد والے لفظ کو عموماً زیر دیتے ہیں جیسا کہ مِنَ الْبَیْتِ اِلَی الْمَسْجِدِ گھر سے مسجد تک، الَّذِیْنَ مجرور اسم موصول جمع مذکر اَلَّذِیْن کی ن پر زیر کی جگہ زبر رہی اس لیے کہ بعض الفاظ اپنی شکل کو برقرار رکھتے ہیں، ضمائر حروفِ مبنی کہلاتے ہیں ان کی حرکات بدلتی نہیں ہیں، جو حروف حرکت قبول کر لیتے ہیں وہ مُعْرَبْ کہلاتے ہیں، اِعْراب مختلف حرکات کو کہتے ہیں پیش کو عربی میں (رَفع) اور جس لفظ پر پیش ہو وہ مرفوع کہلاتا ہے، زَبَر کو عربی میں (نصب) اور جس لفظ پر زبر ہو وہ منصوب کہلاتا ہے، زِیْر کو عربی میں (جَرّ) اور جس لفظ پر زیر ہو مجرور کہلاتا ہے، جزم کو عربی میں (سکون) اور جس لفظ پر ہو مجزوم کہلاتا ہے، کَفَرُوْا کفر کرنا، فعل ماضی جمع مذکر غائب (کَفَرَ. یَکْفُرُ. کُفْرًا وَ کُفرانًا) کفر کرنا، سَتُغْلَبُوْنَ (سَ. تُغْلَبُوْنَ) عنقریب، تم مغلوب کیے جاؤ گے (تمہیں شکست کا سامنا کرنا پڑے گا) سَ فعل مضارع کے شروع میں آئے تو عنقریب کا معنی دیتا ہے (غَلَبَ. یَغْلِبُ. غَلْبًا وَهُوَ غَالِبٌ) غالب ہونا، فتح پانا اس سے جمع مذکر مخاطب کا صیغہ تَغْلِبُوْنَ ہوا، اور اسی سے مجہول کا صیغہ تُغْلَبُوْنَ بنا اور سَ عنقریب کا معنی پیدا کرے، وَ تُحْشَرُوْنَ اور تم اکٹھے کیے جاؤ گے، وَ اور عاطفہ، تُحْشَرُوْنَ فعل مضارع مجہول جمع مذکر مخاطب، (حَشَرَ. یَحْشُرُ. حَشْرًا اَلْمَحْشَرُ) جمع کرنا، اکٹھا کرنا جیسا کہ "یَحْشُرُ اللهُ الْخَلْقَ حَشْرًا" اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو قبروں سے اٹھا کر (زندہ کر کے) میدان محشر میں اکٹھا فرمائے گا اَلْحَشْرُ، اجتماع، ہجوم، اِلٰی جَهَنَّمَ (اِلٰی. جَهَنَّمَ) طرف، جہنم (کی) الی، حرف جار، جہنم، مجرور، وَ اور استنافیہ، (مستقل کلام کے لیے)، بِئْسَ برا ہے، یہ فعل ماضی جامد ہے، اس کا مضارع استعمال نہیں ہوتا، اَلْمِهَادُ ٹھکانا یہ بِئْسَ کا فاعل ہے (مَهَدَ. یَمْهَدُ) مَهَدَ الْفِرَاشَ. یَمْهَدُ. مَهْدًا، بستر بچھانا، اَلتَّمْهِیْدُ، ابتدائی تیاری، دیباچہ، مقدمہ اور تعارف، اردو میں استعمال ہوتا ہے، اَلْمِهَادُ ٹھکانا، بچھونا، اَلْمَهْدُ، بچہ کا گہوارہ (کِنَایَةً ماں کی گود) جیسا کہ کہا جاتا ہے اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَهْدِ اِلَی اللَّحْدِ گود سے گور تک علم حاصل کرو، سیدنا عیسیٰؑ کے بارے میں آتا ہے:

وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٤٦﴾ (آل عمران:46/3)

"اور وہ لوگوں سے گہوارے (یعنی ماں کی گود) میں بھی کلام کریں گے اور بڑی عمر کو پہنچ کر بھی (اس وقت بھی جب وہ رسالت اور وحی سے نوازے جائیں گے)۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے عبد اور رسول ہونے کی بہت بڑی دلیل ہے۔

ان آیات پر بھی غور کر لیجیے:

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱﴾ (یوسف:21/12)

''اور اللہ اپنے ارادے پر (پوری طرح) غالب ہے لیکن اکثر لوگ بے علم ہوتے ہیں۔''

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ﴿۷﴾ (محمد:7/47)

''اے ایمان والو، اگر تم اللہ کی مدد کرو گے (اس کے دین کو سربلند کرنے کی کوشش کرو گے) تو وہ تمہاری مدد کرے گا (تم زندگی میں سرخرو ہو جاؤ گے) اور (کفار کے مقابلے میں) تمہارے قدم مضبوط جما دے گا (اور تمہیں فتح و کامرانی سے ہمکنار) فرمائے گا۔''

مسلمانوں کی فتوحات اور غلبہ

آج کے درس میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ کافر جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمن ہیں، بہت جلد مغلوب ہوں گے اور مسلمانوں سے شکست کھائیں گے اور آخرت میں ان کو جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں ڈال دیا جائے گا جو بہت ہی بری جگہ ہے، اس آیت کا نزول بدر کے واقعہ سے پہلے ہوا تھا اور اس میں کافروں سے مراد مشرکین مکہ ہیں۔ چنانچہ بدر کے دن رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم پر غالب آ گیا اور تمہیں ہنکا کر جہنم کی طرف لے گیا۔ (تفسیر مظہری، ج2)

پس بدر (اور اس کے بعد) فتوحات نے ظاہر کر دیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے سچے اور پسندیدہ دین کو اور اس دین پر چلنے والوں کو عزت و سربلندی عطا فرمانے والا ہے اور اپنے رسول ﷺ اور آپ ﷺ کی اطاعت گزار امت کا خود مددگار ہے، وہ اپنی باتوں کو ظاہر اور غالب کرنے والا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، ج1)

آیات مبارکہ کی حکمت و بصیرت

۱) جن لوگوں نے کفر کا راستہ اختیار کیا یعنی خواہشات نفس کی پیروی میں حق بات پر پردہ ڈال دیا اور زندگی کو اپنی مرضی سے گزارا، روزِ جزا و سزا مال و اولاد کچھ کام نہ آئیں گے:

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲) ہمارے اسلاف نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت واتباع میں زندگی گزاری، اس لیے انہوں نے زندگی میں عظمت وشوکت کے جھنڈے گاڑے اور دورِ حاضر کے مسلمانوں نے علم وعمل سے فارغ ہوکر ذلت ورسوائی اٹھائی:

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

اللہ تعالیٰ کی نصرت کے مستحق

قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۭ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَھُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ۭ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ⑬

بلاشبہ تمہارے لیے اُن دو گروہوں میں (کلمۂ حق کی فتح مندیوں کی) بڑی ہی نشانی تھی جو (بدر کے میدان میں) ایک دوسرے کے مقابل ہوئے تھے، اس وقت ایک گروہ تو (مٹھی بھر بے سروسامان مسلمانوں کا جو) اللہ کی راہ میں تھا، دوسرا منکرینِ حق کا تھا (جو مسلمان لشکر کو) اپنے سے دوگناہ دیکھتے تھے اور اللہ جس کسی کو چاہتا ہے اپنی نصرت سے نوازتا ہے، بلاشبہ ان لوگوں کے لیے جو چشم بینا رکھتے ہیں، اس معاملہ میں بڑی ہی عبرت ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفاظ:

قَدْ تحقیق، حرف تاکید ہے اور اس کا استعمال افعال کے ساتھ مخصوص ہے جیسا کہ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَ يَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ (یوسف:90/12) ''یقینا اللہ نے ہم پر احسان فرمایا ہے حقیقت یہ ہے کہ اگر کوئی تقویٰ اور صبر سے کام لے، تو اللہ کے ہاں ایسے نیک لوگوں کا اجر مارا نہیں جاتا۔'' اور جیسا کہ اوپر کی آیت مبارکہ میں ہے کہ ''قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ'' بلاشبہ تمہارے لیے ان دو گروہوں میں (یعنی مسلمان اور کفار میں) اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بہت بڑی نشانی تھی۔

كَانَ تھی، تھا اور بطور فعل جیسا کہ (كَانَ يَكُوْنُ، كَوْنًا وَ كِيَانًا) ہونا، یہ اسم کو رفع (پیش) اور خبر کو نصب (زبر) دیتا ہے جیسا کہ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا (الاحزاب:51/33) اور اللہ تو بڑے علم والا اور بڑی حکمت والا ہے۔

نیز یہ زمانہ ماضی حال اور مستقبل کا مفہوم بھی دیتا ہے جیسا کہ مذکورہ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے علیمٌ حکیمٌ تھا، ہے اور رہے گا۔ (دیکھئے القاموس الوحید، عبدالوحید القاسمی)

لَكُمْ (لَ۔ كُمْ) لیے، تمہارے، لَ جار، كُمْ مجرور، ضمیر جمع مذکر مخاطب، اٰيَةٌ نشانی، اس کی جمع آیات آتی ہے، قرآن حکیم میں ہر گول دائرہ آیۃٌ کہلاتی ہے اور اَنفس و آفاق میں اللہ کی قدرت کی بے شمار نشانیاں بکھری پڑی ہیں، فِيْ میں، حرف جار، فِئَتَيْنِ دو جماعتیں، مجرور، تثنیہ اس کا مفرد فِئَةٌ آتا ہے، اِلْتَقَتَا ملی، آمنے سامنے ہوئیں وہ دونوں (یعنی میدان بدر میں) اس لفظ کا مادہ (ل ق ی) ہے اِلْتَقٰى، يَلْتَقِيْ سے فعل ماضی، تثنیہ مؤنث غائب اِلْتَقَتَا باب افتعال ہے، فِئَةٌ ایک جماعت، مبتدا، تُقَاتِلُ لڑائی کرتی تھی، فعل مضارع صیغہ واحد مونث غائب، اس کا مادہ (ق ت ل) قَاتَلَ، يُقَاتِلُ، مُقَاتَلَةٌ و قِتَالًا باب مفاعلۃ لڑنا، جنگ کرنا، اَلْقِتَال لڑائی، جنگ، فِيْ میں، حرف جار، سَبِيْلِ اللّٰهِ اللہ کے راستے (میں) مجرور (یہ مسلمانوں کی جماعت، اہل ایمان کا گروہ)، وَ اور عاطفہ کلام میں ربط پیدا ہوتا ہے، اُخْرٰى یہ لفظ آخِر سے مونث کا صیغہ ہے، جماعت اور گروہ کے لیے استعمال ہوا ہے، كَافِرَةٌ کافر (جماعت) يَرَوْنَهُمْ (يَرَوْنَ۔هُمْ) وہ دیکھتے تھے، ان کو، يَرَوْنَ فعل مضارع جمع مذکر غائب، اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا مادہ (ر ء ی) ہے (رَای، یَرَی) دیکھنا، رویت ھلال کمیٹی، نئی تاریخ کے چاند کا اعلان کرنے والی مجلس یہ اردو میں مستعمل اور معروف ہے، مِّثۡلَيۡهِمۡ (مِّثۡلَيۡ۔هِمۡ) دوگنا۔ اپنے سے، مِثۡلَيۡ مضاف، هِمۡ ضمیر جمع مذکر مضاف الیہ، رَاۡیَ الۡعَيۡنِ اس کا مادہ (ر ء ی) آنکھ کا دیکھنا، (کفار کا وجود کہ ساز و سامان اور نفری میں مسلمانوں سے تین گنا سے بھی زیادہ تھے پھر بھی وہ مسلمانوں کے لشکر کو اپنے سے دوگنا دیکھ رہے تھے یعنی وہ ایک ہزار تھے اور مسلمان اُن کو دو ہزار نظر آ رہے تھے)، وَ اللّٰهُ اور اللہ تعالیٰ، يُؤَيِّدُ مدد کرتا ہے، فعل مضارع واحد مذکر غائب، (اَيَّدَ، يُؤَيِّدُ، تَأۡيِيۡدًا، الۡاِيَاد) مضبوط کرنا، مدد کرنا، تائید، تعاون اردو میں استعمال ہوتا ہے، بِنَصۡرِهٖ (بِ۔نَصۡرِ۔هٖ) ساتھ، مدد، اپنی کے، ب حرف جار، نَصۡر مضاف، هٖ ضمیر واحد مذکر یہ ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف جاتی ہے، مضاف الیہ، مجرور، مَنۡ جس کو وہ، يَّشَآءُ چاہتا ہے، فعل مضارع واحد مذکر غائب، اس کا مادہ (ش ی ء) شَاءَ يَشَاءُ، چاہنا، مشیت، چاہت، مرضی یہ لفظ اردو میں استعمال ہوتا ہے، جیسا کہ مومن مشیت الٰہی پر راضی رہتا ہے، اِنَّ یقیناً حرف مشبہ بالفعل، فِيۡ میں حرف جار، ذٰلِكَ اس (اسم اشارہ) مجرور، لَعِبۡرَةً (لَ۔عِبۡرَةً) ضرور بضرور، عبرت ہے (نصیحت ہے)، لام زبر کے ساتھ تاکیدی معنی دیتا ہے، لِّاُولِي (لِ۔اُولِي) لیے، والوں، لِ حرف جار اُولِيۡ مضاف الیہ مجرور، الۡاَبۡصَارِ دیکھنے والوں، صاحب بصیرت کے لیے (نصیحت ہے)۔

تشریح:

مولانا عبدالرحمن کیلانیؒ لکھتے ہیں:

اس آیت مبارکہ میں رُوئے سُخن سب قسم کے کافروں سے ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ نے میدانِ بدر کا نقشہ پیش فرمایا ہے، مسلمان تعداد میں تہائی سے بھی کم تھے یعنی تین سو تیرہ۔ جبکہ مشرکینِ مکہ کی تعداد ایک ہزار تھی، میدانِ جنگ میں اللہ تعالیٰ نے قلیل ہونے کے باوجود اپنے تابعداروں کو ہی فتح و نصرت عطا فرمائی میدانِ بدر میں رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو کچھ اس انداز سے کھڑا کیا تھا کہ وہ کافروں کو اپنی اصل تعداد سے دوگنے نظر آتے تھے اور یہ آپ ﷺ کی جنگی تدبیر تھی (اللہ تعالیٰ کی رحمت سے آپ ﷺ بہترین جرنیل بھی تھے) اگرچہ مسلمان تعداد، اسلحہ، جنگ اور سامانِ خوراک، ہر لحاظ سے کافروں کے مقابلے میں کمزور تھے، تاہم اللہ تعالیٰ نے اپنی تائید سے مسلمانوں کی مدد کر کے انہیں شاندار فتح عطا فرمائی اور مسلمانوں کو کفار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مقابل ایک جیتی جاگتی قوت بنا دیا۔

فیصلہ کن تاریخی معرکہ

غزوہ بدر دراصل کفر اور اسلام کا ابتدائی معرکہ تھا جہاں ایک طرف کفار کو اپنی کثرت تعداد، اسلحہ جنگ کی فراوانی اور اپنی جنگی مہارت پر ناز تھا تو دوسری طرف مسلمان صرف اللہ کی ذات پر بھروسا کیے ہوئے تھے:

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسا
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

پھر غور کیجیے کہ کفار میں شراب و کباب کا دور چل رہا تھا اور رقص و سرود کی محفلیں برپا تھیں تو مسلمان اللہ کے حضور دعاؤں اور نمازوں میں مصروف تھے، خود خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے الگ خیمہ لگایا ہوا تھا جس میں رات بھر آپ ﷺ گریہ و زاری کے ساتھ دعاؤں میں مصروف رہے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خیمہ میں تشریف لائے اور آپ ﷺ کو اس کیفیت میں دیکھ کر کہا: ''اب بس کیجیے آپ ﷺ نے دعا مانگنے میں انتہا کر دی۔'' آپ ﷺ نے دعا کے بعد یہ فرمایا: ''اے اللہ! اگر تو نے اس مٹھی بھر جماعت کو آج ختم کر دیا تو قیامت تک تیرا کوئی پرستار باقی نہ رہے گا۔'' رب کریم کے حضور ان دعاؤں اور فریادوں کے بعد آپ ﷺ خیمہ سے باہر نکلے تو آپ ﷺ کے رخ انور پر اطمینان کے آثار نمایاں تھے اور اللہ کی طرف سے آپ ﷺ کو فتح کی بشارت مل چکی تھی۔

(بخاری کتاب التفسیر بحوالہ تیسیر القرآن)

جس آیہ مبارکہ میں آپ کو یہ خوشخبری دی گئی وہ یہ ہے:

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ (القمر: 45/54)

''عنقریب یہ جتھا شکست کھا جائے گا اور یہ سب پیٹھ پھیر کر بھاگتے نظر آئیں گے۔''

میدان بدر میں تائید الٰہی کی صورتیں

میدان بدر ایک ریگ زار میدان تھا، مگر کفارِ مکہ نے پہلے پہنچ کر ایک پکی زمین پر قبضہ جما لیا تھا، اور مسلمانوں کے پڑاؤ کے لیے سوائے ریتلے میدان کے کچھ نہ تھا، اب اللہ تعالیٰ کی تائید مسلمانوں کے ساتھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یوں شامل حال ہوئی کہ ہوا چل پڑی جس کا رُخ کفار کے لشکر کی طرف تھا، ریت اڑا اڑ کر اُن کی زبوں حالی کا باعث بن گئی، پھر اُس کے بعد بارش ہوگئی، تو کفار کے پڑاؤ میں پھسلن ہوگئی اور مسلمانوں کے پاؤں پھسلنے کے بجائے جمنے لگے، تیسری تائید الٰہی یہ تھی کہ اللہ نے مسلمانوں کے دلوں میں سکون و اطمینان نازل فرمایا اور وہ پورے صبر و ثبات کے ساتھ کفار کے مقابلے میں جم گئے اور چوتھی تائید یہ تھی کہ اللہ نے فرشتے بھیج کر مسلمانوں کو سہارا دیا، اس پے در پے تائید الٰہی کی وجہ سے مسلمانوں کو فتح عظیم حاصل ہوئی اور کفر کی کمر ٹوٹ گئی۔

یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی تائید صرف اصحاب بدر کے لیے مخصوص نہ تھی، اس سے پہلے بھی اللہ نے اپنے بندوں کی ایسی تائید فرمائی اور بعد میں بھی اور آئندہ بھی وہ رب قدیر کرتا رہے گا، شرط صرف یہ ہے کہ مسلمان خالصتاً اللہ کے عبادت گزار اور صرف اسی پر بھروسا رکھنے والے ہوں۔ بقول شخصے:

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) اجتماعیت:

مسلمانوں کو ہمیشہ مل کر دشمنوں کے مقابلے میں صف آرا ہونا چاہیے جس کا نقشہ قرآن حکیم نے اس طرح کھینچا ہے:

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُم بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ ۝ (الصف:4/61)

”بلاشبہ اللہ اُن لوگوں کو پسند فرماتا ہے جو اس کی راہ میں اس طرح قطار باندھ کر لڑتے ہیں گویا کہ وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں (سخت، قوی، مضبوط اور مستحکم جیسے کفار کے مقابلے میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے)۔“

قرآن حکیم نے اس کا ذکر ایک دوسرے مقام پر اس طرح کیا ہے:

مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ۚ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ (الفتح:29/48)

”محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) وہ کافروں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مقابلے میں سخت (قوی اور زور آور) ہیں مگر آپس میں رحمدل (آپس میں اخلاص اور محبت سے پیش آتے ہیں)

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مؤمن

۲) قلت و کثرت:

اگر چہ مسلمان تعداد میں تھوڑے ہی کیوں نہ ہوں، اللہ تعالیٰ کی نصرت اور رحمت سے وہ بڑی بڑی جماعتوں پر غالب رہیں گے، ان تھوڑے مسلمانوں پر لازم ہے کہ اللہ کے دین کو سر بلند کرنے کے لیے اٹھیں اس لیے کہ اسی کا فرمان ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ ﴿٧﴾ (محمد: 7/47)

''اے ایمان والو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے (کلمہ حق کو سر بلند کرو گے) تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جما دے گا (دشمنوں کے مقابلے میں تمہیں سر فرازی اور غلبہ عطا فرمائے گا) اور جب اس رب کریم کی مدد شامل حال ہو جائے تو پھر بیڑا پار تم ہی ہو۔''

إِن يَنصُرْكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۖ وَإِن يَخْذُلْكُمْ فَمَن ذَا الَّذِي يَنصُرُكُم مِّن بَعْدِهِ ۗ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١٦٠﴾ (آل عمران: 16/3)

''(مسلمانو!) اللہ تمہاری مدد پر ہو تو کوئی طاقت تم پر غالب آنے والی نہیں (خواہ وہ کتنے ہی ساز و سامان اور نفری سے لیس ہو) اور وہ (رب قدیر) تمہیں چھوڑ دے، تو اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کر سکتا ہے؟ پس جو سچے مومن ہیں اُن کو اللہ ہی پر بھروسا رکھنا چاہیے۔

۳) مسلمان اس وقت انتہائی زبوں حالی کا شکار ہیں قرآن حکیم نے انہیں آپس میں افتراق اور انتشار پیدا کرنے سے سختی کے ساتھ روکا ہے مگر افسوس انہوں نے خواہشات نفس کی پیروی میں اس نصیحت کو نظر انداز کر دیا:

وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ (الانفال: 46/8)

''(دیکھو مسلمانو!) اللہ اور اس کے رسول کی (دل و جان سے) اطاعت کرو اور آپس میں جھگڑو نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ورنہ تمہارے اندر کمزوری پیدا ہو جائے گی اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔"

افسوس کہ اب حال یہ ہے:

محبت کا جنوں باقی نہیں ہے مسلمانوں میں خوں باقی نہیں ہے
صفیں کج، دل پریشاں، سجدہ بے ذوق کہ جذب اندروں باقی نہیں ہے

۴) اصلاح کی طرف قدم:

پوری دنیا کے مسلمانوں کو قرآن حکیم اور اسوۂ رسول ﷺ کی طرف فوری طور پر پلٹنا چاہیے اور اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کر کے ظلم اور ظالموں کے خلاف صف آرا ہو جانا چاہیے۔ اسی طرح وہ عظمتِ رفتہ کو پا سکتے ہیں:

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ (آل عمران: 139/3)

"دل شکستہ نہ ہو، نہ غم کرو، تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔"

اے لَآ اِلٰہ کے وارث باقی نہیں ہے تجھ میں
گفتارِ دلبرانہ، کردار قاہرانہ

فانی اشیا سے محبت عارضی ہے اور سدا بہار زندگی دائمی ہے

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿۱۴﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کیلئے مرغوباتِ نفس...... عورتیں، اولاد، سونے چاندی کے ڈھیر، چنیدہ (اور پسندیدہ) گھوڑے، مویشی اور زرعی زمینیں...... بڑی خوش آئند بنا دی گئی ہیں مگر یہ سب دنیا کی (عارضی) اور چند روزہ زندگی کے سامان ہیں، حقیقت میں جو بہتر ٹھکانا (اور پھلوں اور پھولوں کی ابدی حیات او رہائش گاہ) وہ تو اللہ کے پاس ہے۔

الفاظ:

زُيِّنَ مزین کی گئی ہے، فعل ماضی مجہول، اس کا مادہ (ز ی ن) ہے، زَيَّنَ، يُزَيِّنُ، تَزْيِيْن، اَلْمُزَيِّنُ باب تفعیل، سجانا، آراستہ کرنا، تَزَيَّنَ آراستہ ہونا، زیب و زینت اختیار کرنا، زیب و زینت اردو میں استعمال ہوتا ہے، مزیّن آراستہ، سجا ہوا۔ لِلنَّاسِ (لِ۔ النَّاسِ) لیے، لوگوں یعنی لوگوں کے لیے لِ جار النَّاسِ مجرور حُبُّ، محبّت جیسا کہ قرآن میں آتا ہے:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (البقرہ:165/2)

''اور اہل ایمان تو اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب رکھتے ہیں۔''

الشَّهَوٰتِ خواہشات، اس کا مادہ (ش ہ و) ہے اور اس کا مفرد شَهْوَةٌ ہے خواہش، چاہت، اِشْتَهٰى، يَشْتَهِيْ، خواہش رکھتا، جیسا کہ قرآن میں آتا ہے:

وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ (حٰم السجدہ:31/41)

''(جنت میں) جو کچھ تم چاہو گے تمہیں ملے گا اور ہر چیز جس کی تم تمنا کرو گے وہ تمہاری ہو گی (ظاہر ہے کہ اہل جنت اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ہی چاہت رکھیں گے)۔''

اِشْتِهَا، بھوک، خواہش اردو میں استعمال ہوتا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے معاف کیجیے، مجھے ابھی اشتہا نہیں، جب بھوک کھل کر لگے گی تو کھانا کھا لوں گا ان شاء اللہ۔ حُبُّ مضاف، الشَّهَوَاتِ مضاف الیہ، مِنَ سے حرف جار، النِّسَآءِ عورتیں مجرور، وَ اور عاطفہ سلسلہ کلام کو جوڑنے کے لیے، الْبَنِيْنَ بیٹوں، اِبْنٌ اس کا مفرد ہے، معطوف ہے، وَ اور عاطفہ، الْقَنَاطِيْرِ خزانے، اس کا مفرد قِنْطَرَةٌ ہے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْقَنَاطِیْر موصوف، الْمُقَنْطَرَةِ جوجمع کیے گئے ہیں، یہ القناطِیْرُ کی صفت ہے، مِنْ سے حرف جار، الذَّهَبِ سونا، مجرور، وَ اور عاطفہ، الْفِضَّةِ چاندی معطوف، وَ اور عاطفہ، الْخَیْلِ گھوڑے معطوف اور موصوف بھی ہے، اس کی صفت الْمُسَوَّمَةِ جو نشان لگائے گئے (پسندیدہ) اس کا مادہ (س وم) ہے، سَوَّمَ، یُسَوِّمُ نشان لگانا، سے اسم مفعول اَلْمُسَوَّمَةُ نشان زدہ (مخصوص)، وَ اور، عاطفہ، الْاَنْعَامِ جانور، مویشی، معطوف، یہ اونٹ بھیڑ، بکری، گائے بھینس سب پر بولا جاتا ہے، وَ اور، عاطفہ، الْحَرْثِ کھیتی، معطوف، ذٰلِكَ یہ اسم اشارہ، مبتدا، مَتَاعُ فائدہ ہے خبر (مضاف)، الْحَیٰوةِ زندگی، مضاف الیہ اور موصوف اور اس کی صفت الدُّنْیَا ہے، الدُّنْیَا دنیا کی، مضاف الیہ، اور صفت ہے، وَ اور عاطفہ، اللّٰهُ اللہ سبحانہ وتعالیٰ، مبتدا، عِنْدَهٗ (عِنْدَ۔ هٗ) پاس۔ اس کے یعنی اللہ تعالیٰ کے پاس، حُسْنُ اچھا، مضاف، الْمَاٰبِ ٹھکانہ اسم ظرف مضاف الیہ حَسَنَ یَحْسُنُ و ھو حَسَنٌ وَھِیَ حَسَنَاءُ بہتر اور اچھا ہونا اس سے فعل أَحْسَنَ یُحْسِنُ اچھا کرنا، نیکی کرنا جیسا کہ قرآن حکیم میں آتا ہے:

اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ (بنی اسرائیل:7/17)

''دیکھو! تم نے بھلائی کی تو وہ تمہارے اپنے ہی لیے بھلائی تھی (انسان جو بھی نیکی اور بھلائی کرتا ہے اس کا فائدہ اسے ہی ملتا ہے)۔''

اِحْسَان اچھا برتاؤ، نیک عمل اردو زبان میں استعمال ہوتا ہے۔

تشریح:

دنیا کی اشیا سے لگاؤ فطری ہے۔

سید قطب شہید لکھتے ہیں:

''زُیِّنَ'' مزیّن ودل آویز بنایا گیا، مجہول کا صیغہ یہاں اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ یہ میلان انسان کی فطرت میں موجود ہے اور محبوب ومرغوب ہے، یہ انسان کے دو پہلوؤں میں سے ایک پہلو کی عملی حالت کا بیان ہے حقیقت یہ ہے کہ انسان میں ان مرغوب چیزوں کی طرف میلان ہے اور وہ اس کی بنیادی ساخت کا ایک جزء ہے، اس لیے نہ اس کے انکار کرنے کی ضرورت ہے اور نہ فی نفسہٖ اسے برا سمجھنا صحیح ہے۔ یہ میلان انسانی زندگی کے لیے ضروری ہے تا کہ زندگی جڑ پکڑے، نشوونما پائے اور ثبات وقرار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختیار کرے۔

روحانی بلندیوں تک پرواز کرنا بھی فطری ضرورت ہے

لیکن عملی زندگی کے واقعات اس بات کی بھی شہادت دیتے ہیں کہ انسانی فطرت میں ایک اور پہلو ہے، جو اس میلان میں توازن پیدا کرتا ہے اور انسان کو اس بات سے محفوظ رکھتا ہے کہ وہ اس پہلو......یعنی مادی لذائذ کی محبت کے پہلو میں اس قدر مصروف و مشغول ہو جائے کہ وہ رب رحیم کی عطا کردہ ہدایت کو نظر انداز کردے، یہ دوسرا پہلو ہے یہ رفعت اور بلندی کی طرف رخ کرنے کی صلاحیت ہے یہ ضبطِ نفس کی استعداد ہے اور زندگی کو متوازن اور معتدل بناتی ہے اور یہ دوسری استعداد (روحانی صلاحیت) پہلی استعداد (مادی خواہشات) کی اصلاح و تربیت کرتی ہے، اسے آلائشوں سے پاک کرتی ہے اور اسے اُن محفوظ و مامون حدود و قیود کے اندر رکھتی ہے جہاں دنیاوی و مادی خواہشات انسان کے روحانی و اخلاقی اقدار پر غالب نہیں آتیں بلکہ ان کے درمیان اعتدال و توازن کا رشتہ برقرار رہتا ہے۔ (فی ظلال القرآن)

اس پر مولانا امین احسن اصلاحی نے بڑی مفید گفتگو کی ہے:

''مال و اولاد اور زن و فرزندان چیزوں میں سے ہیں جو انسان کو بالطبع مرغوب ہیں اور ان کو مرغوب ہونا چاہیے بھی، اس لیے کہ یہ چیزیں اس کی ذاتی و نوعی بقا کے لوازم میں سے ہیں لیکن یہاں مجرد اُن کی رغبت زیر بحث نہیں ہے بلکہ یہاں ان کی تزئین کا ذکر ہے ''تزئین'' کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی چیز اس طرح آنکھوں میں کھب جائے کہ آدمی اس کے اثر سے ہر چیز اس کے رنگ میں دیکھنے لگ جائے......وہ ہر چیز کو تولنے اور پرکھنے کے لیے اسی کو پیمانہ اور کسوٹی قرار دے لے۔ کسی چیز کی رغبت کا اس درجہ غلبہ ظاہر ہے کہ یہ بات رب کائنات اور فاطر فطرت کے منشا کے خلاف ہے، اسی سے زندگی میں وہ بے اعتدالیاں پیدا ہوتی ہیں جو انسان کو فطرت اور شریعت کے جادہ مستقیم سے ہٹا دیتی ہیں......اس میں اصل دخل نفس اور شیطان کا ہوتا ہے، نفس اپنی چاہتوں میں فطری حدود سے آگے نکل جاتا ہے، پھر شیطان ان چاہتوں پر ایسا دلفریب ملمع کردیتا ہے کہ آدمی کی نظر اُن سے ہٹ کر کسی اور طرف کا رخ ہی نہیں کرتی، قرآن نے اسی وجہ سے اس تزئین کو دوسرے مقامات میں شیطانوں کی طرف منسوب کیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (الانعام:43/6)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''(گناہوں اور خطاؤں کی وجہ سے لوگوں کے دل) سخت ہو گئے اور شیطان نے ان کے (بُرے) اعمال اُن کی نظروں میں اچھے کر دکھائے۔''

مولانا مفتی محمد شفیعؒ نے اس آیہ مبارکہ پر بڑی مفید گفتگو اس طرح فرمائی ہے:

''دنیا کی لذیذ اور مرغوب چیزوں کو حق تعالیٰ جل شانہ نے اپنے فضل وحکمت سے انسان کے لیے مزین فرما کر ان کی محبت اس کے دل میں ڈال دی ہے، جس میں بہت سی حکمتوں میں ایک یہ بھی ہے کہ انسان کا امتحان لیا جائے کہ ان سرسری اور ظاہری مرغوبات اور اس کی چند روزہ لذت میں مبتلا ہونے کے بعد وہ اپنے اور ان سب چیزوں کے رب اور خالق و مالک کو یاد رکھتا ہے، اور ان چیزوں کو اس کی معرفت اور محبت کا ذریعہ بناتا ہے یا انہی کی محبت میں الجھ کر اصل خالق و مالک کو اور آخرت میں اس کے سامنے پیشی اور حساب و کتاب کو بھلا بیٹھتا ہے، پہلا آدمی وہ ہے جس نے دنیا سے بھی فائدہ اٹھایا اور آخرت میں بھی کامیاب رہا، دنیا کی مرغوبات اس کے لیے سنگ راہ بننے کے بجائے سنگ میل بن کر فلاحِ آخرت کا ذریعہ بن گئیں اور دوسرا شخص وہ ہے جس کے لیے یہی چیزیں دنیا میں بھی اس کے لیے عذاب ہی بن جاتی ہیں، قرآن کریم میں ایسے ہی لوگوں کے متعلق ارشاد ہے:

وَ لَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَ اَوْلَادُهُمْ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ (التوبہ:85/9)

''(اے نبیؐ) ان (کفار) کی مالداری اور ان کی کثرتِ اولاد تم کو دھوکے میں نہ ڈالے، اللہ نے تو ارادہ کر لیا ہے کہ اس مال و اولاد کے ذریعہ سے ان کو اسی دنیا میں سزا دے اور ان کی جانیں اس حال میں نکلیں کہ وہ کافر ہوں۔

الغرض دنیا کی جن چیزوں کو حق تعالیٰ نے انسان کے لیے مزین اور مرغوب بنا دیا ہے، شریعت کے مطابق اعتدال کے ساتھ ان کی طلب اور ضرورت کے موافق ان کو جمع کرنا دنیا اور آخرت کی فلاح ہے اور ناجائز طریقوں پر ان کا استعمال یا جائز طریقوں پر اتنا غلو اور انہماک جس کے سبب آخرت سے غفلت ہو جائے باعث ہلاکت ہے۔

مولانا رومی نے اس کی کیا اچھی مثال بیان فرمائی ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آب اندر زیرِ کشتی پستی است
آب در کشتی ہلاکِ کشتی است

یعنی دنیا کا ساز و سامان پانی کی مانند ہے اور اس میں انسان کا دل ایک کشتی کی طرح ہے، پانی جب تک کشتی کے نیچے اور ارد گرد رہے تو کشتی کے لیے مفید ہے اور معین اور اس کے مقصد وجود کو پورا کرنے والا ہے، اور اگر پانی کشتی کے اندر داخل ہو جائے تو یہی کشتی کی غرقابی اور ہلاکت کا سامان ہو جاتا ہے، اسی طرح دنیا کے مال و متاع جب تک انسان کے دل میں غلبہ نہ پالیں، اس کے لیے دین و دنیا میں معین و مددگار ہیں، جس وقت اس کے دل پر چھا جائیں تو دل کی ہلاکت ہیں۔ اسی لیے آج کی آیت مبارکہ میں چند خاص مرغوباتِ دنیا کا ذکر کرنے کے بعد ارشاد ہوتا ہے: **ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ** یعنی ''یہ سب چیزیں دنیوی زندگی میں صرف کام چلانے کے لیے ہیں دل لگانے کے لیے نہیں اور اللہ کے پاس ہے اچھا ٹھکانا'' یعنی وہ ٹھکانا جہاں ہمیشہ رہنا ہے اور جس کی نعمتیں اور لذتیں نہ فنا ہونے والی ہیں، نہ کم یا ختم ہونے والی اور اس سے اگلی آیت میں اس کی مزید وضاحت ہو گئی۔ ان شاء اللہ! (معارف القرآن)

آیاتِ مبارکہ کی حکمت و بصیرت

۱) دنیا اور اس کے مال و متاع سے فائدہ اٹھانا انسان کے لیے ضروری ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا انعام ہے مگر جائز حد تک، بندہ مومن کا اصل گھر آخرت ہے۔ اس لیے اس کی طلب کے لیے اعمالِ صالحہ کی جستجو اس سے کہیں بڑھ کر ہے اور اہل ایمان کی کیفیت اس طرح رہتی ہے:

وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (البقرہ:165/2)

''اہل ایمان اللہ تعالیٰ کو سب سے بڑھ کر محبوب رکھتے ہیں (اس کے مقابلے میں دنیا اور اس کا سارا مال و متاع ہیچ ہے)۔''

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل اتباع بھی اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ بننے کا ذریعہ بنتا ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (آل عمران:31/3)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"(اے نبیؐ) فرما دیجئے اگر تم حقیقت میں اللہ سے محبت رکھتے ہو، تو میری پیروی اختیار کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خطاؤں سے درگزر فرمائے گا، وہ تو بڑا معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے (کہ اس کی رحمت جاری وساری رہتی ہے) اور کبھی منقطع ہونے نہیں پاتی۔"

۲) یہ دنیا امتحان گاہ ہے، اللہ تعالیٰ نے انسان کو ہر قسم کے مادی وروحانی وسائل سے مالا مال کیا ہے، وہ دیکھنا چاہتا ہے کہ اعمال حسنہ کو سرانجام دینے میں کون آگے بڑھتا ہے۔

لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا (الملک:2/67)

"تاکہ تم لوگوں کو آزما کر دیکھے کہ تم میں سے کون بہتر عمل کرنے والا ہے۔"

رب کریم! ہمیں زندگی کی سوجھ بوجھ عطا فرما کر ایسے ہی اعمال حسنہ سے آراستہ فرما۔ آمین

مَقامِ خویش اگر خواہی دریں دہر
بَحَقّ دل بند و راہِ مصطفیؐ رو

اگر تم اس دنیا میں اپنا مقام چاہتے ہو تو اپنا دل اللہ تعالیٰ کے ساتھ لگاؤ اور خاتم النبیین محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راستہ اختیار کرو۔

سدا بہار زندگی کونسی ہے؟

قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ ﴿۱۵﴾

(اے نبیؐ) کہیے! کیا میں تمہیں ایک ایسی چیز بتاؤں (جو دنیا کے تمام ساز و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سامان، اور مال و اولاد) سے کہیں بہتر ہے، جو لوگ تقویٰ کی زندگی
گزاریں، اُن کے لیے اُن کے رب کے پاس باغات ہیں جن کے نیچے
(ہمیشہ کے لیے) نہریں رواں دواں ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے (اور
ان کی رفاقت میں) پاکیزہ جوڑے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی (سب
سے بڑھ کر ہے) اور سب بندے اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں (ہمہ وقت) ہیں
(جو ان کے اعمال کو ہر وقت دیکھ رہا ہے)۔

الفاظ:

قُلْ کہہ دیجیے، فعل امر (قَالَ، يَقُوْلُ) کہنا قول و قرار اردو میں استعمال ہوتا ہے، **اَؤُنَبِّئُكُمْ** (آ۔ؤُنَبِّئُ۔ كُمْ) کیا، میں خبر دوں، تم کو، أ حرف استفہام (سوال کرنا، پوچھنا) **ؤُنَبِّئُ** اس کا (ن ب ئ) مادہ ہے، اس سے فعل (نَبَّاءَ، يُنَبِّئُ) خبر دینا، بتانا "النَّبَاءُ" خبر، اس کا اطلاق اس خبر پر ہوتا ہے جو اہمیت وعظمت رکھنے کے ساتھ ساتھ ایسے ذرائع سے حاصل ہوئی ہو جن سے یقین حاصل ہو جائے۔

"النَّبِيُّ" اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دینے والا پیغمبر، انسانوں میں سے وہ نیک خصال بندہ جو انسانوں کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو (اور یہ منصب صرف اور صرف اللہ جسے چاہے عطا فرماتا ہے، یہ وہبی ہے کسبی نہیں یعنی جسے اللہ "وھّاب" عطا کرتا ہے، کوشش اور محنت سے حاصل نہیں کیا جاتا، اللہ تعالیٰ نے بہت سے انبیاء و رسول بھیجے، ہر نبی اور رسول اپنی اپنی قوم کی طرف آئے اور جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت دائمی اور نسل انسانیت کے لیے ہے) [دیکھیے القاموس الوحید] **بِخَيْرٍ** (بِ۔خَيْرٍ) ساتھ، بہتر یعنی دنیا کے ساز و سامان سے کہیں بہتر ہے۔ بِ حرف جار، **خَيْرٍ**، مجرور، **مِنْ** سے حرف جار، **ذٰلِكُمْ** اس سے مجرور، **لِلَّذِيْنَ** (لِ۔لَّذِيْنَ) لیے۔ اُن لوگوں کے جو لِ حرف جار، **اَلَّذِيْنَ** اسم موصول جمع، **اِتَّقَوْا** ڈرتے ہیں فعل ماضی جمع مذکر غائب اس کا مادہ (و ق ی) **اِتَّقٰى يَتَّقِيْ** باب افتعال، تقویٰ اختیار کرنا، پرہیزگار بننا، دراصل **تقویٰ** کا مفہوم یہ ہے کہ ہر وقت اور ہر لحہ، ظاہر اور باطن میں اُن تمام باتوں سے بچنا جو اللہ تعالیٰ نے منع فرمائی ہیں اور جس کی صراحت نبی ﷺ نے بیان کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور پھر قرآن وسنت کے مطابق اپنے آپ کو نیک باتوں سے آراستہ کرنا۔ عِنْدَ اسم ظرف، مضاف، رَبِّهِمْ (رَبِّ۔هِمْ) رَبِّ (جہانوں کا پالنہار، رب العالمین) اُن کے رَبِّهِمْ مضاف الیہ، جَنّٰتٌ باغات، اس کا مفرد جَنَّةٌ ہے (خبر) تَجْرِيْ بہتی ہیں رواں دواں فعل مضارع واحد مونث غائب، اس کا مادہ (ج ر ی) جَرَى، يَجْرِيْ، بہنا، جاری ہونا، یہ لفظ اردو زبان میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسا کہ جاری پانی پاکیزہ اور صاف ہوتا ہے، مِنْ سے، تَحْتِهَا (تَحْتِ۔هَا) نیچے۔ اُن کے یعنی ان باغات کے نیچے۔ هَا کی ضمیر جَنّٰتٌ کی طرف جاتی ہے، تَحْتِ مِنْ کی وجہ سے مجرور ہے اور مضاف بھی ہے، هَا ضمیر، مضاف الیہ، الْاَنْهٰرُ نہریں، فاعل تَجْرِيْ کا اس کا مفرد نَهْرٌ ہے، خٰلِدِيْنَ ہمیشہ رہنے والے، اصل میں خَالِدُوْنَ تھا، حالت نصبی اور جری میں خَالِدِيْنَ ہو جاتا ہے، معنیٰ میں فرق نہیں آتا، اسم فاعل (خَلَدَ، يَخْلُدُ، خَالِدٌ، خُلُوْدًا) ہمیشہ رہنا، خُلْدِ بریں بہشت کا بلند ترین درجہ اردو میں استعمال ہوتا ہے۔ فِيْهَا (فِيْ۔هَا) میں، اُس یعنی ان باغات میں اہل تقویٰ ہمیشہ رہیں گے، فِيْ جار، هَا مجرور، وَ اور عاطفہ، اَزْوَاجٌ جوڑے یعنی شوہر اور بیوی، زوج کے معنی جوڑے کے ہیں، عورت کے لیے مرد جوڑا ہے اور مرد کے لیے عورت (تدبر قرآن) نیک خاوند کے لیے نیک بیوی اور نیک بیوی کے لیے نیک خاوند جنت کے انعامات میں سے بہت بڑی نعمت ہے، مُّطَهَّرَةٌ پاکیزہ اَزْوَاجٌ موصوف اس کی صفت مُطَهَّرَةٌ ہے، جو خَلْقٌ (جسمانی شکل وصورت) خُلُقٌ (روحانی کیفیت) ہر لحاظ سے اور بہتر اور برتری، مُطَهَّرَةٌ کی صفت اس حقیقت کو ظاہر کر رہی ہے کہ نہایت ہی اہتمام کے ساتھ اُن کی تربیت ہوئی ہے اور ان کا تزکیہ کیا گیا ہے تاکہ وہ اہل جنت کی رفاقت کے لیے پوری طرح موزوں ہوسکیں۔ (تدبر قرآن)، وَ اور عاطفہ، جملے میں ربط پیدا کرنے کے لیے، رِضْوَانٌ رضامندی اس کا مادہ (ر ض ی) رَضِيَ، يَرْضٰى وَ رِضًى وَ رِضَآءً وَ رِضْوَانًا، وَ مَرْضَاةً رضامند ہونا، مان لینا، رِضْوَانٌ، مَرْضَاةٌ، رضامندی، پسندیدگی رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ، اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو یہ جملہ صحابہ کرامؓ کے لیے مخصوص ہے جیسا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم قرآن میں آتا ہے۔

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (التوبہ:100/9)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”(صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے) وہ مہاجر و انصار جنہوں نے سب سے پہلے دعوت ایمان پر لبیک کہنے میں سبقت کی نیز وہ جو بعد میں راستبازی کے ساتھ اُن کے پیچھے آئے، اللہ اُن سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے (آخرت میں فوز و فلاح، جنات و باغات ان کے لیے ہے)۔“

وَ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اور رضا مندی ہے، مِنَ سے، حرف جار، اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کائنات کا خالق و مالک، مجرور، وَ اور مستانفہ، واللّٰهُ اور اللہ تعالیٰ مبتدا، بَصِيْرٌ خوب دیکھنے والا اس کا مادہ (ب ص ر) بَصَرَ، يَبْصُرُ سے صفت مشبہ (فَعِيْلٌ کے وزن پر) بَصِيْرٌ، خوب دیکھنے والا اللہ تعالیٰ ہر چھوٹی بڑی چیز کو دیکھتا ہے یہاں تک کہ سیاہ رات، سیاہ پتھر پر چلنے والی چیونٹی کو دیکھتا بھی ہے اور اس کے پاؤں کی چاپ کو سنتا بھی ہے بِالْعِبَادِ (بِ۔ الْعِبَادِ) ساتھ، بندوں کے یعنی اللہ تعالیٰ بندوں کے حالات کو خوب دیکھنے والا ہے۔

تشریح:

قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ

”(اے نبیؐ) کہیے! کیا میں تمہیں ایک ایسی چیز بتاؤں (جو دنیا کے تمام ساز و سامان، مال و اولاد) سے کہیں بہتر ہے، جو لوگ تقویٰ کی زندگی گزاریں اُن کے لیے اُن کے رب کے پاس (لازوال اجر ہے)۔“

مولانا عبدالرحمن کیلانی لکھتے ہیں:

”یعنی وہ لوگ جو مندرجہ بالا اشیاء کے حصول میں شریعت کے حدود و قیود اور حلال و حرام کی تمیز رکھیں اُن کے حصول میں اس قدر مستغرق نہ ہو جائیں کہ اللہ کی یاد اور فکرِ آخرت کو بھول ہی جائیں اور جب ان چیزوں میں سے کوئی چیز یا سب چیزیں انہیں حاصل ہو جائیں، تو اُن میں اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی کریں اور انہیں اس طرح استعمال اور خرچ کریں، جس طرح اللہ اور اس کے رسول نے حکم دیا ہے:

تقدیر کے پابند نباتات و جمادات
مومن فقط احکامِ الٰہی کا ہے پابند

”وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ“ پاکیزہ جوڑے ازواج، زوج کی جمع ہے...... خاوند کے لیے اس کی بیوی اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا زوج ہے اور بیوی کے لیے اس کا خاوند اس کا زوج ہے یعنی اگر دنیا میں کسی نیک آدمی کی بیوی نیک نہیں تھی تو اسے نیک بیوی ہی ملے گی اور بدسرشت بیوی جہنم میں ہوگی، اسی طرح اگر کسی نیک بیوی کا خاوند بد سرشت تھا تو اسے جنت میں نیک شوہر نصیب ہوگا اور بدکار شوہر جہنم میں ہوگا اور اگر دونوں نیک بخت اور نیکوکار تھے تو انہیں جنت میں بھی رفاقت نصیب ہوگی۔ (تیسرالقرآن)

قرآن اس رفاقت کا ذکر اس طرح کرتا ہے:

جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّیّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ یَدْخُلُوْنَ عَلَیْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ (الرعد:22/13)

”(ابرار و صالحین جو اطاعت اور وفا شعاری کا نمونہ بن کر زندگی گزارتے رہیں آخرت کا گھر انہی لوگوں کے لیے ہے) یعنی ایسے باغات جو اُن کی ابدی قیام گاہ ہوں گے، وہ خود بھی اُن میں داخل ہوں گے اور اُن کے آباؤ اجداد اور اُن کی بیویوں اور اُن کی اولاد میں سے جو نیک اور پرہیزگار ہیں وہ بھی اُن کے ساتھ وہاں جائیں گے، فرشتے ہر طرف سے ان کے استقبال کے لیے آئیں گے اور ان سے کہیں گے: تم پر سلامتی ہے۔“

اے رب کریم! یہ عاجز و گنہگار اس وقت یہ سطور لکھ رہا ہے مجھے اور میرے قارئین رفقاء اور احباب کو ہدایت و استقامت عطا فرمایئے اور ہمارے اہل خانہ اور بچوں کو نیک و صالح بنا کر ہمیں اپنی جنت میں داخل فرمایئے۔ آمین

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اور اللہ کی رضامندی (سب سے بڑھ کر ہے)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جنتی لوگوں سے پوچھے گا ”کیا تم اب خوش ہو؟ وہ کہیں گے! بھلا اب بھی ہم خوش نہ ہوں گے جبکہ تو نے ہمیں وہ کچھ عطا فرما دیا جو اور کسی مخلوق کو نہیں دیا۔“ اس وقت اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: ”اب میں تمہیں وہ نعمت دیتا ہوں جو ان سب نعمتوں سے افضل ہے“، وہ پوچھیں گے: ”بھلا ان نعمتوں سے افضل اور کون سی نعمت ہو سکتی ہے؟“ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ”وہ نعمت میری رضامندی ہے، اب میں اپنی رضامندی تمہارے نصیب کرتا ہوں۔ اس کے بعد میں کبھی تم سے ناراض نہ ہوں گا۔ (بخاری، بحوالہ تیسیر القرآن)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی حقیقت کو قرآن اس طرح بیان کرتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ مَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (التوبہ: 72/9)

"(وفا شعار اہل ایمان سے) اللہ کا وعدہ ہے کہ انہیں ایسے باغات دے گا جن کے نیچے نہریں رواں دواں ہوں گی اور وہ اُن میں ہمیشہ رہیں گے، اُن سدا بہار باغوں میں ان کے لیے پاکیزہ قیام گاہیں ہوں گی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ کی خوشنودی انہیں حاصل ہوگی، یہی بڑی کامیابی ہے۔"

تفسیر بالقرآن:

آج کے درس کے حوالے سے اِن آیات پر بھی غور کر لیجیے:

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ﴿١٥﴾ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿١٦﴾
(المائدہ: 15,16/5)

"(اے اہل کتاب) تمہارے پاس اللہ کی طرف سے (حق کی) روشنی آچکی اور ایسی کتاب آچکی جو (اپنی ہدایت میں نہایت) روشن کتاب ہے اللہ اس کتاب کے ذریعہ ان لوگوں پر جو (خواہشاتِ نفس کی جگہ) اللہ کی رضا کے تابع ہوں، سلامتی کے راستے کھول دیتا ہے اور اپنے حکم سے اُن کو (کفر و شرک، فسق و نفاق) کے اندھیروں سے نکال کر (ایمان و اسلام، اخلاص و صداقت) کی روشنی میں لاتا ہے اور (زندگی میں) راہ راست کی طرف اُن کی رہنمائی فرماتا ہے۔"

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ۭ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿٣٨﴾ (التوبہ: 38/9)

"اے ایمان والو! تمہیں کیا ہو گیا کہ جب تم سے اللہ کی راہ میں نکلنے کے لیے کہا گیا تم زمین سے چمٹ کر رہ گئے (تمہارے لیے نکلنا بوجھل ہوا) کیا تم آخرت کی زندگی کو چھوڑ کر دنیا کی زندگی پر خوش (اور راضی) ہو گئے تو (جان لو) دنیا کی زندگی کا (عارضی) سامان تو آخرت کی (ابدی نعمتوں) کے مقابلے میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(بہت ہی تھوڑا ہے)۔"

قناعت نہ کر عالم رنگ و بو پر
چمن اور بھی، آشیاں اور بھی ہیں

بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝ (الاعلیٰ: 16,17/87)

"(لوگو!) تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو، حالانکہ آخرت کہیں بہتر اور ہمیشہ رہنے والی ہے۔

تفسیر بالحدیث:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صلى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَعْظَمُ أَجْرًا؟ قَالَ: "أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيْحٌ شَحِيْحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ وَتَأْمَلُ الْغِنَى وَلَا تُمْهِلُ حَتّٰى إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ

(بخاری، مسلم بحوالہ ریاض الصالحین، باب فی المبادرہ الی الخیرات)

سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! کون سا صدقہ اَجر میں زیادہ بڑا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسی حالت میں کہ تم تندرست ہو، مال کی حرص رکھتے ہو، فقر سے ڈرتے ہو اور دولت کی امید کرتے ہو، پھر دیر نہ کرو، ایسا نہ ہو کہ حلق کو روح پہنچ جائے (موت سرہانے پر آجائے) اور کہو یہ فلاں کے لیے ہے، یہ فلاں کے لیے ہے حالانکہ وہ تو فلاں کے لیے ہو چکا (یعنی وارث ان پر عنقریب قبضہ جمالیں گے)۔

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) "قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ" (اے نبیؐ) کہیے کہ میں تمہیں ایک ایسی چیز بتاؤں (جو دنیا کے تمام ساز و سامان اور مال و اولاد سے بہتر ہے) انداز بیان کتنا مؤثر اور نرم ہے جو دعوتِ حق پہچانے کا صحیح طریق کار ہے۔

۲) آخرت میں کامیابی مال و دولت سے نہیں بلکہ اعمال حسنہ سے ہے اور اس کی بنیاد تقویٰ ہے جو ہر امیر وغریب اختیار کرسکتا ہے۔

۳) دنیا میں اگر انسان کو اچھی خوراک، رہائش، بیوی، بچوں کی ضرورت ہے تو اللہ کی بنائی ہوئی جنت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہیں بہتر اور عمدگی سے سجائی گئی ہے، یہ کوئی خشک اور بنجر جگہ نہیں بلکہ تر و تازہ، شاداب اور ہر طرف خوشیوں کی ریل پیل دائمی اور ابدی ہے۔ واضح رہے کہ دنیا فانی ہے اور آخرت دائمی ہے۔

۴) عقلمند لوگ عارضی عیش و آرام کو چھوڑ کر دائمی راحت و انعام کو ترجیح دیتے ہیں اور اس کا حصول نیک اعمال ہیں۔

دولت نے کہا، مجھ سے ہے عزت جہاں میں
فرمایا ہنر نے، میں ہوں عزت کا نشاں
عزت بولی، غلط ہے دونوں کا بیاں
میں بھید ہوں حق کا جو ہے نیکی میں نہاں

دائمی زندگی پانے والوں کی صفات (۱)

اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۶﴾

(ابرار و صالحین کی اللہ تعالیٰ کے حضور اس طرح پکار ہوتی ہے) اے ہمارے رب! ہم ایمان لا چکے سو تو ہمارے گناہ معاف فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

الفاظ:

اَلَّذِيْنَ وہ لوگ جو اسم موصول جمع اس کا مفرد اَلَّذِی ہے، يَقُوْلُوْنَ کہتے ہیں فعل مضارع جمع مذکر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غائب، قَالَ، يَقُوْلُ، قَوْلًا کہنا، قول، بات، بیان اردو زبان میں استعمال ہوتا ہے جیسا کہ انسان کو اپنے قول کا پاس ہونا چاہیے، رَبَّنَآ (رَبَّ۔نَآ) (اے) رب، ہمارے، ربّ مضاف نَا مضاف الیہ، اِنَّنَآ (اِنَّ۔نَآ) بلاشبہ، ہم، اِنَّ حرف تاکید، اٰمَنَّا ایمان لائے ہم، فَاغْفِرْ (فَ۔اغْفِرْ) پس، معاف فرما (اے اللہ!) ف عاطفہ، جملے میں ربط پیدا ہوتا ہے، اغْفِرْ فعل امر (غَفَرَ، يَغْفِرُ) معاف کرنا (اِسْتَغْفَرَ، يَسْتَغْفِرُ) اللہ تعالیٰ کے حضور گناہوں سے معافی چاہنا اِسْتِغْفار کرنا بابِ اِستفعَال اَسْتَغْفِرُ اللهَ مجھے اللہ تعالیٰ سے بخشش کی طلب ہے، اَلْغَفَّارُ اپنے بندوں کو بہت زیادہ معاف کرنے والا یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، لَنَا (لَ۔نَا) کو، ہم یعنی ہمیں لَ حرف جار، نَا مجرور، ذُنُوْبَنَا (ذُنُوْبَ۔نَا) گناہ، ہمارے، ذُنُوْبٌ مضاف ہے اور اس کا مفرد ذَنْبٌ، نَا مضاف الیہ، وَقِنَا (وَقِ۔نَا) بچا، ہم کو، وَقِنَا اور بچا ہمیں (وَقٰی، يَقِيْ) بچانا، محفوظ رکھنا، ارشاد ہوتا ہے:

وَوَقٰهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ (الدُّخان:56/44)

”(اہل تقویٰ کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے) انہیں جہنم کے عذاب سے بچالے گا۔“

وَاقٍ اسم فاعل، بچانے والا، ارشاد ہوتا ہے:

جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ (الرعد:37/13)

”(علم حقیقی کو چھوڑ کر خواہشات نفس کی پیروی کرنے پر) اللہ کے مقابلے میں نہ کوئی تمہارا حامی و مددگار رہے اور نہ کوئی اس کی پکڑ سے تم کو بچا سکتا ہے۔“

اس لفظ سے فعل امر قُوْا بنتا ہے، جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا (التحریم:6/66)

”اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آتش جہنم سے بچاؤ (خود بھی نیک اعمال کرو اور انہیں بھی نیک اعمال کی ترغیب دیتے رہو)۔“

لفظ ”تَقْوٰی“ بھی اسی سے بنا ہے اور یہ دل کی اس کیفیت کا نام ہے کہ بندہ مومن کھلے اور چھپے ہوئے ظاہر اور باطن میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچتا ہے، نیک اعمال کو اختیار کرتا ہے اور برے اعمال کو چھوڑ دیتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا عبدالماجد دریابادی لکھتے ہیں:

رب کریم کے حضور اس دعا کی فریاد کرنے والے کون ہیں؟ وہی جن کا ذکر (گزشتہ آیت (۱۵) میں ہوا ہے یعنی اہل تقویٰ جن کے لیے اللہ تعالیٰ نے جنت تیار کر رکھی ہے) یہ اپنے اعمال و احوال پر نازاں ہونا تو الگ رہا الٹے فرطِ خشیت و ہیبت سے اپنی مغفرت و حسن خاتمہ کے لیے مناجات کرتے رہتے ہیں۔

اٰمَنَّا یعنی ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اس کی شریعت پر ایمان لے آئے۔

"اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا" ایمان پر معاً طلبِ مَغْفِرَت کو مرتب کرنے میں نکتہ یہ ہے کہ مغفرت میں اصل حائل عدم ایمان ہی ہوتا ہے، جب یہ مانع رفع ہو گیا تو اب کیا ہے، اب ہماری باقی خطاؤں، لغزشوں کو تو معاف کر ہی دیجیے۔

ایمان بہت بڑی نعمت ہے اور اس کی انتہائی اہمیت اس آیت سے ظاہر ہو رہی ہے:

"ذُنُوْبَنَا" ذنوب کے تحت ہی گناہ کبیرہ اور صغیرہ سب ہی آ گئے۔ (روح المعانی بحوالہ تفسیر ماجدی)

قرآن اعلان کرتا ہے:

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (الزمر:53/39)

"(اے نبی) کہہ دیجیے کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ، یقیناً اللہ سارے گناہ معاف کر دیتا ہے، وہ تو بڑا ہی بخشنے والا اور ہمیشہ رحم کرنے والا ہے۔"

کبیرہ گناہوں سے انسان بچتا ہے تو صغیرہ گناہ اس کی رحمت سے دُھلتے رہتے ہیں۔

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ نُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا (النساء:31/4)

"اگر تم بڑے بڑے گناہوں سے پرہیز کرتے رہو جن سے تمہیں منع کیا جا رہا ہے تو تمہاری چھوٹی موٹی برائیوں کو ہم تمہارے حساب سے ساقط (دور) کر دیں گے اور تم کو عزت کی جگہ داخل کریں گے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دائمی زندگی پانے والوں کی صفات (۲)

اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ﴿۱۷﴾

(ان ابرار و صالحین کی صفات کیا ہوتی ہیں شدت و مصیبت میں) صبر کرنے والے (قول و عمل میں) سچے اور (زندگی کے ہر معاملے میں) راستباز (کھرے اور سچے)، (خشوع و خضوع سے اللہ کے حضور) فرمانبرداری کرنے والے، (نیک راہوں میں) خرچ کرنے والے اور رات کی آخری گھڑیوں میں (جب تمام دنیا خوابِ سحر کے مزے لوٹتی ہے) اللہ کے حضور کھڑے ہونے والے اور اس کی مغفرت کے طلبگار۔

الفاظ:

اَلصّٰبِرِيْنَ صبر کرنے والے، اسم فاعل جمع مذکر اس کا مادہ (ص ب ر) صَبَرَ، يَصْبِرُ، صَبْرًا، ہمت سے کام لینا اور مشکلات میں نہ گھبرانا صَبَرَ نَفْسَهٗ دل کو تھامنا، طبیعت کو قابو میں رکھنا، جیسا کہ نبی ﷺ کو رب کریم اس طرح تسلی دیتے ہیں:

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَ لَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ (الکھف:28/18)

"(اے نبیؐ) اور اپنے دل کو اُن لوگوں کی معیت میں مطمئن کیجئے جو اپنے رب کی رضا کے طلبگار بن کر صبح و شام اسے پکارتے ہیں اور اُن سے ہرگز توجہ نہ ہٹایئے۔"

"مُصَابَرَۃ" صبر کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کرنا جیسا کہ قرآن حکیم میں آتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (آل عمران:200/3)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”(اے اہل ایمان اگر تم دشمن پر فتحیاب ہونا چاہتے ہو تو اچھی طرح سن لو) [خود] صبر کرو اور (دشمن کے مقابلے میں) صبر کرتے رہو (صفوں میں اتحاد پیدا کرو اور جم کر دشمن کا مقابلہ کرو) اور مقابلے کے لیے مستعد رہو اور (ہر لمحہ اور ہر حال میں) اللہ سے ڈرتے رہو، عجب نہیں جو فلاح پا جاؤ۔“

زندگی کے مختلف مراحل میں صبر کرنے والوں کے لیے اس طرح خوشخبری دی گئی ہے:

وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ (البقرہ:155/2)

”(رب کریم کا فرمان ہے) اور یاد رکھو! اس دنیاوی زندگی میں) یہ ضرور ہونا ہے کہ ہم تمہارا امتحان لیں (تمہاری زندگی میں مختلف) خطرات کا تمہیں سامنا ہوگا (جیسا کہ) بھوک کی تکلیف مال و جان کا نقصان (عزیز و اقارب داغِ مفارقت دے جائیں گے اور کبھی چلتے کاروبار میں کمی آ جائے گی) پیداوار میں خسارہ (کھیتوں اور کھلیانوں میں کمی) وہ آزمائشیں ہیں جو تمہیں پیش آئیں گی۔ پھر جو لوگ (زندگی کی ان تمام مشکلات میں) صبر کرنے والے ہیں انہیں (آخرت میں فوز و فلاح) کی بشارت دے دیجیے۔“

”وَ الصّٰدِقِيْنَ“ اور زندگی کے ہر معاملے میں راستباز (سچے اور کھرے) امام رازیؒ نے اس پر بڑے نکتے کی بات فرمائی ہے:

”کہ بجائے صیغۂ فعل یعنی يَصْبِرُوْن اور يَصْدُقُوْنَ (وہ صبر کرتے ہیں وہ سچ بولتے ہیں) کی بجائے اسم فاعل الصَّابِرِيْنَ اور الصَّادِقِيْنَ (صبر کرنے والے اور سچ بولنے والے) اس لیے لائے گئے ہیں کہ ان سے اُن اشخاص کی یہ عام اور مستقل عادت ظاہر ہو (کیونکہ اسم فاعل میں استمرار اور دوام کے معنی پیدا ہوتے ہیں) فرمانبرداری کرنے والے۔ (بحوالہ تفسیر ماجدی)

”وَالْقٰنِتِيْنَ“ (خشوع و خضوع سے اللہ کے حضور) فرمانبرداری کرنے والے۔

”وَالْمُنْفِقِيْنَ“ اور (نیک راہوں میں) خرچ کرنے والے یعنی خرچ کرنے والے اللہ کی راہ میں، اس کے تحت میں وہ تمام نیک اور جائز خرچ آ گئے جو انسان اپنی ذات یا اپنے بیوی بچوں یا فی سبیل اللہ زکوٰۃ و جہاد وغیرہ کرتا ہے۔ (تفسیر ماجدی)

”وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ“ اور رات کی آخری گھڑیوں میں (جب تمام دنیا خوابِ سحر کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مزے لوٹتی ہے) اللہ کے حضور کھڑے ہونے والے اور اس کی مغفرت کے طلبگار۔

تفسیر بالقرآن:

محسنین کا طرز عمل کیسا ہوتا ہے؟

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَ مَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ (آل عمران:135/3)

''اوران کا حال یہ ہے کہ اگر کبھی کوئی فحش کام ان سے سرزد ہوجاتا ہے یا کسی گناہ کا ارتکاب کر کے اپنے اوپر ظلم کر بیٹھتے ہیں تو معاً (فوراً) اللہ انہیں یاد آجاتا ہے اور اس سے اپنے قصوروں کی معافی چاہتے ہیں کیونکہ اللہ کے سوا اور کون ہے جو گناہ معاف کرسکتا ہو......اور وہ کبھی دانستہ اپنے کیے پر اصرار نہیں کرتے۔''

رسول اللہ ﷺ کی سچے دل سے اتباع کرنے پر گناہ معاف ہوجاتے ہیں، ارشاد ہوتا ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (آل عمران:31/3)

''(اے نبیؐ) لوگوں سے کہہ دیجیے کہ اگر تم حقیقت میں اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو (میرے نقش قدم پر چلو) اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خطاؤں سے درگزر فرمائے گا، وہ تو بڑا معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔''

اہل ایمان اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے والے اپنے رب کی آیات پر ایمان رکھنے والے شرک سے بچنے اور خرچ کرنے والے ہوتے ہیں:

اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿٥٨﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ﴿٥٩﴾ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ﴿٦٠﴾ اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ﴿٦١﴾ (المومنون:57-61/23)

''جو اپنے رب کے خوف سے ڈرنے والے ہوتے ہیں اور وہ جو اپنے رب کی آیات پر ایمان لاتے ہیں (دل وجان سے اُن پر عمل پیرا ہوجاتے ہیں) جو اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے اور جن کا حال یہ ہے کہ جو کچھ بھی دیتے ہیں اور دل اُن کے اس خیال سے کانپتے رہتے ہیں کہ ہمیں اپنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رب کی طرف پلٹنا ہے (کہ وہ اپنی رحمت سے ہماری راہ حق کی کوششوں کو قبول فرمالے) وہی بھلائیوں کی طرف دوڑنے والے اور (نیکیوں میں) سبقت کر کے انہیں پالینے والے ہیں۔"

تفسیر بالحدیث:

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

وَاللهِ اِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ اللهَ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ فِی الْیَوْمِ اَکْثَرَ مِنْ سَبْعِیْنَ مَرَّةً

(رواہ البخاری، ریاض الصالحین، باب التوبہ)

"اللہ کی قسم! میں اللہ سے بخشش کا طلبگار رہتا ہوں اور دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ توبہ کرتا ہوں۔"

سبحان اللہ! خاتم المرسلین اور خیر البشر ﷺ کی جن کے اللہ تعالیٰ نے اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دیے، توبہ و استغفار کی ایسی شان ہے تو ہماری کیا حالت و کیفیت ہے؟

پھر فرمایا:

یَآاَیُّهَا النَّاسُ تُوْبُوْا اِلَی اللهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ فَاِنِّیْ اَتُوْبُ فِی الْیَوْمِ مِائَةَ مَرَّةً (رواہ مسلم ایضاً)

"اے لوگو! اللہ سے توبہ اور بخشش طلب کرتے رہو بیشک میں دن میں سو (۱۰۰) مرتبہ توبہ و استغفار کرتا ہوں۔"

آیات مبارکہ کی حکمت و بصیرت

۱) اہل ایمان کی اپنے اعمال پر نہیں بلکہ اللہ کی رحمت پر نظر رہنی چاہیے۔

۲) اُن کی زندگیاں صبر و رضا، صدق و یقین، توبہ و استغفار اور انفاق فی سبیل اللہ کے اعمال حسنہ سے آراستہ ہوتی ہیں۔ زندگی مختصر ہے اور موت قریب ہے، لہٰذا جلدی سے نیک اعمال سرانجام دے ڈالو:

یہاں رہنے کی مہلت کوئی کب پاتا ہے
آتا ہے اگر آج تو کل جاتا ہے
جو کرنا ہیں کام اُن کو جلدی بھگتاؤ
طلبی کا پیام وہ چلا آتا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہادتِ حق

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۸﴾

اللہ نے خود اس بات کی شہادت دی ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور (یہی شہادت) فرشتوں اور سب اہل علم نے بھی دی ہے، وہ عدل کو قائم رکھنے والا ہے، اُس غالب اور حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔

الفاظ:

شَهِدَ گواہی دی، شہادت دی، فعل ماضی واحد مذکر (شَهِدَ، يَشْهَدُ شَهَادَةً، الشَاهِدُ) گواہی دینا، الشَّهَادَةُ گواہی، اپنے علم کے مطابق یقینی خبر، الشَّاهِدُ گواہ، الشَّهِيْدُ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارا جانے والا، گویا اس شخص نے کلمہ حق بلند کرتے ہوئے رب کائنات کی رضا کے لیے اپنی جان کا نذرانہ پیش کردیا، اردو میں جانا پہچانا لفظ ہے، شَهِدَ اللّٰهُ اللہ تعالیٰ نے گواہی دی، اَنَّهٗ (اَنَّ۔ هٗ) بلاشبہ، اس نے، هٗ کی ضمیر واحد مذکر اللہ تعالیٰ کی طرف جاتی ہے، لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، لَا نہیں ہے کلمہ نفی جو قطعی نفی کرتا ہے، اِلٰهَ معبود (قطعی کوئی معبود نہیں)، اِلَّا هُوَ مگر وہی، اِلَّا حرف استثنیٰ، هُوَ ضمیر واحد مذکر غائب، اللہ تعالیٰ کی طرف جاتی ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا قطعی کوئی معبود نہیں ہے، وَ اور، حرف عاطفہ، جملے میں ربط پیدا ہوتا ہے، الْمَلٰٓئِكَةُ فرشتے، معطوف اس کا مفرد مَلَكٌ (لام کی زبر کے ساتھ) یعنی فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کی توحید پر گواہ ہیں، وَ اور عاطفہ اُولُوا الْعِلْمِ (اُولُو۔ الْعِلْمِ) والے۔ علم یعنی علم والے، اُولُو مضاف،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْعِلْمِ مضاف الیہ، **قَآئِمًا** جو قائم ہیں اسم فاعل اس کا مادہ (ق و م) **قَامَ يَقُوْمُ قَوْمًا وَّ قِيَامًا**، کھڑا ہونا، سیدھا ہونا، پورے آداب اور التزام کے ساتھ نماز کا شروع ہونا جیسا کہ **قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ** نماز با جماعت کھڑی ہو گئی، (**اَقَامَ. يُقِيْمُ**) سیدھا کرنا، **اَقَامَ الصَّلٰوةَ** نماز کو خشوع خضوع، سنتِ نبویؐ کے مطابق قائم کرنا، "**اَقَامتِ دین**" ہر شعبہ زندگی میں دین کو قائم کرنا، اسی سے لفظ اِستقامہ بنا ہے، درستگی، راست روی، ثابت قدمی کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دین میں اِستقامت عطا فرمائے۔ آمین! (دیکھئے القاموس الوحید)

بِالْقِسْطِ (**بِ۔الْقِسْطِ**) ساتھ، انصاف کے، اس کا مادہ (ق س ط)، (**قَسَطَ. يَقْسِطُ. قِسْطاً. اَلْمُقْسِطُ**) انصاف کرنا، **قِسْطٌ** انصاف، **اَلْمُقْسِطُ** انصاف کرنے والا، جس کا انصاف عادلانہ ہے، اَسماءُ الحُسنیٰ میں سے ہے **اَلْقِسْطَاسُ** بالکل صحیح ترازو جیسا کہ قرآن حکیم میں آتا ہے:

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ (بنی اسرائیل:35/17)

"پیمانے سے دو تو پورا بھر کر دو اور تولو تو ٹھیک ترازو سے تولو۔"

وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ اور وہ اہل علم جو شہادت حق کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں وہ بھی توحید کی گواہی دیتے ہیں۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یعنی بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی معبود نہیں ہے، **الْعَزِيْزُ** وہ (اللہ) سب پر غالب ہے، **الْحَكِيْمُ** کمال حکمت والا ہے، یہ **هُوَ** کی خبر ہے۔

ربط کلام:

مولانا میاں محمد جمیل حفظ اللہ لکھتے ہیں:

سورۃ کی ابتدا اللہ کی توحید سے ہوئی تھی اور اب پھر اسی مضمون کا اعادہ شہادت کے الفاظ میں ہو رہا ہے سب سے پہلے رب ذوالجلال اپنی ذات، صفات اور وحدانیت پر خود گواہی دے رہا ہے کہ اس کے بغیر کائنات کا کوئی خالق و مالک نہیں اور وہی معبود برحق اور ربِّ واحد ہے، اِس کے بعد ملائکہ کی شہادت ڈالی جا رہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی قدرت اور بادشاہت کے عینی گواہ ہیں، اُن کے بعد اہل علم کی گواہی پیش کی جا رہی ہے جو انصاف کی گواہی دینے والے اور ہر حال میں اُس پر قائم رہنے والے ہیں، یہاں "**اُولُوا الْعِلْم**"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے مراد سب سے پہلے انبیاء کرام ہیں اور اُن کے بعد درجہ بدرجہ اُن کے اصحاب، شہداء اور مومن ہیں، اِس فرمان سے یہ بات عیاں ہو رہی ہے کہ حقیقی اہل علم اور علمائے حق وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی توحید کا اعلان اور اس کا پرچار کرنے والے ہیں اور خود بھی اُس پر قائم ہیں، کائنات میں توحید سے بڑھ کر کوئی انصاف کی بات نہیں ہوسکتی جسے قِسط کہا گیا ہے، قِسط کا معنی ہے ''کہ ہر چیز اپنے اپنے دائرہ کار میں ٹھیک کام کرتی رہے'' جسے اللہ تعالیٰ نے سورۃ الرحمن کی ابتدا میں اس طرح بیان فرمایا ہے کہ شمس وقمر، نجم وشجر، زمین و آسمان اور ہوا وفضا میں جو کچھ بھی ہے وہ اصولِ قسط کے تحت رواں دواں اور قائم ودائم ہے، یہ سب پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی اِلٰہ نہیں، وہی نظام کائنات پر غالب، مالک اور تدبیر وحکمت کے ساتھ انتظام وانصرام کرنے والا ہے۔ (فہم القرآن)

اس سے گزشتہ، آیات پر غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابرار وصالحین کی صفات میں سے صبر کرنے والوں سچ بولنے والوں، اللہ تعالیٰ کے احکام بجالانے والوں، اور (غربا ومساکین پر) خرچ کرنے والوں اور بوقت سحری اپنے رب کے حضور بخشش مانگنے والوں کا مقام ومرتبہ بڑا بلند ہے، یہی اہل علم اللہ تعالیٰ کی توحید کی گواہی کا حق ادا کرتے ہیں۔

تفسیر بالقران:

ان آیات پر بھی غور کر لیجئے جو اللہ تعالیٰ کی قدرت وحکمت کا پتہ دیتی ہیں اور اُس کے **واحدہ لا شریك لَهٗ** کا بین ثبوت ہیں:

اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ (آل عمران: 83/3)

''اب کیا یہ لوگ اللہ کی اطاعت کا طریقہ (دین اللہ) چھوڑ کر کوئی اور طریقہ چاہتے ہیں؟ حالانکہ زمین وآسمان کی ساری چیزیں چاروناچار اللہ ہی کے تابع فرمان (مسلم) ہیں اور اسی کی طرف سب کو پلٹنا ہے۔''

مولانا ابوالکلام آزادؒ اس پر لکھتے ہیں:

''اللہ کا دین اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ اس کے ٹھہرائے قوانین فطرت کی اطاعت ہے اور آسمان وزمین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں جس قدر مخلوق ہے، سب قوانین الٰہی کی اطاعت کر رہی ہے (گویا کہ مسلم ہے) پھر اگر (اے انسانو!) تمہیں اللہ کے قانونِ فطرت سے انکار ہے تو اللہ کے قانون کے سوا کائنات ہستی میں اور کون سا قانون ہو سکتا ہے؟ کیا انہیں اس راہ پر چلنے سے انکار ہے جس پر تمام کارخانۂ ہستی چل رہا ہے۔

یہی دین نوع انسانی کے لیے ہدایت کی عالمگیر راہ ہے لیکن لوگوں نے اسے چھوڑ کر اپنی الگ الگ گروہ بندیاں کر لیں اور ہر گروہ دوسرے گروہ کو جھٹلانے لگا، قرآن اس لیے آیا ہے کہ اس گمراہی سے دنیا کو نجات دلا دے۔ وہ کہتا ہے سچائی کی راہ یہ ہے کہ اس کائنات کے خالق و مالک کو رب واحد مان کر تمام انبیاء کرام کی یکساں طور پر تصدیق کرو اور سب کی متفقہ اور مشترکہ تعلیم کو دستور العمل بناؤ۔ (ترجمان القرآن ج1)

إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ إِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا (مریم: 93/19)

"(حقیقت تو یہ ہے کہ) آسمانوں اور زمین میں جو کوئی بھی ہے (طوق بندگی سے کوئی باہر نہیں، سب اسی کے بنائے ہوئے ہیں) اور سب کے سب (اللہ تعالیٰ) رحمٰن کے روبرو بندے کی حیثیت سے حاضر ہوں گے۔"

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اپنی بندگی کا اعلان اس طرح فرماتے ہیں:

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ أَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَ لَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ وَ مَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ إِلَيْهِ جَمِيْعًا (النساء: 172/4)

"(سیدنا) مسیح نے کبھی اس بات کو عار نہیں سمجھا کہ وہ اللہ کا بندہ ہو، اور نہ مقرب ترین فرشتے اس کو اپنے لیے عار سمجھتے ہیں، اگر کوئی اللہ کی بندگی کو اپنے لیے عار سمجھتا ہے اور تکبر کرتا ہے تو ایک وقت آئے گا (روزِ جزا و سزا) جب اللہ سب کو گھیر کر اپنے سامنے حاضر کرے گا (اور سب کو ان کے اعمال و عقائد کا فیصلہ سنا دیا جائے گا)۔"

خاتم النبیین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عبد ہونے کا کس شان و عظمت سے اعلان ہو رہا ہے:

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا (الفرقان: 1/25)

"بڑی بابرکت ہے وہ ذات جس نے اپنے عبد (محمد ﷺ) پر قرآن نازل فرمایا (جو حق و باطل میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخری فیصلہ کی کتاب ہے) تاکہ آپ ﷺ دنیا جہاں والوں کو (اللہ کی نافرمانی کے عواقب سے) ڈرانے والے ہوں۔"

کسی نبی اور رسول کو زیب نہیں دیتا کہ وہ لوگوں کو اپنی بندگی کی طرف بلائے:

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَ الْحُكْمَ وَ النُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ لٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَ بِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ (آل عمران: 79/3)

"کسی انسان کا یہ کام نہیں کہ اللہ تو اُس کو کتاب حکمت (عقل سلیم) اور نبوت عطا کرے پھر وہ لوگوں سے یہ کہنے لگے کہ تم اللہ کو چھوڑ کر میرے عبادت گزار بن جاؤ (کیا تمہاری عقلِ سلیم یہ تسلیم کرتی ہے کہ کوئی بھی نبی ایسے کہہ سکتا ہے، وہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ہوں یا سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ) بلکہ وہ تو یوں کہے گا تم اللہ والے ہو جاؤ کیونکہ اس کتاب کی تعلیم کا تقاضا ہے جسے تم پڑھتے اور پڑھاتے ہو۔"

ہر رسول نے اللہ تعالیٰ کی بندگی کی دعوت دی اور خواہشات نفس کی پیروی سے روکا:

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ (النحل: 36/16)

"(رب کریم کا ارشاد ہے) ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیج دیا اور اس کے ذریعے سے سب کو خبردار کر دیا کہ اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت (شیطان وخواہشات) کی بندگی سے بچو۔"

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) اللہ تعالیٰ کی توحید کی سب سے بڑی شہادت خود ذات کبریا ہے، عرش سے فرش تک کائنات میں نظم و ضبط، باقاعدگی اور ہم آہنگی اس کی سب سے روشن دلیل ہے۔

۲) یہ شہادت آسمانی کتب سے بھی ظاہر ہو رہی ہیں اور انفس و آفاق سے بھی۔

۳) "قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ" میں اس طرف اشارہ ہے کہ یہ سارا نظام عدل پر قائم ہے کیونکہ اس کا خالق عادل ہے۔

۴) کائنات کی ہر چیز مسلم (اللہ تعالیٰ کی مطیع اور فرمانبردار) ہے، انسان کو اللہ تعالیٰ نے ہر طرح شرف بخشا ہے، وہ اگر اس راہ سے ہٹ جاتا ہے تو اس کی بہت بڑی نادانی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرشتوں سے بہتر ہے انسان بننا
مگر اس میں لگتی ہے محنت زیادہ

دین حق۔صرف اسلام

اختلاف کی وجہ کیا ہے

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ ۗ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۗ وَمَن يَكْفُرْ بِآيَاتِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿١٩﴾

بلاشبہ ''الدّین'' (زندگی گزارنے کا حقیقی اور فطری راستہ) اللہ کے نزدیک صرف 'الاسلام' ہی ہے اور اہل کتاب نے جو اس دین سے اختلاف کیا (اس کی بنا جہالت نہ تھی) بلکہ علم حاصل ہونے کے بعد (باہمی) تکبر اور غرور کی بنا پر پیدا ہونے والی ضد اور ہٹ دھرمی تھی اور جو شخص آیاتِ الٰہی سے انکار کرتا ہے (وہ جان لے کہ) اللہ تعالیٰ اعمال انسانی پر جلد احتساب کرنے والا ہے۔

الفاظ:

إِنَّ یقینا، بلاشبہ حرف تاکید، الدِّينَ کے معنیٰ جزا اور بدلہ کے ہیں جیسا کہ فرمایا: "مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ وہ اللہ مالک ہے یومِ جزا وسزا کا'' نیز اس کے معنیٰ زندگی گزارنے کا حقیقی اور فطری راستہ ہے جو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے روزِ اول سے انسان کو بتایا ہے، سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم النبیین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر رسول اور ہر نبی نے اس دین اسلام کی طرف لوگوں کو بلایا اور اس کی دعوت دی۔ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر اس دین کی تکمیل کر دی گئی۔ جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (المائدہ:3/5)

"(رب کریم کا فرمان ہے) آج میں نے تمہارا دین تمہارے لیے مکمل کر دیا (ہر شعبہ زندگی خواہ وہ معاشی ہو یا معاشرتی، سیاسی ہو یا سماجی تمہارے لیے مکمل رہنمائی ہے) اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی (یہ نعمت اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن ہے اور اسوۂ حسنہ جو رہتی دنیا تک نسل انسانیت کے لیے مشعل ہدایت ہے) اور میں نے تمہارے واسطے اسلام کو بطور دین (زندگی گزارنے کا دستور اور منشور) پسند کر لیا۔

لفظ اسلام کا مادہ (س ل م) سَلْمٌ کے معنی سلامتی کے ہیں جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓی اِلَیْکُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا (النساء:94/4)

"اور جو تمہاری طرف سلام (سلامتی) سے تقدیم کرے اسے فوراً نہ کہہ دو کہ تو مومن نہیں (بلکہ تحقیق کرلو)۔"

سَلْمٌ، صلح وسلامتی جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا (الانفال:61/8)

"(اے نبیؐ) اگر دشمن صلح وسلامتی کی طرف مائل ہوں تو تم بھی اس کے لیے آمادہ رہو۔"

اسلام کی پاکیزہ تعلیمات پر غور کر لیجیے۔

سِلْمٌ، اطاعت وفرمانبرداری، ارشاد ہوتا ہے:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً (البقرہ:208/2)

"اے ایمان والو! تم پورے کے پورے اسلام میں آجاؤ (زندگی کا ہر شعبہ اور لیل ونہار کا ہر لمحہ اطاعت الٰہی میں سنت نبویؐ کے مطابق گزارو)۔"

-- سَلَامٌ، سلامتی، امن (برخلاف خوف اور دہشت)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَهْدِي بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ (لوگو! تمھارے پاس نبی رحمت ﷺ کتابِ روشن کے ساتھ تشریف لے آئے)۔

جس سے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو اس کی رضا کے طالب ہیں، سلامتی کے طریقے بتاتا ہے (جس سے ان کی دنیا و آخرت امن اور سلامتی سے ہمکنار ہو جاتی ہے)

-- بِقَلْبٍ سَلِيمٍ، سلامتی والا دل، خلوص سے بھرا دل (جو ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی رضا چاہنے والا ہو)۔

يَوْمَ لَا يَنفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ﴿٨٨﴾ إِلَّا مَنْ أَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ﴿٨٩﴾ (الشعراء:88,89/26)

''(یومِ جزا و سزا) نہ مال کوئی فائدہ دے گا نہ اولاد بجز اس کے کہ کوئی شخص قلب سلیم (خلوص سے بھرا دِل) لیے ہوئے اللہ کے حضور حاضر ہوا۔''

-- ''وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا''، پوری رضامندی سے تسلیم کرنا۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (النساء:65/4)

''(اے محمد) تمھارے رب کی قسم یہ کبھی مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں آپ کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر جو کچھ آپ فیصلہ کریں اس پر اپنے دلوں میں بھی کوئی تنگی نہ محسوس کریں بلکہ سربسر تسلیم کر لیں (دل و جان سے مان لیں)۔''

-- ''سَلَّمَ، يُسَلِّمُ''، سلام کرنا اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے:

فَإِذَا دَخَلْتُم بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلٰى أَنفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِندِ اللّٰهِ مُبَارَكَةً طَيِّبَةً

(النور:61/24)

''(مسلمانو!) جب گھروں میں داخل ہوا کرو تو اپنے لوگوں (اہل خانہ) کو سلام کیا کرو۔''

(السلام عليكم ورحمة الله وبركاته کہا کرو) یہ دعائے خیر اللہ کی طرف سے مقرر فرمائی ہوئی بڑی بابرکت اور پاکیزہ ہے۔

-- ''سَلٰمٌ''، اہل ایمان کے لیے انتہائی خوشخبری یہ ہے کہ جنت میں داخلے کے وقت یہ صدا آئے گی:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ (یسین:58/36)

''رب العالمین بکمال لطف ورحمت ارشاد فرمائے گا کہ (اہل جنت) تم پر سلامتی ہو۔''

-- هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا (الحج:78/22)

''اللہ نے (شریعت محمدی) سے پہلے بھی تمھارا نام ''مسلم'' رکھا تھا اور اس (قرآن) میں بھی (تمھارا یہی نام ہے)۔''

یہ آیہ مبارکہ مسلمانوں کے لیے زبردست تنبیہ ہے کہ فرقہ بندیوں سے کنارہ کش ہو کر سب کے سب اسلام کے علم کے نیچے جمع ہو جائیں۔

منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبیؐ، دین بھی، ایمان بھی ایک
حرمِ پاک بھی، اللہ بھی، قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک
فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

-- ''وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا'' بہترین قول اور بہترین عمل کس کا ہے؟:

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ

(حٰم السجدہ:33/41)

''اور اس شخص کی بات سے اچھی بات اور کس کی ہوگی جس نے اللہ کی طرف بلایا اور (خود بھی) نیک عمل (قرآن وسنت کے مطابق) کیا اور کہا کہ میں مسلمان ہوں۔''

-- ''وَلَهٗ اَسْلَمَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ'' زمین وآسمان کی ہر چیز رب کائنات کی مطیع یعنی (مسلم) ہے:

اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ (آلِ عمران:83/3)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اب کیا یہ لوگ اللہ کی اطاعت کا طریقہ (دین اللہ) چھوڑ کر کوئی اور طریقہ چاہتے ہیں؟ حالانکہ آسمان وزمین کی ساری چیزیں چاروناچار اللہ کی تابع فرمان (یعنی مسلم) ہیں اور اس کی طرف سب کو پلٹنا ہے۔''

-- ''تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا'' اے اللہ مجھے اپنا مطیع وفرمانبردار (یعنی مسلم) بنا کر اس دنیا سے اٹھا۔ سیدنا یوسفؑ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا فرماتے ہیں:

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ (یوسف:101/12)

''اے آسمان وزمین کے پیدا کرنے والے! تو ہی دنیا وآخرت میں میرا کارساز ہے (یہاں دنیا میں تُو نے عزت بخشی، مجھے اسلام کی دولت سے نوازا ہے اور اپنی رضا پر رہنے کی توفیق دی ہے) اب مجھے اپنا مطیع وفرمابردار (یعنی مسلم) بنا کر اس دنیا سے اٹھا۔''

اے ربِ کریم! میری اور میرے قارئین کی آپ کے حضور یہی دعا ہے۔ اپنی رحمت کے صدقے قبول فرمالیجیے۔ آمین!

-- ''السلام'' سلامتی کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے الحسنیٰ میں سے ہے:

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۲۳ (الحشر:23/59)

''اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ (سب کا) بادشاہ ہے پاک ہے (ہر عیب ونقص سے، خود سلامت اور ہمیشہ سلامت رہنے والا ہے) وہی اپنی مخلوق کو امن اور سلامتی عطا فرماتا ہے، (ہمہ وقت) نگہبانی کرنے والا، زبردست (اور شکستہ دلوں کو) جوڑنے والا صاحبِ عظمت ہے (اس کی ذات، صفات، احکام وقدرت میں شرکت کا کیا سوال؟) اللہ لوگوں کے شرک سے پاک ہے۔''

قارئین محترم! آپ نے غور کیا کہ ''دین اسلام'' اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا انعام ہے یہ دین فطرت ہے دنیا اور آخرت میں ہر سُو سلامتی کی فضا مہک رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس دین پر قائم رکھے۔ آمین!

وَمَا اخْتَلَفَ وَ اور عاطفہ جملے میں ربط کے لیے، مَا نہیں، نافیہ، اِخْتَلَفَ اختلاف کیا۔ فعل ماضی واحد مذکر غائب اس کا مادہ (خ-ل-ف) ہے۔ اِخْتَلَفَ يَخْتَلِفُ، اِخْتِلَافٌ باب افتعال ہے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختلاف کرنا، مخالفت کرنا اُردو زبان میں استعمال ہوتا ہے، الَّذِيْنَ وہ لوگ جن کو اسم موصول جمع مذکر اس کا مفرد الَّذِیْ ہے، اُوْتُوا دی گئی تھی، فعل ماضی مجہول جمع مذکر غائب اس کا مادہ (ء ت ی) ہے اٰتٰی، يُؤْتِيْ، ایتاء۔ الْكِتٰبَ کتاب آل کی وجہ سے خاص کتاب کی طرف اشارہ ہے (تورات، انجیل) یہود ونصاریٰ اہل کتاب کہلاتے ہیں، اِلَّا مگر استثنیٰ، مِنْۢ سے، حرفِ جر جو بعد والے حرف کو زیر دیتا ہے، بَعْدِ بعد مجرور، مَا اس کے بعد کہ، جَآءَهُمُ (جَآءَ هُمْ) آیا، ان کے (پاس)، جَآءَ ماضی واحد مذکر غائب، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب (جَاءَ، یَجِیْءُ) آنا، الْعِلْمُ فاعل علم حقیقی یعنی ان کے پاس علم حقیقی آچکا تھا (مگر یہ اختلاف محض ضد اور ہٹ دھرمی کی بنا پر کیا)، بَغْيًۢا ضد کرتے ہوئے، بغاوت کرتے ہوئے، بغاوت کا لفظ اردو میں استعمال ہوتا ہے، بَغْيًۢا حال کو ظاہر کرتا ہے، بَيْنَهُمْ (بَيْنَ۔ هُمْ) درمیان، اپنے، بَيْنَ مضاف، هُمْ ضمیر جمع مذکر مضاف الیہ یعنی یہود ونصاریٰ کا دین اسلام اور خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت سے اختلاف تکبر وغرور کی وجہ سے تھا اس لیے کہ دین اسلام کے برحق ہونے کی حقیقت ان پر واضح ہو چکی تھی، وَ مَنْ اور جو شخص، وَ حرف عاطفہ، مَنْ شرطیہ، يَّكْفُرْ کفر کرتا ہے فعل مضارع اس کا مادہ (ک ف ر) ہے كَفَرَ يَكْفُرُ حق بات کو چھپانا، انکار کرنا، بِاٰيٰتِ (بِ۔ اٰيٰتِ) ساتھ، آیات (کے) بِ حرف جار، اٰيٰتِ مجرور، دونوں لفظ مل کر مضاف ہوئے)، اللّٰهِ اللہ سبحانہ وتعالیٰ، مضاف الیہ، فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ تو یقیناً اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

آیاتِ مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) دین میں اختلاف کی اصل وجہ تکبر وغرور، انانیت اور سرکشی ہوتی ہے نہ کہ جہالت اور لاعلمی، یہود ونصاریٰ نے حق بات کو پہچان لیا تھا مگر اسے قبول کرنے میں تکبر اور ہٹ دھرمی مانع ہوئی، آج کل مسلمانوں میں فرقہ بندیوں کی یہی وجہ ہے جب تک کوئی شخص خواہشاتِ نفس سے آزاد نہ ہو وہ راہِ مستقیم نہیں پا سکتا۔

۲) اسلام دین فطرت ہے، اسے قبول نہ کرنا بہت بڑی حماقت ہے۔

نہ اَفغانیم وَنے تُرک و تتاریم
چمن زادیم و یک شاخساریم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمیزِ رنگ و بو برمَا حرام است
کہ ما پروردۂ یک نَو بہاریم

ہم نہ افغان ہیں نہ ترک ہیں نہ تاتار ہیں، ہم نے ایک چمن میں جنم لیا ہے اور ایک ہی شاخسار سے یعنی (اسلام) سے تعلق رکھتے ہیں اور ایک ہی نو بہار کے پرورش پانے والے تو رنگ و بو کی تمیز ہمارے لیے جائز نہیں ہے۔

www.KitaboSunnat.com

نبی کا فرض محض تبلیغ ہے

فَإِنْ حَآجُّوكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلَّهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ۗ وَقُل لِّلَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْأُمِّيِّينَ أَأَسْلَمْتُمْ ۚ فَإِنْ أَسْلَمُوا فَقَدِ اهْتَدَوا ۖ وَّإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ ۗ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ﴿٢٠﴾

(اسلام کی صداقت اور خاتم النبیین ﷺ کی حق کے ساتھ بعثت کے بعد یہ لوگ آپ سے جھگڑا کریں تو آپ (واشگاف الفاظ میں ان سے) کہہ دیجیے: میں نے اور میرا اتباع کرنے والوں نے تو اللہ کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیا ہے (ہر معاملے میں اسی کے احکام کے مطابق زندگی گزارنے کو اپنا شیوہ بنا لیا ہے) پھر اہل کتاب اور غیر اہل کتاب...... دونوں سے پوچھیے: کیا تم نے بھی (اس رب العالمین) کی اطاعت و فرمانبرداری قبول کی؟ پھر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر وہ تابع ہو گئے (اسلام کو دل و جان سے قبول کر لیا) تو انہوں نے راہ ہدایت پالی، اور اگر اس سے منہ موڑا، (اللہ کے احکام کو اطاعت نبویؐ میں نہ جانا) تو آپ پر صرف (اللہ کا پیغام) پہنچا دینے کی ذمہ داری تھی، آگے اللہ خود اپنے بندوں کے معاملات دیکھنے والا ہے (یوم جزا و سزا اس کا فیصلہ سنا دے گا)۔

الفاظ:

فَإِنْ (ف۔إِنْ) پھر، اگر، فَ عاطفہ جملے میں ربط کے لیے، إِنْ شرطیہ، حَآجُّوكَ (حَآجُّو۔كَ) جھگڑا کریں وہ (نصاریٰ) آپؐ سے، ضمیر واحد مذکر حاضر آپ ﷺ کی طرف جاتی ہے (حَاجَّ يُحَاجُّ سے فعل ماضی جمع مذکر غائب حَاجُّوْ)، فَقُلْ (فَ۔قُلْ) تو، کہہ دیجیے، فَ جواب شرط، قُلْ (قَالَ، يَقُوْلُ سے فعل امر قُلْ قول و قرار اردو میں استعمال ہوتا ہے)، أَسْلَمْتُ تابع کر دیا میں نے، مطیع ہوا میں (أَسْلَمَ، يُسْلِمُ سے أَسْلَمْتُ فعل ماضی واحد متکلم، باب افعال اسی سے اسلام، دین اسلام جس کا معنی اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ کی اتباع میں، اور اسی سے لفظ مُسْلِم، مطیع و فرمانبردار)، وَجْهِيَ (وَجْهِ۔ىَ) چہرا، اپنا (وَجْهٌ مضاف، ی، متکلم مضاف الیہ) لِلّٰهِ (لِ۔اللهِ) لیے، اللہ تعالیٰ یعنی اللہ تعالیٰ کے لیے (لام حرف جار، اس کے بعد جو لفظ آتا ہے وہ عام طور پر مجرور یعنی زیر والا ہوتا ہے چنانچہ لفظ اللہ کی ہ مجرور ہے)، وَ اور عاطفہ اس سے جملے میں ربط پیدا ہوتا ہے، مَنِ (اس نے بھی) جس شخص نے (مَنِ اسم موصول)، اتَّبَعَنِ (اتَّبَعَ۔نِ) اتباع کی، میری (ت ب ع سے اِتَّبَعَ يَتَّبِعُ سے اِتِّبَاعٌ باب افتعال، اِتَّبَعَ فعل ماضی واحد مذکر غائب یعنی اسی طرح اہل ایمان نے بھی اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے آگے جھکا دیا، جو رسول اللہ ﷺ کے سچے پیروکار تھے)، وَقُلْ اور کہہ دیجیے، فعل امر، لِّلَّذِيْنَ (لِ۔لَّذِيْنَ) لیے، اُن لوگوں یعنی وہ لوگ جنہیں، أُوْتُوا الْكِتٰبَ دی گئی انہیں، کتاب (یعنی یہود و نصاریٰ) (أُوْتُوا، "إِيْتَاءٌ" ماضی مجہول جمع مذکر غائب)، وَ الْأُمِّيّٖنَ اور (ان پڑھوں) سے یعنی وہ لوگ جو کتاب کا علم نہیں رکھتے، اس سے مراد عرب کے مشرکین ہیں، الْأُمِّيّٖنَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معطوف ہے، لِ لِلَّذِيْنَ پر عطف ہے (حرف عطف سے ایک کلمہ کو دوسرے کے ساتھ جوڑنا، اس جملے میں اہل کتاب اور عرب کے مشرکین سے خطاب ہے)، ءَ کیا، حرف استفہام، اَسْلَمْتُمْ تم سب اسلام لاتے ہو فعل ماضی جمع مذکر حاضر (اَسْلَمَ. يُسْلِمُ. إِسْلَامًا) اسلام لانا اطاعت قبول کرنا یعنی آپ ﷺ ان لوگوں سے جنہیں کتاب دی گئی (یہود و نصاریٰ) اور مشرکین مکہ سے کہہ دیجیے کیا تم اسلام لاتے ہو، فَإِنْ (فَ. إِنْ) تو، اگر (ف، عاطفہ، إِنْ حرف شرط)، اَسْلَمُوْا وہ تابع ہو جائیں، دل و جان سے اسلام قبول کرلیں فعل ماضی جمع مذکر غائب، فَقَدِ (فَ. قَدِ) تو یقینا (ف، حرف جواب شرط قَدْ، کلمہ تحقیق کلام یقینا)، اهْتَدَوْا وہ ہدایت پا گئے، فعل ماضی جمع مذکر غائب (اس لفظ کا مادہ ھ د ی ہے، ہدایت اردو زبان میں استعمال ہوتا ہے، اِهْتَدٰى. يَهْتَدِيْ. اِهْتِدَاءً، ہدایت پانا، اسلام کی شاہراہ پر چلنا، باب افتعال، وَ اور عاطفہ، إِنْ اگر حرف شرط، تَوَلَّوْا وہ پھر جائیں، روگردانی کریں فعل ماضی جمع مذکر غائب (اس کا مادہ (وَ لَ يَ) ہے، تَوَلّٰى يَتَوَلّٰى پھر جانا، روگردانی کرنا، باب تفعّل ہے) فَإِنَّمَا (فَ. إِنَّمَا) تو، بس (ف، جواب شرط إِنَّمَا، کلمہ حَصر، زور بیان کیلئے استعمال ہوتا ہے) عَلَيْكَ (عَلٰى. كَ) پر، آپ یعنی آپ ﷺ پر (عَلٰى حرف جار، كَ مجرور)، الْبَلٰغُ پہنچانا ہے (اس لفظ کا مادہ (ب ل غ) ہے، بَلَّغَ. يُبَلِّغُ (پہنچانا) دعوت حق کا پہنچانا، تَبْلِيْغ اور اس سے اسم مصدر اَلْبَلَاغ، باب تفعیل، اردو زبان میں دعوت و تبلیغ جانا پہچانا لفظ ہے، مُبَلِّغ، پیغام حق پہنچانے والا یعنی رسول اللہ ﷺ کے ذمہ تو تبلیغ اور دعوت حق کا پہنچانا ہے، ہدایت دینا تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے)، وَاللّٰهُ اور اللہ تعالیٰ، بَصِيْرٌ خوب دیکھنے والا ہے بِالْعِبَادِ اپنے بندوں کے حالات سے پوری طرح باخبر ہے (عِبَاد کا مفرد عَبْدٌ، اس سے فعل عَبَدَ. يَعْبُدُ، عبادت کرنا، مَعْبُود اللہ تعالیٰ، جس کی عبادت کی جاتی ہے)۔

تشریح:

ڈاکٹر محمد لقمان سلفی لکھتے ہیں:

"اسلام کی حقانیت اور رسول اللہ ﷺ کی صداقت ثابت ہو جانے کے باوجود بھی اگر اہل کتاب کفر وعناد کی راہ اختیار کرتے ہیں تو آپ کہہ دیجیے کہ میں نے تو اپنا ظاہر و باطن اللہ کے سامنے جھکا دیا ہے اور یہی حال میری اتباع کرنے والے مسلمانوں کا بھی ہے اور اہل کتاب اور غیر اہل کتاب سب کو کہہ دیجیے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اگر تم اسلام لے آؤ گے تو صراط مستقیم پر گامزن ہو جاؤ گے اور اگر روگردانی کرو گے تو میرا کام صرف پیغام حق پہنچا دینا ہے اور حساب تو تمہیں اللہ کو دینا ہوگا۔ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

تفسیر بالقرآن

(۱) قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (الانعام:14/2)

’’(اے نبیؐ) کہیے اللہ کو چھوڑ کر کیا میں کسی اور کو اپنا سرپرست بنالوں؟ اس اللہ کو چھوڑ کر جو زمین و آسمان کا خالق ہے، اور جو (کائنات میں ہر مخلوق کو) روزی دیتا ہے، روزی لیتا نہیں ہے (وہ بے نیاز ہے اور سب اس کے محتاج ہیں) آپ ﷺ کہیے، مجھے تو یہی حکم دیا گیا ہے کہ سب سے پہلے اس کے آگے سر تسلیم خم کروں (سراپا مسلم بن کر زندگی گزاروں) اور (تاکید کی گئی ہے کہ کوئی شرک کرتا ہے تو کرے) آپ ﷺ ہرگز مشرکوں میں شامل نہ ہوں۔‘‘

(۲) اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (البقرہ:131/2)

’’(جب اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیمؑ کو حکم دیا) کہ اے ابراہیم! مسلم ہو جاؤ، تو انہوں نے فوراً کہا: میں مالک کائنات کے لیے ’مسلم‘ ہو گیا (میں نے رب کائنات کے حضور سر تسلیم خم کر دیا)۔

(۳) (اس بات کی وصیت سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا یعقوب علیہ السلام نے اپنے بچوں کو اس طرح کی):

وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (البقرہ:132/2)

’’اسی طریقے پر چلنے کی ہدایت اس نے (سیدنا ابراہیم علیہ السلام) نے اپنی اولاد کو کی تھی اور یہی وصیت سیدنا یعقوب علیہ السلام اپنی اولاد کو کر گئے تھے: کہ میرے بچو! اللہ نے تمہارے لیے یہی دین پسند کیا ہے، لہٰذا مرتے دم تک مسلم ہی رہنا۔‘‘

(۴) سب کو اسی دین پر چلنے کی ہدایت:

فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ (الحج:34/22)

’’(لوگو!) اس ارض و سما کا معبود ایک ہی معبود ہے اور تم سب اسی کے مطیع فرمان بنو (زندگی بھر مسلم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن کر رہو) اور اے نبیؐ بشارت دے دیجئے عاجزانہ روش اختیار کرنے والوں کو (یعنی وہ لوگ جن کے دل سے اپنے رب کے حضور بچھے رہتے ہیں)۔"

اور وہ درج ذیل آیہ مبارکہ پر عمل کرتے ہیں:

(۵) وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ

(حٰمٓ السجدہ:33/41)

"اور اس شخص کی بات سے اچھی بات اور کس کی ہوگی جس نے اللہ کی طرف بلایا اور نیک عمل کو (قرآن وسنت کے مطابق زندگی کو سجایا) اور (ہمیشہ دل کی یہ صدا رہی) کہ میں مسلمان ہوں (رب کریم کا مطیع اور فرمانبردار بندہ ہوں) اور میری زندگی کی آخری خواہش کیا ہے؟

(۶) فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ (یوسف:101/12)

"اے زمین وآسمان کے بنانے والے (رب کریم!) تو ہی دنیا اور آخرت میں میرا سرپرست ہے، میرا خاتمہ اسلام پر کر اور انجام کار مجھے صالحین کے ساتھ ملا۔"

(رب کریم اس دعا کو اپنی رحمت سے قبول فرمائے) آمین۔

تفہیم بالحدیث:

زیر مطالعہ آیہ مبارکہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے دنیا کے تمام سلاطین وملوک کو دعوتی خطوط لکھے اور اپنی عمومی رسالت کا اعلان فرمایا۔ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يَسْمَعُ بِيْ اَحَدٌ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ، يَهُوْدِيٌّ وَلَا نَصْرَانِيٌّ وَمَاتَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِيْ اُرْسِلْتُ بِهٖ اِلَّا كَانَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ (مسلم، کتاب الایمان)

"اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری (محمد ﷺ) کی جان ہے، اس زمانے (یعنی اب سے لے کر قیامت تک) کا اگر کوئی یہودی یا نصرانی (یا کوئی اور دین والا) میرے بارے سنے اور اس دین پر ایمان نہ لائے جس (دین حق کے ساتھ) مجھے بھیجا گیا ہے اور اسی پر موت آجائے تو وہ جہنمی ہوگا۔

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً (بخاری کتاب التیمّم)

''ہر نبی کو مخصوص قوم کے لیے بھیجا گیا اور مجھے نسل انسانیت کے لیے مبعوث کیا گیا ہے۔''

آیاتِ مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچانا لازمی اور ضروری امر ہے لیکن لڑائی جھگڑا کرنے سے بچنا چاہیے اور اگر کبھی ضرورت پیش آئے تو خوبصورت انداز میں مجادلہ ہو سکتا ہے (وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ)

۲) کسی شخص کو زبردستی دین اسلام قبول نہیں کرایا جاسکتا، اگر کوئی شخص بخوشی اسلام قبول کرتا ہے تو وہ راہ یاب ہو جاتا ہے اگر وہ قبول نہیں کرتا تو داعی کا فریضہ تو صرف دعوت حق خوش اسلوبی سے پہنچا دینا ہے۔(لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ)

نوع اِنساں را پیام آخریں
حاملِ اُوْرا رَحْمَةٌ لِّلْعَالَمِيْنَ

کفار کی حرکات اور اُن کا انجام (۱)

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٢١﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو لوگ آیات الٰہی (کتاب اللہ کی آیات نیز انفس و آفاق کی نشانیوں کا) انکار کرتے ہیں اور انبیاء (علیہم السلام) کو ناحق قتل کر ڈالتے ہیں اور ایسے لوگوں کی جان کے درپے ہو جاتے ہیں جو عدل و انصاف کو قائم کرنے کے لیے اٹھیں، ان کو دردناک سزا کی خوشخبری سنا دیجیے۔

الفاظ:

اِنَّ بے شک، کلمہ تحقیق، اَلَّذِیْنَ وہ لوگ جو، اسم موصول جمع مذکر، یَکْفُرُوْنَ کفر کرتے ہیں، فعل مضارع جمع مذکر غائب، اس کا مادہ (ک ف ر) ہے (کَفَرَ، یَکْفُرُ، کُفْرَانًا، وَ کَافِرٌ) کفر و انکار کرنا، کافر وہ شخص ہوتا ہے جو کائنات میں اللہ تعالیٰ کی بکھری ہوئی نشانیوں کا انکار کرتا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی آیات جو قرآن اور دیگر آسمانی کتابوں کی آیات کا بھی منکر ہوتا ہے، "کُفر" قرآن حکیم میں مندرجہ ذیل مفہوم میں آتا ہے:

۱۔ کفر بمعنی اللہ تعالیٰ کی توحید کا انکار جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ (البقرہ:6/2)

"جن لوگوں نے (اسلام قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا) ان کے حق میں یکساں ہے کہ آپ ان کو (اللہ کے عذاب سے) ڈرائیں یا نہ ڈرائیں، وہ ایمان نہ لائیں گے۔"

۲۔ "کُفر" بمعنی سرکشی اور بغاوت، جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا کَفَرُوْا بِهٖ (البقرہ:89/2)

"پس جب (اہل کتاب کے پاس خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ کتاب مبین یعنی قرآن حکیم کے ساتھ) تشریف لے آئے، جس کو انہوں نے پہچان لیا (تو محض عناد اور سرکشی کی بنا پر) منکر بن بیٹھے۔"

۳۔ "کُفر" بمعنی کُفرانِ نعمت اس کی ضد شکر ہے، جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ (البقرہ:152/2)

"(رب کریم کا فرمان ہے کہ اے میرے بندو!) تم مجھے یاد رکھو (خلوص دل سے میری اطاعت اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بندگی کا حق ادا کرو) میں تمہیں یاد رکھوں گا (تمہیں دنیا و آخرت میں فوز و فلاح سے ہمکنار کروں گا) اور (دیکھو!) میرا شکر ادا کرتے رہو (میں نے تمہیں اَن گنت نعمتوں سے نوازا ہے) اور کفرانِ نعمت نہ کرو (ناشکرے بن کر زندگی نہ گزارنا)۔"

۴۔ "کُفر" بمعنی براءت یعنی اپنے آپ کو بری الذِمہ ٹھہرانا، جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے کہ روزِ قیامت شیطان اپنی براءت کا اعلان اس طرح کرے گا:

إِنِّي كَفَرْتُ بِمَآ أَشْرَكْتُمُونِ مِن قَبْلُ (ابراہیم:22/14)

"(لوگو! تم نے اپنے رب کی سچی باتوں کو نہ مانا، میری دلفریب اور جھوٹی باتوں میں آ گئے، تم مجھ پر الزام لگانا چاہتے ہو کہ میں نے تم کو شرک کی ترغیب دی بلکہ تم خود ہی خواہشاتِ نفس کے پجاری بن گئے)۔ بلاشبہ میں تو انکار کرتا ہوں (براءت کا اعلان کرتا ہوں) اس بات کا جو تم مجھے اللہ کا شریک ٹھہراتے تھے۔"

اے رب کریم! ہمیں ہر قسم کے کفر سے بچا۔ آمین!

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ بیشک وہ لوگ جو انکار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ (کی نازل کردہ) آیات کا۔

وَيَقْتُلُونَ وَ اور 'عاطفہ' جملے میں ربط پیدا ہوتا ہے، يَقْتُلُونَ قتل کرتے ہیں، فعل مضارع جمع مذکر غائب (قَتَلَ، يَقْتُلُ) قتل کرنا، ناحق کسی شخص کو جان سے محروم کر دینا، اردو زبان میں معروف لفظ ہے، النَّبِيِّينَ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے رسول، پیغمبر اس کا مفرد نَبِيٌّ ہے، ایک عام انسان کی ناحق جان لینا جرمِ عظیم ہے، چہ جائیکہ اُن نفوسِ قدسیہ کے درپے آزار ہونا جو انسانوں کے لیے نمونہ بنتے ہیں اور اُن پاکبازوں کی زندگیاں لوگوں کے لیے ہدایت کا سروسامان فراہم کرتی رہی ہیں، بِغَيْرِ حَقٍّ بغیر کسی حق کے، اس بات کو واضح کر دیا کہ ان محسنین (انبیاء علیہم السلام) نے تو تمہیں فیض پہنچایا اور تم نے ان پر ظلم و ستم ڈھایا (العیاذ باللہ) قرآن اعلان کرتا ہے:

أَنَّهُ مَن قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا ط وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا ط (المائدہ:32/5)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''کہ جو شخص کسی کو بغیر اس کے کہ وہ کسی کا قاتل ہو یا زمین میں فساد مچانے والا ہو، قتل کر ڈالے تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کر دیا، اور جو شخص کسی ایک کی جان بچا لے، اس نے گویا تمام لوگوں کو زندہ کر دیا۔''

سید مودودیؒ لکھتے ہیں:

''مطلب یہ ہے کہ دنیا میں نوع انسانی کی زندگی کی بقا منحصر ہے اس پر کہ ہر انسان کے دل میں دوسرے انسانوں کی جان کا احترام موجود ہو اور ہر ایک دوسرے کی زندگی کے بقا و تحفظ میں مددگار بننے کا جذبہ رکھتا ہو، جو شخص ناحق کسی کی جان لیتا ہے، وہ صرف ایک ہی فرد پر ظلم نہیں کرتا بلکہ یہ بھی ثابت کرتا ہے کہ اس کا دل حیاتِ انسانی کے احترام سے اور ہمدردیٔ نوع کے جذبہ سے خالی ہے، لہٰذا وہ پوری انسانیت کا دشمن ہے، کیونکہ اس کے اندر وہ صفت پائی جاتی ہے جو اگر تمام افرادِ انسانی میں پائی جائے تو پوری نوع کا خاتمہ ہو جائے۔ اس کے برعکس جو شخص انسان کی زندگی کے قیام میں مدد کرتا ہے وہ درحقیقت انسانیت کا حامی ہے، کیونکہ اس میں وہ صفت پائی جاتی ہے جس پر انسانیت کی بقا کا انحصار ہے۔''

(تفہیم القرآن ج1)

وَّ اور، عاطفہ، **يَقْتُلُوْنَ** وہ قتل کرتے ہیں، فعل مضارع جمع مذکر غائب، **الَّذِيْنَ** ان لوگوں کو جو اسم موصول، **يَأْمُرُوْنَ** حکم دیتے ہیں فعل مضارع جمع مذکر غائب (**اَمَرَ۔ يَأْمُرُ**) حکم دینا، **اَمر بالمُعروف**، نیک بات کا حکم دینا اردو میں استعمال ہوتا ہے، **بِالْقِسْطِ** (**بِ۔الْقِسْطِ**) ساتھ، انصاف کے ب، حرف جار جو اپنے بعد والے حرف کو زیر دیتا ہے۔ **اَلْقِسْطِ** مجرور، **مِنَ** سے، حرف جار، **النَّاسِ** لوگوں (سے) مجرور یعنی یہود نہ صرف انبیاء علیہم السلام کے بلکہ ان داعیان حق کی پیروی کرنے والے ابرار و صالحین کے بھی جانی دشمن رہے، ایسے فسادیوں کا انجام کیا ہوتا ہے، **فَبَشِّرْهُمْ** (**فَ۔بَشِّرْ۔هُمْ**) تو، خوشخبری دیجیے، آپ اُن کو، **هُمْ** کی ضمیر جمع مذکر ظالموں اور مجرموں کی طرف جاتی ہے، **بِعَذَابٍ** (**بِ۔عَذَابٍ**) ساتھ، عذاب (کے) **بِ** حرف جار، **عَذَابٍ** مجرور اور موصوف ہے اور اس کی صفت **اَلِيْمٍ** ہے (جو) دردناک ہے، عربی زبان میں صفت اور موصوف کی اعرابی حالت یکساں ہوتی ہے جیسا کہ **عَذَابٍ اَلِيْمٍ** میں ہے اس کے ساتھ ہی ارشاد فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کفار کی حرکات اور اُن کا انجام (۲)

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ ﴿۲۲﴾

یہ ہیں وہ لوگ جن کے اعمال دنیا اور آخرت دونوں میں ضائع ہو گئے اور ان کا مددگار کوئی نہیں۔

الفاظ:

أُولَٰئِكَ یہی لوگ ہیں، اسم اشارہ (مبتدا)، **الَّذِينَ** جو اسم موصول (خبر)، **حَبِطَتْ** ضائع ہو گئے، اس کا مادہ (ح ب ط) حَبِطَ، یَحْبَطُ باب (س) ضائع ہونا، **أَعْمَالُهُمْ** (أَعْمَالُ۔هُمْ) عَمل اُن کے، **فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ** دنیا اور آخرت میں، **فِي** حرف جار، **الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ** مجرور، **وَمَا** اور نہیں ہے **وَ** عاطفہ، **مَا** نافیہ نفی کا معنی دیتا ہے، **لَهُمْ** (لَ۔هُمْ) لیے، ان کے، **مِنْ** سے حرف جار، **نَاصِرِينَ** مدد کرنے والے، مجرور نَاصِرُونَ حالت رفعی تھا مِنْ کی وجہ سے نَاصِرِينَ ہوا (حالت جری)۔

تشریح:

مولانا عبدالماجد دریابادی لکھتے ہیں:

"يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ" کسی کتاب الٰہی سے یا اس کے کسی جزو سے انکار یہ سب کفر بآیاتِ اللہ کی صورتیں ہیں۔

"بِغَيْرِ حَقٍّ" یعنی خود قاتلوں کے بھی آئین قانون وضوابط کے خلاف ہے، ورنہ قتل انبیاء فی الحقیقت اور عنداللہ تو ہمیشہ ہی ناحق رہے گا۔

یہود کی دوسری بیہودگیاں، شرارتیں، فتنہ پردازیاں تو تھیں ہی، حد یہ ہے کہ قتل تک سے نہ چوکے، یسعیاہ علیہ السلام نبی کا قتل، یرمیاہ نبی کا قتل، زکریا نبی کا قتل، یحییٰ ؑ نبی کا قتل اور عیسیٰ مسیح ؑ کا اقدام قتل (بلکہ اپنے خیال میں قتل ہی) یہ اسرائیل کی تاریخِ جرائم کے چند جلی عنوانات ہیں۔ (تفسیر ماجدی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"یَأْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ" یعنی لوگوں کو اخلاق و معاملات میں عدل کی ہدایتیں کرتے رہتے ہیں، ظاہر ہے کہ مراد انبیاء اور ان کے نائبین ہیں۔

"عَذَابٍ اَلِیْمٍ" ایسے مجرموں اور خطا کاروں پر دنیوی لعنت سیدنا داؤد علیہ السلام نبی کی کتاب میں مفصل موجود ہے۔ (حوالہ ایضاً)

تفسیر بالقرآن:

❁ وَ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ يَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ (آل عمران:112/3)

"(یہود پر محتاجی و مغلوبی مسلط کر دی گئی) اور یہ سب کچھ صرف اس وجہ سے ہوا کہ یہ اللہ کی آیات سے کفر کرتے رہے اور انہوں نے اللہ کے نبیوں کو ناحق قتل کیا۔"

❁ كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰۤى اَنْفُسُهُمْ ۙ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ﴿۷۰﴾

(المائدہ: ۵/۷۰)

"جب کبھی (یہود) کے پاس کوئی رسول اُن کی خواہشاتِ نفس کے خلاف کوئی (پیغام حق) لے کر آیا تو کسی کو انہوں نے جھٹلایا اور کسی کو (نعوذ باللہ) قتل کر دیا۔"

آیاتِ مبارکہ کی حکمت و بصیرت

۱) ان آیات میں اہل کتاب (یہودیوں) کی مذمت ہے کہ وہ (ہدایت ملنے کے باوجود) طرح طرح کے گناہوں اور حرام کاموں میں مبتلا ہو گئے، جب بھی ان کے پاس کوئی نبی اور مصلح آیا تو انہوں نے سمع و اطاعت کی بجائے ان کے خلاف سازشوں اور تشدد کا راستہ اختیار کیا، یہاں تک کہ خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف بھی سازشیں کرتے رہے اور ہر دور میں مسلمانوں کے خلاف اُن کی ریشہ دوانیاں جاری رہیں یہاں تک کہ آج بھی بین الاقوامی سازشوں اور تخریب کاریوں کے پیچھے یہودی ہی کارفرما ہیں۔

۲) یہودیوں کی تخریب کاریوں کا ذکر مسلمانوں کے لیے درس عبرت ہے کہ وہ اپنے اعمال کو خالصۃً اللہ تعالیٰ کے لیے کر دیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ اپنے لیے اسوہ بنائیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن میں ہو غوطہ زن اے مردِ مسلمان
اللہ کرے تجھ کو عطا جدّتِ کردار

اہل کتاب کا جھوٹا عقیدہ (۱)

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۳﴾

(اے نبیؐ) کیا آپ نے اُن لوگوں کی حالت نہیں دیکھی جنھیں کتاب اللہ کے علم میں سے کچھ حصہ ملا ہے (یعنی یہودیوں کے علماء کی جو رات دن تورات کی تلاوت کرتے رہتے ہیں) انہیں اللہ کی کتاب کی طرف بلایا گیا کہ ان کے درمیان (اس کتاب کے مطابق) فیصلہ کیا جائے اس پر بھی ایک گروہ اُس سے صاف روگرداں ہے (پہلو تہی کرتا ہے) اور اصل یہ ہے کہ کتاب اللہ کی طرف سے اُن سب کے رخ ہی پھرے ہوئے ہیں۔

الفاظ:

اَلَمْ (اَ۔لَمْ) کیا، نہیں ، اَ استفہامیہ، لَمْ نہیں، تَرَ دیکھا، آپ نے، اس کا مادہ (ر ء ی) رَاٰی یَرَاٰی سے فعل مضارع واحد مذکر مخاطب، اصل میں تَرْأَیْ تھا، لَمْ کی وجہ سے تَرَ رہ گیا (دیکھنا) رَؤیت ہلال کمیٹی جو ہر ماہ چاند نظر آنے یا نظر نہ آنے کا فیصلہ کرتی ہے، اِلٰی طرف، حرف جار، الَّذِيْنَ اُن لوگوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی جو، اسم موصول جمع اس کا مفرد اَلَّذِی ہے، اُوْتُوْا دیے گئے وہ (سب) اس کا مادہ (ء ت ی) اٰتٰی، یُؤْتِیْ سے فعل ماضی مجہول جمع مذکر غائب اُوْتُوْا. نَصِیْبًا نصب سے ہے جس کے معنی ہیں معین حصہ، مِّنَ الْكِتٰبِ اللہ تعالیٰ کی کتاب سے (یہاں کتاب سے مراد تورات ہے)، یُدْعَوْنَ وہ بلائے جاتے ہیں، فعل مضارع مجہول جمع مذکر غائب اس کا مادہ (د ع و) ہے دَعَا. یَدْعُوْا. (بلانا، پکارنا) دعوت کسی کو کھانے پر بلانا اردو زبان میں معروف ہے، اِلٰی طرف، حرفِ جار، كِتٰبِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی کتاب، كِتٰب مضاف اللّٰهِ مضاف الیہ (مجرور)، یعنی اس آیت میں اہل کتاب کے ایک گروہ کی طرف اشارہ ہے کہ جب ان کو ان کے اختلاف کو ختم کرنے کے لیے کتاب الٰہی کی طرف دعوت دی جاتی ہے، لِیَحْكُمَ (لِ۔ یَحْكُمَ) تاکہ، وہ فیصلہ کرے لام تعلیل کہلاتا ہے (تاکہ) یَحْكُمَ فعل مضارع واحد مذکر غائب، اس کا مادہ (ح ک م) ہے حَكَمَ. یَحْكُمُ. حُكْمًا (فیصلہ کرنا) حَكَمٌ وہ شخص جسے کسی معاملے کا فیصلہ کرنے کے لیے مقرر کیا گیا ہو، اور حُكْمٌ. فرمان، یہ الفاظ اردو میں استعمال ہوتے ہیں، بَیْنَهُمْ (بَیْنَ۔ هُمْ) درمیان، ان کے، بَیْنَ مضاف ظرف، هُمْ مضاف الیہ، ثُمَّ پھر حرف عطف جملے میں ربط پیدا کرنے کے لیے هُمْ وہ، یَتَوَلّٰی منہ پھیر لیتا ہے، فعل مضارع اس کا مادہ (و ل ی) ہے تَوَلّٰی یَتَوَلّٰی سے فعل مضارع واحد مذکر غائب (منہ پھیرنا، روگردانی کرنا)، وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ. وَ اور، هُمْ وہ ضمیر جمع مذکر، مُّعْرِضُوْنَ منہ موڑنے والے ہیں، پھر جانے والے ہیں احکام سے انحراف کرنے والے ہیں، اسم فاعل اس کا مادہ (ع ر ض) اَعْرَضَ. یَعْرِضُ. اِعْرَضٌ باب افعال، لفظ اعراض اردو میں روگرانی، منہ پھیرنا، استعمال ہوتا ہے، سے اسم فاعل جمع مذکر مُعْرِضُونَ هُمْ. مبتدا، مُعرِضُونَ. خبر۔

تشریح:

شیخ عبدالرحمن بن ناصر السعدی لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ اہل کتاب کی حالت بیان فرما رہا ہے جن پر انعام کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی کتاب دی، ان کا فرض تھا کہ سب سے زیادہ وہ اس پر قائم رہتے اور سب سے پہلے وہ اس کے احکام کو تسلیم کرتے، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں بتا دیا ہے کہ انہیں جب کتاب کے فیصلے (کو قبول

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے) کی طرف بلایا جاتا ہے تو ان میں سے کچھ لوگ منہ پھیر کر چلے جاتے ہیں، ان کے جسم تو رخ پھیرتے ہیں اور ان کے دل اس فیصلے سے منکر ہو جاتے ہیں یہ انتہائی قابل مذمت رویہّ ہے، اس میں ہمارے لیے تنبیہ ہے کہ ان جیسا کام نہ کریں، ورنہ ہم بھی اس مذمت کے مستحق ہوں گے اور ہمیں بھی ان جیسی سزا مل سکتی ہے۔ (تفسیر السعدی)

سچے اہل ایمان کا رویہ کیسا ہوتا ہے؟

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا (النور:51/22)

''مومنوں کو جب اللہ (کے احکام کی پیروی کرنا) اور اس کے رسول (کی اتباع کرنے) کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کردے تو وہ صرف یہی کہتے ہیں ''ہم نے سنا اور (صدق دل سے) ہم نے مان لیا (یہی کامیابی کا راستہ ہے)۔''

پھر غور کیجیے کہ ان اہل کتاب کی بے بنیاد آرزوئیں کیا ہیں:

اہل کتاب کا جھوٹا عقیدہ (۲)

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۪ وَغَرَّهُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾

ان کے ایسے طرز عمل کی بنیاد (محض خواہشات اور غرور پر ہے) اور وہ کہتے ہیں ''آتش دوزخ تو ہمیں کبھی نہیں چھوئے گی، اور اگر چھوئے گی بھی تو گنتی کے چند دنوں کیلئے'' ان کے خود ساختہ عقیدوں نے ان کو اپنے دین کے معاملے میں بڑی غلط فہمیوں میں ڈال رکھا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفاظ:

ذٰلِكَ یہ اسم اشارہ واحد مذکر، بِاَنَّهُمْ (بِ۔اَنَّ۔هُمْ) اس وجہ سے، کہ بیشک، وہ، بِ وجہ سببیہ اور سبب کو ظاہر کرتا ہے اس لیے اس کو ب سببیہ کہتے ہیں، اَنَّ بے شک، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب، قَالُوْا انہوں نے کہا، فعل ماضی جمع مذکر غائب (قَالَ۔ یَقُوْلُ) کہنا، قول وقرار اردو میں استعمال ہوتا ہے، لَنْ (کہ) ہرگز نہ، لَنْ تَمَسَّنَا ہرگز نہ چھوئے گی، ہم کو، لَنْ حرف ناصبہ یعنی کلام میں زور پیدا ہوتا اور بعد والے مضارع کو زبر دیتا ہے، تَمَسَّ اس کا مادہ (م س س) ہے مَسَّ یَمَسُّ سے فعل مضارع واحد مونث غائب تَمَسُّ (چھونا)، النَّارُ آگ (جہنم کی)، اِلَّآ مگر حرف استثنٰی، اَيَّامًا دن جمع اس کا مفرد یومٌ، اردو میں استعمال یومیہ مزدوری، مَّعْدُوْدٰتٍ گنتی کے اس کا مادہ (ع د د) مَعْدُوْدَةٌ اس کا مفرد ہے عدد، اردو میں عدد، تعداد، معروف لفظ ہے، اَيَّامًا دن موصوف، مَّعْدُوْدَاتٍ گنتی کے صفت، وَ اور حرف عطف جملے میں ربط پیدا ہوتا ہے، غَرَّهُمْ (غَرَّ۔هُمْ) دھوکے میں ڈالا، ان کو اس کا مادہ (غ ر ر) ہے، غَرَّ یَغُرُّ دھوکے میں ڈالنا غَرَّ، فعل ماضی واحد مذکر غائب اصل میں یہ لفظ غَرَرَ تھا، کاز میں ادغام ہوا کیونکہ غَرَرَ کی ادائیگی ثقالت پیدا ہوتی ہے، ویسے اصول بھی ہے کہ دو لفظ ایک جیسے اکٹھے ہو جائیں تو ان کو ادغام میں لاتے ہیں جیسا کہ غَرَرَ سے غَرَّ، هُمْ ضمیر جمع مذکر، فِيْ میں حرف جار، دِيْنِهِمْ (دِيْنِ۔هِمْ) دین، ان کے یعنی دین نے توصیح رہنمائی کی تھی مگر خواہشات نفس سے انہوں نے اپنے دین کو کچھ سے کچھ بنا دیا، مَّا جو وہ مَا موصولہ ہے، كَانُوْا تھے فعل ماضی جمع مذکر، یَفْتَرُوْنَ بہتان باندھتے اس کا مادہ (ف ر ی) اِفْتَرٰی یَفْتَرِی سے فعل مضارع جمع مذکر غائب یَفْتَرُوْنَ (بات اپنی طرف سے بنانا، بہتان باندھنا)۔

تفسیر:

مولانا عبدالماجد دریابادی لکھتے ہیں:

عقائد کے باب میں کوئی بات بے دلیل عقلی یا نقلی کے اپنی طرف سے گڑھ لینا افتراء علی اللہ کی ایک صورت ہے یہود کے پیشواؤں اور سرداروں نے اس طرح قسم قسم کے عقائد کا ایک طومار گڑھ رکھا تھا اور ان ہی میں سے ایک عقیدہ یہ بھی تھا کہ یہود پر آتشِ دوزخ (بجز برائے نام مدت کے) حرام ہے، اُن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے ان کے بزرگوں کی نسبت وشفاعت کافی ہے اوران کی نجات ومغفرت بلا ایمان صحیح اور عمل صحیح خود بخود محض نسلاً اسرائیلی ہونے کی بنا پر ہو جائے گی۔

تفسیر بالقرآن:

۱- اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ وَ اِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ (البقرہ:146/2)

"(رب کریم کا فرمان ہے) جن لوگوں کو ہم کتاب دے چکے ہیں وہ آپ (ﷺ) کو پہنچانتے ہیں اسی طرح جیسے کہ اپنی نسل کو پہنچانتے ہیں اور بے شک ان میں سے کچھ لوگ خوب چھپاتے ہیں، حق کو حالانکہ جانتے ہوتے ہیں۔ (تفسیر ماجدی)

۲- وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَ لَا تَكْتُمُوْنَهٗ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ (آل عمران:187/2)

"(اے نبیؐ) ان اہل کتاب کو وہ عہد بھی یاد دلاؤ جو اللہ نے ان سے لیا تھا کہ تمہیں کتاب کی تعلیمات کو لوگوں میں پھیلانا ہوگا، انہیں پوشیدہ رکھنا نہیں ہوگا، مگر (اس نصیحت کے باوجود) انہوں نے کتاب کو پس پشت ڈال دیا اور (حصولِ دنیا کے لیے) تھوڑی قیمت پر اسے بیچ ڈالا (علماء یہود نے مسائل لوگوں کی خواہشات کے مطابق بنا ڈالے) کتنا برا کاروبار ہے جو یہ کر رہے ہیں۔"

تفسیر بالحدیث:

اس آیت میں ایک خاص واقعہ کی طرف اشارہ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہود بے حیائی کے مرتکب مرد اور عورت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے، تو آپ ﷺ نے رجم کا حکم دے دیا، لیکن انہوں نے انکار کر دیا اور کہا کہ ہماری کتاب (یعنی تورات) میں تو صرف منہ کالا کرنا ہے، پھر تورات منگوائی گئی تو اس میں رجم کا ذکر ملا، چنانچہ ان دونوں کو رجم کر دیا گیا۔ (بحوالہ تفسیر دعوت القرآن حافظ عبدالسلام بن محمد)

آیات کی حکمت وبصیرت:

۱) اہل علم کی کتاب اللہ سے بے اعتنائی عوام الناس کے لیے گمراہی کا سبب ہوتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲) یہود کے علماء کی عادت اور جبلت کو قرآن اس طرح بیان کرتا ہے: سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ (المائدہ:42/5) ''یہ کان لگا لگا کر جھوٹ کے سننے والے جی بھر بھر کر حرام کے کھانے والے ہیں۔'' اور یہی حرام خوری دینی احکام کو بدلنے کا سامان بنتی رہی ہے، جس سے مسلمانوں کو سختی سے اجتناب کرنا چاہیے، اگر وہ ایسا نہیں کریں گے تو ان کے اندر وہی خرابیاں پیدا ہو جائیں گی جو اہل کتاب میں ہوئیں، اگر اہل کتاب نافرمانیوں کے سبب سزا کے مستحق ٹھہرے تو مسلمان بھی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ نہیں سکتے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ مسلمان کی شان ہو تو ایسی ہو:

اس کی امیدیں قلیل — اس کے مقاصد جلیل
اس کی ادا دلفریب — اس کی نگہ دلنواز
نرم دمِ گفتگو — گرم دمِ جستجو
رزم ہو یا بزم ہو — پاک دل و پاک باز

آخرت کا فیصلہ کن انجام

فَكَيْفَ إِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾

پس کیا حال ہوگا جبکہ ہم انہیں اُس دن جمع کریں گے؟ جس کے آنے میں کوئی شک وشبہ نہیں اور ہر شخص کو اس کی کمائی کا بدلہ پورا پورا دے دیا جائے گا (جزا وسزا کا بدلہ بے کم وکاست چکا دیا جائے گا) اور کسی پر (رائی برابر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی) ظلم نہ ہوگا۔

الفاظ:

فَكَيْفَ (فَ ۔ كَيْفَ) پس، کیا حال ہوگا؟ **فَكَيْفَ** سوالیہ تعجب کے لیے، **إِذَا** جب، ظرف زمان ہے، **جَمَعْنٰهُمْ** (جَمَعْنَا ۔ هُمْ) ہم جمع کریں گے، اُن کو اس کا مادہ (ج م ع) ہے **جَمَعَ يَجْمَعُ** سے فعل ماضی جمع متکلم، فاعل اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے بطور عزت جمع متکلم کا صیغہ آیا ہے، لاریب اس کی ذات واحد ہے، **هُمْ** ضمیر جمع مذکر، مفعول یعنی اللہ تعالیٰ تمام (جنوں اور انسانوں) کو اکٹھا فرمائے گا،

لِيَوْمٍ (لِ ۔ يَوْمٍ) لیے، اس دن کے، لِ حرف جار جو بعد والے حرف کو زیر دیتا ہے، **يَوْمٍ** مجرور، **لَا** نافیہ، **رَيْبَ** شک اسم، **فِيْهِ** (فِيْ ۔ هِ) میں، اس یعنی اس دن (روز قیامت) میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے، **فِيْ** حرفِ جار، **هِ** مجرور، **وَ** عاطفہ جملے کو ملانے کے لیے، **وُفِّيَتْ** پورا پورا دیا جائے گا، اس کا مادہ (وف ی) **وَفّٰى يُوَفِّيْ** سے فعل ماضی مجہول واحد مونث غائب، اس میں **هِيَ** ضمیر واحد مونث جو کہ **نَفْسٌ** کی طرف لوٹ رہی ہے اور **نَفْسٌ** عربی میں مونث استعمال ہوتا ہے، اسے مونث سماعی کہتے ہیں جیسا کہ:

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىِٕنَّةُ (الفجر:27/89)

"اے نفسِ مطمئنہ! (جو اسلام اور ایمان پر راضی ہے، تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو جنت کی خوشخبری دے رہا ہے)۔

مَّا جو، موصول، **كَسَبَتْ** اس نے کمایا (اعمال صالحہ یا اعمال سیّہ سے اس دنیا میں کمایا)، **وَ** اور عاطفہ، **هُمْ** وہ ضمیر جمع مذکر، **لَا** نہیں، نافیہ، **يُظْلَمُوْنَ** ظلم کیے جائیں گے فعل مضارع مجہول جمع مذکر غائب، اس کا مادہ (ظ ل م) ہے **ظَلَمَ يَظْلِمُ** سے مضارع مجہول جمع مذکر غائب۔

تشریح:

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

"قیامت والے دن (تمام جن وانس) کے (خود ساختہ) دعوے اور غلط عقائد کچھ کام نہ آئیں گے اور اللہ تعالیٰ ہر نفس کو بے لاگ انصاف کے ذریعے (اچھے یا برے عمل کا) پورا پورا بدلہ دے گا اور کسی پر ذرہ برابر ظلم نہیں ہوگا۔ (احسن البیان)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر اللہ تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم عطا فرماتا ہے کہ وہ اس کے حضور اس طرح دعا و مناجات کریں، اس میں پوری امت کو بھی تعلیم ہے:

اہل ایمان کی دعا

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۫ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۶﴾

(آپؐ اس طرح اس کے حضور کہا کریں) اے اللہ! اے تمام جہان کے مالک! تو جسے چاہے بادشاہی عطا فرمائے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور تو جسے چاہے عزت عطا فرمائے اور جسے چاہے ذلت دے، تیرے ہی ہاتھ میں سب بھلائیاں ہیں بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

الفاظ:

قُلِ (اے نبیؐ) فرمادیجئے، فعل امر، فاعل (قَالَ، يَقُوْلُ) کہنا، اَللّٰهُمَّ اے اللہ اصل میں یا اللہ تھا حرف ندا (یَا) کو حذف کر دیا گیا اور اس کے عوض میں اللہ کے آخر میں میم مشدد لائی گئی، اَللّٰهُمَّ ہو گیا (اے اللہ) منادی، مٰلِكَ (اے) مالک، یہ بھی اللہ تعالیٰ کی صفت ہے مضاف، اَلْمُلْكِ بادشاہی، (اس پوری کائنات کے خالق و مالک کیلئے) مضاف الیہ، اَلْمُلْكِ کا مادہ (م ل ک) ہے، مَلَكَ يَمْلِكُ مالک ہونا سے مصدر مُلْكٌ (بادشاہت سلطنت)، تُؤْتِي تو ہی عطا کرتا ہے، (اٰتٰی، يُؤْتِي) عطا کرنا، فعل مضارع، فاعل، اَلْمُلْكَ (اس دنیا کی) بادشاہی سلطنت (بالکل عارضی) مفعول، مَنْ جسے مَنْ موصولہ، تَشَآءُ تو چاہتا ہے، فعل مضارع واحد مذکر حاضر (شَاءَ، يَشَاءُ) چاہنا اللہ تعالیٰ کی مشیت (چاہت) پر راضی رہنا چاہیے اردو میں استعمال ہوتا ہے، وَ اور عاطفہ، تَنْزِعُ چھین لیتا ہے، فعل مضارع واحد مذکر حاضر، فاعل اس کا مادہ (ن ز ع) ہے نَزَعَ يَنْزِعُ (چھینا) اَلْمُلْكَ (بادشاہی) مفعول ہے۔ مِمَّنْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(مِنْ۔مَنْ) سے، جس سے، مِمَّنْ میں قاعدہ ادغام استعمال ہوا مِنْ، حرف جار، مَنْ موصول (مجرور)، تَشَآءُ تو چاہتا ہے، فعل مضارع واحد مذکر مخاطب، وَ اور عاطفہ، تُعِزُّ تو عزت عطا فرماتا ہے، فعل مضارع، فاعل اَنْتَ ہے، میں اَنْتَ مضمر ہے اس کا مادہ (ع ز ز) اَعَزَّ یُعِزُّ عزت دینا عزت دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے اردو میں مشہور ہے، مَنْ جس کو، موصولہ، تَشَآءُ تو چاہتا ہے، فعل مضارع واحد مذکر حاضر، وَ اور عاطفہ، تُذِلُّ تو رسوا کرتا ہے، عزت سے محروم رکھنا یہ بھی اللہ ہی کی شان ہے، فعل مضارع واحد مذکر حاضر فاعل اس کا مادہ (ذ ل ل) اَذَلَّ یُذِلُّ، مَنْ، جس کو موصولہ (مفعول) تَشَآءُ فعل مضارع واحد مذکر حاضر (شَآءَ یَشَآءُ) چاہنا، فاعل، بِیَدِكَ (بِ۔یَدِ۔كَ) میں، ہاتھ، تیرے، بِ حرف جار مضاف، یَدِ مضاف الیہ مجرور، كَ ضمیر واحد مذکر مخاطب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف جاتی ہے یعنی اے اللہ! تو جسے چاہے عزت عطا فرمائے اور جسے چاہے اس عزت سے محروم کردے، اَلْخَیْرُ ہر بھلائی، اِنَّكَ (اِنَّ۔كَ) بیشک، تو (ہی) اِنَّ کلام میں زور پیدا کرتا ہے، عَلٰی پر، حرف جار، کُلِّ ہر (بات پر) مضاف، شَیْءٍ بات، چیز، مضاف الیہ (مجرور)، قَدِیْرٌ پوری طرح قدرت رکھنے والا، اَلْقَدِیْرُ اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں سے ہے، وہی اس پوری کائنات کا خالق ہے اور وہی اس پر پوری قدرت بھی رکھتا ہے۔

تفسیر:

مولانا محمد ادریس کاندھلوی لکھتے ہیں:

کفار، دنیا اور اس کے ساز و سامان پر مغرور تھے اور رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب کو فقر و فاقہ اور غربت و افلاس کی وجہ سے حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے، اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اسی کے جواب میں فرمایا کہ سلطنت و دولت اور عزت و ذلت سب اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ تم اس طرح دعا مانگو، ہم تمہیں ایسی بے مثال سلطنت عطا کریں گے کہ اس کو دیکھ کر یہ مذاق اڑانے والے بھی حیران و دنگ رہ جائیں گے، گویا یہ ایک طرح کی پیش گوئی تھی کہ عنقریب دنیا کی کایا پلٹ ہونے والی ہے اور یہ بے سرو سامان مسلمان عزت و سلطنت کے مالک بن جائیں گے اور جو لوگ اس وقت بادشاہت کر رہے ہیں وہ اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے ذلت کے گڑھے میں جا گریں گے۔

(معارف القرآن)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر معالم التنزیل میں سیدنا ابن عباس اور سیدنا انس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مکہ فتح فرمالیا تو آپ ﷺ نے اپنی امت کو فارس اور روم کے فتح ہونے کی خوشخبری دی، یہ سن کر منافقوں اور یہودیوں نے کہا ''اجی انہیں فارس اور روم کیسے مل جائیں گے؟ وہ تو بڑے غلبہ والے اور قوت والے لوگ ہیں۔ کیا محمد (ﷺ) کے لیے یہ کافی نہیں کہ مکہ اور مدینہ مل گیا ہے، اسی پر بس نہیں کرتے جو آگے بڑھ کر ملک فارس اور روم کے بارے میں بھی لالچ کر رہے ہیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت بالا نازل فرمائی اور رسول اللہ ﷺ کو خطاب فرمایا کہ آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یوں دعا کریں کہ اے اللہ! آپ ملک کے مالک ہیں، آپ جسے چاہیں ملک دیں اور جس سے چاہیں ملک چھین لیں اور جسے چاہیں عزت دیں اور جسے چاہیں ذلت دیں، اس میں دعا بھی ہے نیز منافقین اور یہودیوں پر تعریض بھی ہے (ان کے اعتراض کا جواب بھی ہے) کہ اللہ ملک کا مالک ہے، وہ جسے چاہے ملک دے سکتا ہے اور جس سے چاہے چھین سکتا ہے۔

(بحوالہ انوار البیان فی کشف اسرار القرآن، مفتی محمد عاشق الٰہی مہاجر مدنی)

تفسیر بالقرآن:

۱- اِنۡ یَّنۡصُرۡکُمُ اللّٰہُ فَلَا غَالِبَ لَکُمۡ ۚ وَ اِنۡ یَّخۡذُلۡکُمۡ فَمَنۡ ذَا الَّذِیۡ یَنۡصُرُکُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِہٖ ؕ وَ عَلَی اللّٰہِ فَلۡیَتَوَکَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ (آل عمران:160/3)

''(مسلمانو! یاد رکھو) اللہ تمہاری مدد پر ہو تو اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کر سکتا ہو؟ پس جو سچے مسلمان ہیں ان کو اللہ ہی پر بھروسا رکھنا چاہیے۔

۲- کَمۡ مِّنۡ فِئَۃٍ قَلِیۡلَۃٍ غَلَبَتۡ فِئَۃً کَثِیۡرَۃًۢ بِاِذۡنِ اللّٰہِ ؕ وَ اللّٰہُ مَعَ الصّٰبِرِیۡنَ (البقرہ:249/2)

''بارہا ایسا ہوا ہے کہ ایک قلیل گروہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک بہت بڑے گروہ پر غالب آ گیا۔''

۳- وَ لَا تَہِنُوۡا وَ لَا تَحۡزَنُوۡا وَ اَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ (آل عمران:139/3)

''(مسلمانو!) دل شکستہ نہ ہو، غم نہ کرو، تم ہی غالب رہو گے، اگر تم مومن ہو۔''

۴- یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اصۡبِرُوۡا وَ صَابِرُوۡا وَ رَابِطُوۡا ۟ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ (آل عمران:200/3)

''اے ایمان والو! صبر سے کام لو، باطل پرستوں کے مقابلے میں پامردی دکھاؤ، حق کی خدمت کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے کمربستہ رہو (اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کرو) اور اللہ سے ڈرتے رہو، امید ہے کہ فلاح پاؤ گے۔"

تفسیر بالحدیث:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شب میں نماز وتر میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اِھْدِنِیْ فِیْمَنْ ھَدَیْتَ وَ عَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ، وَ تَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ، وَبَارِکْ لِیْ فِیْمَا اَعْطَیْتَ وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ، فَاِنَّکَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْکَ، اِنَّهٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ، وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ، تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَ تَعَالَیْتَ

"اے اللہ! تو نے جن لوگوں کو ہدایت دی ہے ان میں مجھے بھی ہدایت دے اور جن لوگوں کو تو نے عافیت دی ہے مجھے بھی عافیت سے نواز، اور جن کا تو والی (نگہبان) بنا ہے ان میں میرا بھی والی (نگہبان) بن اور تو نے جو کچھ مجھے عطا فرمایا ہے اس میں میرے لیے برکت عطا فرما اور جو فیصلے تو نے کیے ہیں اُن کے شر سے مجھے محفوظ رکھ، کیونکہ تو فیصلے کرتا ہے، تیرے خلاف کوئی فیصلہ نہیں ہوسکتا، جس کا تو دوست بن جائے، وہ کبھی ذلیل نہیں ہوتا اور جس سے تجھے دشمنی ہو جائے وہ کبھی عزت نہیں پاتا، اے ہمارے رب، تو عزت والا اور بلند ہے۔" (نسائی، کتاب قیام اللیل)

آیات کی حکمت وبصیرت:

۱) احکام الٰہی سے ہٹ کر خواہشات نفس کی پیروی انسان کو جادۂ حق سے دور لے جاتی ہے، یہود و نصاریٰ نے اپنی خواہشات کے مطابق اپنے دین کو بنا لیا تھا یہود کہا کرتے تھے کہ "ہم ہی جنت کے ٹھیکیدار ہیں اور انہیں اگر جہنم میں جانا پڑا بھی تو گنتی کے چند دن، یہ محض ان کی خام خیالی تھی آج کل کے مسلمان بھی بے عملی کا شکار، انہیں اس سے بچنا چاہیے، اللہ تعالیٰ کے ہاں فیصلے عدل و انصاف کی بنیاد پر ہوں گے اور سزا و جزا کا دارومدار ایمان اور اعمال پر ہے نہ کہ قومی اور نسلی گروہ بندی کی بنیاد پر۔

۲) اس پوری کائنات کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک لہٗ ہے، اس دنیا کے تخت و تاج عارضی اور فانی ہیں اس دنیا میں بھی وہ جسے چاہے حکومت عطا فرماتا ہے اور جسے چاہے اس سے محروم کر دیتا ہے، دنیا میں کتنی ہی سرکش قوموں کو اس نے صفحۂ ہستی سے مٹا دیا...... عاد و ثمود، فرعون، نمرود ایسے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کا وجود نسل انسانیت کے لیے نشان عبرت بنا اور اس نے ابرار و صالحین کو عزت عطا فرمائی، رسول اللہ ﷺ آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو روم و فارس پر فتح و غلبہ عطا فرمایا، آج بھی اگر مسلمان احکام الٰہی کے پابند اور سنت نبویؐ کے محافظ بن جائیں تو دنیا کی سپر پاور بن سکتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے:

سبق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مشاہدہ

تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۡ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۡ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۷﴾

(اے اللہ) تو ہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں لے جاتا ہے (لیل و نہار کی گردش صرف تیرے ہاتھ میں ہے) تو ہی بے جان سے جاندار پیدا کرتا ہے اور تو ہی جاندار سے بے جان کو وجود میں لے آتا ہے، تو ہی ہے کہ جسے چاہتا ہے بے شمار روزی سے نوازتا ہے۔

الفاظ:

تُوْلِجُ داخل کرتا ہے تو، فعل مضارع واحد مذکر مخاطب، فاعل، (أَنْتَ تو) اس کا مادہ (و ل ج) أَوْلَجَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یُوْلِجُ باب افعال ہے، الَّیْلَ رات کو مفعول، فِی میں، حرف جار، النَّھَارِ دن مجرور، وَ اور عاطفہ، جملے میں ربط پیدا کرتا ہے، تُوْلِجُ داخل کرتا ہے تو، فعل مضارع واحد مذکر مخاطب، فاعل، النَّھَارَ دن کو مفعول، فِی میں حرف جار، الَّیْلِ رات میں، مجرور، وَ اور عاطفہ، تُخْرِجُ نکالتا ہے تو فعل مضارع واحد مذکر مخاطب، فاعل اس کا مادہ (خ ر ج) ہے، اَخْرَجَ یُخْرِجُ نکالنا باب افعال ہے، الْحَیَّ زندہ کو (مفعول)، مِنَ سے، حرف جار، الْمَیِّتِ مردہ سے، مجرور، وَ اور عاطفہ، تُخْرِجُ نکالتا ہے تو فعل مضارع واحد مذکر مخاطب فاعل، الْمَیِّتَ مردے کو مفعول، مِنَ سے، جار، الْحَیِّ زندہ سے مجرور، وَ عاطفہ، تَرْزُقُ تو رزق عطا فرماتا ہے، فعل مضارع واحد مذکر مخاطب اَنْتَ فاعل اس کا مادہ (رزق) رَزَقَ یَرْزُقُ رزق دینا، الرَّازِقُ اور الرَّزَّاقُ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے صفاتی نام ہیں، جو اپنی مخلوق کو ہر وقت رزق عطا کرتا ہے اور رِزْقٌ روزی، اردو میں جانا پہچانا لفظ ہے، بندہ مومن رزق حلال کی تلاش میں رہتا ہے، مَنْ جس کو اسم موصول (مفعول) تَشَآءُ تو چاہتا ہے، فعل مضارع واحد مذکر مخاطب (فاعل)، بِغَیْرِ (بِ۔غَیْرِ) بغیر، حرف جار، مضاف، حِسَابٍ حساب (شمار قطار) کے مضاف الیہ، مجرور اس کا مادہ (ح س ب) حَاسَبَ یُحَاسِبُ سے مصدر حساب (حساب، شمار کرنا) اردو میں بھی معروف لفظ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔

تفسیر:

تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّھَارِ وَ تُوْلِجُ النَّھَارَ فِی الَّیْلِ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی لیل ونہار کی آمد ورفت پر اختیار رکھتا ہے، جس کی وجہ سے موسم پیدا ہوتے ہیں، روشنی دھوپ، سایہ اور سکون پیدا ہوتا ہے جو اللہ کی قدرت عظمت، حکمت اور رحمت کی سب سے بڑی دلیل ہے وَ تُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ اور اللہ تعالیٰ سبحانہ وتعالیٰ نکالتا ہے زندہ کو مردے میں سے جیسا کہ انڈا سے مرغی کا بچہ، وَ تُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ اور نکالتا ہے بے جان کو جاندار سے جیسا کہ مرغی سے انڈا اور اس کی مثال انسان کی موت وحیات بھی ہے [زندگی] کو وہ ربِ قدیر انسان کو نیست (خاک سے) ہست میں لاتا ہے، اور پھر (زندگی) ہست کو نیست (موت) میں داخل کرتا ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ کُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ ثُمَّ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِلَیۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ (البقرہ:28/2) ''تم اللہ کے ساتھ کفر کا رویہ کیسے اختیار کرتے ہو، حالانکہ تم بے جان تھے، اُس نے تمہیں زندگی عطا کی، پھر وہی تمہاری جان سلب کرے گا، پھر وہی تمہیں دوبارہ زندگی عطا کرے گا، پھر (جزاوسزا پانے کے لیے) اسی کی طرف تمہیں پلٹ کر جانا ہے۔

اور یہ موت وحیات کا سلسلہ کائنات کے ہر گوشے میں نظر آتا ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

وَتَرَى الۡاَرۡضَ هَامِدَةً فَاِذَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡهَا الۡمَآءَ اهۡتَزَّتۡ وَرَبَتۡ وَاَنۡۢبَتَتۡ مِنۡ كُلِّ زَوۡجٍۢ بَهِيۡجٍ ۝ (الحج:5/23)

''اور تم دیکھتے ہو کہ زمین سوکھی پڑی ہے (گھاس بالکل مرجھا چکی تھی) پھر (اللہ قدیر کی قدرت نے) اس پر مینہ برسایا کہ یکایک وہ پھبک اٹھی اور پھول گئی اور اس نے ہر قسم کی خوش منظر نباتات اگلنی شروع کی۔

یہی حال قوموں کے عروج وزوال کا ہے اور پھر یہی حال کفر سے ایمان کا راستہ پانے کا ہے، ارشاد ہوتا ہے۔ترجمہ پیش خدمت ہے:

''(رب کریم کا فرمان ہے) کیا وہ شخص جو پہلے مردہ تھا (حالت کفر میں تھا) پھر ہم نے اسے زندگی بخشی (ایمان کا راستہ دکھایا) اور اس کو وہ روشنی عطا کی (نور اسلام کی روشنی) جس کے اجالے میں وہ لوگوں کے درمیان زندگی کی راہ طے کرتا ہے اس شخص کی طرح ہوسکتا ہے جو (کفر کی حالت) کی تاریکیوں میں پڑا ہوا ہے اور کسی طرح ان سے نہ نکلتا ہو'' (الانعام:122/6)

مولانا امین احسنؒ اصلاحی لکھتے ہیں:

''یہ آیہ مبارکہ اس کائنات کے نظام تکوینی کی شہادت کا حوالہ ہے مطلب یہ ہے کہ رب کائنات رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور رات کے بعد دن کو نمودار کرتا ہے، جو مردہ سے زندہ کو اور زندہ سے مردہ کو ظاہر کرتا ہے، اُس کے سوا دنیا میں عزل ونصب اور عزت وذلت کا اختیار ہو بھی کیسے سکتا ہے؟ یہ دن کو رات میں داخل کرنا اور رات کو دن میں داخل کرنا، رات کے بعد دن اور دن کے بعد رات کی آمد ورفت کی نہایت خوبصورت تشبیہ ہے، معلوم ہوتا ہے کہ لیل ونہار دونوں ایک دوسرے کا پوری سرگرمی سے تعاقب کر رہے ہیں، کبھی رات دن کے اندر گھس جاتی ہے اور کبھی دن رات کے اندر چھپ جاتا ہے، یہ چکر پورے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تسلسل کے ساتھ چل رہا ہے۔ قرآن میں یہ تشبیہ مختلف اسلوبوں سے بیان ہوئی ہے اسی طرح موت سے زندگی اور زندگی سے موت کے ظاہر ہونے کے نشانات بھی ہر گوشے میں نمایاں ہوتے رہتے ہیں۔ مادیات میں بھی، معنویات میں بھی، یہ ایک لطیف تعریض اس صورتِ حال پر بھی ہے جو بنی اسرائیل کی موت اور بنی اسماعیل کی زندگی سے نمایاں ہو رہی تھی، سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے جو پودا فلسطین کی سرسبز و شاداب زمین میں لگایا تھا، اب وہ سوکھ چکا تھا اور جیسا کہ سیدنا یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا، اس کی جڑ پر کلہاڑا رکھا ہوا تھا، اس کے برعکس انہوں نے جو پودا عرب کی خشک اور بنجر زمین میں لگایا تھا اور جو مرجھایا ہوا پڑا تھا، اب اس میں شگوفے نکل رہے تھے اور جیسا کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا وہ ایک تناور درخت بن کر ایک عالم کو اپنے سائے کی پناہ میں لینے والا تھا۔

وَ تَرۡزُقُ مَنۡ تَشَآءُ بِغَيۡرِ حِسَابٍ رزق یہاں اللہ تعالیٰ کے فضل و انعام کی تعبیر ہے، روزی اس کے محدود مفہوم میں نہیں ہے، "**بِغَيۡرِ حِسَابٍ**" یہاں دو مفہوموں پر مشتمل ہے۔ ایک کثرت کے مفہوم پر یعنی اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بے اندازہ فضل و انعام سے نوازتا ہے جس کی کوئی حدود نہیں، جیسا کہ فرمایا:

اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوۡنَ اَجۡرَهُمۡ بِغَيۡرِ حِسَابٍ (الزمر:10/39)

"صبر کرنے والوں کو ان کے صبر کا بے حساب اجر ملے گا۔"

اور دوسرے بے سان و گمان کے مفہوم پر جیسا کہ فرمایا:

وَّيَرۡزُقۡهُ مِنۡ حَيۡثُ لَا يَحۡتَسِبُ (الطلاق:3/65)

"اللہ (اہل تقویٰ کو) وہاں سے روزی دے گا جہاں سے اس کا گمان بھی نہ ہوگا۔" (تدبر قرآن، ج2)

اہل ایمان۔ کفار کی دوستی سے بچیں

لَا يَتَّخِذِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الۡكٰفِرِيۡنَ اَوۡلِيَآءَ مِنۡ دُوۡنِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۚ وَمَنۡ يَّفۡعَلۡ ذٰلِكَ فَلَيۡسَ مِنَ اللّٰهِ فِىۡ شَىۡءٍ اِلَّاۤ اَنۡ تَتَّقُوۡا مِنۡهُمۡ تُقٰٮةً ‌ؕ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفۡسَهٗ ‌ؕ وَاِلَى اللّٰهِ الۡمَصِيۡرُ ۲۸

مومنوں کو چاہیے کہ مومنوں کے سوا کافروں کو دوست نہ بنائیں اور جو ایسا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرے گا اس سے اللہ کا کچھ (عہد) نہیں ہاں یہ معاف ہے کہ تم ان کے ظلم سے بچنے کے لیے بظاہر ایسا طرز عمل اختیار کر جاؤ (جونہی ان کے پنجہ استبداد سے بچ نکلو، تو فوراً اللہ کی طرف رجوع کرو) اور اللہ تم کو اپنے (غضب) سے ڈراتا ہے اور اور (یاد رکھو!) کہ اللہ ہی کی طرف (تم کو) لوٹ کر جانا ہے۔

الفاظ:

لَا نہ، ناھیہ، یَتَّخِذِ پکڑیں (بنائیں) فعل مضارع واحد مذکر غائب، اس کا مادہ (ء خ ذ) اِتَّخَذَ، یَتَّخِذُ، الْمُؤْمِنُوْنَ ایمان والے فاعل جمع مذکر، اس کا مادہ مفرد مؤمِن ہے، الْكٰفِرِيْنَ کافروں کو، مفعول اوّل جمع مذکر، اس کا مفرد کَافِرٌ ہے، كَفَر، يَكْفُرُ حق بات کو چھپانا، نہ ماننا، اَوْلِيَآءَ مفعول ثانی، دوست اس کا مفرد وَلِیٌّ ہے اور اس کا مادہ (و ل ی) ہے وَلِیَ یَلِیْ کسی سے نزدیک ہونا (قرابت کی حیثیت سے ہو یا پڑوس کی) وَلِیٌّ کا معنی دوست، محسن، مددگار، بچانے والا، حقیقت میں مومن ہی آپس میں مددگار اور دوست ہیں، جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ (التوبہ:71/9)

''مومن مرد اور مومن عورتیں سب ایک دوسرے کے محسن اور مددگار ہیں۔''

اس لیے فرمایا: مِنْ سے حرف جار، دُوْنِ علاوہ، مضاف، الْمُؤْمِنِيْنَ مضاف الیہ، ایمان والے، المومِنُون تھا، اضافت کی وجہ سے المومنین ہوا، وَ اور، عاطفہ، مَنْ جو شخص مبتدا (شرطیہ)، يَّفْعَلْ کرے گا، ذٰلِكَ اس طرح اسم اشارہ، اور جو ایسا کرے گا، فَلَيْسَ (فَ لَيْسَ) تو نہیں ہے، لَيْسَ نفی کرنے والا کلمہ (جواب شرط)، مِنَ سے، جار، اللّٰهِ اللہ تعالیٰ مجرور، فِيْ حرف جار، شَيْءٍ مجرور، اِلَّآ مگر، حرف استثنیٰ، اَنْ یہ کہ حرف ناصبہ، تَتَّقُوْا ڈر جاؤ (بچو) فعل مضارع جمع مذکر مخاطب، اس کا مادہ (و ق ی) ہے اِتَّقٰى، يَتَّقِيْ سے تَتَّقُوْا تم سب بچ جاؤ، اپنے آپ کی حفاظت کرو، جان و ایمان کی، باب افتعال ہے، مِنْهُمْ (مِنْ هُمْ) سے، ان، مِنْ جار، هُمْ مجرور، هُم کی ضمیر جمع مذکر کفار کی طرف جاتی ہے، تُقٰةً بچنا، مفعول، وَ اور عاطفہ، يُحَذِّرُ ڈراتا ہے فعل مضارع واحد مذکر غائب، كُمْ ضمیر جمع مخاطب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کی طرف جاتی ہے، **وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ** اور اللہ تعالیٰ تمہیں ڈراتا ہے، **نَفْسَهٗ** اپنی ذات سے ہٗ کی ضمیر واحد مذکر اللہ تعالیٰ کی طرف جاتی ہے، **وَ** اور، عاطفہ۔ **اِلَى** طرف جار، **اللّٰهِ** اللہ سبحانہ وتعالیٰ۔ مجرور، **الْمَصِيْرُ** لوٹنا ہے، (میدان حشر میں جمع ہونا)۔

تفسیر:

اہل ایمان کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے مومن بھائیوں کے ہوتے ہوئے کافروں سے دوستی لگائیں کیونکہ انہوں نے دعوتِ حق کو قبول نہیں کیا اِلا یہ کہ جان کا خطرہ ہو اور جبکہ وہ کسی ایسے ملک میں رہ رہے ہوں جہاں اسلام اور ایمان کا ظاہر کرنا خطرے کا باعث ہو، تو مصلحت کے طور پر ان کے شر سے بچنے کے لیے کوئی صورت اختیار کی جا سکتی ہے، جبکہ باطن میں اپنے ایمان کو مضبوط رکھا جائے۔ جیسا کہ سیدنا ابوداؤد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم بعض لوگوں کے سامنے مسکرا دیتے ہیں، لیکن ہمارے دل انہیں لعنت کر رہے ہوتے ہیں۔ (بخاری کتاب الادب)

تفسیر بالقرآن:

۱- اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ

(آل عمران:190/3)

"زمین اور آسمانوں کی پیدائش اور رات دن کے باری باری سے آنے میں اہل دانش کے لیے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔"

۲- وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً

(بنی اسرائیل:12/17)

"(لوگو! اللہ تعالیٰ کی قدرت کا نظارہ کرو! ارشاد ہوتا ہے) ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا ہے، رات کی نشانی کو ہم نے بے نور کر دیا ہے (کہ اس میں سکون و عافیت کے ساتھ آرام کر سکو) اور دن کی نشانی کو روشن کر دیا ہے (تا کہ رزقِ حلال تلاش کر سکو)۔"

۳- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ (الممتحنہ:1/60)

"(رب کریم کا ارشاد ہے) اے ایمان والو! میرے اور (خود) اپنے دشمنوں کو اپنا دوست نہ بناؤ (وہ تمہارا کبھی بھی بھلا نہ سوچ سکیں گے)۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ (النساء:144/4)

''اے ایمان والو! مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا رفیق نہ بناؤ۔''

آیات کی حکمت وبصیرت:

۱) شب وروز کی تبدیلی، موسم کا تغیر وتبدل، اللہ تعالیٰ کی قدرت کی عظیم نشانیاں ہیں، اسی طرح موت و حیات کا آنا جانا بھی صرف اسی علیم وقدیر کے ہاتھ میں ہے جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا پھر غور کیجیے تو رزق کی تقسیم کا بھی وہی مالک ہے۔ سعدی شیرازی کہتے ہیں کہ اگر روزی عقلمندی سے کمائی جاتی تو احمق بھوکے مرتے۔

۲) مسلمانوں کو یہود وہنود کی سرپرستی سے روکا گیا ہے اگر عالم اسلام کے مسلمان اس آیت پر عمل کر لیتے تو آج اسلامی ملکوں کی یہ حالت نہ ہوتی، ہاں سیاسی، اور معاشی روابط قائم کرنے سے اسلام منع نہیں کرتا ہے، یہ آیہ مبارکہ پاکستان کے حکمرانوں کے لیے لمحہ فکریہ ہے کہ جو اپنے دشمنوں کی دلجوئی کے لیے نہ معلوم کیا کچھ کرتے رہتے ہیں۔ مسلمانوں کو خواب غفلت سے بیدار ہونا چاہیے اور اپنی عظمت رفتہ کو مسلسل سعی عمل وجستجو اور تڑپ سے بحال کرنا چاہیے:

ہر شے مسافر ہر چیز راہی — کیا چاند تارے کیا مرغ و ماہی
تو مرد میداں تو میر لشکر — نوری حضوری تیرے سپاہی
کچھ قدر اپنی تو نے نہ جانی — یہ بے سوادی یہ کم نگاہی
دنیائے دُوں کی کب تک غلامی — یا راہبی کر یا پادشاہی

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہارا ہر عمل اور ہر نیت اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ہے

قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۲۹

(اے نبیؐ!) لوگوں کو خبردار کردو کہ تمہارے دلوں میں جو کچھ ہے خواہ تم چھپاؤ یا ظاہر کرو، ہر حال میں اللہ اُسے خوب جانتا ہے اور (اتنا ہی نہیں بلکہ) آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے (خواہ وہ رائی کے دانے کے برابر ہو یا اُس سے بھی کوئی چھوٹی سے چھوٹی چیز ہو) سب اُس پر روشن ہے، اُس کی قدرت کے احاطہ سے کوئی چیز باہر نہیں ہے۔

الفاظ:

قُلْ (اے نبیؐ کہہ دیجیے) فعل امر، قَالَ، يَقُوْلُ کہنا قول وقرار اُردو میں معروف ہے، اِنْ، اگر، حرفِ شرط، تُخْفُوْا، تم چھپاؤ، اس کا مادہ (خ ف ی) ہے۔ اَخْفٰي يُخْفِيْ سے فعل مضارع جمع مذکر مخاطب تُخْفُوْا اصل میں تُخْفُوْنَ تھا، اس کے شروع میں اِنْ حرف شرط آنے سے ن، جمع کا گر گیا، تُخْفُوْا رہ گیا (چھپانا، پوشیدہ رکھنا)، اَخْفٰي باب افعال، مَا جو، موصولہ، فِيْ میں حرف جار، صُدُوْرِكُمْ (صُدُوْرِ۔ كُمْ) سینوں، تمہارے یعنی جو کچھ تمہارے سینوں میں ہے، صُدُوْرِ (مجرور) مضاف، كُمْ مضاف الیہ، اَوْ یا، حرف عطف جملے میں ربط پیدا ہوتا ہے، تُبْدُوْهُ (تُبْدُوْ۔ ہٗ) ظاہر کرو تم، اس کو، ہٗ کی ضمیر اس بات کی طرف جاتی ہے جو تم چھپاتے ہو، تُبْدُوْ کا مادہ (ب دو) اَبْدٰي، يُبْدِيْ سے فعل مضارع تُبْدُوْا جمع مذکر حاضر اصل میں تُبْدِيُوْنَ تھا اِن حرف شرط آنے سے ی کی ضمہ (پیش) سمیت گرا دیا گیا اور ن جمع بھی ساقط ہو گیا اور تُبْدُوا رہ گیا (ظاہر کرنا)، يَعْلَمْهُ (يَعْلَمْ۔ ہٗ) جانتا ہے اُس (بات کو) يَعْلَمُ کا مادہ (ع ل م) ہے، عَلِمَ يَعْلَمُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاننا وہ بات جو علم میں آ جائے، اسے معلوم کہتے ہیں اردو زبان میں جانا پہچانا لفظ ہے، **يَعْلَمْهُ اللهُ** یعنی اللہ تعالیٰ ظاہر اور چھپی ہوئی باتوں کو جانتا ہے، **وَ** اور عاطفہ، **يَعْلَمُ** وہ جانتا ہے، **مَا** جو موصولہ، **فِي** میں حرف جار، **الْأَرْضِ** زمین مجرور، **وَ** اور، واؤ مستانفہ اس کے بعد کا کلام الگ اور مستقل ہوتا ہے، اللہُ اللہ سبحانہ وتعالیٰ، مبتدا، **عَلٰى** او پر حرف جار، **كُلِّ** ہر، مضاف، **شَيْءٍ** چیز، بات، مضاف الیہ مجرور، **قَدِيْرٌ** خوب قادر، پوری طرح قدرت رکھنے والا اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہی **قَدَرَ**، **يَقْدِرُ**، قدرت رکھنا سے **الْقَدِيْرُ** مبالغہ کا صیغہ ہے، جو زمین و آسمانوں کی ہر چیز پر پوری طرح قدرت رکھتا ہے، کوئی بھی چیز اس کی قدرت اور طاقت سے باہر نہیں ہے۔

تفسیر:

سیف اللہ خالد حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

''اللہ کی طرف سے بندوں کو تنبیہ کی جا رہی ہے کہ وہ اللہ سے ہر لمحہ اور ہر لحظہ ڈرتے رہیں اور ایسے اعمال کا ارتکاب نہ کریں جن سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا اور جو اس کی ناراضگی کا سبب بنیں اور بندہ اس یقین کے ساتھ دنیا میں رہے کہ اللہ سے کوئی بات مخفی نہیں، وہ دلوں کے بھید جانتا ہے، چاہے بندہ اسے ظاہر کرے یا چھپائے، وہ آسمان و زمین کی تمام چیزوں کو جانتا ہے اور جب اس سے کوئی چیز مخفی نہیں تو اگر کوئی شخص پوشیدہ طور پر کافروں سے دوستی رکھے گا یا نبی کریم ﷺ کی تکذیب کرے تو اللہ تعالیٰ سے یہ باتیں کیسے مخفی رہ سکتی ہیں (اس آیہ مبارکہ کا تعلق گزشتہ آیہ مبارکہ سے ہے کہ جس میں اہل ایمان کو نصیحت کی گئی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست مت بنائیں اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی حمایت حاصل نہ کر پائے گا)۔'' (تفسیر دعوۃ القرآن)

اس آیہ مبارکہ کا پھر مطالعہ کر لیجیے:

روز محشر ـ حسرت و ندامت

يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚ وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًۢا بَعِيْدًا ۭ وَيُحَذِّرُكُمُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰہُ نَفۡسَہٗ ؕ وَاللّٰہُ رَءُوۡفٌۢ بِالۡعِبَادِ ﴿۳۰﴾

(لوگو!) وہ دن (عنقریب) آنے والا ہے جب ہر نفس اپنے کیے کا پھل حاضر پائے گا خواہ اس نے بھلائی کی ہو یا برائی، اس روز آدمی یہ تمنا کرے گا کہ کاش ابھی یہ دن اس سے بہت دور ہوتا! اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے آپ سے ڈراتا ہے اور وہ اپنے بندوں کا نہایت خیر خواہ ہے۔

الفاظ:

یَوۡمَ جس دن، ظرف زماں اس میں فعل اُذۡکر چھپا ہوا ہے، یعنی لوگو! وہ دن یاد کرو، **تَجِدُ** پائے گا، ہر نفس، اس کا مادہ (و ج د) **وَجَدَ یَجِدُ** سے فعل مضارع واحد مونث غائب **تَجِدُ** یہ صیغہ نفس کی طرف جاتا ہے، **مَا** جو، موصولہ، **عَمِلَتۡ** اس نے عمل کیا ہوگا، اس کا مادہ (ع م ل) ہے، **عَمِلَ یَعۡمَلُ** سے فعل ماضی واحد مونث غائب عمل کیا، اس نفس نے، **مِنۡ** سے حرف جار، **خَیۡرٍ** بھلائی (کا) مجرور، **مُّحۡضَرًا** حاضر، سامنے یعنی ہر نفس اپنا عمل یومِ جزاو سزا اپنے سامنے پائے گا، اس کا مادہ (ح ض ر) **حَضَرَ یَحۡضُرُ** سے **مُّحۡضَرًا** حاضر، سامنے اسمِ مفعول، **وَّ** اور عاطفہ، **مَا** جو موصولہ، **عَمِلَتۡ** اس نے عمل کیا ہوگا (نفس نے)، **مِنۡ** سے، جار، **سُوۡٓءٍ** برا، مجرور، **تَوَدُّ** وہ نفس جس نے برا عمل کیا ہوگا تو وہ چاہے گا، اس کا مادہ (ود د) **وَدَّ یَوَدُّ** سے فعل مضارع واحد مونث غائب **تَوَدُّ** پسند کرے گا، **لَوۡ** کاش، حرف شرط، **اَنَّ** کہ ضرور ہوتا، **بَیۡنَہَا (بَیۡنَ ھَا)** درمیان، اس (برائی) کے **بَیۡنَ** ظرف، مضاف، **ھَا** مضاف الیہ، **وَ** اور عاطفہ، **بَیۡنَہٗ (بَیۡنَ۔ہٗ)** درمیان، اس آدمی کے، **بَیۡنَ** مضاف، **ہٗ** مضاف الیہ، **ہٗ** کی ضمیر واحد مذکر اس شخص کی طرف جاتی ہے جس نے برا عمل کمایا، **اَمَدًۢا** مسافت، **بَعِیۡدًا** دور کی، یعنی برا عمل کمانے والا شخص حسرت اور افسوس سے کہے گا کہ اس کے اور اس کے برے عمل کے درمیان دور کا فاصلہ ہوتا اور اس کو یہ انجامِ بد دیکھنا نصیب نہ ہوتا، **وَ** اور، مستانفہ، اس کے بعد الگ جملہ شروع ہوتا ہے، **یُحَذِّرُکُمۡ (یُحَذِّرُ۔ کُمۡ)** ڈراتا ہے، تم کو اس کا مادہ (ح ذ ر) ہے، **حَذَّرَ یُحَذِّرُ** سے فعل مضارع واحد مذکر غائب، **وَیُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ** اور ڈراتا اللہ تعالیٰ (فاعل) تم کو ضمیر جمع مذکر مخاطب، **کُمۡ** کی ضمیر جمع مخاطب لوگوں کی طرف جاتی ہے، **نَفۡسَہٗ (نَفۡسَ۔ہٗ)** اپنے آپ سے، نفس، مضاف، **ہٗ** مضاف الیہ **ہٗ** کی ضمیر واحد مذکر غائب اللہ سبحانہ و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ کی طرف جاتی ہے یعنی لوگو! اس ذات عالی کا خوف ہمیشہ اپنے دل میں رکھو۔ **وَ** اور مستانفہ، **اللّٰہُ** مبتدا، **رَءُوْفٌ** بڑی نرمی کرنے والا ہے، **الرّؤف** اللہ تعالیٰ کے اسماء الحسنیٰ میں سے ہے، **بِالْعِبَادِ** (**بِ۔الْعِبَادِ**) ساتھ، اپنے بندوں کے یعنی اللہ تعالیٰ بڑا ہی محسن آقا ہے اور وہ ہمیشہ اپنے بندوں کے ساتھ نرمی کا معاملہ فرماتا ہے، مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے (مواخذہ) سے ڈراتا ہے تاکہ اس کی نافرمانی سے بچے رہو اور ہمیشہ اس کا فضل اور کرم تلاش کرتے رہو اس یقین و ایمان کے ساتھ کہ وہ اپنے بندوں کے لیے بڑی ہی مہربانی کا معاملہ فرمانے والا ہے۔

تفسیر:

مولانا محمد جمیل حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ تمہیں صرف اپنی ذات سے ڈرنے کا حکم دیتا ہے، اور اسی کی طرف تم نے پلٹ کر جانا ہے، تم کوئی چیز چھپاؤ یا اسے ظاہر کرو، اللہ تعالیٰ اس کو جانتا ہے کیونکہ وہ آسمانوں کے چپے چپے اور زمین کے ذرّے ذرّے سے واقف ہے اور ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے، وہ تمہیں اس دن جمع کرے گا جس دن ہر کسی کے سامنے اس کے اچھے یا بُرے کام پیش کیے جائیں گے۔ مجرم اس وقت اس خواہش کا اظہار کرے گا کہ کاش میرے اور میرے جرائم کے درمیان وسیع خلیج حائل ہو جائے، اسی بات کا سورۃ النبا کی آیت نمبر ۴۰ میں اس طرح ذکر آتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: **وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا** ''کافر (حسرت و افسوس) کے ساتھ کہے گا، کاش میں مٹی کا ساتھ مٹی ہوتا۔'' اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے، اس کی جلالت سے ڈرنے کا مقصد یہ ہے کہ تم کفار اور اپنے مفاد کے چھن جانے سے نہ ڈرو بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ کبریا سے ڈرتے رہو (یہاں ڈرنے سے مراد یہ ہے کہ اس کے احکام کو دل و جان سے مِنّ و عَنّ مانو) یاد رکھو! جو اس سے ڈرتے ہیں وہ کسی سے نہیں ڈرا کرتے اور اس بات کو بھی حرز جاں بناؤ کہ اللہ تعالیٰ اپنے تابع فرمان بندوں کے ساتھ نہایت ہی شفقت اور مہربانی فرمانے والا ہے۔ (فہم القرآن)

تفہیم بالقرآن:

۱) **وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا** (الاحزاب:51/33)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اللہ جانتا ہے جو کچھ تم لوگوں کے دلوں میں ہے اور اللہ تو علیم و حلیم ہے (یعنی وہ تمہاری سب باتوں کو خوب جانتا ہے (خواہ ظاہر ہوں یا چھپی ہوئی) لیکن وہ انتہائی مہربان اور بردبار ہے کہ وہ تمہاری فوری گرفت نہیں فرماتا بلکہ تمہیں سنبھلنے کا موقع دیتا ہے۔'' (اے اللہ! ہمیں ایمان و یقین کی دولت سے بہرہ ور فرما۔ آمین)

۲) اِنْ تُبْدُوْا شَيْئًا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا (الاحزاب:54/33)

''(اے لوگو!) تم خواہ کوئی بات ظاہر کرو یا چھپاؤ، اللہ کو ہر بات کا علم ہے۔''

۳) يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ (المومن:19/40)

''اللہ تعالیٰ نگاہوں کی پوشیدہ باتوں تک سے واقف ہے اور وہ راز تک جانتا ہے جو سینوں نے چھپا رکھے ہیں۔''

۴) سیدنا ابراہیم علیہ السلام یوں دعا کرتے ہیں:

رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ (ابراہیم:38/14)

''اے ہمارے رب! تو جانتا ہے جو کچھ ہم چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں، اور واقعی اللہ سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں ہے، نہ زمین میں نہ آسمانوں میں۔''

۵) فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝۷ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝۸

(الزلزال:7.8/99)

''(رب کریم کا فرمان ہے روز جزا و سزا) جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر بدی کی ہوگی وہ اسے پالے گا۔''

تفہیم بالحدیث:

۱) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی اسی کے ساتھ ہوگا، جس سے اس کو محبت ہوگی۔ (متفق علیہ بحوالہ احسن البیان فی تفسیر القرآن، سید فضل الرحمن)

گویا کہ اس حدیث مبارکہ میں ہمیں سبق سکھایا جا رہا ہے کہ اہل ایمان کو مومنوں کے ساتھ ہی دوستی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور محبت رکھنی چاہیے۔

۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح دعا فرمایا کرتے تھے:

یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قُلُوبَنَا عَلٰی دِیْنِکَ

"(اے اللہ) اے دلوں کے پھیرنے والے ہمارے دلوں کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ (دین پر استقامت عطا فرما)۔"

آیات مبارکہ کی حکمت و بصیرت:

۱) اللہ تعالیٰ ہمارے ظاہر و باطن سے پوری طرح باخبر ہے، اس میں اشارہ ہے کہ مسلمانوں کو ہمہ وقت اپنے دلوں کو پاکیزہ رکھنا چاہیے جس کے نتیجے میں ان سے اعمال صالحہ کا صدور ہوگا۔

۲) وہ اپنی سوچ کو ایسے امور میں مشغول کریں جن سے اللہ کا قرب حاصل ہو۔ مثلاً قرآن حکیم کی غور و فکر سے تلاوت، سیرت طیبہ کا مطالعہ ابرار و صالحین کی رفاقت، عبادت و ریاضت میں مصروفیت اور دعوت و تبلیغ میں مشغولیت اور ہمیشہ اپنی زبان کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے تر رکھنا جب بندے ہر وقت اور ہر لحہ اللہ تعالیٰ کو اپنے سامنے رکھتے ہیں اور کوئی کام ایسا نہیں کرتے جو اس کی ناراضگی کا سامان بنے تو وہ "احسان" کے رتبے پر فائز ہو جاتے ہیں اور وہ دنیا و آخرت میں فوز و فلاح سے ہمکنار ہو جاتے ہیں، اے اللہ! یہ مقام اور مرتبہ ہمارے نصیب میں فرما۔ آمین۔ روز جزا و سزا صرف اعمال صالحہ ہی کام آئیں گے۔

یہ گھڑی محشر کی ہے، تو عرصہ محشر میں ہے
پیش کر غافل، عمل کوئی اگر دفتر میں ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اِتباع کا صلہ

قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ وَیَغۡفِرۡ لَكُمۡ ذُنُوۡبَكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۳۱﴾

(اے نبی) کہہ دیجیے اگر تم حقیقت میں اللہ سے محبت رکھتے ہو، تو تمہیں چاہیے (کہ زندگی کے ہر معاملے میں) میری پیروی کرو، اگر تم نے ایسا کیا، تو اللہ کے تم محبوب بن جاؤ گے اور وہ تمہاری خطائیں بخش دے گا۔ وہ بڑا ہی بخشنے والا، رحمت رکھنے والا ہے (اس کی رحمت تو ہمہ وقت جاری وساری رہتی ہے)۔

الفاظ:

قُلۡ (اے نبیؐ) کہہ دیجیے، قَالَ یَقُوۡلُ فعل امر قُلۡ، واحد مذکر، اِنۡ اگر حرفِ شرط، کُنۡتُمۡ ہو تم، تُحِبُّوۡنَ محبت کرتے تم سب، اس کا مادہ (ح ب ب) ہے اَحَبَّ یُحِبُّ سے فعل مضارع جمع مذکر مخاطب، یُحِبُّوۡن (تم محبت کرتے ہو) تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو، فَاتَّبِعُوۡنِیۡ (فَ۔اتَّبِعُوۡ۔نِیۡ) تو، تم پیروی کرو، میری (یعنی رسول اللہ ﷺ کی) اس کا مادہ (ت ب ع)، اِتَّبَعَ، یَتَّبِعُ سے فعل امر جمع مذکر مخاطب، اِتَّبِعُوۡا، اِتِّبَاعٌ، پیروی اطاعت، باب افتعال، ی میرے کا معنی دیتا ہے، جیسا کہ ربٌّ، رب، پروردگار، رَبِّیۡ، میرا رب، اَللّٰهُ رَبِّیۡ، اللہ میرا رب ہے، یُحۡبِبۡكُمۡ (یُحۡبِبۡ۔كُمۡ) اللہ (محبت کرے گا)، تم سے، اس کا مادہ (ح ب ب) اَحۡبَبَ، یُحۡبِبُ سے فعل مضارع مجزوم (جزم والا) واحد مذکر، کم کی ضمیر جمع مخاطب اُن لوگوں کی طرف جاتی ہے جو رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرتے ہیں، یُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ یعنی جب تم رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرو گے تو اللہ تعالیٰ کے محبوب بن جاؤ گے، وَیَغۡفِرۡ لَكُمۡ اور معاف کرے گا (وہ اللہ تعالیٰ) تمہیں، غَفَرَ، یَغۡفِرُ، فعل مضارع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واحد مذکر غائب وہ اللہ معاف کرتا ہے اور کرتا رہے گا، لَكُمْ ضمیر جمع مذکر مخاطب (لَ۔ كُمْ) لیے، تمہارے لَ حرف جار، كُمْ مجرور، ذُنُوْبَكُمْ (ذُنُوْبَ۔ كُمْ) گناہ، تمہارے، وَ اللّٰهُ و اور مستانفہ، اس کے بعد مستقل جملہ شروع ہوتا ہے، وَ اور اللہ تعالیٰ، مبتدا، غَفُوْرٌ بہت ہی بخشنے والا، خبر اول، رَّحِيْمٌ رحمت رکھنے والا ہے، جس کی رحمت اپنے بندو کو ہمہ وقت جاری وساری رہتی ہے خبر ثانی۔

تفسیر:

مولانا ابوالکلامؒ آزاد لکھتے ہیں:

''جو کوئی اللہ سے محبت کا دعویدار ہے، تو اسے چاہیے، اللہ کے رسول ﷺ کی پیروی کرے، اللہ کی محبت کا دعویٰ اور اس کی راہ بتلانے والے کی پیروی سے انکار، ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے، اللہ تعالیٰ کا قانون یہ ہے کہ ہدایتِ خلق کے لیے اپنے رسولوں کو مبعوث کرتا ہے جو ان کی پیروی واطاعت کرتے ہیں، کامیاب ہوتے ہیں، جو انکار و سرکشی سے مقابلہ کرتے ہیں اس کی نصرت سے محروم رہتے ہیں۔

(ترجمان القرآن: ج1)

ابونعمان سیف اللہ خالد حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

''یہود و نصاریٰ دونوں کو دعویٰ تھا کہ ہمیں اللہ سے اور اللہ تعالیٰ کو ہم سے محبت ہے، بالخصوص نصرانیوں نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی تعظیم و محبت میں اتنا غلو کیا کہ انہیں درجۂ الوہیت پر فائز کر دیا۔ اس کی بابت بھی ان کا خیال تھا کہ ہم اس طرح اللہ کا قرب اور اس کی رضا و محبت چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اُن کے باطل دعوؤں اور خود ساختہ طریقوں سے اللہ کی محبت اور اس کی رضا حاصل نہیں ہو سکتی اس کا تو صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ میرے آخری پیغمبر جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لاؤ اور ان کا دل و جان سے اتباع کرو، اس آیہ مبارکہ نے محبت کے دعوے کرنے والوں کے لیے ایک کسوٹی اور معیار مہیا کر دیا ہے کہ محبت الٰہی کا طالب اگر اتباع محمد ﷺ کے ذریعے سے یہ مقصد حاصل کرنا چاہتا ہے تو پھر تو یقیناً وہ کامیاب ہے اور اپنے دعوے میں سچا ہے، ورنہ وہ جھوٹا ہے اور اس مقصد کے حصول میں وہ ناکام رہے گا۔ (تفسیر دعوۃ القرآن)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول سے روگردانی کا انجام

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾

(اے نبیؐ) کہہ دیجیے کہ اللہ تعالیٰ اور رسولؐ کا حکم مانو (تو کامیابی یقینی ہے اور وہ دعوے میں سچے ہیں) اگر یہ منہ پھیر لیں (تو زبانی جمع خرچ کچھ فائدہ نہ دے گا اور ناکامی کے سوا کچھ نہیں ہے) اور بیشک اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں کرتا۔

الفاظ:

قُلْ (اے نبیؐ) کہہ دیجیے، قَالَ يَقُوْلُ کہنا سے فعل امر واحد مذکر، اَطِيْعُوا تم سب اطاعت کرو، فعل امر جمع مذکر، (فاعل)، اللّٰهَ اللہ تعالیٰ کی (مفعول-۱)، وَ اور عاطفہ جملے میں ربط پیدا ہوتا ہے، الرَّسُوْلَ رسول ﷺ کی (مفعول-۲) اَطِيْعُوْا کا مادہ (ط و ع) ہے، اَطَاعَ يُطِيْعُ اطاعت کرنا سے فعل امر جمع مذکر، اَطِيْعُوا باب افعال، اطاعت اور فرمانبرداری کرنا اردو میں معروف ہے، فَاِنْ (فَ اِنْ) تو، اگر، فَ عاطفہ جملہ کو جوڑنے کے لیے، اِنْ حرف شرط، تَوَلَّوْا وہ پھر جائیں، منہ موڑ لیں، فعل ماضی جمع مذکر غائب اس کا مادہ (ول ی) تَوَلّٰى يَتَوَلّٰى سے تَوَلَّوْا (پھر جائیں، منہ موڑ لیں) باب تفعل، فَاِنَّ (فَ اِنَّ) تو، بیشک، فَ جواب شرط، اِنَّ حرف مشبہ بالفعل، کلام میں زور پیدا ہوتا ہے، فَاِنَّ اللّٰهَ تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ، لَا نہیں، نافیہ، يُحِبُّ پسند کرتا ہے، فعل مضارع واحد مذکر غائب (فاعل) اَحَبَّ يُحِبُّ، پسند کرنا، الْكٰفِرِيْنَ کافروں کو، كَفَرَ يَكْفُرُ سے اسم فاعل كَافِرٌ اور اس کی جمع كٰفِرُوْنَ، مفعول ہونے کی وجہ سے کٰفِرِین ہوا، معنی میں فرق نہیں پڑتا، کُفر کا معنی حق بات کو چھپانا اور اللہ تعالیٰ کی بندگی سے انکار کرنا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر

مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں:

گزشتہ آیت نمبر ۳۱ اور آیت نمبر ۳۲ میں اللہ کا محب (پسندیدہ بندہ) بننے کے لیے شفقت بھرے انداز میں اور پھر تہدید کے انداز میں مسلمانوں کو صحیح تعلیم دی گئی ہے۔

اس آیہ مبارکہ میں تہدید آمیز انداز میں رسول اللہ ﷺ کی زبانِ مبارک سے یہ اعلان کرا دیا ہے کہ ان کو خبردار کر دیا کہ سیدھے سیدھے اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کریں، اگر وہ اس بات سے اعراض کرتے ہیں تو یاد رکھیں کہ وہ بھی انہی کافروں میں شامل ہیں جن سے یارانہ ہے اور اس کے ساتھ اس بات کو بھی یاد رکھیں کہ اللہ کافروں کو کبھی دوست نہیں رکھتا۔ ان دونوں آیتوں (یعنی ۳۱، ۳۲) میں بعض باتیں خاص طور پر ملحوظ رکھنے کی ہیں۔

۱۔ ان دونوں آیات کا لب ولہجہ الگ الگ ہے۔ پہلی آیت میں شفقت ہے اور دوسری آیت میں تنبیہ بلکہ تہدید ہے۔

۲۔ ایمان کی اصل روح اللہ کی محبت ہے اور اس محبت کے لیے یہ شرط ہے کہ اس کے ساتھ کوئی ایسی محبت جمع نہ ہونے پائے جو اس کی ضد (خلاف) ہے۔

۳۔ اللہ سے محبت کرنے کا واحد راستہ رسول اللہ ﷺ کی پیروی ہے (وہی اللہ کے مقرب ترین بندے ہیں)۔

۴۔ اللہ کی محبوبیت کا راستہ (پسندیدہ بندہ بننے کا طریق) بھی رسول ﷺ کی پیروی ہی ہے، اگر کسی شخص کی زندگی رسول اللہ ﷺ کی سنت مطہرہ سے منحرف ہو، اور وہ اس زعم میں مبتلا ہو کہ وہ اللہ کا محبوب ہے یا دوسرے اس کو اللہ کا پسندیدہ بندہ خیال کریں تو یہ بالکل خبط ہے۔

۵۔ دین کا کم سے کم مطالبہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت ہے، اگر کوئی شخص یہ مطالبہ پورا کرنے سے اعراض اختیار کرتا ہے، تو اس کا شمار دین کے منکروں میں ہے، اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے محبت نہیں رکھتا۔

اے رب کریم! مجھے اور میرے احباب کو اپنا اور اپنے رسول ﷺ کا مطیع اور فرمانبردار بنا دے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آمین۔ (تدبر قرآن)

تفہیم بالقرآن:

۱) مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴿۸۰﴾ (النساء:80/4)

''جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے دراصل اللہ کی اطاعت کی اور جو منہ پھیرے تو ہم نے آپ کو کچھ ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔''

۲) وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا (الاحزاب:71/33)

''جو شخص اللہ (اللہ تعالیٰ کے احکام) اور اس کے رسولؐ (کی حیات طیبہ کو اپنے لیے مشعل راہ بنائے) تو اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔''

۳) وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (آل عمران:132/3)

''اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرو، توقع ہے کہ تم پر رحم کیا جائے گا (کامیابی سے ہمکنار ہو جاؤ گے)۔''

۴) وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا (النساء:69/4)

''اور جو لوگ اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کریں گے، وہ اُن لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاءؑ اور صدیقین اور شہداء اور صالحین کیسے اچھے ہیں یہ رفیق جو کسی کو میسر آئیں۔''

اَللّٰهُمَّ! اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ، صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ، آمین یا ربَّ العالمین

تفہیم بالحدیث:

۱) سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''میری امت کے سب لوگ جنت میں جائیں گے مگر وہ جنت سے محروم رہیں گے جنھوں نے انکار کیا، لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! انکار کون کرے گا، آپ ﷺ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی (زندگی کے ہر معاملے میں اتباع کی) وہ جنت میں داخل ہوگا، جس نے نافرمانی کی (بے عمل رہا) اس نے انکار کیا۔

(ریاض الصالحین، المحافظة علی السنة وآدابھا)

۲) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''تین خصلتیں ایسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ جو کسی شخص میں موجود ہوں تو وہ ان کے ذریعے لذت ایمان اور اس کی مٹھاس سے بہرہ ور ہو جاتا ہے ایک یہ کہ اسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ سب سے زیادہ محبت ہو، دوسری یہ کہ اس کو کسی شخص سے محبت ہو، تو محض اللہ کی رضا کی خاطر ہو اور تیسری یہ کہ اسے کفر کی طرف لوٹنا اسی طرح ناپسند ہو جیسا کہ جہنم میں ڈالا جانا اسے ناپسند ہے۔" (بخاری، کتاب الایمان)

۳) سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اس وقت مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے باپ، اپنی اولاد اور دیگر تمام لوگوں کی نسبت مجھ سے زیادہ محبت نہ کرے۔

۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری دعاؤں میں سے یہ بھی تھی:

رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا وَرَسُوْلًا

(پیارے رسول ﷺ کی پیاری دعائیں)

"میں اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی اور رسول ہونے پر (صدق دل سے) راضی ہوا۔

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

۱) اسلام عقیدہ اور عمل کا نام ہے ایمان اور اعمال صالح لازم وملزوم ہیں، قرآن حکیم میں اس بات کو متعدد بار دہرایا گیا ہے۔

۲) اللہ تعالیٰ کے ہاں حسب ونسب، دولت وامارت شکل وصورت کی نہیں بلکہ ایمان اور تقویٰ کی قدرو قیمت پڑتی ہے۔

۳) اہل ایمان کی اللہ تعالیٰ سے محبت سب سے بڑھ کر ہوتی ہے "وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ" اور اس بات کا حصول نبی ﷺ کی کامل اتباع سے ہی ممکن ہے۔

۴) مسلسل کوشش اور رب کریم کے حضور دعا سے ہی راستہ آسان ہوسکتا ہے۔ بندہ مومن کی زندگی کا لائحہ عمل قرآن ہوتا ہے:

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے، حقیقت میں ہے قرآن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۳﴾ ذُرِّيَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ۗ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۴﴾

بلاشبہ اللہ نے آدمؑ اور نوحؑ اور آلِ ابراہیم اور آل عمران کے گھرانے کو بھی (پیغام رسالت کے لیے) جہانوں پر چن لیا، یہ ایک دوسرے کی نسل سے ہیں اور اللہ (سب کچھ) سننے والا (اور تمام حالات کو) جاننے والا ہے۔

الفاظ:

اِنَّ بلاشبہ، یقیناً، کلام میں زور پیدا کرتا ہے، اللّٰهَ اللہ تعالیٰ (نے) اِنَّ کا اسم، اصْطَفٰۤى چن لیا، اس کا مادہ (ص ف و) ہے، اِصْطَفٰى، يَصْطَفِىْ سے فعل ماضی واحد مذکر غائب، اٰدَمَ سیدنا آدم علیہ السلام، اس زمین پر سب سے پہلے انسان اور سب سے پہلے رسول، وَ اور عاطفہ، سلسلہ کلام کو جوڑنے کے لیے، نُوْحًا نوح علیہ السلام، سیدنا آدم علیہ السلام کے بعد یہ پہلے نبی ہیں جن کو رسالت سے نوازا گیا، وَ اور عاطفہ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ گھرانہ، ابراہیم علیہ السلام کا، اٰلَ مضاف اِبْرٰهِيْمَ مضاف الیہ، وَ اور عاطفہ اٰلَ عِمْرٰنَ گھرانہ عمران کا، اٰلَ مضاف عِمْرٰنَ مضاف الیہ، سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو قرآن حکیم میں انسانیت کے امام قرار دیا گیا ہے۔ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا (البقرہ:124/2) رب کریم نے فرمایا "(اے ابراہیم) میں تجھے (عالم انسانیت) کا امام (ہدایت) بنانے والا ہوں۔ آل عمران کے گھرانے کو بھی (پیغام رسالت کے لیے) اہل عالم پر فضیلت عطا کی ہے، اَلْعَالَمُ جہان اور اس کی جمع عٰلَمِيْنَ ہے، ذُرِّيَّةً اولاد، اسم منصوب ہے، اس کی جمع ذُرِّيَّاتٌ ہے (بچے، نسلیں) بَعْضُهَا (بَعْضُ۔هَا) بعض اس کے بَعْضٍ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضاف، ھَا مضاف الیہ، مِنۡ سے، حرف جار، بَعۡضٍ بعض (سے) مجرور، وَ اور، مستانفہ، اس کے بعد مستقل جملہ شروع ہوتا ہے، اللّٰہُ اللہ سبحانہ وتعالیٰ مبتدا، سَمِیۡعٌ خوب سننے والا، عَلِیۡمٌ خوب جاننے والا ہے، سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ، اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں، دونوں نام مبالغہ کے صیغے ہیں اور خبر ہیں۔

تفسیر:

مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں:

سیدنا آدمؑ، سیدنا نوحؑ اور سیدنا ابراہیمؑ، یہ سلسلۂ نبوت و رسالت کے اساطین وعمائد (قائد اور بزرگ) ہیں ان کا ذکر ہوگیا تو گویا نبوت کے پورے مبارک سلسلے کا ذکر ہوگیا، سیدنا ابراہیمؑ کے ذکر کے ساتھ اُن کے آل کے ذکر نے اُن دونوں شاخوں کو جمع کر دیا جو اُن سے پھوٹی ہیں یعنی سیدنا اسحاقؑ کی شاخ کا بھی جس کے آخری پیغمبر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور سیدنا اسماعیلؑ کی شاخ کا بھی جس میں خاتم الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی، ال ابراہیمؑ کا ال عمران کا ذکر یہاں ایک خاص اہمیت رکھتا ہے، یہ اُس خاندان مبارک کا ذکر ہے جس میں سیدہ مریمؑ کی ولادت باسعادت ہوئی، عمران بن ماتان، سیدہ مریمؑ کے والد ماجد کا نام ہے، یہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے جد مادری ہیں، اس سارے شجرے کے ذکر سے مقصود یہ دکھانا ہے کہ سیدنا عیسیٰؑ بھی اسی سلسلۂ مبارک کی ایک کڑی ہیں اُن کی والدہ، ان کے نانا اور ان کے دوسرے اجداد، سب معلوم ہیں، یہ سارے خاندان ایک دوسرے سے وابستہ و پیوستہ اور ایک دوسرے کی ذریت ہیں (اور اِن سب نفوس قدسیہ نے لوگوں کو درسِ توحید دیا) تو پھر اسی خاندان سے اٹھے ہوئے ایک شخص (یعنی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام) کو الوہیت کے مقام پر پہنچا دینے کے کیا معنی؟ وَاللّٰہُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کو نبوت و رسالت کے لیے انتخاب فرمایا یہ انتخاب تمام تر سمع وعلم پر مبنی تھا۔ اس نے جن کو اس منصب کے لیے اہل پایا، ان کو اِس نعمت سے نوازا، اس چیز کا انحصار تمام تر اہلیت وصلاحیت اور اللہ تعالیٰ کی حکمت و مصلحت پر ہے، اس میں کسی خاندان کے شرفِ ذاتی کو کوئی دخل نہیں ہے، جیسا کہ شرف نسبی کے گھمنڈ میں مبتلا ہونے والوں نے گمان کیا (بالفاظ دیگر یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ نبوت و رسالت وھبی ہے نہ کہ کسبی)۔

(تدبیر قرآن جلد دوم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفہیم بالقرآن:

۱) الَّذِیْٓ اَحْسَنَ کُلَّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِیْنٍ (السجدہ:7/32)

"وہی اللہ ہے جس نے جو شے بھی پیدا کی، اسے حسین و کامل بنایا اس نے انسان کی تخلیق کی ابتدا گارے سے کی۔" (سیدنا آدم کو حسن و جمال اور عقل وفکر نیز نبوت و رسالت اور ہدایت و روشنی سے بہرہ ور فرمایا اور سب سے بڑھ کر اشرف المخلوقات بنایا)۔

۲) یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا (النساء:1/4)

"لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان (سیدنا آدمؑ) سے پیدا کیا، پھر اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا (اس رب نے اپنی قدرت کاملہ سے سیدہ حوا کو پیدا فرمایا) اور ان دونوں سے بہت سے مرد و عورت دنیا میں پھیلا دیے، اس اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے کا حق مانگتے ہو (اپنے رشتے ناطے جوڑتے ہو اور دیگر ضروریات زندگی کا تبادلہ کرتے ہو) اور (یاد رکھو!) رشتے اور قرابت کے تعلقات بگاڑنے سے پرہیز کرو، یقین جانو کہ اللہ تم پر (ہر وقت اور ہر لحہ) نگرانی کر رہا ہے۔"

۳) وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِیْبُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَنَجَّیْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِیْمِ ﴿۷۶﴾ وَجَعَلْنَا ذُرِّیَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِیْنَ ﴿۷۷﴾ وَتَرَكْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ ﴿۷۸﴾ سَلٰمٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ ﴿۷۹﴾ (الصّٰفّٰت:75-79/37)

"(رب کریم کا فرمان ہے) اور (سیدنا نوح کی مثال لو) ہم کو نوح نے پکارا پس (دیکھ لو کہ) ہم کیا خوب فریاد کو پہنچنے والے ہیں اور ہم نے (کیسے) ان کو اور ان کے گھر والوں کو زبردست مصیبت سے نجات دی (اور کس طرح ان ظالموں کو ہلاک کیا جن کی دل آزاری اور شرارتیں انتہا کو پہنچ چکی تھیں اور کس طرح سیدنا نوح کو اُس طوفان سے نہ صرف محفوظ رکھا بلکہ اُن کی اولاد سے دنیا کو آباد کیا) اور ہم نے صرف اُن ہی کی نسل کو باقی رہنے دیا (اور اُن میں سے بعض کو نبوت و رسالت سے سرفراز کیا) اور ہم نے آنے والے لوگوں میں اُن کا ذکرِ (خیریوں) باقی رکھا (کہ ہر زمانے میں مومنین کی زبان پر یہ دعا یہ کلمات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاری رہے کہ نوح ؑ کو تمام جہانوں میں سلامتی ہو، (یادرکھو!) ہم (اپنے) نیک بندوں کو اسی طرح صلہ دیا کرتے ہیں۔''

۴) فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَجَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ (یونس:73/10)

''(رب کریم کا فرمان ہے) کہ سیدنا نوح علیہ السلام (کی قوم کی اکثریت نے ان کی دعوت حق کو رد کر دیا) اور انہیں جھٹلایا، تو ہم نے انہیں اور اُن کے ساتھ (جو اہل ایمان) کشتی میں سوار تھے (طوفان سے) بچالیا اور انہی کو زمین میں جانشین بنایا (اور انہی میں سے بعض کو نبوت و رسالت سے نوزا) اور اُن سب لوگوں کو غرق کر دیا جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا تھا، پس دیکھ لو کہ جو (عذاب الٰہی) سے ڈرائے گئے تھے (جن کے پاس اللہ کے رسول نے دعوت حق کو پیش کیا پھر انہوں نے نہ مانا) تو پھر اُن کا کیا حشر ہوا۔''

۵) وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِيْنَ (البقرہ:124/2)

''اور (یاد کرو) جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو ان کے رب نے کئی باتوں میں آزمایا، تو وہ اُن میں پورے اُترے (تب اللہ تعالیٰ نے) فرمایا، میں تم کو نسل انسانیت کا امام (پیشوا) بناؤں گا (سیدنا ابراہیمؑ نے) عرض کیا، اور میری اولاد میں سے بھی؟ فرمایا، میرا عہد ظالموں کو نہ پہنچے گا (راہ حق سے انحراف کرنے والے اس سے محروم رہیں گے)۔''

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے کتنے انبیاء علیہم السلام تشریف لائے، سیدنا اسماعیلؑ، سیدنا اسحاق، سیدنا یعقوبؑ، سیدنا یوسفؑ، سیدنا موسیٰؑ، سیدنا عیسیٰؑ اور بہت سے رسول و انبیاء اور خاتم النبیین سالارِ انبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام ہی کی دعاؤں کا ثمرہ ہے، صالح باپ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کے نیک فرزند سیدنا اسماعیل علیہ السلام بیت اللہ کی دیواریں بلند کر رہے تھے، تو لبوں پر یہ دعا تھی۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۲۷﴾ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۪ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الرَّحِيمُ ﴿١٢٨﴾ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١٢٩﴾ (البقرہ:2/127-129)

''اور وہ (وقت بھی یاد کرو) جب ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام بیت اللہ کی دیواریں اٹھا رہے تھے (اور دعا کر رہے تھے) اے ہمارے رب! ہماری یہ (عاجزانہ) سعی قبول فرما، بلاشبہ تو (ہماری التجاؤں کا) سننے والا (اور ہماری نیتوں کا) جاننے والا ہے۔ اے ہمارے رب! ہم دونوں کو اپنا مسلم (مطیع و فرمان) بنا، ہماری نسل سے ایک ایسی قوم اٹھا، جو تیری مسلم (مطیع وفرمان) ہو، ہمیں اپنی عبادت کے طریقے بتا ہماری کوتاہیوں سے درگزر فرما، تو بڑا ہی معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے، اور اے ہمارے رب! ان لوگوں میں سے خود انہی کی قوم سے ایک رسول مبعوث فرما۔ جو انہیں تیری آیات سنائے، اُن کو کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور اُن کی زندگیاں سنوارے اور نکھارے تو بڑا مقتدر اور حکیم ہے۔'' (اس کی طاقت اور رسائی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی اور وہ دانا و بینا ہے)

غور کیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان نیک بندوں کی دعا کو شرف قبولیت سے نوازا اور خاتم النبیین محمد ﷺ کو مبعوث فرما کر نسل انسانیت پر بالعموم اور اہل ایمان پر بالخصوص احسان فرمایا ہے اور جن الفاظ میں دعا مانگی گئی تھی، اُس کا ذکر انہی الفاظ میں اس طرح فرمایا:

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ

(آل عمران:3/164)

''درحقیقت اہل ایمان پر تو اللہ نے یہ بہت بڑا احسان کیا کہ ان کے درمیان خود انہی میں سے ایک ایسا رسول مبعوث فرمایا جو اس کی آیات انہیں سناتا ہے، اُن کی زندگیوں کو سنوارتا ہے اور انہیں کتاب اور دانائی کی تعلیم دیتا ہے، حالانکہ اس سے پہلے یہی لوگ صریح گمراہیوں میں پڑے ہوئے تھے۔

۶) آل عمران میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی شخصیت کو اجاگر کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں سیدہ مریم علیہا السلام کے بطن سے اپنی قدرت کاملہ سے بغیر باپ کے پیدا کیا۔ ارشاد ہوتا ہے:

إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ ۖ خَلَقَهُ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُن فَيَكُونُ

(آل عمران:3/59)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اللہ کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام کی مثال آدم علیہ السلام کی سی ہے کہ اللہ نے انہیں مٹی سے پیدا کیا اور (مٹی کو) حکم دیا کہ ہو جا اور وہ ہو گیا۔''

پھر غور کیجیے کہ لاکھوں اور اربوں انسان پیوندِ زمین مٹی کے ساتھ مٹی ہیں اور یوم جزا و سزا اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہو جائیں گے اور سب کو ان کا پورا پورا بدلہ دے دیا جائے گا۔

وہ یقیناً اللہ کے نبیؑ اور اس کے بندے ہیں اس بات کا اعتراف اور اعلان اللہ تعالیٰ کی قدرت سے شیر خوارگی میں اس طرح فرمایا:

قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ۛ اٰتٰىنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا ۝۳۰ وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ۠ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ۝۳۱ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَتِيْ ۡ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا ۝۳۲ وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ۝۳۳ ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِيْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ۝۳۴ (مریم:19/34-30)

''(لوگو!) میں اللہ کا بندہ ہوں، اُس نے مجھے کتاب دی اور نبی بنایا اور بابرکت کیا جہاں بھی رہوں، اور نماز اور زکوٰۃ کی پابندی کا حکم دیا جب تک میں زندہ رہوں اور اپنی والدہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا بنایا اور مجھے سرکش اور بدبخت نہیں بنایا، مجھ پر میری پیدائش کے دن اور میری موت کے دن اور جس دن کہ میں دوبارہ زندہ کھڑا کیا جاؤں گا، سلام ہی سلام ہے، یہ ہے صحیح واقعہ عیسیٰ ابن مریم (علیہ السلام) کا یہی ہے وہ حق بات، جس میں یہ لوگ (یعنی نصاریٰ) شک وشبہ میں مبتلا ہیں (شرک اور طاغوت کا راستہ اختیار کر لیا ہے)۔''

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

۱) اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو عزت وشرف سے نوازا اور ان کو لوگوں کے لیے نمونہ بنایا۔

۲) اِن انبیاء ورسل میں بھی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو امامِ انسانیت اور خاتم النبیین محمد رسول ﷺ کو سالار انبیاء اور تا قیامت جن وانس کے لیے نبوت ورسالت سے نوازا اور ان سب کا پاکیزہ نسل سے تعلق ہے اور ان سب کا دعوتِ حق سے تعلق ہے۔

۳) جن لوگوں نے ان نفوس قدسیہ کی پیروی کی وہ راہ ریاب ہوئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴) اب نسل انسانیت کی ہدایت کا راستہ صرف رسول اللہ ﷺ کی اِتباع ہے۔

سالار کارواں ہے میرِ حجاز اپنا
اس نام سے ہے باقی آرامِ جاں ہمارا

عمران کی بیوی کی دُعا

اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۳۵﴾

(وہ وقت بھی یاد کرو) جب عمرانؑ کی بیوی نے دعا کی کہ اُے میرے رب! میں نے منت مانی ہے کہ میرے بطن میں جو بچہ ہے اُسے تیری عبادت گاہ (بیت المقدس) کی خدمت کے لیے آزاد (وقف) کر دوں گی، پس اے اللہ! تو میری نذر قبول فرما، بلاشبہ تو ہی (دعاؤں کا) سننے والا (اور آرزوؤں اور تمناؤں کا) جاننے والا ہے۔

الفاظ:

اِذْ جب جس وقت، ظرف زماں، قَالَتِ کہا، فعل ماضی واحد مونث غائب (قَالَ، یَقُوْلُ)، اِمْرَاَتُ بیوی، فاعل مضاف، اِمْرَاۃٌ عورت اس کی جمع نِسَاءٌ عورتیں، اِمْرَاَتُ عِمْرٰنَ عمران کی بیوی، عِمْرٰنَ مضاف الیہ غیر منصرف ہونے کی وجہ سے ن پر زیر کی بجائے زبر ہے، یہ سیدہ مریم علیہا السلام کے والد محترم تھے، نَذَرْتُ میں نے نذر مانی، فعل ماضی واحد متکلم (فاعل) اس کا مادہ (ن ذ ر) ہے، (نَذَرَ،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یَنۡذُرُ) نذر ماننا، کوئی بات اپنے اوپر لازم کر لینا (یہ کام ہو گیا تو اللہ کی رضا کے لیے اتنا مال غریبوں کو دوں گا) لَكَ (لَ۔كَ) لیے، تیرے، لَ لیے، جار، كَ تیرے مجرور، یعنی عمران کی بیوی نے اللہ تعالیٰ کے حضور فریاد کی کہ اے اللہ میں نے تیرے لیے نذر مانی ہے (اس بات کی)، مَا جو موصولہ، فِیۡ میں، بَطۡنِیۡ (بَطۡنِ۔یۡ) پیٹ، میرے، بَطۡنِ مجرور (مضاف) ی مضاف الیہ، مُحَرَّرًا آزاد کیا گیا، اسم مفعول حال اس کا مادہ (ح ر ر) حَرَّرَ، یُحَرِّرُ سے اسم مفعول واحد مذکر، مُحَرَّرًا آزاد کیا گیا، مَا سے حال ہونے کی وجہ سے منصوب (زبر والا) ہے۔ (یعنی دنیاوی کام سے آزاد اور اللہ کی عبادت کے لیے وقف) عمران کی بیوی نے اللہ تعالیٰ سے فریاد کی جو بچہ میرے بطن سے پیدا ہونے والا ہے، میں اُسے تیری عبادت کے لیے وقف کر دوں گی، معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور نیک اور اچھے کام کے لیے نذر مانی جا سکتی ہے۔ نذر کا مطلب ہے کہ میرا فلاں کام ہو گیا یا فلاں آزمائش سے نجات مل گئی تو میں اللہ کی راہ میں اتنا صدقہ کروں گا۔ اس نذر کا پورا کرنا ضروری ہے، اگر کسی نافرمانی یا ناجائز کام کی نذر مانی تو اس کا پورا کرنا ضروری نہیں ہے۔ نذر بھی نماز روزہ کی طرح عبادت ہے۔ اس لیے اللہ کے سوا کسی اور کے نام کی نذر ماننا اس کی عبادت کرنا ہے جو شرک ہے جیسا کہ آج کل مشہور قبروں پر نذر و نیاز کا یہ سلسلہ عام ہے، اللہ تعالیٰ اس شرک سے محفوظ رکھے۔ آمین! (بحوالہ تفسیر احسن البیان)

فَتَقَبَّلۡ (فَ۔تَقَبَّلۡ) پس، تو (اے اللہ!) قبول فرما فَ، عاطفہ جملے میں ربط پیدا ہوتا ہے، تَقَبَّلۡ فعل امر اس کا مادہ (ق ب ل) ہے تَقَبَّلَ یَتَقَبَّلُ سے فعل امر تَقَبَّلۡ تو قبول فرما، اس میں (اَنۡتَ) فاعل مضمر ہے، مِنِّیۡ (مِنِّ۔یۡ) سے، مجھ، یعنی مجھ سے یہ بات قبول فرما، اِنَّكَ (اِنَّ۔كَ) بلاشبہ، تو، اِنَّ زورِ کلام کے لیے استعمال ہوتا ہے، اَنۡتَ تو ہی ہے (جو) ضمیر منفصل، مزید تاکید کے لیے یہ ضمیر آتی ہے (مبتدا)، السَّمِیۡعُ بہت سننے والا اپنی مخلوقات میں سے ہر ایک کی پکار کو ہر وقت سنتا ہے، الۡعَلِیۡمُ اپنی مخلوقات میں سے ہر ایک کی ہر وقت خبر رکھنے والا، السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ، یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی صفات اِنَّ کی خبر ہیں۔

تفسیر:

سابقہ آیت میں جلیل القدر انبیاء کرام کا ذکر کرنے کے بعد اس آیہ مبارکہ میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والدہ سیدہ مریم علیہا السلام کا ذکر فرمایا کہ ان کی تعلیم وتربیت اور نشوونما میں کس طرح اللہ کا خاص لطف و کرم شامل تھا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے "اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ" جب عمران کی بیوی نے کہا" یعنی مریم علیہا السلام کی والدہ نے حمل قرار پا جانے پر اس تمنا کا اظہار کیا "رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا" اے میرے رب! میرے پیٹ میں جو کچھ ہے، اسے میں نے تیرے نام پر آزاد کرنے کی نذر مانی ہے" یعنی تیری رضا کے حصول کے لیے میں نے تیرے گھر کی خدمت کے لیے آزاد کر دیا۔

فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ پس تو میری طرف سے (یہ مبارک عمل) قبول فرما۔ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ یقینا تو خوب سننے والا اور پوری طرح جاننے والا ہے، تو میری دعا سن رہا ہے اور میری نیت و ارادے سے باخبر ہے یہ دعا عمران کی بیوی نے اُس وقت کی تھی جب مریم علیہا السلام اُن کے پیٹ میں تھیں، ابھی پیدا نہیں ہوئی تھیں۔ (تفسیر السعدی)

سیدہ مریمؑ کی پیدائش

فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰی ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ؕ وَلَیْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰی ۚ وَاِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَاِنِّیْٓ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ﴿۳۶﴾

پھر جب (عمران کی بیوی کے ہاں) بچی پیدا ہوئی تو عرض کیا" اے خالقِ ارض وسماء! میرے ہاں تو لڑکی پیدا ہوگئی ہے...... حالانکہ جو کچھ اُس نے جنا تھا اللہ کو اُس کی خبر تھی (وہی رب اس کی شان اور برتری کو خوب جانتا ہے)...... اور لڑکا (اِس) لڑکی جیسا نہیں ہوسکتا تھا، (اے رب کریم!) اور میں نے اس لڑکی کا نام مریم رکھا ہے اور میں اُسے اور اُس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفاظ:

فَلَمَّا (فَ۔لَمَّا) پس، جب، فَ مستانفہ مستقل جملہ شروع ہوتا ہے، لَمَّا جب، وَضَعَتْهَا (وَضَعَتْ۔هَا) جنا اُس نے (زوجہ عمران نے)، اُس کو (یعنی مریمؑ کو) وَضَعَ يَضَعُ سے فعل واحد مونث غائب وَضَعَتْ، هَا ضمیر واحد مونث سیدہ مریمؑ کی طرف جاتی ہے، قَالَتْ اُس (ام مریم) نے کہا فعل ماضی صیغہ واحد مونث غائب، رَبِّ (اے) میرے رب، منادی، مضاف، اِنِّيْ (اِنَّ۔يْ) بلاشبہ، میں (نے) اِنَّ حرف، کلام میں زور پیدا کرتا ہے، يْ میں نے وَضَعْتُهَآ (وَضَعْتُ۔هَآ)، وَضَعْتُ جنا میں نے، هَا اس کو ضمیر واحد مونث یہ ضمیر سیدہ مریم کی طرف جاتی ہے، اُنْثٰى لڑکی، وَ اور، اللّٰهُ اَعْلَمُ اللہ تعالیٰ زیادہ بہتر جانتا ہے، (عَلِمَ، يَعْلَمُ) جاننا، اس سے اَعْلَمُ، اَفْعَلُ کے وزن پر، رب کائنات کا علم اور مشیت وسیع ترین اور حکمت پر مبنی ہے، بِمَا (بِ۔مَا) ساتھ (اس کے) جو، بِ حرف جار، مَا مجرور، موصولہ، وَضَعَتْ (وَضَعَ، يَضَعُ) بچہ جننا اس سے وَضَعَتْ فعل ماضی، واحد مونث غائب، یعنی عمران کی بیوی کے ہاں جو بچی پیدا ہوئی ہے (سیدہ مریمؑ) اس کی قدر و منزلت رب العالمین کو خوب معلوم ہے، وَ اور عاطفہ، لَيْسَ نہیں ہے فعل ماضی، الذَّكَرُ لڑکا، اس کی جمع، الذّکور آتی ہے، كَالْاُنْثٰى (كَ۔الْاُنْثٰى) مانند، لڑکی (کے) كَ، جار، الْاُنْثٰى مجرور لَيْسَ کا اسم الذّکر ہے اور كَ الْاُنْثٰى جار مجرور مل کر اس کی خبر ہے یعنی عمران کی بیوی کے ہاں جو بچی پیدا ہوئی اُس کی قدر و منزلت تک لڑکا نہیں پہنچ سکتا۔ وَاِنِّيْ سَمَّيْتُهَا (سَمَّيْتُ۔هَا) نام رکھا ہے، اس کا (اس پیدا ہونے والی بچی کا) سَمَّيْتُ فعل ماضی واحد متکلم، یہ عمران کی بیوی نے کہا، هَا واحد مونث کی ضمیر لڑکی کی طرف جاتی ہے، (سَمّٰى، يُسَمِّيْ) نام رکھنا، اسی سے اسم، نام، مَرْيَمَ مریمؑ، وَ اور، عاطفہ، اِنِّيْٓ (اِنَّ۔يْ) بے شک، میں، اُعِيْذُهَا (اُعِيْذُ۔هَا) پناہ میں دیتی ہوں۔ اسے، اس کا مادہ (ع و ذ) ہے اَعَاذَ، يُعِيْذُ سے فعل مضارع واحد متکلم، اُعِيْذُ۔هَا کی ضمیر واحد مونث سیدہ مریمؑ کی طرف جاتی ہے، بِكَ (بِ۔كَ) ساتھ، تیرے، بِ، جار، كَ مجرور عمران کی بیوی نے اللہ تعالیٰ کے حضور اس نیک دل بچی کو قبول کرتے ہوئے دعا کی کہ میں اسے آپ کی پناہ میں دیتی ہوں (نہ صرف اسے بلکہ)، وَ عاطفہ، ذُرِّيَّتَهَا (ذُرِّيَّةَ۔هَا) اولاد، اس کو، ذُرِّيَّةَ مضاف، هَا مضاف الیہ، مِنَ سے، جار، الشَّيْطٰنِ شیطان مجرور (موصوف)، الرَّجِيْمِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(مردود) شیطان کی صفت ہے، شیطان کو نافرمانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے دربار سے نکال دیا گیا، اس کا مادہ (رج م) ہے رَجَمَ یَرْجُمُ سے رَجِیْمٌ بروزن فَعِیْلٌ بمعنی مفعول یعنی مَرْجُوْمٌ، دھتکارہ ہوا، مردود۔

تفسیر:

وَلَیْسَ الذَّکَرُ کَالْاُنْثٰی بظاہر تو کہنا چاہیے تھا لَیْسَ الْاُنْثٰی کَالذَّکَرِ کہ لڑکی لڑکے جیسی نہیں مگر الٹ فرمایا ''یعنی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وہ لڑکا جو عمران کی بیوی کے ذہن میں تھا، اس لڑکی جیسا نہیں ہو سکتا جو انہیں عطا کی گئی ہے۔ (یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور کرم ہے کہ جسے چاہے فضیلت و برتری عطا فرمائے) [تفسیر القرآن الکریم، حافظ عبدالسلام بن محمد]

وَاِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ اس سے معلوم ہوا کہ بچے کا نام ولادت کے پہلے روز بھی رکھا جا سکتا ہے، ساتویں دن کا انتظار ضروری نہیں بلکہ وہ نام رکھنے کی آخری حد ہے، سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج رات میرے گھر بچہ پیدا ہوا ہے اور میں نے اپنے باپ (سیدنا ابراہیم علیہ السلام) کے نام پر اس کا نام ابراہیم رکھا ہے۔ (مسلم، کتاب الفضائل، بحوالہ ایضاً)

وَاِنِّیْٓ اُعِیْذُهَا بِکَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ یعنی امّ مریم نے دعا کی کہ اے اللہ میں اس بچی اور اس کی اولاد (یعنی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام) کو تیری پناہ میں دیتی ہوں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی دعا قبول فرمائی، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو شیطان اسے چھوتا ہے، شیطان کے اس کچوکے لگانے کی وجہ سے بچہ چیخ چیخ کر رونے لگتا ہے، ہاں! البتہ مریم اور اُن کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام شیطان کے کچوکے سے محفوظ رہے تھے۔ اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد سیدنا ابو ہریرہ علیہ السلام کہتے ہیں کہ اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو:

وَاِنِّیْٓ اُعِیْذُهَا بِکَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

''بے شک میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔''

(بخاری کتاب التفسیر بحوالہ ایضاً)

اسی طرح انبیاء علیہم السلام صدیقین، شہداء اور صالحین کو بھی اللہ تعالیٰ شیاطین کے شر سے محفوظ رکھتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

یہ آیات ہمارے لیے اہم پیغام رکھتی ہیں:

۱) اللہ تعالیٰ کے نزدیک فضیلت اور رتبہ کی بنیاد اعمال حسنہ ہیں، اس کا حصول مرد اور عورت دونوں کر سکتے ہیں اور جو آگے بڑھ جائے قیمتی ہو جاتا ہے۔

۲) دور اندیش لوگ اپنی اولاد کے پیدا ہونے سے پہلے ان کے ہاتھوں انجام پانے والے کاموں کے بارے میں سوچتے ہیں، اہل ایمان کی اپنے بچوں کے لیے نیک خواہشات رکھنی چاہیے، اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور ہمیشہ دعا گو رہنا چاہیے۔

۳) نذر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے اور نیک مقاصد کے لیے جسے پورا کرنا ضروری ہے۔

۴) بچیوں کی ولادت پر غم زدہ ہونے کی ضرورت نہیں بلکہ وہ باعث رحمت ہیں اور اسلام نے تو عورت کو عزت و تکریم سے نوازا ہے اور تعلیم و تربیت نکاح و رخصتی پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنت میں رفاقت کی بشارت دی ہے۔

۵) شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے، اُس کے مکر و فریب سے اپنے آپ کو اپنے بچوں کو بچانے کے لیے صرف اللہ تعالیٰ کی حفاظت کو تلاش کرنا چاہیے، قرآن حکیم میں یہ دعا بھی آتی ہے:

رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَعُوذُ بِكَ رَبِّ أَنْ يَحْضُرُونِ

''اے رب! میں شیطانی وساوس سے تیری پناہ میں آتا ہوں (یا آتی ہوں) اور اس بات سے بھی کہ وہ میرے پاس آئیں۔''

گُفْتُ آں مقصود حرفِ کُنْ فکاں
زیرِ پائے اُمہّات آمد جناں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ''جنت ماں کے قدموں تلے ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ مریمؑ کی بہترین پرورش

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّ كَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۚ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ۭ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۷﴾

پس اُس کے رب نے (اُمّ مریم) سے اس کی منت کو اچھی طرح قبول فرما لیا اور (اپنی رحمت سے سیدہ مریم کو) بہترین پرورش سے نوازا اور (سیدنا) زکریاؑ کو اس کا سرپرست بنا دیا، جب بھی زکریا مریم کے محرابِ عبادت میں جاتے، تو ان کے پاس (طرح طرح کی) کھانے پینے کی چیز موجود پاتے اور پوچھتے ''مریم! یہ تجھے کہاں سے ملا؟'' وہ کہہ دیتیں ''اللہ تعالیٰ کے ہاں سے'' بلاشبہ اللہ جسے چاہے بے حساب رزق سے نوازتا ہے۔

الفاظ:

فَتَقَبَّلَهَا (فَ۔تَقَبَّلَ۔هَا) پس، قبول کیا، اس کو فَ پس استنافیہ، اس کے بعد مستقل جملہ شروع ہوتا ہے، تَقَبَّلَ، يَتَقَبَّلُ باب تفعّل سے تَقَبَّلَ فعل ماضی واحد مذکر غائب (قبول کیا) یعنی اللہ تعالیٰ نے (اُمّ مریم) کی نذر کو شرف قبولیت سے نوازا، هَا کی ضمیر واحد مونث (مریم) کی طرف جاتی ہے، **رَبُّهَا (رَبُّ۔هَا)** رب، اس کے نے، رَبُّ فاعل (مضاف)، هَا (مضاف الیہ) ھا کی ضمیر واحد مونث اُمّ مریم سے اُس کی نذر کو قبول فرما کر مریم کو عزت سے نوازا، **بِقَبُوْلٍ (بِ۔قَبُوْلٍ)** ساتھ، قبول، بِ جار، قَبُوْلٍ مجرور، بِ جار، قَبُوْلٍ موصوف حَسَنٍ صفت، موصوف صفت مل کر مجرور ہوا، **حَسَنٍ** اچھے (کے) صفت یعنی اللہ تعالیٰ نے سیدہ مریمؑ کو بہترین مقبولیت کے ساتھ بیت المقدس کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدمت کے لیے قبول فرما لیا، وَ اور، عاطفہ، اَنْۢبَتَهَا (اَنْۢبَتَ۔هَا) پرورش کی، اس کی (سیدہ مریمؑ کی) اس کا مادہ (ن ب ت) ہے۔ اَنْبَتَ، یُنْبِتُ سے فعل ماضی واحد مذکر غائب اَنْۢبَتَ، هَا کی ضمیر سیدہ مریمؑ کی طرف جاتی ہے، نَبَاتًا پرورش، مفعول مطلق (موصوف)، حَسَنًا اچھی نباتات، زمین سے پیدا ہونے والی اشیاء اردو میں معروف ہے (صفت)، وَّ اور عاطفہ، جملے میں ربط پیدا کرنے کے لیے كَفَّلَهَا (کفیل بنایا، سرپرست بنایا، اس کو) اس کا مادہ (ک ف ل) ہے كَفَّلَ يُكَفِّلُ، تَكْفِيْلٌ بروزن تَفْعِيْلٌ، اس سے فعل ماضی واحد مذکر غائب كَفَّلَ، کفالت کا ذمہ اٹھایا، وہ کفیل بنا، هَا کی ضمیر واحد مونث سیدہ مریمؑ کی طرف جاتی ہے معصول اول، زَكَرِيَّا سیدنا زکریا، مفعول ثانی، سیدہ مریم کے خالو بھی تھے اور بیت المقدس کے نگران بھی، كُلَّمَا جب کبھی، اسم ظرف اصل میں كُلَّ۔مَا تھا، پھر دونوں حروف کو ملا کر پڑھا گیا، اکثر فعل ماضی کے شروع میں آتا ہے، دَخَلَ داخل ہوتے، اس کا مادہ (د خ ل) دَخَلَ، يَدْخُلُ سے فعل ماضی واحد مذکر غائب دَخَلَ یعنی سیدنا زکریاؑ سیدہ مریمؑ کا حال معلوم کرنے کے لیے اُن کے محراب (عبادت خانہ) میں تشریف لاتے، وَجَدَ (تو) پاتے (وَجَدَ، يَجِدُ) پانا اسی سے لفظ ایجاد، اور موجد اردو میں استعمال ہوتا ہے، عِنْدَهَا (عِنْدَ۔هَا) پاس، اس کے، عِنْدَ ظرف مکان مضاف برائے موجود اور حاضر چیز جیسے کہا جاتا ہے عِنْدِي قَلَمٌ میرے پاس قلم ہے، هَا کی ضمیر سیدہ مریمؑ کی طرف جاتی ہے، مضاف الیہ، رِزْقًا طرح طرح کی نعمتیں، مفعول، قَالَ (تو) کہتے زکریا، تعجب سے پوچھتے (قَالَ، يَقُوْلُ) کہنا، پوچھنا فعل ماضی، اَنّٰى کہاں سے ہے؟ یہ حرف استفہام، ظرف زمان و مکان کے لیے استعمال ہوتا ہے، هٰذَا یہ (رزق)، قَالَتْ تو (سیدہ مریمؑ) جواب دیتی فعل ماضی صیغہ واحد مونث غائب، هُوَ وہ (یعنی رزق) اسم اشارہ، مِنْ سے حرف جار، عِنْدِ اللّٰهِ (عِنْدِ۔اللّٰه) یعنی اللہ تعالیٰ کے پاس سے، عِنْدِ ظرف مضاف، اللّٰهِ مضاف الیہ، مجرور، اِنَّ اللّٰهَ بلاشبہ، اللہ تعالیٰ، يَرْزُقُ رزق عطا فرماتا ہے (رَزَقَ، يَرْزُقُ) رزق عطا فرمانا، اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام رَازِقٌ، رزق دینے والا اور رَزَّاقٌ بہت زیادہ عطا کرنے والا ہیں، مَنْ جسے، يَّشَآءُ وہ چاہتا، فعل مضارع (شَآءَ يَشَآءُ) چاہنا، بِغَيْرِ حِسَابٍ بغیر حساب (کے) یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ جسے اور جس وقت چاہے اپنی قدرت کاملہ سے رزق عطا فرماتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر:

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ پس اُسے اس کے رب نے اچھی طرح فرمایا'' یعنی ام مریم سے اُن کی نذر قبول فرمالی اور انہیں (سیدہ مریم کو) اور اُن کی اولاد کو شیطان سے محفوظ فرمایا۔

وَّ اَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا یعنی رب کریم نے سیدہ مریمؑ کی جسمانی و اخلاقی تربیت کا سروسامان کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لیے سیدنا زکریا علیہ السلام کو متعین فرمایا۔

وَّ كَفَّلَهَا زَكَرِيَّا اور کفالت اور نگرانی پر سیدنا زکریاؑ کو مامور فرمایا، یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی تھی کہ اُن کی تربیت کامل ترین حال میں ہوئی چنانچہ اللہ کی عبادت کرتے کرتے ان کی عمر بڑھی اور دوسری عورتوں سے فائق ہو گئیں، وہ اپنے رب کی عبادت کے لیے وقف ہو گئیں اور اپنی محراب یعنی نماز کی جگہ وقت گزارنے لگیں۔

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا جب کبھی زکریاؑ ان کے حجرے میں جاتے، تو ان کے پاس روزی رکھی ہوئی پاتے جس میں ان کی محنت و مشقت شامل نہیں تھی۔ بلکہ یہ رزق انہیں اللہ کی رحمت سے ملتا تھا۔

اَنّٰى لَكِ هٰذَا یہ روزی تمہارے پاس کہاں سے آتی ہے۔

قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وہ جواب دیتی یہ اللہ کے پاس سے ہے، یہ اس کا فضل و احسان ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ بے شک اللہ جسے چاہے بے شمار روزی عطا فرمائے۔

یعنی جہاں سے بندے کو گمان بھی نہ ہو اور بغیر محنت کھانے کا بندوبست فرمادے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (الطلاق:2,3/65)

''اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے، اللہ اس کے لیے خلاصی کی صورت بنا دیتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جس کا اسے گمان بھی نہ ہو۔'' (تفسیر سعدی)

جب سیدنا زکریا علیہ السلام نے سیدہ مریم علیہا السلام پر اللہ کا یہ احسان ملاحظہ فرمایا اور بغیر کوشش اور محنت بہترین رزق پڑا دیکھا تو آپ کے دل میں پاکیزہ اولاد کی طلب پیدا ہوئی، رب کے حضور اس طرح فریاد کی:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا زکریا علیہ السلام کی دعا

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۖ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ ﴿٣٨﴾

اس وقت (سیدنا زکریا) اپنے رب کے حضور گویا ہوئے ''اے میرے رب! مجھے اپنی جناب سے نیک اور پاکیزہ سیرت اولاد عطا فرما، تو ہی دعا سننے والا ہے۔''

الفاظ

هُنَالِكَ اس جگہ اسی وقت ظرف زمان و مکان، دَعَا دعا کی۔ فعل ماضی واحد مذکر غائب (دَعَا، يَدْعُوْ) دعا کرنا، اللہ تعالیٰ کے حضور فریاد کرنا، زَكَرِيَّا زکریا علیہ السلام نے، اسم علم (فاعل)، رَبَّهُ (رَبَّ۔ هٗ) رب اپنے سے، رَبَّ مفعول اور مضاف، هٗ مضاف الیہ، قَالَ کہا، رَبِّ اے میرے رب، منادی مضاف، هَبْ عطا فرما فعل امر اس کا مادہ (و ہ ب) وَهَبَ، يَهَبُ سے فعل امر واحد مذکر هَبْ، عطا فرما، مِنْ سے، حرف جار، لَّدُنْكَ (لَّدُنْ۔كَ) پاس، اپنے، لَّدُنْ ظرف مضاف، كَ مضاف الیہ، ذُرِّيَّةً اولاد، موصوف بھی ہے اور مفعول بھی، طَيِّبَةً پاکیزہ، صفت، إِنَّكَ (إِنَّ۔كَ) یقیناً، تو (ہی)، إِنَّ کلام زور پیدا کرتا ہے، كَ ضمیر واحد مخاطب، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف جاتی ہے، سَمِيْعُ خوب سننے والا اسماء الحسنیٰ میں سے ہے، إِنَّ کی خبر اور مضاف ہے، الدُّعَآءِ دعا، فریاد (کو) مضاف علیہ۔

تفسیر:

سیدنا زکریا علیہ السلام نے سیدہ مریمؑ کے پاس بے موسم کے پھل دیکھ کر اللہ سے دعا کی 'اے اللہ مجھے بھی نیک اور صالح اولاد عطا فرما، اگرچہ ہم دونوں میاں بیوی بوڑھے ہو چکے ہیں لیکن مریم کے پاس بے موسم کے پھل دیکھ کر ہمیں بھی امید ہو چکی ہے کیونکہ تو ہی ہر فریاد کو سننے والا اور پورا کرنے والا ہے۔

تفسیر بالقرآن:

۱۔ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ (البقرہ:186/2)

"(اے نبیؐ) میرے بندے اگر آپ سے میرے متعلق پوچھیں تو انہیں بتا دیجیے کہ میں ان سے قریب ہی ہوں، پکارنے والا جب مجھے پکارتا ہے (اور جہاں کہیں پکارتا ہے) میں اس کی پکار سنتا اور جواب دیتا ہوں، لہٰذا انہیں بھی چاہیے کہ میری دعوت پر لبیک کہیں (میرے احکام دل وجان سے مانیں) اور مجھ پر (صدق دل سے) ایمان لائیں (اور یہ بات انہیں سنا دیں) شاید کہ وہ (اس طرح) راہ راست پالیں (دنیا وآخرت میں فوز وفلاح سے ہمکنار ہو جائیں)۔

۲- قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّهٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (الزمر:53/39)

"(اے نبیؐ) میرے بندوں میں اعلان کر دیجیے (وہ بندے) جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جائیں، یقیناً اللہ سارے گناہ معاف کر دیتا ہے (اس کی صفت تو یہ ہے کہ) وہ غفور (بخشنے والا) اور رحیم (انتہائی مہربان) ہے (کاش کہ بندے صدق دل سے اس کے بن جائیں)۔"

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

۱) جو شخص خلوص سے کام کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے اچھے طریق سے قبول فرماتا ہے۔

۲) مرد ہو یا عورت جو بھی اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دے اس کے ہاں عزت پالیتا ہے۔ ایسا عین ممکن ہے کہ عورت اپنے اعمال حسنہ سے مرد سے زیادہ قیمت پالے۔

۳) شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے، اس کے مکر وفریب سے اپنے آپ کو اور اپنے بچوں کو بچانے کے لیے اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور پناہ لازمی امر ہے۔

۴) جو اللہ سے ڈرتا ہے اور ہمیشہ تقویٰ کی راہ اختیار کرتا ہے، اس کے لیے اللہ تعالیٰ آسانیاں پیدا فرماتا ہے۔

۵) دعا کو کبھی فراموش نہ کریں، امید اور یقین کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتے رہیں مصائب و مشکلات میں، مایوسیوں اور گھبراہٹوں میں صرف اللہ ہی ہمارا ملجا وماویٰ ہے، انبیاء کرام علیہم السلام بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف اسی کے حضور اپنی تمنائیں اور ضرورتیں پیش کرتے رہے۔

اس وقت امت مسلمہ اور خصوصاً پاکستان پر مصائب و آلام کے بادل منڈلا رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے حضور سچے دل سے اپنے گناہوں کی معافی مانگ کر اپنے رب سے مدد تلاش کریں۔

کہ ہے ذات واحد عبادت کے لائق
زباں اور دل کی شہادت کے لائق
اسی کے ہیں فرماں اطاعت کے لائق
اسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق
لگاؤ تو لو اُس سے اپنی لگاؤ
جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ

سیّدنا زکریا علیہ السلام کی رب کے حضور شرفیابی

فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا ۢ بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۳۹﴾

(جب سیدنا زکریاؑ نے سیدہ مریمؑ کے پاس انواع واقسام کا رزق بے موسم کا پایا تو رب کریم کے حضور اسی وقت دعا کی کہ وہ اپنی رحمت سے پاکیزہ اولاد عطا فرمائے، تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس دعا کو شرف قبولیت سے نوازا)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور فرشتوں نے انہیں (اسی وقت) آواز دے کر (یہ خوشخبری سنائی) جبکہ وہ محراب میں کھڑے نماز پڑھ ہی رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو (فرزندِ صالح) یحییٰ کی ولادت کی خبر دیتا ہے، جو "کلمۃ اللہ" (یعنی سیدنا عیسیٰؑ کی جو اللہ کے حکم 'کن' سے پیدا ہوگئے) تصدیق کریں گے نیز اس میں (یعنی سیدنا یحییٰ) میں بزرگی اور سرداری کی شان ہوگی، کمال درجہ کا ضبطِ (نفس) ہوگا، نبوت سے سرفراز ہوگا اور صالحین میں شمار کیا جائے گا۔

الفاظ:

فَنَادَتْهُ (فَ۔نَادَتْ۔هُ) تو، آواز دی، اُس کو (یعنی سیدنا زکریا علیہ السلام) کو **فَ** عاطفہ جملے میں ربط کے لیے، **نَادَتْ** اس کا مادہ (ن د ی) **نَادٰی يُنَادِيْ** سے فعل ماضی واحد مونث غائب **نَادَتْ** یہ صیغہ **مَلٰٓئِكَة** کی جماعت کے لئے آیا ہے (فاعل) اسی طرح رسولوں کی جماعت کے لیے واحد مونث غائب کا صیغہ آتا ہے جیسا کہ

مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ (المائدہ: 75/5)

"مسیح ابن مریم تو (دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح ایک رسول ہی ہیں) بے شک اُن سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے۔"

آواز دینا، **هُ** کی ضمیر واحد مذکر غائب سیدنا زکریاؑ کی طرف جاتی ہے، (مفعول)، **وَ** اور (اس حال میں کہ)، **وَ** حالیہ، **هُوَ** وہ ضمیر واحد مذکر، سیدنا زکریاؑ مبتدا، **قَآئِمٌ** کھڑے تھے، اسم فاعل، خبر، **يُّصَلِّيْ** نماز پڑھ رہے تھے، فعل مضارع واحد مذکر غائب (**صَلّٰى، يُصَلِّيْ**) نماز پڑھنا، **صَلّٰى بِالنَّاسِ** نماز پڑھانا، امامت کرانا، **صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ** اللہ کا اپنے رسول کو اپنی برکت و رحمت سے ڈھانپنا، **الصَّلٰوةُ** اسلام کے پانچ ارکان میں سے اہم رکن، اس کی حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "**صَلُّوْا كَمَا رَاَيْتُمُوْنِيْ اُصَلِّيْ**" کہ نماز اس طرح پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے دیکھتے ہو، **فِيْ** میں حرف جار، **الْمِحْرَابِ** محراب (عبادت کی جگہ) مجرور اردو میں معروف ہے وہ جگہ جہاں امامت کے لیے امام کھڑا ہوتا ہے، **اَنَّ** بے شک، کلام میں زور پیدا کرتا، **اَنَّ اللّٰهَ** بے شک اللہ تعالیٰ، **يُبَشِّرُكَ**

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(يُبَشِّرُكَ) خوشخبری دیتا ہے۔ آپ کو (یعنی سیدنا زکریا علیہ السلام کو) اس کا مادہ (ب ش ر) ہے بَشَّرَ يُبَشِّرُ خوشخبری دینا، بشارت دینا اردو میں معروف ہے، بِيَحْيٰى (بِ۔ يَحْيٰى) فرزند (صالح)، یحییٰ، کی بِ جار، يَحْيٰى مجرور (اسم) غیر منصرف ہے اس لیے اعرابی حالت برقرار ہے، مُصَدِّقًا تصدیق کرنے والا، اسم فاعل اس کا مادہ (ص د ق) ہے صَدَّقَ يُصَدِّقُ تصدیق کرنا، بِكَلِمَةٍ (بِ۔ كَلِمَةٍ) ساتھ، ایک کلمے کے یعنی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق کرنے والا، بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللهِ یعنی سیدنا یحییٰ علیہ السلام سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت و بشریت کی تصدیق کرنے والے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے لفظ کُنْ سے پیدا فرمایا جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

إِنَّ مَثَلَ عِيسٰى عِندَ اللهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهُ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُن فَيَكُونُ

(آل عمران:59/3)

''اللہ کے نزدیک سیدنا عیسیٰؑ کی مثال سیدنا آدم کی سی ہے کہ اللہ نے اسے مٹی سے پیدا کیا اور حکم دیا کہ ہو جا اور وہ ہو گیا (رب کائنات ہر بات پر قادر ہے۔ اربوں کھربوں انسان جو پیوند زمین مٹی کے ساتھ مٹی ہو چکے ہیں وہ اللہ کے حکم سے لفظ کن پر یوم جزا و سزا اٹھ کھڑے ہوں گے)''

وَ اور عاطفہ، جملے میں ربط کے لیے، سَيِّدًا سردار، رہنما، یعنی دین کے باب میں مقتدا اور پیشوا، مَصَدِّقًا پر عطف ہے اس لیے منصوب (زبر والا ہے) حرف عطف کے ذریعہ کسی لفظ یا جملہ کو سابق کے ساتھ جوڑنا اور اس کے حکم میں لانا اور اس کی اعرابی حالت یکساں ہوتی ہے، وَ اور عاطفہ، حَصُورًا معطوف (پیچھے والے اسم سے متعلق) انتہا درجے کا محتاط و متقی اپنے نفس پر پوری طرح ضبط رکھنے والا، وَ اور عاطفہ، نَبِيًّا (پیچھے والے اسم سے متعلق)، مِّنَ سے، حرف جار، الصّٰلِحِيْنَ اسم فاعل جمع مذکر (مجرور) الصّٰلِحُوْنَ تھا، مِنْ کی وجہ سے حالت جری میں الصّٰلِحِيْنَ ہوا۔

تفسیر:

جب سیدنا زکریا علیہ السلام نے سیدہ مریم علیہا السلام کے پاس بے موسمی پھل دیکھے تو دل میں تمنا پیدا ہوئی اور اسی وقت اللہ تعالیٰ کے حضور فریاد کرنے لگے ''اے اللہ! مجھے بھی نیک صالح بچہ عطا فرما، گو ہماری عمر بہت زیادہ ہو گئی ہے اور میری بیوی بھی بانجھ ہو گئی ہے، لیکن ہم تیری رحمت سے ناامید نہیں ہو سکتے، تو اللہ نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُن کی دعا کو شرف قبولیت سے نوازا اور اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعہ خوشخبری سنائی کہ تیرے ہاں بچہ پیدا ہوگا، اس کا نام بھی رب کریم نے یحییٰ متعین فرمایا اور کہا کہ وہ بچہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق کرے گا اور بہت ہی پاکدامن، علم و عبادت میں نیک لوگوں کا سردار اور صالح نبی ہوگا۔ سیدنا زکریا علیہ السلام اچانک یہ خوشخبری ملنے پر تعجب سے عرض کرتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کی قدرت

قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ۝۴۰

زکریا علیہ السلام نے عرض کیا ”پروردگار! بھلا میرے ہاں لڑکا، کہاں سے ہوگا؟ میں تو بہت بوڑھا ہو چکا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے“ جواب ملا ”ایسا ہی ہوگا (اس حال میں بھی اللہ تعالیٰ تمہیں فرزند صالح سے نوازے گا) اللہ جو جو چاہتا ہے کرتا ہے (اللہ تعالیٰ ہر بات پر پوری طرح قادر ہے)۔

الفاظ:

قَالَ کہا اس نے (یعنی سیدنا زکریا نے ادب سے عرض کیا) قَالَ، يَقُوْلُ کہنا فعل ماضی واحد مذکر غائب، رَبِّ (اے) میرے رب! اَنّٰى کیسے؟ حرف استفہام، يَكُوْنُ ہوگا فعل مضارع واحد مذکر غائب (كَانَ، يَكُوْنُ) ہونا، لِيْ (لِ۔ يْ) لیے، میرے لِ حرف جار، يْ میرے مجرور، غُلٰمٌ لڑکا اسم (یکون کا اسم) وَّ حالانکہ، (حالیہ)، قَدْ تحقیق، حرف تحقیق، بَلَغَنِيْ (بَلَغَ۔نِيْ) پہنچا ہے، مجھ کو، اس کا مادہ (ب ل غ) ہے، بَلَغَ يَبْلُغُ، بُلُوْغًا و بَلَاغًا پہنچنا، بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ میری (عمر) بڑھاپے کو پہنچ چکی ہے یا مجھ کو بڑھاپے نے آلیا ہے، بَلَغَ فعل نِيْ مفعول (مقدم) الْكِبَرُ بڑھاپا، فاعل (موخر)، وَ اور، عاطفہ، امْرَاَتِيْ (امْرَاَةِ۔يْ) بیوی، میری، امْرَاَةِ مبتدا (مضاف)، يْ مضاف الیہ، عَاقِرٌ بانجھ ہے، خبر یعنی سیدنا زکریا اپنے رب کے حضور عرض کرتے ہیں کہ بھلا میرے ہاں بچہ کیسے ہوسکتا ہے جبکہ میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بوڑھا ہو چکا ہوں اور میری بیوی بھی بانجھ ہے، **قَالَ** اللہ نے فرمایا، فعل ماضی واحد مذکر غائب (**قَالَ، يَقُوْلُ**) کہنا، **كَذٰلِكَ** اسی طرح، ایسے ہی، حرف تشبیہ کہلاتا ہے، **كَذٰلِكَ اللّٰهُ** ایسے ہی جیسا اللہ تعالیٰ چاہتا ہے، **يَفْعَلُ** وہ کرتا ہے، فعل مضارع واحد مذکر غائب (فاعل) خبر ہے، **مَا** جو موصولہ، **يَشَآءُ** چاہتا ہے (**شَآءَ، يَشَآءُ**) چاہنا، اللہ تعالیٰ کی مشیت (چاہت) کو کوئی روک نہیں سکتا، اردو زبان میں معروف جملہ ہے۔

تفسیر:

مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں:

''سیدنا زکریا علیہ السلام کا یہ سوال تعجب یا شک یا انکار کی نوعیت کا نہیں بلکہ حسین وبلیغ انداز سے طلب تصدیق ہے، اُن کے سامنے اس بشارت کے ظاہر ہونے میں جو رکاوٹیں تھیں وہ بیان کر کے سیدنا زکریا نے چاہا کہ یہ تصریح کرالیں کہ ان رکاوٹوں کے باوجود یہ بشارت ظاہر ہونے کی شکل یہ ہوگی: **كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ** کہ یہ بات یوں ہی ہوگی، یعنی اللہ کا ارادہ یوں ہی ہے کہ یحییٰ کی ولادت بوڑھے باپ اور بانجھ ماں کے ہاں ہو اصل چیز اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہی ہے، اسباب تو محض ظاہر کا پردہ ہے، اللہ چاہے تو پتھر کے اندر سے پانی کے چشمے جاری ہو سکتے ہیں اور صحرا کے سینے سے حباب اٹھ سکتے ہیں (غور کیجیے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے لیے چٹان پر لاٹھی ماری تو اللہ کے حکم سے اس میں چشمے پھوٹ پڑے)۔ (تدبر قرآن)

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

۱) **وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ** ''جب سیدنا زکریا علیہ السلام'' محراب میں کھڑے رب تعالیٰ سے دعا ومناجات میں مشغول تھے، اس وقت سچے دل سے نکلی ہوئی دعا قبول ہوئی اور نماز ہی سے اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہوتا ہے اور دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ قرآن حکیم میں آتا ہے **وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ** اللہ تعالیٰ کے حضور سر بسجود ہو کر اُس کا قرب حاصل کرو۔

۲) پاک اور پاکیزہ دل سے خلوص کے ساتھ کی ہوئی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

۳) **مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ** انبیاء کرام علیہم السلام ایک دوسرے کی تصدیق و تائید کرتے ہیں سیدنا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ (نعوذ باللہ) اللہ کا جزو اور حصہ نہیں ہیں۔

۴) يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ معلوم ہوا کہ سابقہ انبیاء علیہم السلام کے زمانہ باسعادت میں بھی نماز تھی۔

۵) قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے، اپنے بندوں کی پکار سنتا اور قبول فرماتا ہے۔

اے رب کریم! یہ سطور لکھتے وقت آپ کے حضور فریاد کرتا ہوں کہ ہم سب کے روحانی و جسمانی عوارضات دور فرما دیجیے، ہمیں اپنی کامل معرفت اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت عطا فرمائیے، جب تک زندہ رکھیں ایمان و اسلام پر زندہ رکھیں اور ہمیں اس دنیا سے اٹھائیں تو اس نعمت کے ساتھ اٹھائیں۔ پاکیزہ دل ہی بندہ مومن کا سرمایۂ حیات ہے۔

اے مجیب الدعوات! اس وقت پوری امت مسلمہ زبوں حالی کا شکار اور پاکستانی قوم دکھ درد میں مبتلا ہے، ہمیں ظلم اور ظالموں سے نجات عطا فرمائیے، ہمیں عدل اور عادل حکمران عطا فرمائیے۔

آمین یارب العالمین

بندہ مومن کا دل بیم و ریا سے پاک ہے
قوّتِ فرمانروا کے سامنے بے باک ہے

www.KitaboSunnat.com

سیدنا یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش

قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ؕ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ؕ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالْاِبْكَارِ ﴿٤١﴾

(زکریاؑ نے) عرض کیا "اے میرے رب! میرے (اطمینان کے) لیے کوئی نشانی ٹھہرا دے" ارشاد ہوا "تیرے لیے نشانی یہ ہے کہ تو لوگوں سے تین دن تک بات نہ کر سکے گا بجز اشارے کے، (اس دوران میں) کثرت سے اپنے رب کا ذکر کرنا اور صبح و شام اس کی تسبیح و (تقدیس) کرتے رہنا۔"

الفاظ:

قَالَ کہا زکریاؑ نے فعل ماضی صیغہ واحد مذکر غائب، رَبِّ (اے) میرے رب (یا) اے حرف ندا محذوف ہے، ربّ منادی، اِجْعَلْ بنا دے فعل امر (جَعَلَ، يَجْعَلُ) بنانا، لِيْ (لِ۔ يْ) لیے، میرے، لِ جار، یْ مجرور، اٰيَةً کوئی نشانی، مفعول اس کی جمع آیات آتی ہے، قَالَ جواب دیا، اللہ تعالیٰ نے فعل ماضی واحد مذکر غائب، اٰيَتُكَ (اٰيَةُ۔ كَ) نشانی تیرے (لیے)، اٰيَةُ مضاف (مبتدا) كَ مضاف الیہ، كَ ضمیر واحد مخاطب سیدنا زکریاؑ کی طرف جاتی ہے، اَلَّا (اَنْ۔لَا) یہ کہ، نہ، اَنْ حرفِ ناصبہ، بعد والے حرف کو زبر دیتا ہے جیسا کہ اَلَّا تُكَلِّمَ م پر زبر آئی ہے، اس کا مادہ (ک ل م) ہے (كَلَّمَ، يُكَلِّمُ) سے فعل مضارع واحد مذکر مخاطب تُكَلِّمُ اردو زبان میں کلام کرنا معروف ہے، النَّاسَ لوگوں (سے) مفعول ہے، ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ تین دن، ثَلٰثَةَ ظرف (مضاف) اَيَّامٍ مضاف الیہ، اِلَّا مگر حرف استثنیٰ، رَمْزًا اشارے (سے) رَمز مصدر ہے اس کے معنی ہیں مخاطب کو کوئی بات اشارے سے سمجھانا، ہونٹوں سے ہو، یا آنکھوں سے، بھوؤں سے، منہ، ہاتھ یا زبان میں سے کسی ایک سے، یعنی بغیر کلام کے اشارے سے کام لیا جائے (انوارالقرآن، مولوی عبدالرحمن)۔ وَاذْكُرْ فعل امر، (اے زکریاؑ) تو ذکر کر فعل امر (فاعل) (ذَكَرَ، يَذْكُرُ) ذکر کرنا، اللہ تعالیٰ کی یاد کرنا، نماز کے ذریعے، قرآن حکیم کی تدبر کے ساتھ تلاوت کے ذریعے صبر و شکر کے ذریعہ اور اللہ کی حمد و ثنا کے ذریعہ، رَّبَّكَ (رَبَّ۔كَ) رب، اپنے (کا)، رَبَّ مفعول رب العالمین، معبود برحق (مضاف) كَ ضمیر واحد مخاطب، سیدنا زکریاؑ کی طرف جاتی ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(مضاف الیہ) كَثِيْرًا بہت زیادہ، مفعول مطلق، وَ اور عاطفہ، جملے میں ربط پیدا ہوتا ہے، سَبِّحْ تسبیح بیان کر، تو (اے زکریاؑ) سبحان اللہ کا ورد کرنا، (سَبَّحَ يُسَبِّحُ) اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کرنا، بِالْعَشِيِّ (بِ۔الْعَشِيِّ) بوقتِ شام، زوالِ آفتاب سے لے کر طلوع فجر کا وقت (مفردات القرآن) وَ اور، عاطفہ، الْإِبْكَارِ بوقتِ صبح اصل میں کلمہ بُكْرَةٌ ہے، جس کے معنی دن کے ابتدائی حصہ کے ہیں۔ (مفردات القرآن)

اس کا مادہ (ب ک ر) ہے أَبْكَرَ يُبْكِرُ سے مصدر قیاسی إِبْكَارِ، تڑکا، سویرا سورج نکلنے سے پہلے کا وقت۔ (القاموس الوحید)

تفسیر:

حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

سیدنا زکریا علیہ السلام کا تعجب اس حد تک بڑھا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے اس کی نشانی کی درخواست کر دی، فرمایا کہ تمہارے لیے نشانی یہ ہے کہ تم تین دن تک صحیح سالم ہونے کے باوجود (ہاتھ یا ابرو وغیرہ کے) اشارے کے سوا لوگوں سے بات چیت نہ کر سکو گے لہٰذا اس دوران تم اپنا سارا وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر و شکر اور تسبیح و تہلیل میں صرف کرو۔ (تفسیر القرآن الکریم)

سیدہ مریمؑ کی فضیلت

وَإِذْ قَالَتِ الْمَلَٰٓئِكَةُ يَٰمَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفَىٰكِ عَلَىٰ نِسَآءِ الْعَٰلَمِينَ ﴿٤٢﴾

پھر وہ وقت آیا جب فرشتوں نے (سیدہ) مریمؑ کو خوشخبری دی (اس بشارت سے نوازا) اے مریمؑ! اللہ نے تجھے برگزیدہ کیا اور پاکیزگی عطا کی اور تمام دنیا کی عورتوں پر تجھ کو ترجیح دے کر خدمت (دین) کے لیے چن لیا۔

الفاظ:

وَ اور، مستانفہ، اس کے بعد مستقل مضمون شروع ہو جاتا ہے، إِذْ جب، ظرف زمان، قَالَتِ کہا فعل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماضی واحد مونث غائب فرشتوں کی جماعت کے لیے یہ صیغہ استعمال ہوا ہے، اَلْمَلٰٓئِكَةُ مَلَكٌ کی جمع ہے، يٰمَرْيَمُ (يَا۔ مَرْيَمُ) اے، مریم، یَا حرف ندا، مَرْيَمُ منادی، اِنَّ اللّٰهَ یقیناً اللہ تعالیٰ، اِنَّ جملے میں زور تاکیدی معنی دیتا ہے، اصْطَفٰكِ (اصْطَفَا۔ كِ) چن لیا اُس نے، تجھ کو، اس کا مادہ (ص ف و) ہے، اِصْطَفٰی يَصْطَفِيْ سے فعل ماضی واحد مذکر غائب، اِصْطَفٰی (چن لیا، اللہ تعالیٰ نے) كِ، ضمیر واحد مونث مخاطب سیدہ مریمؑ کی طرف جاتی ہے، وَ اور، عاطفہ جملے میں ربط کے لیے، طَهَّرَكِ (طَهَّرَ۔ كِ) پاکیزگی عطا کی (اللہ تعالیٰ) نے، تجھے (اے مریمؑ) اس کا مادہ (ط ھ ر) طَهَّرَ يُطَهِّرُ سے فعل ماضی واحد مذکر غائب طَهَّرَ (پاکیزہ بنانا)، وَ اور عاطفہ، اِصْطَفٰكِ (اِصْطَفَا۔ كِ) چن لیا، اس نے (اللہ تعالیٰ نے)، عَلٰی اوپر حرف جار، نِسَآءِ عورتیں مضاف ہے (مجرور) اس کا مفرد اِمْرَاَةٌ ہے، الْعٰلَمِيْنَ جہاں، مضاف الیہ اس کا مفرد عَالَم (لام کی زبر کے ساتھ) انسان کو رب العالمین نے اشرف المخلوقات بنایا ہے، اس کے علاوہ بے شمار اور بے حساب مخلوقات ہیں۔ جن سب کا پیدا کرنے والا اور پالنہار ربّ واحد ہے جس کا اسم ذات ''اللہ'' ہے اور جس کی صفات لاتعداد اور اَن گنت ہیں۔

تفسیر:

فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے سیدہ مریمؑ کو خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے عبادت کی کثرت، دنیا سے بے رغبتی اور شیطانی وساوس سے دوری کی بنا پر اپنے خاص قرب کا درجہ عطا فرمایا ہے اور تجھے برگزیدہ کر لیا اور تمام جہاں کی عورتوں پر فضیلت دی یعنی اس زمانے کی تمام عورتوں پر فضیلت دی۔

(تفسیر ابن کثیر)

سیدہ مریمؑ کی عبادت گزاری

يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾

اے مریم! اپنے رب کی تابع فرمان بن کر رہ، اُس کے آگے سر بسجود ہو، اور جو بندے اُس کے حضور جھکنے والے ہیں، اُن کے ساتھ تو بھی جھک جا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفاظ

يٰمَرْيَمُ (يَا-مَرْيَمُ) اے مریم، یَا حروف ندا، مَرْيَمُ منادی، اقْنُتِي فرمانبردار بن تو، فعل امر واحد مونث، اس کا مادہ (ق ن ت) ہے، قَنَتَ، يَقْنُتُ سے فعل امر، واحد مونث اقْنُتِي مطیع و فرمانبردار بننا، لِرَبِّكِ (لِ-رَبِّ-كِ) لیے، رب، اپنے (کے)، لِ حرف جار، رَبِّ مجرور جار اور مجرور مل کر مضاف ہوا، كِ سیدہ مریم کی طرف ضمیر واحد مونث مخاطب، مضاف الیہ، وَ اور عاطفہ جملے میں ربط کے لیے، اسْجُدِي (اسْجُدِي) سجدہ کر، تو (اے مریمؑ) اس کا مادہ (س ج د) سَجَدَ، يَسْجُدُ سے فعل امر واحد مونث اسْجُدِي، وَ اور عاطفہ، ارْكَعِي (ارْكَعِي) رکوع کر، تو (اے مریمؑ) اس کا مادہ (ر ک ع) ہے رَكَعَ يَرْكَعُ سے اسم فاعل جمع رٰكِعُوْن حالت رفعی اور حالت جری میں رٰكعين ہوا، معنوں میں فرق نہیں آتا، مَعَ ساتھ، مضاف، الرّٰكِعِيْنَ، رکوع کرنے والے۔ (مضاف الیہ)

تفسیر:

سیدہ مریمؑ چونکہ بیت المقدس کے ساتھ محراب میں رہتی تھیں اور بیت المقدس کی خادمہ تھیں، اس لیے انہیں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم ہوا۔ (تفسیر القرآن الکریم)

تفسیر بالقرآن:

اللہ تعالیٰ نے زکریا علیہ السلام کو بڑھاپے میں اولاد دی:

۱- يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ اسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ﴿۷﴾ (مریم:7/19)
”(رب کا ارشاد ہے) اے زکریا! ہم تجھے ایک لڑکے (صالح) کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا (سبحان اللہ! نام بھی خود تجویز فرمایا)۔“

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو بڑھاپے میں اولاد عطا فرمائی، سیدہ سارہؑ جو سیدنا ابراہیمؑ کی بیوی تھی بچے کی خوشخبری ملنے پر تعجب سے کہنے لگی:

۲- قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا ۭ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ ﴿۷۲﴾ (ھود:72/11)
”وہ کہنے لگی ہائے میری کم بختی! (تعجب سے) میرے ہاں اولاد کیسے ہوسکتی ہے، میں خود بڑھیا اور یہ میرے خاوند (سیدنا ابراہیمؑ) بہت بڑی عمر کے ہیں، یہ تو یقیناً بڑی عجیب بات ہے۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رب کریم کا تو صرف حکم ہوتا ہے اور وہ چیز ہو جاتی ہے:

۳- اِنَّمَآ اَمۡرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَيۡـــًٔا اَنۡ يَّقُوۡلَ لَهٗ كُنۡ فَيَكُوۡنُ (یسین:82/36)

''(وہ اللہ) جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا کام بس یہ ہے کہ اسے حکم دے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے۔''

اس رب قدیر نے سیدنا عیسیٰ کو بغیر باپ کے لفظ کُن کے ساتھ سیدہ مریمؑ کے بطن سے پیدا فرمایا۔

جب سیدہ مریم کو بچے کی خوشخبری دی گئی تو وہ تعجب سے کہتی ہیں:

۴- قَالَتۡ رَبِّ اَنّٰى يَكُوۡنُ لِىۡ وَلَدٌ وَّلَمۡ يَمۡسَسۡنِىۡ بَشَرٌ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخۡلُقُ مَا يَشَآءُ اِذَا قَضٰٓى اَمۡرًا فَاِنَّمَا يَقُوۡلُ لَهٗ كُنۡ فَيَكُوۡنُ (آل عمران:47/3)

''مریمؑ بولی ''پروردگار، میرے ہاں بچہ کہاں سے ہوگا مجھے تو کسی مرد نے ہاتھ تک نہیں لگایا، جواب ملا، ایسا ہی ہوگا، اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے وہ جب کسی کام کے کرنے کا فیصلہ فرماتا ہے تو بس کہتا ہے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتا ہے۔''

اسی رب قدیر نے سیدنا آدمؑ کو بغیر ماں باپ کے پیدا فرمایا:

۵- اِنَّ مَثَلَ عِيۡسٰى عِنۡدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ‌ؕ خَلَقَهٗ مِنۡ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنۡ فَيَكُوۡنُ

(آل عمران3/59)

''اللہ کے نزدیک (سیدنا) عیسیٰؑ کی مثال (سیدنا) آدمؑ کی سی ہے کہ اللہ نے اسے مٹی سے پیدا کیا اور حکم دیا کہ ہو جا اور وہ ہو گیا۔''

اللہ کا ذکر بڑی چیز ہے:

۶- وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ‌ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنۡهٰى عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡكَرِ‌ ؕ وَلَذِكۡرُ اللّٰهِ اَكۡبَرُ

(العنکبوت:45/29)

''اور (مسلمانو!) نماز قائم کرو، یقیناً نماز فحش اور برے کاموں سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر اس سے بھی زیادہ بڑی چیز ہے (کہ ہر وقت اللہ کی یاد دل میں رکھنا اور اس کا تقویٰ اختیار کرنا، انسانوں کو راہ راست پر رکھتا ہے)۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنیا و آخرت میں مسلمانوں کی کامیابی کا راز:

۷- يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

(آلِ عمران:3/200)

''اے ایمان والو! تم ثابت قدم رہو (احکام الٰہی کو دل و جان سے سنت نبویؐ کے مطابق مانو) اور ایک دوسرے کو تھامے رکھو (اپنی صفوں میں رخنہ نہ پیدا ہونے دو) اور جہاد کے لیے (کفار کے مقابلے میں) تیار رہو اور (ہمہ وقت) اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، امید ہے کہ (دنیا و آخرت) میں کامیاب ہو جاؤ گے۔

تفسیر بالحدیث:

سیدنا عبداللہ بن جعفر کہتے ہیں میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ کہتے تھے، میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ عورتوں میں مریم بنت عمران علیہا السلام اور خدیجہ رضی اللہ عنہا بہترین عورتیں ہیں۔ (بحوالہ، فہم القرآن، مولانا میاں محمد جمیل حفظہ اللہ)

اس طرح فرعون کی بیوی سیدہ آسیہ رضی اللہ عنہا اور ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے فضائل بھی آتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سب ابرار و صالحین پر اپنی رحمتیں برسائے۔

آیات مبارکہ کی حکمت و بصیرت:

۱) جس طرح اسباب موجود ہوتے ہوئے اللہ اُن کو کام کرنے سے روک سکتا ہے (جیسا کہ سیدنا زکریاؑ کی زبان علامت کے طور پر بند کر دی گئی) اسی طرح اسباب کے بغیر پیدا کر سکتا ہے (جیسا کہ عیسیٰؑ اور یحیٰؑ کی پیدائش ہوئی) تا کہ معلوم ہو جائے کہ تمام اسباب اللہ کی قضا و قدر کے تحت ہیں وہ رب قدیر جلانے اور جھلسانے والی آگ کو سیدنا ابراہیمؑ کے لیے خوشنما گلزار میں تبدیل کر سکتا ہے تو سیدنا موسیٰؑ کی قوم کے لیے سمندر کو پھاڑ کر خشکی کا راستہ بھی بنا سکتا ہے۔ (إِنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ)

سروری زیبا فقط اس ذاتِ بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی باقی بتانِ آزری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ مریمؑ کی کفالت

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ ؕ وَمَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ یُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَیُّهُمْ یَكْفُلُ مَرْیَمَ ۪ وَمَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ یَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۴﴾

(اے پیغمبرؐ) یہ غیب کی خبروں میں سے ہے جس کی ہم آپ پر وحی کر رہے ہیں اور جب وہ لوگ اپنے قلم (بطور قرعہ دریا میں) ڈال رہے تھے کہ مریمؑ کی کفالت کون کرے تو آپ اُن کے پاس نہیں تھے اور نہ اس وقت ہی ان کے پاس تھے جب وہ (اس بارے میں) باہم جھگڑ رہے تھے۔

الفاظ:

ذٰلِكَ یہ اسم اشارہ بعید (مبتدا) بعض اوقات اشارہ بعید کا ترجمہ اشارہ قریب میں اور اشارہ قریب کا ترجمہ اشارہ بعید میں کیا جائے تو اس سے عزت و عظمت کا اظہار ہوتا ہے جیسا کہ فارسی زبان میں ''آں'' اشارہ بعید کے لیے ہے کسی قریبی شخص کی عزت مقصود ہو تو آپ کہہ دیتے ہیں ''آنجناب'' نے کیا فرمایا ہے، مِنْ سے حرف جار، اَنْۢبَآءِ خبریں، مجرور (مضاف) اس کا مفرد نَبَاٌ ہے، الْغَیْبِ غیب (کی) مضاف الیہ، اَنْۢبَاءِ الْغَیْبِ مضاف اور مضاف الیہ مل کر ذٰلِكَ کی خبر ہے، نُوْحِیْهِ (نُوْحِیْ۔ہٖ) ہم وحی کرتے ہیں، انہیں (خبروں کو) اس کا مادہ (و ح ی) اَوْحٰی، یُوْحِیْ سے فعل مضارع جمع متکلم باب افعال (فاعل) نُوْحِیْ، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے جمع متکلم کا صیغہ بطور عزت کے آیا ہے، لاریب وہ ربِ واحد ہے اِلَیْكَ (اِلَیْ۔كَ) طرف، آپ کے، اِلَیْ جار كَ مجرور، ک ضمیر واحد مخاطب رسول اللہ ﷺ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف جاتی ہے، وَ اور، عاطفہ جملے میں ربط پیدا ہوتا ہے، مَا نہیں نافیہ، کُنْتَ تھے آپ (کَانَ، یَکُوْنُ) ہونا، سے فعل ماضی واحد مذکر مخاطب کُنْتَ، لَدَیْھِمْ (لَدَیْ۔ھِمْ) پاس، اُن کے لَدَیْ ظرف مکان، ھِمْ کی ضمیر جمع مذکر لوگوں کی طرف جاتی ہے، اِذْ جب ظرف زمان، یُلْقُوْنَ ڈال رہے تھے وہ (سب) فعل مضارع جمع مذکر غائب، اس کا مادہ (ل ق ی) اَلْقٰی، یُلْقِیْ باب افعال (ڈالنا، قرعہ نکالنے کے لیے ڈالنا)، اَقْلَامَھُمْ (اَقْلَامَ۔ھُمْ) قلم، اپنے، اس کا مفرد قَلَمٌ معروف ہے، ھم ضمیر جمع مذکر غائب لوگوں کی طرف جاتی ہے، جو سیدہ مریمؑ کی کفالت کے لیے قرعہ اندازی کر رہے تھے، اَقْلَامَ مضاف، ھُمْ مضاف الیہ، مضاف اور مضاف الیہ (مبتدا)، یَکْفُلُ کفالت کرے فعل مضارع واحد مذکر غائب (خبر) اس کا مادہ (ک ف ل) کَفَلَ، یَکْفُلُ (کفالت کرنا، پرورش کرنا)، مَرْیَمَ سیدہ مریمؑ، وَ اور عاطفہ، مَا نافیہ، کُنْتَ تھے آپ، لَدَیْھِمْ (لَدَیْ۔ھِمْ) پاس، اُن (کے)، اِذْ جب ظرف زمان، یَخْتَصِمُوْنَ وہ باہم جھگڑ رہے تھے، اس کا مادہ (خ ص م) اِخْتَصَمَ یَخْتَصِمُ سے فعل مضارع جمع مذکر غائب یَخْتَصِمُوْنَ باہم جھگڑنا۔

تفسیر:

جب سیدہ مریم علیہا السلام کی والدہ انہیں بیت المقدس کے ذمہ دار افراد کے پاس لے گئیں، تو اُن میں سے ہر ایک کی یہ خواہش ہوئی کہ وہ مریم علیہا السلام کی دیکھ بھال (کفالت) کا شرف حاصل کرے، اس مشکل کو حل کرنے کے لیے انہوں نے قرعہ اندازی کی، وہ اس طرح کہ اپنے قلم دریا میں ڈال دیے کہ جس کا قلم پانی کے ساتھ نہیں بہے گا، وہ مریم علیہا السلام کا سرپرست قرار پائے گا، یہ شرف سیدنا زکریا علیہ السلام کو حاصل ہوا، جو اللہ تعالیٰ کے نبی اور معزز ترین فرد تھے اور رشتے میں سیدہ مریمؑ کے خالو بھی تھے۔

(تفسیر السعدی، عبدالرحمن بن ناصر السعدی)

سیدہ مریمؑ کو سیدنا مسیحؑ کی بشارت

اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۖ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿٤٥﴾

(اس وقت کو یاد کرو) جب فرشتوں نے مریم سے کہا ''اے مریم! اللہ تجھے اپنی طرف سے ایک کلمہ کی خوش خبری دیتا ہے جس کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم ہو گا، دنیا اور آخرت (دونوں) میں مرتبے والا اور (اللہ کے) مقرب بندوں میں ہوگا۔

الفاظ:

اِذْ ظرف زمان، وقت کو ظاہر کرتا ہے، قَالَتِ کہا، فعل ماضی واحد مونث غائب فرشتوں کی جماعت کے لیے یہ صیغہ آیا ہے (قَالَ۔ یَقُوْلُ) کہنا، قول وقرار اردو میں استعمال ہوتا ہے، الْمَلٰٓئِكَةُ فرشتوں نے (فاعل)، یٰمَرْیَمُ (یَا۔ مَرْیَمُ) اے، مریم یَا حرف ندا، مَرْیَمُ منادی، اِنَّ یقینا حرف مشبہ بالفعل کہلاتا ہے جملے میں زور پیدا کرتا ہے اور بعد والے اسم کو نصب (زبر) دیتا ہے چنانچہ لفظ اللّٰهَ کی ہ پر زبر ہے، یُبَشِّرُكِ (یُبَشِّرُ۔ كِ) خوشخبری دیتا ہے (اللہ تعالیٰ)، تجھے (اے مریم) كِ ضمیر واحد مونث مخاطب سیدہ مریمؑ کی طرف جاتی ہے (بَشَّرَ۔ یُبَشِّرُ) بشارت دینا، اردو میں معروف ہے، بِكَلِمَةٍ (بِ۔ كَلِمَةٍ) ساتھ، ایک کلمے کے بِ جار، كَلِمَةٍ مجرور، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو کلمہ یعنی کلمۃ اللہ اس اعتبار سے کہا گیا ہے کہ اُن کی ولادت اعجازی شان کی مظہر اور عام انسانی اصول کے برعکس، باپ کے بغیر، اللہ تعالیٰ کی خاص قدرت اور رب العزت کے کلمہ 'کُن' کی تخلیق ہے۔ (احسن البیان، صلاح الدین یوسف)

مِّنْهُ (مِّنْ۔ هُ) سے اُس یعنی اے مریمؑ اللہ تعالیٰ تمہیں خوشخبری دے رہا ہے، اپنی طرف سے ایک کلمہ کی مِّنْ جار، هُ مجرور، اسْمُهُ (اسْمُ۔ هُ) نام، اس کا، اسْمُ مضاف هُ مضاف الیہ (مبتدا)، الْمَسِيْحُ مسیح (صفت) خبر ہے، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو مسیح اس لیے کہا جاتا کہ وہ اندھے یا بیمار (کوڑھی) کو ہاتھ پھیرتے تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے تندرست ہو جاتا تھا۔ عِيْسَى سیدنا عیسیٰ علیہ السلام، ابْنُ بیٹا، مضاف، مَرْيَمَ مریمؑ کا، مضاف الیہ، وَجِيْهًا بڑے مرتبے والا، اس کا مادہ (و ج ہ) وَجَهَ۔ يَوْجُهُ بلند مرتبہ ہونا سے فَعِيْلٌ کے وزن صفت وجیہًا بڑے مرتبے والا وجاہت، عزت، شان یہ لفظ اردو میں استعمال ہوتا ہے، فِي میں،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرف جار، الدُّنْيَا دنیا مجرور، وَ اور، الْاٰخِرَةِ آخرت (میں)، وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ یعنی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام دنیا اور آخرت دونوں میں بلند رتبے والے ہوں گے، وَ اور، مِنَ سے، جار، الْمُقَرَّبِيْنَ مقرب لوگوں (میں سے) مجرور۔

تفسیر:

مولانا عبدالماجد دریابادی نے اس آیہ مبارکہ پر معنی خیز نکات بیان کیے ہیں:

اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ

الْمَسِيْحُ یہ لفظ عربی الاصل ہو خواہ عبرانی کے کسی لفظ کا معرب بہر صورت اپنے معنی کے لحاظ سے اردو کے ''مبارک'' کے ہم معنی ہے۔

عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ کہہ کر قرآن حکیم نے یہ حقیقت بیان کر دی کہ عیسیٰؑ خود تو بشر تھے ہی، فرزند بھی کسی دیوی دیوتا، کسی مافوق البشر کے نہ تھے، محض عورت کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے اور اللہ ہی کے بندے تھے۔

ابْنُ مَرْيَمَ سے اشارا اس طرف بھی ہو گیا کہ دنیا کے عام قاعدہ کے خلاف عیسیٰ علیہ السلام کا انتساب بجائے باپ کے ماں کی جانب رہے گا (اور روز قیامت بھی سیدنا عیسیٰؑ کو اسی انتساب کے ساتھ پکارا جائے گا) اور [اس وقت کو بھی یاد رکھو] جب اللہ فرمائے گا کہ اے عیسیٰؑ بن مریم کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کے سوا مجھے اور میری والدہ کو معبود مقرر کرو؟ عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے ''اے اللہ! تو پاک ہے مجھے کب شایاں تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کا مجھے کچھ حق نہیں اگر میں نے ایسا کیا ہو گا تو تجھ کو معلوم ہو گا (کیونکہ) جو بات میرے دل میں ہے تو اسے جانتا ہے اور جو تیرے دل میں ہے اُسے میں نہیں جانتا، بے شک تو علام الغیوب ہے۔ (المائدہ:116/5)

اور اس سے روشنی آپ علیہ السلام کی خارقِ عادت طریقِ ولادت پر بھی پڑ گئی۔

وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ یہ یہود کے رد میں ہے کہ تم جس کے حق میں ہر قسم کی توہین و افتراء روا رکھتے ہو وہ صاحب عزت و اکرام ہیں، یہود کی قدیم کتابوں میں کوئی دقیقہ سیدنا مسیح علیہ السلام کی توہین و تحقیر کا اٹھ نہیں رہا ہے یہ قرآن ہی کی برکت و اعجاز ہے کہ اس کے نزول کے بعد سے رفتہ رفتہ اب خود یہود کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہجہ کی تلخی نرمی میں تبدیل ہوتی جارہی ہے اور تالمود کے الزامات دہراتے ہوئے یہود کو شرم آنے لگی ہے۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے آخرت میں اعزاز کا مشاہدہ تو خیر جب ہوگا، دنیا کا اعزاز اس بات سے ظاہر ہے کہ روئے زمین کے ۴۰-۵۰ کروڑ مسلمان (یہ تعداد اب کہیں زیادہ ہوچکی ہے) آج انہیں اللہ کا پیغمبر برحق مان رہے ہیں اور الحمد للہ ان کا نام بغیر "علیہ السلام" کے نہیں لیتے (جب بھی بولیں گے تو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے)۔

مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ قرآن حکیم کا یہ کمال اعجاز ہے کہ اس کے ایک ہی لفظ سے پورا پورا مضمون ادا ہو جاتا ہے، اس لفظ سے ایک طرف تو مسیحیت کے رد میں آپ کا اصل مقام بتادیا یعنی اللہ تعالیٰ کے مقرب نہ کہ خود الٰہ، دوسری طرف یہودیت کے رد میں آپ کی مقبولیت کی شہادت دے دی، تیسری طرف مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ، کی ترکیب سے یہ ظاہر کردیا کہ اس مقبولیت میں وہ منفرد نہیں، دوسرے بندے بھی ان کے ساتھ شریک ہیں اور سیدنا مسیح علیہ السلام بہ ایں عظمت واجلال (شان وشوکت) بہرحال عبدیت سے مافوق کوئی مرتبہ یکتائی نہیں رکھتے۔ (تفسیر ماجدی ج1)

تفسیر بالقرآن:

اللہ تعالیٰ ہی نے رسول اللہ ﷺ کو غیب کی خبریں بتاتے ہیں، ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَآ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ

(القصص:44/28)

"اور طور کے مغربی جانب، جبکہ ہم نے (سیدنا) موسیٰ کو احکام کی وحی پہنچائی تھی، نہ تو آپ موجود تھے اور نہ آپ دیکھنے والوں میں سے تھے۔"

تفسیر بالحدیث

جھگڑے کی صورت میں قرعہ اندازی سے فیصلہ کرنا جائز ہے

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان دینے اور صف اول میں کھڑے ہونے کا کتنا ثواب ہے تو اگر وہ اس ثواب کو بغیر قرعہ اندازی کے حاصل نہ کرسکیں تو ضرور قرعہ اندازی کریں۔" (بخاری، کتاب الاذان، رقم الحدیث 615)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسول اللہ ﷺ جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی ازواج کے درمیان قرعہ اندازی کرتے، جس بیوی کا نام قرعہ آدازی میں نکلتا تو اس کے ساتھ آپ سفر کرتے۔

(مسلم، رقم الحدیث 4750)

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

۱) انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ سے وحی پانے کے بعد ہی غیب کی باتوں سے آگاہ ہوتے ہیں۔

۲) سیدہ مریمؑ کی خدمت اور نگرانی کے لیے بیت المقدس میں لوگوں کا جذبہ قابل ستائش تھا، قرعہ اندازی سے یہ سعادت سیدنا زکریا علیہ السلام کے نصیب میں آئی، بچوں میں بھی اپنے والدین کی خدمت اور نگرانی کا جذبہ ہونا چاہیے اور اس سلسلہ میں انہیں ایک دوسرے سے بڑھ کر حصہ لینا چاہیے۔

۳) اللہ تعالیٰ بے پناہ قوت کا مالک ہے وہ لفظ 'کُن' سے سب کچھ کر سکتا ہے۔ اس لیے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو لفظ 'کُن' سے سیدہ مریمؑ کے بطن سے پیدا کیا تو سیدنا آدم کو بغیر ماں باپ کے خاک سے پیدا فرمایا اور روزِ قیامت تمام انسانوں کو کو خاک سے اٹھا کر حاضر کرے گا۔

۴) سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور تمام انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کا (نعوذ باللہ) جزو نہیں بلکہ اس کی مخلوق ہیں اور کائنات کی ہر چیز اس کی مخلوق ہے اور عبدیت کے مقام پر ہے۔

''زمین و آسمانوں کے اندر جو بھی ہیں سب اُس (رب العزت) کے حضور بندوں (عبداً) کی حیثیت سے پیش ہونے والے ہیں۔'' (سورۃ مریم:93/19)

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق آتا ہے:

''مسیح نے کبھی اس بات کو عار نہیں سمجھا کہ وہ اللہ کا بندہ ہو، اور نہ مقرب ترین فرشتے اس کو (یعنی بندہ کہلانے میں) اپنے لیے عار سمجھتے ہیں۔ (سورۃ النساء:172/4)

اے رب کریم! ہمیں حقیقی معنوں میں اپنے بندے بنا۔ آمین!

یہ مال و دولت دنیا، یہ رشتہ و پیوند
بتانِ وہم و گماں، لَا اِلٰہ اِلَّا اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیسیٰ علیہ السلام کو آغوش مادر میں قوت گویائی

وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۴۶﴾

(سیدہ مریم علیہا السلام کو فرزند صالح کی خوشخبری دی گئی اور اسے یہ معجزہ بھی عطا کیا گیا) کہ وہ آغوش مادر میں بھی اور عمر رسیدہ ہو کر بھی لوگوں سے کلام کرے (لوگوں کو کلام الٰہی پہنچائے گا) اور وہ نیکو کاروں میں سے ہو گا۔

الفاظ:

وَ اور عاطفہ جملے میں ربط کے لیے، يُكَلِّمُ وہ کلام کرے گا، اس کا مادہ (ک ل م) كَلَّمَ يُكَلِّمُ سے فعل مضارع واحد مذکر غائب هُوَ فاعل (اس میں غائب ہے) جو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے، النَّاسَ لوگوں (سے) مفعول، فِي میں حرف جار، الْمَهْدِ آغوش مادر، گہوارہ مجرور، عربی کا مشہور محاورہ ہے:

اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَهْدِ اِلَى اللَّحْدِ

آغوش مادر سے گور (قبر) تک علم حاصل کرو۔

وَ اور عاطفہ، كَهْلًا عمر رسیدہ، پختہ عمر، اس کی جمع كُهُوْلٌ آتی ہے، یہ حال ہونے کی وجہ سے منصوب (زبر والا) ہے، وَ اور عاطفہ، مِنْ سے حرف جار، الصّٰلِحِيْنَ نیک لوگ مجرور، اسم فاعل الصّٰلِحُوْن تھا، حالت جری ہونے کی وجہ الصّٰلِحِيْنَ ہوا، معنوں میں فرق نہیں آتا۔

تفسیر:

وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا اور وہ لوگوں سے آغوش مادر میں باتیں کرے گا (کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اسے قوت گویائی سے نوازے گا اور وہ اُس وقت مقام عبدیت اور نبوت کا اعلان کریں گے)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور پختہ عمر میں بھی (جبکہ) وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقام نبوت پر سرفراز ہوں گے اور اللہ تعالیٰ انہیں یہ شرف عطا فرمائے گا کہ وہ دعوت وتبلیغ کا کام کریں۔

وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ اور (سیدنا عیسیٰ علیہ السلام) نیک لوگوں میں سے ہوں گے، یعنی اللہ تعالیٰ یہ احسان بھی فرمائے گا کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو نیکی عطا فرما کر انہیں نیک لوگوں میں شامل فرمائے گا اور یہ شان دنیا اور آخرت میں برقرار رہے گی۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت۔ سیدنا عیسیٰؑ بن باپ کے پیدا ہوئے

قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۷﴾

یہ سن کر (سیدہ) مریم بولی ''پروردگار! میرے ہاں بچہ کہاں سے ہوگا، مجھے تو کسی مرد نے ہاتھ تک نہیں لگایا'' جواب ملا'' ایسا ہی ہوگا، اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، وہ جب کسی کام کے کرنے کا فیصلہ فرماتا ہے تو بس کہتا ہے ہو جا (كُنْ) اور وہ ہو جاتا ہے (فَيَكُوْنُ)

الفاظ

قَالَتْ (سیدہ مریمؑ) نے کہا، فعل ماضی واحد مونث غائب (قَالَ، يَقُوْلُ) کہنا، رَبِّ (اے میرے رب!)، یآ حرف ندا، محذوف ہے، رب منادیٰ، اَنّٰى کیسے، حرفِ استفہام ہے، يَكُوْنُ ہوگا، فعل مضارع (كَانَ، يَكُوْنُ) ہونا، لِيْ (لِ۔ ىْ) لیے، میرے، لِ حرف جار مجرور، وَلَدٌ لڑکا، يَكُوْنُ کا اِسم ہے، وَّ حالانکہ، حالیہ، لَمْ نہیں، حرفِ جزم فعل مضارع کے شروع میں آئے تو اس کے آخری حرف پر جزم دے کر ماضی منفی میں تبدیل کر دیتا ہے جیسا کہ لَمْ يَذْهَبْ وہ نہیں گیا، يَمْسَسْنِيْ (يَمْسَسْ۔نِيْ) ہاتھ لگایا، مجھ کو (مَسَّ، يَمُسُّ) ہاتھ لگانا، ازدواجی تعلقات قائم کرنا فعل مضارع مجزوم، بَشَرٌ (کسی) انسان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے، قَالَ کہا، جواب ملا، (فرشتے نے پیغام پہنچایا)، كَذٰلِكَ (كَ۔ذٰلِكَ) اسی، طرح، كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ اسی طرح اللہ پیدا کرتا ہے جو وہ چاہتا ہے، إِذَا جب، ظرف زمان، قَضٰى وہ فیصلہ کرتا ہے (اللہ تعالیٰ) فعل ماضی واحد مذکر غائب هُوَ وہ معاملے کا فیصلہ کرنے والا ہے إِذَا کے بعد جب فعل ماضی آئے تو اس کا ترجمہ حال میں آتا ہے، أَمْرًا کسی معاملے (کا)، فَإِنَّمَا (فَ۔إِنَّمَا) تو، صرف (یہی)، إِنَّمَا کلمۂ حصر، ایسا کلمہ جو قطعی اور یقینی ہو، يَقُوْلُ وہ کہتا ہے (اللہ سبحانہ وتعالیٰ) (قَال، يَقُوْلُ) کہنا، لَهٗ (لَ۔هٗ) لیے، اُس یعنی اُس چیز (کو) لَ حرف جار، هٗ مجرور، كُنْ ہو جا اس کا مادہ (ک ون) ہے كَانَ، يَكُوْنُ سے فعل امر كُنْ اس میں ضمیر (أَنْتَ) مضمر ہے یعنی اللہ تعالیٰ جب کسی معاملے کا فیصلہ کرتا ہے تو صرف لفظ "كُنْ" ارشاد فرماتا ہے تو وہ بات وجود میں آجاتی ہے، فَيَكُوْنُ (فَ۔يَكُوْنُ) تو، ایسا (ہو جاتا ہے)۔

تفسیر:

قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ ' (سیدہ مریمؑ) کہنے لگی: الٰہی مجھے لڑکا کیسے ہوگا؟ حالانکہ مجھے تو کسی انسان نے ہاتھ تک نہیں لگایا' اور اللہ کا عام قانون یہی ہے کہ مرد سے تعلق کیے بغیر اولاد نہیں ہوتی، یہ بات مریم علیہا السلام نے تعجب کے طور پر فرمائی، اللہ کی قدرت پر شک کرتے ہوئے نہیں فرمائی۔

قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ اِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ

فرشتے نے کہا، اسی طرح اللہ جو چاہے پیدا کرتا ہے جب وہ کسی کام کو کرنا چاہتا ہے، تو صرف یہ کہہ دیتا ہے کہ ہو جا، تو وہ ہو جاتا ہے، اُس نے سیدہ مریم علیہا السلام کو بتایا کہ یہ خرقِ عادت معاملہ ہے اسے پیدا کرنے والا وہ اللہ ہے جو کسی بھی کام کو کہتا ہے ہو جا، تو وہ ہو جاتا ہے، جو اس بات پر یقین کر لے تو اس کا تعجب ختم ہو جائے گا۔

یہ اللہ کی حکمت ہے کہ اس نے عجیب کے بعد زیادہ عجیب واقعہ بیان فرمایا ہے پہلے سیدنا یحییٰ علیہ السلام کی ولادت کا ذکر فرمایا جن کے والد (سیدنا زکریا علیہ السلام) انتہائی بوڑھے اور والدہ بانجھ تھیں، پھر اُس سے زیادہ عجیب واقعہ بیان فرمایا یعنی عیسیٰ علیہ السلام کا کسی والد کے بغیر صرف والدہ سے ہونا، تاکہ بندوں کو معلوم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوجائے کہ اللہ جو چاہے کرسکتا ہے ہوتا وہی ہے جو وہ چاہے، جو کچھ وہ نہ چاہے وہ نہیں ہوسکتا، اس کے بعد اللہ نے اپنے بندے اور اپنے رسول (سیدنا) عیسیٰ علیہ السلام پر عظیم احسان کا ذکر فرمایا، جس کا بیان آئندہ درس میں ہوگا۔ ان شاء اللہ۔ (تفسیر السعدی)

تفسیر بالقرآن:

عیسیٰ علیہ السلام کا اظہار عبدیت اور صالحیت:

قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ ۛ اٰتٰنِیَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِیْ نَبِیًّا ﴿۳۰﴾ وَّ جَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَیْنَ مَا كُنْتُ ۪ وَ اَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا ﴿۳۱﴾ وَّ بَرًّۢا بِوَالِدَتِیْ ۫ وَ لَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا ﴿۳۲﴾ وَ السَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَ یَوْمَ اَمُوْتُ وَ یَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا ﴿۳۳﴾ ذٰلِكَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِیْ فِیْهِ یَمْتَرُوْنَ ﴿۳۴﴾ مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ یَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ اِذَا قَضٰۤی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ﴿۳۵﴾ (مریم:19/35-30)

''سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آغوش مادر میں جبکہ وہ شیر خوار بچے تھے اس طرح گفتگو فرماتے) میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے مجھے کتاب (انجیل) دی ہے اور مجھے خلعتِ نبوت سے سرفراز فرمایا ہے، اُس رب العالمین نے مجھے ہر مقام پر بابرکت بنایا ہے (میری جلَو میں اپنی رحمتوں اور برکتوں کی نشانیاں عطا کی ہیں) نماز اور زکوۃ کی پابندی کا حکم دیا ہے، اور اُس نے اپنی رحمتِ کاملہ سے مجھے اپنی والدہ کا فرمانبردار، خدمتگار بنایا ہے اور مجھے سرکش اور بدبخت نہیں بنایا، مجھ پر سلام ہی سلام ہے جب میں پیدا ہوا جب میری موت ہو اور جب میں دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جاؤں۔''

یہ ہے صحیح واقعہ عیسیٰ ابن مریمؑ کا یہی وہ سچی بات ہے جس کے بارے میں لوگ (بلاسبب) شک وشبہ میں مبتلا ہیں اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات اس بات سے مبرا ومنزہ ہے کہ وہ کسی کو اولاد بنائے، جب وہ کسی امر کی سرانجام دہی کا فیصلہ کرتا ہے تو اُسے کہہ دیتا ہے کہ ہوجا پس وہ اُسی وقت ہوجاتا ہے۔

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

۱) اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے لفظ ''کن'' سے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا فرمایا، تو اسی رب قدیر نے عیسیٰ علیہ السلام کو آغوش مادر میں گویائی عطا فرمائی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲) کائنات کی ہر چیز اُسی رب العالمین کی مطیع اور فرمانبردار ہے۔

مُسلمانے کہ داند رمزِ دیں را
نساید پیشِ غیر اللہ جبیں را

وہ مسلمان جو دین اسلام کی روح کو سمجھتا ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے سامنے اپنا ماتھا کبھی نہیں رگڑتا۔

سیدنا عیسیٰؑ کو کتاب وحکمت کی تعلیم

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ﴿٤٨﴾

(فرشتوں نے سیدہ مریمؑ کو سیدنا عیسیٰؑ کے بارے مزید خوشخبری دی) اور اللہ اسے کتاب اور حکمت کی تعلیم دے گا تورات اور انجیل کا علم سکھائے گا۔

الفاظ:

وَ اور عاطفہ سلسلہ کلام کو جاری رکھنے کے لیے، يُعَلِّمُهُ (يُعَلِّمُ۔ ہٗ) وہ سکھائے گا (اللہ تعالیٰ) فعل مضارع واحد مذکر غائب، اُسے، اس کا مادہ (ع ل م) عَلَّمَ، يُعَلِّمُ، سکھانا، تعلیم دینا، تَعْلِيْم باب تفعیل ہے، عَلِمَ، يَعْلَمُ، جاننا اور عَلَّمَ، يُعَلِّمُ، سکھانا اسی سے عِلْمُ اللہ تعالیٰ سے عطا کردہ عِلم جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی جاتی ہے:

رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ''اے پروردگار میرے علم میں اضافہ فرما۔''

يُعَلِّمُهُ میں ہٗ کی ضمیر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی طرف جاتی ہے۔ اَلْكِتٰبَ کتاب کو اس سے مراد سابقہ کتب جو انبیا علیہم السلام پر نازل ہوئیں، وَ اور عاطفہ، اَلْحِكْمَةَ تہذیب اخلاق، (تفسیر القاسمی) فہم وفراست،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور معاملات کو پرکھنے کی قوت جس میں ہر بات کو اس کے مقام پر رکھا جاتا ہے (امام شوکانی) انبیا علیہم السلام کو کتاب کے ساتھ حکمت سے بھی نوازا جاتا ہے جیسا کہ خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ارشاد ہوا:

وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ (النساء:113/4)

''(اے نبیؐ) اللہ نے آپ پر کتاب اور حکمت کو نازل فرمایا۔''

''حکمت'' کو قرآن حکیم میں خیر کثیر (بہت بڑی بھلائی کے نام سے یاد کیا گیا ہے) ارشاد ہوتا ہے:

یُّؤْتِی الْحِكْمَةَ مَنْ یَّشَآءُ ۚ وَ مَنْ یُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا كَثِیْرًا (البقرہ:269/2)

''اللہ جس کو چاہتا ہے حکمت عطا کرتا ہے اور جس کو حکمت ملی، اسے حقیقت میں بڑی دولت مل گئی۔''

اے رب کریم! اس کے کاتب (لکھنے والے) اور قاری (پڑھنے والے) کو اس نعمت سے نواز دے۔ آمین!

اور اللہ تعالیٰ کی صفت "اَلْحَكِیْمُ" ہے تمام حکمتوں کے خزانے صرف اور صرف اُسی کے پاس ہیں۔ سبحان اللہ!

وَ اور عاطفہ، اَلتَّوْرٰةَ تورات (کو) وہ کتاب جو سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی، معطوف (حرف عطف کے ذریعہ کسی لفظ یا جملہ کو سابق کے ساتھ جوڑنا اور اس کے حکم کے تحت لانا مقصود ہوتا ہے، چنانچہ التّوراة کا عطف الکتاب ہے) وَ اور عاطفہ اَلْاِنْجِیْلَ انجیل معطوف، وہ کتاب جو سیدنا عیسیٰ پر نازل کی گئی اسی طرح اَلْحِكْمَةَ بھی معطوف اس کا عطف بھی الکتاب ہے۔

تفسیر:

ڈاکٹر محمد لقمان السّلفی لکھتے ہیں:

''یہ بشارت کی تکمیل ہے کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانی کتابوں کا اور خاص طور پر تورات و انجیل کا علم دے گا اور دین کی سمجھ عطا کرے گا اور انہیں بنی اسرائیل کے لیے نبی بنائے گا، اُس وقت وہ اُن سے کہیں گے کہ میں تمہارے رب کی طرف سے ایک نشانی لے کر آیا ہوں، اس کے بعد اُس نشانی کی تفصیل بیان کی، جس کا ذکر درج ذیل آیہ مبارکہ میں ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عیسیٰؑ کے معجزے

وَرَسُوۡلًا اِلٰى بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ ۙ اَنِّىۡ قَدۡ جِئۡتُكُمۡ بِاٰيَةٍ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ ۙ اَنِّىۡۤ اَخۡلُقُ لَـكُمۡ مِّنَ الطِّيۡنِ كَهَیۡـــَٔةِ الطَّيۡرِ فَاَنۡفُخُ فِيۡهِ فَيَكُوۡنُ طَيۡرًاۢ بِاِذۡنِ اللّٰهِۚ وَاُبۡرِئُ الۡاَكۡمَهَ وَالۡاَبۡرَصَ وَاُحۡىِ الۡمَوۡتٰى بِاِذۡنِ اللّٰهِۚ وَاُنَبِّئُكُمۡ بِمَا تَاۡكُلُوۡنَ وَمَا تَدَّخِرُوۡنَ ۙ فِىۡ بُيُوۡتِكُمۡؕ اِنَّ فِىۡ ذٰ لِكَ لَاٰيَةً لَّـكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَۚ ﴿۴۹﴾

(اور جب سیدنا عیسیٰؑ بحیثیتِ رسول بنی اسرائیل کے پاس آئے تو انہوں نے کہا) میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس نشانی لے کر آیا ہوں، میں تمہارے سامنے مٹی سے پرندے کی صورت کا ایک مجسمہ بناتا ہوں اور اُس میں پھونک مارتا ہوں تو اللہ کے حکم سے (سچ مچ) پرندہ بن جاتا ہے اور اندھے اور ابرص (کوڑھی) کو تندرست (اپنے رب کے حکم سے) کر دیتا ہوں اور اُس کے اذن سے ہی مردے کو زندہ کرتا ہوں اور میں تمہیں بتاتا ہوں کہ تم کیا کھاتے ہو اور کیا اپنے گھروں میں ذخیرہ کر کے رکھتے ہو (یہ بھی محض اُس کے عطا کردہ علم سے) اگر تم ایمان والے ہو، تو یقیناً اِن باتوں میں تمہارے لیے (اللہ تعالیٰ کی قدرت) کی بڑی نشانی ہے۔

الفاظ:

وَ اور عاطفہ، رَسُوۡلًا (اللہ تعالیٰ بنائے گا اُسے یعنی سیدنا عیسیٰؑ کو) رسول اس میں فعل، یَجْعَلُهٗ محذوف ہے، اِلٰى طرف حرف جار، بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ بنی اسرائیل (کی طرف) مجرور، اَنِّىۡ (اَنَّ۔ یْ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلا شبہ، میں، اَنَّ عربی میں حرفِ مشبہ بالفعل کہلاتا ہے اور کلام میں زور پیدا کرتا ہے، قَدْ حرف تحقیق، بیان میں مزید زور پیدا ہوا، جِئْتُكُمْ (جِئْتُ۔ كُمْ) لایا ہوں میں، تمہارے پاس، اس کا مادہ (ج ی ء) جَاءَ يَجِيْءُ سے فعل ماضی واحد متکلم جِئْتُ. كُمْ کی ضمیر جمع مخاطب بنی اسرائیل کی طرف جاتی ہے، بِاٰيَةٍ (بِ۔اٰيَةٍ) ساتھ، نشانی، بِ حرف جار، اٰيَةٍ مجرور، مِّنْ سے حرف جار، رَّبِّكُمْ (رَّبِّ۔ كُمْ) رب، تمہارے (کی طرف سے) رَّبِّ مجرور اور مضاف، كُمْ مضاف الیہ اور ضمیر جمع مذکر مخاطب، اَنِّیْٓ (اَنِّ۔ یْ)، اَنِّ کلام میں زور پیدا کرتا ہے، حرف مشبہ بالفعل، اَخْلُقُ بناتا ہوں، فعل مضارع واحد متکلم، لَكُمْ (لَ۔ كُمْ) لیے، تمہارے لَ جار، كُمْ مجرور ضمیر جمع مذکر مخاطب (قوم بنی اسرائیل کی طرف جاتی ہے) مِّنَ سے جار، الطِّيْنِ مٹی (سے) مجرور، كَهَيْئَةِ (كَ۔هَيْئَةِ) مانند، شکل، كَ جار، هَيْئَةِ مجرور، جار مجرور مل کر مضاف ہوا، الطَّيْرِ پرندے کی مضاف الیہ، فَاَنْفُخُ (فَ۔اَنْفُخُ) پھر، میں پھونک مارتا ہوں، اس کا مادہ (ن ف خ) ہے، نَفَخَ، يَنْفُخُ سے فعل مضارع واحد متکلم اَنْفُخُ روز قیامت بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے زوردار آواز پیدا ہوگی۔

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ﴿۵۱﴾ (یٰسین: 51/36)

''اور پھر صور (زوردار آواز) پھونکا جائے گا اور یکا یک (لوگ) اپنے رب کے حضور پیش ہونے کے لیے اپنی اپنی قبروں سے نکل پڑیں گے۔''

عربی زبان میں کہتے ہیں: ''نَفْخَةُ الرَّبِيْعِ'' موسم بہار کی تروتازگی۔ (مفردات القرآن) فِيْهِ (فِيْ۔ هِ) میں، اُس، فِيْ جار، هِ مجرور، فَيَكُوْنُ (فَ۔يَكُوْنُ) تو، وہ ہو جائے گا، فَ عاطفہ جملے میں ربط کے لیے، يَكُوْنُ وہ ہو جائے گا، (كَانَ، يَكُوْنُ) ہونا فعل مضارع، طَيْرًا پرندہ، (خبر)، بِاِذْنِ اللّٰهِ (بِ۔اِذْنِ) ساتھ، حکم، بِ جار، اِذْنِ مجرور جار مجرور مل کر مضاف ہوا، لفظ اللہ سبحانہ وتعالیٰ مضاف الیہ، وَ اور عاطفہ، اُبْرِئُ میں اچھا کر دیتا ہوں، اس کا مادہ (ب ر ء) اَبْرَئَ يُبْرِئُ سے فعل مضارع واحد متکلم (اچھا کر دینا)، الْاَكْمَهَ پیدائشی اندھے (کو) اس کا مادہ (ک م ہ)، كَمِهَ، يَكْمَهُ اندھا ہونا فعل اس سے صفت مشبہ اَكْمَهَ، پیدائشی اندھا ہونا، وَ الْاَبْرَصَ برص والے (کو) پھلبہری والے (کو) اس کا مادہ (ب ر ص) بَرِصَ، يَبْرَصُ، برص کا مریض ہونا سے صفت مشبہ اَبْرَصَ اس کا عطف اَكْمَهَ پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اس لیے منصوب (زبر والا) ہے، وَ اور عاطفہ، اُحْيِ میں زندہ کرتا ہوں (اللہ کے حکم سے) فعل مضارع واحد مذکر اس کا مادہ (ح ی ت) حیاۃ، زندگی اردو میں معروف ہے، اس سے فعل اَحْیٰ یُحْیِیْ زندگی عطا کرنا، الْمَوْتٰى مردوں (کو) مفعول بہ، بِاِذْنِ (بِ۔اِذْنِ) ساتھ، حکم، بِ حرف جار، اِذْنِ مجرور، بِاِذْنِ اللّٰهِ ساتھ حکم اللہ تعالیٰ کے یعنی سیدنا عیسیٰؑ کہتے ہیں کہ یہ تمام باتیں محض اور محض اللہ تعالیٰ کے نام اور اس کی رحمت سے ہوتی ہیں، اس میں میرا قطعی کوئی کمال نہیں ہے، وَ اور عاطفہ، اُنَبِّئُكُمْ (اُنَبِّئُ۔كُمْ) میں خبر دیتا ہوں، تم کو (ن ب ء) نَبَاَ يَنْبَاُ اور نَبَّاَ يُنَبِّئُ سے فعل مضارع واحد متکلم، اُنَبِّئُ، اللہ تعالیٰ کے احکام کی (یعنی وحی الٰہی سے) لوگوں کو خبر دینے والا، اردو میں معروف ہے، بِمَا (بِ۔مَا) ساتھ، اُس بات کے جو، بِ، حرف جار مَا مجرور، بِمَا حرف موصولہ کہلاتا ہے، تَاْكُلُوْنَ کھاتے ہو تم (گھروں میں) اس کا مادہ (ا ک ل) اَكَلَ يَاْكُلُ سے فعل مضارع جمع مذکر حاضر تَاْكُلُوْنَ، وَ اور عاطفہ، مَا جو موصولہ، تَدَّخِرُوْنَ ذخیرہ کرتے ہو تم اس کا مادہ (ذ خ ر) ذَخَرَ يَذْخَرُ وقت ضرورت کے لیے محفوظ کرنا، اِدَّخَرَ، يَدَّخِرُ بھی کہا جاتا ہے سے فعل مضارع جمع مذکر حاضر (القاموس الوحید) فِيْ میں حرف جار، بُيُوْتِكُمْ (بُيُوْتِ۔كُمْ) گھروں، اپنے (میں)، بُيُوْتِ مجرور اور مضاف، كُمْ ضمیر جمع مخاطب اور مضاف الیہ، بنی اسرائیل کے لوگوں کی طرف جاتی ہے، اِنَّ یقینا حرف مشبہ بالفعل، کلام میں زور پیدا ہوتا ہے، فِيْ میں حرف جار، ذٰلِكَ اس (بات میں) اسم اشارہ اِنَّ کی خبر مقدم، لَاٰيَةً (لَ۔اٰيَةً) یقینا، بہت بڑی نشانی ہے لَ تاکید کے لیے، اٰيَةً مفرد اس کی جمع آیات آتی ہیں، ہر گول دائرہ قرآن حکیم کی آیت کہلاتی ہے اور انفس و آفاق میں اللہ تعالیٰ کی بے شمار آیات (نشانیاں) بکھری ہوئی ہیں لَّكُمْ (لَّ۔كُمْ) لیے، تمہارے، لَّ حرف جار، كُمْ مجرور، اِنْ اگر، حرف شرط، كُنْتُمْ ہو تم، مُّؤْمِنِيْنَ ایمان لانے والے، اسم فاعل یہ كنتم کی خبر ہے۔

تفسیر:

بِاِذْنِ اللّٰهِ میں اس بات کی دلیل ہے کہ اگر اللہ کا حکم نہ ہوتا تو عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر اُن معجزات کا ظہور نہ ہوتا، اس سے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اعتقادِ الوہیت کی بھی نفی ہو جاتی ہے اور یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ وہ اللہ کے بندے تھے، اللہ نے اپنی قدرتِ مطلقہ سے ان کے ہاتھ پر ان معجزات کا اجرا کیا،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاکہ لوگ ان معجزات کو دیکھ کر ایمان لے آئیں۔

چونکہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ طبیبوں اور علم طبیعات کے ماہرین کا زمانہ تھا، اس لیے اللہ نے ایسے معجزات دیے جس کا تعلق طب اور علمِ طبیعات سے تھا لیکن اس دور کا انسان اپنی تمام تر صلاحیتوں کے باوجود ان کی مثال ونظیر لانے سے عاجز وقاصر رہا اور ثابت ہو گیا کہ اُن کے ہاتھوں جو معجزانہ امور ظاہر ہوئے وہ اللہ کی طرف سے اُن کی رسالت ونبوت کے اثبات کے لیے معجزات تھے، کسی انسانی علوم کا نتیجہ نہ تھے۔ (تسیر الرحمن:لبیان القرآن)

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

۱) اللہ تعالیٰ اس پوری کائنات کا یکتا خالق ومالک ہے، فرش سے عرش تک ہر چیز اس کے حکم کے تابع ہے، وہ جیسے جس طرح چاہے کرسکتا ہے۔

۲) اللہ تعالیٰ نے اپنے ہر نبی کو اُس کے زمانے کے مناسب حال معجزات عطا فرمائے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں جادو اور جادوگروں کا زور تھا، سو اللہ نے انہیں وہ معجزات دے کر بھیجا جن سے تمام جادوگر دنگ رہ گئے اور اُن کی عقل چکرا گئی اور اُن کو سمجھ آگئی کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام حق وصداقت پر ہیں اور انہوں نے اسلام قبول کرلیا اور ایمان کی چاشنی ملنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی راہ میں سولی پر جام شہادت پینے کے لیے تیار ہو گئے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں طب اور علومِ طبعیات کا چرچا تھا، سو اللہ تعالیٰ نے انہیں وہ معجزات عطا فرمائے جن کے سامنے تمام اطبا اور سائنس دان عاجز اور درماندہ ہونے کا اعتراف کیے بغیر نہ رہ سکے، خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں فصاحت وبلاغت اور شعر وادب کا ڈنکا بجتا تھا۔ سو اللہ تعالیٰ نے اُن پر وہ کتاب نازل فرمائی جس نے فصحا اور بلغا کی گردنیں خم کردیں اور وہ بار بار چیلنج سننے کے باوجود اس جیسی دس سورتیں تو کجا ایک چھوٹی سورت پیش نہ کرسکے، اس لیے کہ رب العالمین کا کلام مخلوق کے کلام سے افضل وبرتر ہے۔

(افادہ از تفسیر دعوۃ القرآن)

آں کتاب زندہ قرآن حکیم
حکمتِ اُو لَا یزالَ است و قدیم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوعِ اِنساں را پیام آخریں
حامل اُو رَحْمَةً لِلْعالَمِیْنَ

سیدنا عیسیٰؑ کی تعلیم

وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝۵۰

(اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے کہا) اور میں اس تعلیم وہدایت کی تصدیق کرنے والا بن کر آیا ہوں جو توراۃ میں سے اس وقت میرے زمانے میں موجود ہے، اور اس لیے آیا ہوں کہ تمہارے لیے بعض اُن چیزوں کو حلال کر دوں جو تم پر حرام کر دی گئی ہیں، اور میں تمہارے پاس تمہارے رب کی نشانی لایا ہوں اس لیے تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری فرمانبرداری کرو۔

الفاظ:

وَ اور عاطفہ جملے میں ربط کے لیے، مُصَدِّقًا تصدیق کرنے والا، اسم فاعل حال، اس کا مادہ (ص د ق) صَدَّقَ یُصَدِّقُ سے اسم فاعل مُصَدِّقٌ اور حال ہونے کی وجہ سے منصوب (زبر والا ہے) تَصْدِیق باب تفعیل ہے، لِمَا (لِ۔مَا) واسطے اس کے، جو، لِ، جار مَا مجرور اور مَا موصولہ بھی ہے، بَیْنَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درمیان (آگے) اسم ظرف (مضاف) يَدَيَّ میرے ہاتھوں کے (مضاف الیہ) اصل میں يَدَيْنِ اور ی، قاعدہ اِدغام کی وجہ سے يَدَيَّ رہ گیا اس کے معنی ہیں میرے دونوں ہاتھ، اس سے مراد ہے میرے آگے یعنی مجھ سے پہلے جو کتاب (توراۃ) ہے اس کی تصدیق کرنے والا ہوں، مِنَ سے، حرف جار، التَّوْرٰىةِ توراۃ مجرور، وَ اور عاطفہ، لِاُحِلَّ (لِ۔ اُحِلَّ) تاکہ، میں حلال کردوں لِ (لام تعلیلیہ کہلاتا ہے) اس کا معنی تاکہ ہے، اُحِلَّ میں حلال کردوں اس کا مادہ (ح ل ل) ہے اَحَلَّ يُحِلُّ سے فعل مضارع واحد متکلم، اُحِلَّ میں حلال کردوں اور لام تعلیل کی وجہ سے منصوب (زبر والا) ہے، لَكُمْ (لَ۔ كُمْ) لیے، تمہارے لَ حرف جار كُمْ مجرور، بَعْضَ بعض اردو میں مشہور ہے، مفعول (مضاف) الَّذِيْ جو (جو چیزیں) اسم موصول، حُرِّمَ حرام کردی گئی تھیں اس کا مادہ (ح ر م) ہے حَرَّمَ يُحَرِّمُ سے فعل ماضی مجہول واحد مذکر غائب (حرام کی گئی تھیں)، عَلَيْكُمْ (عَلَيْ۔ كُمْ) اوپر، تمہارے، عَلٰى جار، كُمْ مجرور، وَ اور عاطفہ، جِئْتُكُمْ (جِئْتُ۔ كُمْ) لایا ہوں میں، تمہارے پاس اس کا مادہ (ج ی ء) جَاءَ يَجِيْءُ سے فعل ماضی واحد متکلم جِئْتُ آنا، اگر اس کے بعد بِ آجائے تو معنی لانا ہو جائے گا (لایا ہوں میں) كُمْ ضمیر جمع مذکر مخاطب (تمہارے پاس)، بِاٰيَةٍ (بِ۔ اٰيَةٍ) ساتھ، نشانی بِ جار اٰيَةٍ مجرور، مِّنْ سے جار، رَّبِّكُمْ (رَّبِّ۔ كُمْ) رب، تمہارے (کی طرف سے) رَّبِّ مجرور (مضاف) كُمْ ضمیر جمع مذکر مخاطب مضاف الیہ، فَاتَّقُوا (فَ۔ اتَّقُوا) پس، تم ڈرو، فَ عاطفہ جملے میں ربط کے لیے، اِتَّقُوا فعل امر جمع مذکر اس کا مادہ (وق ی) اِتَّقٰى يَتَّقِيْ بچنا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے، تَقْوٰى کا معنی ہر لحہ اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھنا، وَ اور عاطفہ، اَطِيْعُوْنِ میری اطاعت کرو فعل امر جمع مذکر حاضر نِيْ (مفعول) اس کا مادہ (ط و ع) اَطَاعَ يُطِيْعُ سے فعل امر جمع مذکر حاضر اور ی واحد متکلم محذوف ہے، یہ لفظ دراصل اَطِيْعُوْنِيْ ہے۔

تفسیر:

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کوئی الگ مستقل شریعت لے کر مبعوث نہیں ہوئے تھے، بلکہ موسوی شریعت کی تائید وتصدیق کرنے اور بنی اسرائیل کو اقامت توراۃ کی دعوت دینے کے لیے آئے تھے۔ البتہ توراۃ میں بعض چیزیں جو بطور تشدید ان پر حرام کردی گئی تھیں۔ اُن کو اللہ کے حکم سے حلال قرار دینا بھی سیدنا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیسیٰ علیہ السلام کے مشن میں شامل تھا جیسے اونٹ کا گوشت اور حلال جانوروں کی چربی وغیرہ۔

وَلِأُحِلَّ لَكُم بَعْضَ الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ (اور اس لیے آیا ہوں) کہ تمہارے لیے بعض اُن چیزوں کو حلال کر دوں جو تم پر حرام کر دی گئی ہیں جیسا کہ مندرجہ ذیل آیہ مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہود کے ظلم اور شدت پسندی کی وجہ سے ان پر بعض حلال چیزیں حرام کر دی گئیں:

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ أُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَن سَبِيلِ اللَّهِ كَثِيرًا (النساء:16/4) ''تو جو لوگ یہودی بن گئے (یہ خود ساختہ مذہب تھا حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ہمیشہ سے دین ایک ہی رہا اور وہ صرف دین اسلام ہے) ان کے بڑے ظلم ہی کی وجہ سے ہم نے ان پر کئی پاکیزہ چیزیں حرام کر دیں، جو اُن کے لیے حلال کی گئی تھیں اور اس وجہ سے بھی کہ وہ لوگوں کو اللہ کی راہ سے بہت روکنے لگے تھے۔ (اور ہدایت کی راہ میں سرتا سر روک ہو گئے تھے)۔'' (تفسیر دعوۃ القرآن)

وَجِئْتُكُم بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ - آيَةٍ کا لفظ دلائل و معجزات دونوں پر حاوی ہے اور لفظ ''آیۃ'' کے مفرد ہونے سے یہ خیال نہ ہو کہ معنی بھی صیغۂ واحد میں ہے اور کوئی ایک مخصوص نشان مراد ہے۔

''آیۃ'' یہ بطور اسم جنس کے ہے اور مراد اس سے سارے ثبوت اور شواہد سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی صداقت کے ہیں۔ (تفسیر قرطبی بحوالہ تفسیر ماجدی)

اور یہ خطاب بنی اسرائیل سے ہے۔

فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ سو تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو، یعنی (ہمیشہ) اللہ سے ڈرتے رہو اور اللہ کا رسول ہونے کے ناطے سے تم پر میری اطاعت ضروری ہے۔ (حوالہ ایضاً)

جس کی تعلیم ابتدا سے لے کر آخر تک سارے ہی پیغمبر دیتے آئے ہیں اور وہ تعلیم یہ ہے:

إِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۗ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٥١﴾

بلاشبہ اللہ میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے، سو اس کی عبادت کرو (زندگی کے ہر شعبہ میں اسی کے احکام کی سنت رسول کے مطابق پیروی کرو) یہی سیدھی راہ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفاظ:

اِنَّ بلاشبہ، حرف مشبہ بالفعل، کلام میں زور پیدا کرتا ہے، اللّٰہَ لفظ اللہ سبحانہ وتعالیٰ، اِنَّ کا اسم ہے، رَبِّیْ (رَبِّ۔یْ) رب ہے، میرا، رَبِّ مضاف، یْ مضاف الیہ، مضاف اور مصاف الیہ (مرکب اضافی) اِنَّ کی خبر ہے، وَ اور عاطفہ، کلام میں ربط کے لیے، رَبُّکُمْ (رَبُّ۔کُمْ) رب، تمہارا، رَبُّ مضاف، کُمْ ضمیر جمع مذکر مخاطب قوم بنی اسرائیل کی طرف جاتی ہے، فَاعْبُدُوْہُ (فَ۔اعْبُدُوْ۔ہُ) پس، تم عبادت کرو، اس کی (یعنی اس رب کی) ف پس، عَبَدَ یَعْبُدُ سے فعل امر جمع مذکر حاضر، تم سب عبادت کرو، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی طرف جاتی ہے، ھٰذَا یہ، مبتدا، صِرَاطٌ راستہ (ہے) خبر (موصوف)، مُّسْتَقِیْمٌ سیدھا (صفت) صفت موصوف مل کر مرکب توصیفی ہوا اور یہ ھٰذَا کی خبر ہے۔

تفسیر:

تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت کی بنیاد توحید باری تعالیٰ ہے۔عیسیٰ علیہ السلام نے بھی بنی اسرائیل کے سامنے یہی دعوت پیش کی اور کہا کہ میرا اور تمہارا رب اللہ ہے، اس لیے صرف اُسی کی عبادت کرو، یہی سیدھا راستہ ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کے وفادار ساتھیوں نے اپنے ایمان اور اسلام کی خلوص دل سے شہادت دی جس کا ذکر اگلی آیہ مبارکہ میں آرہا ہے:

سیدنا عیسیٰؑ کے حواری مسلمان تھے

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۵۲﴾

پھر جب ایسا ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل میں (اپنی دعوت کے خلاف) کفر محسوس کیا تو وہ پکار اٹھے ”کون ہے جو اللہ کی راہ میں میرا مددگار ہوتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے؟'' اس پر حواریوں نے (یعنی چند راست باز انسانوں نے جو سیدنا عیسیٰ پر ایمان لائے تھے) ان کی دعوت قبول کرتے ہوئے جواب دیا ''ہم اللہ تعالیٰ کے (کلمہ حق کے سچے) مددگار ہیں، ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور اے (داعی حق اور اللہ کے سچے نبی!) آپ گواہ رہیے کہ اس (رب العالمین) کی فرمانبرداری پر ہمارا سر جھک گیا (یعنی ہم مسلمان ہیں)۔

الفاظ:

فَلَمَّآ (فَ۔لَمَّآ) تو، جب، **اَحَسَّ** محسوس کیا، اس کا مادہ (ح س س) ہے، اَحَسَّ، یُحِسُّ سے فعل ماضی واحد مذکر غائب اَحَسَّ، جاننا، محسوس کرنا اردو میں یہ لفظ معروف ہے، احساس، شعور، تاثر اس کی جمع احساسات آتی ہے، **عِیْسٰی** عیسیٰ علیہ السلام نے، فاعل، **مِنْھُمُ** (مِنْ۔ھُمْ) سے اُن یعنی بنی اسرائیل سے مِنْ حرف جار، ھُمْ مجرور، **الْکُفْرَ** کفر (کو) مفعول، **قَالَ** کہا (قَالَ، یَقُوْلُ) کہنا فعل ماضی واحد مذکر غائب یعنی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے قوم سے کہا، **مَنْ** کون ہے، استفہام (مبتدا)، **اَنْصَارِیْٓ** (اَنْصَارِ۔یْ) مددکرنے والا، میرا، اَنْصَارِ مضاف (خبر)، یْ مضاف الیہ، **اِلَی** طرف حرف جار، **اللّٰہِ** اللہ سبحانہ وتعالیٰ مجرور یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ میں میرا ساتھی اور مددگار کون ہے؟ **قَالَ** جواب دیا، **الْحَوَارِیُّوْنَ** ساتھی اور مددگار اس کا مفرد اَلْحَوَارِی ہے (فاعل)، **نَحْنُ** ہم ضمیر جمع متکلم (مبتدا)، **اَنْصَارُ اللّٰہِ** مددکرنے والے، اللہ کی راہ میں یعنی اللہ تعالیٰ کے دین کے داعی، اَنْصَار، مضاف (خبر) اللّٰہِ اللہ تعالیٰ مضاف الیہ، **اٰمَنَّا** ہم ایمان لائے فعل ماضی جمع متکلم (اٰمَنَ، یُؤْمِنُ) ایمان لانا، اللہ تعالیٰ کو دل و جان سے رب واحد مان کر اس کے احکام کی رسول کی اطاعت میں پیروی کرنا، **بِاللّٰہِ** (بِ۔اللّٰہِ) ساتھ، اللہ کے، جار مجرور، **وَ** اور عاطفہ، **اشْھَدْ** تو گواہ رہ فعل امر (اَنْتَ فاعل) یعنی اے عیسیٰؑ تو گواہ رہ، **بِاَنَّا** اس بات پر کہ بے شک ہم، **مُسْلِمُوْنَ** فرمانبرداری کرنے والے ہیں یعنی مسلمان ہیں اسم فاعل جمع مذکر۔

تفسیر:

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِیْسٰی مِنْھُمُ الْکُفْرَ۔ جب عیسیٰ علیہ السلام نے اُن کا (بنی اسرائیل کا) کفر محسوس کر لیا،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھا کہ وہ آپ کی اطاعت قبول کرنے پر آمادہ نہیں بلکہ انہیں (نعوذ باللہ) جادوگر کہتے ہیں اور آپ کو شہید کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور اس کی کوشش کر رہے ہیں، تو آپ نے اُن سے کہا:

قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰهِ۔ اللہ کی راہ میں میرا مددگار کون ہے۔

سید مودودیؒ لکھتے ہیں:

''دین اسلام کی اقامت میں حصہ لینے کو قرآن مجید میں اکثر مقامات پر ''اللہ کی مدد کرنے'' سے تعبیر کیا گیا ہے، یہ ایک تشریح طلب مضمون ہے، زندگی کے جس دائرے میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو ارادہ و اختیار کی آزادی عطا کی ہے، اس میں وہ انسان کو کفر یا ایمان، بغاوت یا اطاعت میں سے کسی ایک راہ کے اختیار کرنے پر اپنی طاقت سے مجبور نہیں کرتا، اس کی بجائے وہ دلیل اور نصیحت سے انسان کو اس بات کا قائل کرنا چاہتا ہے کہ انکار و نافرمانی اور بغاوت کی آزادی رکھنے کے باوجود اس کے لیے حق یہی ہے اور اُس کی فلاح و نجات کا راستہ بھی یہی ہے کہ اپنے خالق کی بندگی و اطاعت اختیار کرے، اس طرح فہمائش اور نصیحت سے بندوں کو راہ راست پر لانے کی تدبیر کرنا، یہ دراصل اللہ کا کام ہے، اور جو بندے اس کام میں اللہ کا ساتھ دیں اُن کو اللہ اپنا رفیق و مددگار قرار دیتا ہے اور یہ وہ بلند سے بلند مقام ہے جس پر کسی بندے کی پہنچ ہو سکتی ہے، نماز، روزہ اور تمام اقسام کی عبادات میں تو انسان محض بندہ و غلام ہوتا ہے۔ مگر تبلیغ دین اور اقامت دین کی جدوجہد میں بندے کو اللہ تعالیٰ کی رفاقت اور مددگاری کا شرف حاصل ہوتا ہے جو اس دنیا میں روحانی ارتقا کا سب سے اونچا مرتبہ ہے۔ (تفہیم القرآن، ج۱)

قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ۔ یہ سعادت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے چند ساتھیوں کو نصیب ہوئی۔ اور انہوں نے خلوص دل سے اس دعا کے ساتھ اقرار کیا:

سیدنا عیسیٰؑ کے حواریوں کی دُعا

رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ﴿۵۳﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے ہمارے پالنے والے معبود! ہم تیری اتاری ہوئی وحی پر ایمان لائے
اور ہم نے تیرے رسول کی اتباع کی، پس تو ہمیں گواہوں میں لکھ لے۔

الفاظ

رَبَّنَآ (رَبَّ۔نَا) (اے) رب، ہمارے، رَبَّ اس میں یا حرف ندا محذوف ہے (اے) رب منادی جسے پکارا جارہا ہے، (مضاف) نَا ہمارے ضمیر جمع متکلم، مضاف الیہ، اٰمَنَّا ایمان لائے ہم فعل ماضی جمع متکلم (اٰمَنَ، یُؤْمِنُ) ایمان لانا، اللہ تعالیٰ کو صدق دل سے اپنا آقا، مولا، داتا اور مشکل کشا تسلیم کر کے رسولؐ کی اتباع میں اس کے تمام احکام پر عمل پیرا ہونا، بِمَآ (بِ۔مَا) ساتھ، جوبِ جار مَا مجرور اور ما موصولہ، اَنْزَلْتَ نازل کی تو نے (اے رب!) وحی اپنے رسول پر) فعل ماضی واحد مذکر مخاطب اس کا مادہ (ن ز ل) ہے اَنْزَلَ یُنْزِلُ (نازل کرنا، اتارنا) وَ اتَّبَعْنَا، وَ اور عاطفہ، اتَّبَعْنَا پیروی کی ہم نے اس کا مادہ (ت ب ع) اِتَّبَعَ یَتَّبِعُ سے فعل ماضی جمع متکلم (پیروی کرنا، اتباع کرنا) اردو میں معروف ہے، الرَّسُوْلَ مفعول یہاں رسول سے مراد سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ہیں، فَاکْتُبْنَا (فَ۔اُکْتُبْ۔نَا) پس، لکھ دے تو (اے اللہ!) ہمیں، اس کا مادہ (ک ت ب) ہے، کَتَبَ یَکْتُبُ سے فعل امر واحد مذکر حاضر اُکْتُبْ۔ نَا ہمیں مفعول، مَعَ ساتھ ظرف (مضاف) الشّٰھِدِیْنَ گواہی دینے والوں کے، اس کا مادہ (ش ہ د) شَھِدَ یَشْھَدُ سے اسم فاعل جمع مذکر حالتِ نصبی میں شَاھِدِیْنَ (گواہی دینے والے جو دل اور زبان، قول و عمل سے حق کی شہادت کا فریضہ ادا کرتے رہتے ہیں)۔

تفسیر:

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے چند گنے چنے ساتھی (حواری) تھے، جنہوں نے اُن کی دعوت حق پر لبیک کہا اور شہادتِ حق کا فریضہ ادا کرنے کے لیے تیار ہو گئے اور ان کی اکثریت سرکشی اور بغاوت کا شکار ہو گئی۔

اے اللہ! اس مضمون نگار (کاتب) اور پڑھنے والے (قارئین) کو زندگی کے آخری لمحات تک شہادت حق کا فریضہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

۱) "وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ" انبیاء علیہم السلام ایک دوسرے کی دعوتِ حق کو قبول وتسلیم کرتے ہیں اور تمام انبیاء کرامؑ کا مرکزی پیغام ایک ہی رہا کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اتباع رسول میں زندگی گزارو۔ یہی سیدھی راہ ہے۔

۲) "وَلِأُحِلَّ لَكُم بَعْضَ الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ" میں اشارہ ہے کہ حلال اور حرام باتوں کے نفاذ کا حق صرف خالق و مالک کو ہے، وہی انسانوں کے نفع ونقصان کو بہتر جانتا ہے۔

۳) "إِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ" سیدھا راستہ یا خط مستقیم ایک ہی ہوسکتا ہے اور وہ اللہ کی بندگی کا ہی راستہ ہے جو تمام انبیاء کرام نے لوگوں تک پہنچایا۔

۴) اہل ایمان کی اہم ذمہ داری فریضہ شہادت حق کی ادائیگی ہے اور اس کے لیے مسلسل اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرنے کی ضرورت ہے۔

رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا أَنزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُولَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ۔ آمین!

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن
گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان

اللہ کی تدبیریں ہی کامیاب ہیں

وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللَّهُ ۖ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ﴿٥٤﴾

پھر ایسا ہوا کہ یہودیوں نے (سیدنا مسیح کے خلاف) مکر کیا (مخفی طریقے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخالفت کے کام میں لائے) اور اللہ نے بھی تدبیر کی (سیدنا مسیحؑ کی حفاظت
کے اسباب وذرائع پیدا کردیے) اور اللہ کی (تدبیر وحفاظت) سب سے
(محفوظ) اور بہتر ہے۔

الفاظ:

وَ اور مستانفہ جملے میں ربط پیدا ہوتا ہے، مَكَرُوْا انہوں نے (یہود نے) مکر کیا فعل ماضی جمع مذکر غائب (فاعل) هُمْ ضمیر جمع مذکر یہود کی طرف جاتی ہے، اس کا مادہ (م ک ر) ہے، مَكَرَ يَمْكُرُ (تدبیر کرنا خفیہ چال چلنا)، وَ اور مستانفہ، مَكَرَ اللّٰهُ اللہ نے (بھی) تدبیر کی (سیدنا مسیحؑ کی حفاظت کے ذرائع واسباب پیدا کر دیے)، وَ اور مستانفہ، اَللّٰهُ مبتدا، خَيْرٌ بہتر ہے، خبر (مضاف) الْمٰكِرِيْنَ سب تدبیر کرنے والوں سے اسم فاعل اس کا مفرد مَاكِرٌ ہے، اس کی جمع مَاكِرُوْن اور حالت جری اَلْمَاكِرِيْن معنوں میں فرق نہیں پڑتا۔

تفسیر:

اس آیت میں یہود کی عناد اور سرکشی کا تذکرہ ہے، وہ اللہ کے نبیوں اور رسولوں کے خلاف ہمیشہ خفیہ چالیں چلتے رہے چنانچہ انہوں نے جلیل القدر نبی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے قتل یا سولی چڑھانے کی بڑی خفیہ تدبیر کی لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے معزز نبی کو آسمان پر زندہ اٹھالیا، اور ان کی تمام سازشوں کو خاک میں ملا دیا۔ اس کی تفصیل اگلی آیہ مبارکہ میں آتی ہے۔

سیدنا عیسیٰؑ سے اللہ کے وعدے

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا
اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا
كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۵۵﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب اللہ نے فرمایا: اے عیسیٰ! یقیناً میں تجھے پورا پورا (جسم و روح سمیت) لینے والا ہوں اور اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور تجھے کافروں سے پاک کرنے والا ہوں اور تابعداروں کو کافروں کے اوپر قیامت کے دن تک غالب کرنے والا ہوں پھر تم سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے اور میں ہی تمہارے آپس کے تمام تر اختلافات کا فیصلہ کروں گا۔

الفاظ:

اِذْ جب جس وقت، ظرف زمان، یعنی اُس وقت کو یاد کرو جب قَالَ کہا فعل ماضی واحد مذکر (قال، یقول) کہنا، قَالَ اللّٰهُ کہا اللہ تعالیٰ نے (فاعل) یٰا، اے حرف ندا، عِیْسٰی عیسیٰ علیہ السلام منادی، اِنِّیْ (اِنَّ۔ یْ) بلاشبہ، میں اِنَّ عربی گرائمر میں حرف مشبہ بالفعل کہلاتا ہے، کلام میں زور پیدا کرتا ہے، یْ 'میں' اسم، مُتَوَفِّیْكَ (مُتَوَفِّیْ۔كَ) پورا پورا لینے والا ہوں، تجھے اَلْوَافِیْ مکمل اور پوری چیز کو کہتے ہیں جیسا کہ کَیْلٌ وَافٍ، پورا پورا وزن، قرآن حکیم میں: وَاَوْفُوا الْکَیْلَ اِذَا کِلْتُمْ (بنی اسرائیل:35/17) ''اور پیمانے سے دو تو پورا بھر کر دو۔'' اور جیسا کہ: هُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰکُمْ بِالَّیْلِ وَیَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ (انعام:60/6) ''اللہ وہ جو تمہاری روح کو رات کے وقت اپنی تحویل میں لے لیتا ہے اور جو کچھ تم دن کو انجام دیتے ہو آگاہ ہے۔'' لہٰذا توفّی کے معنی اپنی تحویل میں لینا، تَوَفّٰی، یَتَوَفّٰی سے اسم فاعل مضاف مُتَوَفِّیْ (روح اور بدن سمیت اٹھانے والا) یعنی اللہ تعالیٰ اٹھانے والا كَ ضمیر واحد مخاطب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی طرف جاتی ہے مضاف الیہ)، وَ اور عاطفہ، رَافِعُكَ (رَافِعُ۔كَ) اٹھانے والا ہوں، تجھ کو اس کا مادہ (ر ف ع) رَفَعَ، یَرْفَعُ سے اسم فاعل رَافِعٌ، مضاف (اللہ تعالیٰ) كَ ضمیر واحد مخاطب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی طرف جاتی ہے، مضاف الیہ، اِلَیَّ (اِلٰی۔ یْ) طرف، اپنی، اِلٰی، جاری مجرور، وَ اور عاطفہ، مُطَهِّرُكَ (مُطَهِّرُ۔كَ) پاک کرنے والا ہوں، تجھے، اس کا مادہ (ط ہ ر) طَهَّرَ یُطَهِّرُ سے اسم فاعل مُطَهِّرٌ (اللہ تعالیٰ) مضاف ہے كَ اسم ضمیر واحد مخاطب سیدنا عیسیٰ کی طرف جاتی ہے، مضاف الیہ (متوفی پر اس کا عطف ہے) مِنَ سے حرف جار، الَّذِیْنَ وہ لوگ مجرور، اسم موصول جمع مذکر، کَفَرُوْا فعل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماضی جمع مذکر (كَفَرَ ـ يَكْفُرُ) انکار کرنا (دین اسلام کا، اللہ تعالیٰ کی آیات کا)، وَ اور عاطفہ جَاعِلُ بنانے والا ہوں، اس کا مادہ (ج ع ل) جَعَلَ يَجْعَلُ سے اسم فاعل جَاعِلُ، الَّذِيْنَ اُن لوگوں کو جو، اسم موصول جمع مذکر (مضاف)، اتَّبَعُوْكَ (اتَّبَعُوْ ـكَ) پیروی کی انہوں نے، تمہاری اس کا مادہ (ت ب ع) اِتَّبَعَ ـ يَتَّبِعُ سے فعل ماضی جمع مذکر غائب اِتَّبَعُوْا (فعل بافاعل) فاعل، كَ کی ضمیر واحد مذکر مخاطب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی طرف جاتی ہے، مفعول، فَوْقَ اوپر (بلحاظ مرتبہ) ظرف مکان اس لیے منصوب (زبر والا ہے)، الَّذِيْنَ اُن لوگوں کے جو اسم موصول، اِلٰی طرف (تک) حرف جار، يَوْمِ دن مجرور اور مضاف، الْقِيٰمَةِ قیامت مضاف الیہ، یعنی اے عیسیٰ! جنہوں نے تیری اتباع (پیروی) کی اور صدق دل سے تجھ پر ایمان لائے انہیں ان لوگوں پر جنہوں نے کفر کیا اور تیری مخالفت کی یعنی یہود پر قیامت کے دن تک فوقیت دینے والا ہوں، ثُمَّ حرف عطف ماقبل سے مابعد کے موخر ہونے پر دلالت کرتا ہے، اِلَيَّ (اِلٰی ـ يَّ) طرف، میری اِلٰی جار، یٰ مجرور، خبر مقدم، مَرْجِعُكُمْ (مَرْجِعُ ـ كُمْ) لوٹنا ہے، تمہارا، اس کا مادہ (ر ج ع) رَجَعَ يَرْجِعُ سے ظرفِ مکان مَرْجِعُ (لوٹنا، لوٹنے کی جگہ)، مرکب اضافی مبتدا مؤخر، فَاَحْكُمُ (فَ ـ اَحْكُمُ) تو، میں فیصلہ کروں گا فَ عاطفہ، اَحْكُمُ میں فیصلہ کروں گا، اس کا مادہ (ح ک م) ہے حَكَمَ يَحْكُمُ سے فعل مضارع واحد متکلم یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ فرمائے گا، بَيْنَكُمْ (بَيْنَ ـ كُمْ) درمیان، تمہارے، بَيْنَ ظرف مکان اور مضاف، كُمْ ضمیر جمع مذکر مخاطب، مضاف الیہ، فِيْمَا (فِيْ ـ مَا) درمیان، اُس چیز میں، فِيْ جار، مَا مجرور (موصولہ)، كُنْتُمْ تھے تم، فِيْهِ (فِيْ ـ هِ) میں، اُس، فِيْ جار، هِ مجرور، تَخْتَلِفُوْنَ اختلاف کرتے اس کا مادہ (خ ل ف) اِخْتَلَفَ ـ يَخْتَلِفُ سے فعل مضارع جمع مذکر حاضر (اختلاف کرنا) اردو میں معروف ہے۔

تفسیر:

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ - جب اللہ نے فرمایا: اے عیسیٰ! یقیناً میں تجھے پورا پورا (جسم وروح سمیت) لینے والا ہوں اور اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔

حافظ عبدالسلام حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ - ”سے عیسیٰ علیہ السلام کا مع جسم آسمان کی طرف اٹھایا جانا“ مراد ہے جیسا کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ ہی ارشاد فرمایا "وَ رَافِعُكَ اِلَيَّ" اور تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے قتل اور سولی کی نفی فرمائی اور "تُوُفِّيْ" کا لفظ استعمال کیے بغیر فرمایا: بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ (النساء:158/4) "بلکہ اللہ نے اسے (عیسیٰ) کو اپنی طرف اٹھالیا۔" (تفسیر القرآن الکریم)

وَ مُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ جَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔ اور (اے عیسیٰ علیہ السلام) تجھے کافروں سے پاک کرنے والا ہوں (ان کے غلط الزامات سے) اور تابعداروں کو کافروں کے اوپر قیامت کے دن تک غالب کرنے والا ہوں۔ (فتحیاب کرنے والا ہوں) "اس سے مراد بنی اسرائیل میں اہل ایمان کی وہ جماعت ہے جو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائی تھی اور کافروں کے مقابلے میں ان کی مدد کا اعلان کیا تھا اور خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد آپ کی امت ہی عیسیٰ علیہ السلام کے صحیح پیروکار رہوئے، اس لیے اللہ نے کفار کے مقابلے میں ان کی مدد کی اور اُن کے دین کو تمام ادیان پر غالب کیا اس سے مراد یہ بھی ہے کہ قیامت کے قریب جب عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے (اور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کی حیثیت سے تشریف لائیں گے) تو اُن کے پیروکار مسلمان سب کفار پر غالب ہوں گے۔ (تفسیر دعوۃ القرآن، ابونعمان سیف اللہ خالد حفظہ اللہ)

ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ۔ پھر تم سب کا لوٹنا میری طرف ہے اور میں ہی تمہارے آپس کے تمام تر اختلافات کا فیصلہ کروں گا۔

مَرْجِعُكُمْ۔ خطاب یہاں مومن و کافر، مسلمان و یہود و نصاری سب سے ہے (کیونکہ سب اللہ تعالیٰ کے ہاں مسؤل ہیں)۔ (تفسیر ماجدی، عبدالماجد دریابادی)

فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ۔ اللہ تعالیٰ کے حضور سب انسانوں نے پیش ہونا ہے اور وہ حاکم مطلق سب کے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ فرما دے گا، حق اور باطل نکھر کر سامنے آ جائیں گے اور قرآن حکیم میں تو حق اور باطل اب بھی واضح ہے۔

تفہیم بالقرآن:

اللہ تعالیٰ غالب ہے: وَ اللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤى اَمْرِهٖ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (یوسف:21/12) "اور اللہ اپنے ہر امر میں غالب ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (اس لیے وہ سیدنا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ اٹھانے کی بھی قدرت رکھتا ہے اور دشمنوں کی سازشوں کو ناکام کر دیتا ہے)۔“

تفہیم بالحدیث:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام (قرب قیامت) آئیں گے، حکومت کریں گے، عدل و انصاف قائم کریں گے، صلیب توڑ دیں گے، جزیہ نہیں لیں گے، جوان اونٹ کو چھوڑ دیا جائے گا، تو اسے پکڑنے کے لیے کوئی محنت نہیں کرے گا، لوگوں کے دلوں سے کینہ، بغض اور حسد جاتا رہے گا، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کو مال دینے کے لیے بلائیں گے لیکن کوئی لینے کو تیار نہیں ہوگا۔ (مسلم، کتاب الایمان)

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

۱) عربی زبان میں مکر کا لفظ فریب، دھوکہ، فتنہ وفساد اور سازش کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ لیکن جب اس لفظ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کی طرف ہو تو اس کا خفی تدبیر کرنے کے ہوتے ہیں یہاں پر اسی فرق کے ساتھ یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔

۲) مسلمانوں کے لیے یہ آیہ مبارکہ تنبیہ کا پیغام رکھتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کافروں پر تا قیامت غلبہ کی خوشخبری دی ہے لیکن آج یہ کیوں شکست اور ناکامی سے دوچار ہیں، اسی آیت میں فرمایا یہ فتح ونصرت انہیں نصیب ہوگی جو فرمانبردار اور تابعدار بن کر رہیں گے۔

اسی بات کو قرآن حکیم میں ان الفاظ میں بیان کیا:

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (آل عمران:139/3)

”(مسلمانو!) دل شکستہ نہ ہو، غم نہ کرو، تم ہی غالب رہو گے، اگر تم مومن ہو۔“

قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت

یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کفار کا دنیا و آخرت میں انجام

فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۵۶﴾

(رب قدیر کا فرمان ہے) جن لوگوں نے کفر وانکار کی روش اختیار کی ہے انہیں دنیا اور آخرت دونوں میں سخت سزا دوں گا اور وہ کوئی مددگار نہ پائیں گے۔

الفاظ:

فَاَمَّا (فَ۔اَمَّا) پس، جو، فَ حرف عاطفہ، جملے میں ربط کے لیے، اَمَّا حرف تفصیل، عام طور پر تفصیل کے لیے آتا ہے، الَّذِيْنَ وہ لوگ جنہوں نے، اسم موصول جمع مذکر اس کا مفرد، الَّذِیْ آتا ہے، كَفَرُوْا کفر کیا (انکارِ حق کا راستہ اختیار کیا) فعل ماضی جمع مذکر غائب، فَاُعَذِّبُهُمْ (فَ۔اُعَذِّبُ۔هُمْ) تو، میں عذاب دوں گا، اُن کو، فَ تو، جواب، اُعَذِّبُ اسکا مادہ (ع ذ ب) عَذَّبَ يُعَذِّبُ سے فعل مضارع واحد متکلم، اُعَذِّبُ (میں عذاب دوں گا) (یعنی اللہ اسے عذاب دے گا)، عذاب (دردناک تکلیف) اردو میں معروف ہے هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب (مفعول)، عَذَابًا شَدِيْدًا عذاب، سخت، عَذَابًا موصوف، شَدِيْدًا صفت، فِي حرف جار، الدُّنْيَا دنیا مجرور، وَ اور عاطفہ، الْاٰخِرَةِ آخرت (میں)، وَ اور عاطفہ، مَا نہیں (ہوگا)، مَا نافیہ کہلاتا ہے، لَهُمْ (لَ۔هُمْ) لیے، اُن کے، لَ جار، هُمْ مجرور (ضمیر جمع مذکر غائب)، مِّنْ سے جار، نّٰصِرِيْنَ مدد کرنے والے اس کا مادہ (ن ص ر) ہے، نَصَرَ يَنْصُرُ سے اسم فاعل جمع مذکر نٰصِرُوْنَ اور حالت جری میں نٰصِرِيْنَ، مدد کرنے والے معنوں میں فرق نہیں پڑتا ہے۔

تفسیر:

جن لوگوں نے حق وصداقت کا انکار کیا، انبیاء علیہم السلام کی دعوت کو رد کر دیا، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور خاتم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

النبیین سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے پیغامِ حق کا انکار کر دیا تو دنیا اور آخرت دونوں جگہوں میں انہیں سخت دردناک عذاب ہوگا، وہاں نہ انہیں کوئی سفارش بچا سکے گی اور نہ ہی کوئی اُن کا مددگار ہوگا۔ اللہ تعالیٰ عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ فرمادے گا۔

اس کے برعکس اہل ایمان کا حال کیا ہوگا اس کا تذکرہ اگلی آیت میں آرہا ہے:

نیک لوگوں کا اجر

وَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝

اور جنہوں نے ایمان اور نیک عملی کا رویہّ اختیار کیا ہے انہیں اُن کے اجر پورے پورے دے دیے جائیں گے اور (اس بات کو خوب جان لو کہ) ظالموں کو اللہ ہرگز پسند نہیں فرماتا۔

الفاظ:

وَ اور عاطفہ جملے میں ربط پیدا کرنے کے لیے، اَمَّا جو تفصیل کے لیے، الَّذِيْنَ جن لوگوں نے، اسم موصول جمع مذکر، اٰمَنُوْا (سچے دل سے) ایمان قبول کیا (اللہ تعالیٰ کے احکام کو صدق دل سے مان کر رسولؐ کے نقش قدم پر چلے) اس کا مادہ (ا م ن) ہے اٰمَنَ يُؤْمِنُ یقینی طور پر جاننا اور ماننا، ایمان لانا، اَلْاِيْمَان یقین اعتماد، دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار اور اپنی پوری زندگی کو قرآن وسنت کے مطابق گزارنا، اٰمَنُوْا فعل ماضی جمع مذکر غائب، وَ اور عاطفہ، عَمِلُوْا عمل کیے انہوں نے (قرآن وسنت کے مطابق) فعل ماضی جمع مذکر غائب، الصّٰلِحٰتِ نیک، اس کا مادہ (ص ل ح) ہے صَلَحَ يَصْلُحُ سے اسم فاعل جمع مونث الصّٰلِحٰتِ (مفعول بہ)، فَيُوَفِّيْهِمْ (فَ۔ يُوَفِّيْ۔ هِمْ) تو، وہ پورا پورا دے گا، اُن کو، فَ پس (تو) جواب کی تفصیل کے لیے اس کا مادہ (و ف ی) وَفٰى يَفِيْ بِعَهْدِهٖ اپنا وعدہ یا عہد پورا کرنا اور باب تفعیل سے وَفّٰى يُوَفِّيْ فُلَانًا حَقَّهٗ پورا حق دینا تَوْفِيَةٌ مصدر، ایفائے عہد، عہد کو پورا کرنا اردو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مشہور ہے، ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب (رب کریم انہیں پورا پورا صلہ عطا فرمائے گا)، اُجُوْرَھُمْ (اُجُوْرَ۔ھُمْ) اَجْر، اُن کے اجر کی جمع اُجُور، کام کی اجرت، مزدوری اردو میں مشہور ہے، اجُوْر مضاف، ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب، مضاف الیہ، یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ اہل ایمان کی محنت و مشقت کا جو انہوں نے دنیا میں صبر و استقامت سے ایّام گزارے پورا پورا صِلہ عطا فرمائے گا، وَ اور مستانفہ اس کے بعد مستقل جملہ ہوتا ہے، لَا نہیں، حرف نفی، یُحِبُّ پسند فرماتا فعل مضارع واحد مذکر غائب (فاعل)، (اَحَبَّ، یُحِبُّ) باب افعال پسند کرنا، دوست رکھنا، الظّٰلِمِیْنَ ظالموں (کو) اس کا مادہ (ظ ل م) ظَلَمَ یَظْلِمُ اسم فاعل ظَالِمٌ اور اس کی جمع ظَالِمُوْن اور حالت نصبی میں ظالمین ظالموں (کو) اللہ تعالیٰ کے حق میں سب سے بڑا ظلم شرک ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (لقمان:13/31)

''اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، حق یہ ہے کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔''

اور بندوں کے حق میں ظلم یہ ہے کہ ان کے حقوق سلب کر لیے جائیں، اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو پسند نہیں فرماتا ہے۔

تفسیر:

وَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا- ''اور جو لوگ ایمان لائے'' اللہ پر اس کے فرشتوں پر (وہ بھی اللہ کے بندے ہیں اور ہمہ وقت اللہ کے احکام بجالاتے ہیں) اس کی کتابوں پر (وہ سب جو اللہ کی طرف اس کے رسولوں پر نازل ہوئی تھیں سچی تھیں) اس کے رسولوں پر (وہ سب رسول جنہیں اللہ نے لوگوں کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا صادق و امین تھے اور یہ سب مسلمان تھے اور سب کی دعوت کا بنیادی پیغام توحید تھا) موت کے بعد کی زندگی پر (یہ دنیاوی زندگی عارضی ہے اور امتحان ہے کہ کون اس مختصر وقت میں اچھے عمل کرتا ہے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ اس زندگی کا حساب کتاب لے گا) اور اُن سب امور پر ایمان لائے جن پر ایمان لانے کا انہیں حکم دیا گیا ہے (یعنی تمام احکام الٰہی پر سنت رسول کے مطابق عمل پیرا ہوں)۔(تفسیر اسعدی، عبدالرحمن بن ناصر السعدی)

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ- اور نیک اعمال سے اپنے آپ کو آراستہ کیا، دل، زبان اور اعضا و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جوارح سے ادا ہونے والے وہ اعمال جنہیں رسولوں نے مشروع اور مطلوب قرار دیا، اور ان اعمال سے ان کا مقصد رب العالمین کو خوش کرنا تھا۔

فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ - پس انہیں اللہ تعالیٰ اُن کا پورا پورا اجر دے گا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں دنیا میں بھی نیکیوں کا ثواب ملے گا، یعنی عزت واحترام، مدد، پاکیزہ زندگی، البتہ مکمل ثواب قیامت کو ملے گا کہ اللہ ہر عمل کرنے والے کو اس کے عمل کا ثواب بھی دے گا اور مزید انعامات سے بھی نوازے گا (جس کا اندازہ کوئی شخص اس دنیا میں نہیں کرسکتا ہے)۔

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِينَ - اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں فرماتا ہے، بلکہ اُن سے ناراض ہے اور انہیں عذاب دیتا ہے۔ (تفسیر السعدی)

تفہیم بالقرآن:

شکر پر انعام اور کفر پر عذاب

۱- وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ

(ابراہیم:7/14)

''(اور یاد رکھو!) تمہارے رب نے خبردار کر دیا ہے کہ اگر شکر گزار بنو گے تو میں تم کو اور زیادہ نوازوں گا اور اگر کفرانِ نعمت کروگے تو میری سزا بہت سخت ہے۔''

کفر اور کفار کا انجام

۲- إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ أُولٰئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴿١٦١﴾ خٰلِدِينَ فِيهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ﴿١٦٢﴾

(البقرہ:161,162/2)

''جن لوگوں نے کفر کا رویہ اختیار کیا اور کفر کی حالت ہی میں جان دی، ان پر اللہ کی لعنت ہے (اس کی رحمت سے محرومی ہے) اس کے علاوہ فرشتے اور تمام انسان (جو رب کریم کے وفادار بندے ہیں ان کفار کے لیے روز قیامت بددعا) لعنت کریں گے (اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے)۔''

اس کے برعکس اہل ایمان جنہوں نے اعمال صالحہ سے اپنی زندگیوں کو آراستہ کیا اُن کے لیے اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنیا میں بھی امن ہے اور آخرت میں بھی اُن کے لیے سدا بہار عیش و آرام اور دائمی زندگی ہے، اس کا ذکر قرآن حکیم کی متعدد آیات میں آتا ہے، مندرجہ ذیل آیات پر غور کیجیے:

دنیا اور آخرت میں بشارت

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿٦٣﴾ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۭ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٦٤﴾ (یونس:63,64/10)

''اور جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے تقویٰ کا رویہ اختیار (ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچتے رہے) اُن کے لیے کسی خوف اور رنج کا موقع نہیں ہے، دنیا اور آخرت دونوں زندگیوں میں ان کے لیے بشارت ہی بشارت ہے (یاد رکھو!) اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں یہی بڑی کامیابی ہے۔''

خوف وحزن سے دائمی نجات

۲- اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰۗئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ (حٰمۤ السجدہ:30/41)

''جن لوگوں نے (خلوص دل سے کہا) کہ اللہ ہی ہمارا رب اور پھر اس پر ثابت قدم رہے (زندگی کی ہر مشکل اور ہر مصیبت میں اپنے رب کے ساتھ جڑے رہے) یقینا (موت کے وقت) ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور اُن سے کہتے ہیں کہ نہ ڈرو نہ غم کرو اور خوش ہو جاؤ، اس جنت کی بشارت سے (جو دائمی اور ابدی ہے) اور جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔''

تفہیم بالحدیث:

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کو جب موت آتی ہے تو اسے اللہ کی رضا اور (آخرت میں) اس کے باعزت ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے۔''

(بخاری، کتاب الرقاق، رقم الحدیث:6507)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب جنت والے جنت کی طرف اور دوزخ والے دوزخ کی طرف چلے جائیں گے تو موت کو لایا جائے گا اور اسے جنت اور دوزخ کے درمیان رکھ کر ذبح کر دیا جائے گا، پھر ایک منادی ندا دے گا، اے جنت والو! اب موت نہیں ہے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوزخیو! اب موت نہیں ہے تو جنت والوں کی خوشی میں اضافہ ہو جائے گا اور دوزخیوں کے غم میں اضافہ ہو جائے گا۔" (بخاری کتاب الرقاق رقم الحدیث:6548)

اے رب کریم! ہمیں ایمان پر استقامت عطا فرما اور جنت کا حقدار بنا دے۔

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

۱) اللہ تعالیٰ کے انسان پر ان گنت انعامات اور بے بہا عنایات ہیں جن پر شکر واجب ہے اگر وہ ایسا نہیں کرتا اور کفران نعمت کا شکار ہو جاتا ہے تو یہ اس کی انتہائی حماقت اور جہالت ہے۔

۲) اس انتہائی عارضی اور فانی زندگی کے فریب میں مبتلا ہو کر دائمی اور ابدی زندگی کو چھوڑ دینا بھی انتہائی کج فہمی اور بے عقلی کی دلیل ہے جس سے بچنا ضروری ہے، اللہ سمجھ عطا فرمائے۔

اے مسلماں ہر گھڑی پیش نظر
آیۂ لا یُخلِفُ المیعاد رکھ

اے مسلمان! ہر گھڑی اور ہر لمحہ ایسے اعمال سرانجام دے جو احکام الٰہی اور اتباع نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہوں تو ان اعمال کا یقینی اجر و ثواب ملے گا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کبھی وعدہ خلافی نہیں فرماتا۔

آیات حکمت وبصیرت

ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ﴿۵۸﴾

(رب کریم کا ارشاد ہے) اے نبیؐ یہ آیات وحکمت کے تذکرے ہیں جو ہم آپ کو سنا رہے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفاظ:

ذٰلِكَ یہ اسم اشارہ بعید واحد مذکر (مبتدا) بعض اوقات کسی بات کی عزت وعظمت کے لیے اشارہ بعید کا ترجمہ یہ کیا جاتا ہے یعنی سیدنا مسیح علیہ السلام کا یہ قصہ اشارہ بعید اظہار شرف کے لیے ہے، نَتْلُوْهُ (نَتْلُوْ۔هُ) پڑھتے ہیں ہم اس کو، اس کا مادہ (ت ل و) تَلَا يَتْلُوْ سے فعل مضارع جمع متکلم نَتْلُوْ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے جمع کا صیغہ بطور عزت وعظمت کے طور پر آتا ہے یقیناً وہ رب واحد ہے، عَلَيْكَ (عَلَى۔كَ) پر، آپ، یعنی آپ ﷺ پر عَلٰى حرف جار، كَ مجرور (یعنی جبرئیل امین اللہ تعالیٰ کا کلام آپ ﷺ کے قلب اطہر پر نازل کرتے) تلاوت کے معنی کتاب اللہ کے پڑھنے اور اس کے معنی پر غور کرنے کے ہیں جیسا کہ قرآن حکیم میں آتا ہے:

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ (البقرہ:121/2)

”(رب کریم کا ارشاد ہے) وہ لوگ جنہیں اللہ کی کتاب عطا کی گئی (اللہ کے رسولوں کے ذریعہ) وہ اسے اس طرح پڑھتے ہیں جیسا کہ پڑھنے کا حق ہے وہ اس قرآن پر سچے دل سے ایمان لے آئے ہیں۔“

جبکہ قِرَآءَة کا لفظ عام ہے اور ہر تحریر کے پڑھنے کو کہتے ہیں۔ مِنَ سے حرف جار، الْاٰيٰتِ مجرور آیات (کو) جمع اس کا مفرد اٰيَةٌ ہے، اس کے معنی علامت، نشانی قرآن حکیم میں گول دائرہ آیت کہلاتی ہے۔ اس کی جمع آیات ہے یعنی وہ محکم اور مضبوط دلائل جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کی ہدایت کے لیے نازل کیے گئے۔ اس پوری کائنات میں اللہ تعالیٰ کی قدرت وحکمت کی ان گنت نشانیاں ہیں جن پر عقلمند غور وفکر کرتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے:

وَفِيْ خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝۴ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝۵ (الجاثیہ:4,5/45)

”(لوگو! ذرا غور تو کرو!) تمہاری اپنی پیدائش میں، اور ان حیوانات میں جن کو اللہ نے (زمین میں) پھیلا رکھا ہے، بڑی نشانیاں ہیں (اس خالق ومالک کی قدرت وطاقت کی) اُن لوگوں کے لیے جو یقین رکھنے والے ہیں اور شب وروز کے فرق واختلاف میں، اور اُس رزق میں جسے اللہ آسمان سے نازل فرماتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے پھر اُس کے ذریعے سے مردہ زمین کو جلا اٹھاتا ہے (سرسبز و شاداب بنا دیتا ہے) اور ہواؤں کی گردش میں بہت سی نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو عقل سے کام لیتے ہیں (اور اللہ تعالیٰ کی آیات کا قرآن حکیم کی آیات میں اور انفس و آفاق پر غور و فکر کرتے رہتے ہیں)۔''

وَ اور عاطفہ جملے میں ربط کے لیے، الذِّکْرِ ایسی نصیحت، موصوف، الْحَکِیْمِ جو حکمت سے پُر ہے (مرکب توصیفی) صفت الذکر کا مادہ (ذ ک ر) ہے ذَکَرَ یَذْکُرُ، یاد کرنا (دل اور زبان سے) ذِکْرُ اللّٰہِ اللہ کا ذکر کرنا، التَّذْکِرَۃ، یاددہانی، یاددہانی کا ذریعہ قرآن حکیم میں آتا ہے:

كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ﴿۱۱﴾ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ﴿۱۲﴾ (عبس:22,12/80)

''یہ (قرآن) تو ایک نصیحت ہے، جس کا جی چاہے اسے قبول کرے (اور عمل سے اپنے آپ کو آراستہ کر کے اپنی دنیا و آخرت سنوارے)۔''

الذِّکْرُ اللہ کی یاد (نماز، دعا، قرآن کی تلاوت اور ذکر و اذکار سے)۔

الْحَکِیْمِ اس کا مادہ (ح ک م) ہے حَکَمَ یَحْکُمُ سے صفت الْحَکِیْمِ بروزن فعیل، قرآن حکیم کیونکہ وہ (اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو خود بھی الْحَکِیْمِ ہے، لوگوں کا دانا اور دانشور آقا و مولا ہے) ایسا عاقلانہ کلام ہے کہ اس میں نہ لفظی خامیاں ہیں اور نہ معنوی اور وہی لوگوں کی زندگی کے بارے میں صحیح فیصلے کرتا ہے۔ (القاموس الوحید، مولانا وحید الزمان)

تفسیر:

(اے نبیؐ) یہ آیات جسے ہم آپ کے سامنے پڑھ رہے ہیں حکمت و نصیحت سے لبریز ہیں، تمام احکام، حلال و حرام، گزشتہ انبیاء کرام کے واقعات (جس میں سیدنا عیسیٰؑ) کی شخصیت کے بارے میں صحیح ترین معلومات) اور اُن کے ہاتھوں ظاہر ہونے والے معجزات بیان کرتا ہے، خلاصہ یہ ہے کہ قرآن وہ تمام احکام و قصص بیان کرتا ہے، جو ہمارے لیے مفید ہیں، ہمیں اس سے علم، عبرت، ثابت قدمی اور اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے جو رب کریم کی عظیم ترین نعمت ہے۔ (تفسیر السعدی عبدالرحمن بن ناصر السعدی)

قرآن حکیم سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کو اگلی آیہ مبارکہ میں اس طرح بیان کرتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی مثال

إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ ۖ خَلَقَهُ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُن فَيَكُونُ ﴿٥٩﴾

اللہ کے نزدیک عیسیٰ کی مثال آدمؑ کی سی ہے کہ اللہ نے (سیدنا آدمؑ کو) مٹی سے پیدا کیا (اور خاک) کو حکم دیا کہ ہو جا اور (وہ جیتا جاگتا انسان) ہو گیا۔

الفاظ:

إِنَّ بے شک، کلام میں زور پیدا کرتا ہے عربی زبان میں حرف مشبہ بالفعل کہلاتا ہے، مَثَلَ مثال، إِنَّ کا اسم (مضاف)، عِيسَىٰ (سیدنا) عیسیٰ علیہ السلام (مضاف الیہ)، عِندَ اللَّهِ نزدیک اللہ (کے) عِندَ، نزدیک ظرف مکان (حال) مضاف، اللہ، مضاف الیہ، كَمَثَلِ (كَ۔مَثَلِ) مانند، اس مثال کے، كَ حرف جار (إِنَّ کی خبر ہے) مَثَلِ مثال (کی طرح) مجرور (مضاف)، آدَمَ آدم علیہ السلام کی سی مضاف الیہ، عیسیٰ اور آدم غیر منصرف ہیں اور ان کی اعرابی حالت یکساں ہے، واضح رہے کہ مثال ایسے قول کو کہتے ہیں جو دوسرے قول کے مشابہ ہو۔ خَلَقَهُ (خَلَقَ۔هُ) پیدا کیا اس (اللہ) نے، اُس کو (یعنی آدمؑ کو) خَلَقَ يَخْلُقُ، پیدا کرنا اور اَلْخَالِقُ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا صفاتی نام پیدا کرنے والا (ارض وسماء کی تمام مخلوقات کو) خَلَقَ، هُوَ (فاعل یعنی اللہ) هُ، آدم مفعول، مِنْ سے، حرف جار تُرَابٍ مٹی مجرور ثُمَّ، پھر حرف عطف جملے میں ربط کے لیے قَالَ کہا اُس (اللہ) نے قَالَ، يَقُوْلُ کہنا فعل ماضی واحد مذکر غائب (هُوَ فاعل مضمر ہے)، لَهُ (لَ۔هُ) لیے، اُس (کے) یعنی سیدنا آدم کے لیے اللہ تعالیٰ نے مٹی کو حکم دیا، لَ جار، هُ مجرور، كُنْ ہو جا، اس کا مادہ (ک و ن) ہے كَانَ يَكُوْنُ فعل امر، واحد مذکر حاضر "كُنْ" ہو جا، فَيَكُوْنُ (فَ۔يَكُوْنُ) پس، وہ ہو گیا، فَ عاطفہ جملے میں ربط کے لیے، يَكُوْنُ وہ ہو گیا (یعنی آدم علیہ السلام کی خاک سے سیدنا آدم علیہ السلام جیتے جاگتے انسان محض اللہ تعالیٰ کے حکم (ارادہ) سے وجود میں آ گئے) اسی رب العالمین کا حکم کائنات کی ہر چیز پر جاری و ساری ہے حکم سے مراد اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارادہ ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِنَّمَآ أَمْرُهُۥٓ إِذَآ أَرَادَ شَيْـًٔا أَن يَقُولَ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ (یسین:96/36)

''(اللہ وہ ہے کہ) جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو وہ صرف اس کو کہتا ہے کہ ہو جا، پس وہ چیز (وجود) آ جاتی ہے۔''

تفسیر:

مولانا محمد جمیل حفظ اللہ لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے یہاں سیدنا آدم علیہ السلام کی مثال دے کر واضح فرمایا ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بن باپ پیدا ہونے کی وجہ سے تم کہتے ہو کہ یہ الٰہ ہیں یا اللہ کا حصہ ہیں تو تمہارا سیدنا آدم علیہ السلام کے بارے میں کیا خیال ہے؟ اُن کی تخلیق تو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے بھی بڑھ کر تھی، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی تو والدہ تھی جبکہ سیدنا آدم علیہ السلام کا نہ باپ تھا اور نہ ہی ماں، کیا پھر سیدنا آدم علیہ السلام کو اللہ یا اس کا جزو قرار دینے کے لیے تیار ہو؟ حالانکہ تمہارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اور اول البشر ہیں، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے خطاب کا اختتام ان الفاظ سے کیا جا رہا ہے کہ جو تفصیلات تمہارے سامنے بیان کی گئی ہیں، یہ سب تمہارے رب کی طرف سے حق اور سچ ہے، لہٰذا تم اور کسی مسلمان کو اس میں شک نہیں کرنا چاہیے، ارشاد ہوتا ہے۔

ٱلْحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَلَا تَكُن مِّنَ ٱلْمُمْتَرِينَ (آل عمران:60/3)

''یہ ہے اصل حقیقت جو تمہارے رب کی طرف سے بتائی جا رہی ہے اور (اے مسلمانو!) تم ان لوگوں میں شامل نہ ہو جو اس میں شک کر رہے ہیں۔'' (فہم القرآن)

تفہیم بالقرآن:

<u>زبردست کتاب ہے</u>

وَإِنَّهُۥ لَكِتَٰبٌ عَزِيزٌ ﴿٤١﴾ لَّا يَأْتِيهِ ٱلْبَٰطِلُ مِنۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِۦ ۖ تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ﴿٤٢﴾ (حم السجدہ:41,42/41)

''(قرآن حکیم) بلاشبہ ایک زبردست کتاب ہے (اپنے علم اور حقائق پر مبنی) باطل نہ سامنے اس پر آ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکتا ہے اور نہ پیچھے سے ہی (کیونکہ یہ حق ہے اور اللہ تعالیٰ کی سچی کتاب ہے اور باطل کسی حالت سے اس پر اثر انداز نہیں ہوسکتا) بڑے حکمت والے اور لائق حمد و ستائش (اللہ رب العزت) کا اتارا ہوا ہے۔"

بے مثل اور لاجواب کتاب ہے

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَ لَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا (بنی اسرائیل:88/17)

"(اے نبیؐ اللہ تعالیٰ کا فضل تم پر بہت بڑا ہے آپ کو رحمۃ للعالمین بنایا اور قرآن ایسی عظیم کتاب کو آپ پر نازل فرمایا جو نسل انسانیت کے لیے ہدایت ہے) آپ اعلان کر دیجیے (اور یہ اعلان ہمیشہ ہمیشہ سچا اور ثابت رہے گا) کہ اگر کل بنی نوع انسان اور تمام جنات مل کر اس قرآن کی نظیر، یعنی اس جیسا کلام (تصنیف کر کے) لانا چاہیں تو پھر بھی اس کے مثل لا نہیں سکیں گے خواہ وہ ایک دوسرے کے معاون و مددگار بھی بن جائیں۔"

آیاتِ مبارکہ کی حکمت و بصیرت:

۱) قرآنِ حکیم نے صرف سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی تفصیلات ہی نہیں بتائیں بلکہ دنیا کے سامنے ان کے پورے خاندان کی تاریخ رکھ دی ہے، سیدہ مریم علیہا السلام کی پیدائش، بیت المقدس میں ان کے خالو (زکریا) کی نگرانی میں ان کی تربیت، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا تذکرہ، اُن کی پیدائش پر سیدہ مریم علیہا السلام پر یہودیوں کا الزام اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا شیر خوارگی میں ماں کی گود میں کلام کرنا اور اپنی عبدیت اور رسالت کا اقرار۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا بیان، نیز آسمان پر زندہ اٹھائے جانے کی تفصیل وضاحت سے بیان کر دی ہے اور یہ بھی بتا دیا کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اور سیدنا آدم علیہ السلام کی تخلیق اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک ہی سلسلہ کی کڑی ہے۔ (ماخوذ تفسیر فہم القرآن)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حق تو صرف رب کی طرف سے ہے

اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿٦٠﴾

(اے نبیؐ! یہ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں) اصل حقیقت ہے جو آپ کے رب کی طرف سے بتائی جا رہی ہے اور آپ اُن لوگوں میں شامل نہ ہو جو اس میں شک کرتے ہیں۔

الفاظ:

اَلْحَقُّ (یہ) حق ہے، حق کے اصل معنی کسی بات کی اصل حقیقت کو ظاہر کرنے کے ہیں، مبتدا مِنْ سے، حرف جار، رَّبِّكَ (رَّبِّ۔كَ) رب تیرے (کی طرف سے) رَّبِّ مجرور اور مضاف، كَ ضمیر واحد مذکر مخاطب، آپ ﷺ کی طرف جاتی ہے اور مضاف الیہ ہے یعنی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہ بیان حق اور امر واقع کے مطابق ہے ترکیب یہ ہے کہ ذٰلِكَ الْاَخْبار (یہ خبر، مبتدا اور محذوف ہے، اس جملے میں پوشیدہ ہے)۔ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ حق اور حقیقت ہے، آپ کے رب کی طرف سے، ذٰلِكَ الْاَخْبار کی خبر ہے۔ فَلَا (فَ۔لَا) تو، نہ، فَ عاطفہ جملے میں ربط کے لیے، لَا نفی کے لیے، تَكُنْ ہونا اس کا مادہ (ک و ن) كَانَ يَكُوْنُ سے فعل نہی واحد مذکر حاضر، فَلَا تَكُنْ پس نہ ہوں آپ (ﷺ)، مِّنَ سے حرف جار، اَلْمُمْتَرِيْنَ شک کرنے والوں (سے) مجرور اور اسم فاعل جمع مذکر ہے، اس کا مفرد اَلْمُمْتَرِیْ ہے اس کا مادہ (م ر ی) ہے، اِمْتَرٰی يَمْتَرِیْ سے اسم فاعل جمع مذکر اَلْمُمْتَرِيْنَ باب افتعال ہے (کسی مسلمہ حقیقت سے انکار کرنا)۔

تفسیر:

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہ حقائق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اس لیے شک وشبہ سے بالاتر ہیں، آیت مبارکہ میں خطاب اگرچہ رسول اللہ ﷺ سے ہے، لیکن مراد آپ کی امت بھی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْخِطَابُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُرَادُ اُمَّتُهٗ (تفسیر قرطبی، بحوالہ تفسیر ماجدی)

مباہلہ

فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ۣ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴿٦١﴾

(اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حقیقی علم آ جانے کے بعد) اب جو کوئی اس معاملے میں آپ سے جھگڑا کرے تو (اے نبیؐ) اس سے کہو کہ ''آؤ ہم اور تم خود بھی آ جاؤ اور اپنے اپنے بال بچوں کو بھی لے آئیں (اور کھلے میدان میں نکل کر) اللہ سے دعا کریں کہ جو جھوٹا ہو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔

الفاظ:

فَمَنْ (فَ-مَنْ) پس، جو (کوئی)، فَ عاطفہ جملے میں ربط کے لیے، مَنْ مبتدا، حَآجَّكَ (حَآجَّ-كَ) جھگڑا کرے۔ آپؐ (سے) كَ ضمیر واحد مذکر مخاطب آپ ﷺ کی طرف جاتی ہے، حَآجَّ کا مادہ (ح ج ج) ہے حَآجَّ يُحَآجُّ سے فعل ماضی واحد مذکر غائب اصل میں حَاجَجَ ثقالت دور کرنے کے لیے ج کا ج میں ادغام کر دیا گیا ہے اور حَآجَّ رہ گیا (جھگڑا کرنا)، مُحَاجَّةٌ باب مفاعلۃ، فِيْهِ (فِيْ-هِ) میں، اس فِيْ حرف جار ہٖ مجرور یعنی اے نبی ﷺ اگر کوئی شخص سیدنا مسیح علیہ السلام (جو اللہ کے سچے رسول اور اس کے بندے ہیں) کی الوہیت کے بارے میں جھگڑا کرے، مِنْ سے حرف جار، بَعْدِ بعد (اس کے) مجرور (مضاف)، مَا جو موصولہ، جَآءَكَ (جَآءَ-كَ) آ گیا، آپؐ (کے پاس)، (جَآءَ يَجِيْءُ) آنا، جَآءَ فعل ماضی واحد مذکر غائب هُوَ ضمیر مضمر ہے (فاعل)، كَ آپؐ کے پاس (مفعول) یعنی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے آپ کے پاس علم حقیقی پہنچ گیا، مِنَ سے حرف جار، الْعِلْمِ علم (حقیقی) مجرور، فَقُلْ (فَ-قُلْ) تو، کہہ دیجیے فَ جواب کے لیے، قَالَ يَقُوْلُ سے فعل امر قُلْ، تَعَالَوْا آؤ تم تَعَالَ سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فعل امر جمع مذکر کا صیغہ تَعَالَوْا، نَدْعُ بلالیں ہم اس کا مادہ (د ع و) دَعَا یَدْعُوْ فعل مضارع جمع متکلم نَدْعُ اصل میں نَدْعُوْ تھا، فعل مضارع جواب میں واقع ہونے کی وجہ سے آخر سے و گر گئی، نَدْعُ رہ گیا، (ہم بلالیں)، اَبْنَآئَنَا (اَبْنَآءَ۔نَا) بیٹوں کو، اپنے، اَبْنَآءَ مضاف (مفعول)، نَا مضاف الیہ (مرکب اضافی)، وَ اور عاطفہ سلسلہ کلام کو جاری رکھنے کے لیے، اَبْنَآئَکُمْ (اَبْنَآءَ۔ کُمْ) بیٹوں کو، تمہارے، اَبْنَآءَ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر مخاطب مضاف الیہ (مرکب اضافی)، وَ اور عاطفہ، نِسَآئَنَا (نِسَآءَ۔نَا) عورتوں کو، اپنی، نِسَآءَ مضاف، نَا مضاف الیہ (مرکب اضافی)، وَ اور عاطفہ، نِسَآئَکُمْ (نِسَآءَ۔ کُمْ) عورتوں کو، تمہاری، نِسَآءَ مضاف، کُمْ ضمیر جمع مذکر مخاطب، مضاف الیہ (مرکب اضافی)، وَ اور عاطفہ، اَنْفُسَنَا (اَنْفُسَ۔نَا) جانوں (کو)، اپنی، اَنْفُسَ مضاف، نَا مضاف الیہ (مرکب اضافی)، وَ اور عاطفہ، اَنْفُسَکُمْ (اَنْفُسَ۔ کُمْ) جانوں (کو)، تمہاری مرکب اضافی، ثُمَّ پھر (حرف عطف)، نَبْتَهِلْ اسم مبالغہ (گڑ گڑا کر دعا کریں) اس کا مادہ (ب ہ ل) اِبْتَهَلَ یَبْتَهِلُ سے فعل مضارع جمع متکلم نَبْتَهِلُ اصل میں لام پر پیش تھا۔ لیکن جواب میں واقع ہونے کی وجہ سے ل ساکن ہوگئی اس طرح نَجْعَلْ ہے، (گریہ و زاری سے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرنا) اِبتِهالٌ باب افتعال، فَنَجْعَلْ (فَ۔ نَجْعَلْ) پھر، ہم کریں، فَ عاطفہ، نَجْعَلْ اس کا مادہ (ج ع ل) ہے جَعَلَ یَجْعَلُ فعل مضارع جمع متکلم نَجْعَلْ (ہم بددعا کریں)، لَّعْنَتَ اللهِ لعنت اللہ تعالیٰ کی یعنی اللہ کی رحمت سے دور ہو جائیں، مضاف، مضاف الیہ (مرکب اضافی)، عَلَى الْكٰذِبِيْنَ جھوٹ بولنے والوں پر عَلٰی حرف جار اَلْكَاذِبِيْنَ مجرور جھوٹے اس کا مفرد اَلْکَاذِب ہے، کِذب جھوٹ اردو میں استعمال ہوتا ہے۔

تفسیر:

اس آیت کو آیت مباہلہ کہا جاتا ہے، تاریخی واقعہ یہ ہے کہ 9 ہجری میں نجرانی عیسائیوں کا ایک چودہ رکنی وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا، سیدنا مسیحؑ کی الوہیت کے مسئلہ پر گفتگو ہوئی آپ ﷺ نے سیدنا مسیح علیہ السلام کی عبدیت اور رسالت پر دلائل پیش کیے لیکن وہ اپنی گمراہی پر قائم رہے، اس پر یہ آیت مباہلہ نازل ہوئی کہ آؤ ہم تم اپنے بیٹوں، عورتوں اور اقرباء کو لے کر اپنے رب سے (کھلے میدان) میں تضرع وزاری سے دعا کریں کہ جو فریق ناحق پر ہو اللہ اس پر لعنت کرے (اپنی رحمت سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دور کر دے)۔ روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سیدنا علی، فاطمہ، حسن اور حسین کو ساتھ لے کر نکلے لیکن نصاریٰ نے کہا: اے ابو القاسم (آپ ﷺ کی کنیت تھی) ہمیں مشورے کی مہلت دی جائے اس کے بعد انہوں نے اپنے سردار عبد المسیح سے پوچھا کہ اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے، اس نے کہا ''اے نصاریٰ کے گروہ! تمہیں معلوم ہے کہ محمد (ﷺ) نبی مرسل ہیں، اُن سے مباہلہ ہماری تباہی کا باعث ہوگا، بہتر یہ ہے کہ ہم صلح کر لیں، پھر وہ رسول ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا اے ابو القاسم! ہم آپ سے مباہلہ نہیں کرنا چاہتے، ہم جزیہ دینے کے لیے تیار ہیں، ہمارے ساتھ جزیہ کی وصولی کے لیے اپنے کسی امین شخص کو بھیجئے، چنانچہ آپ ﷺ نے امین الامت سیدنا ابو عبیدہ بن الجراح کو بھیجا، اس طرح مباہلہ کا یہ معاملہ ختم ہوا۔ (تدریس لغۃ القرآن پروفیسر ابو مسعود حسن)

تفہیم بالقرآن:

حق کے خلاف ہر بات باطل ہے:

۱) فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَٰلُ (یونس:32/10)

''(لوگو!) پھر حق کے بعد گمراہی کے سوا اور کیا باقی رہ جاتا ہے۔''

صرف اللہ تعالیٰ ہی حق کی رہنمائی کرتا ہے:

۲) قُلْ هَلْ مِن شُرَكَائِكُم مَّن يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ قُلِ اللَّهُ يَهْدِي لِلْحَقِّ أَفَمَن يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ أَحَقُّ أَن يُتَّبَعَ أَمَّن لَّا يَهِدِّي إِلَّا أَن يُهْدَىٰ فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ (یونس:35/10)

''(اے نبیؐ) ان سے پوچھیے کہ تمہارے ٹھہرائے ہوئے شریکوں میں کوئی ایسا بھی ہے جو حق کی طرف رہنمائی کرتا ہو؟ کہیے وہ صرف اللہ ہے جو حق کی طرف رہنمائی فرماتا ہے، پھر بھلا بتاؤ، جو حق کی طرف رہنمائی کرتا ہے وہ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس کی پیروی کی جائے یا وہ جو خود راہ نہیں پاتا اِلّا یہ کہ اس کی رہنمائی کی جائے؟ آخر تمہیں ہو کیا گیا ہے، کیسے الٹے الٹے فیصلے کرتے ہو؟''

حق بات کے مقابلے میں ظن (قیاس) کی کوئی حقیقت نہیں:

۳) وَمَا يَتَّبِعُ أَكْثَرُهُمْ إِلَّا ظَنًّا ۚ إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ ﴿٣٦﴾ (یونس:36/10)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اوران (لوگوں) میں اکثر محض ظن کی پیروی کرتے ہیں (وہم پر کام کرتے ہیں، فہم سے کام نہیں لیتے) بلاشبہ حق بات میں ظن (اٹکل اور لایعنی قیاس) کچھ کام نہیں آتا (دنیا و آخرت میں خسارے کا سودا ہے) یقیناً اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ (یہ انسان) کر رہے ہیں۔''

حق ہی یقینی بات ہے:

۴) لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ (یونس:94/10)

(اے نبیؐ) بلاشبہ آپ کے رب کی طرف سے آپ کے پاس حق آ پہنچا ہے، پس (اے امت محمدیہ اس آئینہ جمال الٰہی (قرآن حکیم) کے متعلق دیگر اقوام کی طرح) تم کبھی شک میں نہ پڑنا۔

اہل کتاب کے لیے فیصلہ کن بات:

۵) قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ (آل عمران:64/3)

''(اے نبیؐ) آپ اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) سے کہہ دیجیے کہ (اس کج بحثی اور فضول کے اختلاف کو چھوڑ کر) ایک کلمہ (یعنی اللہ کے حکم کی اتباع) کی طرف آجاؤ جو ہم اور تم میں یکساں (مانا جاتا) ہے (اور جس کی روزِ اول سے سیدنا آدم علیہ السلام اور اُن کے بعد تمام کے تمام انبیاء علیہم السلام نے تعلیم دی) ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں اور اس کا کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور (ہم سب سے) کوئی کسی کو اللہ کے سوا رب (داتا، مشکل کشا، دستگیر اور پالنہار) نہ بنائے، پھر اگر وہ (یہ بات قبول نہ کریں) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم (واشگاف الفاظ میں) فرما دیجیے، کہ گواہ رہو، ہم تو مسلم (زندگی کے تمام احکام میں صرف اور صرف اسی کے مطیع و فرمانبردار ہیں)۔''

تفہیم بالحدیث:

اِخلاص کی تمنا ہر مومن کی خواہش ہے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ عَمَلِيْ صَالِحًا وَاجْعَلْهُ لَكَ خَالِصًا، وَلَا تَجْعَلْ لِاَحَدٍ فِيْهِ شَيْئًا (احمد، راوی عمرؓ)

''یا اللہ! میرے اعمال اچھے کر دیجیے اور انہیں خالص اپنی رضا کے لیے کر دیجیے اور اُن میں کسی اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا کوئی حصہ باقی نہ رہنے دیجیے۔"

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

۱) اللہ ہی ہمارا خالق و مالک، ہادی اور رہنما اور اُسی کا بنایا ہوا دستور قرآن حکیم ہمارے لیے ہدایت کا سامان ہے، جس پر سب سے پہلے خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے عمل کر کے دکھایا، اس لیے اللہ تعالیٰ کی رضا بھی اسی میں ہے کہ ہم آپ کے اسوہ حسنہ کو اپنے لیے مشعل راہ بنائیں۔

۲) حق ہمیشہ غالب رہتا ہے اور اس کا سرپرست رب العالمین ہوتا ہے اس لیے اہل ایمان کو ہمیشہ ایمان پر ثابت قدم اور اُس پر ڈٹے رہنا چاہیے۔ اہل کتاب کے ساتھ مباہلہ میں یہی استقامت نظر آتی ہے۔

رہے گا تو ہی جہاں میں یگانہ و یکتا
اُتر گیا جو ترے دل میں لَا شَرِيكَ لَهٗ

اے مسلمان! جب تم نے صدق دل سے اللہ تعالیٰ کو وحدہ لا شریك لهٗ تسلیم کر لیا تو پوری دنیا میں عزت وعظمت سے سرفراز رہے گا۔

حقیقت اللہ تعالیٰ کے پاس ہے

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶۲﴾

(رب کریم کا فرمان ہے کہ اے نبی ﷺ!) یہ جو کچھ بیان کیا گیا ہے، بلاشبہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیانِ حق ہے اور کوئی معبود نہیں ہے، مگر صرف اللہ کی ذاتِ یگانہ اور وہ اللہ ہی کی ہستی ہے جس کی طاقت سب سے بالا اور جس کی حکمت نظامِ عالم میں کارفرما ہے۔

الفاظ:

اِنَّ بلاشبہ، عربی میں حرف مشبہ بالفعل کہلاتا ہے اور کلام میں زور پیدا کرتا ہے، **هٰذَا** یہ، اسم اشارہ اِنَّ کا اسم ہے یعنی سیدنا مسیحؑ اور سیدہ مریمؑ کا بیان کردہ قصہ، **لَهُوَ** (لَ۔ هُوَ) یقینا، وہ (ہے) لام تاکید، **هُوَ** ضمیر واحد مذکر غائب (مبتدا)، **الْقَصَصُ** قصہ، بیان اس کا مادہ (ق ص ص) **قَصَّ يَقُصُّ** سے مصدر **اَلْقَصَصُ** اس کا مفرد قصہ ہے بیان ہے (خبر)، **الْحَقُّ** سچ یعنی اے محمد ﷺ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہ بات جو ہم نے بیان کی ہے حق بات ہے، جس میں کسی قسم کا کوئی شک وشبہ نہیں ہے، **وَ** اور عاطفہ، **مَا** نہیں ہے، نافیہ، **مِنْ** سے (حرف استثنیٰ حرف جار، **اِلٰهٍ** کوئی معبود (برحق)، **اِلَّا** مگر حرف استثنیٰ، **اللّٰهُ** اللہ سبحانہ و تعالیٰ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، **وَ** اور عاطفہ، **اِنَّ** بلاشبہ، حرف مشبہ بالفعل تاکید کے لیے، **لَهُوَ** (لَ۔ هُوَ) یقینا، وہ (ہے) لَ، تاکید یہ **هُوَ**، وہ ضمیر واحد مذکر غائب (مبتدا) **الْعَزِيْزُ** بہت غالب (ہے) **عِزَّةٌ** سے مصدر **اَلْعَزِيْز** وہ جو سب پر غالب ہو، مغلوب نہ ہو، مبالغہ کا صیغہ ہے صفت نمبر ۱، (امام راغب) **الْحَكِيْمُ** حکمت والا، صفت نمبر ۲: **اَلْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ** اللہ تعالیٰ کے اسماء الحسنیٰ میں سے ہیں۔

تفسیر:

مولانا امین احسن اصلاحیؒ لکھتے ہیں:

یعنی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی اصل حقیقت یہ ہے جو بیان ہوئی ہے، اُن کا جو درجہ و مرتبہ ہے اللہ کے ایک بندے اور اس کے نبی و رسول کی حیثیت سے ہے، اللہ تعالیٰ کی خدائی میں اُن کا کوئی حصہ نہیں ہے، معبود تو صرف اللہ تعالیٰ ہے اور وہ عزیز اور حکیم (ہے) **العزیز** سب پر غالب اور سب سے بالاتر، **اَلْحَكِيْمُ** اس کا ہر کام حکمت اور مصلحت پر مبنی ہوتا ہے، ان دو صفات میں شرک کی کامل نفی کر دی گئی ہے۔ (تدبر قرآن)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِالْمُفْسِدِيْنَ﴿۶۳﴾

اگر یہ لوگ (حقیقت حق) سے منہ موڑیں تو (اُن کا مفسد ہونا صاف کھل جائے گا) اور اللہ تو مفسدوں کے حال سے (خوب) واقف ہے۔

الفاظ:

فَاِنْ (فَ۔اِنْ) پھر، اگر، فَ پھر عاطفہ جملے میں ربط کے لیے، اِنْ اگر حرف شرط، تَوَلَّوْا پھر جائیں (یعنی نصاریٰ) اس کا مادہ (ول ی) تَوَلّٰی یَتَوَلّٰی سے فعل ماضی معلوم جمع مذکر غائب تَوَلَّوْا (پھر جائیں، حق بات کو رد کر دیں) فَاِنَّ (فَ۔اِنَّ) تو، بلاشبہ فَ جواب شرط، اِنَّ حرف مشبہ بالفعل، کلام میں زور پیدا کرتا ہے، فَاِنَّ اللّٰهَ تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ عَلِيْمٌ خوب جاننے والا ہے اس کا مادہ (ع ل م) عَلِمَ يَعْلَمُ سے مبالغہ کا صیغہ عَلِيْمٌ خوب جاننے والا بروزن فَعِيْلٌ اِنَّ کی خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع (پیش والا) ہے۔

تفسیر:

یعنی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی عبدیت و رسالت پر جو روشن دلائل قرآن حکیم میں پیش کیے گئے اگر ان دلائل سے نصاریٰ منہ پھیر لیں تو جان لیجیے کہ یہ لوگ محض فساد پھیلانے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ اُن کی گرفت فرمائے گا۔ (تفسیر فتح القدیر، امام شوکانی رحمہ اللہ)

دعوتِ اتحاد

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ﴿۶۴﴾

(اے نبیؐ) آپ (یہود و نصاریٰ سے) کہہ دیجیے کہ اے اہل کتاب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(اختلاف و نزاع کی ساری باتیں چھوڑ دو) اُس بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے دونوں کیلئے یکساں طور پر مسلّم ہے، یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں، اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی اللہ کے سوا کسی کو اپنا رب نہ بنائے، اس دعوت کو قبول کرنے سے اگر وہ منہ موڑیں تو صاف کہہ دیجیے کہ گواہ رہو ہم تو مسلم (صرف اللہ ہی کی بندگی و اطاعت کرنے والے) ہیں۔

الفاظ:

قُلْ کہہ دیں آپ ﷺ، قَالَ یَقُوْلُ سے فعل امر قُلْ (کہہ دیجیے) یَآ اے حرف ندا اَھْلَ الْكِتٰبِ اہل کتاب، اَھْلَ، اہل، مناوی (مضاف) الْكِتٰبِ (مضاف الیہ)، تَعَالَوْا آؤ تم فعل امر جمع مذکر اس کا مفرد تَعَال تو آ، اس کا ماضی اور مضارع استعمال نہیں ہوتا، اِلٰى طرف حرف جار، كَلِمَةٍ ایک کلمہ کی طرف مجرور، سَوَآءٍ مساوی ہے (برابر ہے) صفت یعنی ایسی مشترک بات جو تمام انبیاء علیہم السلام کے درمیان مسلمہ ہے، بَيْنَنَا (بَيْنَ۔نَا) درمیان، ہمارے بَيْنَ ظرف مکان (مضاف) نَا (مضاف الیہ) وَ اور، عاطفہ، جملے میں ربط کے لیے، بَيْنَكُمْ (بَيْنَ۔ كُمْ) درمیان، تمہارے بَيْنَ ظرف مکان (مضاف) كُمْ ضمیر جمع مذکر مخاطب (مضاف الیہ) اَلَّا (اَنْ۔لَا) یہ کہ، نہ اَنْ ناصبہ (بعد والے لفظ کو زبر) لَا، نافیہ (نہ) اَنْ لَا پڑھنے میں ثقالت (دشواری) پیدا ہو رہی تھی اس لیے قاعدہ ادغام کے مطابق اَلَّا پڑھا گیا معنوں میں فرق نہیں آتا، نَعْبُدَ ہم عبادت کریں اس کا مادہ (ع ب د) ہے عَبَدَ یَعْبُدُ سے فعل مضارع جمع متکلم نَعْبُدُ ہم عبادت کریں، اِلَّا مگر حرف استثنٰی، اللهَ اللہ سبحانہ وتعالیٰ یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، وَ اور عاطفہ، لَا نہ، نافیہ، نُشْرِكَ شریک ٹھہرائیں ہم مضارع منصوب جمع متکلم اَشْرَكَ یُشْرِكُ (شرک کرنا، اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات، احکام و اطاعت میں دوسروں کو شریک کرنا، اور یہ سب سے بڑا ظلم ہے)، بِهٖ (بِ۔ہٖ) ساتھ، اس کے، بِ جار ہٖ مجرور، شَيْئًا کسی (کو) مفعول بہ، وَّ اور عاطفہ، لَا نہ، نافیہ، یَتَّخِذَ بنائے، اِتَّخَذَ یَتَّخِذُ سے فعل مضارع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واحد مذکر غائب، نُشْرِكَ اور يَتَّخِذَ پر عطف (کسی حرف کے ذریعہ لفظ کو پہلے نقطہ کے تابع کرنا) نَعْبُدَ پر ہے اس لیے یہ بھی منصوب (زیر والے) ہیں، بَعْضُنَا (بَعْضُ۔نَا) بعض ہمارے، بَعْضُ مضاف، نَا مضاف الیہ، بَعْضًا بعض (کو) مفعول، اَرْبَابًا رب کی جمع، مِّنْ سے حرف جار، دُوْنِ اللّٰهِ اللہ کے سوا، دُون، سوائے مجرور (مضاف) اللہ، اللہ سبحانہ وتعالیٰ (مضاف الیہ)، فَاِنْ (فَ۔اِنْ) پس، اگر، تَوَلَّوْا وہ پھر جائیں، تَوَلّٰى يَتَوَلّٰى فعل ماضی جمع مذکر غائب (پھر جانا، راہ حق سے انحراف کرنا) فَقُوْلُوا (فَ۔قُوْلُوا) تو، تم کہو، فَ جواب کے لیے، قُوْلُوا فعل امر جمع مذکر (قَالَ، يَقُوْلُ) کہنا، اِشْهَدُوْا (کہ) گواہ ہو جاؤ تم، اس کا مادہ (ش ہ د) ہے شَهِدَ يَشْهَدُ سے فعل امر جمع مذکر حاضر (گواہ ہو جاؤ تم)، بِاَنَّا (بِ۔اَنَّا) (اس بات کے) کہ بلاشبہ ہم (تو) بِ حرف جار، اَنَّا بلاشبہ ہم، جمع متکلم، مُسْلِمُوْنَ جمع مذکر فرمانبردار ہیں، اللہ تعالیٰ کے احکام کو دل و جان سے ماننے والے ہیں، اس کا مفرد مُسْلِمٌ ہے۔

تفسیر:

اللہ تعالیٰ نبی ﷺ سے فرماتا ہے کہ آپ اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ سے کہہ دیجیے کہ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ایسی انصاف والی بات کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں برابر ہے۔ یعنی ہم اس کی بنیاد پر متحد ہو جائیں، اس سے مراد وہ بات ہے، جس پر تمام انبیاء و رُسل کا اتفاق ہے، جس کی مخالفت سوائے گمراہ اور ضدی لوگوں کے کسی نے نہیں کی ہے اور وہ بات فریقین میں کسی ایک کے ساتھ مخصوص نہیں، بلکہ دونوں میں مشترک ہے۔ یہ اختلاف کے مواقع پر انصاف والی بات ہے، پھر اس کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک بنائیں'' اکیلے اللہ کی عبادت کریں، محبت، خوف، امید اور مشکلات سے نجات کا تعلق صرف اسی سے رکھیں، اس کے ساتھ نہ کسی نبی کو شریک کریں نہ ولی کو، نہ صنم (مورتی) کو نہ وثن (بت) کو، نہ حیوان کو نہ جمادات کو (اور نہ ہی خواہشات کو) وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور نہ اللہ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو رب بنائیں'' بلکہ صرف اللہ کی عبادت اور اس کے رسولوں کا اتباع کریں، ہم کسی مخلوق کی بات مان کر خالق کی نافرمانی نہ کریں، کیونکہ یہ کام مخلوق کو خالق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا مقام دینے کے مترادف (ہم معنی) ہے، جب اہل کتاب یا دوسرے غیر مسلموں کو اس بات کی دعوت دی جائے اور وہ تسلیم کرلیں تو وہ دوسرے مسلمانوں کے برابر ہو جائیں گے۔ اُن کے حقوق و فرائض دوسرے مسلمانوں کے برابر ہوں گے، اگر وہ تسلیم نہ کریں، تو ثابت ہو جائے گا کہ وہ اپنی خواہش نفس کے پیروکار اور باغی ہیں، تو انہیں برملا اور واشگاف الفاظ میں کہہ دو کہ ہم تو مسلمان ہیں (زندگی کے ہر معاملے اور ہر شعبہ میں صرف اور صرف اسی خالق و مالک کے احکام ماننے والے ہیں) اس کا فائدہ غالباً یہ ہے کہ جب تم انہیں یہ بات کہو گے اور حقیقی اہل علم تم ہی ہو، تو یہ بات ان پر مزید حجت قائم کردے گی، علاوہ ازیں جب تم ایمان لا کر اسلام میں داخل ہو چکے ہو، تو اللہ کو دوسروں کو غیر مسلم رہنے کی پروانہیں، کیونکہ وہ پاک نہیں ہیں، بلکہ ان کی فطرت ناپاک ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا:

قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا (بنی اسرائیل:107/17)

”(اے نبیؐ) کہہ دیجیے تم ایمان لاؤ یا نہ لاؤ، جنہیں اس سے پہلے علم دیا گیا ہے ان کے پاس تو جب بھی اس کی تلاوت کی جاتی ہے، تو وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں اس کے علاوہ ایمان والے عقیدے پر شبہات وارد ہونے سے مومن پر یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے ایمان کی تجدید کرے اور اپنے اسلام کا اعلان کرے اور اس طرح اپنے یقین کی خبر دے اور اپنے رب کی نعمت پر اس کا شکر ادا کرے۔ (تفسیر السعدی، عبدالرحمن بن ناصر السعدی)

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

۱) سب انبیاء ورسل کی دعوت کی بنیاد لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ ہے اور سب کے سب مسلمان (اللہ تعالیٰ کے مطیع و فرمانبردار تھے)۔

۲) انسان راہِ حق سے اُسی وقت منحرف ہوتے ہیں جب وہ خواہشات کے غلام، شیاطین کے پیروکار، ضد اور ہٹ دھرمی کا شکار اور بغض وعناد کے اسیر ہو جاتے ہیں، یہود ونصاریٰ کی تاریخ میں یہی باتیں عیاں ہیں۔

۳) اللہ تعالیٰ کا کلمہ ہمیشہ بلند رہتا ہے، اسی طرح مسلمان بھی اپنے ایمان اور اسلام پر پہاڑ سے زیادہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضبوط ہوتا ہے، پہاڑ اپنی جگہ سے ہل جائے تو ہل جائے مگر مسلمان نہ کسی سے ڈرتا اور نہ اپنے ایمان سے رتی برابر بھی اِدھر اُدھر ہوتا ہے، وہ صرف اور صرف اپنے خالق و مالک سے خائف رہتا ہے۔

۴) ان آیات میں مسلمان حکمرانوں کے لیے لمحہ فکریہ ہے جو اسلام کی پاکیزہ اور عادلانہ تعلیمات کو فراموش کر کے یہود و نصاریٰ کے اشاروں پر اپنے آپ کو اور اپنے عوام کو تباہ و برباد کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور دنیا کے چند حقیر اور معمولی سکوں پر اپنے لیے دائمی جہنم خرید رہے ہیں۔

۵) لفظ 'مسلمون' پر بار بار غور کر لیا جائے اللہ کا دین ہمیشہ ایک ہی رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کو مسلم ہونا بڑا پسند ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اچھا انسان اور اچھا مسلمان بنا دے۔

طینت پاک مسلماں گوہر است
آب و تابش آزیم پیغمبرؐ است
مسلم اَستِی بے نیاز از غیر شو
اہل عالم را سراپا خیر شو

مسلمان فطرتاً سراپا رحمت و شفقت ہے، اس کی طینتِ پاک مثال گوہر (موتی) جیسی ہے جس کی آب و تاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بحرِ رحمت سے ملتی ہے، اے مسلمان! تو اللہ تعالیٰ کے علاوہ سب سے بے نیاز ہو جا، اور تیرا وجود دنیا والوں کے لیے سراپا خیر بن جائے۔

اہل کتاب کو تنبیہ (۱)

يَٰٓأَهۡلَ ٱلۡكِتَٰبِ لِمَ تُحَآجُّونَ فِيٓ إِبۡرَٰهِيمَ وَمَآ أُنزِلَتِ ٱلتَّوۡرَىٰةُ وَٱلۡإِنجِيلُ إِلَّا مِنۢ بَعۡدِهِۦٓۚ أَفَلَا تَعۡقِلُونَ ﴿٦٥﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے اہل کتاب! تم ابراہیمؑ کے (دین کے) بارے میں کیوں جھگڑتے ہو؟ (کہ ان کا طریقہ یہودیت کا طریقہ تھا یا نصرانیت کا) حالانکہ تورات و انجیل (جن کے نام پر یہ گروہ بندیاں کی گئی ہیں) نازل نہیں ہوئی ہیں مگر اس کے بہت بعد۔ پس ظاہر ہے کہ جس گروہ بندی کا اس وقت وجود ہی نہ تھا وہ (یعنی سیدنا ابراہیمؑ) کیونکر اس کے پیرو ہو سکتے ہیں؟ کیا (اتنی موٹی سی بات بھی) تم نہیں سمجھ سکتے؟

الفاظ:

يَٰٓأَهۡلَ ٱلۡكِتَٰبِ **يَا** اے، حرف ندا، **أَهۡلَ ٱلۡكِتَٰبِ** اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) **أَهۡلَ** منادی (مضاف)، **الكتاب** مضاف الیہ، **لِمَ (لِ-مَا)** لیے، کس یعنی کس لیے، **لِ-مَا** لام تعلیل اور ما استفہامیہ سے مرکب ہے آخر میں **مَا** کا الف ساقط کر دیا گیا (بوجہ ثقالت) لام اور میم دونوں کو ملا کر لکھتے ہیں، **ل** حرف جار، **مَا** استفہام، **تُحَآجُّونَ** تم جھگڑتے ہو، اس کا مادہ (ح ج ج) ہے **حَاجَّ يُحَاجُّ** سے فعل مضارع جمع مذکر حاضر، **فِيٓ** میں حرف جار، **إِبۡرَٰهِيمَ** سیدنا ابراہیمؑ (کے بارے میں) غیر منصرف ہونے کی وجہ سے **إِبۡرَٰهِيمَ** کی میم پر (زیر کی جگہ زبر ہے)، **وَ** اور (حالانکہ) واؤ حالیہ کہلاتی ہے، **مَآ** نہیں نافیہ، **أُنزِلَتِ** اتاری گئی، اس کا مادہ (ن ز ل) **أَنزَلَ يُنزِلُ** سے فعل ماضی مجہول، واحد مونث غائب (اتاری گئی)، **التَّوۡرَىٰةُ** کتاب تورات، یہ **أُنزِلَتۡ** کا نائب فاعل ہے، اسی لیے مرفوع ہے (پیش والا ہے) وہ آسمانی کتاب جو سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی، **وَ** اور عاطفہ، **الۡإِنجِيلُ** انجیل، انجیل جو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی، **إِلَّا** مگر حرف استثنیٰ، **مِنۢ** سے حرف جار، **بَعۡدِهِۦٓ (بَعۡدِ-هِ)** بعد (پیچھے)، اُن کے (سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے) یعنی تورات اور انجیل تو سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے بہت عرصہ بعد نازل ہوئی ہیں، **أَفَلَآ** کیا استفہامیہ، **فَلَا (فَ-لَا)** پس نہیں، **فَ** عاطفہ، **لَا** نافیہ، **تَعۡقِلُونَ** تم عقل رکھتے ہو اس کا مادہ (ع ق ل) **عَقَلَ يَعۡقِلُ** سے فعل مضارع جمع مذکر حاضر **تَعۡقِلُون** (عقل سے کام لینا، سمجھنا)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر:

یہودی کہتے تھے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام ہم میں سے ہیں اور نصرانی کہتے تھے کہ سیدنا ابراہیمؑ ہم میں سے ہیں اور دونوں اس بارے میں بحث ومباحثہ کرتے رہتے تھے، ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے دونوں کے دعوے کو باطل قرار دیا کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں نہ تو سیدنا موسیٰ علیہ السلام تھے اور نہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور نہ توریت تھی، نہ انجیل، یہ دونوں کتابیں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے صدیوں بعد نازل ہوئیں، کیا تمہیں ذرا بھی سمجھ نہیں، تم تو سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بھی آپس میں جھگڑتے رہتے ہو اور اُن کے دین پر ہونے کے دعوے کرتے ہو حالانکہ تم خوب جانتے ہو کہ توریت وانجیل میں دین کی حقیقت کیا تھی؟ اور تم نے اُس میں کتنی تحریف کر رکھی ہے، توریت اور انجیل دونوں میں خاتم المرسلین سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف مذکور ہیں اور یہ بھی مذکور ہے کہ دین محمدی سے توریت اور انجیل کے احکام منسوخ کر دیے جائیں گے مگر تم نے جان بوجھ کر ان باتوں کو چھپایا اور اللہ تعالیٰ نے اُن کا پردہ چاک کر کے تمہیں رسوا کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دونوں فریقوں کو اس بے علمی کے جھگڑے پر ملامت کی کہ تم اُن امور میں کیوں جھگڑتے ہو جن کا تمہیں ذرا بھی علم نہیں، سیدنا ابراہیم علیہ السلام تو تم سے ہزاروں سال پہلے گزرے ہیں اور تم اس بارے میں کیوں گفتگو کرتے ہو جس کا تمہیں کچھ بھی علم نہیں، ان سب امور سے تو اللہ تعالیٰ ہی باخبر ہے۔ (ابن کثیر جلد اول صفحہ ۳۷۲ تفسیر مظہری جلد دوم صفحات ۶۶، ۶۷ بحوالہ تفسیر احسن البیان سید فضل الرحمن)

اہل کتاب کو تنبیہ (۲)

هَٰأَنتُمْ هَٰؤُلَاءِ حَاجَجْتُمْ فِيمَا لَكُم بِهِ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَاجُّونَ فِيمَا لَيْسَ لَكُم بِهِ عِلْمٌ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٦٦﴾

(اے اہل کتاب! سنو) تم لوگ وہی ہو جو اس امر میں جھگڑ چکے ہو جس کا کچھ تو علم تھا سنو (اب) ایسی بات میں کیوں جھگڑتے ہو جس کا تمہیں (کچھ بھی) علم نہیں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفاظ:

هَٰأَنتُمْ سنو! تم وہی لوگ تو ہو، کلمۂ تنبیہ یہاں پر تھا ہمزہ استفہام کے قائم مقام ہے اور استفہام تعجب کے لیے ہے، أَنتُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر، هَٰؤُلَاءِ اسم اشارہ جمع قریب (خبردار ہو جاؤ غور سے سنو! کہ تم وہ ہو)، حَاجَجْتُمْ جھگڑا کیا تم نے، اس کا مادہ (ح ج ج) حَاجَّ يُحَاجُّ سے فعل ماضی جمع مذکر مخاطب حَاجَجْتُمْ (جھگڑا کیا تم نے)، فِيمَا (فِيْ۔ مَا) میں، اس چیز یعنی اس بات میں، لَيْسَ نہیں فعل ماضی (ناقص کہلاتا ہے اس سے امر اور مضارع نہیں آتے)، فِيْ جار، مَا اسم موصول، لَكُمْ (لَ۔ كُمْ) لیے، تمہارے لَ حرف جار، كُمْ ضمیر جمع مذکر مخاطب، مجرور ضمائر اپنی اعرابی حالت برقرار رکھتے ہیں، بِهٖ (بِ۔ هٖ) ساتھ، اس کے، اس بات کا، بِ حرف جار، هٖ مجرور، عِلْمٌ (کوئی) علم تھا، وَ اور مستانفہ (اس کے بعد مستقل جملہ شروع ہوتا ہے) اللّٰهُ مبتدا ہے يَعْلَمُ اللہ سبحانہ وتعالیٰ جانتا ہے اس کا مادہ (ع ل م) (عَلِمَ، يَعْلَمُ) جاننا اللہ تعالیٰ کا علم کائنات کی ہر چھوٹی بڑی بات پر محیط ہے اور محیط رہتا ہے، يَعْلَمُ جملہ بن کر خبر ہے وَ اور عاطفہ، أَنتُمْ تم (مبتدا) لَا نہیں (نافیہ)، تَعْلَمُونَ جانتے (ہو) فعل مضارع جمع مذکر حاضر (خبر)۔

تفسیر:

(اے یہود ونصاریٰ) تمہارے علم و دیانت کا تو یہ حال ہے کہ جن چیزوں کا تمہیں علم ہے یعنی اپنے دین اور اپنی کتاب کا (تورات وانجیل کا) اس کی بابت تمہارے جھگڑے بے اصل بھی ہیں اور بے عقلی کا مظہر بھی تو پھر تم اس بات میں کیوں جھگڑتے ہو، جس کا تمہیں سرے سے علم ہی نہیں ہے؟ یعنی ابراہیم علیہ السلام کی شان اور ان کی ملتِ حنیفیہ کے بارے میں، جس کی اساس توحید واخلاص پر ہے، اس آیت میں نہ صرف غلط طور پر جھگڑا کرنے سے منع کیا گیا ہے بلکہ مطلقاً جھگڑے سے بچنے کی نصیحت بھی کی ہے۔

(تفسیر دعوت القرآن، ابونعمان سیف اللہ خالد حفظہ اللہ)

اب قرآن سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں واشگاف الفاظ میں روشنی ڈالتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابراہیمؑ کا دین

مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿٦٧﴾

(سیدنا) ابراہیمؑ نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی (اور نہ کسی دوسری مذہبی جتھا بندی کے پیرو) بلکہ (اپنے عہد کی تمام گمراہیوں سے) ہٹے ہوئے، اللہ تعالیٰ کے مخلص اور فرمانبردار بندے! اور یقیناً اُن کی راہ شرک کرنے والوں کی راہ نہ تھی۔

الفاظ:

مَا نہیں (نافیہ)، كَانَ (تھا اور عزت کے لیے تھے) فعل ماضی (ناقص)، اِبْرٰهِيْمُ (سیدنا ابراہیم علیہ السلام) کان کا اسم ہے، يَهُوْدِيًّا یہودی، کان کی خبر ہے، وَ اور عاطفہ، لَا نہ (نافیہ)، نَصْرَانِيًّا نصرانی، وَّ اور عاطفہ، لٰكِنْ لیکن (حرف استدراک) كَانَ تھے، وہ كَانَ کا اسم هُوَ ہے، حَنِيْفًا صرف اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے والے، اس کا مادہ (ح ن ف) ہے، حَنَفَ يَحْنِفُ سے حنیف بروزن فعیل كَانَ کی خبر ہے، صرف اللہ ہی لو لگانے والے مُّسْلِمًا اطاعت گزار، فرمانبردار (احکام الٰہی کے آگے سر تسلیم خم کرنے والے) یہ بھی خبر ہے، وَ اور، مَا نہیں نافیہ، كَانَ تھے (یعنی وہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام) مِنَ سے حرف جار، الْمُشْرِكِيْنَ مشرکوں (میں سے)۔

تفسیر:

اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نہ تو یہودی تھے اور نہ ہی عیسائی، کیونکہ یہ دونوں مذاہب سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی وفات کے کئی سو برس بعد کی پیداوار ہیں، ان کا اسلام کی پاکیزہ اور مصفّٰی تعلیمات سے کوئی واسطہ نہیں ہے، پھر غور کیجیے (یہودیت اور عیسائیت جو خود ساختہ ہیں) سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات سے کہیں دور ہیں، یہ دونوں نفوس قدسیہ سچے اور کھرے مسلمان اور اسلام کی تعلیمات کے علمبردار تھے اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام ہی کی حیات طیبہ کے پیروکار تھے اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارے میں قرآن حکیم نے وضاحت کر دی ہے کہ وہ حنیفًا مُسْلِمًا ٹھیٹھ اردو میں ''سیدھے سادھے مسلمان تھے۔(تفسیر ماجدی)

تفہیم بالقرآن:

(۱) اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَ هٰذَا النَّبِيُّ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ اللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ (آل عمران:68/3)

''(سیدنا) ابراہیم علیہ السلام سے نسبت رکھنے کا سب سے زیادہ حق اگر کسی کو پہنچتا ہے، تو اُن لوگوں کو پہنچتا ہے جنہوں نے ان کی پیروی کی (اسلام اور توحید کی راہ پر اِخلاصِ دل سے چلے) اور اب یہ نبی ﷺ (خاتم النبیین ﷺ) اور اُن کے ماننے والے اس نسبت کے زیادہ حق دار ہیں اللہ صرف انہی کا حامی و مددگار ہے جو ایمان رکھتے ہیں۔''

(۲) قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَ مَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَ عِيْسٰى وَ مَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ (البقرہ:136/2)

''مسلمانو! کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اُس ہدایت پر جو ہماری طرف نازل ہوئی ہے (جسے سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ لے کر تشریف لائے ہیں) اور ابراہیم علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام اور اولادِ یعقوبؑ کی طرف سے نازل ہوئی تھی اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرے تمام پیغمبروں کو ان کے رب کی طرف سے دی گئی تھی (نہ کہ خود ساختہ، خواہشات نفس کے مطابق۔ ہم اُن کے درمیان کوئی تفریق نہیں کرتے (سب کے سب مسلمان اور توحید پرست تھے) اور ہم بھی (برملا اعلان کرتے ہیں) کہ ہم مسلمان ہیں۔

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

۱) 'اسلام' (اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا راستہ) روزِ اول سے رہا ہے اور ہر رسول اور ہر نبی علیہ السلام مخلص اور سچا مسلمان اور اسی راستے کی طرف دعوت دینے والا تھا۔

۲) حق و معرفت کا راستہ صرف اور صرف رب العالمین کا بتایا ہوا راستہ ہے اور وہ اسلام کا راستہ ہے اسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر عمل پیرا ہونے سے دنیا اور آخرت کی کامیابی مل سکتی ہے۔۔

۳) یہودیت اور عیسائیت یا دنیا کے دیگر مذاہب خودساختہ ہیں ان کی حقانیت غیر مصدقہ ہے۔

۴) اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا پر بار بار غور کر لیا جائے، یہ آیہ مبارکہ مسلمانوں کی فرقہ بندیوں پر ضربِ کاری لگاتی ہے، کاش کہ مسلمان قرآن پر غور کر لیں۔

بُتانِ شعوب و قبائل کو توڑ
رَسومِ کُہن کے سَلَاسِلْ کو توڑ
یہی دَینِ محکم یہی فتح باب
کہ دنیا میں توحید ہو بے حجاب

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابراہیمؑ کے دین پر کون ہے؟

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۸﴾

(سیدنا) ابراہیمؑ سے نسبت رکھنے کا سب سے زیادہ حق اگر کسی کو پہنچتا ہے تو اُن لوگوں کو پہنچتا ہے جنھوں نے ان کی پیروی کی اور اب یہ نبی اور اُن کے ماننے والے اس نسبت کے زیادہ حقدار ہیں، اللہ صرف انہی کا حامی و مددگار ہے جو ایمان رکھتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفاظ:

اِنَّ یقینا حرف مشبہ بالفعل جملے میں زور پیدا کرتا ہے، اَوْلَی زیادہ قریب، اسم تفضیل کا صیغہ ہے (مضاف) اَوْلَی اس کا مادہ (ول ی) وَلِیَ یَلِیْ سے اسم تفضیل اَوْلَی (زیادہ قریب) اِنَّ کا اسم ہے، النَّاسِ سب لوگوں سے (مضاف الیہ)، بِاِبْرٰھِیْمَ (بِ ۔اِبْرٰھِیْمَ) ساتھ، ابراہیم کے، بِ حرف جار، اِبْرٰھِیْمَ مجرور (غیر منصرف اس لیے اعرابی حالت تبدیل نہیں ہوئی)، لَلَّذِیْنَ (لَ ۔اَلَّذِیْنَ) البتہ، وہ لوگ ہیں، لَ حرف تاکید، اَلَّذِیْنَ اسم موصول (اِنَّ کی خبر بھی ہے)، اتَّبَعُوْہُ (اتَّبَعُوْ ۔ہُ) جنہوں نے پیروی کی، اُن کی (یعنی ابراہیمؑ کی)، اس کا مادہ (ت ب ع) ہے اِتَّبَعَ یَتَّبِعُ سے فعل ماضی جمع مذکر غائب اِتَّبَعُوْہ باب افتعال بروزن اِتْبَاع، ہٗ کی ضمیر واحد مذکر سیدنا ابراہیمؑ کی طرف جاتی ہے (جن لوگوں نے پیروی کی، ان کی)، وَ اور عاطفہ جملے میں ربط کے لیے، ھٰذَا یہ اسم اشارہ اس کا عطف، اَلَّذِیْنَ پر ہے، النَّبِیُّ نبی ﷺ کہ سیدنا ابراہیمؑ کے زیادہ قریب رسول اللہ ﷺ ہیں۔ وَ اور عاطفہ، اَلَّذِیْنَ وہ لوگ جو اسم موصول جمع مذکر اس کا عطف (ربط) پچھلے اَلَّذِیْنَ پر ہے، اٰمَنُوْا وہ لوگ جو ایمان لائے (آپ ﷺ کی دعوت پر یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم)، وَ اور مستانفہ اس کے بعد مستقل جملہ شروع ہوتا ہے، وَ اللّٰہُ اور سبحانہ وتعالیٰ (مبتدا)، وَلِیُّ دوست ہے، سرپرست ہے، خبر (مضاف)، الْمُؤْمِنِیْنَ ایمان والوں کا (مضاف الیہ اور اسم فاعل) مومنون تھا مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مومنین ہوا، معنی میں کوئی فرق نہیں آتا۔

تفسیر:

مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں:

''سیدنا ابراہیمؑ سے نسبت کے اصل حقدار وہ لوگ ہیں جنہوں نے اُن کی پیروی کی، یعنی یہ نسبت صرف خاندان اور نسب سے حاصل ہونے والی چیز نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق اتباع اور اطاعت سے ہے، اس اعتبار سے سیدنا ابراہیمؑ سے سب سے زیادہ اولیٰ واقرب یہ پیغمبر خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن پر ایمان لانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں، نہ کہ یہود و نصاریٰ اور مشرکین جنہوں نے دین ابراہیمی کو بالکل مسخ اور برباد کیا ہے۔ (تدبر قرآن)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخر میں فرمایا کہ یہی اہل ایمان ہیں جن کا سرپرست اور مددگار اللہ ہے، وہ اُن کی مدد فرمائے گا اور ان کے مخالفوں پر اُن کو غالب کرے گا اس لیے کہ یہی لوگ اس دین پر ہیں جو سیدنا ابراہیم لے کر آئے تھے۔ (حوالہ، ایضا)

اب اہل کتاب کی بری خصلت اور جبلت کا تذکرہ ان الفاظ میں آرہا ہے:

گمراہ کن اہل کتاب کا رویّہ

وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۶۹﴾

(اے ایمان لانے والو!) اہل کتاب میں ایک گروہ ہے جو اس بات کا آرزومند ہے کہ کسی طرح تمہیں راہِ حق سے بھٹکا دے (اور دینِ ابراہیمی کی پیروی میں تمہارے قدم استوار نہ رہیں) لیکن یاد رکھو!، وہ تمہیں گمراہ کرنے کی (سازشیں کرکے) تمہیں نہیں، خود اپنے ہی کو گمراہی میں ڈالے ہوئے ہیں۔ اگرچہ (شدتِ جہل ونفسانیت سے) اس کا شعور نہیں رکھتے۔

الفاظ:

وَدَّتْ چاہا، پسند کیا فعل ماضی اس کا مادہ (و د د) ہے **وَدّ**، **يَوَدُّ** سے فعل ماضی واحد مونث غائب **وَدّتْ** (چاہنا، پسند کرنا، **موّدت** چاہت اردو میں معروف ہے، **طَّآئِفَةٌ** ایک گروہ **طَوْف** مصدر سے اسم فاعل واحد مونث **طائفةٌ** اس کے لیے فعل بھی "**وَدّتْ**" مونث آیا ہے، **مِّنْ** سے حرف جار، **اَهْلِ الْكِتٰبِ** اہل کتاب (یہود ونصاری)، **اَهْلِ** (والے) مجرور، **مِنْ** کی وجہ سے مجرور ہے، (مضاف **اَلْكتاب**، کتاب (مضاف الیہ)، **لَوْ** کاش کہ (دلوں میں جلن ہے)، **يُضِلُّوْنَكُمْ** (**يُضِلُّوْنَ۔ كُمْ**) وہ گمراہ کریں، تم کو، اس کا مادہ (ض ل ل) ہے **اَضَلَّ يُضِلُّ** سے فعل مضارع جمع مذکر غائب **اِضْلَال** بروزن **اِفْعَالٌ**، باب افعال ہے، **وَ** حالانکہ، حالیہ کہلاتا ہے، **مَا** نہیں نافیہ،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُضِلُّوْنَ وہ گمراہ کرتے ہیں فعل مضارع جمع مذکر غائب، اِلَّآ مگر حرف استثنٰی، اَنْفُسَهُمْ (اَنْفُسَ۔هُمْ) جانوں، اپنی کو حالانکہ وہ اپنی جانوں کے سوا کسی کو گمراہ نہیں کر سکتے (فریب نفس میں مبتلا ہیں) اَنْفُسَ مضاف اس کا مفرد نَفْسٌ، هُمْ مضاف الیہ، وَ اور عاطفہ، مَا نہیں نافیہ، يَشْعُرُوْنَ وہ سمجھتے ہیں اس کا مادہ (ش ع ر) ہے شَعَرَ يَشْعُرُ سے فعل مضارع جمع مذکر غائب يَشْعُرُوْنَ عقل و شعور سے کام لینا اردو میں استعمال ہوتا ہے۔

تفسیر:

مولانا عبدالرحمن کیلانی لکھتے ہیں:

''عقائد و اعمال کے لحاظ سے سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے قریب تر وہ لوگ تھے جو اُن کے پیروکار تھے یا پھر یہ آخری نبی محمد ﷺ اور ان کے پیروکار (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) ہیں گویا ایسے لوگوں میں دو صفات ہوتی ہیں ایک تو وہ مشرک نہیں ہوتے (ہر قسم کے شرک سے الگ تھلگ اور بیزار ہوتے ہیں) دوسرے اللہ تعالیٰ کے سب کے سب احکام بجالاتے ہیں اور مکمل طور پر اللہ کے فرمانبردار ہوتے ہیں (اسی بات کو قرآن حکیم کے الفاظ میں "حنیفاً مُسلِماً" کہا گیا ہے) اور اسی نسبت سے جو درود اُمت محمدیہ کو نماز میں پڑھنے کے لیے سکھلایا گیا ہے، اُس میں ایسے ہی الفاظ وارد ہیں اور وہ اسی آیۃ مبارکہ کی تفسیر ہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۝ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۝ (تیسیر القرآن، ج ۱)

یہ سارا فساد اور بگاڑ اُس وقت پیدا ہوتا ہے جب انسان خواہشات نفس کا پجاری بن جائے اور راہ حق سے دور جا پڑے، اس لیے فرمایا:

اہل کتاب کو تنبیہ (۱)

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ۝۷۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے اہل کتاب! یہ کیا ہے کہ تم اللہ کی آیات سے انکار کرتے ہو حالانکہ اس کی واضح نشانیاں تمہارے سامنے ہیں۔

الفاظ

یَآ اے، حرف ندا، اَھْلَ اہل (والے) منادی (مضاف)، الْکِتٰبِ کتاب (مضاف الیہ)، لِمَ (لِ۔مَا) لیے، کس یعنی کس لیے، (کیونکہ) لِ جار، مَا مجرور لِمَا اکٹھا کر دیا گیا ہے استفہام کا معنی دیتا ہے۔ تَکْفُرُوْنَ تم کفر کرتے ہو فعل مضارع جمع مذکر مخاطب (کَفَرَ یَکْفُرُ) کفر کرنا، حق بات کو چھپانا، جان بوجھ کر نہ ماننا، احسان نہ ماننا، کافر اسم فاعل وہ شخص ہوتا ہے جو شب و روز اللہ تعالیٰ کے انعامات و احسانات کو دیکھتا ہے اور ان سے فائدہ اٹھاتا ہے مگر ناشکرا ہی رہتا ہے، آیات سے مراد اللہ تعالیٰ کی کتاب کی آیات بھی ہیں اور انفس و آفاق میں بے شمار نعمتیں اور اس کی قدرت کی ان گنت کرشمہ سازیاں بھی ہیں، نیز انبیاء علیہم السلام کی بعثت اور ان پاکبازوں کی زندگیاں بھی آیات ہیں، مگر فراموش کر ڈالتا ہے، بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ساتھ، اللہ تعالیٰ (کی آیات سے) بِ حرف جار آیات، مجرور (مضاف) اللّٰهِ اللہ سبحانہ و تعالیٰ (مضاف الیہ) وَ حالانکہ (حالیہ)، اَنْتُمْ تم (سب) ضمیر جمع مذکر مخاطب (مبتدا)، تَشْهَدُوْنَ گواہی دیتے ہو اس کا مادہ (ش ہ د) ہے شَهِدَ یَشْهَدُ سے فعل مضارع جمع مذکر مخاطب تَشْهَدُوْنَ یہ مبتدا (اَنْتُمْ) اس کی خبر ہے۔

تفسیر:

خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت و صفات ان کی کتابوں میں درج تھیں اور وہ جان چکے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی سچے اور آخری نبی ہیں۔ (تفسیر فتح القدیر امام شوکانی)

اہل کتاب کی حق فراموشی کے علاوہ حق اور باطل کو گڈ مڈ کرنا اور بھی زیادہ سنگین جرم تھا قرآن اس طرح واضح کرتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل کتاب کو تنبیہ (۲)

يَاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۱﴾

اے اہل کتاب! کیوں حق کو باطل کے ساتھ ملا جلا کر مشتبہ کر دیتے ہو اور حق کو چھپائے رکھتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو (کہ اصلیت کیا ہے)۔

الفاظ:

يَآ اے حرف ندا، اَهْلَ اہل، منادی (مضاف)، الْكِتٰبِ کتاب مضاف الیہ، لِمَ (لِ۔مَ) یعنی کس لیے (استفہامیہ)، تَلْبِسُوْنَ تم خلط ملط کرتے ہو اس کا مادہ (ل ب س) ہے، لَبَسَ يَلْبِسُ سے فعل مضارع جمع مذکر مخاطب اَنتم فاعل ہے (خلط ملط کرنا حق کے ساتھ باطل کی امیزش کرنا) الْحَقَّ حق کو مفعول ہے، بِالْبَاطِلِ (بِ۔اَلْبَاطِلِ) ساتھ، باطل (کے) بِ جار اَلْبَاطِلِ مجرور، وَ اور عاطفہ، تَكْتُمُوْنَ چھپاتے ہو تم، اس کا مادہ (ک ت م) ہے، كَتَمَ يَكْتُمُ سے فعل مضارع جمع مذکر حاضر تَكْتُمُوْنَ (تم چھپاتے ہو) كِتمانِ حق، حق بات کو چھپانا اردو میں استعمال ہوتا ہے، وَ حالانکہ (حالیہ)، اَنْتُمْ ضمیر جمع مذکر مخاطب، تَعْلَمُوْنَ تم جانتے ہو اس کا مادہ (ع ل م) ہے، عَلِمَ يَعْلَمُ سے فعل مضارع جمع مذکر حاضر (تم جانتے ہو) علم رکھنا، جاننا پہچاننا اردو میں استعمال ہوتا ہے۔

تفسیر:

حق اور باطل کو خلط ملط کرنا تا کہ لوگوں پر حق اور باطل واضح نہ ہو سکے، دوسرا کتمانِ حق، یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جو اوصاف تورات و انجیل میں لکھے تھے، انہیں چھپانا یہ دونوں جرم جانتے بوجھتے کرتے تھے جن سے اُن کی بدبختی کہیں زیادہ بڑھ گئی تھی۔ (تفسیر احسن البیان)

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

۱) ایمانی نسبت قوم وقبیلہ کی نسبت سے زیادہ اہم، زیادہ پائیدار اور زیادہ مضبوط و مستحکم ہوتی ہے، غور کیجیے کہ رسول اللہ ﷺ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کرتے تھے "اَلسَّلْمَانُ مِنَّا يَعْنِي اَهْلَ الْبَيْتِ"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی سلمان ہمارے اہل بیت میں سے ہیں۔

۲) انبیاء علیہم السلام سے قُرب کا معیار اُن کی اطاعت وفرمانبرداری ہے۔

۳) یہود ونصاریٰ ہمیشہ سے مسلمانوں کے دشمن رہے ہیں، قرآن حکیم میں مسلمانوں کو بار بار متنبہ کیا گیا ہے کہ اُن کے فتنوں اور مکاریوں سے بچ کر رہیں۔

۴) افسوس کہ دورِ حاضر کے اسلامی حکومتوں کے سربراہ دشمنوں کے آلہ کار بن کر اپنے عوام کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔

۵) اس کا علاج یہ ہے کہ دینی جماعتیں آپس میں متحد ہو کر نظام اسلام کو غالب کریں۔اس لیے کہ ؎

بھروسا کر نہیں سکتے غلاموں کی بصیرت پر
کہ دنیا میں فقط مردانِ حُر کی آنکھ ہے بینا

اہل کتاب کا کھلا نفاق

وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۷۲﴾

اور (دیکھو) اہل کتاب میں ایک گروہ ہے جو کہتا ہے (مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لیے) ایسا کرو، کہ صبح اُن کی کتاب پر ایمان لے آؤ، شام کو انکار کردو، اس طرح عجب نہیں وہ (لوگوں کو اسلام سے پھرتے ہوئے دیکھ کر خود بھی) پھر جائیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفاظ:

وَ اور مستانفہ، اس کے بعد مستقل جملہ شروع ہوتا ہے۔ قَالَتْ کہا، فعل ماضی واحد مونث غائب، طَّآئِفَةٌ (ایک گروہ) کے لیے یہ صیغہ آیا ہے (اسم فاعل، واحد مونث قَالَتْ کا فاعل ہے)، مِّنْ سے حرف جار، اَهْلِ اہل (والے) مضاف، الْكِتٰبِ مضاف الیہ (مجرور)، اٰمِنُوْا ایمان لاؤ تم فعل امر جمع مذکر، بِالَّذِيْٓ (بِ۔الَّذِيْٓ) ساتھ (اس کے) جو بِ حرف جار، الَّذِيْٓ اسم موصول، اُنْزِلَ اتارا گیا اس کا مادہ (ن ز ل) ہے، اَنْزَلَ يُنْزِلُ سے فعل ماضی مجہول اُنْزِلَ (اتارا گیا) باب افعال، عَلَى پر حرف جار، الَّذِيْنَ اُن کے جو (اسم موصول جمع مذکر)، اٰمَنُوْا ایمان لائے فعل ماضی جمع مذکر غائب (اہل ایمان) یعنی اہل کتاب نے منصوبہ بنایا کہ سچے اور مخلص اہل ایمان کے ساتھ یہ تدبیر کرو کہ (زبان سے) سے کہہ دو کہ ہم بھی مومن ہیں، وَجْهَ النَّهَارِ (دن کے شروع میں) وَجْهَ لفظی معنی چہرہ یعنی دن کا آغاز مضاف (اور ظرف زمان)، النَّهَارِ مضاف الیہ، وَجْهَ النَّهَارِ مرکب اضافی، وَ اكْفُرُوْٓا وَ اور عاطفہ، اكْفُرُوْٓا کفر کرو تم، کافر ہونے کا اعلان کر دو، فعل امر جمع مذکر (اَنْتَ فاعل) اس کا مادہ (ک ف ر) ہے كَفَرَ يَكْفُرُ سے فعل امر جمع مذکر اُكْفُرُوْا (کفر کا اعلان کر دو) کفر لغت میں کسی بات کو چھپانے کے ہیں، کسان کو عربی زبان میں کافر اس وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ بیج زمین میں چھپا دیتا ہے اور کافر اللہ تعالیٰ کے احسانات و انعامات کو پس پشت ڈال دیتا ہے، گویا کہ شکر کی ضد کفر ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ (البقرہ:152/2)

"(رب کریم کا فرمان ہے اے بندو!) میرے شکر گزار بنو (احسانات کو مانو اور اطاعت گزار بنو) اور کفرانِ نعمت نہ کرو۔"

اٰخِرَهٗ (اٰخِرَ۔هٗ) آخر میں، اس کے، هٗ کی ضمیر واحد مذکر دن کی طرف جاتی ہے، اٰخِرَ مضاف (ظرف)، هٗ مضاف الیہ، لَعَلَّهُمْ (لَعَلَّ۔هُمْ) شاید، (کہ) وہ (یعنی مسلمان)، يَرْجِعُوْنَ لوٹ آئیں اپنے دین (دین اسلام کو چھوڑ کر اپنے آبائی دین پر آ جائیں) اس کا مادہ (ر ج ع) ہے، رَجَعَ يَرْجِعُ سے فعل مضارع جمع مذکر غائب يَرْجِعُوْنَ وہ واپس ہو جائیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر:

حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

''کمزور ایمان والے مسلمانوں کے دلوں میں اسلام کے متعلق شکوک وشبہات پیدا کرنے کے لیے اہل کتاب (خاص طور پر یہودِ مدینہ) مختلف سازشیں کرتے رہتے تھے یہ بھی اس سلسلہ کی اُن کی ایک سازش کا بیان ہے کہ صبح کے وقت قرآن اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کا اظہار کرو اور شام کو کفر و انحراف کا اعلان کر دو، ممکن ہے یہ طریقہ اختیار کرنے سے بعض مسلمان بھی سوچنے لگیں کہ یہ پڑھے لکھے لوگ مسلمان ہونے کے بعد اس تحریک سے الگ ہو گئے ہیں تو آخر انہوں نے اسلام میں کوئی خرابی یا کمزور پہلو ضرور دیکھا ہوگا۔ (تفسیر القرآن الکریم بحوالہ ابن کثیر اور فتح القدیر امام شوکانی)

اہل کتاب کا خبث باطن کھل کر سامنے آتا ہے اور وہ اس طرح اعلان کرتے ہیں:

اہل کتاب کی شرارت اور اہل ایمان کو ہدایت

وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ ۭ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ ۙ اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَاۗجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ ۭ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝73

اور دیکھو! یہ اہل کتاب (آپس میں کہتے ہیں) اُن لوگوں کے سوا جو تمہارے دین کی پیروی کرنے والے ہوں، اور کسی کی بات نہ مانو (اگرچہ وہ کتنی اچھی بات کیوں نہ کہتا ہو' اے پیغمبر (ﷺ) آپ ان لوگوں سے کہہ دیجیے ''ہدایت تو وہی ہے جو اللہ کی ہدایت ہے (اور وہ ہمیشہ سے اللہ کی طرف سے حق وصداقت کی راہ رہی ہے اور وہ اسلام کا سیدھا سچا راستہ ہے) اور (اہل کتاب خصوصاً یہودی یہ بھی کہتے ہیں کہ اس بات کا بھی یقین نہ کرو) کہ کوئی اس جیسا دیا جائے جیسا تم دیے گئے ہو (یہ بھی تسلیم مت کرو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ جس طرح تمہارے اندر نبوت وغیرہ رہی ہے، یہ کسی اور کو بھی مل سکتی ہے اور اس طرح یہودیت کے سوا کوئی اور دین بھی حق ہوسکتا ہے) اور نہ یہ مانو کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کے حضور جا کر تم پر کوئی حجت قائم کر سکیں گے (آپ ﷺ) انہیں برملا کہہ دیجیے) بلاشبہ سب فضل اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے، وہ اسے جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ تو بڑی ہی وسعت والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

الفاظ:

وَ اور عاطفہ جملے میں ربط کے لیے، لَا نہ نفی کا معنی دیتا ہے (ناھیہ)، تُؤْمِنُوْٓا تم یقین کرو فعل مضارع جمع مذکر (فاعل) اس کا مادہ (ء م ن) ہے، اٰمَنَ یُؤْمِنُ سے فعل نہی جمع مذکر مخاطب، لَا تُؤْمِنُوْٓا اس میں (اَنْتُمْ) فاعل ہے (تم نہ مانو، یقین نہ کرو)، اِلَّا مگر حرف استثنٰی، لِمَنْ (لِ۔مَنْ) واسطے، اُس کے (جو) لِ حرف جار، مَنْ موصول، تَبِعَ پیروی کرے، اس کا مادہ (ت ب ع) ہے تَبِعَ یَتْبَعُ سے فعل ماضی واحد مذکر غائب تَبِعَ (پیروی کرے، اتباع کرے)، دِيْنَكُمْ (دِيْنَ۔كُمْ) دین، تمہارے (کی)، دِيْنَ مفعول (مضاف)، كُمْ (مضاف الیہ) یہ اہل کتاب (آپس میں کہتے ہیں) تم کسی کی بات کا یقین نہ کرو، سوائے اس کے جو تمہارے دین کی پیروی کرے، قُلْ (اے نبیؐ) فرما دیجیے، قَالَ یَقُوْلُ سے فعل امر قُلْ اس میں (اَنْتَ) فاعل مضمر ہے، اِنَّ بلاشبہ حرف مشبہ بالفعل کلام میں زور پیدا کرتا ہے، اَلْهُدٰى اصل (ہدایت) اِنَّ کا اسم ہے، هُدَى اللّٰهِ (تو) ہدایت اللہ ہی کی ہے، هُدٰى اِنَّ کی خبر (مضاف) اللہ سبحانہ وتعالیٰ (مضاف الیہ)، اَنْ یہ کہ حرف ناصبہ فعل مضارع کو نصب (زبر) دیتا ہے، يُّؤْتٰٓى دیا جائے، اِيْتَاءٌ مصدر سے فعل مضارع مجہول واحد مذکر غائب، اَحَدٌ کوئی نائب فاعل، مِّثْلَ مثل مضاف (اُس کے)، مَآ جو موصول (مضاف الیہ)، اُوْتِيْتُمْ (جو) تم کو دیا گیا ہے۔ [اور اہل کتاب خصوصاً یہودی یہ بھی کہتے ہیں کہ اس بات کا بھی یقین نہ کرو] کہ کوئی اس جیسا دیا جائے جیسا کہ تم دیے گئے (یہ بھی تسلیم مت کرو کہ جس طرح تمہارے اندر نبوت ورسالت وغیرہ رہی ہے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ کسی اور کو بھی مل سکتی ہے اور اس طرح یہودیت کے سوا کوئی اور دین بھی حق ہو سکتا ہے)، اَوْ یُحَآجُّوْکُمْ، اَوْ یا حرف عطف (یُحَآجُّوْ۔ کُمْ) وہ (دلیل کے ساتھ) جھگڑا کریں (یعنی مسلمان)، تم سے تمہارے خلاف، اس کا مادہ (ح ج ج) ہے حَاجَّ یُحَاجُّ کسی بات پر حجت قائم کرنا، عِنْدَ پاس ظرف مکان، رَبِّکُمْ (رَبِّ۔ کُمْ) رب، تمہارے، رَبِّ (مضاف)، کُمْ (مضاف الیہ) اور نہ یہ مانو کہ مسلمان (روز قیامت) اللہ تعالیٰ کے حضور جا کر تم پر کوئی حجت قائم کر سکیں گے (واضح رہے کہ یہ محض اُن کے خود ساختہ افکار و خیالات ہیں)۔

اب اس کا فیصلہ کن جواب دیا جا رہا ہے۔

قُلْ (اے نبی ﷺ فرما دیجیے) اِنَّ بلاشبہ حرف مشبہ بالفعل کلام میں زور پیدا ہوتا ہے، اَلْفَضْلَ ہر قسم کا فضل اور رحمت خاص طور پر نبوت عطا کرنا، اِنّ کا اسم ہے، بِیَدِ اللّٰہِ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، یُؤْتِیْہِ (یُؤْتِیْ۔ ہِ) دیتا ہے وہ (اللہ)، اس کو، یُؤْتِیْ فعل مضارع واحد مذکر غائب (ھُوَ فاعل، اللہ سبحانہ و تعالیٰ) ہٖ کی ضمیر واحد مذکر اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت کی طرف جاتی ہے، مَنْ جس کو، اسم موصول، یَّشَآءُ وہ چاہتا ہے (شَآءَ یَشَآءُ) چاہنا اسی سے لفظ مشیت، چاہت جیسا کہ اردو میں کہا جاتا ہے کہ اللہ کی مشیت (چاہت) پر راضی رہنا چاہیے بتایا یہ جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے نبوت سے سرفراز فرماتا ہے اور اے محمد ﷺ آپ یہود اور دیگر لوگوں کو بتا دیجیے کہ فضیلت نبوت اور دیگر تمام فضائل کا مالک صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے، وہ جسے چاہے عطا کرتا ہے، یہ فضائل کسی ایک قوم کے لیے مخصوص نہیں ہیں، وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ، وَ اور مستانفہ، مستقل جملہ شروع ہوتا ہے، وَاللّٰہُ اور اللہ تعالیٰ، مبتدا، وَاسِعٌ بڑی ہی وسعت والا، خبر نمبر ۱: عَلِیْمٌ بہت زیادہ علم والا ہے (خبر نمبر ۲: ہے) اللہ سبحانہ و تعالیٰ علم اور اس کی وسعت کا بھلا کون اندازہ کر سکتا ہے۔

تفسیر:

وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِیْنَکُمْ

اس سے بھی یہود کا مذہبی تعصب اور حسد ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ اپنے متبعین کو تاکید کرتے رہتے ہیں۔

امام طبری نے اس کا مطلب یہ بیان فرمایا ہے کہ اپنے ہم مشرب کے سوا کسی کی بات پر یقین نہ کرو نہ یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تسلیم کرو کہ تمہاری طرح کسی اور کو بھی نبوت دی جا سکتی ہے اور نہ یہ مانو کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کے حضور جا کر تم پر کوئی حجت قائم کر سکیں گے اس صورت میں قُلْ إِنَّ هُدَى اللَّهِ جملہ معترضہ ہوگا (حقیقت کو واضح کرنے کے لیے جملہ بولا جاتا ہے) اور اس کا ربط قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ کے ساتھ ہوگا۔

(تفسیر القرآن کریم حافظ عبدالسلام بحوالہ ابن کثیر ابن جریر)

تفہیم بالقرآن:

(۱) اہل کتاب کی کوشش ہے کہ مسلمان بہک جائیں:

وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ وَ مَا يُضِلُّوْنَ إِلَّآ أَنْفُسَهُمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ (آل عمران:59/3)

”(اے ایمان لانے والو) اہل کتاب میں سے ایک گروہ چاہتا ہے کہ کسی طرح تمہیں راہ راست سے ہٹا دے حالانکہ درحقیقت وہ اپنے سوا کسی کو گمراہی میں نہیں ڈال رہے ہیں، مگر انہیں اس کا شعور نہیں ہے۔“

(۲) ہدایت صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے:

فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (ابراہیم:4/14)

”اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بھٹکا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت بخشتا ہے وہ بالادست اور حکیم ہے۔“

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

۱) یہود ونصاریٰ ہمیشہ مسلمانوں کے دشمن رہے ہیں اور یہ دشمنی تا قیامت چلتی رہے گی، مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر مضبوط رہنا چاہیے اور یہود ونصاریٰ کا کبھی آلہ کار نہ بننا چاہیے، افسوس کہ زر پرست حکمرانوں نے ان ہدایات کو ترک کر کے اپنے عوام کو نقصان پہنچایا ہے۔

۲) اللہ تعالیٰ کا لطف وکرم کسی خاص قوم کے ساتھ مختص نہیں، جو بھی اس کا اہل ہوا اُسے منتقل کر دیا جاتا ہے، یہ سیادت وقیادت تا قیامت خاتم النبیین جناب محمد رسول ﷺ اور آپ کی امت کو منتقل کر دی گئی، مسلمانوں کو اس نعمت کی قدر کرتے ہوئے اپنے فرائض کو پہچاننا چاہیے، اللہ تعالیٰ کا دین اس طرح قائم ہوگا کہ دیندار لوگ سر جوڑ کر اس فریضہ کو سرانجام دیں وَ أَنْ أَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِيْهِ ”(مسلمانو! اٹھو) اللہ تعالیٰ کے دین کو پوری دنیا میں غالب کرو (اور دیکھو!) آپس میں پھوٹ نہ ڈالو۔“ آسماں کے ستارے تمہارے لیے پیغام رکھتے ہیں ؎

ہے ربط باہمی سے قائم نظام سارے
پوشیدہ ہے یہ نکتہ تاروں کی زندگی میں

اللہ تعالیٰ کا فضل اور انعام

يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۴﴾

وہ (رب کریم) اپنی رحمت (نبوت و رسالت اور ایمان و اسلام کے لیے)
جس کو چاہتا ہے مخصوص کر لیتا ہے اور اس کا فضل بہت بڑا ہے۔

الفاظ:

يَّخْتَصُّ خاص کرتا ہے، اس کا مادہ (خ ص ص) ہے، اِخْتَصَّ، يَخْتَصُّ سے فعل مضارع واحد مذکر غائب باب افتعال (خاص کر لینا، چن لینا)، مَنْ جس کو موصولہ، يَّشَآءُ (جسے) چاہتا ہے (شَآءَ، يَشَآءُ) چاہنا، یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ جسے چاہتا ہے (نبوت و رسالت کے لیے چن لیتا ہے)، وَ اور عاطفہ جملے میں ربط کے لیے، وَاللّٰهُ اور اللہ تعالیٰ (مبتدا)، ذُو والا (خبر مضاف)، الْفَضْلِ فضل (مضاف الیہ موصوف)، الْعَظِيْمِ عظیم (صفت)، وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ اور اللہ صاحب فضل عظیم ہے۔

تشریح:

مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آیہ مبارکہ میں دو باتوں کی طرف اشارہ ہے، ایک تو اس بات کی طرف کہ خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ایک عظیم اور بے پایاں برکت و رحمت ہے (اور نسل انسانیت کے لیے تا قیامت ہے) دوسری اس بات کی طرف کہ بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ کا عظیم انعام ہے کہ اس نے ان کے خاندان کو اس عظیم اور عالم گیر برکت کے ظہور کے لیے منتخب فرمایا، اس سے لازمی نتیجہ کے طور پر دو باتیں نکلتی ہیں، ایک یہ کہ بنی اسرائیل (سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے حقیقی جانشین) پر یہ حق ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس عظیم انعام کی قدر کریں اور اس کے شکر گزار ہوں (شکر گزاری کا لازمی نتیجہ ہے کہ دل و جان سے قرآن و سنت کو حرزِ جان بنائیں) دوسری یہ کہ بنی اسرائیل کے غصہ اور حسد کے علی الرغم اللہ تعالیٰ نے اپنی اس عظیم برکت سے امیّوں کو نوازا، وہ جس کو چاہے اپنی رحمت کے لیے خاص کرے، اس کی حیثیت میں خود اس کی حکمت کے سوا اور کسی کو بھی دخل نہیں ہے۔ (گزشتہ آیہ مبارکہ کے آخر میں فرمایا: **وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ** یعنی اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحمت کو تمہارے تنگ پیمانوں سے ناپ کر نہیں دیتا جن میں تمہارے سوا کسی اور کے لیے کوئی گنجائش ہی نہیں ہے بلکہ وہ بڑی سمائی رکھنے والی ہستی ہے اور اس کا فیصلہ علم و خبر پر مبنی ہوتا ہے، وہ جانتا ہے کہ کون کس چیز کا مستحق ہے اور کون مستحق نہیں ہے)۔ (تدبر قرآن)

اہل کتاب کی خیانت

وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَاۗىِٕمًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّھُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَي اللّٰهِ الْكَذِبَ وَھُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝۷۵

اور اہل کتاب میں کوئی تو ایسا ہے کہ اگر تم اس کے اعتماد پر مال و دولت کا ایک ڈھیر بھی (بطور امانت) دے دو تو وہ تمہارا مال تمہیں ادا کر دے گا اور کسی کا حال یہ ہے کہ تم ایک دینار کے معاملہ میں بھی اُس پر بھروسہ کرو تو وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادا نہ کرے گا اِلا یہ کہ تم اس کے سر پر سوار ہو جاؤ (ان کی اس اخلاقی حالت کا سبب یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں) ''اُمیوں (غیر یہودی لوگوں) کے معاملہ میں ہم پر کوئی مواخذہ نہیں ہے، اور یہ بات وہ محض جھوٹ گھڑ کر اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں، حالانکہ انہیں معلوم ہے (کہ اللہ نے ایسی کوئی بات نہیں فرمائی ہے)۔

الفاظ:

وَ اور، مِنْ سے (اُن میں سے) حرف جار، اَهْلِ اہل (مضاف اور مجرور مِن کی وجہ سے)، الْكِتٰبِ کتاب (مضاف الیہ اور مجرور)، وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اور اہل کتاب میں سے، مَنْ جو اسم موصول (مبتدا)، اِنْ (کہ) اگر حرف شرط، تَاْمَنْهُ (تَاْمَنْ۔هُ) امانت رکھو تم، اس کے پاس، اِنْ حرف شرط ہے اس وجہ سے تَاْمَنْ کی نون مجزوم (جزم والی) ہے تَاْمَنْ کا مادہ (ا م ن) ہے، اَمِنَ يَاْمَنُ سے فعل مضارع واحد مذکر مخاطب (اَنت فاعل مضمر ہے) هٗ ضمیر واحد مذکر یہود میں سے کسی شخص کی طرف جاتی ہے، مفعول بہ، بِقِنْطَارٍ (بِ۔قِنْطَارٍ) ساتھ، خزانے (کے)، بِ جار، قِنْطَارٍ مجرور قِنْطَارٍ اونچی عمارت اور بڑے پل کو کہتے ہیں، بہت سے مال کا اگر ڈھیر لگا دیا جائے تو وہ بھی اونچا ہو گا اس لیے مال کے ڈھیر یا مال کثیر کو بھی قِنْطَار کہتے ہیں، يُؤَدِّهٖ (يُؤَدِّ۔هٖ) ادا کرے گا وہ، اس کو، اس کا مادہ (ء د ی) ہے اَدّٰى، يُؤَدِّيْ سے فعل مضارع واحد مذکر غائب، کیونکہ یہ جواب شرط ہے اس لیے آخر سے ی، حرف علت کو حذف کرنے کے بعد يُؤَدِّہ گیا، هُوَ فاعل محذوف، هٖ ضمیر واحد مذکر مفعول بہ خزانے کی طرف جاتی ہے، اِلَيْكَ (اِلَىْ۔كَ) طرف، تمہارے، اِلٰى جار، كَ مجرور، وَ اور عاطفہ، مِنْهُمْ (مِنْ۔هُمْ) بعض، اُن میں سے، مِنْ حرف جار، هُمْ مجرور (خبر مقدم)، مَّنْ جو ہے (موصولہ مبتدا موخر)، اِنْ کہ (اگر) حرف شرط، تَاْمَنْهُ (تَاْمَنْ۔هُ) تو امانت رکھے، اُس کے پاس فعل مضارع واحد مذکر مخاطب، تَاْمَنْ (اَنت فاعل مضمر ہے) هٗ ضمیر واحد مذکر یہود میں سے کسی شخص کی طرف جاتی ہے، مفعول بہ، بِدِيْنَارٍ (بِ۔دِيْنَارٍ) ساتھ، ایک دینار کے (امانت کے طور پر) بِ حرف جار، دِيْنَارٍ مجرور، لَّا نہیں نافیہ،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُؤَدِّهٖٓ (يُؤَدِّ۔ہٖ) وہ ادا کرے گا، اس کو فعل مضارع واحد مذکر غائب (هُوَ) فاعل مضمر، ہٖ ضمیر واحد مذکر مفعول بہ خزانے کی طرف جاتی ہے، اِلَيْكَ (اِلَیٰ۔كَ) طرف، تمہارے، اِلَیٰ جار، كَ مجرور، اِلَّا مگر، حرف استثنیٰ، مَا جو، مَا کے ساتھ دُمْتَ آئے تو دوام کے معنی پیدا ہوتے ہیں، جب تک تو رہا، فعل ماضی واحد مذکر، عَلَيْهِ (عَلیٰ۔ہِ) اوپر، اس کے (یعنی وہ شخص جس کو دینار بطور امانت دیا گیا)، عَلیٰ حرف جار، ہِ مجرور، قَآئِمًا کھڑا ہونے والا، اس کا مادہ (ق وم) قَامَ يَقُوْمُ سے اسم فاعل قَائِمٌ اور مَادُمْتَ کی خبر ہونے کی وجہ سے (منصوب زبر والی) قَآئِمًا ہوئی، معنی میں فرق نہیں آتا یعنی یہود میں سے ایسے بھی ہیں کہ اگر تو ان کے پاس ایک دینار بھی امانت رکھ دے تو وہ تجھے واپس نہ دیں مگر یہ کہ تو اس کے سر پر کھڑا رہے اور اسے خیانت کا موقعہ نہ دے، ذٰلِكَ یہ (بات) اسم اشارہ (مبتدا)، بِاَنَّهُمْ (بِ۔اَنَّ۔هُمْ) بسبب اس کے، بے شک، وہ لوگ، بِ حرف جار، اَنَّ حرف مشبہ بالفعل، هُمْ ضمیر جمع مذکر (یہود کی طرف جاتی ہے)، قَالُوْا کہا انہوں نے فعل ماضی جمع مذکر غائب، لَيْسَ نہیں (ہے) فعل ناقص، عَلَيْنَا (عَلیٰ۔نَا) پر، ہمارے، یعنی ہمارے اوپر فِي حرف جار، الْاُمِّيّٖنَ اُمیوں پر (اہل عرب جن کی طرف خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے)، سَبِيْلٌ کوئی گناہ یعنی اُمیّوں (غیر یہودی لوگوں) کے معاملے میں ہم پر کوئی مواخذہ نہیں ہے (یہ محض اُن کی خواہشات نفس ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں ہے)، وَ اور مستانفہ، يَقُوْلُوْنَ وہ کہتے ہیں، فعل مضارع جمع مذکر غائب (قَالَ، يَقُوْلُ) کہنا، عَلَى اللّٰهِ اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر عَلیٰ جار اللہ مجرور، الْكَذِبَ جھوٹ مفعول، وَ اور حالیہ (اور ان کی حالت یہ ہے)، هُمْ وہ ضمیر منفصل، يَعْلَمُوْنَ وہ جانتے ہیں، فعل مضارع جمع مذکر غائب (عَلِمَ، يَعْلَمُ) جاننا۔

تفسیر:

امانت میں خیانت کے اس برے اور ناپسندیدہ عمل پر ان کا یہ خود ساختہ اور باطل خیال انہیں اس بات پر ابھارتا تھا کہ ہم اہل کتاب ہیں اور یہ اہل عرب (جن کا لقب اُمّیّین ہے) اور ہمارے دین کے پیروکار نہیں ہیں اُن کے مال ودولت پر قبضہ کر لینا ہمارے لیے مباح اور جائز ہے، ہم اللہ کے برگزیدہ ہیں اور ان سب کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے تصرف میں دے دیا ہے۔ یہ دیدہ دانستہ سب کچھ کر رہے ہیں، روزِ جزاوسزا ان کا پورا پورا حساب کتاب ہوگا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیاتِ مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

۱) یہود ونصاریٰ نے نہ صرف اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتب میں ردو بدل کیا بلکہ خود ساختہ اور باطل خیالات سے بھی دین کا حلیہ بگاڑ دیا، مسلمانوں کو تنبیہ کی جارہی ہے کہ وہ اپنے آپ کو ان حرکات سے باز رکھیں اور مخلص بن کر دین کی خدمت کے لیے تیار رہیں۔

۲) اسلام دشمن کی بھی دیانتداری کو سراہتا ہے اور اس کی خیانت کو برا جانتا ہے، اس لیے کہ سچائی کی قیمت لازوال ہے جبکہ جھوٹ اور فریب ہمیشہ بے قیمت اور زوال پذیر ہے۔

غلامی کیا ہے؟ حسن و زیبائی سے محرومی
جسے زیبا کہیں آزاد بندے، ہے وہی زیبا

اللہ تعالیٰ کا سچا قانون

بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۷۶﴾

(اللہ کا قانون تو یہ ہے) جو کوئی اپنا قول وقرار سچائی کے ساتھ پورا کرتا ہے (اور لین دین اور تمام معاملات زندگی میں) اور پرہیزگار ہوتا ہے تو (جان لو) اللہ اہل تقویٰ کو دوست رکھتا ہے۔

الفاظ:

بَلٰى کیوں نہیں، یہ سابقہ جملے کی نفی کر کے بعد والے جملے کو درست قرار دیتا ہے، گزشتہ آیت میں یہود میں سے ایک گروہ کی خیانت اور بدعہدی کا تذکرہ ہوا اور اس آیہ مبارکہ میں حقیقت کو بیان کیا جارہا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، مَنْ جس نے، اسم موصول (مبتدا)، اَوْفٰی پورا کیا فعل ماضی واحد مذکر غائب، اس کا مادہ (و ف ی) اَوْفٰی یُوْفِیْ اِیْفَاءً باب افعال ایفائے عہد اردو میں استعمال ہوتا ہے، بِعَهْدِهٖ (بِ۔عَهْدِ۔هٖ) ساتھ، عہد کو، اپنے، یعنی اس نے اپنے عہد و پیمان اور قول وقرار کو پورا کیا، بِ حرف جار، عَهْدِ مجرور (مضاف)، هٖ (مضاف الیہ)، وَ اور عاطفہ جملے میں ربط کے لیے، اِتَّقٰی اور پرہیز گار رہا (ڈر گیا) فعل ماضی واحد مذکر غائب اس کا مادہ (و ق ی) اِتَّقٰی یَتَّقِیْ اِتِّقَاءً باب افتعال اللہ کا خوف دل میں رکھنا، سزا سے ڈر کر اُس کی منع کی ہوئی باتوں سے بچنا، اسی سے لفظ تقویٰ ہے پرہیز گاری، اللہ کا خوف، تقویٰ بمعنی اخلاص کے بھی ہیں، جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ (الحج:32/22)

جو اللہ کے مقرر کردہ شعائر (حج اور اس کے تمام واجبات اور مقامات، مساجد، آسمانی کتب وغیرہ) کا احترام کرے تو یہ دلوں کا تقویٰ یعنی (اخلاص) کی بات ہے۔

فَاِنَّ اللّٰهَ تو یقیناً اللہ تعالیٰ، فَ تو، حرف عطف، اِنَّ حرف مشبہ بالفعل (بے شک)، اللّٰهَ اللہ تعالیٰ اِنَّ کا اسم، يُحِبُّ پسند فرماتا ہے، فعل مضارع واحد مذکر غائب، اس کا مادہ (ح ب ب) ہے اَحَبَّ يُحِبُّ (پسند کرنا، چاہنا)۔

تفسیر:

بَلٰی کیوں نہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے ہاں بدعہدی اور خیانت پر ضرور مواخذہ ہوگا (اس کی عدالت میں بے لاگ فیصلے ہوں گے) اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ اور محبوب شخص تو وہی ہے، جو اللہ تعالیٰ اور بندوں سے کیا ہوا عہد پورا کرتا ہے (اس میں رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے کا عہد بھی داخل ہے) اور پھر ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور اس شریعت کا اتباع کرتا ہے جو آپ ﷺ لے کر مبعوث ہوئے۔

(تفسیر القرآن الکریم حافظ عبدالسلام)

اب ان لوگوں کا تذکرہ ہے جو اپنے ایمان و اسلام کی قیمتی دولت کا سودا دنیا کے حقیر سکوں کے عوض کرتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عہد شکن لوگوں کی سزا

اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

(یاد رکھو) جن لوگوں کا حال یہ ہے کہ (متاعِ دنیا کی) ایک حقیر قیمت کے لیے اللہ کا عہد (جو اُن سے نیک عملی اور دیانت داری کے لیے لیا گیا تھا) اور خود اپنی قسمیں (جو یقین دلانے کے لیے کھاتے ہیں) فروخت کر ڈالتے ہیں (اور دیانتداری کی جگہ خیانت کے مرتکب ہوتے ہیں) تو یہی لوگ ہیں کہ آخرت میں اُن کا کوئی حصہ نہ ہوگا، نہ تو قیامت کے دن اللہ اُن سے کلام کرے گا اور نہ اُن پر اُس کی نظرِ رحمت پڑے گی نہ گناہوں کی آلودگی سے پاک کیے جائیں گے۔ بس اُن کے لیے عذاب ہوگا...... دردناک!

الفاظ:

اِنَّ یقینا، عربی میں حرف مشبہ بالفعل کہلاتا ہے اور کلام میں زور پیدا کرتا ہے، الَّذِيْنَ وہ لوگ، اسم موصول جمع مذکر، يَشْتَرُوْنَ خرید و فروخت کرتے ہیں اس کا مادہ (ش ر ی) ہے جس کا مفہوم خریدنے اور بیچنے دونوں کے لیے ہے، اِشْتَرٰى يَشْتَرِيْ سے فعل مضارع جمع مذکر غائب يَشْتَرُوْنَ بابِ افتعال، بِعَهْدِ (بِ۔عَهْدِ) ساتھ، عہد بِ حرف جار عَهْدِ مجرور (مضاف)، اللّٰهِ اللہ سبحانہ و تعالیٰ (مضاف الیہ)، اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ (یقینا) جو لوگ خرید و فروخت کرتے اللہ کے عہد (کی)، وَ اور عاطفہ، اَيْمَانِهِمْ (اَيْمَانِ۔هِمْ) قسموں، اپنی کے، اَيْمَانِ مضاف، هِمْ مضاف الیہ یعنی وہ لوگ جھوٹی قسمیں اٹھاتے کہ یہ اللہ کا کلام ہے (حالانکہ وہ اللہ کا کلام نہیں ہوتا)، یہ حرکات وہ اس لیے کرتے ہیں کہ اس کے عوض، ثَمَنًا قیمت (موصوف)، قَلِيْلًا تھوڑی (صفت) دنیا کا معمولی سا نفع حاصل کرنا چاہتے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا معنی یہ نہیں کہ زیادہ قیمت لینا جائز ہے بلکہ یہ کام سرے سے غلط ہے اور دنیا کا مال خواہ کتنا بھی زیادہ ہو وہ آخرت کے مقابلے میں بہت تھوڑا ہے، اُولٰٓئِكَ (یہی) وہ لوگ ہیں اسم اشارہ، لَا نہیں ہے، خَلَاقَ کوئی حصہ لَا کا اسم ہے، لَهُمْ (لَ۔هُمْ) لیے، اُن کے، لَ حرف جار، هُمْ مجرور (خبر)، فِي میں (جار)، الْاٰخِرَةِ آخرت (مجرور)، وَ اور عاطفہ، لَا نہ نافیہ، يُكَلِّمُهُمُ (يُكَلِّمُ۔هُمْ) کلام کرے گا، اُن سے اس کا مادہ (ک ل م) ہے، (كَلَّمَ يُكَلِّمُ) کلام کرنا اردو میں معروف ہے، کلام گفتگو مُتَكَلِّمُ کلام کرنے والا، لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ اللہ تعالیٰ اُن سے کلام نہ فرمائے گا، وَ اور عاطفہ، يَنْظُرُ التفات فرمائے گا (دیکھے گا) فعل مضارع واحد مذکر غائب اس کا مادہ (ن ظ ر) ہے (نَظَرَ، يَنْظُرُ) التفاف فرمانا، دیکھنا، نظر، بینائی، اردو میں جانا پہچانا ہے، اِلَيْهِمْ (اِلَىٰ۔هِمْ) طرف، اُن کے، اِلَىٰ جار هِمْ مجرور، يَوْمَ الْقِيٰمَةِ، يَوْمَ دن ظرف (مضاف)، الْقِيٰمَةِ قیامت (مضاف الیہ)، وَ اور عاطفہ، لَا نہ نافیہ، يُزَكِّيْهِمْ (يُزَكِّيْ۔هِمْ) پاک کرے گا وہ، اُن کو فعل مضارع واحد مذکر غائب، اس کا مادہ (ز ک ی) ہے (زَكّٰى، يُزَكِّيْ) گناہ معاف کر کے صاف ستھرا بنانا، وَ اور عاطفہ، لَهُمْ (لَ۔هُمْ) لیے، اُن کے، لَ جار، هُمْ مجرور (خبر مقدم) عَذَابٌ عذاب موصوف (ہے) اَلِيْمٌ دردناک صفت (مبتدا موخر)۔

تفسیر:

''بلاشبہ جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالتے ہیں'' اس میں ہر وہ شخص شامل ہے جو اللہ کی یا بندوں کی حق تلفی کر کے (حق بات بدل کر جھوٹ کو اختیار کرتا ہے) اور اس کے عوض دنیا کی کوئی چیز لیتا ہے، اس طرح جو شخص جھوٹی قسم کھا کر کسی کا مال ناجائز طور پر لے لیتا ہے، وہ بھی اس آیت میں شامل ہے، یہی لوگ ہیں جن کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے۔

لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اُن کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے، یعنی وہاں انہیں کوئی بھلائی اور خیر حاصل نہیں ہوگی وَ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ ''اللہ تعالیٰ اُن سے ناراض ہوگا اور کوئی کلام نہ فرمائے گا'' وَ لَا يُزَكِّيْهِمْ ''اللہ انہیں گناہوں سے پاک نہ فرمائے گا۔'' وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ اور اُن کے لیے دائمی جہنم کا عذاب ہے۔

اے اللہ! ایسے لوگوں اور اُن کے بداعمال سے ہمیں بچا آمین۔ (تفسیر السعدی۔ عبدالرحمن بن ناصر السعدی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

۱) بَلٰی: غلط افکار واعمال کی نفی کر کے حق اور سچ بات پر ڈٹ جاؤ۔

۲) تقویٰ اور ایفائے عہد پر مضبوطی سے قائم ہو جانا ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں فوز وفلاح کا معیار ہے نہ کہ حسب ونسب اور قوم وقبیلہ، یہی عالمگیر صداقت اور دل لگتی بات ہے۔

۳) عَهْدِ اللهِ: وہ عہد ہے جو روئے زمین پر بسنے والے ہر انسان نے روز ازل میں اللہ تعالیٰ سے کیا "اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ" "قَالُوْا بَلٰی" اور پھر کلمہ طیبہ پڑھ کر اسی عہد کو تازہ کیا اور اس میں تمام وہ عہد و پیمان بھی آ جاتے ہیں جو انسان ایک دوسرے سے کرتے ہیں حدیث مبارک میں آتا ہے: لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَهُ وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ جو شخص امانت کی حفاظت نہیں کرتا وہ ایمان سے تہی دست ہے اور جو اپنے عہد کو پورا نہیں کرتا وہ دین سے خالی ہے۔

۴) دنیا کے چند حقیر سکوں کے عوض ایمان واسلام کی راہ کو چھوڑ دینا بہت بڑے خسارے کا سودا ہے۔ یہ دنیا تو عارضی اور فانی ہے اور آخرت دائمی اور باقی ہے، عقلمند تو وہی ہے جو ہمیشہ کی زندگی پر نظر رکھے اور ایسے اعمال کرے جو اسے حیات جاوداں سے ہمکنار کر دے۔

اے رب کریم! ہمیں اُن لوگوں میں شامل فرما دے جو آپ کی نظر کرم میں زندگی کے مراحل طے کرتے ہیں۔

وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستانِ وجود
ہوتی ہے بندۂ مومن کی آذان سے پیدا

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل کتاب کی دھوکہ دہی

وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا يَلْوُنَ أَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتَٰبِ لِتَحْسَبُوهُ مِنَ الْكِتَٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتَٰبِ وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِندِ اللَّهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِندِ اللَّهِ وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٧٨﴾

اور (دیکھو) اہل کتاب میں (اُن کے عالموں اور پیشواؤں کا) ایک گروہ ہے جو کتاب اللہ پڑھتے ہوئے الٹ پھیر کرتے (اور اس کا مطلب کچھ سے کچھ بنا ڈالتے ہیں) تاکہ (اے سامع!) تم خیال کرو، جو کچھ یہ سنا رہے ہیں، کتاب اللہ میں سے ہے، حالانکہ وہ قطعاً کتاب اللہ کے (احکام میں) سے نہیں ہوتا، اور وہ لوگوں سے کہتے ہیں کہ جو کچھ تمہیں بتایا گیا ہے، یہ اللہ کی طرف سے ہے، حالانکہ وہ اللہ کی طرف سے نہیں ہوتا، وہ (جان بوجھ) کر جھوٹ بات اللہ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔

الفاظ:

وَ اور عاطفہ، إِنَّ حرف مشبہ بالفعل، کلام میں زور پیدا کرتا ہے، مِنْهُمْ (مِنْ۔هُمْ) سے، اُن یعنی (اہل کتاب) میں سے مِنْ حرف جار، هُمْ مجرور لَفَرِيقًا (لَ۔فَرِيقًا) البتہ، ایک گروہ ہے، لَ حرف تاکید، فَرِيقًا، إِنَّ کا اسم ہے، يَلْوُنَ جو وہ مروڑتے ہیں (زبان کو الٹ پھیر کرتے ہیں) اس کا مادہ (ل و ی) ہے (لَوَى۔يَلْوِي) سے فعل مضارع جمع مذکر غائب، يَلْوُنَ (زبان سے الٹ پھیر کرتے ہیں، اور ایسے طریق سے بات کرتے ہیں کہ عام سننے والا جھوٹ کو سچ سمجھنے لگتا ہے) أَلْسِنَتَهُمْ (أَلْسِنَةَ۔هُمْ) زبانوں، اپنی کو، لِسَانٌ زبان (مفرد) اور اس کی جمع أَلْسِنَةٌ. يَلْوُنَ فعل کا أَلْسِنَتَهُمْ مفعول ہے، بِالْكِتَٰبِ (بِ۔الْكِتَٰبِ) ساتھ، کتاب کے، بِ حرف جار، الْكِتَٰبِ مجرور، لِتَحْسَبُوهُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(لِ۔ تَحْسَبُوْ۔ ہُ) تاکہ، تم خیال کرو، اس کو، لام تعلیل (تاکہ)، تَحْسَبُوْ اس کا مادہ (ح س ب) حَسِبَ یَحْسَبُ سے فعل مضارع جمع مذکر مخاطب، تَحْسَبُوْنَ (تم خیال کرو) لام تعلیل کی وجہ سے ن جمع کا گرا اور تَحْسَبُوْ رہ گیا، معنی میں فرق نہیں آتا ہٗ کی ضمیر واحد مذکر کتاب کی طرف جاتی ہے، مِنَ سے، حرف جار، الْکِتٰبِ کتاب مجرور، وَ حالانکہ، حالیہ، مَا نہیں ہے، نافیہ، ھُوَ وہ (بات) مِنَ سے جار الْکِتٰبِ کتاب مجرور، حالانکہ وہ بات قطعاً کتاب میں سے نہیں ہے (خبر) وَ اور عاطفہ، یَقُوْلُوْنَ وہ کہتے ہیں (قَالَ، یَقُوْلُ)، سے فعل مضارع جمع مذکر غائب، ھُوَ (کہ) وہ (بات) مبتدا، مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ اللہ کی طرف سے ہے (خبر)، مِنْ سے حرف جار، عِنْدِ پاس مجرور (مضاف)، اللّٰہِ اللہ سبحانہ وتعالیٰ (مضاف الیہ) وَ مَا اور نہیں ہے۔ وَ حالیہ، مَا نہیں نافیہ، ھُوَ وہ (بات)، مِنْ سے حرف جار۔ عِنْدِ اللّٰہِ اللہ کی طرف سے، وَ اور عاطفہ، یَقُوْلُوْنَ وہ کہتے ہیں، فعل مضارع جمع مذکر غائب، عَلَی اللّٰہِ اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر: عَلَی اللّٰہِ، جار مجرور الْکَذِبَ جھوٹ (مفعول)، وَ حالانکہ (حالیہ)، ھُمْ ضمیر جمع مذکر (مبتدا)، یَعْلَمُوْنَ وہ جانتے ہیں (خبر)، (عَلِمَ، یَعْلَمُ) جاننا، سمجھنا، عِلْمٌ اور معلوم اردو میں معروف ہیں۔

تفسیر:

مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں:

یہ اہل کتاب کی اُن تدبیروں میں سے ایک تدبیر ہے جو انہوں نے عہد الٰہی کی ذمہ داریوں سے فرار کے لیے اختیار کی تھیں، تفسیر سورہ بقرہ میں جہاں ہم نے تحریف کے سوال پر بحث کی ہے وہاں بتایا ہے کہ تحریف کے طریقوں میں سے ایک طریقہ یہ بھی تھا کہ قرأت کی راہ سے لفظ یا جملے کا تلفظ توڑ مروڑ کر اس طرح بگاڑ دیتے کہ اصل حقیقت بالکل گم ہو کر رہ جاتی تھی، اس جرم کا ارتکاب یہود و نصاریٰ دونوں نے ہی کیا ہے، اس کی مثال ہم نے لفظ ''مروہ'' کا ذکر کیا ہے، یہ لفظ تورات میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی سرگزشت کے سلسلہ میں آیا ہے کہ اس مقام پر اُن کو بیٹے کی قربانی کا حکم ہوا۔ یہود نے اس قربانی کے واقعے میں جہاں کمی اور بیشی کی نوعیت کی بہت سی تبدیلیاں کی ہیں وہیں لفظ ''مَرْوَہ'' کی قرأت کو بگاڑ کر مریا، موریا، موریاہ، مورہ اور نہ جانے کیا کیا بنایا تاکہ مکہ کے مشہور پہاڑی مروہ کی بجائے اس سے بیت المقدس کے کسی مقام کو مراد لے سکیں اور اس طرح سیدنا ابراہیمؑ اور اُن کی ہجرت وقربانی کے واقعہ کا تعلق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیت اللہ سے بالکل کاٹ دیں مقصد اس ساری کاوش سے اُن کا یہ تھا کہ اس ہیر پھیر سے اُن پیش گوئیوں اور اشارات کا رخ موڑا جاسکے جو بنی اسماعیل اور اُن کے اندر نبی آخر الزمان ﷺ سے متعلق تورات کے صحیفوں میں وارد تھیں۔

اس سازش کے ذکر کے بعد ان کی جسارت اور ڈھٹائی کی طرف توجہ دلائی کہ یہ حرکت وہ اس مقصد سے کرتے ہیں کہ جو بات کتاب الٰہی کی نہیں ہے اس پر کتاب الٰہی کا لیبل چسپاں کر دیں اور جو چیز اللہ کی طرف سے نہیں ہے اُس کو اللہ کے نام پر پیش کریں، فرمایا کہ یہ جانتے بوجھتے اللہ کے اوپر جھوٹ باندھنا ہے اور اللہ پر جھوٹ باندھنے سے بڑی جسارت اور کیا ہوسکتی ہے۔ (تدبر قرآن جلد دوم)

تفہیم بالقرآن:

(۱) یہود کے متعلق اس طرح آیا ہے:

مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝۴۶ (النساء:46/4)

جن لوگوں نے یہودیت کا طریقہ اختیار کیا (یہ خود ساختہ طریقہ تھا جبکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تو ہمیشہ دینِ اسلام ہی زندگی گزارنے کا طریق رہا ہے) اُن میں ایسے بھی ہیں جو اللہ کے کلام کو اس کے مقام سے پھیرتے رہتے ہیں [کبھی الفاظ میں تبدیلی لاتے ہیں اور کبھی اُس کے مفہوم کو بدلتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو اللہ کا حکم سناتے ہیں] تو یہود زور سے کہتے ہیں "سَمِعْنَا" ہم نے سن لیا اور دبی زبان سے کہتے ہیں عَصَيْنَا، ہم نے نہیں مانا، یا صرف کان نے سنا، دل نے قبول نہ کیا (اس طرح اُن کی زبان اور دل میں فرق نظر آتا ہے) اور کبھی کہتے ہیں اِسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ (ہماری بات سنیے اور دبی زبان سے کہتے کہ تم سننے والے نہ رہو، گویا کہ یہ شرارت اور مذاق سے کام لے رہیں) (اور اس طرح کبھی زبانوں کو موڑتے ہوئے) "رَاعِنَا" کو رَعِنَا بنا دیتے جو (اُن کی گستاخی اور بری خصلت کی کھلی دلیل تھی) اور یہ دین میں طعنہ زنی کی راہ سے (وہ ایسا کرتے رہتے ہیں) اور اگر یہ لوگ کہتے کہ ہم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے سنا اور ہم نے قبول کیا اور ہماری بات سنیے اور پھر نظر فرمایئے (اس میں خلوص اور اطاعت کا جذبہ ہوتا) تو اُن کے حق میں کہیں بہتر اور درست تر ہوتا (مگر اُن کے گستاخانہ رویہ) اور کفر کے سبب اُن پر لعنت کی ہے (اللہ نے اپنی رحمت سے دور کر دیا ہے) اس لیے وہ کم ہی ایمان لاتے ہیں۔

(۲) جھوٹ اور حرام مال کھانے سے یہ باتیں پیدا ہوتی ہیں:

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ (المائدہ:42/5)

(یہود) جھوٹ کے بڑے سننے والے ہیں، حرام کے بڑے کھانے والے۔

سَمّاعٌ، اَکّالٌ دونوں صیغے مبالغہ کے ہیں یعنی یہ نہیں کہ یہ لوگ کبھی کبھی جھوٹ میں بھی پڑ جاتے ہیں اور کبھی کبھی رشوت بھی لے لیتے ہیں بلکہ یہ دونوں وصف گویا اُن کے ضمیر و سرشت میں داخل ہو گئے ہیں، یہ وصف یہود کے خواص وعوام دونوں کا بیان ہوا ہے، سَمّاعٌ میں یہاں سننے کے ساتھ کذب و باطل کا قبول کرنا بھی ہے۔

اہل کتاب کے اکثر علماء اور درویشوں کا حال یہ ہے کہ لوگوں کا مال باطل طریقوں سے کھاتے ہیں (مسائل لوگوں کی خواہش کے مطابق بدلتے ہیں دیکھیے سورہ التوبہ آیت نمبر 34)

کتاب اللہ کے الفاظ کو ان کا صحیح محل متعین ہونے کے باوجود اصل معنیٰ سے پھیرتے ہیں۔

اور مرضی کے مطابق احکام قبول کرتے ہیں۔

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

۱) راہ حق سے دوری کا سبب کتاب اللہ کو چھوڑ کر خواہشات نفس کی پیروی ہے۔

۲) علماء اور مذہبی پیشوا دنیا کے چند حقیر سکوں کے عوض مسائل کو بدلتے ہیں بقول

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں

۳) اسلام کو دل اور زبان سے قبول کرنا ہی اخلاص کا راستہ ہے بلکہ عمل سے اس کی تصدیق کرنا دنیا اور آخرت میں فوز وفلاح کی راہ ہے۔

۴) آج کل مسلمانوں میں فرقہ بندیوں کا اضافہ بھی اسی زُمرے میں آتا ہے اور بعض اُن میں سے قرآن حکیم کا یہ معاملہ کبھی لفظی اور کبھی معنوی تحریف سے کرتے ہیں، عوام سادہ لوح ہوتے ہیں، وہ اُن کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیچھے چل کر دھڑے بندیوں کا شکار ہو جاتے ہیں، پاکستان میں نظام حق کا غلبہ نہ ہونا اسی فرقہ بندیوں کا نتیجہ ہے۔

فاعتبروا یا أولی الأبصار۔

نبیؐ کی کھری اور سچی تعلیم (۱)

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ﴿٧٩﴾

کسی بشر سے (ہرگز) یہ نہیں ہوسکتا کہ اللہ تو اسے (انسانوں کی ہدایت کے لیے) کتاب اور حکمت اور نبوت عطا کرے، اور وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ (اللہ کے احکام کی جگہ میرے حکموں کی اطاعت کرو) بلکہ (وہ صدق دل سے کہے گا) رب والے بنو (زندگی کے ہر معاملے میں اپنے خالق و پالنہار کی اطاعت کرو) جیسا کہ اس کتاب کی تعلیم کا تقاضا ہے جسے تم پڑھتے اور پڑھاتے رہتے ہو (خود سیکھتے اور دوسروں کو سکھاتے رہتے ہو)۔

الفاظ:

مَا نہیں، نافیہ، كَانَ ہے (مناسب بات) فعل ماضی (ناقص)، لِبَشَرٍ (لِ۔بَشَرٍ) لیے، کسی بشر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے یعنی کسی بشر کے لیے یہ بات مناسب نہیں ہے۔ لِ حرف جار، بَشَرٍ (اسم) مجرور، کَانَ کی خبر (مقدم) ہے، اَنْ (یہ کہ) حرف ناصبہ (بعد والے حرف کو زبر دیتا ہے)، یُّؤْتِیَهُ اللهُ دے اس کو اللہ تعالیٰ، (یُّؤْتِیَہ۔ ہٗ) دے، اس کو، اس کا مادہ (ء ت ی) ہے اٰتٰی یُؤتِیْ (دینا، عطا کرنا) اَنْ کی وجہ سے یُّؤْتِیْ کی یٰ منصوب ہے، الْكِتٰبَ کتاب کو (مفعول) یعنی اللہ تعالیٰ اُس پر اپنی کتاب نازل فرمائے، وَ اور عاطفہ (جملے میں ربط کے لیے)، الْحُكْمَ اس کا مادہ (ح ک م) ہے حَكَمَ یَحْكُمُ سے مصدر اَلْحُكْمَ (قوتِ فیصلہ دانائی۔ معطوف) اس کا عطف الْكِتَاب پر ہے، اس لیے اس کی اعرابی حالت بھی نصب (زبر) ہے (حرف عطف سے ایک کلمہ کو دوسرے کے ساتھ جوڑا جاتا ہے)، وَ اور عاطفہ، النُّبُوَّةَ نبوت کو (معطوف) اس کا عطف بھی الْکتاب پر ہے (یہ وہ منصب ہے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے کسی شریف النفس انسان کو ملتا ہے اور اس کی حیات طیبہ دوسرے لوگوں کے لیے نمونہ بنتی ہے سب سے پہلے انسان اور نبی سیدنا آدم علیہ السلام اور سب سے آخری نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں گویا کہ نبوت وہبی (اللہ وھاب) کی طرف سے ہوتی ہے، کسبی (کوشش سے) نہیں ملتی، اور ہر نبی اور ہر رسول اللہ تعالیٰ کی طرف سے ٹھیک ٹھیک (مِنْ عَنْ) پیغام پہنچاتا ہے، ثُمَّ پھر حرف عطف، یَقُوْلَ وہ کہے فعل مضارع واحد مذکر، لِلنَّاسِ (لِ۔ لنَّاسِ) واسطے، لوگوں کے، یعنی لوگوں سے کہنے کے لیے لِ حرف جار، النَّاسِ مجرور، كُوْنُوْا ہو جاؤ تم، كَوْنٌ مصدر سے فعل امر جمع مذکر، عِبَادًا بندے (جمع) اس کا مفرد عَبْدٌ ہے، كُوْنُوْا کی خبر عِبَادًا ہے، لِّيْ (لِ۔ یْ) لیے، میرے لِ حرف جار، یْ مجرور، مِنْ سے حرف جار، دُوْنِ سوائے، مجرور، مِنْ دُوْنِ اللهِ یعنی کسی نبی اور رسول کو یہ بات سزاوار نہیں ہے کہ وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر میرے بندے ہو جاؤ، وَ اور عاطفہ لٰكِنْ لیکن، حرف استدراک اس کے بعد صحیح بات بیان کی جاتی ہے، كُوْنُوْا ہو جاؤ تم، رَبّٰنِيّٖنَ رب کو ماننے والے (جمع) اس کا مفرد رَبَّانِيٌّ ہے، كُوْنُوْا کی خبر ہے، بِمَا (بِ۔ مَا) بسبب جو بَا سببیہ (سبب کو ظاہر کرتا ہے)، مَا موصول ہے بوجہ اس کے کہ، كُنْتُمْ ہو تم، كَانَ سے ماضی جمع مذکر حاضر، تُعَلِّمُوْنَ سکھاتے تھے (تعلیم دیتے) اس کا مادہ (ع ل م) ہے عَلَّمَ يُعَلِّمُ سے فعل مضارع جمع مذکر مخاطب تُعَلِّمُوْنَ، الْكِتٰبَ کتاب کی یعنی تم اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ کتاب کی تعلیم دیتے علم، تعلیم، معلم (تعلیم دینے والا مرد) معلمہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(تعلیم دینے والی خاتون) اردو میں معروف الفاظ ہیں، وَ اور عاطفہ، بِمَا (بِ۔مَا) بسبب، جو، کُنْتُمْ تھے تم (خود بھی) کَانَ سے ماضی جمع مذکر حاضر، تَدْرُسُوْنَ پڑھتے، اس کا مادہ (درس) دَرَسَ یَدْرُسُ فعل مضارع جمع مذکر مخاطب تَدْرُسُوْنَ یعنی جس کتاب کی تم لوگوں کو تعلیم دیتے، اسے خود بھی پڑھتے ہو، درس وتدریس، مدرس، مدرسہ، درسگاہ اردو میں جانے پہچانے الفاظ ہیں۔

تفسیر:

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ نبی ﷺ نے چند اہل کتاب کو ایمان لانے اور اطاعت کرنے کی تبلیغ کی تو انہوں نے کہا: محمد (ﷺ) کیا آپ چاہتے ہیں کہ ہم اللہ کے ساتھ آپ کی بھی عبادت کریں؟ اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی، فرمایا "مَا کَانَ لِبَشَرٍ" کسی انسان کو یہ مناسب نہیں یعنی جس انسان پر اللہ تعالیٰ یہ احسان کرے کہ اس پر کتاب نازل فرمائے، اسے علم سکھائے اور مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجے، ایسے انسان کے لیے ناممکن اور محال ہے کہ "یَقُوْلَ لِلنَّاسِ کُوْنُوْا عِبَادًا لِّیْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ" وہ لوگوں سے کہے کہ تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ (اللہ کے احکام کی جگہ میرے حکموں کی اطاعت کرو)۔ ایسی بات کا کسی نبی کی زبان سے ادا ہونا سب سے بڑی محال بات ہے کیونکہ یہ معاملہ اتنا قبیح (برا) ہے کہ اس سے قبیح کوئی اور حکم نہیں ہوسکتا اور انبیاء کرام کو کمال کا وہ مقام حاصل ہوتا ہے کہ اس سے زیادہ کمال کسی کو حاصل نہیں ہوسکتا، وہ حکم بھی ایسے کاموں کا دیتے ہیں جو جائز اور مناسب اور بڑے ارفع واعلیٰ ہوتے ہیں اور وہ برے اور قبیح اعمال سے منع کرتے ہیں، اس لیے فرمایا:

وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ یعنی وہ تو یہی حکم دیں گے کہ لوگ ربانی بن جائیں، ربانی کا مطلب یہ ہے کہ وہ عالم ہوں، دانا ہوں، حلم اور بردباری سے موصوف ہوں لوگوں کو تعلیم دیں اور اُن کی تربیت کریں، پہلے علم کے چھوٹے (اور آسان) مسئلے بتائیں پھر بڑے (اور مشکل) مسائل کو سمجھائیں چنانچہ علم وعمل کا حکم دیتے ہیں جس پر سعادت وفلاح کا دارومدار ہے اور سب سے پہلے وہ خود بھی ان پر عمل پیرا ہوتے ہیں (اور ان کی پاکیزہ زندگیاں لوگوں کے لیے نمونہ بنتی ہیں) بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ میں "با" سببیہ ہے یعنی تم ربانی بن جاؤ اس سبب سے کہ تم دوسروں کو تعلیم دیتے ہو، اس میں یہ بات بھی آجاتی ہے کہ تم خود اہل علم ہو، تم اللہ کی کتاب پڑھتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو اور سنتِ رسول کا نمونہ ہو، اس کے پڑھنے اور سیکھنے سے علم پختہ ہوتا ہے۔

(تفسیر السعدی، عبدالرحمن بن ناصر السعدی)

تفہیم بالقرآن:

(۱) سیدنا مسیح علیہ السلام اعلان فرماتے ہیں:

يٰبَنِيٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ (المائدہ:76/5)

"(سیدنا مسیح نے اعلان کیا) اے بنی اسرائیل، اللہ کی بندگی کرو جو میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی، جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا، اُس پر اللہ نے جنت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔"

(۲) سیدنا ھود علیہ السلام اپنی قوم عاد کو رب کی بندگی کی طرف بلاتے ہیں (دیکھیے الاعراف:۷/ ۶۵)۔

(۳) سیدنا صالح علیہ السلام اپنی قوم ثمود کو اللہ ہی کی بندگی کی دعوت دیتے ہیں۔ (دیکھیے الاعراف:۷/ ۷۳)۔

(۴) سیدنا شعیب علیہ السلام اہل مدین کو اللہ کی بندگی کی دعوت دیتے ہیں۔ (دیکھیے الاعراف:۷/ ۸۵)

(۵) سیدنا نوح علیہ السلام رب کی بندگی کی طرف بلاتے ہیں۔ (دیکھیے المومنون: ۲۳/ ۲۳)

(۶) خاتم النبیین سیدنا محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم نسل انسانیت کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں۔ (دیکھیے البقرہ:۲/ ۲۱)

(۷) ہر رسول نے اللہ تعالیٰ ہی کی بندگی کی طرف بلایا۔ (دیکھیے النحل:۱۶/ ۳۶)

تفہیم بالحدیث:

سیدنا قیس بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حیرہ (جگہ کا نام ہے) گیا تو میں نے وہاں کے لوگوں کو اپنے حاکم کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا میں نے سوچا کہ اللہ کے رسول سجدے کے زیادہ لائق ہیں، میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں نے حیرہ میں لوگوں کو اپنے حاکم کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا، اللہ کے رسول! آپ زیادہ حقدار ہیں کہ ہم آپ کو سجدہ کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ بتاؤ کہ اگر تم میری قبر کے پاس سے گزرو تو کیا اسے سجدہ کرو گے؟ میں نے کہا نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا: ایسا نہ کرو (یعنی سجدہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے)۔

اگر میں نے کسی کو کسی کے سامنے سجدہ ریز ہونے کا حکم دینا ہوتا تو اللہ تعالیٰ نے مردوں کا عورتوں پر جو حق رکھا ہے اس وجہ سے عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوندوں کے سامنے سجدہ ریز ہوں۔

(ابوداؤد، کتاب النکاح)

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

۱) توحید دین کی اساس ہے، ہر رسول اور ہر نبی نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی بندگی کا حکم دیا۔

۲) انبیاء کرام کا مشن صرف لوگوں کو شرک سے نجات دلانا ہی نہیں ہوتا بلکہ "رَبّٰنِیّٖنَ" کی تعلیم وتربیت دینا بھی اہم مقصد ہوتا ہے علماء کرام کو انبیاء کرام کی وراثت کا حق ادا کرنا چاہیے۔

۳) انبیاء علیہم السلام کی پاکیزہ زندگیاں بندگی رب کا نمونہ اور پاکیزہ اخلاق سے عبارت ہوتی ہیں اور وہ سب سے پہلے 'مسلم' ہوتے ہیں (وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ)

۴) اگر تعلیم و تعلم اور درس وتدریس انسان کو "ربانی" نہ بنا سکے تو وہ حقیقی علم نہیں ہوتا۔

۵) اس آیہ مبارکہ کی روشنی میں ہمارے تمام تعلیمی ادارے تعلیم وتربیت کے مراکز بننے چاہیے جہاں سے ایسے انسان تیار ہوں جو علم وعمل کا پیکر ہوں اور وہ جہاں جائیں روشنی پھیلتی جائے اور لوگ ان سے فیضاب اور راہ یاب ہوں اور اُن کی دنیا اور آخرت سنور جائے اریہ دور غلامی کا نظام تعلیم بدل کر اسلامی نظام تعلیم مرتب کیا جائے۔

اے رب کریم! ہمیں زندگی کی تاریکیوں سے نکال کر نور کی طرف لے آیئے، اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ

اور یہ اہل کلیسا کا نظامِ تعلیم
ایک سازش ہے فقط دین و مروّت کے خلاف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبیؐ کی کھری اور سچی تعلیم (۲)

وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ أَرْبَابًا ؕ أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۰﴾

(اور نہ کوئی نبی، عیسیٰؑ یا محمد ﷺ جنہیں اللہ نے کامل ہدایت سے نوازا) تم سے ہرگز یہ نہ کہیں گے کہ فرشتوں یا پیغمبروں کو اپنا رب بنالو، کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی نبی تمہیں کفر کا حکم دے جب کہ تم مسلم ہو (رب العالمین کے فرمانبردار بندے ہو)

الفاظ:

وَ اور عاطفہ، جملے میں ربط کے لیے، لَا نہ نافیہ، يَأْمُرَكُمْ (يَأْمُرَ - كُمْ) وہ حکم دے گا، تم کو، اس کا مادہ (ا م ر) أَمَرَ، يَأْمُرُ سے فعل مضارع واحد مذکر غائب كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر، يَأْمُرَ کی رَ، منصوب (زبر) والی ہے اس کا عطف سابقہ آیت (نمبر ۷۹) أَنْ يُؤْتِيَ پر ہے اور يَأْمُرَ میں (هُوَ) ضمیر فاعل سابقہ آیت بَشَرٌ کی طرف لوٹ رہی ہے یعنی وہ بشر تم کو اس بات کا حکم نہیں دے سکتا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی بندگی کرو، أَنْ تَتَّخِذُوا (أَنْ - تَتَّخِذُوا) (اور نہ) یہ کہ، تم پکڑو (بناؤ)، أَنْ (حرف ناصبہ بعد والے لفظ کو زبر دیتا ہے جیسا کہ تَذْهَبُ سے أَنْ تَذْهَبَ اور نِ جمع کا گر جاتا ہے جیسا کہ تَتَّخِذُوْنَ تھا أَنْ کی وجہ سے تَتَّخِذُوا رہ گیا، تَتَّخِذُوا فعل مضارع جمع مذکر حاضر (اِتَّخَذَ، يَتَّخِذُ) بنانا، پکڑنا، الْمَلٰٓئِكَةَ فرشتوں کو اس کا مفرد مَلَكٌ ہے (م اور ل کی زبر کے ساتھ)، وَ اور عاطفہ، النَّبِيّٖنَ نبیوں کو اس کا مفرد نبی اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اور نبی، أَرْبَابًا (بہت سے) رب جمع، اس کا مفرد رَبٌّ ہے جو تمام مخلوقات کا پالنہار اور کفیل ہے اور وہ صرف اللہ تعالیٰ ہے (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ) یعنی جس طرح انبیاء علیہم السلام لوگوں کو اپنی عبادت کا حکم نہیں دیتے، اسی طرح وہ فرشتوں اور دیگر انبیاء کی عبادت کا حکم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی نہیں دیتے بلکہ اُن کی زندگیوں کا مقصد صرف اور صرف اللہ کی طرف بلانا ہوتا ہے اور ہر شعبہ حیات میں صرف اور صرف اسی کی اطاعت کو بجالانا ہوتا ہے، أَ کیا، ھمزہ استفہامیہ، يَأْمُرُكُمْ (يَأْمُرُ۔ كُمْ) وہ حکم دے گا، تم کو، يَأْمُرُ فعل مضارع واحد مذکر، ھُوَ (فاعل) كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر، بِالْكُفْرِ (بِ۔ الْكُفْرِ) ساتھ، کفر (کرنے کے) بِ جار، الْكُفْرِ مجرور، بَعْدَ بعد پیچھے، قَبْلُ (پہلے) کی ضد ہے (قبل کا الٹ ہے) ظرف زمان (مضاف)، إِذْ جب ظرف زمان (مضاف الیہ) اس کا ترجمہ ہوگا اس کے بعد، أَنْتُمْ تم (ہو) ضمیر جمع مذکر (مبتدا)، مُّسْلِمُوْنَ اسلام لا چکے ہو، اسم فاعل جمع مذکر (خبر) اس کا مادہ (س ل م) أَسْلَمَ، يُسْلِمُ سے اسم فاعل مُسْلِمٌ اور جمع مُسْلِمُوْنَ (اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار) انبیاء علیہم السلام تو سب سے پہلے فرمانبردار (مسلمون ہوتے ہیں) وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ "اے رسول کہیے میں سب سے پہلا فرمانبردار ہوں۔" وہ بھلا کسی غیر کی عبادت کا حکم کیسے دے سکتے ہیں۔

تفسیر:

حافظ عبدالسلام بن محمد لکھتے ہیں:

"اس آیت میں یہود و نصاریٰ کے طرز عمل کا محاسبہ ہے۔ جنہوں نے انبیاء اور فرشتوں کی تعظیم میں اس قدر غلو کیا (حد سے بڑھ گئے) کہ اُن کو رب تعالیٰ کے مقام پر کھڑا کر دیا، انبیاء اور صالحین کی قبروں پر عمارتیں بنا کر اُن کی تصویریں بنا ڈالیں أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی نبی یا فرشتے کی پرستش صریح کفر ہے اور کوئی بھی تعلیم یا فلسفہ جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی بندگی سکھائے یا اللہ کے کسی نبی یا بزرگ کو رب تعالیٰ کے مقام پر بٹھائے وہ اللہ تعالیٰ یا اس کے نبی کی تعلیم ہرگز نہیں ہوسکتی، أَيَأْمُرُكُمْ میں استفہام انکاری ہے، یعنی یہ ممکن ہی نہیں، کیونکہ انبیاء تو لوگوں کو عبادت الٰہی کی تعلیم دینے اور مسلمان بنانے کے لیے مبعوث ہوتے ہیں نہ کہ الٹا کافر بنانے کے لیے۔ (تفسیر القرآن الکریم)

انبیاء علیہم السلام کا عہد و پیمان

وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۱﴾

(یاد کرو) اللہ نے انبیاء (علیہم السلام) سے عہد لیا تھا کہ آج میں نے تمہیں کتاب اور حکمت سے نوازا ہے کل اگر کوئی دوسرا رسول تمہارے پاس اُسی تعلیم کی تصدیق کرتا ہوا آئے جو پہلے سے تمہارے پاس موجود ہے تو تم کو اس پر ایمان لانا ہوگا اور اُس کی مدد کرنی ہوگی (کیونکہ اصل دین ایک ہی ہے اور وہ اسلام ہے اور جتنے بھی اللہ کے رسول آئے سب اسی کی دعوت دینے والے تھے) (یہ ارشاد فرما کر اللہ نے پوچھا) 'کیا تم اس کا اقرار کرتے ہو، اور اس پر میری طرف سے عہد کی بھاری ذمہ داری اٹھاتے ہو' انہوں نے کہا 'ہاں ہم اقرار کرتے ہیں' اللہ نے فرمایا 'اچھا تو گواہ رہو اور (دیکھو) تمہارے ساتھ خود میں بھی اس پر گواہ ہوں۔'

الفاظ:

وَ اور عاطفہ، اِذْ جب جس وقت ظرف زمان، اَخَذَ لینا فعل ماضی واحد مذکر غائب، (اَخَذَ یَاْخُذُ) کسی عہد کا لینا، اَخَذَ اللّٰهُ اللہ نے عہد لیا (فاعل)، مِيْثَاقَ پختہ عہد اس کا مادہ (و ث ق) ہے وَثِقَ، يَثِقُ سے اسم مصدر میثاق (ایسا عہد جو مضبوط اور پختہ ہو) بات وثوق سے کہنا اردو میں استعمال ہوتا ہے، مفعول (اور مضاف)، النَّبِيّٖنَ انبیاء (کرام) سے، لَمَآ (لَ۔ مَآ) البتہ، جو، لام تاکیدی، مَا موصولہ، اٰتَيْتُكُمْ (اٰتَيْتُ۔ كُمْ) میں دوں، تم کو، (اٰتٰى يُؤْتِيْ) عطا کرنا، دینا سے باب افعال سے فعل ماضی واحد متکلم اٰتیتُ (فاعل) کُم، ضمیر جمع مذکر حاضر انبیاء علیہم السلام کی طرف جاتی ہے (مفعول)۔ مِّنْ سے، حرف جار، كِتٰبٍ مجرور کتاب (اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتاب)، وَّ اور عاطفہ، حِكْمَةٍ حکمت (سے)، ثُمَّ پھر حرف عطف، جَآئَكُمْ (جَآءَ۔ كُمْ) آئے، تمہارے پاس (جَاءَ يَجِيْءُ) آنا سے فعل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماضی واحد مذکر، کُمْ ضمیر جمع مذکر مخاطب، رَسُوْلٌ کوئی رسول (موصوف)، مُّصَدِّقٌ تصدیق کرنے والا (صفت) اس کا مادہ (ص د ق) صَدَّقَ یُصَدِّقُ تصدیق کرنا سے اسم فاعل مُصَدِّقٌ، تصدیق کرنے والا، رسولٌ کی صفت ہے، لَتُؤْمِنُنَّ (لَ۔ تُؤْمِنُنَّ) ضرور، تم ایمان لاؤ گے، لام تاکیدی اور فعل مضارع، ن ثقیلہ کے ساتھ جو مزید تاکیدی معنی دیتا ہے، اس کا مادہ (ا م ن) ہے اٰمَنَ یُؤْمِنُ سے فعل مضارع جمع مذکر مخاطب تُؤْمِنُوْنَ، زور بیان کے لیے ن ثقیلہ کا اضافہ تُؤْمِنُنَّ ہوا، گویا لام تاکید اور نون ثقیلہ سے جملے میں زبردست زور پیدا ہوا اور اس کا ترجمہ یوں ہوا (ضرور بضرور تم اس رسول پر ایمان لاؤ گے)، بِهٖ (بِ۔ ہٖ) ساتھ، اس کے (یعنی اس رسول کے بِ جار، ہٖ مجرور (ضمیر واحد مذکر رسول کی طرف جاتی ہے) وَ اور عاطفہ، لَتَنْصُرُنَّهٗ (لَ۔ تَنْصُرُنَّ۔ ہٗ) ضرور بضرور، تم مدد کرو گے اس کی (رسول کی) قَالَ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) فعل ماضی واحد مذکر غائب، قَالَ یَقُوْلُ فرمانا، کہنا، ءَ کیا، ہمزہ استفہام، اَقْرَرْتُمْ اقرار کیا تم نے، فعل ماضی جمع مذکر مخاطب (اَقَرَّ یُقِرُّ) (ادغام کے ساتھ) اقرار کرنا، اردو میں معروف ہے، وَ اور عاطفہ اَخَذْتُمْ لیا تم نے (عہد) (اَخَذَ یَاْخُذُ) لینا (عہد) یعنی قبول کرتے ہو، عَلٰی اور حرف جار ذٰلِكُمْ اس کے، مجرور اِصْرِیْ (اِصْرِ۔ یْ) عہد، میرا یعنی میرے اس عہد پر قائم رہتے ہو؟ قَالُوْٓا انہوں نے کہا (رسولوں نے)، اَقْرَرْنَا ہم نے اقرار کرلیا فعل ماضی جمع متکلم، قَالَ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فعل ماضی واحد مذکر، فَاشْهَدُوْا (فَ۔ اشْهَدُوْا) تو تم گواہ رہو اس کا مادہ (ش ہ د) شَهِدَ یَشْهَدُ سے فعل امر جمع مذکر مخاطب اِشْهَدُوْا (تم سب گواہ رہو) شہادت گواہی اردو میں جانا پہچانا لفظ ہے، وَ اور عاطفہ، اَنَا میں (مبتدا)، مَعَكُمْ (مَعَ۔ کُمْ) ساتھ، تمہارے مَعَ مضاف، کُمْ مضاف الیہ یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا میں بھی تمہارے ساتھ شہادت دینے والوں میں سے ہوں، مِّنَ سے (ضمیر واحد متکلم) حرف جار، الشّٰهِدِيْنَ گواہوں میں سے ہوں (سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کسی کی شہادت ہو سکتی ہے)

تفسیر:

سید مودودیؒ لکھتے ہیں:

مطلب یہ ہے کہ ہر رسول سے اس امر کا عہد لیا جاتا رہا ہے...... اور جو عہد رسول سے لیا گیا ہو، وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لامحالہ اس کے پیروؤں (ایمان لانے والے) پر بھی آپ سے آپ عائد ہو جاتا ہے..... کہ جو نبی ہماری طرف سے اس دین کی تبلیغ واقامت کے لیے بھیجا جائے جس کی تبلیغ واقامت پر تم مامور ہوئے ہو، اس کا تمہیں ساتھ دینا ہوگا (اور اس کے صدق وامانت کی تصدیق کرنی ہوگی) اس کے ساتھ تعصب نہ برتنا، اپنے آپ کو دین کا اجارہ دار نہ سمجھنا حق کی مخالفت نہ کرنا، بلکہ جہاں جو شخص بھی ہماری طرف سے حق کا پرچم بلند کرنے کے لیے اٹھایا جائے اس کے جھنڈے تلے جمع ہو جانا۔ یہاں اتنی بات اور سمجھ لینی چاہیے کہ سیدنا محمد ﷺ سے پہلے ہر نبی اور ہر رسول سے یہی عہد لیا جاتا رہا اور اس بنا پر ہر نبی نے اپنی امت کو بعد کے آنے والے نبی کی خبر دی ہے اور اس کا ساتھ دینے کی ہدایت کی ہے، لیکن نہ قرآن میں نہ حدیث میں، کہیں بھی اس امر کا پتہ نہیں چلتا کہ سیدنا محمد ﷺ سے ایسا عہد لیا گیا ہو یا آپ نے اپنی امت کو بعد کے آنے والے نبی کی خبر دے کر اس پر ایمان لانے کی ہدایت فرمائی ہو۔ (تفہیم القرآن ج1)

تفہیم بالقرآن:

(۱) قرآن حکیم پہلی کتب کا مصدق (تصدیق کرنے والا ہے)

نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ (آل عمران:3/3)

''(اے نبیؐ) اس نے آپ پر یہ کتاب نازل کی ہے جو حق لے کر آئی ہے اور ان کتابوں کی تصدیق کر رہی ہے جو پہلے سے آئی ہوئی تھیں۔

(۲) ایمان کی تکمیل تمام رسولوں اور کتب پر ایمان سے ہوتی ہے

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ

(البقرہ:4/2)

''(فلاح پانے والے مومن تو وہ ہیں) جو کتاب آپؐ پر نازل کی گئی یعنی (قرآن) اور جو کتابیں آپ سے پہلے نازل کی گئی تھیں اُن سب پر ایمان لائے ہیں۔''

(۳) سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل ہوئی اور آپ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والی کتاب تورات کی تصدیق کی:

وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰةِ (آل عمران:50/3)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"(سیدنا عیسیٰؑ فرماتے ہیں) اور میں اس تعلیم و ہدایت کی تصدیق کرنے والا بن کر آیا ہوں جو تورات میں سے ہے۔"

(۴) سیدنا عیسیٰ علیہ السلام خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کرتے ہیں

إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُم مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ (الصف:6/61)

"(سیدنا عیسیٰؑ بنی اسرائیل کو خطاب کرتے ہیں) میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں تصدیق کرنے والا اس تورات کی جو مجھ سے پہلے آئی موجود ہے اور بشارت دینے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہوگا (اور وہ ہیں خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ)۔

تفہیم بالحدیث:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایات ہے کہ اُمّ حبیبہ اور اُم سلمہ رضی اللہ عنہما نے ایک گرجے کا ذکر جو انہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا، اس میں تصویریں تھیں، انہوں نے نبی ﷺ سے اس کا ذکر کیا، تو آپ نے فرمایا: اُن لوگوں کا حال یہ تھا کہ جب اُن میں کوئی نیک آدمی ہوتا اور وہ فوت ہو جاتا تو وہ لوگ اس کی قبر پر مسجد اور اس میں یہ تصویریں بنا دیتے، یہ لوگ قیامت کے دن اللہ کے ہاں ساری مخلوق سے بدتر ہوں گے۔

(بخاری، باب هجره الحبشه رقم الحديث: 3873)

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت

(۱) اسلام دین کامل ہے، اُس نے شرک وکفر کی ہر چھوٹی بڑی راہ کو مکمل طور پر بند کر دیا ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کے دین کو دل و جان سے تسلیم کرنا ہر شعبہ حیات میں ماننا اور اس پر عمل پیرا ہو جانا ہی ایمان کا راستہ ہے۔

(۳) تمام انبیاء ورسل کی زندگیوں کا مشن اور مقصد ایک ہی رہا ہے 'صرف اللہ ہی کی بندگی کرو اور ہر قسم کے شرک سے بچو'۔

(۴) صرف ایمان ہی کافی نہیں ہوتا بلکہ انبیاء علیہم السلام کی حمایت ونصرت بھی ضروری ہوتی ہے۔

(۵) خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد نسل انسانیت کی فوز و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فلاح صرف اور صرف آپ ﷺ کی اتباع واطاعت میں مضمر ہے اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بھی قربِ قیامت آپ ﷺ کے امتی بن کر ہی تشریف لائیں گے۔

دَرسِ لَا خَوفٌ عَلَیْهِمْ مِیدہد

تادِلے دَرْ سینۂ آدم نہد

(مسلمان) اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ رکھنے کا درس دیتا ہے تا کہ (انسان کے) سینہ میں (جرأت اور دلیری) کا دل پیدا کرے۔

عہد شکن لوگ اور ان کا انجام

فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۸۲﴾

تو اب جو کوئی اس عہد و قرار کے بعد اُس سے روگرداں ہو (خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت و شریعت کا انکار کرے) تو یقینا ایسے ہی لوگ ہیں جو فاسق ہیں (یعنی دائرہ حق پرستی سے باہر ہو گئے ہیں)۔

الفاظ:

فَمَنْ (فَ۔مَنْ) تو، جو کوئی، فَ مستانفہ اس کے بعد مستقل حکم آتا ہے، مَنْ موصول، تَوَلّٰى پھر جائے فعل ماضی واحد مذکر غائب اس کا مادہ (و ل ی) ہے (تَوَلّٰى۔ يَتَوَلّٰى) پھر جانا روگرداں ہونا، بَعْدَ بعد ظرف زمان (مضاف)، ذٰلِكَ اس کے، مضاف الیہ، فَاُولٰٓئِكَ (فَ۔اُولٰٓئِكَ) تو، وہی لوگ ہیں، فَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب شرط، أُولَئِكَ اسم اشارہ بعید، هُمُ ضمیر جمع مذکر غائب، الْفٰسِقُوْنَ نافرمان (جمع) اس کا مفرد فَاسِقٌ ہے اس کا مادہ (ف س ق) ہے فَسَقَ يَفْسُقُ سے اسم فاعل جمع مذکر فَاسِقُوْن فِسْق اور فُسُوْق کا لغوی معنی ہر چھلکے والی چیز کا چھلکے سے باہر نکل آنا اسی طرح فاسق اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنے رب کے احکام کی نافرمانی کرنے لگے، اطاعت الٰہی کو پس پشت ڈال دے اور راہ حق سے پھسل جائے۔

(القاموس الوحید)

تفسیر:

اس آیت میں اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کو متنبہ کیا گیا ہے کہ تم خاتم النبیین جناب رسول اللہ ﷺ پر ایمان نہ لا کر دراصل اس عہد کی خلاف ورزی کر رہے ہو جو تمہارے انبیاء سے اور ان کے ذریعے تم سے لیا گیا ہے۔ اب بتاؤ تمہارے فاسق ہونے میں کوئی شک و شبہ ہوسکتا ہے۔

(تفسیر کبیر امام رازی بحوالہ تفسیر القرآن کریم، حافظ عبدالسلام بن محمد)

دینِ حق کی مخالفت کیوں؟

اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗۤ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾

اب کیا یہ لوگ اللہ کی اطاعت کا طریقہ (دین اللہ) چھوڑ کر کوئی اور طریقہ چاہتے ہیں؟ حالانکہ آسمان و زمین کی ساری چیزیں چار و ناچار اللہ ہی کی تابع فرمان (یعنی مسلم) ہیں اور اُسی کی طرف سب کو پلٹنا ہے۔

الفاظ:

أَ کیا کلمہ استفہام، فَغَيْرَ (فَ۔غَيْرَ) پھر، سوائے، فَ عاطفہ (کلام میں ربط کے لیے)، دِيْنِ دین اسلام، اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری کا راستہ اس کے لیے اسوہ رسول ﷺ کو اپنایا جائے اور نجات کا راستہ صرف دین اسلام ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے: اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ (آل

www.KitaboSunnat.com

عمران: 19/3) ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک (دستور حیات) صرف دین اسلام ہی ہے۔'' جس سے دنیا اور آخرت کی کامیابی مل سکتی ہے۔

دِین مضاف، **اللّٰہِ** اللہ سبحانہ وتعالیٰ، مضاف الیہ، **یَبْغُوْنَ** (کوئی اور دین) تلاش کرتے ہیں؟ فعل مضارع جمع مذکر غائب اس کا مادہ (ب غ ی) ہے **(بَغٰی یَبْغِیْ)** تلاش کرنا، **وَ** اور حالانکہ (حالیہ)، **لَهٗ (لَ۔ ہٗ)** کے لیے، اس کے یعنی اُسی اللہ کے لیے ہے، لَ حرف جار، ہٗ مجرور، **اَسْلَمَ** فرمانبردار (جھکے ہوئے) اس کا مادہ (س ل م) ہے، **اَسْلَمَ، یُسْلِمُ** (اطاعت کرنا، فرمانبرداری کرنا)، **مَنْ** جو (اسم موصول)، **فِیْ** میں، حرف جار، **السَّمٰوٰتِ** آسمانوں (میں) مجرور جمع اس کا مفرد **سَمَآءٌ**، **وَ** عاطفہ، **الْاَرْضِ** زمین (میں)، **طَوْعًا** خوشی سے اس کا مادہ (ط و ع) ہے **(طَاعَ یَطُوْعُ)** خوشی سے ماننا، **وَّ** اور عاطفہ، **کَرْهًا** ناخوشی سے اس کا مادہ (ک ر ہ) ہے **(کَرِہَ یَکْرَہُ)** ناخوشی سے ماننا یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے آگے زمین وآسمان کی ہر چیز چاروناچار جھکی ہوئی ہے (صرف انسان کو خیر یا شر، نیکی یا بدی میں سے انتخاب کا اختیار دیا گیا ہے) ارشاد ہوتا ہے: **اِنَّا هَدَیْنٰهُ السَّبِیْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّ اِمَّا كَفُوْرًا** (الدھر: 3/76) ''(رب کریم کا فرمان ہے) ہم نے اسے (انسان کو) راستہ دکھا دیا، خواہ شکر کرنے والا بنے یا کفر کرنے والا (دونوں راستوں کے فائدے اور نقصان بھی بتا دیے اور یہ زندگی امتحان ہے)۔'' **وَ** اور عاطفہ، **اِلَیْهِ (اِلٰی۔ ہِ)** طرف، اسی کے، **اِلٰی** جار، **ہِ** مجرور، **یُرْجَعُوْنَ** وہ لوٹائے جائیں گے، فعل مضارع مجہول جمع مذکر غائب اس کا مادہ (ر ج ع) ہے **رَجَعَ یَرْجِعُ** سے فعل مضارع مجہول جمع مذکر غائب **یُرْجَعُوْن**، یعنی بالآخر سب کو حیاتِ مستعار کے چند لمحات کے بعد اُسی کے حضور حساب کتاب کے لیے پیش کیا جائے گا، کامیابی پر حیات جاودانی (جنت) کا مژدہ سنایا گیا ہے اور ناکامی پر (جہنم) کے ہولناک عذاب سے ڈرایا گیا ہے۔

تفسیر:

اَفَغَیْرَ دِیْنِ اللّٰهِ یَبْغُوْنَ یعنی جب آسمان وزمین کی ہر چیز، فرشتے، جن وانس (شجر وحجر، پھل، پھول، دریا، سمندر وغیرہ) اللہ تعالیٰ کے قانون کے سامنے سر جھکائے ہوئے ہیں اور اختیاری وغیر اختیاری طور پر اس کے حکم کے تابع ہیں تو یہ لوگ اس کے قانون شریعت **دِیْنِ اللّٰهِ** کو چھوڑ کر دوسرا راستہ کیوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختیار کرتے ہیں، انہیں چاہیے کہ اگر آخرت میں نجات چاہتے ہیں تو اللہ کا دین، جو اس وقت خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ ﷺ لے کر مبعوث ہوئے ہیں اسے اختیار کر لیں۔

طَوْعًا وَّ كَرْهًا اگر کوئی کہے کہ بہت سے انسان اللہ کے نافرمان ہیں تو جواب یہ ہے کہ وہ بھی زندگی کی کئی باتوں میں فرماں بردار ہونے میں بے اختیار اور بے بس ہیں، ورنہ اپنا سانس یا دل کی دھڑکن یا بھوک و پیاس یا بول و براز نیند اور موت روک کر دکھائیں، ہاں اعمال سے متعلق انسان کو اختیار دیا گیا ہے اور اسی سے متعلق باز پرس ہوگی، آخرت میں جزا، سزا رکھی گئی ہے۔ (تفسیر القرآن الکریم، حافظ عبدالسلام)

تفہیم بالقرآن:

(۱) خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت تمام نسل انسانیت کے لیے ہے

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ

(سبا:28/34)

"(اے نبیؐ) ہم نے آپ کو نسل انسانیت کے لیے (ایمان و نیک اعمال کے اچھے نتائج کی) خوشخبری سنانے والا اور (انکار و برے اعمال کے برے نتائج سے) خبردار کرنے والا بنا کر بھیجا ہے، مگر اکثر لوگ نہیں سمجھتے (حق بات کو نہیں پہچانتے)۔"

(۲) ایمان کی تکمیل کیسے ہوتی ہے؟ اور کامیابی کن لوگوں کے لیے ہے؟

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ

(البقرہ:4/2)

"(اے نبیؐ) جو کتاب آپؐ پر نازل کی گئی (یعنی قرآن) اور جو کتابیں آپ سے پہلے نازل کی گئی تھیں (یعنی تورات، انجیل، زبور اور دیگر صحیفے) سب پر ایمان لاتے ہیں (وہ تمام انبیاء علیہم السلام صادق و امین اور وہ تمام کتابیں برحق تھیں)۔"

(۳) کائنات کی ہر چیز رب کائنات کے آگے سجدہ ریز ہے (جھکی ہوئی ہے)

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ

(الرعد:15/13)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''وہ تو اللہ ہی ہے جس کو زمین و آسمان کی ہر چیز طوعاً و کرھا (خوشی یا ناخوشی) سجدہ کر رہی ہے (سرتسلیم خم کیے ہوئے ہے) اور سب چیزوں کے سائے بھی صبح و شام اس کے آگے جھکتے ہیں (اسی رب کے بنائے قانون کے آگے مسخر ہیں)۔''

(۴) زمین و آسمان اور اس کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کے حمد و ثنا میں مصروف ہے

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَ الْاَرْضُ وَ مَنْ فِيْهِنَّ وَ اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَ لٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ (بنی اسرائیل:44/17)

''(لوگو! ذرا غور تو کرو) ساتوں آسمان اور زمین اور جو (اشیاء) بھی ان میں ہیں اسی (رب العزت) کی تسبیح کر رہی ہیں اور ایسی کوئی چیز نہیں جو اسے پاکیزگی اور تعریف کے ساتھ یاد نہ کرتی ہو، ہاں یہ صحیح ہے کہ تم اُن کی تسبیح سمجھ نہیں سکتے (بلکہ علیم و قدیر ہی خوب جانتا ہے)۔''

تفہیم بالحدیث:

عبدالرحمن بن قرط رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''شب اسرا کا واقعہ ہے، رحمت عالم ﷺ مقام ابراہیم و زمزم کے درمیان تھے اور جبرئیل آپ کے دائیں اور میکائیل آپ کے بائیں تھے یہ دونوں آپ کو اڑا کر لے گئے یہاں تک کہ آپ ساتوں آسمانوں پر پہنچے، پھر جب آپ تشریف لائے تو فرمایا کہ میں نے بلند آسمانوں میں تسبیح کی آوازیں سنیں، پھر فرمایا دنیا کی ہر چیز تسبیح خواں ہے مگر ان کی تسبیح انسان کی سمجھ سے باہر ہے کیونکہ انسان ان کی زبانوں سے نا آشنا ہے، حیوانات، جمادات اور نباتات سب ہی تسبیح خواں ہیں، ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم کھانا کھاتے وقت کھانے کی تسبیح سنا کرتے تھے۔

ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ایک دفعہ رحمت عالم ﷺ نے اپنے دست مبارک میں چند سنگریزے لیے، میں نے خود ان سے شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح تسبیح سنی، ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں بھی سنگریزوں کی تسبیح سنی جاتی تھی۔ (تفسیر ابن کثیر، ترجمہ: مولانا محمد جوناگڑھی)

آیات مبارکہ کی حکمت و بصیرت

(۱) جب اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر انبیاء ایک دوسرے کی تصدیق کرتے آئے ہیں اور خود خاتم الانبیاء سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرے انبیاء کی تصدیق کی ہے اور پھر سب انبیاء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی صداقت و امانت کو تسلیم کرنے کو ایمان کا جزو قرار دیا ہے۔ تو اے اہل کتاب پھر تم تعصب سے کیوں کام لیتے ہو؟

(۲) فسق کا راستہ ایمان کی ضد ہے اور فاسقین کبھی راہ یاب نہیں ہو سکتے اور نہ ہی فلاح پا سکتے ہیں۔

(۳) جب یہ پوری کائنات اور اس کی ہر ہر چیز اللہ تعالیٰ کی کبریائی و عظمت سے رطب اللسان ہے، تو اے انسان! اللہ تعالیٰ نے تجھے تو اشرف المخلوقات بنایا ہے اور خلافت ارض کے رتبے پر فائز کیا ہے، تو کیا اس مالک حقیقی کی نافرمانی تجھے زیب دیتی ہے؟

(۴) اگر آنکھ بینا ہو اور دل کا کنول کھلا ہو تو صبح کے وقت دریاؤں اور باغوں کی سیر میں پرندوں کا چہچہانا، پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو سے فضا کا معطر ہونا، پانی کی لہروں کا بل کھاتے رواں دواں ہونا صاف پتہ دیتا ہے کہ یہ تمام اشیا رب کائنات کی تسبیح میں مصروف ہیں، کاش کہ غافل انسان ان سے سبق حاصل کرے اور خلافت کا حق ادا کرے۔

بازو تیرا توحید کی قوت سے قوی ہے
اسلام تیرا دیس ہے تو مصطفوی ہے

سب انبیا کرام اسلام کے علمبردار ہیں

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ
وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى
وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۠ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِّنْهُمْ ۡ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۸۴﴾

(اے نبی) کہئے کہ "ہم اللہ کو مانتے ہیں (ہر شعبۂ حیات میں اُسی کے حکم کو بجا لاتے ہیں) اُس تعلیم کو مانتے ہیں جو ہم پر نازل کی گئی ہے (خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر قرآن کو اور آپ کی سنتِ مطہرہ کو دل و جان سے تسلیم کرتے ہیں) اُن تعلیمات کو بھی مانتے ہیں جو ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، اسحاقؑ یعقوبؑ اور اولاد یعقوبؑ پر نازل ہوئی تھیں (ٹھیک ٹھیک جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی تھیں نہ کہ خود ساختہ تعلیمات کو) اور ان ہدایات پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو موسیٰؑ عیسیٰؑ اور دوسرے انبیاء کرام کو اُن کے رب کی طرف سے دی گئیں ہم اُن کے درمیان فرق نہیں کرتے (کہ یہ سب کے سب نفوسِ قدسیہ برحق اور اللہ کی طرف بلانے والے تھے اور پکے سچے مسلمان تھے) اور ہم بھی اللہ کے تابع فرمان (یعنی مسلم) ہیں۔

الفاظ:

قُلْ کہہ دیجیے، فعل امر (قَالَ یَقُوْلُ) کہنا قول و قرار اردو میں استعمال ہوتا ہے، **اٰمَنَّا** ہم ایمان لائے اسکا مادہ (ا م ن) ہے (اٰمَنَ یُؤْمِنُ) سے فعل ماضی جمع متکلم **اٰمَنَّا** (ہم ایمان لائے، **نَحْنُ** فاعل مضمر ہے) **بِاللّٰهِ** (بِ۔اللہ) ساتھ، اللہ کے، یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر، **بِ** حرف جار، **اللّٰهِ** مجرور، **وَ** اور عاطفہ جملے میں ربط کے لیے، **مَآ** جو موصولہ، **اُنْزِلَ** اُتارا گیا، اس کا مادہ (ن ز ل) ہے **اَنْزَلَ یُنْزِلُ** سے فعل ماضی مجہول، واحد مذکر غائب، **اُنْزِلَ** (اتارا گیا)، **عَلَيْنَا** (عَلَیٰ۔نَا) اوپر، ہمارے، **عَلَیٰ** حرف جار، **نَا** ضمیر جمع متکلم، مجرور، **وَ** اور، عاطفہ، **مَآ** جو موصولہ، **اُنْزِلَ** اتارا گیا فعل ماضی مجہول، **عَلٰٓی** پر، حرف جار، **اِبْرٰهِيْمَ** ابراہیم علیہ السلام، سیدنا ابراہیم علیہ السلام جد الانبیاء، سیدنا عیسیٰ کی پیدائش سے دو ہزار سال قبل، بابل کے شہر "اُر" میں پیدا ہوئے، اس زمانے کے کافر بادشاہ نمرود کو توحید کی دعوت دی کفار نے آپؑ کو جلانے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے آگ میں ڈالا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس آگ کو آپؑ کے لیے **بَرْدًا وَّسَلٰمًا** خوشگوار سلامتی والی بنا دیا۔ مجرور غیر منصرف ہونے کی وجہ سے منصوب (زبر والا) ہے، **وَ** اور عاطفہ، **اِسْمٰعِيْلَ** اسماعیل علیہ السلام کے (غیر منصرف)، **وَ** اور عاطفہ، **اِسْحٰقَ** اسحاق علیہ السلام کے (غیر منصرف)، **وَ** اور عاطفہ، **يَعْقُوْبَ** یعقوب علیہ السلام کے (غیر منصرف)، **وَ** اور عاطفہ، **الْاَسْبَاطِ** اُن کی اولاد کے (جمع) اس کا مفرد **سَبْطٌ** ہے، اس کے معنی پوتے اور نواسے دونوں آتے ہیں۔ (مفردات القرآن)

سیدنا اسماعیل علیہ السلام، سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بڑے صاحبزادے سیدہ ہاجرہ مصریہ (بیوی سیدنا ابراہیمؑ) کے بطن سے پیدا ہوئے، بیت اللہ کی تعمیر سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے ہاتھوں ہوئی، سیدنا اسماعیل علیہ السلام **ذبیح اللہ** ہیں، اکثر مناسک حج کا تعلق آپ کی ذات سے ہے۔

سیدنا اسحاق علیہ السلام، سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے دوسرے بیٹے (سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دوسری بیوی) سیدہ سارہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ سیدنا یعقوب علیہ السلام، سیدنا اسحاق علیہ السلام کے بیٹے ہیں، ان کا لقب 'اسرائیل' تھا اس کا ترجمہ (اللہ کا برگزیدہ بندہ) اُن کی اولاد بنی اسرائیل کہلائی۔ (پروفیسر ابو مسعود حسن، تدریس القرآن)

وَ اور عاطفہ، **اُوْتِيَ** دیے گئے، **اِيْتَاءٌ** مصدر ماضی مجہول واحد مذکر غائب، **وَ** اور عاطفہ **مَآ** جو موصولہ **اُوْتِيَ** دیے گئے فعل ماضی مجہول واحد مذکر غائب، **مُوْسٰى** موسیٰ علیہ السلام، موسیٰ بن عمران بنی اسرائیل کے جلیل القدر پیغمبر، اللہ تعالیٰ نے ان پر 'تورات' کو نازل فرمایا، **وَ** اور عاطفہ، **عِيْسٰى** سیدنا عیسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ بن مریم، اللہ تعالیٰ کے حکم سے سیدہ مریم کے بطن سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور اللہ نے ان پر 'انجیل' کو نازل فرمایا اور عیسیٰ کے معنی سید اور سردار کے ہیں، **وَ** اور عاطفہ، **النَّبِيُّوْنَ** انبیاء کرام کو، **مِنْ** سے حرف جار، **رَّبِّهِمْ** (رَبِّ۔هِمْ) رب کی طرف سے ان کے **رَبِّ** مجرور (مضاف) **هِمْ** ضمیر جمع مذکر غائب (مضاف الیہ)، **لَا** نہیں نافیہ، **نُفَرِّقُ** ہم فرق کرتے ہیں، اس کا مادہ (ف ر ق) **فَرَّقَ يُفَرِّقُ** سے فعل مضارع جمع متکلم، **نُفَرِّقُ**، **تَفْرِيْقٌ** باب تفعیل تفریق کرنا اردو میں مشہور ہے، **بَيْنَ** درمیان (ظرف)، **اَحَدٍ** کسی کے (مضاف الیہ)، **مِّنْهُمْ** (مِّنْ۔هُمْ) سے، ان، **مِّنْ** حرف جار، **هُمْ** مجرور (ضمیر جمع مذکر غائب)، یعنی انبیاء کرام کو برحق مانتے ہیں کہ سب نے اللہ تعالیٰ کا پیغام اللہ کے بندوں کو پہنچایا اور سب اللہ کے مطیع اور فرمانبردار (مسلم) تھے، **وَ** اور عاطفہ، **نَحْنُ** ہم (بھی) مبتدا، **لَهٗ** (لَ۔هٗ) لیے، اسی (کے)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَ حرف جار، ہٗ مجرور، مُسْلِمُوْنَ اطاعت کرنے والے ہیں یعنی ہم بھی اسی خالق و مالک کے فرمانبردار ہیں۔

اے اللہ ہمیں اپنا مطیع اور فرمانبردار بنا کر رکھ۔ آمین!

تفسیر:

اس آیہ مبارکہ میں مسلمانوں کو اصل ہدایت اور ایمان کی تعلیم دی گئی ہے یعنی قرآن حکیم سے پہلے جتنی آسمانی کتابیں اور جتنے انبیاء و رسل آئے، جن میں بعض کے نام قرآن حکیم میں آئے ہیں اور بعض کے نہیں آئے، سب پر مجملاً ایمان لایا جائے کہ وہ سب حق ہیں، اُن کے درمیان فرق کرنے کا مطلب یہ ہے کہ کسی کو مان لیا اور کسی کو نہ مانا، جیسے یہودیوں نے صرف موسیٰ علیہ السلام اور نصرانیوں نے صرف عیسیٰ علیہ السلام کو مانا اور ان دونوں نے خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے سے محض ضد کی بنیاد پر انکار کر دیا، حقیقت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حقیقی دین کو تا قیامت زندہ کیا اور وہ اسلام ہے اور یہی دین سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا تھا جس کا حلیہ یہود و نصاریٰ نے بگاڑ دیا۔ البتہ تفصیلی ایمان صرف قرآن پر ضروری ہے یعنی اس کے ہر حکم کو ماننا اور اس پر عمل کرنا کیونکہ:

۱۔ قرآن حکیم کا نزول خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوا اور اس سے پہلے تمام کتابیں منسوخ ہو گئیں۔

۲۔ پہلے تمام رسل اور انبیاء اپنی اپنی قوم کی طرف آتے تھے جبکہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک کے لیے تمام لوگوں کی طرف بھیجے گئے، ارشاد ہوتا ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا (سبا:28/34)

”اور (اے نبیؐ) ہم نے آپؐ کو تمام ہی انسانوں کے لیے بشیر (اللہ کے انعامات کی خوشخبری دینے والا) اور نذیر (اللہ کے عذاب سے ڈرانے والا) بنا کر بھیجا ہے۔“

۳۔ پھر غور کیجیے کہ پہلی کوئی آسمانی کتاب محفوظ نہیں رہی، بلکہ ان میں تحریف ہو گئی (یہاں تک وہ زبان بھی جس میں کتاب نازل ہوئی تھی معدوم ہو گئی) جبکہ قرآن حکیم ہر طرح سے محفوظ ہے (مقام شکر ہے کہ قرآن حکیم کی عربی زبان محفوظ ہونے سے زبان کی لطافت و حلاوت بھی محفوظ ہے) جس کی صداقت کا علم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عربی کتب اور عرب خطباء حضرات کی خطابت سے ہوتا ہے۔

۴- اور سب سے بڑی شہادت یہ ہے کہ قرآن حکیم کی حفاظت کا سروسامان اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ اسے سفینوں میں نہیں بلکہ سینوں میں محفوظ فرمادیا کہ اس وقت دنیا میں سینکڑوں نہیں ہزاروں کی تعداد میں حفاظ موجود ہیں اور رمضانِ مبارک میں دنیا کی ہر چھوٹی بڑی مسجد میں **صلاۃ التراویح** میں یہ پڑھا اور سنا جاتا ہے۔ (افادہ از تفسیر القرآن الکریم حافظ عبدالسلام)

صرف دین اسلام ہی زندگی گزارنے کا سیدھا اور سچا راستہ ہے اور اس کے بغیر دنیا اور آخرت میں فوز و فلاح ممکن نہیں ہے، اس کا ذکر اس طرح آتا ہے:

اسلام کے سوا اور کچھ بھی قبول نہ ہوگا

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٨٥﴾

اس فرماں برداری (اسلام) کے سوا جو شخص کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہے، اس کا وہ طریقہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور آخرت میں وہ ناکام و نامراد ہو گا۔

الفاظ:

وَ اور مستانفہ، اس کے بعد مستقل جملہ شروع ہوتا ہے، مَنْ جو اسم موصول (مبتدا)، يَّبْتَغِ تلاش کرے گا، چاہے گا، فعل مضارع واحد مذکر غائب اس کا مادہ (ب غ ی) ہے، (اِبْتَغٰی يَبْتَغِيْ) تلاش کرنا، چاہنا، اصل میں يَبْتَغِيْ تھا، مَنْ کی وجہ سے حرف علت کی ی ساقط ہوگئی اور يَبْتَغِ رہ گیا، غَيْرَ علاوہ (مضاف)، الْاِسْلَامِ اسلام کے (مضاف الیہ)، دِيْنًا دین (طریقہ حیات)، فَلَنْ (فَ۔لَنْ) تو، ہرگز، فَ جواب کے لیے، پس تو، لَنْ حرف ناصبہ بعد والے حرف کو زبر دیتا ہے، يُّقْبَلَ قبول کیا جائے گا وہ فعل مضارع مجہول اس کا مادہ (ق ب ل) ہے قَبِلَ يَقْبَلُ سے يُقْبَلُ فعل مضارع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجہول اور لَنْ کی وجہ سے (ل) پر زبر آئی، مِنْهُ (مِنْ۔ هُ) سے، اُس، مِنْ حرف جار، هُ مجرور یعنی اس شخص سے جو دین اسلام کے علاوہ کوئی اور طریق حیات کو تلاش کرے گا، اس سے وہ ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا، وَ اور عاطفہ، هُوَ وہ ضمیر واحد مذکر غائب (مبتدا)، فِي میں حرف جار، الْاٰخِرَةِ آخرت (مجرور، خبر)، مِنَ سے حرف جار، الْخٰسِرِيْنَ خسارہ پانے والوں (میں سے ہوگا) مجرور، اسم فاعل جمع مذکر۔

تفسیر:

جو شخص دین اسلام کے علاوہ کوئی اور دین (طریقہ حیات) اختیار کرے گا وہ اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا۔ دین اسلام زندگی گزارنے کا وہ سیدھا اور صاف ستھرا راستہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے روز اول سے اپنے بندوں کے لیے پسند فرمایا اور جس کی دعوت تمام انبیاء علیہم السلام نے دی (اور اس کی تکمیل خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر ہوئی) اس کو دل و جان سے تسلیم کرنے اور اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے میں ہی کامیابی ہے ورنہ خسارہ ہی خسارہ ہے۔ (التفسیر الواضح، محمد محمود حجازی)

تفہیم بالقرآن

(۱) اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف دین اسلام ہے

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ (آل عمران:19/3)

”بلاشبہ ”الدِّيْن“ (طریق حیات) اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔“

(۲) تکمیل دین کی خوشخبری خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر ملی؟

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (المائدہ:3/5)

”(رب کریم کا فرمان ہے) آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے۔“

(۳) سب کو اسلام پر ہی مرنے کا حکم

فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (البقرہ:132/3)

”(سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا یعقوب علیہ السلام اپنے بچوں کو اس طرح وصیت فرماتے ہیں) دیکھو اللہ تعالیٰ نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہارے لیے اس دین کو پسند فرمالیا، خبردار! تم مسلمان ہی مرنا (ہر لحہ اسلام کی تعلیمات پر عمل پیرا رہنا تا کہ موت آئے تو اسلام پر آئے)۔''

(۴) سیدنا یوسف علیہ السلام کی آخری تمنا

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ (یوسف:101/12)

''اے زمین وآسمان کے بنانے والے خالق و مالک! تو ہی دنیا اور آخرت میں میرا سرپرست ہے، میرا خاتمہ اسلام پر کر (مجھے اپنے وفادار بندے کی حیثیت سے اس دنیا سے اٹھا) اور (آخرت میں) مجھے صالحین کے ساتھ ملا۔''

اے رب کریم! اس کے کاتب (لکھنے والے) اور قارئین (پڑھنے والوں) کی بھی آپ کے حضور یہی دعا ہے، قبول فرمالیجیے۔

تفہیم بالحدیث

اسلام کو سمجھنے کے لیے سنت رسولؐ پر چلنا لازمی امر ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ جس نے کوئی ایسا عمل کیا، جس میں ہمارا امر نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔ (مسلم، کتاب الاقضیہ)

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت

(۱) قرآن کہتا ہے: اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنی زمین وآسمان کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی مطیع اور فرمانبردار ہے (یعنی مسلم ہے) تو انسان کو تو اس رب کائنات نے اشرف المخلوقات بنایا ہے، کیا اسے بغاوت کرنا زیب دیتا ہے؟

(۲) قرآن سے پہلے آسمانی کتب میں تحریف اور تبدیلی ہوتی رہی جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے: مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ (النساء:46/4) جن لوگوں نے یہودیت کا طریقہ اختیار کیا ہے ان میں کچھ لوگ ہیں جو الفاظ کو ان کے محل سے پھیر دیتے ہیں۔ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا (البقرۃ:79/2) پس ہلاکت اور تباہی ہے ان لوگوں کے لیے جو اپنے ہاتھوں سے شرع کا نوشتہ لکھتے پھر لوگوں سے کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس سے آیا ہوا ہے تا کہ اس کے معاوضے میں تھوڑا سا فائدہ حاصل کر لیں (دنیا کے چند حقیر سکے کما لیں)۔

ایسا کیوں ہوا؟ یہ اللہ کی مشیت تھی۔ خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر جو کتاب نازل ہوئی اسے اور آپ کی سیرت طیبہ کو قیامت تک کے لیے محفوظ کر دیا گیا۔ قرآن اعلان کرتا ہے: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:9/15) (رب قدیر کا فرمان ہے) ہم نے اس ذکر (قرآن کو نبی مکرم کے قلب اطہر) پر نازل کیا اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

ظالم محروم ہدایت ہیں

كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۶﴾

اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو کیسے ہدایت دے گا جو اپنے ایمان لانے اور رسول کی حقانیت کی گواہی دینے اور اپنے پاس روشن دلیلیں آ جانے کے بعد کافر ہو جائیں، اللہ تعالیٰ ایسے بے انصاف لوگوں کو راہ راست پر نہیں لاتا۔

الفاظ:

كَيْفَ کیسے، کیونکر، کلمۂ استفہام، تعجب کے لیے، يَهْدِي ہدایت دے گا، فعل مضارع واحد مذکر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غائب (هَدٰى يَهْدِيْ) ہدایت دینا، ہدایت اردو میں جانا پہچانا لفظ ہے، 'اَللّٰهُ' اللہ سبحانہ وتعالیٰ، کائنات کا خالق و مالک (اسم فاعل)، قَوْمًا ایسی قوم کو، اسم جمع، گروہ اور جماعت کے لیے (مفعول بہ)، كَفَرُوْا جنہوں نے کفر کیا حق بات کا انکار کیا، فعل ماضی جمع مذکر غائب اس کا مادہ (ک ف ر) ہے (كَفَرَ يَكْفُرُ) کفر کرنا اردو میں مشہور ہے، بَعْدَ بعد (اس کے) ظرف زمان، اِيْمَانِهِمْ (اِيْمَانِ۔هِمْ) ایمان لانے، اُن کے یعنی اُن کے ایمان لانے کے بعد کفر کا راستہ اختیار کیا، اِيْمَانِ مضاف، هِمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ، وَ اور عاطفہ (جملے میں ربط کے لیے)، شَهِدُوْآ گواہی دی انہوں نے اس کا مادہ (ش ھ د) ہے (شَهِدَ يَشْهَدُ) شہادت دینا گواہی دینا، جانا پہچانا لفظ ہے، اَنَّ بلاشبہ، عربی میں حرف مشبہ بالفعل کہلاتا ہے، کلام میں زور پیدا کرتا ہے، اَلرَّسُوْلَ رسول ﷺ (ال) نے خاص کر دیا، اَنَّ کا اسم ہے حَقٌّ سچا ہے، اس کا مادہ (ح ق ق) (حَقَّ يَحِقُّ) سے مصدر حَقٌّ (سچا، حق) اَنَّ کی خبر ہے، وَ اور عاطفہ، جَآءَهُمُ (جَآءَ۔هُمُ) آئیں، اُن کے پاس (جَآءَ يَجِيْءُ) آنا، جَآءَ فعل ماضی واحد مذکر غائب، هُمُ ضمیر جمع مذکر غائب، اَلْبَيِّنٰتُ واضح دلائل (جمع) اس کا مفرد بَيِّنَةٌ (دلیل) یعنی انہوں نے اس بات کی شہادت بھی دی کہ خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ ﷺ سچے ہیں اور اُن کی صداقت کے واضح دلائل اور نشانیاں بھی موجود ہیں، وَ اور مستانفہ اس کے بعد مستقل جملہ آتا ہے، اَللّٰهُ اللہ سبحانہ وتعالیٰ، لَا نہیں نافیہ، يَهْدِيْ ہدایت دیتا فعل مضارع واحد مذکر غائب، اَلْقَوْمَ (ایسی) قوم کو موصوف (مفعول) اَلظّٰلِمِيْنَ جو ظلم کرنے والی ہو صفت (اسم فاعل جمع مذکر)۔

تفسیر:

كَيْفَ کیونکر، کیسے؟ یہ اِستفہام اِسْتِبْعَاد کے معنی میں ہے یعنی یہ بہت بعید ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو ہدایت دے جنہوں نے ایمان لا کر اور رسول اللہ ﷺ کے سچا ہونے کی گواہی دینے کے بعد کفر اور گمراہی کو اختیار کر لیا۔

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ "اور اللہ ایسے ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا"

انہوں نے ظلم کیا اور حق کو پہچان کر اُسے ترک کر دیا، اور ظلم اور سرکشی کرتے ہوئے اور خواہش نفس کی پیروی کرتے ہوئے باطل کو اختیار کر لیا، حالانکہ انہیں معلوم ہے کہ وہ باطل ہے، تو انہیں ہدایت کی توفیق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ملتی۔(تفسیر السعدی، عبدالرحمن بن ناصر السعدی)

مندرجہ بالا ارتداد کی راہ ہے یعنی اسلام قبول کرنے کے بعد مرتد ہو جانا (کفر کا راستہ اختیار کر لینا اس کے علاوہ اس سے مراد وہ اہل کتاب بھی ہیں جو اپنی کتابوں میں محمد ﷺ کا ذکر پاتے تھے، اُن کی آمد پر اُن کے ذریعے سے فتح کی دعائیں کیا کرتے تھے (گویا آپ پر ایمان رکھتے تھے) جب آپ تشریف لائے تو انہوں نے آپ کے ساتھ کفر اختیار کیا جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ (البقرہ:89/2)

''حالانکہ وہ (اہل کتاب) اس سے پہلے اُن لوگوں پر فتح طلب کیا کرتے تھے جنہوں نے کفر کیا (یعنی اللہ تعالیٰ کے حضور فتح و نصرت کی دعائیں مانگا کرتے تھے، اور خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ کی آمد کے بشدت منتظر تھے) پھر جب وہ اُن کے پاس آ گئے (رسول مکرم تشریف لے آئے) جن کو (خوب) پہنچانتے تھے تو انہی سے کفر کر بیٹھے (ضد اور ہٹ دھرمی کی بنیاد پر انکار کی راہ اختیار کی) اللہ کی لعنت ہو ان منکروں پر (یہ اللہ کی رحمت سے محروم ہو گئے)۔'' [تفسیر طبری بحوالہ تفسیر القرآن الکریم حافظ عبدالسلام]

ایسے مرتدین اور منکرین کے انجام کا تذکرہ اس طرح آتا ہے۔

ظالموں کا عبرتناک انجام

اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۷﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۸﴾

ایسے لوگوں (کے ظلم) کا بدلہ یہی ہے کہ اُن پر اللہ، ملائکہ اور تمام انسانوں کی پھٹکار ہے، اسی حالت میں وہ ہمیشہ رہیں گے، نہ تو (آخرت میں) اُن کا عذاب ہلکا کیا جائے گا اور نہ ہی اُن کو مہلت دی جائے گی (عذاب سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لمحہ بھر بھی چھوٹ نہ دی جائے گی)۔

الفاظ:

اُولٰٓئِكَ یہی وہ لوگ ہیں، اسم اشارہ بعید، مبتدا، جَزَآؤُهُمْ (جَزَآؤُ۔هُمْ) بدلہ (جزا)، اُن کی، جَزَآؤُ خبر (مضاف)، هُمْ ضمیر جمع مذکر (مضاف الیہ)، اَنَّ بلاشبہ عربی میں حرف مشبہ بالفعل کہلاتا ہے اور کلام میں زور پیدا کرتا ہے، عَلَيْهِمْ (عَلَیْ۔هِمْ) اوپر، اُن کے، عَلَیْ حرف جار، هِمْ ضمیر جمع مذکر (مجرور)، لَعْنَةَ اللّٰهِ اللہ کی لعنت مضاف اور مضاف الیہ، (اللہ کی رحمت سے محرومی) وَ اور عاطفہ، الْمَلٰٓئِكَةِ ملائکہ (فرشتے) اس کا مفرد مَلَكٌ ہے، وَ اور عاطفہ، النَّاسِ لوگوں (کی)، اَجْمَعِيْنَ سب (جمع) اس کا مفرد، اَجْمَعُ، خٰلِدِيْنَ ہمیشہ رہنے والے، اس کا مادہ (خ ل د) ہے خَلَدَ يَخْلُدُ ہمیشہ رہنا، سے اسم فاعل خَالِدٌ اور اُس کی جمع خَالِدُوْن جبکہ حالت نصبی خَالِدِيْنَ معنی میں فرق نہیں پڑتا، فِيْهَا (فِیْ۔هَا) میں، اُس یعنی اُس میں فِیْ جار، هَا مجرور، لَا نہ، نافیہ، يُخَفَّفُ ہلکا کیا جائے گا، اس کا مادہ (خ ف ف) ہے خَفَّفَ، يُخَفِّفُ سے فعل مضارع مجہول، واحد مذکر غائب يُخَفَّفُ (ہلکا کرنا، کم کرنا) باب تفعیل بروزن تخفیف اسی سے اردو میں خفیف بخار، ہلکا بخار جانا ہوا لفظ ہے، عَنْهُمْ (عَنْ۔هُمْ) سے، اُن یعنی اُن سے عَنْ، جار هُمْ ضمیر جمع مذکر مجرور، الْعَذَابُ عذاب، دردناک تکلیف، نائب فاعل (مرفوع)، وَ اور عاطفہ، لَا نہ نافیہ، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب، يُنْظَرُوْنَ مہلت دیئے جائیں گے (عذاب سے چھٹکارا پاسکیں گے) اس کا مادہ (ن ظ ر) ہے اَنْظَرَ يُنْظِرُ سے مضارع مجہول جمع مذکر غائب (مہلت دینا) باب اِنْظَار بروزن افعال۔

تفسیر:

یہ لوگ اللہ کی رحمت سے محروم ہوجائیں گے، فرشتے اُن کے حق میں بددعا کریں گے اور اسی طرح سب لوگ بھی۔ یہاں سب لوگوں سے مراد مسلمان ہیں اور اس لحاظ سے سب لوگ بھی ہوسکتے ہیں کہ اجمالاً ہر شخص جھوٹے بدعہد اور دغا باز پر لعنت بھیجتا ہے اور آخرت میں تو کافر خود بھی ایک دوسرے پر لعنت بھیجیں گے اور اپنے قصور کا الزام دوسرے کے سر تھوپیں گے۔ (تسیر القرآن، عبدالرحمن کیلانی)

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا یعنی عذاب اپنی حدت اور شدت کے لحاظ سے ایسا مسلسل اور متواتر ہوگا کہ نہ تو اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی حدت وشدت میں کبھی کمی واقع ہوگی اور نہ ہی عذاب کے درمیان کبھی کوئی وقفہ دیا جائے گا۔ (حوالہ ایضاً)

تفہیم بالقرآن

(۱) ایمان کے بعد کفر کا انجام

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَّن تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الضَّالُّونَ ﴿٩٠﴾ (آل عمران:90/3)

''جن لوگوں نے ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کیا پھر اپنے کفر میں بڑھتے ہی چلے گئے (اسلام اور مسلمانوں کی دشمنی میں بڑھتے گئے اور زندگی بھر توبہ نہ کی) ان کی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی، ایسے لوگ تو پکے گمراہ ہیں۔''

(۲) کفر کی حالت میں موت کا انجام

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَن يُقْبَلَ مِنْ أَحَدِهِم مِّلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا وَلَوِ افْتَدَىٰ بِهِ ۗ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وَمَا لَهُم مِّن نَّاصِرِينَ ﴿٩١﴾ (آل عمران:91/3)

''جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور کفر ہی کی حالت میں جان دی اُن میں سے کوئی اگر اپنے آپ کو سزا سے بچانے کے لیے روئے زمین بھر کر بھی سونا فدیہ میں دے ڈالے تو اُسے قبول نہ کیا جائے گا، ایسے لوگوں کے لیے دردناک سزا تیار ہے اور وہ اپنا کوئی مددگار نہ پائیں گے۔''

(۳) اہل کتاب کی مسلمانوں کے خلاف سازشیں

وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۖ (البقرۃ:109/2)

''(مسلمانو!) اہل کتاب میں سے اکثر لوگ یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح تمہیں ایمان سے پھیر کر پھر کفر کی طرف پلٹا لے جائیں، اگرچہ حق ان پر ظاہر ہو چکا ہے (اسلام اور آخری نبی ﷺ کی صداقت کو وہ جان اور پہچان چکے ہیں) مگر اپنے نفس کے حسد کی بنا پر تمہارے لیے اُن کی یہ خواہش ہے (مگر تم عفو و درگزر کام لیتے ہوئے حق پر ڈٹے رہو)۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) مسلمانوں کو زبردست تنبیہ

وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۱۰۸﴾ (البقرہ:108/2)

''(یادرکھو!) جس شخص نے ایمان کی روش کو کفر کی روش سے بدل لیا، وہ راہِ راست سے بھٹک گیا (اپنے آپ کو قعرِ مذلت میں گرالیا اور تباہ و برباد ہوگیا)۔''

(۵) روزِ قیامت کافر اور بت پرست ایک دوسرے پر لعنت بھیجیں گے

ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۡ وَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ (العنکبوت:25/29)

''قیامت کے روز تم ایک دوسرے کا انکار اور ایک دوسرے پر لعنت کروگے اور آگ تمہارا ٹھکانا ہو گی اور کوئی تمہارا مددگار نہ ہوگا۔''

آیاتِ مبارکہ کی حکمت وبصیرت

(۱) ایمان روشنی ہے جبکہ کفر اندھیرا ایمان فوز وفلاح ہے جبکہ کفر ناکامی اور نامرادی ہے عقل سلیم تقاضا کرتی ہے کہ وہ روشنی اور کامیابی کو حاصل کرے، اور اندھیرے اور ناکامی سے پوری طرح محفوظ رہے۔

(۲) اس کائنات کے خالق و مالک نے انسان کو ہر لحاظ سے شرف بخشا ہے۔ زندگی اور صحت سے شکل و صورت میں، علم و ہنر میں، کھانے پینے میں پھلوں اور پھولوں سے اور زندگی گزارنے کے لیے ہدایت اور روشنی سے، وہ مالک دیکھنا چاہتا ہے کہ کون ان بے شمار انعامات کا شکر ادا کرتا ہے کہ وہ اسے فوز وفلاح سے ہمکنار کرے اور کون اس کا انکار (کفر) کرتا ہے کہ اسے سزا اور عذاب دے۔

(۳) صرف پہلی مرتبہ ایمان لاناہی کافی نہیں بلکہ اس پر ہمیشہ قائم رہنا بھی ضروری ہے، اس استقامت کے لیے ہمیں اللہ تعالیٰ نے سکھایا ہے کہ نماز کی ہر رکعت میں اس کے حضور ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ کے الفاظ سے راہِ حق پر استقامت کی دعا کرتے رہیں۔

(۴) اللہ تعالیٰ کا طریق کار یہ ہے کہ وہ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[اے رب کریم! ہمیں ہدایت پر استقامت عطا فرما آمین اور اسی ہدایت پر اس دنیا سے اٹھا]

صنم کدہ ہے جہاں اور مردِ حق ہے خلیلؑ
یہ نکتہ وہ ہے کہ پوشیدہ لَآ اِلٰــہ میں ہے

یہ دنیا سکون اور سلامتی سے خالی ہو چکی ہے، طاقتور کمزوروں کا استحصال کر رہے ہیں، انسانوں کے حقوق انسانوں سے پامال ہو رہے ہیں، لوگوں نے جلب زر کو اپنا مقصد حیات بنا لیا ہے۔ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ نے ان سے بدتر حالات میں کلمہ حق بلند کیا اب بھی جو مردِ حق کلمۂ حق لے کر اٹھے اور اللہ کے دین کو غالب کرنے کے لیے جہاد کرے وہی اس زمانے میں سیدنا خلیل اللہ کے نقش قدم پر ہے۔

صدق دل سے توبہ اور اصلاح کا فائدہ

إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٨٩﴾

(آخرت کے عذاب سے) البتہ وہ لوگ بچ جائیں گے (جو اس دنیا میں کفر و شرک سے) توبہ کر کے اپنے طرز عمل کی اصلاح کر لیں (خلوصِ دل سے سنت نبویؐ کی پیروی میں اسلام کی راہ پر چل پڑیں) تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

الفاظ:

اِلَّا مگر حرف استثنیٰ، اَلَّذِیْنَ جن لوگوں نے اسم موصول جمع مذکر، تَابُوْا توبہ کی، اس کا مادہ (ت و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ب) ہے تَابَ يَتُوبُ سے فعل ماضی جمع مذکر غائب تَابُوْا (توبہ کرنا، اللہ تعالیٰ کی طرف سچے دل سے رجوع کرنا) توبہ حقیقت میں (۱) گناہوں پر دل سے ندامت اور شرمساری، (۲) زبان سے اقرار، (۳) گناہوں کو چھوڑنے کا پختہ ارادہ اور (۴) آئندہ نیکی پر چلنے کے عزم کا نام ہے۔ توبہ کی قبولیت کے لیے ان چار باتوں کا پایا جانا ضروری ہے۔ (معجم تفسیر مفردات الفاظ القرآن، سمیح عاطف الزین مصری)

مِنْ سے، حرف جار، بَعْدِ مجرور (مضاف)، ذٰلِكَ اس کے (مضاف الیہ)، وَ اور عاطفہ، اَصْلَحُوْا اصلاح کی انہوں نے (طرز عمل کو خلوص دل سے بدلہ) اس کا مادہ (ص ل ح) ہے اَصْلَحَ يُصْلِحُ سے فعل ماضی جمع مذکر غائب اَصْلَحُوْا (اصلاح کرنا، طرز عمل کو بدلنا) فَاِنَّ (فَ۔اِنَّ) تو، بلاشبہ، فَاِنَّ اللّٰهَ تو بلاشبہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ (اِنَّ کا اسم ہے)، غَفُوْرٌ بہت بخشنے والا اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے، اِنَّ کی خبر اول، رَّحِيْمٌ اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام بہت مہربان (خبر ثانی)۔

تفسیر:

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر (مشرک اور کافر) صدق دل سے توبہ کر لے اور دوبارہ خلوص دل سے اسلام لے آئے تو اللہ تعالیٰ ان کی پچھلی غلطی کو معاف فرما دیتا ہے۔

(تفسیر القرآن الکریم-حافظ عبدالسلام)

توبہ کا دروازہ کن کے لیے بند ہوتا ہے؟ اس کا ذکر آئندہ آیات میں آ رہا ہے۔

کن لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی اور نہ ہی فدیہ کام آتا ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ
تَوْبَتُهُمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ
ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ۭ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَهُمْ
مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۹۱﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مگر جن لوگوں نے ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کیا، پھر اپنے کفر میں بڑھتے چلے گئے (صرف کفر ہی نہیں کیا بلکہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کمر بستہ ہوگئے) ان کی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی، ایسے لوگ تو پکے گمراہ ہیں۔ (اور یقین رکھو کہ وہ لوگ بھی) جنہوں نے کفر اختیار کیا اور کفر ہی کی حالت میں جان دی، ان میں سے کوئی اگر اپنے آپ کو سزا سے بچانے کے لیے روئے زمین بھر کر بھی سونا فدیہ میں دے ڈالے تو اسے قبول نہ کیا جائے گا، ایسے لوگوں کے لیے دردناک سزا تیار ہے اور وہ اپنا کوئی مددگار نہ پائیں گے۔

الفاظ:

إِنَّ یقینا، کلام میں زور پیدا کرتا ہے عربی میں حرف مشبہ بالفعل کہلاتا ہے، الَّذِيْنَ وہ لوگ، اسم موصول جمع، كَفَرُوْا جنہوں نے کفر کیا (راہِ حق سے انحراف کیا) فعل ماضی جمع مذکر غائب، بَعْدَ بعد، ظرف (مضاف)، إِيْمَانِهِمْ (إِيْمَانِ۔هِمْ) ایمان لانے، اپنے یعنی اپنے ایمان لانے کے بعد، إِيْمَانِ۔هِمْ (مضاف الیہ)، ثُمَّ پھر، حرف عطف، ازْدَادُوْا وہ زیادہ ہوئے (وہ بڑھتے گئے) اس کا مادہ (ز ی د) ہے اِزْدَادَ يَزْدَادُ سے فعل ماضی جمع مذکر غائب اِزْدَادُوْا، كُفْرًا کفر میں، لَّنْ ہرگز نہ، حرف ناصبہ (بعد والے حرف کو زبر دیتا ہے)، تُقْبَلَ قبول کی جائے گی، مضارع مجہول اس کا مادہ (ق ب ل) ہے قَبِلَ يَقْبَلُ سے فعل مضارع مجہول، واحد مونث غائب، لَنْ کی وجہ سے تُقْبَلَ کی لام پر زبر ہے، تَوْبَتُهُمْ (تَوْبَةُ۔هُمْ) توبہ، اُن کی، تَوْبَةُ مضاف هُمْ مضاف الیہ (نائب فاعل)، وَ اور عاطفہ، أُولَٰٓئِكَ یہ لوگ (مبتدا)، هُمُ وہی، ضمیر جمع مذکر غائب (برائے حصر، زور کے لیے)، الضَّآلُّوْنَ گمراہ ہیں اس کا مادہ (ض ل ل) ہے ضَلَّ يَضِلُّ سے اسم فاعل جمع مذکر ضَآلُّوْن، إِنَّ بلاشبہ جملے میں زور بیان کے لیے، الَّذِيْنَ وہ لوگ جنہوں نے، كَفَرُوْا کفر کیا، فعل ماضی جمع مذکر غائب، وَ اور حالیہ، مَاتُوْا مرے هُمْ كُفَّارٌ اس حال میں کہ وہ کافر تھے، وَ حالیہ، هُمْ ضمیر جمع مذکر منفصل (مبتدا) كُفَّارٌ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کافر کی جمع (خبر)، فَلَنْ (فَ۔لَنْ) تو ہرگز نہ (حرف ناصبہ)، يُّقْبَلَ قبول کیا جائے گا مضارع مجہول، مِنْ سے، حرف جار، اَحَدِهِمْ (اَحَدِ۔هِمْ) کسی ایک سے بھی، اُن میں (سے) یعنی ان میں سے کسی ایک سے بھی، اَحَدِ مجرور (مضاف)، هِمْ (مضاف الیہ)، مِلْءُ الْاَرْضِ زمین بھر سونا، مِّلْءُ مضاف، الْاَرْضِ مضاف الیہ، ذَهَبًا سونا (تمیز) ذَهَبًا اسم ہے تمیز ہونے کی وجہ سے منصوب (زبر والا ہے)، وَّ اور حالیہ، لَوِ اگرچہ (شرط کا مفہوم دیتا ہے)، افْتَدٰى وہ فدیہ میں دے ڈالے اس کا مادہ (ف د ی) ہے اِفْتَدٰى يَفْتَدِيْ سے فعل ماضی واحد مذکر غائب (فدیہ دینا، کسی سزا سے بچنے کے لیے معاوضہ میں کچھ دینا)، بِهٖ (بِ۔هٖ) بدلے، اس کے یعنی اس کے بدلے میں (اُس سزا سے بچنے کے بدلے میں) بِ جار، هٖ مجرور، اُولٰٓئِكَ یہی لوگ ہیں، اسم اشارہ (مبتدا)، لَهُمْ (لَ۔هُمْ) لیے اُن (کے)، لَ جار، هُمْ مجرور (خبر مقدم)، عَذَابٌ عذاب ہے (موصوف)، اَلِيْمٌ دردناک (صفت) مبتدا موخر، وَّ اور عاطفہ، مَا نہیں ہے نافیہ، لَهُمْ (لَ۔هُمْ) لیے، اُن کے یعنی ان کے لیے، لَ جار، هُمْ مجرور، مِّنْ سے حرف جار، نّٰصِرِيْنَ (کوئی) مددگار اس کا مادہ (ن ص ر) نَصَرَ يَنْصُرُ سے اسم فاعل حالت جری میں نّٰصِرِيْنَ مددگار۔

تفسیر:

مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں:

یہ اُن لوگوں کا بیان ہے جن کی توبہ قبول نہ ہوگی، یہ وہ لوگ ہیں جو ان تمام جرائم کا ارتکاب کر کے، جن کا ذکر اوپر ہوا ہے، ایمان کے بعد کفر میں مبتلا ہوئے، پھر اس کفر پر رَدّے کے بعد رَدّے چڑھاتے چلے گئے، جب وقت آخر آیا تو زبان سے توبہ توبہ کرلی، نہ اپنے جرائم کی اصلاح کی، نہ اپنی حق پوشیوں کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل ایمان کے سامنے اظہار واعتراف کیا نہ اللہ کی راہ میں انفاق اور رسول اللہ ﷺ کی حمایت ونصرت سے اپنے گناہ دھونے کی کوشش کی، بلکہ جیسا کہ قرآن میں اشارہ ہے، اس غلط آرزو میں مر گئے کہ "سَيُغْفَرُ لَنَا" اللہ ہماری ساری غلطیوں کو معاف فرما دے گا، قرآن نے یہاں واضح فرما دیا کہ جو لوگ اس قسم کی طمعِ خام میں مبتلا ہیں، نہ اُن کی یہ توبہ، توبہ ہے نہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی توبہ کو پذیرائی بخشے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح کا معاملہ ان لوگوں کا ہے جو ایمان کے بعد کفر میں مبتلا ہوئے اور اسی حالتِ کفر میں مر گئے، فرمایا کہ اگر اس طرح کے لوگ زمین برابر سونا بھی اپنے آپ کو عذاب الٰہی سے بچانے کے لیے فدیہ میں دیں تو بھی قبول نہیں ہوگا، یہ اسلوب بیان محض اُن کی نجات کے عدمِ امکان کی تعبیر کے لیے اختیار کیا گیا ورنہ آخرت میں نہ کسی کے پاس فدیہ میں دینے کے لیے کچھ ہوگا نہ آخرت اس قسم کے لین دین کی کوئی جگہ ہے وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ میں ان لوگوں کی اس طمعِ خام کی نفی ہے جو اپنے بزرگ اسلاف کی شفاعت کی امید رکھتے تھے، فرمایا آخرت میں اُن کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ (تدبر قرآن جلد دوم)

تفہیم بالقرآن

(۱) توبہ کن کے لیے اور ابدی عذاب کے مستحق کون ہیں؟

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَيَّنُوْا فَاُولٰۗىِٕكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَھُمْ كُفَّارٌ اُولٰۗىِٕكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۶۱﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا ھُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۱۶۲﴾ (البقرہ:2/159-162)

’’(اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے) جو لوگ ہماری نازل کی ہوئی روشن تعلیمات اور ہدایت کو چھپاتے ہیں دراں حالیکہ ہم انہیں سب انسانوں کی رہنمائی کے لیے اپنی کتاب میں بیان کر چکے ہیں، یقین جانو کہ اللہ بھی ان پر لعنت کرتا ہے (یہ لوگ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت سے محروم ہو جاتے ہیں) اور تمام لعنت کرنے والے بھی اُن پر لعنت بھیجتے ہیں، البتہ جو اس روش سے باز آجائیں اور اپنے طرزِ عمل کی (خلوصِ دل سے) اصلاح کر لیں اور جو کچھ چھپاتے تھے اسے (صاف صاف) بیان کرنے لگیں، اُن کو میں معاف کردوں گا اور میں بڑا درگزر کرنے والا اور رحم کرنے والا ہوں۔

جن لوگوں نے کفر کا رویہ اختیار کیا اور کفر کی حالت ہی میں جان دی، اُن پر اللہ، فرشتوں اور تمام (اہل حق) انسانوں کی لعنت ہے اسی لعنت زدگی کی حالت میں وہ ہمیشہ رہیں گے، نہ ان کی سزا میں تخفیف ہوگی اور نہ انہیں پھر کوئی دوسری مہلت دی جائے گی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفہیم بالحدیث:

سیدنا عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں ''انصار میں ایک شخص اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گیا اور مشرکوں سے جا ملا پھر وہ پشیمان ہوا اور اس نے اپنے قبیلے کے لوگوں سے کہلا بھیجا کہ تم رسول اللہ ﷺ سے دریافت کرو کہ آیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ تو اس پر مندرجہ بالا آیت (آیت نمبر 89) نازل ہوئی (اس کے بھائی نے) اسے اس آیت کے بارے میں اطلاع دی اور وہ دوبارہ مسلمان ہو گیا۔

(نسائی باب توبۃ المرتد بحوالہ تفسیر القرآن الکریم-حافظ عبدالسلام)

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت

(۱) توبہ کا راستہ ہر شخص کے لیے کھلا ہوا ہے اس کے لیے ندامت، اخلاص، نیکی پر چلنے کا عزم اور استقامت ضروری امور ہیں۔

(۲) صرف اسلام ہی وہ دین ہے جس میں اس بات کی خوشخبری ہے **اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ** گناہوں سے (صدق دل سے) توبہ کرنے والا (اور نیکی کے راستے پر چلنے والا) ایسا ہی ہے جیسا کہ اُس نے کوئی گناہ نہ کیا ہو، سبحان اللہ!

اے رب کریم! اس رمضان المبارک میں ہمیں اپنی خطاؤں اور لغزشوں پر صدق دل سے توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمایئے۔ آمین (رمضان المبارک ۱۴۳۳ھ)

گراں بہا ہے تیرا گریۂ سحر گاہی
اِسی سے ہے تیرے نَخلِ کُہن کی شادابی

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کمال درجہ کی نیکی کیا ہے؟

لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ شَیۡءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیۡمٌ ﴿۹۲﴾

(لوگو!) تم نیکی (میں کمال اور اللہ تعالیٰ کی رضا) ہرگز حاصل نہ کرسکو گے جب تک کہ اپنی وہ چیزیں (اللہ کی راہ میں) خرچ نہ کرو جنہیں تم خود محبوب رکھتے ہو اور جو کچھ تم خرچ کرو گے (اپنی جان، مال، استعداد، صلاحیتیں، لیل ونہار کے اوقات) اللہ اس سے بے خبر نہ ہوگا (اُسے تو رائی برابر نیکی کی بھی خبر ہوتی ہے)

الفاظ:

لَنۡ ہرگز نہیں، حرف ناصبہ بعد والے اسم کو زبر دیتا ہے اگر ن جمع کا آجائے تو وہ گر جاتا ہے جیسا کہ تنالونَ سے لَنۡ تَنَالُوۡا تم ہرگز نہیں حاصل کر سکتے ہو اس کا مادہ (ن ی ل) ہے نَالَ یَنَالُ سے فعل مضارع جمع مذکر حاضر (حاصل کرنا پہنچنا)، اَلۡبِرَّ نیکی، ہر قسم کی بھلائیوں اور نیکیوں کے لیے بِرّ ایک جامع لفظ ہے "اَلۡبِرُّ اَلۡاِحسانُ وَاکمَالُ الۡخَیۡرِ" (روح المعانی، علامہ آلوسی) سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 177 میں لفظ بِرّ کی وسعت کا پتہ چلتا ہے "حقیقت میں نیکی یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو، یوم آخرت اور ملائکہ (کہ یہ بھی اللہ کے بندے ہیں) اور اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب اور اس کے انبیاء (کہ یہ سب سچے اور اللہ کا پیغام پہنچانے والے تھے) کو دل سے مانے اور اللہ کی محبت میں اپنا دل پسند مال، رشتے داروں اور یتیموں پر، مسکینوں اور مسافروں پر، مدد کے لیے ہاتھ پھیلانے والوں پر اور غلاموں کی آزادی ورہائی پر خرچ کرے، نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرتا رہے، اور (حقیقت میں) نیک وہ لوگ ہیں کہ جب عہد و پیمان کریں تو اسے وفا کریں، اور تنگی اور مصیبت کے وقت اور حق وباطل کی جنگ میں صبر وثبات کا مظاہرہ کریں یہ ہیں راستباز لوگ اور یہی اہل تقویٰ ہیں (یہی وہ ہیں جن کی رسائی نیکیوں تک ہوتی ہے، رب کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رضا اور اس کی جنت کے حقدار ہیں، سبحان اللہ)، حَتّٰی یہاں تک کہ، حرف ناصبہ ہے (بعد والے حرف کو زبر دیتا ہے اور ن جمع کا ہو تو وہ گر جاتا ہے) جیسا کہ تُنفِقُونَ تھا حَتّٰی تُنفِقُوا رہ گیا، یہاں تک کہ خرچ کرو تم اس کا مادہ (ن ف ق) اَنْفَقَ یُنْفِقُ سے فعل مضارع جمع مذکر حاضر تُنفِقُوْنَ (خرچ کرنا) "اِنفاق فی سبیلِ اللہ" اللہ کی راہ میں خرچ کرنا، اردو میں جانا پہچانا ہے، مِمَّا (مِن۔مَا) سے، جو یعنی ان چیزوں سے جو، مِنْ حرف جار مَا موصولہ، تُحِبُّوْنَ تم پسند کرتے ہو، فعل مضارع جمع مذکر حاضر، وَ اور عاطفہ مَا جو (موصولہ)، تُنْفِقُوْا تم خرچ کرو گے فعل مضارع جمع مذکر حاضر، مِنْ سے، حرف جار، شَیْءٍ کسی چیز، مجرور یعنی کسی چیز میں سے (واضح رہے اللہ تعالیٰ صرف حلال اور طیب کو پسند فرماتا ہے، رزق حلال ہو اور وہ چیز بھی طیب ہو) یعنی ایسا رزق جو حلال ذرائع سے کمایا گیا ہو اور وہ چیز جو اللہ کی راہ میں دی جائے وہ پاکیزہ ہو۔

مَا تُنْفِقُوْا، مَا موصولہ شرطیہ کہلاتا ہے اس کی وجہ ن جمع کا گر گیا ہے اصل میں تُنْفِقُوْنَ تھا، مَا کی وجہ سے تُنْفِقُوْا رہ گیا (جو خرچ کرو گے تم) مِنْ سے حرف جار شَیْءٍ (کوئی) چیز، مجرور فَاِنَّ اللّٰہَ تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ، بِہٖ (بِ۔ہٖ) ساتھ، اس کے یعنی اس بات کو بِ جار، ہٖ مجرور، عَلِیْمٌ خوب جاننے والا ہے، اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے اس کا مادہ (ع ل م) عَلِمَ یَعْلَمُ جاننا سے عَلِیْمٌ اسم مبالغہ بروزن فَعِیْل بمعنی فاعل (خوب جاننے والا ہے، جسے کائنات کی ہر چھوٹی بڑی چیز کا ہر وقت علم ہے)۔

تفسیر:

حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ... "اَلْبِرَّ" کامل نیکی، "مِمَّا تُحِبُّوْنَ" (اس میں سے خرچ کرو، جس سے تم محبت رکھتے ہو) عام ہے۔

یعنی جان و مال، استعداد، ذہنی و فکری صلاحیتیں، لیل و نہار کے اوقات، گزشتہ آیت میں بیان فرمایا کہ کافر کو خرچ کرنے سے کچھ بھی نفع نہ ہوگا۔ اب اس آیت میں مومنوں کو خرچ کرنے کی کیفیت بتلائی، جس سے آخرت میں انہیں نفع ہوگا۔

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ مقصد یہ کہ مسلمان جو کچھ بھی فی سبیل اللہ خرچ کرتا ہے، تھوڑا ہو یا زیادہ،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ مقصد یہ کہ مسلمان جو کچھ بھی فی سبیل اللہ خرچ کرتا ہے، تھوڑا ہو یا زیادہ، اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اور انسان کو (بشرطیکہ مسلمان ہو اور اخلاص سے خرچ کرے) اس کا بدلہ ضرور ملے گا، اس لیے معمولی چیز خرچ کرنے کو بھی عار نہ سمجھے، مگر نیکی میں کامل درجہ حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ مال کی محبوب ترین چیز صرف کی جائے۔

اس آیت پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عمل کر کے دکھایا، ان واقعات پر غور کیجئے، سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی ''یا رسول اللہ! میری جائیداد میں سے مجھے سب سے محبوب "بَیْرُحَاءَ" باغ ہے (جو عین مسجد نبوی کے سامنے تھا، نبی ﷺ اس میں تشریف لے جایا کرتے تھے اور اس کا نفیس پانی پیا کرتے تھے) اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ سو میں اسے اللہ کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں اور اس کے اجر و ثواب کی امید رکھتا ہوں۔ آپ اس کے بارے میں جو چاہیں فیصلہ فرما دیں۔''

(بخاری، باب الزکوۃ رقم الحدیث ۱۴۶۱ بحوالہ تفسیر القرآن الکریم)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول! مجھے خیبر میں جو حصہ ملا ہے اُس سے بڑھ کر نفیس مال مجھے آج تک حاصل نہیں ہوا، میں نے ارادہ کیا ہے کہ اسے صدقہ کر دوں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اصل اپنے پاس رکھو اور اس کے پھل کو اللہ کے راستے میں تقسیم کر دو۔'' چنانچہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے وقف کر دیا۔ (بخاری، باب الشروط فی الوقف رقم الحدیث ۲۷۳۷، حوالہ ایضاً)

بنی اسرائیل میں حلال وحرام۔خود ساختہ ہیں

كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۹۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھانے کی سب چیزیں (جو اسلام نے جائز قرار دیں اور شریعت محمدی میں حلال ہیں) بنی اسرائیل کیلئے بھی حلال تھیں، البتہ بعض چیزیں ایسی تھیں جنہیں تورات کے نازل کیے جانے سے پہلے اسرائیل نے خود اپنے اوپر حرام کرلیا تھا (مگر حقیقت یہ ہے کہ انہیں اللہ نے حرام نہیں کیا تھا) (اے پیغمبرؐ) ان سے کہیے، اگر تم (اپنے اعتراض میں) سچے ہو، تو تورات لاؤ (جو ٹھیک اللہ کی طرف سے نازل ہوئی تھی) اور پیش کرو (تم پر حق اور باطل واضح ہو جائے گا)۔

الفاظ:

كُلُّ تمام، مبتدا (مضاف)، **الطَّعَامِ** کھانے (مضاف الیہ)، **كُلُّ الطَّعَامِ** ہر وہ پاکیزہ اور طیب چیز جو کھانے کے لائق ہو اور جسے اللہ نے حلال قرار دیا ہو اسے "**طَعَامٌ**" کہتے ہیں جیسا کہ قرآن حکیم میں آتا ہے:

يَاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا (البقرہ:168/2)

"لوگو! زمین میں جو حلال اور طیب چیزیں ہیں انہیں کھاؤ۔"

اور حقیقت یہ ہے کہ طیبات کھانے سے ہی اعمال صالحہ کی توفیق نصیب ہوتی ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

يَاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا (المومنون:51/23)

"اے رسولو! کھاؤ پاکیزہ چیزیں اور عمل کرو صالح۔" اس سے گندی اور غلیظ چیزوں کی نفی ہوگئی۔

كَانَ حِلًّا حلال تھے، (**كَانَ**) **كَوْنٌ** مصدر سے فعل ماضی واحد مذکر غائب **كَانَ**، **حِلًّا** حلال، کان کی خبر، **لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ** بنی اسرائیل کے لیے (سیدنا یعقوب علیہ السلام کی اولاد کا لقب ہے) یعنی بنی اسرائیل کے لیے ہر قسم کے جائز کھانے حلال تھے۔ **لِ** حرف جار، **بَنِيْ** مجرور (اور مضاف)، **اِسْرَآءِيْلَ** (مضاف الیہ)، **اِلَّا** مگر حرف استثنیٰ، **مَا** جو موصولہ، **حَرَّمَ** حرام کیا فعل ماضی واحد مذکر غائب، اس کا مادہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ح رم) ہے (حَرَّمَ يُحَرِّمُ) حرام کرلینا، اِسْرَآءِيْلُ اسرائیل نے عبرانی زبان میں اس کا معنیٰ ''اللہ کے بندے'' عَلٰى اوپر حرف جار، نَفْسِهٖ (نَفْسِ۔ہٖ) نفس کے، اپنے، عَلٰى نَفْسِهٖ یعنی اپنے نفس پر، نَفْسِ مجرور (مضاف)، ہٖ (مضاف الیہ)، مِنْ سے حرف جار، قَبْلِ پہلے مجرور، مِنْ قَبْلِ اس سے پہلے، اَنْ کہ، حرف ناصبہ بعد والے حرف کو زبر دیتا ہے تُنَزَّلَ (لام پر اَنْ کی وجہ سے زبر آیا ہے) اتاری جائے، التَّوْرٰىةُ تورات، یعنی بعض چیزیں ایسی تھیں جنھیں تورات کے نازل کیے جانے سے پہلے اسرائیل نے خود اپنے اوپر حرام کرلیا تھا، قُلْ کہہ دیجیے (قَالَ۔ يَقُوْلُ) کہنا اس سے فعل امر قُلْ (اَنْتَ فاعل مضمر ہے) فَاْتُوْا (فَ۔اْتُوْا) تو، تم لاؤ، اس کا مادہ (ء ت ی) ہے، اَتٰى يَاْتِيْ سے فعل امر جمع مذکر اِئْتُوْا، ف پس (تو) جواب شرط، بِالتَّوْرٰىةِ (بِ۔التَّوْرٰىةِ) ساتھ، تورات (کے) بِ حرف جار، التَّوْرٰىةِ مجرور (یعنی اصل تورات کا نسخہ لاؤ اور پڑھو)، فَاتْلُوْهَآ (فَ۔اتْلُوْ۔هَا) تو، تم پڑھو، اُس کو، فَ عاطفہ، اُتْلُوْا (تَلَا يَتْلُوْ) پڑھنا تلاوت کرنا اردو میں معروف ہے سے فعل امر جمع مذکر فاعل اُتْلُوْ، هَآ کی ضمیر تورات کی طرف جاتی ہے، اِنْ اگر حرف شرط، كُنْتُمْ ہو تم فعل ماضی جمع مذکر حاضر، صٰدِقِيْنَ سچ بولنے والے صَادِقٌ کی جمع صٰدِقُوْنَ (سچے اسم فاعل) حالتِ نصبی میں صٰدِقِيْنَ كُنْتُمْ کی خبر ہے۔

تفسیر:

تیسرے پارے کی آخری آیات میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کے خاندان کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ اُن کا دین یہی اسلام تھا جو کوئی اسلام سے انحراف کرے گا اس سے کوئی دوسرا دین قبول نہ ہوگا۔ جس پر یہودیوں نے یہ اعتراض کیا کہ یہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے پیروکار اونٹ کا گوشت کھاتے ہیں، حالانکہ سیدنا یعقوب علیہ السلام پر اونٹ کا گوشت حرام تھا۔ لہٰذا ملت ابراہیمؑ ہم ہیں تم مسلمان نہیں ہو، اس آیت میں اس اعتراض کا جواب دیا گیا ہے کہ (اے یہود) تم جھوٹ بولتے ہو جبکہ اللہ کا فرمان سچا ہے۔

یہودیوں کا دعویٰ ہے کہ سیدنا یعقوب علیہ السلام پر اونٹ کا گوشت حرام تھا جس کی وجہ سے یہودی اونٹ کا گوشت نہیں کھاتے حالانکہ سیدنا یعقوب علیہ السلام کو عرق النساء کی تکلیف تھی (جو ایک پوری ٹانگ میں درد اٹھتا ہے، بسا اوقات یہ تکلیف اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ مریض کے لیے ٹانگ گھسیٹ کر چلنا بھی مشکل ہو جاتا ہے) سیدنا یعقوب علیہ السلام نے اس تکلیف میں پرہیز کے طور پر اونٹ کا گوشت کھانا چھوڑ دیا تھا، یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقیقت جاننے کے باوجود یہودی پروپیگنڈا کیا کرتے تھے کہ (محمد ﷺ) عجیب رسول ہیں کہ جنھوں نے اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو اپنے لیے حلال قرار دے دیا ہے۔ لہٰذا یہ نبیؐ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے خاندان اور اُن کی ملت کے خلاف ہیں، اس الزام کی وضاحت اس طرح کی جارہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر پاکیزہ اور حلال کھانا جس میں اونٹ کا گوشت بھی شامل ہے۔ سیدنا یعقوب علیہ السلام پر حلال اور جائز قرار دیا تھا، سوائے اس کے جو کھانا سیدنا یعقوب علیہ السلام نے تورات نازل ہونے سے پہلے علاج کے طور پر اپنے لیے حرام قرار دے لیا تھا۔ آپ ﷺ کو حکم ہوتا ہے کہ انہیں (یہود) کو فرمائیں کہ اگر تورات میں اونٹ کا گوشت حرام کیا گیا ہے تو میرے سامنے تورات لا کر پڑھو، اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو، اتنے کھلے چیلنج کے باوجود آج تک کوئی یہودی اصلی تورات میں یہ بات نہیں دکھا سکا لیکن پھر بھی یہودی دعویٰ کیے جا رہے ہیں کہ اونٹ کا گوشت سیدنا یعقوب علیہ السلام پر حرام تھا حالانکہ سیدنا یعقوب علیہ السلام نزول تورات سے پہلے فوت ہو چکے تھے۔ (فہم القرآن، میاں محمد جمیل حفظہ اللہ)

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت

(۱) نیکی کی بلندی حاصل کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ کی راہ میں محبوب ترین چیزیں خرچ کی جائیں، اللہ کی راہ میں مال، جان، علم اور صلاحیتیں بھی پورے خلوص اور لگن سے لگا دی جائیں۔

(۲) حلت اور حرمت (حلال اور حرام) قرار دینے کا حق صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔

(۳) حلال اور رزق طیب سے عمل صالح کی توفیق ملتی ہے۔

(۴) اگر کسی تکلیف کی وجہ سے کوئی چیز نہیں کھائی جاتی تو اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ وہ چیز حرام ہوگئی۔

مال را گر بہر دیں باشی حمول
نِعْمَ مالٌ صالِحٌ گوید رسول
گر نہ داری اندریں حکمت نظر
تُو غلام و خواجۂ تُو سیم و زر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پاکیزہ مال نعمت ہے، مال پاکیزہ اُسی وقت ہوتا ہے جب اس میں سے اللہ کے احکام کے مطابق اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے، اگر تو اس حکمت پر نظر نہ رکھے تو پھر تو غلام ہے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مال تیرا آقا ہے۔

یہود کی افترا پردازی

فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۝۹۴

(اے اہل کتاب! حلال و حرام کی تم نے اپنی خواہشات سے خلاف ورزیاں کیں اور تمہاری کتابیں بھی اس صداقت پر گواہ ہیں، اس کے بعد اگر کج بحثی اور افتراء کرو تو یاد رکھو!) جو شخص اس کے بعد بھی اللہ پر جھوٹ باندھے تو بس وہی لوگ ظالم (بے انصاف اور مجرم ہیں) ہیں۔

الفاظ:

فَمَنِ فَ تو، مَنِ جو شخص، اسمِ موصولہ (مبتدا)، اِفْتَرٰى فعل ماضی واحد مذکر غائب، غلط اور جھوٹی بات کسی کی طرف نسبت کرنا، اس کا مادہ (ف ر ی) ہے اِفْتَرٰى يَفْتَرِيْ باب افتعال ہے، عَلَى اللّٰهِ اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر عَلٰى حرف جار، اللّٰهِ مجرور، الْكَذِبَ جھوٹ کو، مفعول، مِنْ سے، حرف جار، بَعْدِ بعد مجرور (مضاف)، ذٰلِكَ اس کے (مضاف الیہ)، فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ تو جو شخص (حقیقت واضح ہوجانے کے بعد بھی) اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر جھوٹ باندھے۔ فَاُولٰٓئِكَ (فَ۔ اُولٰٓئِكَ) تو، وہی، فَ جزائیہ (مبتدا)، هُمُ وہ ضمیر جمع مذکر مخاطب، الظّٰلِمُوْنَ ظلم کرنے والے ہیں، اس کا مادہ (ظ ل م) ظَلَمَ يَظْلِمُ سے اسم فاعل جمع مذکر ظَالِمُون مجرم اور سزا پانے والے ہیں (خبر)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر:

افترا پردازی تو ویسے ہی قابل مذمت ہے اور مفتری (افترا پرداز) تو شرف انسانی کو ضائع کر چکا ہوتا ہے، یہود نے کھانے کے معاملے میں اللہ تعالیٰ پر جھوٹ گھڑا تھا جبکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حق و صداقت کو واضح کر دیا اور یہود کا یہ طرز عمل نا قابل معافی ٹھہرا اور وہ ظالم قرار پائے جس کی سزا انہیں دنیا و آخرت میں مل کر رہے گی۔

اگلی آیت میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی ملت (طریق حیات) کے بارے میں بتایا جا رہا ہے کہ وہ کھرا اور سچا اسلام تھا اور وہ خود بھی یکسو ہو کر اپنے رب کی بندگی کرتے تھے اور ہرگز وہ مشرکین میں سے نہ تھے۔

ملت ابراہیمی کی اِتباع ضروری ہے

قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۹۵﴾

(اے نبیؐ) کہیے، اللہ نے جو کچھ فرمایا ہے سچ فرمایا ہے (اس نے جو کچھ حلال وحرام دین اسلام، نبوت و آخرت کے متعلق فرمایا ہے سب حق ہے) تم کو یکسو ہو کر ابراہیمؑ کے طریقہ کی پیروی کرنی چاہیے (جو ایک اللہ کے ہو رہے تھے) اور وہ ہرگز شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے۔

الفاظ:

قُلْ کہہ دیجیے، اس میں (اَنْتَ) فاعل مضمر ہے (قَالَ، يَقُوْلُ) کہنا، قول وقرار اردو میں استعمال ہوتا ہے، صَدَقَ اللّٰهُ اللہ نے سچ کہا، اس کا مادہ (ص د ق) ہے، صَدَقَ يَصْدُقُ سے فعل ماضی واحد مذکر غائب (سچ بولنا، کہنا) صدق، سچائی، صدق وامانت اردو میں معروف ہے، فَاتَّبِعُوْا (ف۔اتَّبِعُوْا) پس (عاطفہ) تم پیروی کرو (اتباع کرو) اس کا مادہ (ت ب ع) ہے، اِتَّبَعَ يَتَّبِعُ سے فعل امر جمع مذکر حاضر، اِتَّبِعُوْا فاعل (پیروی کرنا، اتباع کرنا) اردو میں بھی جانا پہچانا لفظ ہے، مِلَّةَ طریقے کی (طریق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیات)، اَلْمِلَّۃَ اس دستورِ حیات کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرامؑ کی زبان پر بندوں کے لیے مقرر فرمایا تا کہ اس کے ذریعہ وہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر سکیں، دین اور ملت میں فرق یہ ہے کہ مِلت کی اضافت صرف اس نبی کی طرف ہوتی ہے جس کا دین ہوتا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

فَاتَّبِعُوْا مِلَّۃَ ''پس تم ابراہیمؑ کے طریق حیات کی پیروی کرو (اور وہ یقینا اسلام کی سیدھی اور سچی شاہراہ ہے)۔''

اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی اضافت جائز نہیں ہے جیسا کہ مِلَّۃُ اللہ نہیں بلکہ دِیْنُ اللہ کہا جاتا ہے، اسی طرح کسی فریضہ کی نسبت بھی مِلّۃ کی طرف نہیں کی جاتی جیسا کہ "اَلصَّلٰوۃُ مِلَّۃُ اللہِ" کہنا جائز نہیں بلکہ "اَلصَّلٰوۃُ دِیْنُ اللہِ" کہتے ہیں۔ (دیکھئے مفردات القرآن، امام راغب اصفہانی)

مِلَّۃَ اِبْرٰهِیْمَ ابراہیم علیہ السلام کی ملت کی، مِلَّۃَ مفعول (مضاف)، اِبْرٰهِیْمَ (مضاف الیہ)، حَنِیْفًا جو ہر طرف سے منہ موڑ کر صرف اور صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف مائل ہونے والا تھا۔

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

اَلْحَنَفُ کے معنی گمراہی سے استقامت کی طرف مائل ہونے کے ہیں، اس کے بالمقابل جَنَفٌ کے معنی استقامت سے گمراہی کی طرف مائل ہونے کے ہیں، قرآن حکیم میں آتا ہے۔

وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ﴿۳۰﴾ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ (الحج:30,31/22)

''(مسلمانو!) جھوٹی باتوں سے پرہیز کرو اور یکسو ہو کر اللہ کے بندے بنو، (ہر لمحہ اور ہر وقت اسی کے ہو رہو)۔''

تَحَنَّفَ فُلَانٌ راہِ استقامت کی تلاش کرنا ہر وہ شخص جو بیت اللہ کا حج کرتا اور ختنہ کرواتا عرب کے لوگ اسے حنیف کہہ کر پکارتے یعنی وہ دینِ ابراہیم کا پابند ہے۔ (مفردات القرآن)

وَ اور، مَا نہ نافیہ، کَانَ تھا وہ فعل ماضی ناقص (اس میں ھُوَ ضمیر مضمر ہے)، مِنَ سے، جار، اَلْمُشْرِكِیْنَ مشرکوں (شرک کرنے والوں)، وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام مشرکوں میں سے نہ تھے، اس لفظ کا مادہ (ش ر ک) ہے، اَشْرَكَ یُشْرِكُ سے اسم فاعل جمع مذکر مُشْرِكُوْن اور حالت جری میں مُشْرِكِیْنَ ہوا، معنی میں فرق نہیں پڑتا، کَانَ کی خبر ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر:

قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ (اے نبیؐ) کہہ دیجیے کہ اللہ سچا ہے اُن خبروں میں بھی جو اس نے بتائی ہیں اور ان احکام میں بھی جو اس نے نازل کیے ہیں، اللہ کی طرف سے رسولؐ کو اس کے رسولؐ کے متبعین کو حکم ہے کہ زبان سے بھی کہیں ''اللہ سچا ہے'' اور اُن یقینی دلائل کی بنیاد پر دل میں بھی یہ عقیدہ رکھیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کو سمعی اور عقلی تفصیلی دلائل کا علم زیادہ ہوتا ہے، اس کا اللہ کے سچا ہونے پر زیادہ یقین ہوتا ہے، پھر حکم دیا کہ اپنے جدِ امجد سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے طریقے کی پیروی کرتے ہوئے توحید اختیار کریں اور شرک سے اجتناب کریں، کیونکہ سعادت وخوش نصیبی کا دارومدار توحید کو اختیار کرنے اور شرک سے پرہیز کرنے پر ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اہل کتاب خاص طور پر یہود جو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے طریقے پر نہیں (خواہ وہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے زبانی طور پر عقیدت کا اظہار کریں) وہ مشرک ہیں، موحد نہیں، جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے اس طریقے کی پیروی کا حکم دیا گیا کہ توحید اختیار کریں اور شرک سے بچیں، تو اس کے بعد یہ حکم دیا گیا کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے طریقے کی پیروی کرتے ہوئے بیت اللہ کا بھی احترام کریں یعنی حج اور عمرہ وغیرہ کا اہتمام کریں اور اسے تمام مناسک کے ساتھ ادا کریں جس کا ذکر اگلی آیات میں آرہا ہے۔

(تفسیر السعدی، عبدالرحمن بن ناصر السعدی)

تفہیم بالقرآن:

(۱) اللہ تعالیٰ پر سب سے بڑا افتریٰ اس کے ساتھ شریک ٹھہرانا ہے:

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا (النساء:48/4)

اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا تو اس نے اللہ پر بڑا بہتان باندھا اور بڑے سخت گناہ کی بات کی (دراصل شرک اللہ سے بغاوت ہے اور یہ اللہ پر بہتان باندھنا ہے)۔

(۲) جھوٹ اور بغیر علم کے غلط رہنمائی کرنا بڑا ظلم ہے:

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ (الانعام:144/4)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر اس شخص سے بڑھ کر ظالم اور کون ہوگا جو اللہ کی طرف منسوب کر کے جھوٹی بات کہے تا کہ علم کے بغیر لوگوں کی غلط رہنمائی کرے، یقیناً اللہ ایسے ظالموں کو راہ راست نہیں دکھاتا۔

(۳) صرف زبان سے حلال وحرام کے فیصلے کرنا بہت بڑا بہتان ہے:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ۝۱۱۶ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۠ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۱۱۷ (النحل:116,117/1)

اور جو تمہاری زبانیں جھوٹے احکام لگایا کرتی ہیں کہ یہ چیز حلال ہے اور وہ حرام (حالانکہ وہ اللہ کی کتاب میں موجود نہیں ہوتا تو جان لو!) اس طرح کے حکم لگا کر اللہ پر جھوٹ نہ باندھو، جو لوگ اللہ پر جھوٹ افترا باندھتے ہیں، وہ ہرگز فلاح نہیں پایا کرتے، دنیا کا عیش چند روزہ ہے، آخر کار اُن کے لیے دردناک سزا ہے۔

(۴) یہودیوں پر سود کھانا اور باطل طریقوں سے مال کھانا حرام تھا، مگر انہوں نے اپنے لیے حلال کر لیا:

وَّ اَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَ قَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَ اَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا (النساء:161/4)

(اور یہود) سود لیتے ہیں (اور سودی کاروبار کرتے ہیں) جس سے انہیں منع کیا گیا تھا، اور لوگوں کے مال ناجائز طریقوں سے کھاتے ہیں، (ایسے) کفار کے لیے ہم نے المناک عذاب مہیا کر رکھا۔

اسلامی شریعت میں بھی سود حرام ہے۔

مسلمانو! ہوش کے ناخن لو، اس بارے میں یہود کے نقش قدم پر نہ چلو، کاش کہ مسلمان فرقہ بندیوں کو چھوڑ کر اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں اور اسلامی نظام کو برپا کر دیں۔

تفہیم بالحدیث:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے آسان وسہل دین حنیف کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے۔ (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۶۰۱۷ بحوالہ تفسیر دعوۃ القرآن ابونعمان سیف اللہ خالد)

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ يَقُوْلُ اِذَا اَصْبَحَ: "اَصْبَحْنَا عَلٰى فِطْرَةِ الْاِسْلَامِ، وَ عَلٰى كَلِمَةِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْإِخْلَاصِ، وَعَلَى دِيْنِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صلى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَلَى مِلَّةِ أَبِيْنَا إِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا وَّ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (مسند احمد رقم الحدیث: ۱۵۳۶۰، بحوالہ مسنون دعائیں، حافظ عبداللہ سلیم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کرتے تو یہ پڑھتے: ''ہم نے صبح کی سچی فطرتِ اسلام اور کلمہ اخلاص پر، اپنے نبی محمد ﷺ کے دین (جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا) اور اپنے باپ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے دین پر جو حنیف و یک رخ (صرف اللہ والے تھے) اور مشرکین میں سے نہیں تھے۔''

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت

(۱) اِفتراء پرداز (جھوٹی تہمت لگانے والے) بہت بڑے ظالم ہیں، دنیا اور آخرت میں خسارہ پانے والے ہیں۔

(۲) اللہ تعالیٰ سچا ہے اور اُس کی تعلیمات برحق ہیں اور جو لوگ ٹھیک اس کی تعلیمات کی سنت نبوی کے مطابق اتباع کریں وہی فوز وفلاح سے ہمکنار ہونے والے ہیں۔

پودا ستم کا جس نے اس باغ میں لگایا
اپنے کیے کا اس نے ثمرہ شتاب دیکھا

اولین عبادت گاہ۔ بیت اللہ

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿٩٦﴾

اولین عبادت گاہ جو عالم انسانیت کے لیے تعمیر ہوئی (بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا پہلا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گھر اور شمع توحید کا پہلا مینارہ نور ہے) یہی ہے جو مکہ میں ہے اور جسے تمام
جہان والوں کے لیے مرکزِ ہدایت بنایا گیا ہے۔

الفاظ:

اِنَّ یقیناً عربی میں حرف مشبہ بالفعل کہلاتا ہے اور کلام میں زور پیدا کرتا ہے، اَوَّلَ پہلا (اسم مضاف)، بَیْتٍ گھر (مضاف الیہ)، وُّضِعَ بنایا گیا، اس کا مادہ (وض ع) ہے، وَضَعَ یَضَعُ سے فعل ماضی مجہول واحد مذکر غائب وُضِعَ (بنایا گیا)، لِلنَّاسِ (لِ۔لنَّاسِ) واسطے، لوگوں کے، لِ حرف جار، النَّاسِ مجرور، لَلَّذِیْ (لَ۔الَّذِیْ) یقیناً، وہ جو، لَ ابتدائیہ تاکید کے لیے الَّذِیْ اسم موصول (اِنَّ کی خبر ہے)، بِبَکَّۃَ (بِ۔بَکَّۃَ) میں، مکہ مکرمہ یعنی مکہ مکرمہ میں ہے، بِ ساتھ حرف جار، یہاں معنیٰ فِیْ (میں) کا دیتا ہے، بَکَّۃَ (مَکَّہ شہر کا دوسرا نام بَکّۃ ہے) عربی قاعدہ کے مطابق حرف "م" اور "ب" میں تبادلہ ہوتا رہتا ہے معنی میں فرق نہیں پڑتا ہے جیسا کہ لازم اور لازب ہم معنی الفاظ ہیں (مفردات القرآن) مُبٰرَکًا بابرکت ہے اس کا مادہ (ب ر ک) ہے بَارَكَ یُبَارِكُ سے اسم مفعول مُبٰرَكًا اور یہ حال ہونے کی وجہ سے منصوب (زبر والا) ہے، وَّ اور عاطفہ، هُدًی (مرکزِ) ہدایت ہے، اس کا مادہ (ھ د ی) ہے هَدٰی یَهْدِیْ سے مصدر هُدًی منصوب (زبر والا) ہے اور اس کا عطف مُبَارَکًا پر ہے (عطف کا معنیٰ کسی حرف کے ذریعہ لفظ کو پہلے کے تابع کرنا یعنی زیر، زبر کو اسی طرح لانا)، لِّلْعٰلَمِیْنَ (لِ۔الْعٰلَمِیْنَ) واسطے، جہان والوں کے، اس کا مادہ (ع ل م) عَالَمٌ (لام کی زبر کے ساتھ) جہان اور اس کی جمع عَالَمِیْنَ ہے، لِ حرف جار، الْعٰلَمِیْنَ مجرور، حالت جری لام کی وجہ سے ہے۔

تفسیر:

یہودی کہتے تھے کہ سب سے پہلا عبادت خانہ ہمارا ہے یعنی بیت المقدس اور مسلمانوں کا عبادت خانہ بعد میں بنا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا سب سے پہلا جو گھر عبادت کے لیے بنایا گیا وہ مکہ شہر میں ہے یعنی بیت اللہ (یا حرم مکہ) روایات میں آتا ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام نے اس کی بنیاد رکھی۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے اس کو بنیادوں سے اٹھایا اور اسی کو تمام مسلمانوں کے لیے عبادت کا مرکز بنایا گیا اور اس میں بہت سی برکتیں رکھی ہوئی ہیں اور جملہ انسانیت کے لیے ہدایت کا ذریعہ ہے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیحین میں سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ سب سے پہلی کونسی مسجد تعمیر ہوئی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا مسجد حرام (بیت اللہ)، پھر مسجد اقصیٰ جو کہ بیت اللہ کے چالیس سال بعد بنی، اس کو سیدنا اسحاق علیہ السلام نے بنایا تھا۔ (قرآن مجید کی لغوی تشریح، حافظ عبدالجبار مدنی حفظہ اللہ)

بیت اللہ کی مزید عزت وعظمت کا ذکر قرآن حکیم کی اگلی آیت میں آرہا ہے:

امن کی جگہ - اور حج کی فرضیت

فِيهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ۭ وَلِلّٰهِ عَلَي النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۭ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٩٧﴾

(بیت اللہ) روشن نشانات ہدایت (بکھرے ہوئے) ہیں اور یہ (ظاہری، باطنی، حسی، معنوی، برکات سے معمور ہے اور انہی ظاہری نشانیوں میں سے ایک) مقام ابراہیم (ان کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے یعنی وہ پتھر جس پر کھڑے ہو کر سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کی تعمیر فرمائی اور جس پر آپ کے قدم مبارک کے نشان پڑ گئے) اور (باطنی نشانیوں میں سے یہ کہ) جو کوئی اس میں داخل ہوا وہ امن وسکون پا گیا، بیت اللہ کا حج صاحب استطاعت لوگوں پر اللہ کا حق ہے (فریضہ ہے) اور جس نے اس فریضہ کی ادائیگی سے انکار کیا (مال رکھتے ہوئے حج نہ کیا تو اسے معلوم ہونا چاہیے) کہ اللہ تعالیٰ تمام جہان والوں سے بے نیاز ہے (ان کے شکر اور عبادت کی اسے کوئی پرواہ نہیں ہے، کیونکہ زمین وآسمان کی ہر چیز اس کے آگے جھکی ہوئی ہے، انسان کی شکر گزاری اسے ہی فائدہ دیتی ہے)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفاظ:

فِيْهِ (فِيْ۔ هِ) میں، اُس یعنی بیت اللہ میں، فِيْ حرف جار، هِ مجرور (خبر مقدم)، اٰيٰتٌ نشانیاں ہیں جمع اس کا مفرد، اٰيَةٌ ہے (موصوف)، بَيِّنٰتٌ واضح (روشن) اس کا مفرد بَيِّنَةٌ ہے (صفت) اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ روشن نشانیاں مرکب توصیفی (ظاہری، باطنی، حسی، معنوی)، مَقَامُ کھڑے ہونے کی جگہ مَقَامُ اِبْرٰهِيْمَ سے مراد وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر سیدنا ابراہیمؑ نے کعبہ کی تعمیر کی تھی۔ مَقَامُ مضاف، اِبْرٰهِيْمَ مضاف الیہ، وَ اور عاطفہ، مَنْ جو شخص، دَخَلَهٗ (دَخَلَ۔ هٗ) داخل ہوا، اس میں (یعنی بیت اللہ میں) (دَخَلَ، يَدْخُلُ) داخل ہونا فعل ماضی واحد مذکر غائب هٗ کی ضمیر واحد مذکر بیت اللہ کی طرف جاتی ہے، كَانَ ہو جاتا ہے (وہ)، اٰمِنًا امن والا، اس کا مادہ (ء م ن) اَمِنَ يَأْمَنُ محفوظ ہونا، بے خوف ہونا، اَمْنٌ امن اور سلامتی خوف کی ضد ہے اور اسم فاعل اٰمِنًا (امن والا)، وَ اور مستانفہ اس کے بعد مستقل جملہ شروع ہوتا ہے۔ لِلّٰهِ (لِ۔ اللّٰهِ) لیے، اللہ تعالیٰ کے یعنی اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے لِ جار، اللّٰهِ اللہ سبحانہ وتعالیٰ مجرور (خبر مقدم)، عَلَى اوپر، النَّاسِ لوگوں، عَلَى النَّاسِ یعنی لوگوں پر فرض ہے، عَلَى حرف جار، النَّاسِ مجرور، حِجُّ الْبَيْتِ بیت اللہ کا حج کرنا، حِجُّ مضاف اَلْبَيْتِ مضاف الیہ، مَنِ جو شخص، جو کوئی اسم موصول، اسْتَطَاعَ طاقت رکھے فعل ماضی واحد مذکر غائب، اس کا مادہ (ط و ع) ہے، (اسْتَطَاعَ، يَسْتَطِيْعُ) طاقت رکھنا باب استفعال، اِلَيْهِ (اِلَى۔ هِ) طرف، اس کے، اِلَى حرف جار، هِ مجرور ضمیر واحد مذکر بیت اللہ کی طرف جاتی ہے، سَبِيْلًا راستے کی (مفعول) مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا جو شخص (مالی اور جسمانی) بیت اللہ جانے کی استطاعت رکھتا ہو اس پر زندگی میں ایک بار حج فرض ہے۔ وَ اور عاطفہ، مَنْ (جو شخص)، جس نے، كَفَرَ کفر کیا فعل ماضی واحد مذکر غائب، وہاں جانے سے انکاری ہوا اس کا مادہ (ک ف ر) ہے (كَفَرَ يَكْفُرُ) کفر کرنا، زبانی یا عملی طور پر انکار کرنا، فَاِنَّ (فَ۔ اِنَّ) تو، بلاشبہ، فَ جواب، پس، اِنَّ عربی میں حرف مشبہ بالفعل کہلاتا ہے اور جملے میں زور پیدا کرتا ہے، فَاِنَّ اللّٰهَ تو یقینا اللہ تعالیٰ، غَنِيٌّ بے پروا ہے، بے نیاز ہے، اللہ تعالیٰ کے اسماء الحسنیٰ میں سے ہے وہ ساری مخلوق سے اپنی قدرت کی بنا پر بے پروا اور بے نیاز ہے، سب اس کے محتاج ہیں، عَنِ الْعٰلَمِيْنَ تمام جہان والوں سے، عَنِ حرف جار، الْعٰلَمِيْنَ مجرور۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر ہے، اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس کی شہادت دینا کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

(بخاری کتاب الایمان، بحوالہ تفسیر القرآن الکریم، حافظ عبدالسلام)

مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا- استطاعت کی تفسیر حدیث میں زادِ راہ اور سواری سے کی گئی ہے، اس کے علاوہ راستے کا پرامن ہونا، جان و مال کے تلف ہونے کا اندیشہ نہ ہونا بھی شامل ہے اور عورت کے لیے محرم کا ساتھ ہونا بھی ضروری ہے۔ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر مالی استطاعت ہو مگر جسمانی نہ ہو تو کوئی دوسرا اس کی جگہ حج کر لے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ خَشْعَمْ قبیلے کی ایک عورت آئی، اس نے پوچھا: ''یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر جو فریضہ حج ہے، وہ میرے والد پر اس حال میں آیا ہے کہ وہ بہت بوڑھا ہے، سواری پر جم کر بیٹھ نہیں سکتا، تو کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ فرمایا: ''ہاں'' اور یہ حجۃ الوداع کی بات ہے۔ (بخاری رقم الحدیث: ۱۸۵۵، بحوالہ تفسیر القرآن الکریم)

آیات مبارکہ کی حکمت و بصیرت

(۱) عزت اور شرف:

روئے زمین پر خلافت کا اعزاز عطا فرمایا تو اپنی بندگی کے لیے ''بیت اللہ'' کو عز و شرف سے نوازا اور اس سرزمین پر سب سے پہلا گھر ہے "أَوَّلَ بَيْتٍ"۔ (سورۃ آل عمران ۳/آیت ۹۶ دیکھیے)

(۲) یہ اجتماعی زندگی کے قیام کا ذریعہ ہے:

"قِيَامًا لِّلنَّاسِ"۔ (سورۃ المائدہ: ۵/آیت ۹۷ دیکھیے)۔

(۳) پاکیزگی حاصل کرنے اور کثیر المقاصد فوائد کا ذریعہ:

"اَلْبَيْتُ الْعَتِيقُ"۔ (دیکھیے سورۃ الحج: ۹/آیت ۲)

(۴) مسلمانوں کا مرکز اور امن کی جگہ:

"مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا"۔ دیکھیے (سورۃ البقرہ: ۲/۱۲۵)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵) مسائل کا فیصلہ کن حل:

ضرورت اس بات کی ہے کہ ایامِ حج میں عالم اسلام کے مسلمان اپنے اپنے ملک کے مسائل کانفرنس بلا کر حل کریں اور دنیا بھر میں ''سپر پاور'' بن کر ابھریں۔

اے رب کریم! آپ نے ہمیں پاکیزہ اور صاف ستھرا دین عطا فرمایا ہے، ہمیں ذہنی اور فکری جلا بھی عطا فرمایئے اور ہماری عظمت رفتہ کو بحال کر دیجیے۔

ملت کے ساتھ رابطۂ اُستوار رکھ
پیوستہ رہ شجر سے امیدِ بہار رکھ

اہل کتاب کا انکار

قُلْ يَاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۸﴾

(اے نبیؐ) کہہ دیجیے اے اہل کتاب تم کیوں اللہ کی باتیں ماننے سے انکار کرتے ہو؟ جو حرکتیں تم کر رہے ہو، اللہ سب کچھ دیکھ رہا ہے۔

الفاظ:

قُلْ کہہ دیجیے فعل امر أنت فاعل مضمر ہے (قَالَ يَقُوْلُ) کہنا، يَاَهْلَ (يَا۔اَهْلَ) اے، والو، يَا حرف ندا، اَهْلَ منادیٰ (مضاف)، الْكِتٰبِ کتاب اللہ، یعنی تورات (مضاف الیہ)، قُلْ يَاَهْلَ الْكِتٰبِ کہہ دیجیے اے اہل کتاب، لِمَ (لِ۔مَ) کس لیے، کیوں؟ لِ حرف جر، مَا استفہامیہ، تَكْفُرُوْنَ تم کفر کرتے ہو اس کا مادہ (ک ف ر) ہے كَفَرَ يَكْفُرُ سے فعل مضارع جمع مذکر مخاطب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَكْفُرُوْنَ (اَنْتُمْ اس میں فاعل مضمر ہے) بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ بِ حرف جار، ایات مجرور (مضاف) اللّٰه (مضاف الیہ) آیات اللہ سے مراد خاص طور پر نبوت محمدی کے شواہد و دلائل جو قرآن اور تورات میں وارد ہوئے ہیں (تدریس القرآن) وَ اور، حالیہ، اَللّٰهُ اللہ سبحانہ و تعالیٰ (مبتدا)، شَهِيْدٌ گواہ ہے، اس کا مادہ (ش ھ د) ہے شَهِدَ يَشْهَدُ سے صفتِ مشبہ شَهِيْدٌ گواہ نگران، عَلٰى (اس) پر حرف جار، مَا جو موصولہ (مجرور) تَعْمَلُوْنَ تم عمل کرتے ہو فعل مضارع جمع مذکر حاضر۔

تفسیر:

اهل الْكِتَاب سے اشارہ خاص طور پر یہود کی جانب ہے جو مسلمانوں کو طرح طرح بہکاتے رہتے ہیں۔

تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ اللّٰه۔ آیات اللہ سے مراد خاص طور پر نبوت محمدیؐ کے شواہد و دلائل اور کفر سے مراد نبوتِ محمدی سے انکار ہے۔ (تفسیر کبیر بحوالہ تفسیر ماجدی)

تو یہود کو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ ان کی یہ تمام حرکتیں اس حاضر و ناظر، ہمہ داں، ہمہ بیں حاکم کے آگے نہ چل سکیں گی۔ (حوالہ ایضاً)

کیونکہ وہ رب قدیر لوگوں کی حرکات و سکنات، نیتوں اور ارادوں سے خوب واقف ہے۔

اہل کتاب کی گستاخیاں

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿٩٩﴾

(اے نبیؐ) کہہ دیجیے، اے اہل کتاب! یہ تمہاری کیا روش ہے کہ جو اللہ کی بات مانتا ہے (ایمان قبول کرتا ہے) اسے بھی تم اللہ کے راستے سے روکتے ہو اور چاہتے ہو کہ وہ بھی ٹیڑھی راہ چلے، حالانکہ تم خود (اس کے راہ راست

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے پر) گواہ ہو، تمہاری حرکتوں سے اللہ غافل نہیں ہے (آخرت میں وہ ہر بات کا کھرا کھرا فیصلہ فرمادے گا)۔

الفاظ:

قُلْ کہہ دیجیے اَنْتَ فاعل مضمر ہے، **يٰٓاَهْلَ (يَا۔ اَهْلَ)** اے، والو، **يَا** حرف ندا، **اَهْلَ** منادیٰ (مضاف)، **الْكِتٰبِ** کتاب اللہ، یعنی تورات (مضاف الیہ)، **قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ** کہہ دیجیے اے اہل کتاب، **لِمَ (لِ۔ مَ)** کس لیے، کیوں؟ **لِ** حرف جر، **مَا** استفہامیہ، **تَصُدُّوْنَ** تم روکتے اس کا مادہ (ص د د) ہے **صَدَّ يَصُدُّ** سے فعل مضارع جمع مذکر حاضر **تَصُدُّوْنَ** اس میں **اَنْتُمْ** فاعل مضمر ہے، **عَنْ** سے حرف جار، **سَبِيْلِ اللّٰهِ** اللہ کا راستہ (اسلام کا راستہ)، **سَبِيْلِ** (مضاف)، **اللّٰهِ** (مضاف الیہ) یعنی تم کیوں روکتے ہو ہر اس شخص کو اللہ کے راستے سے (اسلام سے)، **مَنْ** جو اسم موصول، **اٰمَنَ** ایمان لایا، اس کا مادہ (ء م ن) **اٰمَنَ يُؤْمِنُ** سے فعل ماضی واحد مذکر غائب **هُوَ** فاعل مضمر ہے (یعنی تم ہر بندہ مومن کے دشمن ہو)، **تَبْغُوْنَهَا (تَبْغُوْنَ۔ هَا)** تم تلاش کرتے ہو، اس میں (اس راہِ حق میں) اس کا مادہ (ب غ ی) ہے **بَغٰى يَبْغِيْ** سے فعل مضارع جمع مذکر حاضر **تَبْغُوْنَ** (تلاش کرنا، حدِ اعتدال سے تجاوز کرنا) **هَا** کی ضمیر تانیث سبیل (راستہ) کی طرف لوٹ رہی ہے **عِوَجًا** کجی، ٹیڑھا پن۔ امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

اَلْعَوْجُ کے معنی کسی چیز کے سیدھا کھڑا ہونے کی حالت سے ایک طرف جھک جانے کے ہیں جیسا کہ عربی میں کہا جاتا ہے "**عُجْتُ الْبَعِيْرَ بِزَمَامِهٖ**" میں نے اونٹ کو اس کی مہار کے ذریعہ ایک طرف موڑ دیا۔ **اَلْعَوْجُ:** اس ٹیڑھے پن کو جو آنکھ سے بسہولت دیکھا جا سکے جیسے کھڑی چیز میں ہوتا ہے مثلاً لکڑی وغیرہ کہ پتہ چل جاتا ہے کہ لکڑی زمین میں سیدھی کھڑی ہے یا ٹیڑھی جبکہ "**عِوَجٌ**" اُس ٹیڑھا پن پر بولا جاتا ہے جس کا ادراک فکر اور بصیرت سے ہو جیسا کہ معاشرے میں دینی اور معاشی ناہمواریاں کہ فہم و بصیرت سے ہی انہیں جانچا پرکھا جا سکتا ہے۔ قرآن حکیم میں ہے:

قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ (الزمر:28/39)

ایسا قرآن جو عربی زبان میں ہے جس میں کوئی ٹیڑھ نہیں ہے (جس کی زبان بھی صاف اور مفہوم بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واضح)۔

تَبۡغُوۡنَهَا عِوَجًا یہود کا مسلمانوں کے ساتھ یہ طرز عمل تھا کہ سچی اور کھری بات میں وساوس پیدا کر کے اس میں کجی اور ٹیڑھا پن پیدا کرنے کی سعی و جستجو کرتے رہتے، وَّ حالیہ، حالانکہ، اَنۡتُمۡ تم (مبتدا) ضمیر جمع مذکر حاضر یہ ضمیر یہود کی طرف جاتی ہے، شُهَدَآءُ گواہ ہو (خبر) شَهِيۡدٌ اس کا مفرد یعنی اے یہود! تمہاری مسلمانوں کے خلاف سازشیں اور ریشہ دوانیاں مکروفریب پر مبنی ہیں جبکہ تم خود بھی جانتے ہو کہ خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری برحق اور دین اسلام سچا دین ہے، اور تم نے اس کے متعلق اپنی کتاب (تورات) میں بھی پڑھ لیا ہے تم یہ حرکتیں جانتے بوجھتے کر رہے ہو، تو جان لو! وَ اور عاطفہ، مَا نہیں ہے، نافیہ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ اور اللہ تعالیٰ غافل نہیں ہے، بِغَافِلٍ (بِ۔غَافِلٍ) ساتھ، غافل، بِ جار، غَافِلٍ مجرور، اسم فاعل، عَمَّا (عَنۡ۔مَا) اس سے، جو عَنۡ جار مَا جو موصولہ مجرور، تَعۡمَلُوۡنَ تم (قبیح) عمل کرتے ہو فعل مضارع جمع مذکر حاضر، یعنی اللہ تعالیٰ کی شان ارفع و اعلیٰ ہے اور غفلت اس کی شان سے بعید ہے، کائنات کی ہر چھوٹی بڑی چیز ہر وقت اس کی نگاہ میں ہے، تمہاری ان حرکات سے بھی پوری طرح باخبر ہے، روز قیامت تمہیں فیصلہ سنا دیا جائے گا۔

تفسیر:

حافظ عبدالسلام حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

اس آیت میں اہل کتاب) خصوصاً یہود) کو ڈانٹ پلائی جارہی ہے کہ تم نہ صرف یہ کہ حق پر خود ایمان نہیں لاتے بلکہ جو لوگ اس پر ایمان لا چکے ہیں ان میں طرح طرح کے فتنے اور شوشے چھوڑ کر حق کی راہ میں کجی پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہو۔ "تَبۡغُوۡنَهَا عِوَجًا" کا مطلب ہے "تبغون فِيۡهَا عِوَجًا" (تم اس دین میں کوئی نہ کوئی کجی تلاش کرتے رہتے ہو) اور پھر یہ سب کچھ جان بوجھ کر کر رہے ہو، اللہ تعالیٰ کو تمہارے یہ کرتوت خوب معلوم ہیں، تمہیں اس جرم کی سزا بھگتنا پڑے گی، "سبیل اللہ" سے مراد یہاں اسلام ہے۔ (تفسیر القرآن الکریم)

تفہیم بالقرآن:

(۱) اللہ ہر بات پر گواہ ہے، سب لوگ اس کی نگاہ میں ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِيْنَ هَادُوْا وَ الصّٰبِئِيْنَ وَ النَّصٰرٰى وَ الْمَجُوْسَ وَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ (الحج:17/22)

''(یاد رکھو!) جو لوگ ایمان لائے (پورے شعور کے ساتھ اسلام کو قبول کیا اور اعمال حسنہ سے اپنی زندگیوں کو آراستہ کیا) اور جو یہودی ہوئے اور صابئی اور نصاریٰ اور مجوسی (یہ سب خود ساختہ مذہب ہیں) اور جن لوگوں نے شرک کیا، ان سب کے درمیان اللہ قیامت کے روز فیصلہ کردے گا، ہر چیز اللہ کی نظر میں ہے۔''

(۲) اہل کتاب حق بات کو پہچانتے ہیں:

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ وَ اِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ (البقرہ:146/2)

''(رب کریم کا فرمان ہے) جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ حق بات کو ایسا پہچانتے ہیں جیسا اپنی اولاد کو پہچانتے ہیں (اس کے باوجود) ان میں سے ایک گروہ جانتے بوجھتے حق کو چھپا رہا ہے۔''

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت

(۱) اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کو پیدا کیا اور انسان کو اس میں ہر لحاظ سے شرف بخشا شکل وصورت میں، علم وہنر میں، تہذیب واخلاق میں، اور اسے حقوق وفرائض کی ذمہ داریوں سے آگاہ فرمایا، کہ نیابت الٰہی کے حقوق ٹھیک ٹھیک سرانجام دے کر دنیا وآخرت میں فوز وفلاح سے ہمکنار ہوسکے۔

(۲) وہ رب کریم انبیاء ورسل کو مختلف قوموں اور مختلف علاقوں میں اس لیے بھیجتا رہا تاکہ ان نفوس قدسیہ کی پاکیزہ زندگیاں لوگوں کے لیے اسوہ اور نمونہ بن سکیں ان ابرار وصالحین نے لوگوں کو بندگی رب کی طرف بلایا اور نیک راہوں پر چلنے کی تبلیغ کی، اور خود بھی اس راہ کو اپنا کر بہترین نمونہ قائم کیا۔ ان نیک لوگوں میں ''گلِ سرسبد'' خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ ﷺ ہیں جن کی حیات طیبہ تا قیامت نسل انسانیت کے لیے اسوہ اور نمونہ قرار پائی۔ اب تمام لوگوں کے لیے خواہ وہ کسی مذہب وملت سے تعلق رکھتے ہوں دنیا وآخرت میں کامیابی صرف اور صرف دین اسلام کو اپنانے اور رسول عربی ﷺ کی اتباع میں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

از پیامِ مصطفیٰؐ آگاہ شو
فارغ از اربابِ دونِ اللہ شو

خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام سے آگاہ ہو جاؤ (اس کو حرزِ جاں بناؤ) اللہ کے سوا باقی سب معبودوں سے دستبردار ہو جاؤ۔

اے اللہ ہمیں اپنی کامل معرفت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت عطا فرما۔ آمین!

اہل کتاب کا کہا نہ مانو

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِیْعُوْا فَرِیْقًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ یَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ كٰفِرِیْنَ ﴿۱۰۰﴾

اے ایمان والو! اگر تم نے اہل کتاب میں سے ایک گروہ کی بات مانی (تو یاد رکھو نتیجہ اس کا یہ ہوگا) کہ وہ راہ حق سے پھرا دینگے اور ایمان کے بعد پھر (مرتد) کفر میں مبتلا کر دیں گے۔

الفاظ:

یٰۤاَیُّهَا اے لوگو! یَا حرف ندا، اَیُّ منادی ھَا کا اضافہ تنبیہ اور متوجہ کرنے کے لے ہوتا ہے (اے وہ لوگو!)۔ الَّذِیْنَ جو، اسم موصول جمع مذکر، اٰمَنُوْۤا ایمان لائے ہو، فعل ماضی جمع مذکر غائب اس کا مادہ (ء م ن) (اٰمنَ، یُؤْمِنُ) ایمان لانا، اللہ تعالیٰ کو دل و جان سے رب واحد تسلیم کر کے اس کے احکام پر سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عمل کرنا، اِنْ اگر، حرف شرط، تُطِیْعُوْا تم اطاعت کرو گے اس کا مادہ (ط و ع) ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(اَطَاعَ یُطِیْعُ) اطاعت کرنا، تابعدار ہونا، فرمانبردار ہونا، اشارہ پر چلنا اس سے مضارع جمع مذکر حاضر تُطِیْعُوْن بنا اِنْ کی وجہ سے ن جمع کا حذف ہوگیا اطاعت کرنا اردو میں جانا پہچانا لفظ ہے، فَرِیْقًا ایک فریق (کی) ایک گروہ (کی) مفعول، مِنَ سے حرف جار، الَّذِیْنَ اُن لوگوں (کی) اسم موصول جمع مذکر، اُوْتُوا (جو) دیے گئے، اس کا مادہ (ء ت ی) ہے اِیْتَاءٌ مصدر سے ماضی مجہول جمع مذکر غائب اُوْتُوْا، الْکِتٰبَ خاص کتاب (تورات)، اِنْ تُطِیْعُوْا فَرِیْقًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ (اے ایمان والو!) اگر تم نے اہل کتاب میں سے کسی شریر گروہ کی اطاعت کر لی تو جان لو، یَرُدُّوْ کُمْ (یَرُدُّوْ۔ کُمْ) لوٹائیں گے وہ، تمہیں اس کا مادہ (ردد) ہے، رَدَّ یَرُدُّ سے فعل مضارع جمع مذکر غائب یَرُدُّوْن ہوا، اِنْ کی وجہ سے یہاں بھی ن جمع کا حذف ہوا، کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر بَعْدَ بعد (پیچھے) قبل کی ضد ہے اسم ظرف، اِیْمَانِکُمْ (اِیْمَانِ۔ کُمْ) ایمان لانے، تمہارے، اِیْمَان (مضاف)، کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر (مضاف الیہ)، کٰفِرِیْنَ کفر کرنے والے اس کا مادہ (ک ف ر) کَفَرَ یَکْفُرُ سے اسم فاعل جمع مذکر کَافِرُوْن بنا، حال ہونے کی وجہ سے حالت نصبی میں کَافِرِیْنَ ہوا، معنی میں فرق نہیں آیا، (یعنی ایمان کے بعد یہ اہل کتاب [خاص طور پر یہود] تمہیں کافر بنا کر چھوڑیں گے)۔

تفسیر:

اے ایمان والو! اگر تم اہل کتاب کی کسی جماعت کی باتیں مانو گے تو وہ تمہیں، تمہارے ایمان لانے کے بعد (مرتد) کافر بنا دیں گے، اس کی وجہ اُن کا حسد، ظلم اور تمہیں مرتد کر دینے کی شدید خواہش ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَدَّ کَثِیْرٌ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ لَوْ یَرُدُّوْنَکُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِیْمَانِکُمْ کُفَّارًا ۚ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِھِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَھُمُ الْحَقُّ ۚ (البقرہ:109/2)

''اہل کتاب میں سے اکثر لوگ یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح تمہیں ایمان سے پھیر کر پھر کفر کی طرف پلٹا لے جائیں۔ اگرچہ حق ان پر ظاہر ہو چکا ہے مگر اپنے نفس کے حسد کی بنا پر تمہارے لیے ان کی یہ خواہش ہے۔''

ڈاکٹر محمد لقمان السلفی اس آیت کے شان نزول میں لکھتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو تنبیہ کی ہے کہ انہیں یہودیوں کے مکروفریب اور اُن کی سازشوں سے ہمیشہ بچ کر رہنا چاہیے، حافظ ابن کثیر اور امام شوکانی نے اس آیت کا پس منظر بیان کرنے کے لیے زید بن اسلم کی روایت نقل کی ہے جسے ابن جریر، ابن اسحاق اور ابی حاتم وغیرہم نے اپنی اپنی سندوں سے روایت کی ہے اور وہ اس طرح ہے "شاس بن قیس یہودی مسلمانوں کا بہت بڑا دشمن تھا، ایک دن انصارِ مدینہ کی ایک مجلس کے پاس اس کا گزر ہوا، تو مسلمانوں کے آپس کی محبت والفت کو دیکھ کر اس کی نفرت وعداوت جاگ اٹھی اور ایک نوجوان یہودی کو انصار کی مجلس میں بھیجا تا کہ انہیں 'جنگ بُعاث' کی یاددلا کر اوس وخزرج کے مسلمانوں کے درمیان پھر سے جنگ کی آگ بھڑکائے، اور ایسا ہی ہوا، اُن کی قبائلی حمیت جاگ اٹھی، آپس میں بدزبانی پر اُتر آئے اور جنگ کے لیے آمادہ ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپ ﷺ تشریف لائے اور انہیں اللہ تعالیٰ کی یاددلائی اور جاہلیت کی عصبیت اور اس کی خطرناکیوں کا خوف دلایا، اس طرح یہ شرٹل گیا، لوگوں نے ہتھیار پھینک دیے، دھاڑیں مار مار کر رونے لگے اور آپس میں مٹھاس سے گلے ملنے لگے۔" (تسیر الرحمن لبیان القرآن)

روشن ہدایت ملنے اور رسول رحمت ﷺ کی موجودگی میں تمہیں کفر کی روش اختیار کرنا زیب نہیں دیتا، ارشاد ہوتا ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں کفر کیوں؟

وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ؕ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿١٠١﴾

اور یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ تم (اب پھر) کفر کی راہ اختیار کرو، جبکہ تمہارا حال یہ ہے کہ اللہ کی آیات تمہیں سنائی جارہی ہیں اور اس کا رسول (تعلیم ورہنمائی کے لیے) تم میں موجود ہے، اور یاد رکھو، جو کوئی مضبوطی سے اللہ کا ہو رہا تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلاشبہ اس پر سیدھی راہ کھل گئی (نہ تو اس کے لیے لغزش کا ڈر نہ گم گشتگی کا اندیشہ)۔

الفاظ:

وَ اور عاطفہ (جملے میں ربط کے لیے)، کَیۡفَ کیسے استفہامیہ حرف استفہام مبنی ہے زیر زبر تبدیل نہیں ہوتی، تَکۡفُرُوۡنَ تم کفر کرتے ہو، راہ حق کا انکار کرتے ہو فعل مضارع جمع مذکر حاضر (تم کس طرح کفر کر سکتے ہو؟)، وَ حالانکہ (حالیہ)، اَنۡتُمۡ تم (پر) ضمیر جمع مذکر حاضر، تُتۡلٰی پڑھی جاتی ہیں، اس کا مادہ (ت ل و) ہے تَلَا یَتۡلُوۡا سے مضارع مجہول واحد مونث غائب تُتۡلٰی پڑھی جاتی ہیں، آیات کے لیے مونث کا صیغہ استعمال ہوا، عَلَیۡکُمۡ (عَلٰی۔ کُمۡ) اوپر، تمہارے، عَلٰی حرف جار، کُمۡ مجرور، اٰیٰتُ اللّٰہِ اللہ تعالیٰ کی آیات (مرکب اضافی)، وَ اور عاطفہ، فِیۡکُمۡ (فِیۡ۔ کُمۡ) میں، تم یعنی تم میں، فِیۡ جار، کُمۡ مجرور (ضمیر جمع مذکر حاضر) رَسُوۡلُہٗ (رَسُوۡلُ۔ ہٗ) رسول، اس کا (اللہ تعالیٰ کا) ہٗ کی ضمیر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف جاتی ہے، رَسُوۡلُ مضاف، اللہ، مضاف الیہ، وَ اور مستانفہ، اس کے بعد مستقل جملہ شروع ہوتا ہے (اور یاد رکھو) مَنۡ جو شخص (جو کوئی) یَعۡتَصِمۡ مضبوطی سے پکڑتا راہ ہدایت پر مضبوطی سے قائم رہتا ہے اس کا مادہ (ع ص م) ہے، اِعۡتَصَمَ یَعۡتَصِمُ سے مضارع واحد مذکر غائب یَعۡتَصِمۡ، مَنۡ کی وجہ مضارع مجزوم (جزم والا) ہے، بِاللّٰہِ (بِ۔ اللّٰہِ) ساتھ، اللہ کے، بِ جار، اللّٰہِ مجرور، یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام کو مضبوطی سے تھامے رکھے، فَقَدۡ (فَ۔ قَدۡ) تو یقینا، فَ جواب کے لیے قَدۡ حرف تحقیق، ھُدِیَ وہ ہدایت پا گیا اس کا مادہ (ھ د ی) ہے، ھَدٰی یَھۡدِیۡ سے فعل ماضی مجہول واحد مذکر غائب ھُدِیَ (ہدایت دیا گیا)، اِلٰی طرف، جار صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ، سیدھے راستے (کی) مرکب توصیفی، صِرَاطٍ موصوف (مجرور) مُّسۡتَقِیۡمٍ، صفت واضح رہے کہ صفت موصوف کی حرکات یکساں رہتی ہیں "صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ" سیدھا راستہ۔

تفسیر:

مولانا عبدالرحمن کیلانی لکھتے ہیں:

اہل کتاب (خاص طور پر یہود) کے گمراہ کن پروپیگنڈے سے بچنے کی دو صورتیں ہیں...... ایک یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان کی سازشوں سے بروقت متنبہ کر دیتا ہے اور دوسرے یہ کہ ایسی صورت حال میں مسلمانوں کو چاہیے کہ فوراً رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کریں جو خود بھی مسلمانوں کے احوال پر گہری اور مشفقانہ نظر رکھتے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ کے احکام اور رسول اللہ ﷺ کے نصائح کو ہمیشہ پلے باندھے) لہٰذا جو شخص یہود کی شرارتوں سے بچنے اور راہ مستقیم پر ثابت قدم رہنے کی کوشش کرے گا اللہ تعالیٰ یقیناً اسے ایسی فتنہ انگیزیوں سے بچا لے گا۔ (تیسیر القرآن)

تفہیم بالقرآن:

(۱) اے مسلمانو! یہود و نصاریٰ کبھی تم سے راضی نہ ہوں گے...... یہاں تک کہ تم ان کے احکام کو مانو:

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى (البقرۃ:120/2)

''(مسلمانو!) یہودی اور عیسائی تم سے ہرگز راضی نہ ہوں گے، جب تک تم ان کے طور طریقوں پر نہ چلنے لگو صاف کہہ دو کہ راستہ بس وہی ہے جو اللہ نے بتایا ہے۔''

(۲) اہل کتاب ہمیشہ تمہارے نقصان کے درپے رہتے ہیں:

وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ (آل عمران:69/3)

''(اے ایمان لانے والو!) اہل کتاب میں سے ایک گروہ چاہتا ہے کہ کسی طرح تمہیں راہ راست سے ہٹا دے (اگر تم راہ راست پر جمے رہو) تو حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنے سوا کسی کو گمراہی میں نہیں ڈال رہے ہیں مگر انہیں شعور نہیں ہے۔''

تفہیم بالحدیث:

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا تمہیں کون سے مومن پسند ہیں؟ بولے: فرشتے، فرمایا: بھلا وہ کیوں ایمان نہ لائیں حالانکہ وہ اپنے رب کے پاس ہیں، پھر انہوں نے انبیاء کا ذکر کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ کیوں ایمان نہ لائیں ان پر تو وحی اترتی ہی ہے، صحابہ بولے: پھر تو ہم ہیں، فرمایا: بھلا تم کیسے ایمان نہ لاتے، میں خود تمہارے سامنے ہوں، پوچھا: پھر کونسے مومن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پسندیدہ ہیں؟ فرمایا: وہ جو تمہارے بعد آئیں گے، کتابیں پائیں گے اور ان میں جو کچھ ہے اس پر ایمان لائیں گے۔ (تفسیر ابن کثیر)

آیات مبارکہ کی حکمت و بصیرت:

(۱) گمراہی و ضلالت کی بنیاد یا تو خواہشات کی پیروی ہے یا پھر گمراہ لوگوں کے پیچھے چلنا ہے، اہل کتاب راہِ حق سے بھٹک گئے، اب وہ مسلمانوں کے درپے آزار ہیں، افسوس کہ نام نہاد مسلمان ریاستوں کے حریص حکمران یہود و نصاریٰ کے آلہ کار بن کر اپنے ہی عوام کا جانی و مالی نقصان کر رہے ہیں۔

(۲) ہمارے لیے سلامتی کا صرف اور صرف ایک ہی راستہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کو حرزِ جاں بنا کر رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ کو مشعل راہ بنائیں۔

الحمدللہ آج مورخہ ۱۶ شوال ۱۴۳۳ھ بمطابق ۵ ستمبر ۲۰۱۲ء محض اُس رب کریم کے فضل و کرم سے سورۃ آل عمران نصف تک پہنچی۔ قارئین سے التماس ہے کہ عاجز کے لیے اور تمام بہن بھائیوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور ایمان و صحت کے لیے دعا کرتے رہیں۔

بمصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ اُو نرسیدی تمام بولہبی است

اپنے آپ کو محمد مصطفی ﷺ تک پہنچا کر وہ سراپا دین ہیں (قرآن کی جیتی جاگتی تصویر ہیں) اگر تو ان تک نہ پہنچے یعنی ان کا مکمل اتباع نہ کرے تو تیری زندگی اسی طرح سراپا شر ہے جس طرح ابولہب کی تھی۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام پر ہی موت وحیات

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾

اے ایمان والو! اللہ سے (ہر وقت اور ہر لمحہ) ڈرتے رہو جیسا کہ اس سے ڈرنا چاہیے اور (یادرکھو!) کہ تم کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو (جب موت کی کسی بشر کو خبر نہیں ہے کہ کب اور کہاں آ جائے تو ہمہ وقت مسلم بن کر رہو، احکام الٰہی کو سنت نبویؐ کے مطابق ادا کرتے رہو)

الفاظ:

يَا اے حرف ندا، اَيُّهَا وہ منادی، الَّذِيْنَ لوگو (جو) اسم موصول جمع مذکر، اٰمَنُوا ایمان لائے ہو، فعل ماضی جمع مذکر غائب اس کا مادہ (ء م ن) ہے (اٰمَنَ يُؤْمِنُ) اللہ تعالیٰ کو دل وجان سے رب واحد مان کر اس کے احکام کو سنت نبویؐ کے مطابق ادا کرنا، اِتَّقُوا ڈرتے رہو اس کا مادہ (و ق ی) ہے اِتَّقٰى يَتَّقِيْ سے فعل امر جمع مذکر اِتَّقُوا اللّٰهَ (ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچتے رہو) تقویٰ پرہیزگاری اردو میں جانا پہچانا لفظ ہے۔

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

اصطلاح شریعت میں نفس کو ہر اس چیز سے بچانے کا نام تقویٰ ہے جو گناہ کا موجب ہو اور اس کا حصول ان باتوں سے رک جانا ہے جن سے شریعت نے منع کیا ہے، مگر اس میں درجۂ کمال حاصل کرنے کے لیے بعض مباحات (جائز) کو بھی ترک کرنا پڑتا ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں آتا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَمَنْ رَتَعَ حَوْلَ الْحِمَى فَحَقِيقٌ اَنْ يَقَعَ فِيهِ

(البخاری باب الایمان)

حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے (درمیان میں چند مشتبہ چیزیں ایسی ہیں اگر چہ وہ جائز ہیں مگر 'تقویٰ' کا تقاضا ہے کہ انہیں بھی چھوڑ دیا جائے۔

جیسا کہ کوئی شخص اپنا ریوڑ کسی چراگاہ کے قریب چرائے (ظاہر ہے کہ وہ جگہ جائز ہے) مگر ہو سکتا ہے کہ اس کا ریوڑ چراگاہ کے اندر چلا جائے (ظاہر ہے کہ وہ جگہ ناجائز ہے اس طرح جرم کا ارتکاب ہو جائے) اس لیے قرآن حکیم میں آتا ہے:

فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٣٥﴾ (الاعراف:35/7)

جو شخص (گناہوں سے) بچتا رہا اور (احکام الٰہی) کے مطابق اپنی اصلاح کرتا رہا، تو ایسے ہی وہ لوگ ہیں جن پر (آئندہ حشر، حساب و کتاب میں) نہ تو کسی خوف کا خطرہ ہے اور نہ (دنیا چھٹنے کا) کا کوئی غم ہے۔ (وہ ہر طرح سے مطمئن فرحاں وشاداں ہیں)۔ (مفردات القرآن)

حَقَّ جو (حق ہے) مفعول مطلق (مضاف)، تُقٰتِهٖ (تُقَاةِ۔ہٖ) ڈرنے کا، اس سے (یعنی اللہ تعالیٰ سے، ہٖ کی ضمیر واحد مذکر حق سبحانہ کی طرف جاتی ہے مضاف الیہ)، یعنی جو بندہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے اس طرح ڈرتا رہے جو اُس سے ڈرنے کا حق ہے، وَ اور عاطفہ (جملے میں ربط پیدا کرنے کے لیے)، لَا نہ نافیہ، تَمُوْتُنَّ ہرگز تمہیں موت آئے اس کا مادہ (م و ت) ہے مَاتَ يَمُوْتُ سے فعل نہی، لَا تَمُوْتُنَّ اس میں نون ثقیلہ زور بیان کے لیے ہے (ہرگز تمہیں موت نہ آئے)، اِلَّا مگر حرف استثنیٰ، وَ حالیہ اس لیے اس کا ترجمہ اس حال میں کیا گیا ہے، اَنْتُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر (مبتدا)، مُّسْلِمُوْنَ مسلمان ہوں (اسم فاعل اس کا مفرد) مُسْلِمٌ ہے (مذکر کے لیے) مُسْلِمَاتٌ (جمع) اس کا مفرد مُسْلِمَةٌ (مفرد) مونث کے لیے، وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ، اور ہرگز تمہیں موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو (اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا دم بھرتے ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع میں تمہارا آخری سانس اکھڑے)۔

تفسیر:

اس آیہ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو حکم دیا ہے کہ اُس سے ایسے ڈریں جیسے ڈرنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا حق ہے، پھر اس تقویٰ پر قائم اور ثابت قدم رہیں اور موت تک استقامت ہو، کیونکہ انسان جس طرح کی زندگی گزارتا ہے، اسے ویسی ہی موت نصیب ہوتی ہے، جو شخص صحت، نشاط اور طاقت کی حالت میں اللہ کا تقویٰ اور اس کی اطاعت پر قائم رہتا ہے، اور ہمیشہ اس کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے موت کے وقت استقامت عطا فرماتا ہے اور اسے حسن خاتمہ سے نوازتا ہے، اللہ تعالیٰ سے کما حقہ تقویٰ رکھنے کی وضاحت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان الفاظ میں کی ہے:

هُوَ اَنْ يُّطَاعَ فَلَا يُعْصٰى، وَيُذْكَرَ فَلَا يُنْسٰى، وَيُشْكَرَ فَلَا يُكْفَرُ

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی جائے نافرمانی نہ کی جائے، اسے یاد کیا جائے، فراموش نہ کیا جائے، اس کا شکر ادا کیا جائے، ناشکری نہ کی جائے۔

اس آیت میں وضاحت ہے کہ تقویٰ کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا حق ہے اس بارے میں بندے کا جو فرض ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں بیان ہوا ہے **فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ** (التغابن:16/64) جہاں تک تمہارا بس چلے، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، دل اور جسم کے متعلق تقویٰ کی تفصیلات بہت زیادہ ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کام کا حکم دے، اسے انجام دینا اور جس کام سے منع کرے، اس سے باز رہنا، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اگلی آیت میں حکم دیا ہے کہ آپس میں متحد رہو اور پھوٹ نہ ڈالو جس سے معاشرتی زندگی کا نظم وضبط قائم رہے گا، اور تقویٰ کی راہ پر چلنا آسان ہو جائے گا۔

(تفسیر السعدی، عبدالرحمن بن ناصر السعدی)

تفہیم بالقرآن:

(۱) ایمان اور تقویٰ سے گناہ معاف ہوتے ہیں اور کامیابی یقینی ہو جاتی ہے:

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ (المائدہ:65/5)

(رب تعالیٰ کا فرمان ہے) اگر (اس سرکشی اور بغاوت کی بجائے) یہ اہل کتاب (اور اس بات کو سننے اور قبول کرنے والے) ایمان لے آتے اور تقویٰ کی روش اختیار کرتے تو ہم ان کی برائیاں ان سے دور کر دیتے اور ان کو نعمت بھری جنتوں میں پہنچاتے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) تقویٰ کی راہ اختیار کرنے سے رزقِ حلال میں خیر و برکت نصیب ہوتی ہے:

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰۤی اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَیْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ

(الاعراف:94/7)

(رب کریم کا فرمان ہے) اگر بستیوں کے لوگ ایمان لاتے اور تقویٰ کی روش اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے (آسمان سے بارانِ رحمت کا نزول ہوتا رہتا اور زمین ان کے لیے سونا اُگلتی رہتی)۔

(۳) تقویٰ اختیار کرنے سے شیاطین کے مکر و فریب سے نجات ملتی ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓىِٕفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ

(الاعراف:201/7)

حقیقت میں جو لوگ متقی ہیں ان کا حال تو یہ ہوتا ہے کہ کبھی شیطان (یا اس کے ہمنوا) کے اثر سے کوئی برا خیال اگر انہیں چھو بھی جاتا ہے تو فوراً چوکنے ہو جاتے ہیں اور پھر انہیں صاف نظر آنے لگتا ہے کہ اُن کے لیے صحیح طریق کار کیا ہے (اور ان کی زبانوں پر قرآن حکیم کی یہ دعا فوراً آ جاتی ہے۔ جو رب کریم نے سکھائی ہے)

رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ ﴿۹۷﴾ وَ اَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾

(المومنون:97,98/23)

اے میرے رب! میں شیاطین کے وسوسوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور اے میرے رب! میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ وہ میرے پاس آئیں۔

(۴) ''تقویٰ'' زندگی کی ہر مشکل سے نکلنے کا آسان نسخہ ہے:

وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ﴿۲﴾ وَّ یَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ؕ (الطلاق:2,3/65)

''جو کوئی تقویٰ اختیار کرتے ہوئے زندگی کا سفر طے کرے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے مشکلات سے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا فرما دے گا اور ایسے راستے سے رزق عنایت فرمائے گا جدھر سے اس کا گمان بھی نہ جاتا ہو (رزق حلال کی راہیں آسان ہوتی جائیں گی)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵) اللہ تعالیٰ کی رفاقت متقی لوگوں کے ساتھ ہے

إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوا وَّالَّذِينَ هُمْ مُّحْسِنُونَ ﴿۱۲۸﴾ (النحل:128/16)

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ سے کام لیتے ہیں اور احسان پر عمل کرتے ہیں (تقویٰ، ہر وقت اور ہر لحہ اللہ تعالیٰ کا خوف، اور احسان، لوگوں سے درگزر کرنا، انہیں معاف کر دینا، غصے کو پی جانا، غربا و مساکین کی مدد کرنا اور ہمت سے بڑھ کر انہیں دینا، اور پھر رب تعالیٰ کی بندگی اس طرح کرنا گویا کہ ہم اسے دیکھ رہے ہیں اور کم از کم یہ خیال کرنا وہ ہمیں دیکھ رہا ہے)۔

(۶) کائنات کی ہر چیز مسلم (اللہ تعالیٰ کے حکم کے آگے جھکی ہے):

أَفَغَيْرَ دِينِ اللَّهِ يَبْغُونَ وَلَهُ أَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَإِلَيْهِ يُرْجَعُونَ ﴿۸۳﴾ (آل عمران:83/3)

اب کیا یہ لوگ اللہ کی اطاعت کا طریقہ (دین اللہ) چھوڑ کر کوئی اور طریقہ چاہتے ہیں؟ حالانکہ آسمان و زمین کی ساری چیزیں چارو ناچار اللہ ہی کی تابع فرمان (یعنی مسلم) ہیں اور اسی کی طرف سب کو پلٹنا ہے (جب کائنات کی ہر چیز مسلم ہے تو انسان جو اشرف المخلوقات ہے اس کے شرف سے بعید ہے کہ وہ اس راہ کو چھوڑ کر کوئی اور راہ اختیار کرے)

(۷) دین تو صرف اور صرف ایک ہی ہے اور وہ اسلام ہے جو روز اول سے ہے:

إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ (آل عمران:19/3)

اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے (اس کے علاوہ خودساختہ مذاہب ہیں)۔

(۸) اسلام کے علاوہ کوئی راستہ قابل قبول نہیں:

وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿۸۵﴾

(آل عمران:85/3)

اس فرمانبرداری (اسلام) کے سوا جو شخص کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہے، اس کا وہ طریقہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور آخرت میں وہ ناکام و نامراد رہے گا۔

(۹) رب کریم نے ہمیشہ سے تمہارا نام مسلم رکھا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا (الحج:78/22)

اللہ نے پہلے بھی (خاتم النبیین محمد رسول ﷺ کی تشریف آوری سے قبل بھی) تمہارا نام (مسلم) رکھا تھا اور اس (قرآن) میں بھی (تمہارا یہی نام یعنی مسلم ہے)۔

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

(۱) صرف ایمان لانا ہی کافی نہیں ایمان پر استقامت بھی ضروری ہے اور اہل استقامت کو ہی کامیابی کی بشارت دی گئی ہے۔

(۲) زندگی گزارنے کا مکمل ترین منشورِ حیات صرف اسلام ہے۔

(۳) تقویٰ (اللہ تعالیٰ کا ہمہ وقت خوف) انسانوں کو سیدھے راستے پر رکھ سکتا ہے اور ایک دوسرے کی حق تلفیوں سے بچ سکتے ہیں، اور اس سے خوشگوار اور پرسکون معاشرے کی داغ بیل پڑتی ہے۔

(۴) اس وقت امت مسلمہ پر نکبت وادبار کی گھٹا چھارہی ہے، اس کی بنیادی وجہ 'تقویٰ' کا فقدان ہے۔

(۵) اے رب کریم! ''ہمارے دلوں کو تقویٰ سے آراستہ کیجیے، ہمیں ایمان واسلام پر زندہ رکھیے اور اسی یقین وایمان سے اس دنیا سے اٹھائیے۔ آمین!

گماں آباد ہستی میں یقیں مرد مسلماں کا
بیاباں کی شب تاریک میں قندیل رہبانی

مرد مومن کا یقین اس کی زندگی میں نکھار پیدا نہیں کرتا بلکہ دوسروں کو بھی امید کی کرن دکھاتا ہے ایسے ہی جیسا کہ بھٹکے ہوئے مسافر کے لیے کسی راہب کا دیا منزل کی طرف بڑھنے کے لیے روشنی فراہم کرتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کی اجتماعیت اور رب کریم کا احسان

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاۗءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰي شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْھَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَھْتَدُوْنَ ﴿١٠٣﴾

(مسلمانو!) سب مل کر اللہ کی رسی (قرآن حکیم) کو مضبوط پکڑے رہو (اس کتاب ہدایت پر سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق مضبوطی کے ساتھ عمل پیرا ہو جاؤ) اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو (فرقہ بندیوں میں مبتلا نہ ہو جاؤ) اور اپنے اوپر اللہ کی اس نعمت و احسان کو یاد کرو کہ جب تم (آپس میں) دشمن تھے پھر اس نے تمہارے دلوں میں (خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرما کر اور دین اسلام کی روشنی سے) الفت و محبت ڈال دی پس اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے فضل و کرم سے بھائی بھائی ہو گئے، اور تم (کفر و عصیان کے باعث) دوزخ کے گڑھے کے بالکل کنارے پر تھے (کہ موت آئے اور آگ میں پہنچ جاؤ) لیکن اللہ نے اپنی رحمت سے تمہیں بچا لیا اسی طرح اللہ اپنی نشانیاں تمہارے سامنے روشن کرتا ہے شاید کہ ان علامتوں سے تمہیں اپنی فوز و فلاح کا سیدھا اور یقینی راستہ نظر آ جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفاظ:

وَ اور عاطفہ (جملے میں ربط کے لیے)، اعْتَصِمُوْا تم مضبوطی سے پکڑو، اس کا مادہ (ع ص م) ہے اِعْتَصَمَ یَعْتَصِمُ، اِعْتِصَامٌ باب افتعال اور اس سے فعل امر جمع مذکر اِعْتَصِمُوْا (تم سب مل کر مضبوطی سے پکڑو یعنی مضبوطی سے قائم رہو)، بِحَبْلِ اللّٰهِ اللہ کی رسی کو (یعنی قرآن حکیم کو) بِ ساتھ (حرف جار) حَبْلِ (مجرور اور مضاف) اللّٰهِ مضاف الیہ، جَمِيْعًا سب کے سب (حال)، وَّ اور (عاطفہ)، لَا نہ نافیہ، نفی کا معنی دیتا ہے اور بعد والے حرف کو جزم دیتا ہے اگر ن جمع کا ہو تو وہ گر جاتا ہے جیسا کہ تَفَرَّقُوْنَ تھا۔ لَا تَفَرَّقُوْا رہ گیا (تم آپس میں پھوٹ نہ ڈالو) اس کا مادہ (ف ر ق) تَفَرَّقَ یَتَفَرَّقُ سے فعل نہی جمع مذکر حاضر لَا تَفَرَّقُوْا (تم پھوٹ نہ ڈالو)، وَ اور عاطفہ، اذْكُرُوْا اس کا مادہ (ذ ک ر) ہے ذَكَرَ يَذْكُرُ سے فعل امر جمع مذکر (فاعل) اذْكُرُوْا یاد کرو تم، نِعْمَتَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی نعمت (کو) نعمت (مفعول) مضاف۔ اللہ مضاف الیہ، عَلَيْكُمْ (عَلٰى۔ كُمْ) اوپر، تمہارے نعمت (جو) تم پر ہوئی، عَلٰى جار، كُمْ مجرور، اِذْ جب ظرف زماں، كُنْتُمْ تم تھے، كَوْنٌ مصدر سے فعل ماضی جمع مذکر، اَعْدَآءً دشمن، كُنْتُمْ کی خبر منصوب ہے (ایک دوسرے کے) جمع اس کا مفرد عَدُوٌّ ہے، فَاَلَّفَ، فَ عاطفہ (جملے میں ربط پیدا کرنے کے لیے)، اَلَّفَ تو اس نے محبت ڈال دی اس کا مادہ (ء ل ف) ہے اَلَّفَ يُؤَلِّفُ سے فعل ماضی واحد مذکر غائب تالیف باب تفعیل تالیف القلوب دلوں میں محبت پیدا کرنے کے لیے اردو میں استعمال ہوتا ہے۔ (الفت و محبت ڈالنا)، بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ تمہارے دلوں کے درمیان، بَيْنَ ظرف (مضاف)، قُلُوْبِكُمْ دلوں تمہارے (مضاف الیہ)، فَاَصْبَحْتُمْ (فَ۔اَصْبَحْتُمْ) تو، ہو گئے تم اس کا مادہ (ص ب ح) ہے اَصْبَحَ يُصْبِحُ سے فعل ماضی جمع مذکر حاضر (ہو گئے تم)، بِنِعْمَتِهٖ (بِ۔نِعْمَتِ۔هٖ) ساتھ، احسان، اس کی کے یعنی اس رب العزت کے احسان سے، بِ جار، نِعْمَتِ مجرور (مضاف) هٖ ضمیر واحد مذکر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف جاتی ہے (مضاف الیہ) اِخْوَانًا بھائی بھائی بن گئے (جمع) اس کا مفرد اَخٌ ہے، وَ اور عاطفہ، كُنْتُمْ تھے تم، كَوْنٌ مصدر سے ماضی جمع مذکر حاضر، عَلٰى شَفَا اوپر کنارے (کے) عَلٰى اوپر حرف جار شَفَا کنارے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجرور (مضاف)، حُفۡرَةٍ گڑھے (مضاف الیہ)، مِّنَ سے حرف جار، النَّارِ آگ مجرور، وَ كُنۡتُمۡ عَلٰى شَفَا حُفۡرَةٍ مِّنَ النَّارِ اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے، فَاَنۡقَذَكُمۡ (فَ ـ اَنۡقَذَ ـ كُمۡ) تو، بچا لیا اُس (اللہ نے، تم کو، فَ عاطفہ، اَنۡقَذَ اس کا مادہ (ن ق ذ) ہے اَنۡقَذَ يُنۡقِذُ سے فعل ماضی واحد مذکر غائب اَنۡقَذَ (اس [اللہ] نے بچا لیا، اللہ فاعل)، كُمۡ ضمیر جمع مذکر مخاطب (لوگوں کی طرف جاتی ہے) مفعول، مِّنۡهَا (مِّنۡ ـ هَا) سے، اُس (آگ سے)، مِّنۡ جار، هَا مجرور، كَذٰلِكَ اسی طرح، كَ حرف تشبیہ، ذَا اسم اشارہ لِ، علامت اشارہ بعید، آخری كَ، حرف خطاب كَذٰلِكَ (اسی طرح)، يُبَيِّنُ اللّٰهُ بیان کرتا وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ تَبۡيِيۡن مصدر سے مضارع واحد مذکر غائب يُبَيِّنُ (اللہ تعالیٰ وضاحت سے بیان کرتا ہے) لَكُمۡ (لَ ـ كُمۡ) واسطے، تمہارے لَ جار، كُمۡ مجرور، اٰيٰتِهٖ (اٰيٰتِ ـ هٖ) آیات اپنی، هٖ کی ضمیر واحد مذکر اللہ تعالیٰ کی طرف جاتی ہے، وہ اللہ اپنے احکام اور آیات کو واضح طور پر بیان فرماتا رہتا ہے، لَعَلَّكُمۡ (لَعَلَّ ـ كُمۡ) تاکہ، تم، تَهۡتَدُوۡنَ ہدایت پاؤ، راہ یاب ہو جاؤ، اِهۡتِدَآءٌ مصدر سے مضارع جمع مذکر حاضر۔

تفسیر:

وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰهِ جَمِيۡعًا۔ اللہ کی رسی سے مراد اللہ تعالیٰ کا دین اور کتاب وسنت کے احکام ہیں اور اللہ کی رسی اس لیے کہا گیا ہے کہ یہی وہ رشتہ ہے جو تمام اہل ایمان کا اللہ سے تعلق قائم رکھتا ہے اور دوسری طرف اہل ایمان کو ایک دوسرے سے مربوط بناتا ہے اور کتاب وسنت کے احکام پر سختی سے عمل پیرا ہونے سے اس بات کا امکان ہی نہیں رہتا کہ مسلمانوں میں اختلاف، انتشار یا عداوت پیدا ہو (اس لیے کہ سب کے سب اسی روشن ہدایت کے پابند ہوتے ہیں)۔

وَاذۡكُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ اِذۡ كُنۡتُمۡ اَعۡدَآءً یہاں پر اس زمانے کا جس وقت پورے عرب میں قبائلی نظام رائج تھا اور لوٹ مار اور قتل وغارت کا بازار گرم تھا، کوئی حکومت یا عدالت سرے سے موجود ہی نہ تھی جس کی طرف رجوع کیا جا سکتا، اگر کسی قبیلے کا کوئی آدمی قتل ہو جاتا تو مقتول کا قبیلہ اس وقت تک چین سے نہ بیٹھتا تھا جب تک اس کا انتقام نہ لے لیتا قبائلی حمیت جسے قرآن نے ”حمية الجاهلية“ کا نام دیا ہے اس انتہا کو پہنچ چکی تھی کہ کوئی فریق یہ سوچنے کی زحمت گوارا ہی نہ کرتا تھا کہ قصور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کس کا ہے؟ صرف یہ دیکھا جاتا تھا کہ چونکہ ہمارے قبیلے کے آدمی کو فلاں قبیلے کے آدمی نے نقصان پہنچایا ہے، اس لیے انتقام لینا ضروری ہے پھر اس انتقام میں انصاف کو ملحوظ نہیں رکھا جاتا تھا، ان باتوں کا نتیجہ یہ نکلتا تھا کہ جہاں کہیں کوئی جنگ چھڑی تو پھر وہ ختم ہونے میں نہ آتی تھی، مکہ میں بنی بکر اور بنی تغلب دو قبیلوں کے درمیان لڑائی شروع ہوئی جس میں نصف صدی لگ گئی، خاندان کے خاندان تباہ ہو گئے، کشتوں کے پشتے لگ گئے مگر لڑائی ختم ہونے میں نہ آتی تھی، تقریباً ایسی ہی صورت حال مدینہ میں اوس اور خزرج کے درمیان جنگ بعاث کی تھی اور قریب تھا کہ پوری عرب قوم نیست و نابود ہو جائے کہ اس حال میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو دولتِ اسلام سے سرفراز فرمایا، جس سے پرانی رنجشیں اور کدورتیں دور ہو گئیں، عداوت کے بجائے مسلمانوں کے دلوں میں ایک دوسرے سے محبت والفت پیدا ہو گئی اور بالکل بھائیوں کی طرح بن گئے، اس طرح اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو لڑائی کی آگ کے گڑھے میں گرنے سے اور مرنے کے بعد جہنم کی آگ کے گڑھے میں گرنے سے بچا لیا۔ (تیسیر القرآن، مولانا عبدالرحمان گیلانی)

تفہیم بالقرآن:

۱) اتحاد و اتفاق اللہ تعالیٰ کی رحمت اور توفیق سے ہوا:

هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ۭ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

(الانفال:62,63/8)

(اے نبی وہی مہربان رب تو ہے) جس نے اپنی مدد سے اور مومنوں کے ذریعے سے تمہاری تائید کی اور مومنوں کے دل ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ دیے تم روئے زمین کی ساری دولت بھی خرچ کر کے بھی ان لوگوں کے دل نہ جوڑ سکتے تھے مگر وہ اللہ ہے جس نے ان لوگوں کے دل جوڑ دیے۔

۲) کتاب اللہ کا رشتہ نہ ٹوٹنے والا ہے:

قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۤ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۭ (البقرہ:256/2)

(خاتم النبیین محمد رسول ﷺ کی تشریف آوری کے بعد) بلاشبہ ہدایت کی راہ گمراہی سے صاف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واضح ہو چکی ہے، اب جو کوئی طاغوت (شیطان، سرکشی، بغاوت اور خواہشات نفس کی تمام راہوں کو چھوڑ کر) اللہ تعالیٰ پر (دل کی مضبوطی کے ساتھ) ایمان لے آئے تو اس نے ایک ایسا مضبوط حلقہ پکڑ لیا جو ٹوٹنے والا نہیں (وہ فوز وفلاح سے ہمکنار ہو جائے گا)

(۳) (مسلمانو!) کتاب وسنت کی پیروی کرو اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو...... ورنہ:

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ (الانفال:46/8)

''(دیکھو!) اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو اور آپس میں جھگڑو نہیں ورنہ تمہارے اندر کمزوری پیدا ہو جائے گی اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی (اور ذلت وخواری در آئے گی)۔''

(۴) رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسوہ کو اپناؤ:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ (الفتح:29/48)

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ (صحابہ کرامؓ) اُن کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت اور آپس میں رحیم (نرم دل) ہیں۔

تفہیم بالحدیث:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ رَسُوْلِهٖ

''میں نے تم لوگوں میں دو چیزیں چھوڑی ہیں، جب تک تم ان پر مضبوطی سے عمل پیرا رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے...... اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ مطہرہ۔''

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

(۱) مسلمانوں میں اتفاق واتحاد کا صرف اور صرف ایک ہی راستہ ہے اور وہ ہے کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جم جانا، اپنی زندگیوں کو اس پاکیزہ تعلیمات کی روشنی میں ڈھالنا۔

(۲) اسلام میں عبادات کا نظام...... صوم وصلوٰۃ، حج اور زکوٰۃ مسلمانوں میں نظم وضبط اور اتحاد واتفاق کی بہترین تعلیم وتربیت پیدا کرتا ہے۔

(۳) ہمارے اسلاف نے اسی تعلیم وتربیت سے مشرق ومغرب میں عدل وانصاف کا پھریرا لہرایا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) آج مسلمانوں کی صفوں میں رخنہ پیدا ہو چکا ہے اور یہ تمام نقصان اعمال میں کمزوری سے پیدا ہوا اور یہود و ہنود ان کے درمیان دشمنیوں کو ہوا دے رہے ہیں، کاش کہ مسلمان اس بات پر متنبہ ہو جائیں۔ اور فرقہ بندیوں کو چھوڑ کر اپنی صفوں کو مضبوط بنائیں اور قرآن و حدیث کو مشعلِ راہ بنائیں: ؎

منفعت ایک ہے اس قوم کی، نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبیؐ، دین بھی، ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی اللہ بھی، قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک
فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

خیر کی طرف داعی جماعت ہی کامیاب ہے

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٠٤﴾

(دعوت حق کی ہمہ وقت نشر و اشاعت کے لیے ضروری ہے) کہ تم میں ایک جماعت ایسی ہو جو بھلائی کی باتوں کی طرف دعوت دینے والی ہو، وہ نیکیوں کا حکم دیتی رہے اور برائیوں سے روکتی رہے، (یاد رکھو!) جو لوگ یہ کام کریں گے وہی فلاح پائیں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفاظ:

وَ اور عاطفہ کلام میں ربط کے لیے، لِتَكُنْ (لِ۔ تَكُنْ) ضروری ہے، کہ ہو، لام جازم (جزم دینے والا) فعل مضارع مخاطب پر آتا ہے تو اس میں امر حاضر کا مفہوم پیدا کرتا ہے (چاہیے)، تَكُنْ كَوْنٌ مصدر سے مضارع واحد مذکر حاضر (ہو)، مِّنْكُمْ (مِنْ۔ كُمْ) سے، تم، یعنی تم میں سے، اُمَّةٌ ایک جماعت (ایسی ہو) اس کا مادہ اُمٌّ ہے، ہر وہ جماعت جن کے مابین رشتہ دینی ہو، اس لیے دنیا میں بسنے والے تمام مسلمان ایک امت کی لڑی میں پروئے ہوئے ہیں، يَّدْعُوْنَ (اس جماعت کے لوگ) دعوت دیں (لوگوں کو بلائیں) اس کا مادہ (د ع و) دَعَا يَدْعُوْ اور اس کا مصدر دَعْوَةٌ سے مضارع جمع مذکر غائب يَدْعُوْنَ (دعوت دیتے ہیں) دعوت و تبلیغ اردو میں معروف الفاظ ہیں، اِلَى طرف جار، الْخَيْرِ بھلائی مجرور، يَدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ یعنی اس جماعت کے لوگ دوسروں کو بھی نیکی اور بھلائی کی طرف بلاتے رہیں، ''خیر'' وہی بات ہوسکتی ہے جسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ خیر کہیں، یعنی جن باتوں کو قرآن وحدیث میں کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہی خیر ہیں، وَ اور عاطفہ، يَأْمُرُوْنَ (اور وہ لوگ) حکم دیں، (اَمَرَ، يَأْمُرُ) حکم دینا اور اَمْرٌ مصدر سے مضارع جمع مذکر غائب يَأْمُرُوْنَ (وہ حکم دیتے رہیں)، بِالْمَعْرُوْفِ (بِ۔ الْمَعْرُوْفِ) ساتھ، نیکیوں (کے) یعنی اچھی باتوں کا حکم دیتے رہیں، بِ حرف جار، الْمَعْرُوْفِ مجرور، وَ اور عاطفہ، يَنْهَوْنَ (وہ لوگ) منع کرتے رہیں (روکتے رہیں) اس کا مادہ (ن ھ ی) ہے (نَهٰى يَنْهٰى) منع کرنا، روکنا اور نَهْيٌ مصدر مضارع جمع مذکر غائب يَنْهَوْنَ (وہ منع کرتے رہیں، روکتے رہیں)، عَنِ سے، حرف جار، الْمُنْكَرِ برائی (سے) مجرور مَعْرُوْفٌ بھلائی اور نیکی اس کا مادہ (ع ر ف) عَرَفَ کے معنی پہچاننے کے ہیں، یعنی وہ باتیں جن کے کرنے کا حکم قرآن وحدیث میں دیا گیا ہے، اور اس کی ضد مُنْكَر برائی اور بدی اس کا مادہ (ن ک ر) ہے یعنی وہ باتیں جنہیں قرآن وحدیث میں روکا اور منع کیا گیا ہے، یوں تو ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ خود حق پر رہے اور دوسروں کو حق کی طرف دعوت دے لیکن ہمہ وقت لوگوں کی ایک ایسی جماعت بھی ہونی چاہیے جو علم و عمل سے لیس ہو کر دعوت و تبلیغ کے کام میں ہمہ تن اور ہمہ وقت مصروف رہے (اور ان لوگوں کے نان نفقہ کا انتظام معاشرے کے دوسرے لوگ کریں)، وَ اور عاطفہ، اُولٰٓئِكَ یہی لوگ ہیں، اسم اشارہ بعید جمع مذکر (مبتدا)، هُمُ وہی، ضمیر منفصل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے جمع مذکر جو مبتدا اور خبر کے درمیان آتی ہے اور اس سے جملے میں زور پیدا ہو گیا ہے، **اَلْمُفْلِحُوْنَ** فلاح پانے والے ہیں اسم فاعل جمع مذکر (خبر) اسکا مادہ (ف ل ح) ہے کامیاب ہونا، فلاح پانا، اسی سے **اَفْلَحَ**، بامراد و کامیاب ہونا، آخرت میں اللہ تعالیٰ سے انعام پانا جیسا کہ قرآن حکیم میں آتا ہے:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ (المومنون:1,2/23)

''یقیناً فلاح پائی ہے ایمان والوں نے جو اپنی نمازوں میں خشوع اختیار کرتے ہیں۔''

سید قطب شہید لکھتے ہیں:

''امت مسلمہ جس کی دو بنیادی ستونوں......تقویٰ اور اخوت اسلامی پر اٹھان ہے (جس کا ذکر گزشتہ آیات نمبر 102 اور 103 میں ہو چکا ہے) اللہ کے نظام کو زمین پر قائم کرنا اور حق کو باطل پر، معروف کو منکر پر اور خیر کو شر پر غالب کرنا اس کا وظیفۂ حیات ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ ایک جماعت ایسی ہو جو خیر کی طرف دعوت دے، معروف کا حکم کرے اور منکر سے روکے، اس کے لیے اقتدار اور حکومت کا وجود بھی ضروری ہے۔ (فی ظلال القرآن)

مولانا امین احسن اصلاحی نے اس آیت پر اس طرح گفتگو فرمائی ہے:

امت کو اس اہتمام و انتظام کی ہدایت فرمائی گئی ہے جو "**اِعتصام بحبل اللہ**" پر قائم رہنے اور لوگوں کو قائم رکھنے کے لیے ضروری ہے، اس مقصد کے لیے یہ ہدایت ہوئی کہ مسلمان اپنے اندر سے ایک گروہ کو (جو تعلیم و تربیت سے لیس ہو) اس کام پر مقرر کریں کہ وہ لوگوں کو نیکی اور بھلائی کی دعوت دے، معروف کا حکم کرے اور منکر سے روکے، معروف و منکر سے مراد شریعت اور معاشرے دونوں کے معروفات و منکرات ہیں اور اُن کے لیے امر و نہی کے جو الفاظ استعمال ہوئے ہیں ان کا غالب قرینہ یہی ہے کہ یہ کام مجرد وعظ و تلقین ہی سے نہیں انجام دینا ہے بلکہ اختیار و قوت سے اس کو نافذ کرنا ہے جو بغیر اس کے ممکن نہیں کہ یہ گروہ امت کی طرف سے سیاسی اقتدار و اختیار کا حامل ہو، اگر تنہا دعوت و تبلیغ سے ہی کام لینا مدنظر ہوتا تو اس مطلب کو ادا کرنے کے لیے "**يَدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ**" کے الفاظ کافی تھے اور "**يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ**" کی ضرورت نہیں تھی۔

ہمارے نزدیک اس آیت سے اس امت کے اندر خلافت کے قیام کا واجب ہونا ثابت ہوتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ اس حکم کی تعمیل مسلمانوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد پہلا کام جو کیا وہ "**خلافت علی منہاج النبوت**" کا قیام تھا، اس ادارے کا بنیادی مقصد یہ تھا۔ کہ وہ اس امر کی نگرانی کرے کہ مسلمان "**اعتصام باللہ**" کے نصب العین سے ہٹنے نہ پائیں، اس کے لیے جو طریقے اختیار کرنے تھے وہ اصولی طور پر تین تھے:

(۱) دعوت الی الخیر

(۲) امر بالمعروف

(۳) نہی عن المنکر

انہی تین طریقوں سے ''خلافت راشدہ'' کے دور میں وہ تمام شعبے وجود میں آئے جو ملت کے تمام داخلی و خارجی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کا ذریعہ بنے۔

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ کا تعلق صرف مخصوص گروہ ہی سے نہیں ہے بلکہ یہ اشارہ پوری امت کی طرف ہے کہ جو "**امّت اعتصام باللہ**" کے لیے یہ اہتمام کرے گی وہی دنیا میں و آخرت میں فلاح حاصل کرنے والی بنے گی۔ (تدبر قرآن، ج ۲)

تفہیم بالقرآن:

(۱) مجموعی طور پر پوری امت مسلمہ کے ذمہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ط (آل عمران:110/3)

(مسلمانو!) تم ''بہترین امت'' ہو جو لوگوں (کی صلاح و فلاح) کے لیے ظہور میں آئی ہے، تم نیکیوں کا حکم دینے والے اور برائیوں سے روکنے والے ہو اور تم اللہ تعالیٰ پر (سچا) ایمان رکھنے والے ہو۔

(۲) فتنہ و فساد پھیلانے والوں سے جنگ کرتے رہو یہاں تک کہ اللہ کا دین پوری طرح غالب آجائے:

وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ط (البقرہ:193/2)

(اے مسلمانو! تم ان (ظالموں) سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ و فساد باقی نہ رہے اور دین (یعنی پورا نظام حیات) اللہ کے لیے ہو جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) اسلامی حکومت کی بنیادی ذمہ داریاں:

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿۴۱﴾ (الحج:41/22)

(ابرار وصالحین) وہ لوگ ہیں جنہیں اگر ہم زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں گے (صلوٰۃ کا پورا نظام قائم کریں گے) زکوٰۃ دیں گے (زکوٰۃ کے پورے نظام کا نفاذ کریں گے) اور نیکیوں کا حکم دیں گے (قرآن وحدیث میں جن باتوں کا حکم دیا گیا اس کو معاشرے میں جاری وساری کریں گے) اور برائیوں سے منع کریں گے (تمام برائیوں کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکیں گے) اور (یاد رکھو) تمام معاملات کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے (اقتدار کے باوجود نظام حق قائم نہ کیا تو آخرکار اللہ تعالیٰ کے ہاں مسؤل ہوں گے)۔

(۴) اللہ تعالیٰ کا دین کیسے قائم ہوتا ہے؟:

اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۭ (الشوریٰ:۴۲/۱۳)

(مسلمانو!) اللہ کے دین کو (متحد اور مضبوط) ہو کر قائم کرو اور متفرق نہ ہو جاؤ (اگر تم پھوٹ ڈالو گے تو اللہ کا دین کیونکر قائم ہوگا؟ اور فوز وفلاح کیسے ملے گی؟)

تفہیم بالحدیث:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"تم میں سے کوئی شخص جب کسی برائی کو دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے روکے، اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو زبان سے منع کرے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ پائے تو (کم از کم) دل سے (ضرور) برا جانے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔" (مسلم، کتاب الایمان رقم الحدیث ۴۹)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم ضرور نیکی کا حکم دو اور برائی سے منع کرو، بصورت دیگر قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنی طرف سے عذاب بھیجے، پھر تم اس سے دعا کرو گے تو وہ تمہاری دعا قبول نہیں فرمائے گا۔" (ترمذی، کتاب الفتن، رقم الحدیث ۲۱۶۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیاتِ مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

(۱) ''امر بالمعروف اور نہی عن المنکر'' کا عمومی فریضہ یہ ہے کہ ہر مسلمان داعی الی اللہ ہے وہ مقدور بھر اس میدان میں تمام زندگی کھپا دے، اپنے آپ کو نیکی پر مضبوط بنائے، پھر اسے آگے پھیلانے کی سعی و جستجو کرتا رہے، یہ کام اپنے گھر سے شروع ہوگا، پاس پڑوس عزیز و اقارب سے شروع ہو کر آگے پھیلتا چلا جائے۔

(۲) اس کا خصوصی فریضہ ان پر عائد ہوتا ہے جو صاحبِ علم و دانش ہیں، وہ مل کر 'عوام الناس' کی رہبری اور رہنمائی کریں، بہترین تعلیم وتربیت سے انہیں آراستہ کریں یہاں تک کہ ایک مضبوط معاشرہ وجود میں آجائے جس کا اقتدار وحکومت پر تسلط ہو اور وہ بزور نیکیوں کو فروغ دے اور برائیوں کو مٹائے۔

(۳) عالم اسلام کے مسلمانوں کا فریضہ یہ ہے کہ بحیثیت 'امت مسلمہ' پوری دنیا کو امن وسلامتی کا پیغام دے، جہاں بھی فتنہ وفساد پھیلتا نظر آئے بزورِ قوت (عسکری قیادت) سے اسے مٹا دے، حج کے ایام اس قوت کو بنانے کا سنہری موقع فراہم کرتے ہیں۔

(۴) اس وقت 'نام نہاد اسلامی ملک کہلانے والوں کی' حالت ناگفتہ بہ ہے اور یہاں کے حکمرانوں کا وقار مجروح ہو چکا ہے، عظمت وشوکت رخصت ہو گئی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ دیندار لوگ آپس میں مل کر اپنی قوت وطاقت کو بڑھائیں، نیکیوں کو فروغ دیں اور برائیوں کو مٹائیں اور آپس میں مل کر نظام جاہلیت کو قلع قمع کر کے نظامِ حق کا سکہ رواں کریں۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ زندگی میں ایمان وحرارت پیدا ہو۔

دلِ مردہ دِل نہیں ہے اِسے زندہ کر دوبارہ
کہ یہی ہے امتوں کے مرضِ کہن کا چارہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانو! فرقہ بندی سے بچو!

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۚ وَأُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٠٥﴾

(مسلمانو! تمہیں تنبیہ کی جاتی ہے) کہیں تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو (اللہ کے ایک ہی دین پر اکٹھے رہنے کی جگہ) فرقوں میں بٹ گئے اور باوجودیکہ (کتاب اللہ کی) روشن دلیلیں اُن کے سامنے آ چکی تھیں پھر بھی اختلافات میں مبتلا ہوئے (یاد رکھو!) جنہوں نے یہ روش اختیار کی وہ (یوم جزا و سزا) سخت سزا پائیں گے۔

الفاظ:

وَ اور عاطفہ (جملے میں ربط کے لیے)، لَا نہیں، تَكُونُوا ہو جاؤ تم، اس کا مادہ (ک و ن) ہے كَانَ يَكُونُ (ہونا) اور مضارع جمع مذکر حاضر تَكُونُوا اور فعل نہی وَلَا تَكُونُوا اور تم نہ ہو جاؤ، (اللہ سبحانہ و تعالیٰ مسلمانوں کو متنبہ فرما رہا ہے)، كَالَّذِينَ (كَ-الَّذِينَ) طرح، اُن لوگوں کی جو، كَ تشبیہ کے لیے آتا ہے، الَّذِينَ موصول (ان لوگوں کی طرح جو)، تَفَرَّقُوا (فرقہ بندیوں میں مبتلا ہو گئے، ٹولیوں میں بٹ گئے) اس کا مادہ (ف ر ق) ہے، تَفَرَّقَ يَتَفَرَّقُ سے فعل ماضی جمع مذکر غائب تَفَرَّقُوا باب تفعل، فرقہ بندی مشہور لفظ ہے، وَ اور عاطفہ، اِخْتَلَفُوا (اختلاف کرنے لگے، لڑائی جھگڑے میں پڑ گئے) اس کا مادہ (خ ل ف) ہے، اِخْتَلَفَ يَخْتَلِفُ سے فعل ماضی جمع مذکر غائب اِخْتَلَفُوا اِخْتِلَافٌ باب افتعال، اختلاف کرنا، اردو میں معروف ہے، مِنْ سے حرف جار، بَعْدِ بعد اس کے، مجرور، ظرف، مَا جو موصولہ، مِنْ بَعْدِ مَا (اس کے بعد کہ) جَاءَهُمُ (جَاءَ-هُمْ) آئی، ان کے پاس، جَاءَ يَجِيءُ (آنا) هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب، الْبَيِّنٰتُ واضح اور روشن دلائل (اللہ تعالیٰ کے انبیاء اور کتابیں) اس کا مفرد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْبَيِّنٰتُ۔ وَ اور عاطفہ، اُولٰٓئِكَ یہی لوگ ہیں اسم اشارہ بعید جمع مذکر، لَهُمْ (لَ۔ هُمْ) لیے، اُن (کے) لَ، حرف جار، هُمْ مجرور، خبر مقدم، عَذَابٌ عذاب، (موصوف) عَظِيْمٌ بہت بڑا (صفت) مبتدا موٴخر۔

تفسیر:

سید مودودی لکھتے ہیں:

یہ اشارہ اُن اُمتیوں کی طرف ہے جنہوں نے اللہ کے پیغمبروں سے دین حق کی صاف اور سیدھی تعلیمات پائیں مگر کچھ مدت گزر جانے کے بعد اساسِ دین کو چھوڑ دیا اور غیر متعلق ضمنی وفروعی مسائل کی بنیاد پر الگ الگ فرقے بنانے شروع کر دیے، پھر فضول و لایعنی باتوں پر جھگڑنے میں ایسے مشغول ہوئے کہ نہ انہیں اس کام کا ہوش رہا جو اللہ نے ان کے سپرد کیا تھا اور نہ عقیدہ و اخلاق کے ان بنیادی اصولوں سے کوئی دلچسپی رہی جن پر درحقیقت انسان کی فلاح وسعادت کا مدار ہے۔(تفہیم القرآن ج ۱)

دین میں تفریق ڈالنے اور فرقہ بندیوں میں مبتلا ہونے سے لوگوں کا اپنا ہی نقصان ہوتا ہے انہیں اس دن سے ڈرنا چاہیے کہ جس میں ہر بات نکھر کر سامنے آجائے گی کہ کون حق پر تھا اور کون خواہشات نفس کا پجاری تھا، اس کا تذکرہ اس طرح آتا ہے:

روز حشر ایمان سے روشن چہرے اور کفر سے تاریک چہرے

يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ ۣ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۱۰۶﴾

اس دن کچھ لوگ سرخرو ہوں گے (ان کے چہرے خوشی سے چمکتے ہوں گے اور یہ کامیابی کی علامت ہے) اور کچھ لوگوں کا منہ کالا ہوگا (حسرت و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ندامت سے افسردہ ہوں گے، یہ ناکامی کا نشان ہے ان سے کہا جائے گا)
اچھا تو اب اس کفرانِ نعمت کے صلہ میں عذاب کا مزہ چکھو۔

روشن چہرے اللہ تعالیٰ کے سائے رحمت میں

وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۷﴾

رہے وہ لوگ جن کے چہرے روشن ہوں گے تو ان کو اللہ کے دامن رحمت میں جگہ ملے گی اور ہمیشہ وہ اسی حالت میں رہیں گے۔

الفاظ:

يَّوْمَ جس دن، ظرف زمان منصوب (زبر والا) ہے، **تَبْيَضُّ** (سفید ہوں گے، روشن ہوں گے) اس کا مادہ (ب ی ض) ہے، **اِبْيَضَّ يَبْيَضُّ** سے فعل مضارع واحد مونث غائب **تَبْيَضُّ** (سفید ہونا، روشن ہونا)، **وُجُوْهٌ** کچھ چہرے اس کا مفرد، **وَجْهٌ** ہے، **وَ** اور عاطفہ، **تَسْوَدُّ** کالے ہوں گے (سیاہ ہوں گے) اس کا مادہ (س و د) ہے **اِسْوَدَّ يَسْوَدُّ** سے فعل مضارع واحد مونث غائب **تَسْوَدُّ**، یہ صیغہ **وُجُوْهٌ** کے لیے آیا ہے، اہل ایمان کے چہرے ایمان کی وجہ سے سفید اور روشن ہوں گے اور کفار کے چہرے کفر اور گناہوں کی وجہ سے سیاہ ہوں گے۔

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

اِبْيِضَاضُ الْوُجُوْهِ عِبَارَةٌ عَنِ الْمَسَرَّةِ وَاِسْوِدَادُهَا عَنِ الْغَمِّ (مفردات القرآن)

یعنی چہروں کی سفیدی کے معنی خوشی کے ہیں اور سیاہی سے مراد غم ہے۔

فَاَمَّا (فَ۔اَمَّا) تو، جس کے، **فَ** پس (تو) **اَمَّا** حرف شرط وضاحت اور تفصیل کے لیے، **الَّذِيْنَ** جو لوگ اسم موصول، **اسْوَدَّتْ** سیاہ ہوں گے، فعل ماضی واحد مونث غائب، **وُجُوْهُهُمْ**

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(وُجُوْهُ۔هُمْ) چہرے، اُن کے، وُجُوْهُ مضاف (فاعل) هُمْ مضاف الیہ، أَ کیا، استفہامیہ، أ یہ استفہام توبیخ (ڈانٹ) کے لیے ہے، كَفَرْتُمْ تم نے کفر کیا تھا (اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کیا تھا)، بَعْدَ بعد (اس بات کے) ظرف زماں منصوب (زبر والا) ہے اور مضاف ہے، اِيْمَانِكُمْ (اِيْمَانِ۔ كُمْ) ایمان (لانے) کے بعد اپنے یعنی اپنے ایمان لانے کے بعد کفر کا راستہ اختیار کیا تھا؟ اِيْمَانِ مضاف الیہ، كُمْ مضاف الیہ، فَذُوْقُوا (فَ۔ذُوْقُوا) تو، چکھو تم، فَ جواب کے لیے اس کا مادہ (ذ و ق) ہے ذَاقَ يَذُوْقُ سے فعل امر جمع مذکر ذُوْقُوْا (چکھو تم)، الْعَذَابَ عذاب (کو) مفعول بہ، بِمَا (بِ۔مَا) بسبب اس کے، جو بِ سبب کو ظاہر کرتا ہے، اس لیے بائے سببیہ کہلاتا ہے، مَا موصولہ، كُنْتُمْ تھے تم، كُنْتُمْ۔ فعل ماضی، ناقص، تُمْ اسم، تَكْفُرُوْنَ تم کفر کرتے تھے، كَفَرَ يَكْفُرُ سے فعل مضارع جمع مذکر حاضر تَكْفُرُوْنَ۔

وَ اور عاطفہ، اَمَّا حرف شرط، تفصیل کے لیے، الَّذِيْنَ اسم موصول جمع مذکر، ابْيَضَّتْ سفید ہوں گے (روشن ہوں گے)، وُجُوْهُهُمْ (وُجُوْهُ۔هُمْ) چہرے، اُن کے، وُجُوْهُ جمع مضاف اس کا مفرد وَجْهٌ ہے، هُمْ مضاف الیہ، فَفِيْ (فَ۔فِيْ) تو، ہیں (وہ) فَ جواب شرط، فِيْ حرف جار، رَحْمَةِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی رحمت رَحْمَةِ مضاف (مجرور) اللّٰهِ مضاف الیہ یعنی جن لوگوں کے چہرے سفید (روشن) ہوں گے تو وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت میں ہوں گے، هُمْ وہ ضمیر جمع مذکر غائب، فِيْهَا (فِيْ۔هَا) میں، اُس (رحمت) فِيْ جار، هَا مجرور، خٰلِدُوْنَ ہمیشہ رہنے والے، روشن چہرے والے (مومن) اللہ تعالیٰ کی رحمت میں (اس کی جنت میں) ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔

تفسیر:

"يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ" جس دن بعض چہرے سفید ہوں گے وہ خوش نصیب اور نیکی کرنے والوں کے چہرے ہوں گے جنہوں نے آپس میں الفت و محبت رکھی اور اللہ تعالیٰ کی رسی (قرآن) کو مضبوطی سے تھامے رکھا (اور اللہ تعالیٰ کے دین کو پھیلانے میں مصروف رہے)۔

"وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ" اور بعض چہرے سیاہ ہوں گے، وہ بدنصیبوں اور بدکاروں کے چہرے ہوں گے جو اختلاف و افتراق پیدا کرنے والے تھے، ذلت و رسوائی کی وجہ سے ان کے دلوں کی جو کیفیت ہوگی،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے نتیجے میں ان کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے اور نیک لوگوں کو نعمتیں اور خوشیاں نصیب ہوں گی اُن کے اثرات ان کے چہروں پر ظاہر ہوں گے اور ان کے چہرے سفید اور روشن ہوں گے۔

(تفسیر سعدی، عبدالرحمن بن ناصر السعدی)

"اَلَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ" اور جن کے چہرے سیاہ ہوں گے انہیں ڈانٹ ڈپٹ اور زجر و توبیخ کے انداز میں کہا جائے گا۔

"اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ" کیا تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا یعنی تم نے ہدایت و ایمان کے بجائے کفر و ضلالت کو کیوں ترجیح دی؟ تم نے ہدایت والا راستہ چھوڑ کر گمراہی کا راستہ کیوں اختیار کیا؟ (تم آپس میں فتنہ و فساد اور فرقہ بندیوں کا شکار ہو گئے اور ایمان کا راستہ چھوڑ بیٹھے)۔

"فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ" اپنے کفر کے بدلے عذاب کا مزہ چکھو، تمہارے لائق صرف جہنم کا مقام ہے تم صرف ذلت و رسوائی کے مستحق ہو۔

"وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ" اور جن کے چہرے سفید ہوں گے انہیں مبارک باد دی جائے گی اور عظیم ترین بشارت ملے گی یعنی انہیں جنت میں داخلے کی، رب کی خوشنودی اور اس کی رحمت کی خوشخبری دی جائے گی جس کا ذکر اس طرح آتا ہے۔

"فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ" وہ اللہ کی رحمت میں داخل ہوں گے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے، چونکہ جنت بھی اللہ کی رحمت کا ایک مظہر ہے اس لیے، دائمی نعمتیں اور سلامتی والی زندگی ہوگی وہ "اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْن" کے پڑوس میں ہوں گے۔ (حوالہ ایضاً)

جب اللہ تعالیٰ نے احکام و اوامر بھی بتا دیے اور ان کی جزا بھی بیان فرما دی تو اس کے بعد فرمایا:

قرآنی آیات برحق ہیں

تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۸﴾

یہ اللہ کے ارشادات ہیں جو (اے نبیؐ) آپ کو ٹھیک سنا رہے ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(اور جان لو) اللہ تعالیٰ دنیا والوں پر ظلم کرنے کوئی ارادہ نہیں رکھتا (وہ تو بندوں پر انتہائی مہربان ہے)۔

الفاظ:

تِلْكَ یہ، اسم اشارہ واحد مونث (مبتدا) آیات کے لیے یہ صیغہ آتا ہے، اٰیٰتُ (قرآن حکیم کی آیات ہیں، اس کے علاوہ کائنات میں انفس و آفاق میں بھی رب کریم کی بے شمار نشانیاں (آیات) ہیں) اس کا مفرد آیَةٌ ہے، اٰیٰتُ اللهِ مرکب اضافی ہے اٰیٰتُ مضاف الله مضاف الیہ، نَتْلُوْهَا (نَتْلُوْ۔هَا) پڑھتے ہیں ہم، ان کو، اس کا مادہ (ت ل و) ہے تَلَا یَتْلُوْ سے فعل مضارع جمع متکلم (نحنُ اس کا فاعل ہے جو اللہ تعالیٰ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے بطور عزت کے آیا ہے یقیناوہ پوری کائنات کا رب واحد ہے) هَا کی ضمیر آیات کی طرف جاتی ہے، عَلَيْكَ (عَلَیٰ۔كَ) اوپر، آپ کے (ﷺ) عَلٰی حرف جارك مجرور، بِالْحَقِّ (بِ۔الْحَقِّ) ساتھ، حق (کے) بِ جار، الْحَقِّ مجرور، وَ اور عاطفہ، مَا نہیں نافیہ، اللّٰهُ لفظ اللہ تعالیٰ، مَا کا اسم ہے، یُرِیْدُ ارادہ کرتا (ھو فاعل مضمر ہے)، ظُلْمًا (مصدر) ظلم کرنے کا (مفعول بہ)، لِّلْعٰلَمِیْنَ (لِ۔لْعٰلَمِیْنَ) لیے، جہانوں، لِ جار اَلْعٰلَمِیْنَ مجرور یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ جہان والوں پر ظلم کا کوئی ارادہ نہیں کرتا (اس نے ہدایت اور گمراہی کو واضح کر دیا ہے اب جو کوئی ہدایت کو اختیار کرے تو اس کے لیے فوز و فلاح اور جو گمراہی کو اختیار کرے اُس کے لیے ناکامی اور نامرادی ہے)۔

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

(۱) افتراق کے بعد اختلاف (لڑائی جھگڑے) نہ صرف دنیا میں رسوائی اور ذلت کا نشان ہے بلکہ آخرت میں "عذابٌ عظیم" کا باعث ہے۔ یہود ونصاریٰ کی تاریخ اس پر گواہ ہے۔

(۲) یہ دنیا امتحان گاہ ہے، ہر لمحہ اور ہر وقت ہمارا امتحان ہو رہا ہے، جو اوقات ولمحات اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں بسر ہوں گے ان کے نتائج خوشی اور مسرت کا پیغام لائیں گے اور جو اوقات ولمحات اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور خواہشات نفس کی پیروی میں گزریں گے ان کا انجام حسرت وندامت ہوگا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) یہود ونصاریٰ اس وقت اکٹھے ہو کر مسلمانوں کو زک پہنچا رہے ہیں۔

(۴) افسوس کہ مسلمان فرقہ بندیوں کا شکار ہیں، پاکستان میں نظامِ اسلام ان فرقہ بندیوں سے آج تک قائم نہ ہو سکا:

اے مسلماں اپنے دل سے پوچھ مُلا سے نہ پوچھ
ہو گیا اللہ کے بندوں سے کیوں خالی حرم

شاعر کی مراد ایسے اللہ والے ہیں جو صدق وصفا کے پیکر اور جذبۂ جہاد سے سرشار ہوں اور دشمن کے مقابلے میں سیسہ پلائی دیوار ثابت ہوں۔

ارض وسما کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝۱۰۹

زمین اور آسمانوں کی ساری چیزوں کا مالک اللہ ہے اور سارے معاملات اللہ ہی کے حضور پیش ہوتے ہیں۔

الفاظ:

وَ اور عاطفہ، لِلّٰهِ (لِ۔اللہ) لیے، اللہ تعالیٰ (کے) لِ جار لام تملیک کہلاتا ہے (اور اللہ ہی مالک ہے) اللہِ مجرور (خبر مقدم)، مَا جو موصولہ (مبتدا موخر)، فِي میں حرف جار، السَّمٰوٰتِ مجرور، آسمانوں (جمع) اس کا مفرد سَمَآءٌ ہے، وَ اور عاطفہ (جملے میں ربط کے لیے)، مَا جو موصولہ، فِي میں حرف جار،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْأَرْضِ زمین مجرور، وَ اور عاطفہ، اِلَی اللّٰہِ (اور اللہ کی طرف) اِلٰی طرف جار، اللہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ مجرور (خبر مقدم) تُرْجَعُ لوٹائے جاتے ہیں، مضارع مجہول واحد مونث غائب اس کا مادہ (ر ج ع) رَجَعَ یَرْجِعُ سے مضارع مجہول تُرْجَعُ واحد مونث غائب کا صیغہ، الْاُمُوْرُ (سب معاملات) کے لیے آیا ہے اس کا مفرد اَمر ہے یعنی تمام امور اللہ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔ اس پوری کائنات کا مالک متصرّف صرف اللہ ہے اس کا قطعی کوئی شریک وسہیم نہیں ہے۔

تفسیر:

یہ پورا مُلک (م کی پیش کے ساتھ پوری کائنات) مِلک (م کی زیر کے ساتھ ملکیت) تخلیق (ہر قسم کی مخلوق) تعریف (مکمل اختیار) اور حکم (ہر فیصلہ) صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

(تفسیر الواضح-محمد محمود حجازی)

امت مسلمہ کا فریضہ کیا ہے؟ اس کا جواب اگلی آیت میں آرہا ہے:

خیر امت نسل انسانیت کی رہنما اور اہل کتاب کو بھی دعوت حق

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۱۰﴾

(مسلمانو!) اب دنیا میں بہترین امت تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت و اصلاح کے لیے میدان میں لایا گیا ہے، تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور (خود بھی) اللہ پر ایمان رکھتے ہو (ہمہ وقت ایمان والی زندگی بسر کرتے ہو) یہ اہل کتاب بھی ایمان لاتے تو انہی کے حق میں بہتر تھا، اگرچہ ان میں کچھ لوگ ایمان والے ہیں مگر ان کے بیشتر افراد نافرمان ہیں (اے مسلمانو! تم نے ان کا رویہ ہرگز اختیار نہیں کرنا)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفاظ:

كُنْتُمْ تم ہو، اس کا مادہ (ک و ن) ہے (كَانَ يَكُوْنُ) ہونا اس سے فعل ماضی جمع مذکر حاضر كُنْتُمْ تم ہو، خَيْرَ اُمَّةٍ بہترین امت، خَيْرَ مضاف، اُمَّةٍ مضاف الیہ، اُخْرِجَتْ نکالی گئی ہو، جسے لوگوں کی صلاح وفلاح کے لیے میدان عمل میں لایا گیا ہے، فعل ماضی مجہول صیغہ واحد مونث غائب اس کا مادہ (خ ر ج) ہے اَخْرَجَ يُخْرِجُ سے اُخْرِجَتْ یہ صیغہ امت کے لیے آیا ہے، لِلنَّاسِ (لِلنَّاسِ) لیے، لوگوں (کے) یعنی مسلمانو! تمہیں نسل انسانیت کے لیے پیدا کیا گیا ہے، لِ حرف جار، النَّاسِ مجرور، تَاْمُرُوْنَ تم حکم دیتے ہو (اَمَرَ. يَاْمُرُ) حکم دینا جمع مذکر حاضر تَاْمُرُوْنَ، اَمْرٌ (حکم) اردو میں معروف ہے، بِالْمَعْرُوْفِ (بِا. الْمَعْرُوْفِ) ساتھ، نیکی (کے) بِا جار، الْمَعْرُوْفِ مجرور، وَ اور عاطفہ، تَنْهَوْنَ تم روکتے ہو اس کا مادہ (ن ھ ی) ہے نَهٰى، يَنْهٰى سے فعل مضارع جمع مذکر حاضر تَنْهَوْنَ، عَنِ سے، جار الْمُنْكَرِ برائی مفرد مجرور اس کی جمع منکرات آتی ہے، یعنی مسلمانو! تم نیکیوں کا حکم دیتے ہو اور برائیوں سے روکتے ہو، وَ اور عاطفہ، تُؤْمِنُوْنَ تم ایمان لاتے، اس کا مادہ (ء م ن) ہے (اٰمَنَ يُؤْمِنُ) سے مضارع جمع مذکر حاضر، ایمان اردو میں معروف ہے اور تم خود بھی اللہ تعالیٰ پر سچا ایمان رکھنے والے ہو، وَ اور مستانفہ، اس کے بعد مستقل جملہ شروع ہوتا ہے، لَوْ اگر، حرف شرط، اٰمَنَ ایمان لاتے فعل ماضی واحد مذکر غائب، اَهْلُ الْكِتٰبِ اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) اَهْلُ مضاف، الْكِتٰبِ مضاف الیہ، لَكَانَ (لَ. كَانَ) تو، ہوتا (اُن کے لیے) لَ جواب شرط، كَانَ فعل ماضی، لام تاکید کے لیے آتا ہے (كَانَ يَكُوْنُ) ہونا، خَيْرًا بہتر (خبر ہے) اگر اہل کتاب بھی سرکشی اور بغاوت کی بجائے ایمان لے آتے تو یہ بات ان کے لیے دنیا اور آخرت میں فوز وفلاح کا باعث بنتی، مِنْهُمْ (مِنْ. هُمْ) سے، اُن یعنی ان میں سے مِنْ حرف جار هُمْ مجرور ضمیر جمع مذکر غائب الْمُؤْمِنُوْنَ (کچھ) ایمان والے ہیں، وَ اور عاطفہ (جملے میں ربط کے لیے)، اَكْثَرُهُمُ (اَكْثَرُ. هُمُ) اکثریت، اُن (کی) اَكْثَرُ مضاف، هُمُ مضاف الیہ، الْفٰسِقُوْنَ نافرمان ہیں (جمع) اسم فاعل جمع مذکر، اس کا مفرد فَاسِقٌ یہ وہ شخص ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی حدوں کو توڑ کر خواہشات نفس کی پیروی کرنے والا ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر:

"کُنتُمۡ" کَانَ یہاں تامہ ہے (پورے طور پر ذمہ داری کو ظاہر کرتا ہے) جس طرح کہ کَانَ اللّٰہُ عَلِیۡمًا حَکِیۡمًا میں ہے کہ اللہ تعالیٰ مکمل علم اور حکمت رکھنے والا ہے۔

"خَیۡرَ اُمَّۃٍ" میں اشارہ اس حقیقت کی طرف ہے کہ اب دین کی صحیح شاہراہ پر (مسلمانو) تم ہی ہو اللہ نے جو دین نازل فرمایا تھا، اہل کتاب نے اس میں کج پیچ کی راہیں نکال کر اصلی دین کو گم کر دیا، اب نسل انسانیت کی رہنمائی کے لیے اللہ تعالیٰ نے تم کو کھڑا کیا ہے اس حقیقت کو سورۃ البقرہ میں:

وَ کَذٰلِکَ جَعَلۡنٰکُمۡ اُمَّۃً وَّسَطًا لِّتَکُوۡنُوۡا شُہَدَآءَ عَلَی النَّاسِ وَیَکُوۡنَ الرَّسُوۡلُ عَلَیۡکُمۡ شَہِیۡدًا ؕ (البقرہ:143/2)

اور اس طرح (مسلمانو!) ہم نے تمہیں "امت وسط" بنایا ہے (جو عدل وانصاف، اعتدال اور میانہ روی کی روش پر قائم ہو اور دنیا کی قوموں میں تمہاری حیثیت رہبر اور رہنما کی سی ہے) وہاں یہ وضاحت کی جا چکی ہے کہ یہ امت چونکہ ٹھیک نقطۂ اعتدال اور وسط شاہراہ پر ہے، اس وجہ سے "خیر امت ہے"۔

"لِلنَّاسِ" میں ایک مضاف محذوف ہے اصل اس طرح ہے لِاِصۡلَاحِ النَّاسِ۔ یعنی لوگوں کی اصلاح ورہنمائی اور اُن پر اللہ کے دین کی گواہی دینے کے لیے جیسا کہ فرمایا: لِّتَکُوۡنُوۡا شُہَدَآءَ عَلَی النَّاسِ

"تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ تَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ وَ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ" یہ اس امت کے خیر امت ہونے کی دلیل بیان ہوئی ہے، مطلب یہ ہے کہ تم اس لیے خیر امت ہو کہ تم معروف (نیکیوں کا) کا حکم دیتے ہو منکر (برائیوں سے) روکتے ہو، اور (خود بھی) اللہ پر ایمان رکھتے ہو، یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس منصب پر تم نسل ونسب کی بنا پر نہیں سرفراز ہوئے ہو، جیسا کہ اہل کتاب نے اپنی بابت گمان کیا، بلکہ "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" کی ذمہ داری نے تمہیں اس کا استحقاق بخشا ہے (یہ اعزاز تمہیں محض دعوت حق کو پھیلانے کی وجہ سے حاصل ہوا ہے) اس سے یہ بات آپ سے واضح ہوگئی کہ یہ منصب صفات اور ذمہ داریوں کے ساتھ مشروط ہے، کسی مخصوص گروہ کے ساتھ اللہ نے اس کو باندھ نہیں چھوڑا کہ لازماً یہ (خیر اُمۃ کا منصب) اس کے ساتھ بندھا ہی رہے، اگرچہ وہ یہود و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصاریٰ کی طرح معروف کو منکر اور منکر کو معروف بنا کر رکھ دے۔

"تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ" میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اصل بنیاد اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے، کسی کو جو کچھ بھی عزت وفضیلت اللہ کی نگاہوں میں حاصل ہوتی ہے وہ اسی کی بنا پر حاصل ہوتی ہے (فریضہ) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی معتبر (اور باعث جزا) وہی ہے جو ایمان باللہ کے ساتھ ہو محض منبروں اور اسٹیجوں سے تقویٰ اور دینداری کے جو وعظ کھوکھلے سینوں سے نکلتے ہیں ان کی حیثیت وہی ہے جس کا ذکر قرآن نے علمائے یہود سے متعلق فرمایا ہے کہ "اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ" (کیا تم دوسروں کو نیکی اور تقویٰ کے وعظ سناتے ہو لیکن اپنے آپ کو بھول جاتے ہو) اے مولا کریم! ہمیں ان لوگوں میں سے نہ بنایئے۔ آمین۔

"فِسق" کا لفظ یہاں ایمان واطاعت سے نکل جانے کے معنی میں ہے۔

نظم کے اعتبار سے یہ آیت جیسا کہ اوپر اشارہ کیا جا چکا ہے، اس امت (یعنی امت مسلمہ) کے منصبِ امامت کا اعلان ہے، اس سورہ کی تمہید میں "اَللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ" والی دعا کے ضمن میں لکھا جا چکا ہے کہ اس کے اندر اہل کتاب کی معزولی اور امت مسلمہ کی تقرری کا فیصلہ مضمر ہے، چنانچہ پوری تفصیل کے ساتھ یہود ونصاریٰ دونوں کی بدعہدیاں واضح کر چکنے کے بعد یہ اعلان کر دیا گیا کہ اب ''خیرامت'' کے منصب کے حقدار یہ اہل ایمان ہیں نہ کہ یہود ونصاریٰ، یہود ونصاری کے متعلق فرمایا کہ اگر یہ قرآن اور خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لاتے تو یہ ان کے حق میں بہتر ہوتا، ''بہتر ہوتا'' کے الفاظ کے اندر جو اجمال ہے یہ متکلم (اللہ سبحانہ وتعالیٰ) کے اس غضب کا غماز ہے جس کے متحمل الفاظ نہیں ہو سکتے ہیں۔ اس کے بعد باندازِ حسرت فرمایا کہ اہل کتاب ہونے کے باوجود ان میں ایمان لانے والے تھوڑے نکلے، اکثریت باغیوں اور نافرمانوں ہی کی نکلی۔ (تدبر قرآن، ج ۲)

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

(۱) عرش سے فرش تک ہر چھوٹی بڑی چیز کا مالک صرف اور صرف اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک لہ ہے اور کوئی بھی چیز اس کے قبضۂ قدرت سے باہر نہیں ہے انسان کو رب کریم نے تمام مخلوقات پر فضیلت اور برتری عطا فرمائی ہے اور وہ اپنے تمام اعمال کیلئے اللہ تعالیٰ کے ہاں مسئول ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) امت مسلمہ کی ذمہ داریاں بڑی اہم ہیں خاتم المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام نسل انسانیت تک پہنچانا اور نظام حق کو غالب کرنا اس کا وظیفۂ حیات ہے، افسوس کہ امت اس فرض کو بھول چکی ہے، ہمیں ایسے افراد کی ضرورت ہے جو اس غافل قوم کو جگائے:

اپنی ملت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولؐ ہاشمی
اُن کی جمعیت کا ہے ملک و نسب پر انحصار
قوتِ مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تری
دامنِ دیں ہاتھ سے چھوٹا تو جمعیت کہاں
اور جمعیت ہوئی رخصت تو مِلت بھی گئی

مسلمانو! اہل کتاب تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے

لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى ۭ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ۣ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

(اے رسولؐ یہ اہل کتاب) آپ کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے، زیادہ سے زیادہ بس کچھ ستا سکتے ہیں، اگر لڑائی کا موقعہ آ جائے تو مقابلہ میں پیٹھ دکھائیں گے، پھر ایسے بے بس ہوں گے کہ کہیں سے ان کو مدد نہ ملے گی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفاظ:

لَنۡ ہرگز نہ حروف ناصبہ میں سے، فعل مضارع کے شروع میں آتا ہے تو اس کے آخری حرف کو زبر دیتا ہے اور کلام میں زور پیدا کرتا ہے، اگر ن جمع کا آجائے تو وہ حذف ہو جاتا ہے جیسا کہ نَصۡبِرُ سے لَنۡ نَصۡبِرَ اور یَضُرُّوۡنَ سے لَنۡ یَّضُرُّوۡکُمۡ (آپؐ کا یہ [اہل کتاب] کچھ بگاڑ نہیں سکتے) کُمۡ ضمیر جمع مذکر حاضر (مفعول)، اِلَّا مگر، حرف استثنیٰ، اَذًی معمولی تکلیف یعنی یہ اہل کتاب آپؐ کی کتنی ہی مخالفت کریں، معمولی سی تکلیف پہنچانے کے سوا آپؐ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، وَ اور عاطفہ، اِنۡ اگر حرف شرط، یُّقَاتِلُوۡکُمۡ (یُّقَاتِلُوۡ۔ کُمۡ) لڑائی کریں گے، آپؐ (سے) اس کا مادہ (ق ت ل) ہے قَاتَلَ یُقَاتِلُ مُقَاتَلَۃٌ، قِتَالٌ (لڑائی کرنا، جنگ کرنا) باب مفاعلہ ہے، اِنۡ کی وجہ سے ن جمع کا حذف ہوا، یُّقَاتِلُوۡنَ تھا، اَنۡ یُّقَاتِلُوۡکُمۡ اگر یہ آپ سے جنگ کریں، یُوَلُّوۡکُمۡ (یُوَلُّوۡ۔ کُمۡ) پیٹھ پھیریں گے (بھاگ کھڑے ہوں گے) آپؐ سے (ضمیر جمع مذکر حاضر) اس کا مادہ (و ل ی) ہے وَلّٰی یُوَلِّیۡ (پھرنا) مضارع جمع مذکر غائب یُوَلُّوۡنَ بنا، اور اِن حرف شرط آنے کی وجہ سے یُوَلُّوۡ رہ گیا تَوۡلِیَۃٌ مصدر باب تفعیل ہے، الۡاَدۡبَارَ پیٹھوں (کو) جمع اس کا مفرد دُبُر ہے، یُوَلُّوۡکُمُ الۡاَدۡبَارَ آپ کے مقابلے میں پیٹھ پھیر لیں گے (بھاگ کھڑے ہوں گے)، ثُمَّ حرف عطف، لَا نہیں نافیہ، یُنۡصَرُوۡنَ وہ مدد کیے جائیں گے اس کا مادہ (ن ص ر) ہے، نَصَرَ یَنۡصُرُ سے فعل مضارع مجہول جمع مذکر غائب یُنۡصَرُوۡنَ۔

تفسیر:

مولانا میاں محمد جمیل حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

"(یہ اہل کتاب) اپنی خباثتوں اور شرارتوں کے ذریعے مسلمانوں کو عارضی اور معمولی نقصان تو پہنچا سکتے ہیں (زبان درازی اور کوفت کا سبب تو بنتے رہیں گے) لیکن مسلمانوں کو کامرانی و کامیابی کے راستے سے ہٹانا ان کے لیے ناممکن ہو چکا ہے کیونکہ مسلمان اتحاد و تقویٰ، ایمان باللہ اور تربیت رسول کی بنیاد پر غزوہ خندق کے بعد اس لائق ہو چکے تھے کہ اب انہیں قابل ذکر نقصان پہنچانا ان کے بس کا روگ نہیں رہا تھا، اسلام کے دشمن رزم گاہِ حق و باطل میں اترنے کی کوشش کریں گے تو مقابلے کی تاب نہ لا کر پیٹھ پھیر کر بھاگنے پر مجبور ہوں گے، ان کی مدد کے لیے کوئی تیار نہیں ہوگا، بعض مفسرین نے اس آیت مبارکہ کو قرآن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی پیش گوئیوں میں شمار کیا ہے جس کی کامل ابتدا غزوہ تبوک سے ہوئی اور پھر صدیوں تک یہود و نصاریٰ مسلمانوں کی تاب نہ لا سکے۔ (فہم القرآن)

یہود کی ذلت وخواری اور معصیت و نافرمانی کو مندرجہ ذیل آیہ مبارکہ میں بیان کیا گیا ہے:

اہل کتاب پر عتاب الٰہی

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ مَا ثُقِفُوٓا إِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُو بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ۚ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُونَ الْأَنْبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۚ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ ﴿۱۱۲﴾

(یہود) جہاں بھی پائے گئے ان پر ذلت کی مار پڑی، اِلّا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی یا لوگوں کی پناہ میں ہوں، یہ اللہ کے غضب میں گھر چکے ہیں، ان پر محتاجی و مغلوبی مسلط کر دی گئی ہے، اور یہ سب کچھ صرف اس وجہ سے ہوا ہے کہ یہ اللہ کی آیات سے کفر کرتے رہے اور انہوں نے پیغمبروں کو ناحق قتل کیا، یہ ان کی نافرمانیوں اور زیادتیوں کا انجام ہے۔

الفاظ:

وَ اور عاطفہ، ضُرِبَتْ ماری گئی (مسلط کر دی گئی) ضَرَبَ یَضْرِبُ (مارنا، مسلط کرنا) سے ماضی مجہول واحد مونث غائب ضُرِبَتْ۔ عَلَيْهِمُ (عَلٰی۔ هِمْ) اوپر، اُن (کے) عَلٰی حرف جار هُمْ مجرور ضمیر جمع مذکر غائب، الذِّلَّةُ رسوائی اور خواری، نائب فاعل یہ لفظ اردو میں بھی معروف ہے۔ أَيْنَ مَا جس جگہ حرف شرط، ثُقِفُوٓا وہ پائے جائیں اس کا مادہ (ث ق ف) ہے ثَقِفَ يَثْقَفُ سے فعل ماضی مجہول جمع مذکر غائب، ثُقِفُوٓا (وہ پائے جائیں)، یعنی یہود پر ذلت و خواری مسلط رہے گی، جہاں کہیں بھی وہ پائے جائیں گے، إِلَّا مگر، حرف استثنیٰ، بِحَبْلٍ (بِ۔ حَبْلٍ) ساتھ، رسّی کے (پناہ کے) بِ جار حَبْلٍ مجرور،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِّنَ اللّٰهِ اللہ کی طرف سے عہد، وَحَبۡلٍ مِّنَ النَّاسِ اور (لوگوں کے عہد سے پناہ لیں) مطلب یہ ہے کہ یہود ذلت ورسوائی کی زندگی بسر کرتے رہیں گے یا تو وہ اسلامی حکومت کے ماتحت ہو جائیں، (اور جزیہ ادا کر کے زندگی گزاریں) یا کسی دوسری حکومت سے معاہدہ کر کے پناہ حاصل کر لیں، جس کے اصل معنی رسی کے ہیں یہاں اس سے مراد عہد، اور امان کے ہیں (دیکھیے لسان العرب)، وَ اور عاطفہ، بَآءُوۡ وہ لوٹے اس کا مادہ (ب وء) بَآءَ یَبُوۡءُ سے فعل ماضی جمع مذکر غائب بَآءُوا (وہ لوٹے، وہ گھر گئے) بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ اللہ کا غضب لے کر (وہ اللہ کے عذاب میں گھر گئے) بِغَضَبٍ (بِ۔غَضَبٍ) بِ حرف جار، غَضَبٍ مجرور، مِّنَ اللّٰهِ، مِّنَ حرف، اللّٰهِ مجرور، وَ اور عاطفہ، ضُرِبَتۡ ماری گئی (مسلط کی گئی) ماضی مجہول واحد مونث غائب، عَلَيۡهِمُ (عَلَیۡ۔هِمُ) اوپر، اُن کے (جار مجرور) الۡمَسۡكَنَةُ ذلت ورسوائی، (اسم مصدر)، ذٰلِكَ یہ اسم اشارہ مذکر بعید (مبتدا)، بِاَنَّهُمۡ (بِ۔اَنَّ۔هُمۡ) اس وجہ (سے)، (کہ) بیشک، وہ، بِ حرف جار سبب کو ظاہر کرتا ہے اس لیے بائے سببیہ کہلاتا ہے، اَنَّ حرف مشبہ بالفعل، هُمۡ ضمیر جمع مذکر غائب (یہ سب اس وجہ سے کہ) كَانُوۡا تھے وہ (كَانَ يَكُوۡنُ) ماضی جمع مذکر غائب كَانُوۡا (تھے وہ)، يَكۡفُرُوۡنَ کفر کرتے (انکار کرتے) فعل مضارع جمع مذکر غائب، بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی آیات کا، بِاٰيٰتِ (بِ۔اٰيٰتِ) ساتھ، آیات (کا)، بِ جار اٰيٰتِ مجرور (مضاف)، اللّٰهِ اللہ تعالیٰ (مضاف الیہ) وَ اور عاطفہ، يَقۡتُلُوۡنَ وہ قتل کرتے تھے، (قَتَلَ يَقۡتُلُ) قتل کرنا اور فعل مضارع جمع مذکر غائب يَقۡتُلُوۡنَ، الۡاَنۡۢبِيَآءَ انبیاء ﷺ کو (جمع) اس کا مفرد نبیٌّ ہے، بِغَيۡرِ حَقٍّ ناحق (بِ۔غَيۡرِ) بغیر، بِ جار، غَيۡرِ مجرور (مضاف) حَقٍّ (مضاف الیہ)، ذٰلِكَ اسم اشارہ بعید (مبتدا)، بِمَا (بِ۔مَا) بسبب، جو، بِ جار، مَا مجرور، عَصَوۡا نافرمانی کی انہوں نے اس کا مادہ (ع ص ی) ہے عَصٰی يَعۡصِىۡ سے فعل ماضی جمع مذکر غائب، عَصَوۡا، عِصۡيَانٌ نافرمانی اردو میں استعمال ہوتا ہے، وَ اور عاطفہ، كَانُوۡا تھے وہ، ماضی جمع مذکر غائب (كَانَ يَكُوۡنُ) ہونا، يَعۡتَدُوۡنَ وہ زیادتی کرتے تھے، اس کا مادہ (ع د ی) ہے اِعۡتَدٰى يَعۡتَدِىۡ سے فعل مضارع جمع مذکر غائب يَعۡتَدُوۡنَ باب افتعال ہے۔

تفسیر:

مولانا عبدالرحمن کیلانی لکھتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہود کی ذلت و رسوائی کے اسباب بیان فرمائے ہیں سب سے پہلے انہوں نے اللہ کی نافرمانی کی راہ اختیار کی اور حدود اللہ سے تجاوز کرنے لگے (اس میں ان کے علماء و مشائخ حرام مال کھانے میں پیش پیش تھے، جو مال کی خاطر حق بات کو چھپاتے تھے) ان گناہوں نے ان کے طبائع پر یہ اثر کیا کہ بڑے بڑے جرائم پر دلیر ہو گئے جب بدبختی کی اس انتہا کو پہنچ گئے تو ان پر اللہ کا غضب نازل ہوا جس کے نتیجہ میں ذلت و رسوائی، خِفّت اور محتاجی ہمیشہ کے لیے ان کے مقدر کر دی گئی، اس سے بچاؤ کی دو صورتیں بتائی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری کی پناہ میں آ جائیں اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ مسلمان ہو جائیں اور یہ بھی کہ کسی مسلمان حکومت کی پناہ میں رہیں اور "حَبۡلٍ مِّنَ النَّاسِ" سے مراد یہ ہے کہ وہ غیر مسلم حکومتوں کے سایہ میں رہیں۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ 1947ء تک باوجود اس کے وہ دنیا کی مالدار ترین قوم تھے، دنیا میں دربدر پھرتے ہی رہے۔ 1947ء میں تین عیسائی حکومتوں، برطانیہ، فرانس اور امریکہ کی مدد سے انہوں نے مختصر سے خطہ پر اپنی ایک الگ حکومت قائم کر لی ہے جسے کئی ممالک نے تا حال تسلیم ہی نہیں کیا ہے اور عیسائی حکومتوں نے مسلمانوں سے انتقام کے طور پر مسلمان ممالک کے درمیان (فلسطین میں) یہ حکومت قائم کر کے مسلمانوں کے جگر میں خنجر گھونپا ہے، آج بھی اسرائیل کو امریکہ کی مکمل حمایت حاصل ہے اور اس کے دم قدم سے یہ اپنا وجود قائم رکھے ہوئے ہے، اگر امریکہ کا سایہ اس کے سر سے اٹھ جائے تو فوراً اس کا وجود ہی ختم ہو جائے۔ (یہ بھی واضح رہے کہ امریکہ کی زیادہ تر معیشت پر یہودی چھائے ہوئے ہیں)۔

(تیسیر القرآن)

تفہیم بالقرآن:

(۱) اہل کتاب کی ذلت کے اسباب: زبان درازی اور دست درازی:

لَقَدۡ سَمِعَ اللّٰهُ قَوۡلَ الَّذِيۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيۡرٌ وَّنَحۡنُ اَغۡنِيَآءُ ‌ۘ سَنَكۡتُبُ مَا قَالُوۡا وَقَتۡلَهُمُ الۡاَنۡۢبِيَآءَ بِغَيۡرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوۡلُ ذُوۡقُوۡا عَذَابَ الۡحَرِيۡقِ ﴿۱۸۱﴾ (آل عمران:181/3)

"اللہ نے اُن لوگوں کا قول سنا جو کہتے ہیں کہ اللہ فقیر ہے اور ہم غنی ہیں اُن کی یہ باتیں بھی ہم لکھ لیں گے اور اس سے پہلے جو وہ پیغمبروں کو ناحق قتل کرتے رہے ہیں، وہ بھی ان کے نامہ اعمال میں ثبت ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(جب فیصلے کا وقت آئے گا اس وقت) ہم ان سے کہیں گے کہ لو، اب عذاب جہنم کا مزا چکھو۔

سید مودودیؒ لکھتے ہیں:

یہ یہودیوں کا قول تھا، قرآن مجید میں جب یہ آیت آئی کہ ''کون ہے جو اللہ کو اچھا قرض دے'' تو اس کا مذاق اڑاتے ہوئے یہودیوں نے کہنا شروع کیا کہ جی ہاں، (نعوذ باللہ) اللہ مفلس ہو گیا ہے اب بندوں سے قرض مانگ رہا ہے۔ (مختصر حواشی)

(۲) بغیر عمل کے امیدیں لگانا:

وَقَالُوا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ۭ قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۸۰ (البقرہ:80/2)

''یہود یہ کہتے ہیں کہ دوزخ کی آگ ہمیں ہرگز چھونے والی نہیں اِلاّ یہ کہ چندروز سزا مل جائے تو مل جائے ان سے پوچھئے، کیا تم نے اللہ سے کوئی عہد لے لیا ہے جس کی خلاف ورزی وہ نہیں کرسکتا؟ یا بات یہ ہے کہ تم اللہ کے ذمے ڈال کر ایسی باتیں کہہ دیتے ہو جن کے متعلق تمہیں علم نہیں ہے کہ اس نے ان کا ذمہ لیا ہے۔''

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

(۱) افسوس کی بات یہ ہے کہ جس طرح یہود مغضوب علیہ قوم ہے اسی طرح آج کا مسلمان بھی اللہ کی نافرمانیوں کی بنا پر مغضوب علیہ قوم بن چکے ہے چنانچہ مسلمانوں پر اللہ کی طرف سے اسرائیل کی صورت میں عذاب نازل ہوا اور جب تک مسلمان باہمی اتفاق واتحاد اور اخوت ومحبت کا ثبوت نہ دیں گے اور آپس میں الجھتے اور لڑتے مرتے رہیں گے ان پر یہ عذاب مسلط ہی رہے گا، تمہارے اور تمہارے اسلاف کے درمیان کچھ فرق اس طرح کیا جاسکتا ہے۔

تم ہو آپس میں غضبناک، وہ آپس میں رحیم
تم خطا کار و خطابیں، وہ خطاپوش کریم
چاہتے سب ہیں کہ ہوں اوجِ ثریا پہ مقیم
پہلے ویسا کوئی پیدا تو کرے قلبِ سلیم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) اے پاکستانی بھائیو! میں تم سے بصد احترام وادب پوچھتا ہوں کہ آج تک تم اس ملک میں اسلامی نظام کیوں قائم نہ کر سکے اس کی وجہ کیا ہے؟ یہ محض تمہارے درمیان دھڑے بندیوں کا نتیجہ ہے کہ ابرار پر اشرار سوار ہیں، اے رب کریم ہمیں فہم وبصیرت عطا فرما۔ آمین

سب اہل کتاب برابر نہیں ہیں

لَيۡسُوۡا سَوَآءً‌ ؕ مِنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآٮِٕمَةٌ يَّتۡلُوۡنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ
اٰنَآءَ الَّيۡلِ وَهُمۡ يَسۡجُدُوۡنَ ﴿۱۱۳﴾ يُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ
وَيَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ وَيُسَارِعُوۡنَ فِى
الۡخَيۡرٰتِؕ وَاُولٰٓٮِٕكَ مِنَ الصّٰلِحِيۡنَ ﴿۱۱۴﴾ وَمَا يَفۡعَلُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ فَلَنۡ
يُّكۡفَرُوۡهُ‌ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ ۢ بِالۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۱۱۵﴾

مگر سارے اہل کتاب یکساں نہیں ہیں، اُن میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو راہِ راست پر قائم ہیں، راتوں کو اللہ کی آیات پڑھتے ہیں اور اُس کے آگے سجدہ ریز ہوتے ہیں، اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، نیکیوں کا حکم دیتے ہیں، برائیوں سے روکتے ہیں اور بھلائی کے کاموں میں سرگرم رہتے ہیں، یہ صالح لوگ ہیں اور جو نیکی بھی کریں گے اُس کی ناقدری نہ کی جائے گی (سبحان اللہ! وہ آقا کیسا انصاف پسند ہے اور قدردان ہے)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفاظ:

لَيْسُوْا، نہیں ہیں وہ سب (اہل کتاب) لَيْسَ سے فعل ماضی جمع مذکر غائب افعال ناقصہ سے ہے۔ اس سے مضارع اور اسم فاعل وغیرہ نہیں آتے دیگر افعالِ ناقصہ کی طرح اس کا اِسم مرفوع (پیش والا) اور خبر منصوب (زبروالا) ہوتا ہے، سَوَآءً برابر، لَيْسُوْا کی خبر ہے مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ، اہل کتاب میں سے مِنْ حرف جار اَهْلِ اہل، مجرور (مضاف) الْكِتٰبِ (مضاف الیہ) اُمَّةٌ، ایک جماعت ہے، موصوف ہے قَآئِمَةٌ جو (حق پر) قائم ہے صفت ہے يَتْلُوْنَ، وہ تلاوت کرتے ہیں۔ اس کا مادہ (ت ل و) (تلا يَتْلُوْ) تلاوت کرنا۔ پڑھنا اس کا مصدر تِلَاوَةٌ۔ تلاوت اُردو میں معروف ہے۔

اٰيٰتِ اللّٰهِ، اللہ کی آیات، ایات آیات مفعول (مضاف) اللّٰهِ، اللہ سبحانہ وتعالیٰ (مضاف الیہ) اٰنَآءَ الَّيْلِ رات کی گھڑیوں میں اٰنَآءَ اوقات، گھڑیاں جمع (ظرف زمان) مضاف اس کا مفرد اَنًا بروزن عَصًا ہے گھڑی (وقت) الَّيْلِ، رات، مضاف الیہ وَ حالیہ، اِس حال میں کہ هُمْ وہ يَسْجُدُوْنَ، وہ سجدہ کرتے ہیں اس کا مادہ (س ج د) ہے سَجَدَ يَسْجُدُ سے فعل مضارع جمع مذکر غائب، يُؤْمِنُوْنَ وہ ایمان لاتے ہیں۔ فعل مضارع جمع مذکر غائب اس کا مادہ (ا م ن) ہے۔ (اٰمَنَ يُؤْمِنُ) ایمان لانا، اللہ تعالیٰ کو دل وجان سے رب واحد مان کر اُس کے احکام کو سنت نبویؐ کے مطابق ادا کرنا، بِاللّٰهِ (بِ۔ اللّٰه) ساتھ۔ اللہ (کے) بِ جار، اللّٰه مجرور، وَ اور عاطفہ، الْيَوْمِ الْاٰخِرِ اور آخرت کے دن پر، الْيَوْمِ موصوف، الْاٰخِرِ صفت، وَ اور عاطفہ، يَاْمُرُوْنَ وہ حکم دیتے ہیں اس کا مادہ (ء م ر) ہے اَمَرَ يَاْمُرُ سے فعل مضارع جمع مذکر غائب، يَاْمُرُوْن، اَمْر، اُمور، (حکم احکام) ایسے الفاظ اردو میں معروف ہیں، بِالْمَعْرُوْفِ (بِ۔ الْمَعْرُوْفِ) ساتھ، نیکیوں (کے) یعنی نیکیوں کا حکم دیتے ہیں معروف صرف وہی باتیں ہوتی ہیں جن کی سند قرآن وسنت سے ثابت ہو، وَ اور عاطفہ، يَنْهَوْنَ وہ منع کرتے ہیں (نَهٰى يَنْهٰى) سے فعل مضارع جمع مذکر غائب، يَنْهَوْنَ، عَنِ سے، جار، الْمُنْكَرِ برائیوں (سے) مُنْكَرٌ معروف کی ضد ہے منکر اور جمع منکرات وہ تمام امور ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کی شریعت نے منع کیا ہے، وَ اور عاطفہ، يُسَارِعُوْنَ وہ جلدی کرتے ہیں، اس کا مادہ (س ر ع) ہے (سَارَعَ يُسَارِعُ) سے فعل مضارع جمع مذکر غائب يُسَارِعُوْن باب مفاعلہ ہے، فِي میں، حرف جار، الْخَيْرٰتِ بھلائیوں میں (نیکیوں میں) وہ نیکیوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بھلائیوں میں سرعت سے کام لیتے ہیں (دوڑ لگاتے ہیں)، وَ اور مستانفہ، اس کے بعد مستقل جملہ شروع ہوتا ہے، اُولٰٓئِكَ یہی وہ لوگ ہیں، اسم اشارہ جمع مذکر (مبتدا)، مِنَ سے، حرف جار، الصّٰلِحِيْنَ صالحین میں سے ہیں، اس کا مادہ (ص ل ح) ہے، صَلَحَ يَصْلُحُ سے اسم فاعل صالِحٌ اور اس کی جمع صَالِحُوْنَ اور حالت جری میں صَالِحِيْنَ (نیکی کرنے والے لوگ)، وَ اور عاطفہ، مَا جو شرطیہ جو اپنے بعد والے فعل مضارع کو جزم دیتا ہے اور ن، جمع کا آ جائے تو حذف کر دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ يَفْعَلُوْنَ تھا اور وَمَا يَفْعَلُوْا وہ کریں گے فعل مضارع مجزوم، مِنْ سے، خَيْرٍ بھلائی مجرور، فَلَنْ (فَ۔لَنْ) تو، ہرگز نہ، فَ جواب کے لیے، لَنْ حروف ناصبہ اس کے بعد مضارع پر نصب (زبر) آتا ہے اور ن، جمع کا حذف ہو جاتا ہے فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ پس ہرگز اس کی ناقدری نہیں کی جائے گی (تو وہ ہرگز ثواب سے محروم نہ کیا جائے گا)، وَ اور مستانفہ، اللّٰهُ اللہ سبحانہ وتعالیٰ (مبتدا)، عَلِيْمٌ خوب جانتا ہے، اس کا مادہ (ع ل م) (عَلِمَ۔ يَعْلَمُ) جاننا اس سے مبالغہ کا صیغہ عَلِيْمٌ بہت زیادہ علم رکھنے والا اور وہ صرف اللہ تعالیٰ ہے، بروزن فَعِيْلٌ خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع (پیش) ہے، بِالْمُتَّقِيْنَ (بِ۔الْمُتَّقِيْنَ) ساتھ، پرہیزگاروں (کو) یعنی اللہ تعالیٰ متقی اور پرہیزگاروں کو خوب جانتا ہے۔

تفسیر:

گو اہل کتاب کی اکثریت فاسق ہے مگر سب ایک جیسے نہیں، اُن میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جنہوں نے ایمان قبول کیا۔

امام طبری اور ابن ابی حاتم نے حسن اسناد کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جب عبداللہ بن سلام، سعید اسید بن سعید، اسد بن عبید رضی اللہ عنہم اور ان کے دوسرے ساتھی مسلمان ہوئے اور اسلام کو سمجھ کر پکے ہو گئے تو یہودی علماء اور ان کے بے ایمان لوگ کہنے لگے کہ محمد (ﷺ) کے پیچھے صرف ہمارے برے لوگ ہی لگے ہیں، اگر وہ ہمارے اچھے لوگ ہوتے تو اپنے آباء کا دین چھوڑ کر غیر کی طرف نہ جاتے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات (۱۱۳-۱۱۴) نازل فرمائیں، یہ الفاظ امام طبری کے ہیں۔ اہل کتاب کے ان اچھے لوگوں کا ذکر سورۃ آل عمران (آیت ۱۹۹) بنی اسرائیل (آیات ۱۰۷ تا ۱۰۹) اور سورۃ البقرہ (آیت ۱۲۱) میں بھی ہے۔ "اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ" یعنی یہ لوگ رات کو قیام کرتے ہیں اور تہجد کی نماز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں قرآن کی تلاوت کرتے ہیں۔

"قَآئِمَةٌ" کا ایک معنی "مُسْتَقِيمَةٌ" ہے یعنی یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانبردار ہیں اور ان کی شریعت پر قائم ہیں۔

"يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ" یہ یہود پر طنز ہے کہ جن لوگوں کو تم برا کہتے ہو، ان میں تو یہ نیک اوصاف ہیں، وہ برے کیسے ہوں گے وہ تو صالحین میں سے ہیں۔

''اور آیت نمبر ۱۱۵'' میں فیصلہ کن بات بتادی گئی۔

"وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ" یعنی اہل کتاب میں سے جو لوگ بھی صفات مذکورہ سے متصف ہو جائیں گے انہیں صرف ان کے بعد کے نیک اعمال کا ثواب ہی نہیں ملے گا بلکہ اسلام میں داخل ہونے سے قبل کی نیکیوں کا اجر بھی حاصل ہو جائے گا۔ ایک حدیث مبارکہ میں ہے: ''تین آدمیوں کو دوہرا اجر ملے گا، ان میں سے ایک اہل کتاب میں سے وہ شخص ہے جو اپنے نبی پر ایمان لایا اور پھر مجھ پر بھی، تو اسے دو اجر ملیں گے، دوسرا وہ غلام جو کسی کی ملکیت میں ہے، اللہ کا حق ادا کرتا ہے اور اپنے مالک کا بھی، اُس کے لیے بھی دو اجر ہیں اور تیسرا وہ آدمی جس نے اپنی لونڈی کو ادب سکھایا اور اچھا ادب سکھایا، پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا تو اس کے لیے بھی دو اجر ہیں۔

(بخاری باب تعلیم الرجل أمتہ وأهلہ، مسلم رقم الحدیث ۱۵۴ بحوالہ تفسیر القرآن حافظ عبدالسلام)

صریحاً کفر اور اس کے انجام کا ذکر اگلی آیت میں آرہا ہے:

کفر اور عذابِ آخرت

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْــــًٔا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿١١٦﴾

رہے وہ لوگ جنہوں نے کفر کا رویہ اختیار کیا تو اللہ کے مقابلہ میں ان کو نہ ان کا مال کچھ کام دے گا، نہ اولاد، وہ تو آگ میں جانے والے لوگ ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور آگ ہی میں ہمیشہ رہیں گے۔

الفاظ:

اِنَّ بلاشبہ، بے شک حرف مشبہ بالفعل، الَّذِیْنَ وہ لوگ (جنہوں نے) اسم موصول جمع مذکر اِنَّ کا اسم، کَفَرُوْا کفر کیا اس کا مادہ (ک ف ر) (کَفَرَ یَکْفُرُ) کفر کرنا اس سے فعل ماضی جمع مذکر غائب۔ لَنْ ہرگز نہ، حروف ناصبہ میں سے ہے مضارع کے شروع میں آئے تو اس کے آخری حرف پر نصب (زبر) دیتا ہے، لَنْ تُغْنِيَ ہرگز فائدہ نہ دے گا، اس کا مادہ (غ ن ی) اَغْنٰی یُغْنِیْ سے فعل مضارع واحد مونث غائب اور لَنْ کی وجہ سے مضارع منصوب ہے لَنْ تُغْنِيَ ہرگز فائدہ نہ دے گا، عَنْهُمْ (عَنْ۔هُمْ) سے، اُن یعنی ان کو عَنْ جار، هُمْ مجرور، اَمْوَالُهُمْ (اَمْوَالُ۔هُمْ) مال، اُن (کے)، اَمْوَالُ، مال (مضاف) هُمْ، مضاف الیہ اور فاعل، وَ اور عاطفہ، لَآ نہ نافیہ، اَوْلَادُهُمْ (اَوْلَادُ۔هُمْ) اولاد، اُن کی، اَوْلَادُ مضاف، هُمْ مضاف الیہ معطوف علیہ اس کا عطف اَمْوَالُ پر ہے، مِّنَ اللّٰهِ اللہ (کے عذاب) سے، مِّنَ سے جار، اللّٰهِ مجرور، شَيْئًا کچھ بھی (مفعول)، وَ اور عاطفہ، اُولٰٓئِكَ یہی وہ لوگ ہیں اسم اشارہ (مبتدا)، اَصْحٰبُ النَّارِ (اَصْحٰبُ۔النَّارِ) والے، آگ (آگ والے) یعنی یہ لوگ دوزخی ہیں، هُمْ وہ (مبتدا) فِيْهَا (فِیْ۔هَا) میں، اُس یعنی اس (آگ) میں هَا کی ضمیر آگ (دوزخ) کی طرف جاتی ہے، خٰلِدُوْنَ ہمیشہ رہنے والے ہیں اس کا مادہ (خ ل د) ہے اسم فاعل جمع مذکر اور خبر ہونے کی وجہ سے حالت رفعی ہے خٰلِدُوْنَ (ہمیشہ رہنے والے) ''کفار کو ان کے مال اور ان کی اولاد اللہ کے ہاں کچھ بھی کام نہ آئیں گے یعنی اللہ کے عذاب سے بچانے میں یا اللہ سے ثواب کے حصول میں معمولی سا بھی فائدہ نہیں دیں گے۔ (تفسیر السعدی، عبدالرحمن بن ناصر السعدی)

تفہیم بالقرآن:

(۱) اہل کتاب میں سے بعض مومنوں کا حال:

وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾ (آل عمران:3/199)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اہل کتاب میں بھی کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ پر (صدق دل سے) ایمان رکھتے ہیں، اس کتاب (یعنی قرآن) پر ایمان لاتے ہیں جو تمہاری طرف بھیجی گئی ہے (جو ہمارے نبی ﷺ پر نازل کی گئی ہے) اوران پر بھی (جوان کے انبیاء علیہم السلام پر) نازل کی گئی، اللہ کے آگے خشوع وخضوع اختیار کرتے ہیں اور اللہ کی آیات کو تھوڑی قیمت پر بیچ نہیں دیتے۔ ان کا اجران کے رب کے پاس ہے اور اللہ حساب چکانے میں دیر نہیں لگاتا (قیامت تو بہت نزدیک ہے)۔''

پھر ارشاد ہوتا ہے:

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ یُؤْمِنُوْنَ۝۵۲ (القصص:52/28)

''(رب کریم کا فرمان) جن لوگوں کو اس سے پہلے ہم نے کتاب دی تھی (ان میں سے بعض) اس (قرآن) پر بھی ایمان لائے ہیں۔''

(۲) امت محمدی کا بھی سابقہ انبیاء علیہم السلام اور سابقہ کتب پر ایمان ہے:

وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ۝۴

(البقرہ:4/2)

''(متقین کون ہیں؟) وہ جو اس پر ایمان لائے ہیں جو آپؐ کی طرف اتارا گیا (یعنی قرآن) اور جو آپؐ سے پہلے نازل کیا (سابقہ کتب تورات، انجیل وغیرہ) اور آخرت پر وہی یقین رکھتے ہیں۔''

سورۃ النساء میں اس طرح ارشاد ہوا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ (النساء:136/4)

''اے مومنو! ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول (ﷺ) پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول ﷺ پر نازل کی اور ہر اس کتاب پر جو اس سے پہلے وہ نازل کر چکا ہے (خواہ وہ انجیل ہو یا تورات یا دیگر کوئی بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ کتاب)۔''

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

(۱) حق وصداقت جہاں کہیں ہو وہ حق اور روشن ہے اور اس کا اعتراف لازمی ہے، اگر اہل کتاب میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے چند لوگ سچائی اور راستبازی کا اقرار کرتے ہیں تو وہ ٹھیک اور درست ہے، اور وہ راہ راست پر ہیں۔ اسلام میں عدل وانصاف کی بات ہے نہ کہ تعصب اور ہٹ دھرمی کے طریقہ کا رویہ یہ کہتا ہے کہ کسی قوم کی دشمنی تمہیں راہ عدل وانصاف سے دور نہ لے جائے، ہمیشہ حق وصداقت کی بات کرو۔

(۲) آیت نمبر ۱۱۳ میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو علم وعمل، عبادت ورَیاضت کی طرف متوجہ فرمایا ہے: "اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ" اہل کتاب میں سے ایک جماعت ایسی ہے جو رات کی گھڑیوں میں اللہ تعالیٰ کی آیات پر محبت وشوق سے غور وفکر کرتی رہتی ہے اور یہ انعام پانے کے بعد ربِ کریم کے حضور سجدہ ریز ہوجاتی ہے اور اُس محسن آقا کا شکر بجالاتی ہے۔

(۳) آیت نمبر ۱۱۴ میں اہل ایمان کی زندگی کا مشن اجاگر کیا گیا ہے کہ وہ "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" کا فریضہ سرانجام دیتے رہتے ہیں اور ہر بھلے اور نیک کام کو سرانجام دیتے ہیں اس طرح وہ صالحین کی صفت میں شامل ہوجاتے ہیں۔

(۴) آیت نمبر ۱۱۵ میں اہل ایمان کو یہ خوشخبری سنائی گئی کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر چھوٹی بڑی نیکی درج ہوجاتی ہے جس کا اجر رائیگاں نہیں جاتا۔ اس کیلئے تقویٰ سے آراستہ ہونا لازمی ہے۔

(۵) آیت نمبر ۱۱۶ میں واشگاف الفاظ میں بتادیا گیا ہے کہ یومِ جزاوسزا مال واولاد کام نہ آسکیں گے بلکہ اعمالِ حسنہ اور ایمان راسخ سے نجات ممکن ہوگی۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کفار کا خرچ کرنا ضائع جاتا ہے

مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ ؕ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۷﴾

جو کچھ (یہ کفار) اپنی اس دنیا کی زندگی میں (مال و منال) خرچ کر رہے ہے اس کی مثال اس ہوا کی سی ہے جس میں (شدید) پالا ہو اور وہ ان لوگوں کی کھیتی پر چلے جنہوں نے (کفر و معصیت) سے اپنے اوپر ظلم کیا ہے اور اس (کھیتی کو) برباد کر کے رکھ دے (اُن کی تمام کوشش رائیگاں اور برباد ہو جائے گی) اللہ نے اُن پر ظلم نہیں کیا، درحقیقت (کفر کا راستہ اختیار کر کے) یہ خود اپنے اوپر ظلم کر رہے ہیں۔

الفاظ:

مَثَلُ مثال، مثل کے بعد کَمَثَلِ قرآن حکیم میں جہاں کہیں بھی آیا ہے تو وہاں مثل سے مراد صفت اور حالت ہے، مَا جو، اسم موصول، يُنْفِقُوْنَ وہ خرچ کرتے ہیں، اس کا مادہ (ن ف ق) ہے اَنْفَقَ يُنْفِقُ سے فعل مضارع جمع مذکر غائب يُنْفِقُوْنَ. انفاق فی سبیل اللہ (اللہ کی راہ میں خرچ کرنا) اردو میں استعمال ہوتا ہے، فِيْ میں، حرف جار، هٰذِهِ اس، اسم اشارہ واحد مونث، الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا اس دنیا کی زندگی میں، الْحَيٰوةِ موصوف، الدُّنْيَا صفت (مرکب توصیفی)، كَمَثَلِ (كَ۔مَثَلِ) مانند، اس مثال (کے) كَ حرف جار (تشبہ)، مَثَلِ مجرور (مضاف)، رِيْحٍ ہوا کی (طرح) (مضاف الیہ) مونث سماعی ہے اس لیے اس کے بعد ضمیر مونث فِيْهَا آئی ہے، قرآن حکیم میں ریح (مفرد) کا لفظ عام طور پر عذاب کے لیے آیا ہے جبکہ اس کی جمع رِيَاحٌ (ہوائیں) رحمت کے طور پر استعمال ہوا ہے جیسا کہ:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِنَّآ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ﴿١٩﴾ (القمر:19/54)

''(رب عظیم کا فرمان ہے) ہم نے ایک پیہم نحوست کے دن قوم عاد پر (نافرمانی کے سبب) سخت طوفانی ہوا ان پر بھیج دی (جس نے اس قوم کو تہس نہس کر کے رکھ دیا، العیاذ باللہ)۔''

ارشاد ہوتا ہے:

وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۖ (الاعراف:57/7)

''وہ اللہ ہی ہے جو ہواؤں کو اپنی رحمت کے آگے آگے خوشخبری لیے ہوئے بھیجتا ہے (بارانِ رحمت کا پیغام)۔''

رِيحٍ فِيهَا صِرٌّ (ایسی ہوا جس میں سخت سردی ہو یعنی یخ بستہ ہوا)، فِيهَا (فِيْ۔هَا) میں، اُس (ہوا کے) فِيْ جار، هَا مجرور، صِرٌّ سخت سردی، أَصَابَتْ پہنچی ہے وہ (ہوا) اس کا مادہ (ص و ب) ہے، أَصَابَ يُصِيبُ سے فعل ماضی واحد مونث أَصَابَتْ اس میں هِيَ ضمیر (فاعل) مضمر ہے، حَرْثَ قَوْمٍ (قوم کی کھیتی کو) حَرْثَ مفعول (مضاف)، قَوْمٍ (مضاف الیہ)، ظَلَمُوٓا انہوں نے ظلم کیا اس کا مادہ (ظ ل م) ہے ظَلَمَ يَظْلِمُ سے فعل ماضی جمع مذکر غائب ظَلَمُوٓا سب سے بڑا ظلم کفر اور شرک کے معنوں میں آتا ہے، جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ﴿١٣﴾ (لقمن:13/31)

''سچ تو یہ ہے کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔''

ظُلْم (زیادتی) اردو میں مشہور ہے، أَنفُسَهُمْ (أَنفُسَ۔هُمْ) اپنی جانوں، پر، أَنفُسَ مضاف، هُمْ مضاف الیہ، فَأَهْلَكَتْهُ (فَ۔أَهْلَكَتْ۔هُ) تو، اُس (ہوا نے) ہلاک کر دیا، اُس کو (یعنی کھیتی کو) یعنی کفار کے مال و دولت کے خرچ کرنے کو ایک کھیتی سے تشبیہ دی ہے کہ جسے ایک سخت ٹھنڈی اور خشک ہوا تباہ و برباد کر دے اور سوائے حسرت و یاس کے انہیں کچھ حاصل نہ ہو، فَ تو حرف عطف، أَهْلَكَتْ اُس (ہوا نے) ہلاک کر دیا، اس کا مادہ (ھ ل ک) ہے (هَلَكَ يَهْلِكُ) ہلاک ہونا، اور أَهْلَكَ يُهْلِكُ ہلاک کرنا، تباہ کرنا اور اس سے أَهْلَكَتْ ماضی واحد مونث غائب، هُ ضمیر واحد مذکر غائب حَرْثٌ (کھیتی) کی طرف جاتی ہے، وَ اور مستانفہ، مَا نہیں نافیہ، ظَلَمَهُمْ (ظَلَمَ۔هُمْ) ظلم کیا،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُن پر، ظَلَمَ فعل ماضی، واحد مذکر غائب، هُمْ ضمیر مفعول، اللہ فاعل وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ اور نہیں ظلم کیا ان پر اللہ نے، وَ اور عاطفہ، لٰكِنْ لیکن حرف استدراک، اَنْفُسَهُمْ (اَنْفُسَ۔هُمْ) جانوں پر، اپنی، يَظْلِمُوْنَ وہ ظلم کرتے ہیں۔ اَنْفُسَ نَفْسٌ کی جمع، مضاف هُمْ مضاف الیہ، يَظْلِمُوْنَ فعل مضارع جمع مذکر غائب۔

تفسیر:

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

قیامت والے دن کافروں کے نہ مال کچھ کام آئیں گے نہ اولاد حتی کہ رفاہی اور بظاہر بھلائی کے کاموں پر جو خرچ کرتے ہیں وہ بھی بیکار جائیں گے اور ان کی مثال اس سخت پالے کی سی ہے، جو ہری بھری کھیتی کو جلا کر خاکستر کر دیتا ہے۔ ظالم اس کھیتی کو دیکھ کر خوش ہو رہے ہوتے اور اس سے نفع کی امید رکھے ہوتے ہیں کہ اچانک ان کی امیدیں خاک میں مل جاتی ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ جب تک ایمان نہیں ہوگا، رفائی کاموں پر رقم خرچ کرنے والوں کی چاہے دنیا میں کتنی ہی شہرت ہو جائے، آخرت میں انہیں ان کا کوئی صلہ نہیں ملے گا، وہاں تو ان کے لیے جہنم کا دائمی عذاب ہے۔ (احسن البیان)

اب اہل ایمان کو نصیحت کی جا رہی ہے کہ ان کی دوستی کے حقدار صرف اہل ایمان ہی ہیں:

مسلمانو! بیگانے راز دان تمہیں نقصان پہنچائیں گے

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ۭ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاۗءُ مِنْ اَفْوَاهِھِمْ ښ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُھُمْ اَكْبَرُ ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝۱۱۸

اے ایمان والو! اپنی جماعت کے لوگوں کے سوا دوسروں کو اپنا راز دار نہ بناؤ، تمہیں جس چیز سے نقصان پہنچے وہی ان کو محبوب ہے، اُن کے دل کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بغض اُن کے منہ سے نکلا پڑتا ہے اور جو کچھ وہ اپنے سینوں میں چھپائے ہوئے ہیں وہ اس سے شدید تر ہے، ہم نے تمہیں صاف صاف ہدایات دے دی ہیں، اگر تم عقل رکھتے ہو (تو ان سے تعلق رکھنے میں احتیاط برتو گے)۔

الفاظ:

یَآ اے حرف ندا، یُّهَا وہ (لوگو!) منادی، یَآیُّهَا ندا میں جب منادیٰ پر ال داخل ہو تو مذکر میں اَیُّهَا اور مونث میں اَیَّتُهَا (ت) کے ساتھ بڑھایا جاتا ہے جیسا کہ

یَآیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ﴿٢٨﴾ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ﴿٢٩﴾ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ﴿٣٠﴾ (الفجر:27-30/89)

اے نفس مطمئن! (نفس مطمئن سے مراد وہ سچا مسلمان ہے جس نے کسی شک وشبہ کے بغیر پورے اطمینان اور پاکیزہ دل کے ساتھ اللہ وحدہ لاشریک کو اپنا رب تسلیم کیا اور رسول اللہ ﷺ کے اُسوہ حسنہ کو اپنایا اور تمام مشکلات کے باوجود اس پر استقامت کی راہ اختیار کی) چل اپنے رب کی طرف اس حال میں کہ تو (اپنے انجام نیک سے) خوش (اور اپنے رب کے نزدیک) پسندیدہ ہے، شامل ہو جا میرے (نیک) بندوں میں اور داخل ہو جا میری جنت میں۔

اَلَّذِیْنَ جو اسم موصول، اٰمَنُوْا ایمان لائے ہو (اٰمَنَ. یُؤْمِنُ) ایمان لانا، اس سے ماضی جمع مذکر غائب اٰمَنُوْا ایمان، اللہ تعالیٰ کو دل وجان سے رب واحد تسلیم کر کے اُس کے احکام کو سنت نبوی کے مطابق اپنانے کا نام ہے، لَا تَتَّخِذُوْا نہ بناؤ، لَا نہ ناھیہ، تَتَّخِذُوْا تم پکڑو (بناؤ) اس کا مادہ (ء خ ذ) ہے اِتَّخَذَ یَتَّخِذُ سے فعل نہی جمع مذکر حاضر لَا تَتَّخِذُوْا (تم نہ بناؤ) باب افتعال ہے (اِتِّخَاذٌ) اصل میں تَتَّخِذُوْنَ تھا اور لَا ناھیہ کی وجہ سے آخری نون حذف کر دیا گیا ہے، بِطَانَةً دلی دوست مفعول اس کا مادہ (ب ط ن) ہے اس کا لفظی معنی تو پیٹ کے ہیں اور اسی سے (بَطَنَ یَبْطُنُ) پوشیدہ ہونا، کسی کا ہم راز بننا، دلی دوست ہونا، (القاموس الوحید)، مِّنْ سے، حرف جار، دُوْنِكُمْ (دُوْنِ۔ كُمْ) علاوہ اپنے یعنی اپنے علاوہ (سچے مسلمان، مسلمانوں کے ہی دوست ہو سکتے ہیں) دُوْنِ مجرور (مضاف، كُمْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضاف الیہ، لَا نہیں نافیہ، یَأْلُوْنَکُمْ (یَأْلُوْنَ۔ کُمْ) وہ کمی کرتے، تمہیں اس کا مادہ (ء ل و) ہے أَلَا یَأْلُوْا، کمی کرنا، کوتاہی کرنا سے یَأْلُوْنَ فعل مضارع جمع مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر، خَبَالًا نقصان پہنچانے کی اس کا مادہ (خ ب ل) خَبَلَ یَخْبِلُ فساد ڈالنا، خرابی پیدا کرنا، خَبَالًا مصدر، فساد، ایسا فساد جو انسان کو پریشان کرے، یعنی مسلمانوں کے علاوہ اگر دوسرے لوگوں سے دلی دوستی رکھو گے تو وہ تمہارے درمیان خرابی اور فساد پیدا کرنے میں کمی نہیں کریں گے، وَدُّوْا وہ پسند کرتے ہیں (وَدَّ۔ یَوَدُّ) چاہنا، پسند کرنا، اس سے جمع مذکر غائب وَدُّوْا مودّت، محبت اردو میں معروف ہے، مَا جو (جس سے) موصولہ، عَنِتُّمْ تم مشقت میں پڑو، اس کا مادہ (ع ن ت) ہے عَنِتَ یَعْنَتُ سے فعل ماضی جمع مذکر حاضر عَنِتُّمْ (تم مشقت میں مبتلا ہو جاؤ)، قَدْ یقینا، حرف تحقیق، بَدَتِ ظاہر ہو گئی ہے، اس کا مادہ (ب د و) ہے بَدَا یَبْدُو سے فعل ماضی واحد مونث غائب، اَلْبَغْضَآءُ دشمنی، نفرت اس کا مادہ (ب غ ض) (بَغَضَ یَبْغَضُ) بغض رکھنا، ناپسند کرنا، اس سے مصدر اَلْبَغْضَآءُ حسد، بغض اردو میں معروف ہے، مِنْ سے حرف جار اَفْوَاهِهِمْ (اَفْوَاهِ۔ هِمْ) مونہوں، ان کے یعنی اُن کی باتوں سے، اَفْوَاہ اس کا مفرد فُوْهٌ ہے منہ، اَفْوَاہ مجرور (مضاف) هِمْ (مضاف الیہ) ضمیر جمع مذکر غائب، وَ اور عاطفہ، مَا جو موصولہ، تُخْفِيْ چھپائے ہوئے ہیں اس کا مادہ (خ ف ی) ہے (اَخْفٰی یُخْفِیْ) چھپانا مضارع واحد مونث غائب، صُدُوْرُهُمْ (صُدُوْرُ۔ هُمْ) سینے، اُن کے یعنی جو باتیں ان کے سینوں میں ہیں صُدُوْرُ مضاف، هُمْ مضاف الیہ، اَکْبَرُ بہت زیادہ ہے، یعنی جس بات سے تمہیں نقصان پہنچے وہی انہیں اچھی لگتی ہے اور ان کا حسد و بغض تو ان کی باتوں سے ظاہر ہے لیکن جو کچھ ان کے دلوں میں چھپا ہے وہ اس سے بھی بڑھ کر ہے، قَدْ یقینا حرف تحقیق، بَیَّنَّا ہم نے بیان کر دیا ہے اس کا مادہ (ب ی ن) ہے بَیَّنَ یُبَیِّنُ سے فعل ماضی جمع متکلم، بَیَّنَّا (ہم نے بیان کر دیا ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہر بات واضح کر دی ہے)، لَکُمْ (لَ۔ کُمْ) لیے، تمہارے یعنی اے مسلمانو! تمہارے لیے، لَ جار، کُمْ مجرور، اَلْاٰیٰتِ (آیات کو) مفعول اس کا مفرد اٰیَةٌ قرآن حکیم کی آیات اور انفس و آفاق کی نشانیاں، اِنْ اگر حرف شرط، کُنْتُمْ ہو تم (کَانَ یَکُوْنُ) سے فعل ماضی جمع مذکر حاضر کُنْتُمْ، تَعْقِلُوْنَ عقل رکھنے والے، عقل سے کام لینے والے (عَقَلَ یَعْقِلُ) سے فعل مضارع جمع مذکر حاضر۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر:

اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر مسلمانوں کو متنبہ فرمادیا ہے کہ اپنے مسلمان بھائیوں کے علاوہ کسی کو دلی اور جگری دوست نہ بنانا یہ ہنود و یہود کبھی تمہارے دوست نہیں ہو سکتے، ان کی کوشش ہوتی ہے کہ تمہیں زک اور نقصان پہنچائیں، اُن کا رویہ اور ان کے معاملات سے تمہیں اندازہ ہو جاتا ہے کہ تمہارے خیرخواہ نہیں ہیں اور جو اُن کے دلوں میں حسد و بغض کی چنگاریاں سلگ رہی ہیں وہ اس سے کہیں بڑھ کر ہیں۔

آیات کی حکمت و بصیرت:

(۱) اللہ تعالیٰ کے یہاں ایمان اور اعمال صالحہ کی قدر و قیمت ہے اور آخرت میں بھی وہی اعمال وزنی ہوں گے۔ جو اس دنیا میں ایمان کے ساتھ کیے گئے ہوں۔ گویا کہ ایمان اور عمل کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔

(۲) مسلمانوں کو واضح ہدایات دی جارہی ہیں کہ اسلامی بلاک کو مضبوط بنائیں او اپنے علاوہ دوسروں کے ماتحت نہ رہیں اور نہ انہیں راز بتائیں ہاں سیاسی اور تجارتی معاہدے ہو سکتے ہیں۔

(۳) اس وقت غیروں کی تہذیب و ثقافت اپنانے سے اسلامی ملکوں کو زبردست نقصان پہنچا ہے اور یہ نتیجہ ہے اس بات کا کہ اسلامی شریعت اور احکام کو ہم نے پس پشت ڈال دیا ہے۔

(۴) پاکستان کے حالات اس وقت نازک موڑ پر ہیں کاش کہ پاکستانی قرآن وحدیث کی راہ حرز جاں بنائیں۔

اس کی تقدیر میں محکومی و مظلومی ہے
قوم جو کر نہ سکی اپنی خودی سے انصاف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل کتاب سے دوستی اور اس کا نقصان

هَآاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ۭ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿١١٩﴾

(اے ایمان والو!) یہ تم ہو کہ ان (اہل کتاب) سے دوستی رکھتے ہو اور وہ تم سے دوستی نہیں رکھتے حالانکہ تم تمام کتب آسمانی کو مانتے ہو (اور تمام انبیاء کرام کو سچا سمجھتے ہو) اور (ان کے نفاق کا حال یہ ہے کہ) جب تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے بھی (تمہارے رسول اور تمہاری کتاب کو) مان لیا ہے اور جب تنہا ہوتے ہیں (اپنے ہم مسلک اور ہم مذہب ساتھیوں کے درمیان) تو تم پر غصے سے (بے قابو ہو کر) انگلیاں کاٹ کھاتے ہیں (انتہائی غصے اور نفرت کا اظہار کرتے ہیں) ان سے کہہ دو کہ اپنے غصے میں (جلو) مرو (کیا وہ نہیں جانتے کہ) اللہ دل کی پوشیدہ باتوں سے خوب واقف ہے۔

الفاظ:

هَآاَنْتُمْ (هَا۔اَنْتُمْ) خبردار، تم (ہی وہ)، هَا حرف تنبیہ، اَنْتُمْ ضمیر منفصل جمع مذکر حاضر (مبتدا)، اُولَآءِ لوگ اسم اشارہ جمع قریب (منادی) معرفہ، هَآاَنْتُمْ اُولَآءِ (دیکھو مسلمانو! تمہارا دل تو یہ ہے)، تُحِبُّوْنَهُمْ (تُحِبُّوْنَ۔هُمْ) تم دوست رکھتے ہو، انہیں (یہود و نصاریٰ) کو تُحِبُّوْنَ فعل مضارع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمع مذکر حاضر هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب تُحِبُّوْنَ کا مادہ (ح ب ب) ہے اَحَبَّ یُحِبُّ سے فعل مضارع جمع مذکر حاضر تُحِبُّوْنَ اس میں اَنْتُمْ فاعل مضمر ہے، هُمْ مفعول، وَ اور عاطفہ (جملے میں ربط کے لیے) لَا نہیں نافیہ، یُحِبُّوْنَكُمْ (یُحِبُّوْنَ۔ كُمْ) وہ دوست رکھتے، تمہیں (وہ تم سے ذرا بھی دوستی کا دم نہیں بھرتے)، یُحِبُّوْنَ فعل مضارع جمع مذکر غائب (فاعل)، كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر (مفعول) وَ اور عاطفہ، تُؤْمِنُوْنَ تم ایمان لاتے ہو (اٰمَنَ یُؤْمِنُ) ایمان لانا اور اس سے مضارع جمع مذکر حاضر، تُؤْمِنُوْنَ ایمان لانا (صدق دل سے لآ الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرنا اور رب العالمین کے احکام پر سنت نبویؐ کے مطابق عمل کرنا) اردو میں معروف ہے۔ بِالْكِتٰبِ (بِ۔ الْكِتٰبِ) ساتھ، کتاب (کے) بِ جار، الْكِتٰبِ مجرور اسم جنس، كُلِّهٖ (كُلِّ۔ هٖ) سب پر، اُس، كُلِّ (مضاف)، هٖ ضمیر واحد مذکر غائب (مضاف الیہ) اور كُلِّهٖ سے مراد ہر وہ کتاب جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی ہے، یعنی مسلمانوں غور تو کرو تمہارا حال یہ ہے کہ تم اہل کتاب سے دوستی رکھتے ہو جبکہ اُن کا حال یہ ہے کہ وہ تمہیں دوست نہیں رکھتے تم اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتب پر ایمان رکھتے ہو۔ وَ اور عاطفہ، اِذَا جب ظرف زمان، لَقُوْكُمْ (لَقُوْ۔ كُمْ) وہ ملتے ہیں، تم سے، لَقُوْ فعل ماضی جمع مذکر غائب كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر (مفعول) لَقُوْ کا مادہ (ل ق ی) ہے (لَقِیَ یَلْقٰی) ملاقات کرنا سے فعل ماضی جمع مذکر غائب لَقُوْ لِقَاءٌ ملاقات، مَلَاقٍ، ملنے والا (اسم فاعل) ملاقات کرنا اسی مناسبت سے اردو میں معروف ہے، قَالُوْٓا کہتے ہیں (قَالَ، یَقُوْلُ) کہنا، اس سے فعل ماضی جمع مذکر غائب قَالُوْا قول، گفتار، گفتگو اردو میں جانا پہچانا لفظ ہے، اٰمَنَّا ہم ایمان لائے فعل ماضی جمع متکلم، وَ اور عاطفہ، اِذَا ظرف زمان، خَلَوْا وہ تنہا ہوتے ہیں (اپنے ہم مسلک اور ہم مذہب ساتھیوں میں ہوتے ہیں) اس کا مادہ (خ ل و) ہے، خَلَا یَخْلُوْ سے فعل ماضی جمع مذکر غائب، عَضُّوْا کاٹ کھاتے ہیں اس کا مادہ (ع ض ض) عَضَّ یَعَضُّ سے فعل ماضی جمع مذکر غائب عَضُّوْا (حسرت سے انگلی کے بالائی حصے کو منہ میں ڈالنا) عَلَیْكُمْ (عَلَیْ۔ كُمْ) اوپر، تمہارے (تم پر)، الْاَنَامِلَ انگلیوں کو (انگلیوں کے پوروں کو) اس کا مفرد۔ اَنْمِلَةٌ ہے (مفعول)، مِنَ الْغَیْظِ سخت غصے سے، انتہائی غضب سے، مِنَ سے حرف جار، الْغَیْظِ اس کا مادہ (غ ی ض) (غَاظَ یَغِیْظُ) غصے میں ہونا سے مصدر اَلْغَیْظُ غیض وغضب اردو میں بھی استعمال ہوتا ہے، قُلْ کہہ دیجیے (قَالَ،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَقُوْلُ) کہنا سے فعل امر قُلْ، مُوْتُوْا مر جاؤ تم، اس کا مادہ (م و ت) ہے مَاتَ يَمُوْتُ سے فعل امر جمع مذکر مُوْتُوْا (غیظ وغضب کی آگ میں جلتے اور مرتے رہو)، بِغَيْظِكُمْ (بِ۔غَيْظِ۔كُمْ) ساتھ، غصے کے، اپنے بِ حرف جار غَيْظِ مجرور (مضاف) كُمْ (مضاف الیہ)، اِنَّ یقیناً حرف مشبہ بالفعل جملے میں زور پیدا کرتا ہے، اِنَّ اللّٰهَ یقیناً اللہ تعالیٰ (ان کا اسم)، عَلِيْمٌ خوب جاننے والا ہے (عَلِمَ، يَعْلَمُ) جاننا عَلِيْمٌ، خوب جاننے والا مبالغہ کا صیغہ ہے (خبر) بروزن فَعِيْلٌ، بِذَاتِ الصُّدُوْرِ سینے کے رازوں کو (بِ۔ذَاتِ) ساتھ، رازوں (کو) بِ حرف جار، ذَاتِ مجرور (مضاف) الصُّدُوْرِ (مضاف الیہ) مضاف اور مضاف الیہ مل کر مرکب اضافی ہوا۔

تفسیر:

هٰٓاَنْتُمْ ... بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ "مسلمانو! تم انہیں (اہل کتاب) سے دوستی رکھتے ہو اور وہ تم سے رقابت رکھتے ہیں، تم تمام کتب کو مانتے ہو" یعنی اُن تمام کتابوں پر ایمان رکھتے ہو جو اللہ نے اپنے نبیوں پر نازل کی ہیں حالانکہ وہ تمہارے قرآن پر ایمان نہیں رکھتے، بلکہ جب وہ تم سے ملتے ہیں تو اوپر اوپر سے ایمان کا اظہار کرتے ہیں۔

وَاِذَا لَقُوْكُمْ ... الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ۔ اور جب تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں، ہم ایمان لائے، لیکن تنہائی میں تم پر غصے کے مارے اپنی انگلیاں کاٹ کھاتے ہیں "اَنَامِلَ" کے معنی "انگلیوں کے سرے"۔

قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ... بِذَاتِ الصُّدُوْرِ کہہ دیجیے، اپنے غصے ہی میں مر جاؤ، اللہ تعالیٰ دلوں کے راز بخوبی جانتا ہے اس میں مومنوں کے لیے خوشخبری ہے کہ یہ دشمن تمہیں نقصان پہنچانے کا ارادہ رکھتے ہیں، لیکن اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں، وہ اپنے غصے کو عملی جامہ پہنانے کے قابل نہیں، وہ مرتے دم تک دنیا کا یہ عذاب سہتے رہیں گے اور مرنے کے بعد دنیا کے عذاب سے آخرت کے عذاب کی طرف منتقل ہو جائیں گے۔ (تفسیر السعدی، عبدالرحمن بن ناصر السعدی)

مسلمانوں کے بارے میں اہل کتاب کے احساسات وجذبات کیا ہیں؟ اور انہیں اس بارے میں ہدایات ونصائح کی جا رہی ہیں، اس کا ذکر اگلی آیت میں آ رہا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل کتاب کا حسد

اِنۡ تَمۡسَسۡكُمۡ حَسَنَةٌ تَسُؤۡهُمۡ ۫ وَاِنۡ تُصِبۡكُمۡ سَيِّئَةٌ يَّفۡرَحُوۡا بِهَا ‌ؕ وَاِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَتَتَّقُوۡا لَا يَضُرُّكُمۡ كَيۡدُهُمۡ شَيۡـــًٔا ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعۡمَلُوۡنَ مُحِيۡطٌ ﴿۱۲۰﴾

(یہود و نصاریٰ کی نفرت و عداوت کا حال دیکھو کہ) اگر تمہیں کوئی بھلائی حاصل ہوتی ہے تو اس سے ان کو رنج ہوتا ہے اور اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اس سے خوش ہوتے ہیں، اگر تم (ان کی معاندانہ روش اور خیالات پر مشتعل ہونے کے بجائے) صبر کرو اور اللہ کی نافرمانی سے بچتے رہو، تو ان کی خفیہ سازشیں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گی، وہ جو بھی (حرکتیں) کر رہے ہیں اللہ اُن سب پر حاوی ہے۔

الفاظ:

اِنۡ اگر (شرطیہ) تَمۡسَسۡكُمۡ (تَمۡسَسۡ۔ كُمۡ) پہنچے، تمہیں، اس کا مادہ (م س س) مَسَّ یَمَسُّ پہنچنا، چھونا، حاصل ہونا، ملنا، اس سے مضارع واحد مونث غائب تَمۡسَسۡكُمۡ، كُمۡ ضمیر جمع مذکر حاضر (مسلمانوں کی طرف جاتی ہے)، حَسَنَةٌ بھلائی، کوئی اچھی بات، خوبی، خوشحالی، اسم جنس (فاعل)، تَسُؤۡهُمۡ (تَسُؤۡ۔هُمۡ) بری لگتی ہے، اُن کو، اس کا مادہ (س و ء) ہے سَاءَ یَسُوۡءُ برا لگنا، رنج پہنچنا، سے مضارع واحد مونث غائب تَسُؤۡهُمۡ (ان کو رنج پہنچتا ہے) هُمۡ ضمیر جمع مذکر غائب (اہل کتاب کی طرف جاتی ہے)، وَ اور عاطفہ، اِنۡ اگر (شرطیہ)، تُصِبۡكُمۡ (تُصِبۡ۔ كُمۡ) پہنچے، تمہیں، اس کا مادہ (ص و ب) اَصَابَ يُصِيۡبُ اِصَابَةً مُصِيۡبَةً پہنچنا تکلیف، دکھ، پریشانی اور غم کا پہنچنا مصیبت، تکلیف پریشانی اردو میں معروف ہے، اس سے مضارع واحد مونث غائب، تُصِبۡكُمۡ (تمہیں پہنچے) كُمۡ ضمیر جمع مذکر حاضر (مسلمانوں کی طرف جاتی ہے)، سَيِّئَةٌ کوئی برائی اس کا مادہ (س و ء) سَاءَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَسُوْءُ برا لگنا، السُّوْءُ برائی، تکلیف، اذیت، آفت، سُوْءُ الظَّنِ، بدگمانی حسن ظن کے برعکس ہے اردو میں معروف ہے، سَيِّئَةٌ (فاعل) حَسَنَةٌ کی ضد ہے، يَّفْرَحُوْا (تو) وہ خوش ہوتے ہیں، (فَرِحَ، يَفْرَحُ) خوش ہونا اس سے مضارع فعل مضارع جمع مذکر غائب يَفْرَحُوا فرحت خوشی اردو میں مشہور ہے، اِنْ کی وجہ سے 'ن' جمع کا حذف ہوا یعنی مسلمانوں کی راحت یہود ونصاری کے لیے باعث اذیت اور مسلمانوں کی تکلیف ان کے لیے باعث راحت ہوتی ہے، وَ اور عاطفہ، اِنْ تَصْبِرُوْا اگر تم صبر کرو (صَبَرَ، يَصْبِرُ) صبر سے کام لینا برداشت کرنا، مصائب اور مشکلات میں نہ گھبرانا، طبیعت کو قابو میں رکھنا، مُصَابَرَة صبر کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کرنا، اس سے مضارع جمع مذکر حاضر تَصْبِرُوْا، اِنْ کی وجہ سے 'ن' جمع کا حذف ہوا اصل تَصْبِرُوْنَ تھا، وَ اور عاطفہ، تَتَّقُوْا تم تقویٰ اختیار کرو، اللہ سے ڈرتے رہو اور اس کے احکام پر سنت نبوی ﷺ کے مطابق عمل کرتے رہو، اس کا مادہ (و ق ی) وَقٰی يَقِيْ بچانا محفوظ رکھنا، اصل میں تَتَّقُوْنَ تھا تَصْبِرُوْا پر عطف کی وجہ سے ن گر گیا۔ تَقْوٰی ہر بات میں اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنا اور اپنے آپ کو اس خالق و مالک کی نافرمانی سے بچا کر سیدھے اور صاف راستے پر چلنا، لَا تو (نہیں) نافیہ، يَضُرُّكُمْ (يَضُرُّ۔ كُمْ) نقصان پہنچائے گا، تمہیں، اس کا مادہ (ض ر ر) ضَرَّ يَضُرُّ نقصان پہنچانا سے مضارع واحد مذکر غائب يَضُرُّ، كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر (مسلمانوں کی طرف جاتی ہے)، كَيْدُهُمْ (كَيْدُ۔هُمْ) مکروفریب، اُن کا هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب (یہود ونصاریٰ کی طرف جاتی ہے)، شَيْئًا کچھ بھی (مفعول)، اِنَّ بلاشبہ کلام میں زور پیدا کرتا ہے، اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ جو بھی وہ (حرکتیں) کر رہے ہیں اللہ اُن سب پر حاوی ہے (وہ ہر حال میں تمہیں ان ظالموں سے محفوظ رکھے گا)۔

آیات کی حکمت وبصیرت:

(۱) قرآن حکیم نے کئی مقامات پر مسلمانوں پر یہ بات واضح کر دی ہے کہ یہود ونصاریٰ کے ساتھ تمہاری دلی دوستی کبھی بھی فائدہ نہیں دے سکتی ہاں تجارتی اور سیاسی معاملات کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۲) ظاہر ہے وہ کتنے ہی میٹھے اور رکھ رکھاؤ کریں لیکن در پردہ وہ تمہارے دشمن ہیں۔

(۳) ''صبر اور تقویٰ'' زندگی گزارنے کے دو ایسے موثر اصول ہیں جن سے شیطان (باطنی دشمن) اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہود و نصاری (ظاہری دشمن) کی ہر چال کو نا کام بنایا جاسکتا ہے۔

(۴) افسوس کہ مسلمانوں نے قرآن حکیم کی واضح اور روشن تعلیمات کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی ہے، اب تک یہود و نصاریٰ سے جس قدر نقصان اٹھا چکے ہیں وہ ظاہر ہے اس کے اثرات ہماری تہذیب و تمدن پر پڑتے ہیں۔ شاعر مشرق نے اس طرح آنسو بہائے ہیں:

شور ہے ہو گئے دنیا سے مسلمان نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود؟
وضع میں تم ہو نصاریٰ، تو تمدّن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

شاعر کی مراد ایسے مسلمان نابود (نظر نہیں آتے ہیں) جو اپنے اسلاف کے علم و عمل اور شان و شوکت کے امین ہوں اور دنیا میں عدل و انصاف کا نظام قائم کریں، ویسے تو دنیا کی کل آبادی کا ہر پانچواں شخص مسلمان ہے۔

غزوہ اُحد اور جنگ کی تیاری

وَاِذۡ غَدَوۡتَ مِنۡ اَهۡلِكَ تُبَوِّئُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ مَقَاعِدَ لِلۡقِتَالِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ۙ﴿۱۲۱﴾

(اے پیغمبرؐ مسلمانوں کے سامنے اس موقع کا ذکر کیجیے) جب آپ صبح سویرے اپنے گھر سے نکلے تھے اور (احد کے میدان میں) مسلمانوں کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنگ کے لیے جابجا مامور کر رہے تھے اور اللہ سب کچھ سنتا (تمہارے دلوں کی دھڑکنوں کو بھی سنتا ہے) اور سب کچھ جانتا ہے (تمہارے حالات اور احوال سے پوری طرح باخبر ہے)۔

الفاظ:

وَ اور مستانفہ، اِذْ جب ظرف زمان (یعنی اس وقت کو یاد کیجیے)، غَدَوْتَ، خرجت اَوَّلَ النَّهَارِ مِنَ الْمَدِيْنَةِ آپ مدینہ منورہ سے صبح سویرے نکلے تھے اس کا مادہ (غ د و) ہے (غَدَا يَغْدُوْ) صبح کو جانا، اَلْغَدَاءُ ناشتہ، جیسا کہ قرآن میں آتا ہے: اٰتِنَا غَدَآءَنَا (الکہف:62/18) ''(موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے کہا) لاؤ ہمارا ناشتہ۔'' اَلْغَدَاةُ صبح، طلوع فجر، جیسا کہ قرآن میں آتا ہے: وَ اذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّ خِيْفَةً وَّ دُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ (الاعراف:205/7) ''(اے نبیؐ) اپنے رب کو صبح وشام یاد کیجیے دل ہی دل میں زاری اور خوف کے ساتھ اور زبان سے بھی ہلکی آواز کے ساتھ۔'' اور اس سے ماضی واحد مذکر حاضر غَدَوْتَ (آپ صبح سویرے نکلے)، مِنْ اَهْلِكَ (اپنے گھر والوں کے پاس سے) مِنْ حرف جار، یہاں مِنْ، عِنْدَ (پاس) کے معنی میں آیا ہے، اَهْلِ اہل خانہ، مجرور (مضاف)، كَ ضمیر واحد مذکر مخاطب (مضاف الیہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جاتی ہے، تُبَوِّئُ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جگہ متعین کر رہے تھے، مامور کر رہے تھے (جنگ کے لیے اہل ایمان کو) بَوَّءَ يُبَوِّئُ سے صیغہ مضارع واحد مذکر مخاطب تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ (اہل ایمان کو مفعول) اس کا مفرد مُؤْمِنٌ ہے تُبَوِّئُ کا مادہ (ب و ء) ہے باب تفعیل ہے، مَقَاعِدَ مورچوں (پر) اس کا مادہ (ق ع د) ہے (قَعَدَ، يَقْعُدُ) بیٹھنا اور اس سے اسم مکان مَقْعَدٌ بیٹھنے کی جگہ، مَقْعَدٌ سیٹ اور بینچ کو بھی کہتے ہیں، اس کی جمع مَقَاعِدُ آتی ہے، لِلْقِتَالِ مجرور، وَ اور مستانفہ (اس کے بعد مستقل جملہ شروع ہوتا ہے) واللہُ اور اللہ تعالیٰ (مبتدا)، سَمِيْعٌ خوب سننے والا ہے (سَمِعَ، يَسْمَعُ) سننا اس سے مبالغہ کا صیغہ سَمِيْعٌ اور (عَلِمَ، يَعْلَمُ) جاننا اس سے مبالغہ کا صیغہ، عَلِيْمٌ یعنی اللہ تعالیٰ خوب سننے اور خوب جاننے والا ہے (خبر)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر:

حافظ عبدالسلام حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

"وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ" یہاں سے غزوہ اُحد کا بیان غزوہ بدر میں ذلت آمیز شکست، ستر آدمی قتل اور ستر قید ہونے کے بعد مشرکین نے جوش انتقام میں مدینہ پر حملہ آور ہونے کا منصوبہ بنایا اور ارد گرد سے مختلف قبائل کو جمع کر کے تین ہزار کا مسلح لشکر لیا اور جبل اُحد کے (مدینہ سے اڑھائی، تین میل) شمال کی جانب آ کر ٹھہر گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا بعض نے مدینہ میں رہ کر لڑنے کا مشورہ دیا جبکہ بعض پر جوش نوجوانوں نے جو بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے، میدان میں نکل کر لڑنے پر اصرار کیا آپ ﷺ نے ان کی رائے کے مطابق ایک ہزار کی جمعیت لے کر باہر نکلے مقام ''شوط'' پر عبداللہ بن ابی (رئیس المنافقین) نے مسلمانوں کو دھوکا دیا اور اپنے تین سو ساتھیوں کے ساتھ لوٹ آیا۔ انہیں دیکھ کر بعض مسلمانوں کے حوصلے بھی پست ہو گئے جیسا کہ آگے آ رہا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو ثابت قدمی بخشی، رسول ﷺ سات سو صحابہ رضی اللہ عنہم کی یہ جمعیت لے کر آگے بڑھے اور اُحد کے قریب وادی میں فوج کو آراستہ فرمایا۔ جس کی طرف قرآن نے تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ میں اشارہ کیا ہے، اسلامی فوج کی پشت پر جبل اُحد تھا اور ایک جانب ٹیلے پر عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں پچاس تیراندازوں کا دستہ متعین تھا، آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا تھا کہ اگر تم دیکھو کہ پرندے ہمارے جسموں کو نوچ رہے ہیں، تو پھر بھی اس جگہ کو نہ چھوڑنا، یہاں تک کہ میں پیغام بھیجوں، مگر ان میں اکثر صحابہؓ (جو نگرانی پر کھڑے تھے) کفار کو پسپا ہوتے دیکھ کر نیچے اُتر آئے اور اس گھاٹی کو چھوڑ دیا جس سے مشرکین کو عقب (پیچھے) سے حملہ کرنے کا موقع مل گیا۔ اس اچانک حملے میں مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ثابت قدم رہے، اس موقع پر رسول اللہ ﷺ کا دانت مبارک شہید ہو گیا، سر اور پیشانی مبارک بھی زخمی ہو گئی، آخر کار بکھرے ہوئے صحابہ کرام آپ ﷺ کے گرد دوبارہ جمع ہوئے جس سے میدان جنگ کا نقشہ بدل گیا اور دشمن کو ناکام ہو کر لوٹ جانا پڑا، یہ شوال ۳ھ کا واقعہ ہے، ان آیات میں جنگ کے بعد واقعات کی طرف اشارے آ رہے ہیں۔ (ابن کثیر بحوالہ تفسیر القرآن الکریم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غزوہ اُحد-جنگ کا نقشہ

إِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ مِنكُمْ أَن تَفْشَلَا ۙ وَاللَّهُ وَلِيُّهُمَا ۗ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١٢٢﴾

(مسلمانو! یاد کرو) جب تم میں سے دو گروہ نے (دشمن کی کثرت تعداد دیکھ کر) ہمت ہار دینے کا فیصلہ کر لیا حالانکہ اللہ اُن کا مددگار تھا اور مومنوں کو اللہ ہی پر بھروسا رکھنا چاہیے۔

الفاظ:

إِذْ جب ظرف زمان (وہ وقت یاد کرو جب)، **هَمَّتْ** ارادہ کیا اس کا مادہ (ھ م م) **هَمَّ يَهُمُّ** سے فعل ماضی واحد مونث غائب **هَمَّتْ** (ارادہ کرنا) کسی بات کا پختہ ارادہ کر کے اسے نہ کرنا۔ (القاموس الوحید)، **طَّآئِفَتَانِ** دو گروہوں (نے) حالت رفع (فاعل) اس کا مفرد **طَائِفَةٌ** ہے، **مِنكُمْ** (**مِنْ۔ كُمْ**) سے، تم یعنی تم میں سے **مِنْ** جار **كُمْ** مجرور ضمیر جمع مذکر مخاطب، **أَنْ** یہ کہ (حرف ناصبہ) بعد والے حرف کو زبر دیتا ہے، ن، جمع اور تثنیہ کا حذف ہو جاتا ہے، **تَفْشَلَا** وہ ہمت ہار بیٹھیں (بزدلی دکھائیں) اس کا مادہ (ف ش ل) **فَشِلَ يَفْشَلُ** سے مضارع تثنیہ مونث غائب **تَفْشَلَا** (یہ صیغہ **طَائِفَتَانِ** کے لیے آیا ہے) ہمت ہارنا، بزدلی دکھانا (یہ بات یقیناً اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے)، **وَ** حالانکہ (حالیہ)، **اللَّهُ** اللہ سبحانہ وتعالیٰ (مبتدا)، **وَلِيُّهُمَا** (**وَلِيُّ۔ هُمَا**) مددگار ہے۔ اُن دونوں کا یعنی اللہ تعالیٰ کی مدد اُن کے ساتھ تھی پھر گھبرانے کی ضرورت ہی کیا تھی، **وَلِيُّ** مضاف، **هُمَا** مضاف الیہ (خبر)، **وَ** اور عاطفہ، **عَلَى اللَّهِ** اللہ تعالیٰ پر (جار، مجرور)، **فَلْيَتَوَكَّلِ** (**فَ۔ لْ۔ يَتَوَكَّلِ**) پس، چاہیے کہ لازماً بھروسا رکھیں، **فَ** جواب کے لیے (پس)، **لْ** لام امر ہے لازماً (چاہیے)، **يَتَوَكَّلِ** بھروسا کریں اس کا مادہ (و ک ل) ہے **تَوَكَّلَ يَتَوَكَّلُ** بھروسا کرنا باب تفعُّل ہے لام امر کی وجہ سے **يَتَوَكَّلِ** ہوا اگلے حرف سے ملانے کے لیے **لْ** کے نیچے زیر دی گئی ہے، **الْمُؤْمِنُونَ** ایمان والے اس کا مادہ (ء م ن)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اٰمَنَ یُؤۡمِنُ (ایمان لانا) اللہ تعالیٰ کو صدق دل سے رب واحد مان کر اُس کے احکام پر سنت نبوی ﷺ کے مطابق عمل پیرا ہونا۔ سے اسم فاعل مُؤۡمِنٌ اور اس کی جمع مُؤۡمِنُوۡنَ ہے۔ فاعل ہے۔

تفسیر:

مولانا عبدالرحمن کیلانیؒ لکھتے ہیں:

جب عبداللہ بن ابی (رئیس المنافقین) تین سو ساتھیوں سمیت (غزوہ اُحد) میں واپس چلا گیا تو انصار کے دو قبیلوں بنو حارثہ اور بنو سلمہ کے دلوں میں کمزوری واقع ہوئی اور کفار کے مقابلے میں مسلمانوں کی قلیل تعداد دیکھ کر دل چھوڑنے لگے مگر چونکہ سچے مسلمان تھے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو مضبوط کر دیا، چنانچہ سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری کہتے ہیں کہ یہ آیت مبارکہ ہم انصار کے حق میں اتری ہے اگرچہ اس میں ہمارا عیب بیان کیا گیا ہے تاہم ہمیں یہ پسند نہیں کہ یہ آیت نازل نہ ہوتی کیونکہ اس میں "اللّٰهُ وَلِيُّهُمَا" اور اللہ ان دونوں گروہوں (یعنی بنو حارثہ اور بنو سلمہ) کا مددگار تھا کے الفاظ مذکور ہیں۔

(بخاری، کتاب التفسیر بحوالہ تیسیر القرآن)

تفہیم بالقرآن:

(۱) اللہ مومنوں کا دوست ہے:

وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ (آل عمران:68/3) ''اللہ یقیناً انہی کا حامی اور مددگار ہے جو ایمان رکھتے ہیں۔

(۲) اللہ اہل تقویٰ کا مددگار ہے:

وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ (الجاثیہ:19/45) ''اور اہل تقویٰ کا مددگار اور ساتھی اللہ ہے۔''

(۳) اللہ اپنے دستوں کو روشنی کی طرف لاتا ہے:

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (البقرہ:257/2)

''اور جو لوگ ایمان لاتے ہیں، اُن کا حامی و مددگار اللہ ہے وہ اُن کو (کفر اور مایوسی) کی تاریکیوں سے (ایمان اور یقین) کی روشنی میں لاتا ہے۔''

(۴) اللہ کے دوستوں کو کوئی غم اور پریشانی نہیں ہو سکتی:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (یونس:62/10)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"سنو! جو اللہ کے دوست ہیں (جو ایمان لائے اور تقویٰ کی راہ اختیار کی) اُن کے لیے کسی خوف اور رنج کا موقع نہیں ہے۔"

(۵) مسلمانو جان لو! کہ بالآخر کامیابی تمہارا ہی مقدر ہے، پکا مومن ہونا ضروری ہے:

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (آل عمران:139/4)

"(مسلمانو!) دل شکستہ نہ ہو، غم نہ کرو، تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہے۔"

(٦) اس رب قدیر نے کتنے ہی قلیل کو کثیر پر فتح نصیب فرمائی ہے:

كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ (البقرہ:249/2)

"بارہا! ایسا ہوا ہے کہ ایک قلیل گروہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک بڑے گروہ پر غالب آ گیا ہے، اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے (جو دشمن کے مقابلے میں ثابت قدم رہتے ہیں)۔"

(۷) اہل ایمان کے لبوں پر یہ دعا جاری وساری رہتی ہے:

رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ (البقرہ:250/2)

"اے ہمارے رب! ہم پر صبر کا فیضان کر، ہمارے قدم جما اور (دنیا بھر) کے گروہ پر ہمیں فتح نصیب فرما۔"

آیات کی حکمت وبصیرت:

(۱) تقویٰ اور صبر اہل ایمان کے لیے دنیا اور آخرت میں کامیابی اور کامرانی کا راستہ ہے۔

(۲) اہل ایمان کا حتی المقدور اپنی قوت اور وسائل کو بروئے کار لا کر فتح و کامرانی کا بھروسا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ پر ہوتا ہے۔

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسا
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانو! بدر میں تمہیں واضح برتری رہی

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

اور (مسلمانو! غزوہ احد سے پہلے) اللہ نے (غزوہ) بدر میں تمہاری مدد کی (تمہیں فتح و نصرت سے ہمکنار کیا) جبکہ تم کمزور (اور تعداد میں) تھوڑے تھے (اور بے سرو سامانی کی حالت میں تھے) پس تم اللہ سے ڈرتے رہو (اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق زندگی بسر کرو اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی سے بچتے رہو) تاکہ تم احسان مانو (رب کریم کے احسانات کو یاد کر کے اس کے شکر گزار بن جاؤ)۔

الفاظ:

وَ اور مستانفہ (اس کے بعد نیا جملہ شروع ہوتا ہے)، لَقَدْ (لَ۔ قَدْ) یقینا، بلاشبہ یہ دونوں لفظ تاکید کے لیے ہیں، اس لیے معنیٰ بھی تاکید در تاکید ہوگا (یقینا، بلاشبہ)، نَصَرَكُمْ (نَصَرَ۔ كُمْ) مدد کی (اللہ تعالیٰ نے)، تمہاری (نَصَرَ۔ يَنْصُرُ) مدد کرنا، نَصْرٌ مدد (مصدر) سے ماضی واحد مذکر غائب، نُصْرت مدد اردو میں استعمال ہوتا ہے، كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر (مسلمانوں کی طرف جاتی ہے) مفعول نَصَرَكُمُ اللّٰهُ (اور اللہ تعالیٰ نے تمہاری مدد کی) اللہ سبحانہ وتعالیٰ (فاعل)، بِبَدْرٍ (بِ۔ بَدْرٍ) میں، بدر یعنی مقام بدر میں، بِ حرف جار، بَدْرٍ مجرور بدر مدینہ منورہ کی جنوب مغرب میں کوئی اسی (۸۰) میل کے فاصلے پر ہے (مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے)، اس وقت یہ میدان تھا اور یہاں سے تجارتی قافلے گزرتے تھے، اب تو سعودی دورِ حکومت میں اچھا خاصا شہر آباد ہو چکا ہے اور رات کو بجلی کے قمقموں سے عجب منظر دکھائی دیتا ہے۔ وَّ حالانکہ، واوٗ حالیہ کہلاتی ہے، اَنْتُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر (مبتدا) اَذِلَّةٌ انتہائی کمزور تھے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(جمع) اس کا مفرد ذَلِيلٌ ہے (خبر) یہ لفظ اردو میں بھی استعمال ہوتا ہے لیکن اردو میں یہ لفظ ذلیل اور حقیر کے معنی میں آتا ہے جبکہ عربی میں عاجز اور کمزور کے مفہوم میں آتا ہے، وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ (مسلمان تعداد اور سامان کے لحاظ سے عاجز اور کمزور تھے)، فَاتَّقُوا اللّٰهَ پس تم اللہ سے ڈرتے رہو (ہر لحہ اس کے احکام کی تعمیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع میں کرو) فَ پس، اتَّقُوا تم ڈرتے رہو اس کا مادہ (و ق ی) ہے، (اِتَّقٰی یَتَّقِیْ) اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنا، ڈرنا اس سے فعل امر جمع مذکر، اِتَّقُوْا باب افتعال ہے، لفظ تقویٰ اردو میں استعمال ہوتا ہے، لَعَلَّكُمْ (لَعَلَّ۔ كُمْ) تاکہ تم، لَعَلَّ حرف مشبہ بالفعل، كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر، تَشْكُرُوْنَ تم شکر گزار بنو، اس کا مادہ (ش ک ر) ہے، شَكَرَ يَشْكُرُ سے فعل مضارع جمع مذکر حاضر تَشْكُرُوْن، (شکر کے معنی کسی نعمت کا تصور اور اس کے اظہار کے ہیں) غور کیا جائے تو تمام مادی اور روحانی نعمتیں رب کریم کی طرف سے ہیں، زبان سے اُن نعمتوں کو پا کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرنا، صدق دل سے اس مہربان آقا کا ممنون ہونا اور اعمال صالحہ سے اس کے احکام کو سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ادا کرنا شکر کو بجا لانا ہے۔

تشریح:

میاں محمد جمیل حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

غزوہ اُحد کی شکست کے عوامل اور محرّکات پر تبصرہ کرنے سے پہلے غزوہ بدر کی کامیابی، اس وقت کے حالات اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملائکہ (فرشتوں) کی شکل میں نصرت وحمایت کا تذکرہ اس لیے کیا جا رہا ہے تاکہ مسلمانوں کا غم ہلکا اور اخلاقی قوت بلند ہو سکے۔

اے مسلمانو! میدانِ بدر کی طرف دیکھو جب تم کمزور اور تعداد میں تھوڑے ہونے کی وجہ سے کفار کی نگاہوں میں حقیر اور کمزور سمجھے جا رہے تھے، اللہ تعالیٰ نے تمہاری مدد فرمائی تاکہ تم اللہ سے ڈر کر اپنی کمزوریوں کو دور کر کے اس کا شکریہ ادا کرتے رہو۔

واقعہ اس طرح ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوا کہ کفار ایک ہزار کا لشکر لے کر بدر کے میدان میں اترنے والے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے 313 (تین سو تیرہ) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم لے کر تقریباً 80 میل کا سفر طے کرتے ہوئے بدر میں کفار کے مدمقابل ہوئے صحابہ رضی اللہ عنہم کو خطاب کرتے ہوئے ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہزار فرشتوں کی مدد کی خوشخبری سنائی جس کا ذکر سورۃ الانفال میں اس طرح آیا ہے:

اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ (الانفال:9/8)

"(اور وہ وقت یاد کرو) جبکہ تم (دشمن کی فوج کی کثرت دیکھ کر) اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے اور اس (قوی وقدیر) نے تمہاری فریادرسی کی اور (فرمایا) کہ ایک ہزار لگاتار آنے والے فرشتوں سے تمہاری مدد کروں گا۔"

لیکن جنگ کا میدان گرم ہونے سے پہلے کفار نے افواہ پھیلائی کہ کرز بن جابر بھاری کمک کے ساتھ ہماری مدد کے لیے پہنچنے والا ہے، اس صورت حال میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے رسول اللہ ﷺ نے اعلان فرمایا کہ اے مومنو! کیا تم کافی نہیں سمجھتے کہ اللہ تمہاری مدد کے لیے تین ہزار مخصوص نشان والے فرشتے نازل کرے؟ بلکہ اگر تم جرأت وحوصلہ اور تقویٰ میں آگے بڑھو گے تو فوری طور پر ملائکہ کی کمک کو پانچ ہزار کر دیا جائے گا (اس کا ذکر اسی سورت کی آیت نمبر ۱۲۴/ اور آیت نمبر ۱۲۵/ میں آ رہا ہے)۔

ملائکہ کی بھاری نفری اس لیے اُتاری جا رہی ہے تا کہ تمہارے دل مطمئن اور تم خوش ہو جاؤ جبکہ حقیقی مدد تو اللہ غالب حکمت والے کی ہی ہوا کرتی ہے، کفار کی تباہی کے لیے ایک فرشتہ ہی کافی تھا لیکن جنگ میں افرادی قوت مجاہدین کے لیے خوشی، تقویت اور حوصلے کا باعث ہوا کرتی ہے اس لیے فرشتوں کی تعداد کو بشارت کے طور پر بڑھا دیا گیا ہے (اسی سورت کی آیت نمبر ۱۲۶ میں ہے)۔

اتنی بڑی حمایت کے باوجود اس بات کی وضاحت کی گئی کہ پانچ ہزار فرشتوں کی بجائے کائنات کے جن و بشر اور ملائکہ بھی تمہاری حمایت کے لیے آ جاتے تو وہ تمہیں فتح نہیں دلوا سکتے تھے کیونکہ نصرت و حمایت، فتح وشکست کی طاقت کسی کے پاس نہیں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

وہی غالب حکمت والا ہے، بدر میں کفار کے ستر بہادر جرنیل مارے گئے اور ستر کو گرفتار کر لیا گیا، یہ اس لیے ہوا تا کہ کفار کی کمر ٹوٹ جائے اور وہ دنیا کے سامنے ذلیل وخوار ہو جائیں۔ (فہم القرآن)

تفہیم بالقرآن:

(۱) اللہ تعالیٰ کے حکم سے کتنے ہی قلیل کثیر پر غالب آئے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ (البقرہ:249/2)

"بارہا ایسا ہوا کہ ایک قلیل گروہ اللہ کے حکم سے ایک بڑے گروہ پر غالب آ گیا۔"

(۲) صرف اللہ کی مدد سے ہی اہل ایمان کامیابی سے سرفراز ہو سکتے ہیں:

إِنْ يَنْصُرْكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۖ وَإِنْ يَخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِي يَنْصُرُكُمْ مِنْ بَعْدِهِ ۗ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١٦٠﴾ (آل عمران:160/3)

"(مومنو!) اللہ تمہاری مدد پر ہو تو (دنیا کی) کوئی طاقت تم پر غالب آنے والی نہیں، اور وہ تمہیں چھوڑ دے، تو اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کر سکتا ہو؟ پس جو سچے مومن ہیں ان کو اللہ پر ہی بھروسا رکھنا چاہیے۔"

(۳) کامیابی کے لیے ایمان لازمی جزو ہے:

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (البقرہ:257/2)

"(اے مسلمانو!) دل شکستہ نہ ہو، غم نہ کرو، تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔"

(۴) ضروری ہے کہ تم سب مل کر اللہ تعالیٰ کی رسی (قرآن) کو تھام لو:

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا (آل عمران:103/3)

"(مسلمانو!) سب مل کر اللہ کی رسی (قرآن) کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ میں نہ پڑو (اللہ کے احکام پر سنت نبوی ﷺ کے مطابق مضبوطی سے عمل پیرا ہو جاؤ اور آپس میں پھوٹ ڈال کر فرقوں میں نہ بٹ جاؤ)۔"

(۵) پھوٹ ڈالنے والے سخت خسارے میں ہیں:

إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ ۚ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿١٥٩﴾ (الانعام:159/6)

"جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور گروہ گروہ بن گئے یقیناً اُن سے (اے نبیؐ) آپ کا کچھ واسطہ نہیں، ان کا معاملہ تو اللہ کے سپرد ہے، وہی اُن کو بتائے گا کہ انہوں نے (خواہشات نفس کی پیروی میں اور دنیا کمانے کے لیے) کیا کچھ کیا ہے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیات کی حکمت و بصیرت:

(۱) اللہ تعالیٰ کی مدد پر ہمیشہ بھروسا کرو اور اپنی صفوں کو ٹوٹنے نہ دو۔

(۲) تقویٰ کو ہمیشہ اپنا زادِ راہ بناؤ:

دیکھ تو اپنا عمل، تجھ کو نظر آتی ہے کیا
وہ صداقت جس کی بیباکی تھی حیرت آفریں

یعنی سچائی انسان کی عزت و تکریم کا باعث بنتی ہے اور یہ مسلمان کے خمیر میں داخل ہے۔

اللہ نے تمھاری مدد کے لیے فرشتوں کو بھیجا

اِذۡ تَقُوۡلُ لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ اَلَنۡ يَّكۡفِيَكُمۡ اَنۡ يُّمِدَّكُمۡ رَبُّكُمۡ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓـئِكَةِ مُنۡزَلِيۡنَؕ ﴿۱۲۴﴾ بَلٰٓى ۙ اِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَتَتَّقُوۡا وَيَاۡتُوۡكُمۡ مِّنۡ فَوۡرِهِمۡ هٰذَا يُمۡدِدۡكُمۡ رَبُّكُمۡ بِخَمۡسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓـئِكَةِ مُسَوِّمِيۡنَ ﴿۱۲۵﴾

(اے نبیؐ) اس وقت کو یاد کیجیے) جب آپؐ اہل ایمان سے (جو اپنی بے سروسامانی اور تھوڑی تعداد کی وجہ سے قدرے پریشان تھے) فرما رہے تھے (کہ کفار کی بغاوت و غداری سے ہراساں کیوں ہو؟) کیا یہ بات تمھارے لیے کافی نہیں کہ تمھارا رب تین ہزار فرشتے بھیج کر تمھاری مدد کرے، ہاں، اگر تم صبر اور تقویٰ پر قائم رہو (دل کو مضبوط رکھو اور اللہ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے لڑنے پر مستعد رہو) اور (تمہارے دشمن) تم پر دفعتہً حملہ کر دیں تو (اے مسلمانو!) تمہارا رب پانچ ہزار فرشتوں سے جو مخصوص نشان رکھتے ہوں گے، تمہاری مدد فرمائے گا (یہ محض تمہارے دل کی تسلی اور ڈھارس کے لیے ہے وگرنہ مدد تو اللہ ہی کی طرف سے ہے)۔

الفاظ:

اِذْ ظرف زماں (اور وہ وقت یاد کیجیے)، تَقُوْلُ آپ کہہ رہے تھے، اس کا مادہ (ق و ل) ہے قَالَ يَقُوْلُ سے واحد مذکر حاضر تَقُوْلُ (آپ کہہ رہے تھے)، لِلْمُؤْمِنِيْنَ (لِ۔ مُؤْمِنِيْنَ) واسطے، مومنوں کو یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اہل ایمان کو (غزوہ احد کے موقع پر) تسلی دے رہے تھے، اَلَنْ (اَ۔لَنْ) کیا، نہیں، اَ ہمزہ استفہام، لَنْ حروف ناصبہ میں سے ہے یعنی اپنے بعد والے حرف کو نصب (زبر) دیتا ہے، اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ (کیا یہ تمہارے لیے کافی نہیں ہے؟) اس کا مادہ (ک ف ی) ہے كَفٰى يَكْفِيْ كِفَايَةٌ مصدر سے مضارع واحد مذکر غائب يَكْفِيْ ی، پر لَنْ کی وجہ سے زبر آئی ہے، كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر، اَنْ مصدریہ (یہ کہ)، يُّمِدَّ كُمْ (يُمِدَّ۔ كُمْ) امداد کرے، تمہاری، (اَمَدَّ، يُمِدُّ) امداد کرنا، اس سے مضارع واحد مذکر غائب يُمِدَّ۔ كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر اَنْ فعل مضارع کے شروع میں آئے تو آخری حرف پر نصب (زبر) دیتا ہے يُمِدُّ سے اَنْ يُّمِدَّ ہوا، د پر زبر آئی، اِمْدَادٌ مصدر، امداد کرنا، مدد کرنا اردو زبان میں معروف الفاظ ہیں، رَبُّكُمْ (رَبُّ۔ كُمْ) رب، تمہارا، رَبُّ مضاف، كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر (مضاف الیہ) مضاف اور مضاف الیہ، یہ اَنْ يُمِدَّ کا فاعل بنا، بِثَلٰثَةِ (بِ۔ ثَلٰثَةِ) ساتھ، تین ہزار (فرشتے)، بِ حرف جار، ثَلٰثَةِ (عدد) مضاف، اٰلٰفٍ مضاف الیہ اس کا مفرد اَلْفٌ ہے، مِّنَ سے حرف جار، الْمَلٰٓئِكَةِ فرشتے مجرور اس کا مفرد مَلَكٌ ہے، مُنْزَلِيْنَ (اتارے گئے) اس کا مادہ (ن ز ل) ہے نَزَلَ يَنْزِلُ، اترنا اور اس سے باب افعال اَنْزَلَ يُنْزِلُ اتارنا جیسا کہ کہا جاتا ہے، اَنْزَلَ اللّٰهُ كَلَامَهٗ عَلٰٓى اَنْبِيَآئِهٖ اللہ تعالیٰ کا اپنے پیغمبروں کو وحی کے ذریعے پیغام و کلام پہنچانا ارشاد ہوتا ہے:

وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ (البقرہ:22/2) ''اور اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ نے آسمان سے پانی برسایا اور اس کے ذریعے سے ہر طرح کی پیداوار نکال کر تمہارے لیے رزق بہم پہنچایا۔'' اَنْزَلَ سے اسم مفعول مُنْزَل اور اس کی جمع مذکر حالتِ نصبی میں مُنْزَلِيْن (اتارے گئے)۔

بَلٰى کلمہ ایجاب (ہاں) گزشتہ آیت نمبر ۱۲۴ میں ارشاد ہوا اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ کے جواب میں بَلٰى کہا گیا ہے معنی یہ ہے کہ ملائکہ کا نزول تمہاری (تسلی) کے لیے کافی ہے لیکن یہ مشروط ہے صبر اور تقویٰ کے ساتھ، اِنْ حرف شرط، تَصْبِرُوْا اصبر کرو تم اس کا مادہ (ص ب ر) ہے صَبَرَ يَصْبِرُ سے مضارع جمع مذکر حاضر اِنْ کی وجہ سے ن جمع کا حذف کیا گیا، وَ اور عاطفہ (جملے میں ربط کے لیے) تَتَّقُوْا اور تقویٰ اختیار کرو اس کا مادہ (وق ی) ہے اِتَّقٰى يَتَّقِيْ سے فعل مضارع جمع مذکر حاضر، اِنْ کی وجہ ن جمع کا حذف کیا گیا، وَ اور عاطفہ، يَاْتُوْكُمْ (يَاْتُوْ۔ كُمْ) آئیں (کفار)، تم پر (یعنی حملہ آور ہوں) اس کا مادہ (ء ت ی) ہے، اَتٰى يَاْتِيْ آنا اور اس سے فعل مضارع جمع مذکر غائب يَاْتُوْ اس کا عطف تَتَّقُوْا (یعنی اعرابی حالت وہی ہے) كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر، مِّنْ فَوْرِهِمْ اُسی دم، مِّنْ حرف جار، فَوْرٍ جلدی سے، جیسا کہ اردو میں فوری طور پر حکم بجالانا معروف لفظ ہے، (اچانک سرعت کے ساتھ)، هٰذَا يُمْدِدْكُمْ (يُمْدِدْ۔ كُمْ) وہ مدد کرے گا، تمہاری اس کا مادہ (م د د) ہے اَمَدَّ يُمِدُّ سے فعل مضارع واحد مذکر غائب مجزوم (جزم والا) يُمْدِدْ۔ كُمْ یعنی وہ اللہ تمہاری مدد کرے گا، كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مسلمانوں کی طرف جاتی ہے، اِمْدَادٌ مصدر باب افعال ہے مدد، امداد کرنا اردو زبان میں معروف ہے، رَبُّكُمْ (رَبُّ۔ كُمْ) رب، تمہارا، رَبُّ مضاف، كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ (یعنی مسلمانو! اللہ تعالیٰ تمہارا مہربان رب ہے جو ہر وقت تمہاری نگرانی اور مدد کرتا ہے)، بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ساتھ پانچ ہزار فرشتوں کے (جو خاص) نشان والے ہوں گے، بِ ساتھ حرف جار، خَمْسَةِ پانچ عدد مجرور اور (مضاف)، اٰلٰفٍ ہزار اس کا مفرد اَلْفٌ ہے عدد اور (مضاف الیہ) مِّنَ سے حرف جار، الْمَلٰٓئِكَةِ فرشتے اس کا مفرد مَلَكٌ ہے (مجرور) مُسَوِّمِيْنَ (خاص) نشان زدہ اس کا مادہ (س و م) ہے (سَوَّمَ يُسَوِّمُ) نشان لگانا اسم فاعل مُسَوِّمٌ اور اسم فاعل جمع مذکر منصوب (صفت) مُسَوِّمِيْنَ (نشان اور علامت والے)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر:

(غزوہ احد کے موقع پر) مسلمانوں کے جن دو گروہوں نے ابتدا میں پست حوصلگی دکھائی وہ قبیلۂ خزرج کے بنو سلمہ اور قبیلہ اوس کے بنو حارثہ تھے، عبداللہ بن ابی (رئیس المنافقین) کی رائے تھی کہ مدینہ کے اندر رہ کر شہر کا دفاع کیا جائے لیکن پر جوش اہل ایمان نے با اصرار کہا کہ یہ بزدلی کا مظاہرہ ہوگا ہم کو مدینہ سے باہر نکل کر دشمن کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ اور اسی رائے پر عمل کیا گیا، یہ بات عبداللہ بن ابی کو ناگوار گزری وہ مدینہ سے نکلنے کو تو نکلا لیکن راستے ہی میں ''مقام شوط'' کے پاس اپنے تین سو ساتھیوں کو لے کر الگ ہو گیا اور مدینہ واپس چلا گیا، اس غیر متوقع صورت حال سے اسلامی لشکر میں بے چینی پھیل گئی، اہل ایمان دیکھ رہے تھے کہ کفار کے تین ہزار لشکر کے مقابلے میں ان کی تعداد صرف سات سو ہے مذکورہ دونوں گروہ (بنو سلمہ اور بنو حارثہ) اس اضطراب میں خاص طور پر مبتلا ہوئے اور انہوں نے ارادہ کر لیا کہ وہ راہِ فرار اختیار کریں گے، اس عالم اضطراب میں وہ یہ بات بھول گئے کہ غزوہ بدر میں مسلمانوں کی تعداد کل تین سو تیرہ تھی لیکن اس کے باوجود محض اللہ تعالیٰ کی نصرت سے ان کو فتح حاصل ہوئی، مذکورہ قبائل کے سرداروں اور دوسرے مسلمانوں کو جوں ہی ان کے ارادہ فرار کا علم ہوا، انہوں نے فوراً ہی اپنے ضعیف الایمان ساتھیوں کو سمجھایا اور غیرت دلائی تو وہ سنبھل گئے اور جنگ کے لیے تیار ہو گئے، آیت میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، یہاں یہ بات ملحوظ رہے کہ مذکورہ دونوں گروہوں سے جس کم ہمتی کا اظہار ہوا وہ ایک بشری کمزوری تھی، اس میں کسی سازش کا دخل نہیں تھا، "وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا" (اور اللہ ان کی مدد پر موجود تھا) کے الفاظ سے یہ بات آیت نمبر 122 میں بالکل واضح ہے۔

اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ منافقین کی غداری کی وجہ سے اسلامی لشکر کی تعداد کم ہو گئی تو مسلمانوں نے اس کمی کو محسوس کیا، اس نازک موقع پر نبی ﷺ نے مسلمانوں کو تسلی دی کہ وہ قلت تعداد کی وجہ سے گھبرائیں نہیں اللہ تعالیٰ ان کی مدد تین ہزار فرشتوں سے کرے گا (اگر وہ دل کو مضبوط رکھیں، صبر اور تقویٰ پر قائم رہیں تو فرشتوں کی مزید کمک پانچ ہزار تک کر دی جائے گی)

مُسَوِّمِيْنَ کا مطلب یہ ہے کہ یہ فرشتوں کی آزمودہ کار فوج ہے جو اپنا مخصوص نشان رکھتی ہے۔

(میزان القرآن، الطاف احمد اعظمی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفہیم بالقرآن:

(۱) فرشتے میدان جنگ میں مسلمانوں کو تسلی اور ڈھارس بھی دیتے ہیں:

وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ۭ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿١٢٦﴾ (آل عمران:126/3)

''یہ بات اللہ نے تمہیں اس لیے بتادی ہے کہ تم خوش ہو جاؤ اور تمہارے دل مطمئن ہو جائیں (حق تو یہ ہے) فتح ونصرت جو کچھ بھی ہے (صرف اور صرف) اللہ کی طرف سے ہے جو بڑی قوت والا اور دانا و بینا ہے۔''

(۲) فرشتے اہل ایمان کی ہمت بھی بڑھاتے ہیں:

اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰۗىِٕكَةِ اَنِّىْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ﴿١٢﴾ (انفال:12/8)

''اس وقت یاد کیجیے جبکہ آپ کا رب فرشتوں کو حکم دیتا تھا کہ میں تمہارا ساتھی ہوں سو تم ایمان والوں کی ہمت بڑھاؤ، میں ابھی کفار کے قلوب میں رعب ڈالے دیتا ہوں، سو تم ان کی گردنوں پر مارو اور اُن کے پور پور کو مارو (ہاتھوں اور پیروں کو عضو معطل بنادو)۔''

آیات کی حکمت وبصیرت:

(۱) خاتم النبیین جناب محمد رسول ﷺ نہ صرف اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے بلکہ بہادر اور بہترین جرنیل بھی تھے اور ہمیشہ مجاہدین کے مورال کو بلند رکھتے تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بیان ہے کہ میدان جہاد میں ہم آپ ﷺ کے قریب کھڑے ہوتے، اور آپ کا اپنے رب پر مکمل یقین اور توکل تھا۔

(۲) صبر اور تقویٰ پر ثابت قدم رہنا ہی زندگی کی ہر مشکل میں اللہ تعالیٰ کی مدد کا رہنما اصول ہے۔

(۳) دشمن کے مقابلے میں ہمیشہ مستعد رہو اور اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسا رکھو۔

(۴) آج مسلمانوں کی زبوں حالی کا بڑا سبب آپس میں افتراق، گروہ بندی، نظم وضبط کی کمی، بزدلی اور ایمان کی کمزوری ہے اور جہاد سے پہلو تہی ہے، حق تو یہ ہے:

بانگِ تکبیر و صلوٰۃ، حرب و ضرب اندر آں غوغا کشادِ شرق و غرب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ اکبر کی آواز، نماز اور جہاد، اسی ہنگامے میں مشرق ومغرب کی فتح پوشیدہ ہے۔

(۵) غزوہ احد مسلمانوں کی عارضی شکست سے انہیں اس بات کا سبق سکھانا تھا کہ وہ کبھی بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کے مرتکب نہ ہوں۔

غیبی امداد کا مقصود (ا)

وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ۭ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۱۲۶﴾

اور (مسلمانو!) یہ (تمہارے لشکر کے ساتھ فرشتوں کا نزول) تو اللہ نے محض تمہاری خوشی کی اور (اس لیے بھی) تاکہ تمہارے دلوں کو اس سے اطمینانِ ہو (یہ تمہارے اطمینان خاطر کے لیے تھا) ورنہ فتح ونصرت جو کچھ بھی ہے اللہ کی طرف سے ہے جو بڑی قوت والا اور حکمتوں والا ہے ('العزیز' اس کی قوت وطاقت پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ 'الحکیم' اور وہ دانا بینا ہے اور اس کی ہر بات حکمت پر مبنی ہوتی ہے)۔

الفاظ:

وَ اور مستانفہ کلام کے آغاز میں استعمال ہوتا ہے، مَا نہیں نافیہ، **جَعَلَهُ اللّٰهُ** کیا اس کو اللہ نے، اس کا مادہ (ج ع ل) ہے (**جَعَلَ يَجْعَلُ**) بنانا، کرنا اس سے ماضی واحد مذکر غائب **جَعَلَ**، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مفعول امدادِ ملائکہ کی طرف جاتی ہے، (اَنْ يُّمِدَّ كُمْ، کہ وہ رب تمہاری مدد کرے) اللہ سبحانہ وتعالیٰ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(فاعل) یعنی اور نہیں بنایا اس کو (یعنی امداد ملائکہ کو) اللہ تعالیٰ نے، اِلَّا مگر، حرف استثنیٰ، بُشْرٰی (بشارت، خوشخبری)، لَکُمْ (لَ۔ کُمْ) لیے، تمہارے، لَ جار، کُمْ ضمیر جمع مذکر مخاطب، مجرور، وَ اور عاطفہ، لِتَطْمَئِنَّ (لِ۔ تَطْمَئِنَّ) تاکہ، آرام پکڑیں (مطمئن ہو جائیں) لِ لام تعلیل (اس لیے کہ) اس کا مادہ (ط م ن) ہے، اِطْمَأَنَّ یَطْمَئِنُّ مطمین ہونا، اِطْمَأَنَّ الْقَلْبُ دل کی بے چینی دور ہونا، الطُّمَانِیۡنَۃُ اطمینان، سکون قلب، طمانیت قلب، دل کا اطمینان محاورہ اردو میں استعمال ہوتا ہے، تَطْمَئِنَّ فعل مضارع واحد مونث غائب، لام تعلیل کی وجہ سے تَطْمَئِنَّ ن پر نصب (زبر) آئی ہے، قُلُوْبُکُمْ (قُلُوْبُ۔ کُمْ) دل، تمہارے، قُلُوْبُ مضاف اس کا مفرد قَلْبٌ ہے، کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ، یہ تَطْمَئِنَّ کا فاعل ہے (تمہارے دل)، بِهٖ (بِ۔ هٖ) ساتھ، اس کے، بِ جار، هٖ مجرور، وَمَا اور نہیں، وَ عاطفہ (جملے میں ربط کے لیے)، مَا نافیہ، النَّصْرُ مدد اس کا مادہ (ن ص ر) نَصَرَ یَنْصُرُ مدد کرنا سے مصدر النَّصْرُ، فتح، کامیابی، نُصرت، مدد اور حمایت اردو میں معروف ہیں، اَنْصَارٌ، مدینہ منورہ کے وہ باشندے جنہوں نے اسلام کو سچے دل سے قبول کیا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مدینہ منورہ آنے کی دعوت دی اور ہجرت کے وقت مدد وحمایت کی، مکہ سے ہجرت کرنے والے مہاجرین کہلائے اور مدینہ میں ان کی مدد کرنے والے انصار کے نام سے پکارے گئے، النَّصْرُ (مدد) مَا کا اسم ہے، اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ مگر اللہ ہی کی طرف سے اِلَّا مگر کلمۂ حصر (جملے میں زور پیدا کرتا ہے)، مِنْ حرف جار، عِنْدِ اللّٰهِ (اللہ کی طرف سے) مضاف ومضاف الیہ (مجرور) یعنی مدد کا انحصار نہ تو تمہارے ساز وسامان پر ہے اور نہ ہی فرشتوں کے نزول پر ہے بلکہ یہ سراسر اس غالب اور حکمت والے رب کی مدد اور طاقت سے ہے۔

تفسیر:

اس آیت میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ فرشتوں کے ذریعہ جو مدد کی گئی وہ اس لیے کہ تمہارے دل خوش اور مطمئن ہو جائیں اور دلوں سے دشمن کی کثرت کا خوف زائل ہو، پھر فرمایا کہ مدد صرف اللہ کی طرف سے ہے، وہ جس کی مدد فرمائے وہی منصور اور کامیاب ہوگا، لوگوں کی آپس کی مدد کی کوئی حیثیت نہیں، اللہ کی مدد کے سامنے ہر جماعت شکست خوردہ ہے اور ہر مدد بے حیثیت ہے، اللہ عزیز ہے یعنی غالب ہے اور حکیم بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، وہ حکمت کے مطابق مدد فرماتا ہے اور بعض مرتبہ حکمت کا تقاضا یہ ہوا (فرشتوں کے ذریعے) مدد نہ کی جائے تو ایسا بھی ہو جاتا ہے جیسا کہ غزوہ احد میں ہوا۔

(انوار البیان فی کشف اسرار القرآن، مفتی محمد عاشق الٰہی مہاجر مدنی)

غیبی امداد کا مقصود (ب)

لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ﴿۱۲۷﴾

(اور وہ اللہ یہ مدد تمہیں اس لیے دے گا) تاکہ کفر کی راہ چلنے والوں کا ایک بازو کاٹ دے یا ان کو ایسی ذلیل شکست دے کہ وہ نامرادی کے ساتھ پسپا ہو جائیں۔

الفاظ

لِيَقْطَعَ (لِ۔يَقْطَعَ) تاکہ، وہ (اللہ) کاٹ دے اس کا "فاعل" "هُوَ" ہے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف راجع ہے، لام تعلیل ہے (تاکہ) يَقْطَعَ اس کا مادہ (ق ط ع) (قَطَعَ يَقْطَعُ) قطع کرنا، کاٹنا (ہلاک کرنا) اور يَقْطَعَ فعل مضارع واحد مذکر غائب لام تعلیل کی وجہ سے يَقْطَعَ ع، پر پیش کی بجائے زبر ہے، طَرَفًا ایک گروہ کو (اُن میں سے) یہ يَقْطَعَ کا مفعول ہے، یعنی انہیں شکست اور ہزیمت سے دو چار کرے اور ذلت اور رسوائی دے اور حقیقت میں "اَلْكَبْت" دلوں میں وہ شکست خوردگی اور مایوسی ہے جس کے اثرات چہروں پر بھی نمایاں ہوں (تفسیر مدارک التنزیل)، مِّنَ حرف جار، الَّذِيْنَ اس کا مفرد الَّذِي ہے اسم موصول (یعنی اُن لوگوں میں سے)، كَفَرُوْٓا (جنہوں نے کفر کیا) اس کا مادہ (ک ف ر) ہے كَفَرَ يَكْفُرُ سے فعل ماضی جمع مذکر غائب كَفَرُوْا جنہوں نے کفر کیا کُفر دراصل حق بات کو چھپانے کا نام ہے، ایمان کے مقابل کفر کے یہی معنی ہیں، یعنی قرآن کی صداقتوں کا انکار، اللہ تعالیٰ نے انسان کی رشد ہدایت کے لیے جو دین نازل فرمایا ہے، اس کا انکار کرنا، شکر کے مقابلے میں کفر ہے، شکر کے معنی اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ کے احسانات و انعامات کو تسلیم کرنا اور اس کے احکام کو ماننا جبکہ کفر کے معنی رب العالمین کے احسانات وانعامات بھلا دینا اور رب چاہی زندگی کے مقابلے میں من چاہی زندگی گزارنا، کسان کے لیے بھی عربی زبان میں کافر کا لفظ آتا ہے، اس کی جمع کُفّار ہے کیونکہ وہ بیج کو مٹی میں چھپا دیتا ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں آتا ہے: کَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ (الحدید:60/57) ''(زندگی کی مثال ایسی ہے) جیسے کہ بارش ہوگئی تو اس سے پیدا ہوئے نباتات کو دیکھ کر کسان خوش ہو گئے، (بالآخر وہ نباتات زرد بن کر بھس بن گئی)۔''

اَوْ یا، حرف عطف، يَكْبِتَهُمْ انہیں ذلیل کرے (اس کی تشریح پیچھے ہو چکی ہے) هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب کفار کی طرف جاتی ہے، فَيَنْقَلِبُوْا پھر وہ پھر جائیں (کفار) فَ، حرف عطف (پس) يَنْقَلِبُوْا کا مادہ (ق ل ب) اِنْقَلَبَ يَنْقَلِبُ سے فعل مضارع جمع مذکر غائب يَنْقَلِبُوْا اصل میں يَنْقَلِبُوْنَ تھا۔ فَ کے بعد اَنْ پوشیدہ ہے اس لیے ن گر گیا، (وہ اس حال میں) واپس آئیں، خَآئِبِيْنَ ناکام اور نامراد ہو کر اس کا مادہ (خ ی ب) خَابَ يَخِيْبُ سے اسم فاعل جمع مذکر (حال) خَآئِبِيْنَ اس کا مفرد خَيْبَةٌ ہے (اپنی سرکشی کی وجہ سے ناکام و نامراد لوٹیں)

تفسیر:

اس آیہ مبارکہ میں مسلمانوں کو جہاد اور قتال کی غرض و غائت بتائی جارہی ہے کہ اس کے ذریعے سے کفار کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں کو کمزور کرنا ہے چنانچہ غزوہ بدر میں مشرکینِ مکہ کے بڑے بڑے سردار کام آئے اور ان کی کمر ٹوٹ گئی، غزوہ احد میں بھی مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے کامیابی سے ہمکنار فرمایا، مگر تھوڑی سی غفلت اور نافرمانی سے وہ کامیابی عارضی طور پر شکست میں بدل گئی، اور اس میں کئی جلیل القدر اَجِلّہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہادت کے رتبے پر سرفراز ہوئے، اس میں مسلمانوں کے لیے زبردست تنبیہ تھی کہ وہ کبھی بھی اللہ تعالیٰ کے احکام اور رسول اللہ ﷺ کی ہدایت کو فراموش نہ کریں اور یہی ان کے لیے دنیا اور آخرت میں فوز و فلاح کا راستہ ہے۔

آیات کی حکمت و بصیرت:

(۱) محاذ جنگ میں اطمینانِ قلب، ہمت و حوصلہ صفوں میں اتحاد، استقامت اور پامردی کی بہت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضرورت ہوتی ہے، انہی اخلاقی صفات سے اللہ تعالیٰ کی مدد مسلمانوں کو ملی ہے اور تا قیامت ملتی رہے گی، ان شاء اللہ قرآن حکیم کی اس زرّیں تعلیم کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے: ''اے ایمان والو! صبر سے کام لو، باطل پرستوں کے مقابلے میں استقامت اور پامردی دکھاؤ، حق کی خدمت کے لیے کمر بستہ رہو، اور اللہ سے ڈرتے رہو امید ہے کہ فلاح پاؤ گے۔'' (ترجمہ: آل عمران: ۳/۲۰۰)

(۲) اپنی صفوں میں رخنہ پیدا ہونے سے ہمیشہ محتاط رہیں اور ان کی صفت قرآن اس طرح بیان کرتا ہے: ''اللہ کو تو وہ لوگ پسند ہیں جو اس کی راہ میں اس طرح کمر بستہ ہو کر لڑتے ہیں گویا کہ وہ ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔'' (ترجمہ سورۃ الصف: ۶۱/ ۴)۔

کاش کہ عالم اسلام کے مسلمان ان ہدایات کو سمجھ لیں۔

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن!

سب اختیارات اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں (۱)

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَٰلِمُونَ ﴿١٢٨﴾

(اے پیغمبرؐ) یہ معاملہ آپ کے ہاتھ میں نہیں، اللہ کو اختیار ہے چاہے انہیں معاف کرے، چاہے سزا دے کیونکہ وہ ظالم ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفاظ:

لَيْسَ فعل ماضی، ناقص کہلاتا ہے (نہیں ہے)، زمانہ حال کی نفی کرنے والا کلمہ ہے، جملہ اسمیہ پر داخل ہو کر اسم کو رفع (پیش) اور خبر کو نصب (زبر) دیتا ہے جیسا کہ لَيْسَ زَيْدٌ قَائِمًا زید کھڑا نہیں ہے، اس کا مضارع استعمال نہیں ہوتا اور ماضی کے صیغے بدلتے جاتے ہیں جیسا کہ واحد مخاطب مذکر کا صیغہ ہے:

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَىٰ إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا (النساء:194/4) ''(مومنو!) جو تمہاری طرف سلام (کرنے میں) تقدیم کرے اسے فوراً نہ کہہ دو کہ تو مومن نہیں ہے (بلکہ تحقیق کر لو)''۔ لَكَ (لَ۔كَ) لیے، آپ کے، لَ حرف جار، كَ مجرور لَيْسَ کی خبر مقدم ہے، مِنَ الْأَمْرِ (اس امر میں، اس بات میں) مِنْ جار، الْأَمْرِ مجرور، شَيْءٌ (کچھ بھی) لَيْسَ کا اسم (موخر ہے) یعنی آپ کا اس امر میں کوئی دخل نہیں ہے، أَوْ یا، حرف عطف، يَتُوبَ عَلَيْهِمْ وہ (اللہ) اُن پر (مہربانی سے) متوجہ ہو (جبکہ اُن کے دل اسلام کی طرف مائل ہو جائیں) اس کا مادہ (ت و ب) ہے، فعل مضارع، واحد مذکر غائب۔

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

''شرعاً اسے توبہ جب کہیں گے کہ گناہ کو گناہ سمجھ کر چھوڑ دے اور اپنی کوتاہی پر نادم اور دل سے شرمندہ ہو اور آئندہ گناہ سے باز رہنے کا پختہ عزم کرے (اور اگر حقوق العباد میں حق تلفی کی ہو) تو حتی الامکان تلافی کی کوشش کرے، توبہ کی یہ چار شرطیں ہیں جن کے پائے جانے سے توبہ مکمل ہوتی ہے۔

تَابَ کے بعد إِلَىٰ آ جائے، تو رب کائنات کے حضور توبہ کرنے کے ہیں جیسا کہ:

وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (النور:31/24)

''اے مومنو! تم سب مل کر اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو، توقع ہے کہ فوز و فلاح سے ہمکنار ہو جاؤ گے''۔

اگر تاب کے بعد عَلَىٰ آ جائے تو اس کے معنی اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مہربانی اور اس کی طرف سے بخشش اور معافی ہوتی ہے جیسا کہ:

لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ (التوبہ:117/9)

''اللہ نے معاف کر دیا نبیؐ کو اور اُن مہاجرین و انصار کو جنہوں نے بڑی تنگی کے وقت میں نبیؐ کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ دیا۔" (مفردات القرآن)

اَوْ یا، حرف عاطفہ، یُعَذِّبَهُمْ (یُعَذِّبَ۔هُمْ) وہ (اللہ) عذاب دے۔ اُن کو اس کا مادہ (ع ذ ب) ہے (عَذَّبَ یُعَذِّبُ) سزا دینا، عذاب دینا، تَعْذِیبٌ باب تفعیل مصدر سے صیغہ واحد مذکر غائب یُعَذِّبُ لفظ عذاب اردو میں معروف ہے، عَذَّبَ کا عطف (یَتُوبَ) پر ہے کیونکہ یہ بھی منصوب (زبر والا) ہے، فَاِنَّهُمْ (فَ۔اِنَّ۔هُمْ) پس، یقینا، وہ فَ تعلیلیہ کہلاتا ہے کیونکہ ان کو عذاب ملنے کا سبب یہ ہے کہ اِنَّ کلمۂ تحقیق، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب، اِنَّ کا اسم ہے، ظٰلِمُوْنَ ظلم کرنے والے ہیں اس کا مادہ (ظ ل م) ظَلَمَ یَظْلِمُ (ظلم کرنا) اس سے اسم فاعل جمع مذکر ظٰلِمُوْن اور اس کا مفرد ظَالِمٌ ہے، یہ اِنَّ کی خبر ہے اور حالت رفعی میں ہے۔

تفسیر:

غزوہ اُحد کے سنگین واقعات سے آپ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کو سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑا، اس موقع پر آپ ﷺ کا سر مبارک زخمی ہوا اور دندان مبارک شہید ہوئے، اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا:

كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوْا نَبِيَّهُمْ "وہ قوم کس طرح فلاں پا سکتی ہے جس نے اپنے نبیؐ کو زخمی کر دیا۔"

اس موقع پر آپ ﷺ نے مشرکین کے سرداروں کے حق میں بد دعا بھی فرمائی، مثلاً ابوسفیان بن حرب، صفوان بن امیہ سہیل بن عمرو اور حارث بن ہشام، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ پر وحی نازل فرما کر آپ کو اُن کے خلاف بد دعا کرنے، انہیں لعنت کرنے اُن کے لیے رحمت سے دوری کی درخواست کرنے سے منع فرما دیا اور فرمایا:

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ "آپ کے اختیار میں کچھ نہیں۔"

آپ ﷺ کے فرائض صرف یہ ہیں کہ تبلیغ کریں، مخلوق کی رہنمائی فرمائیں، اور اُن کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کریں، باقی معاملات اللہ کے ہاتھ میں ہیں، وہ جیسے چاہتا ہے تدبیر فرماتا ہے، جسے چاہتا ہے ہدایت نصیب فرما دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے، آپ انہیں بد دعائیں نہ دیں۔ اُن کا معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہے، اگر اس کی حکمت اور رحمت کا تقاضا ہوگا تو ان کی توبہ قبول فرما کر انہیں اسلام کی نعمت عطا فرما دے گا۔ اور اگر اس کی رحمت اور حکمت کا تقاضا ہوا تو انہیں ہدایت سے محروم فرما کر کفر میں پڑا رہنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دے گا، اس صورت میں اپنے نقصان کا باعث اور اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے وہی ہوں گے، اللہ تعالیٰ نے ان معیّن افراد کو اور کئی دوسروں کو بھی ہدایت نصیب فرمائی اور وہ مسلمان ہو گئے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کا اختیار بندوں کے اختیار پر غالب ہے، بندے کا درجہ جتنا بھی بلند ہو اس سے یہ ہوسکتا ہے کہ وہ ایک چیز کو بہتر سمجھ کر منتخب کرے حالانکہ بہتری اور مصلحت دوسری چیز میں ہو، اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ معاملات میں اختیار نہیں رکھتے تھے، لہٰذا دوسرے افراد بدرجہ اولیٰ اختیار سے محروم ہوں گے، اس میں انبیاء و اولیاء سے حاجتیں مانگنے والوں کی سخت تردید ہے اور یہ وضاحت ہے کہ اس قسم کا عقیدہ رکھنا ''شرک فی العبادت ہے'' جو اُن لوگوں کی کم عقلی کو ظاہر کرتا ہے کہ جس ہستی کے ہاتھ میں سب اختیارات ہیں اسے چھوڑ کر انہیں پکارتے ہیں جو ذرہ برابر اختیار نہیں رکھتے، یہ بہت بڑی گمراہی ہے، غور کیجیے جب اللہ نے ان کی توبہ قبول کرنے کا ذکر فرمایا تو فعل کو اپنی طرف منسوب فرمایا: اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ ''یا وہ (رب کائنات) ان پر متوجہ ہو مہربانی سے یا عذاب دے ان کو۔''

جس کا یہ نتیجہ برآمد ہوا اور ثابت ہوا کہ نعمت تو بندے پر اللہ کا خالص فضل ہوتا ہے، اس کے لیے ضروری نہیں کہ بندے کی طرف سے پہلے کوئی عمل ہوا ہو جو اس نعمت کا سبب بنے نہ کسی وسیلے کی ضرورت ہے لیکن جب عذاب کا ذکر فرمایا تو ساتھ ہی اُن کے ظلم کا ذکر فرمایا اور فائے سببیہ کے ذریعے سے واضح فرمایا کہ عذاب کا سبب اُن کا ظلم ہے۔ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ''یا اُن کو عذاب دے کیونکہ وہ ظالم ہیں''، تاکہ اس سے اللہ کا کامل عدل اور اس کی کامل حکمت ظاہر ہو کہ اس نے سزا کو مناسب مقام پر رکھا اور بندے پر ظلم نہیں کیا بلکہ بندے نے خود اپنے آپ پر ظلم کیا۔ (تفسیر السعدی عبدالرحمن بن ناصر السعدی)

اگلی آیت میں یہ بیان ہو رہا ہے کہ اس پوری کائنات کا خالق و مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے بندوں کو بخشنے اور عذاب دینے کے بعد بھی اختیار صرف اس کے پاس ہیں، بندوں پر لازم ہے کہ اسی رب کریم کی بخشش کے طلبگار اور وفادار رہیں اور پھر اسی کی رحمت کی امید رکھیں۔

سب اختیارات اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں (ب)

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۹﴾

زمین اور آسمانوں میں جو کچھ ہے اس کا مالک صرف اللہ ہے جس کو چاہے بخش دے (اس کے مخلص ایمان والے بندے ہو سکتے ہیں) اور جس کو چاہے عذاب دے (عذاب کے مستحق منکر اور باغی ہو سکتے ہیں) وہ معاف کرنے والا (جو اس سے بخشش کا طلبگار رہے) اور رحیم ہے (اسے وہ اپنے سایۂ رحمت میں رکھتا ہے)۔

الفاظ

وَ اور عاطفہ (جملے میں ربط کے لیے)، لِلّٰهِ (لِ۔للّٰهِ) لیے، اللہ (کے) یعنی اللہ ہی مالک ہے لام تملیک ہے (ملکیت کو واضح کر رہا ہے)، لِ (حرف جار)، اللّٰه (اسم مجرور)، مَا جو کچھ اسم موصول، فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، فِي السَّمٰوٰتِ (جار مجرور) وَ مَا اور جو کچھ (اسم موصول)، فِي الْاَرْضِ زمین میں ہے (جار مجرور)، يَغْفِرُ وہ بخشتا ہے، معاف فرماتا ہے، اس کا مادہ (غ ف ر) ہے غَفَرَ يَغْفِرُ سے فعل مضارع واحد مذکر غائب اس میں ضمیر (هُوَ) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف راجع ہے یعنی اللہ ہی ہے جو بخشنے اور معاف فرمانے والا ہے، لِمَنْ يَّشَآءُ (جسے وہ چاہے)، لِمَنْ (لِ۔مَنْ) لیے، جس (کو) لِ حرف جار، مَنْ موصولہ، يَّشَآءُ (چاہتا ہے وہ اللہ) مضارع واحد مذکر غائب اس میں ضمیر واحد مذکر هُوَ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف راجع ہے ظاہر ہے کہ اس رب قدیر کی بخشش اور مغفرت اپنے نیک اور صالح بندوں کے لیے ہوتی ہے اور وہی اکیلا اس میں متصرف ہے اس میں کوئی اور اس کا شریک نہیں ہے، اس کا مادہ (ش ی ء) ہے (شَآءَ يشَآءُ) چاہنا، اس کا مصدر مَشِيْئَةٌ (چاہت) ہے، اور یہ اردو میں جانا پہچانا لفظ ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے بندہ مومن اللہ تعالیٰ کی مشیت (چاہت) پر راضی رہتا ہے، وَ اور عاطفہ، يُعَذِّبُ (وہ اللہ عذاب دیتا ہے) اس کا مادہ (ع ذ ب) ہے عَذَّبَ يُعَذِّبُ عذاب دینا، سزا دینا تَعْذِيْبٌ مصدر باب تفعیل، مَنْ يَّشَآءُ (جس کو وہ چاہتا ہے) یعنی وہ رب قدیر وہی اکیلا اس میں متصرف ہے، اس میں کوئی اور اس کا شریک نہیں ہے، اس کا یہ ہرگز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطلب نہیں ہے کہ جسے چاہے وہ معاف کردے اور جس کو چاہے سزا دے ڈالے یہ بات تو اس کے عدل کے خلاف جاتی ہے، نیک لوگوں کو وہ جزا دیتا ہے اور گنہگار اس کی گرفت سے بچ نہیں سکتے، یقیناً وہ سب سے بڑا عادل ہے۔

وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ اور اللہ بہت معاف کرنے والا ہے (جو اس سے بخشش کا طلبگار رہے) اور رَّحِیْمٌ (بخشنے کے بعد وہ اپنے سایۂ رحمت میں پناہ بھی دیتا ہے، سبحان اللہ!)

تفسیر:

اللہ تعالیٰ ہی اس کائنات اور اس کی ہر چیز کا خالق و مالک ہے اور وہ اپنے بندوں کو خیر اور بھلائی کی طرف بلاتا ہے، اس کی صفت 'السلام' ہے وہ لوگوں کو سلامتی کے دروازے پر ندا دیتا ہے، اس کی رحمت اس کے غضب پر حاوی ہے، اس آیت میں اشارہ ہے کہ قریش مکہ بھی بالآخر اسلام قبول کرلیں گے۔

(زبدۃ التفسیر)

تفسیر بالقرآن:

(۱) نیک مرد ہو یا عورت رب کریم اُس کا اجر ضائع نہیں فرماتا:

ارشاد ہوتا ہے:

اَنِّیْ لَاۤ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ (آل عمران:195/3)

''میں تم میں سے کسی کا عمل ضائع کرنے والا نہیں ہوں خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔''

(۲) تمہاری کوششیں مختلف ہوتی ہیں:

اِنَّ سَعْیَكُمْ لَشَتّٰى ؕ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَ اتَّقٰى ۙ وَ صَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۙ فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْیُسْرٰى ؕ وَ اَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَ اسْتَغْنٰى ۙ وَ كَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۙ فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ؕ

(اللیل:92/10-4)

''(رب کریم کا فرمان ہے) دراصل تم لوگوں کی کوششیں مختلف قسم کی ہیں تو جس نے (اللہ کے راستے میں) مال دیا اور (اللہ کی نافرمانی سے) پرہیز کیا، اور (حق باتوں کو) صدق دل سے مانا اس کو ہم آسان راستے کی سہولت دیں گے (نیکی کے راستے پر چلنے کی توفیق دیں گے، دنیا اور آخرت میں جزا ملے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گی۔ اور جس نے بخل کیا اور (اپنے رب اور اس کی فرمانبرداری) سے بے پرواہ رہا اور بھلائی کو جھٹلایا (حق بات سے منہ موڑا) اس کو ہم سخت راستے کی سہولت دیں گے۔ (اسے برائی کے راستے پر چلنا آسان ہو جائے گا)۔"

آیات کی حکمت وبصیرت:

(۱) کسی کو معاف کر دینا یا کسی اور کو عذاب دینا صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے ہاں وہ رب کریم عادل ہے، وہ کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں فرماتا ہے (وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا)

(۲) وہ لوگوں کو ہمیشہ سلامتی کی طرف بلاتا ہے (واللّٰہُ یدعُوٓا الی دارِ السَّلَام)

سچ بات تو یہی ہے:

آہ اے مردِ مسلماں کیا تجھے یاد نہیں
حرفِ لَا تَدْعُ مَعَ اللهِ اِلٰهًا آخَرَ

جو شخص اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو معبود سمجھ کر اس کے آگے جھکتا ہے وہ اپنی تذلیل کا سامنا خود کرتا ہے، اور یہ بات شرف انسانی کے سراسر خلاف ہے۔

سود سے بچو..... یہ انتہائی سنگین جرم ہے

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۳۰﴾

• اے ایمان والو! یہ بڑھتا اور چڑھتا سود کھانا چھوڑ دو اور اللہ سے ڈرتے رہو (کہ اس کی نافرمانی سے نقصان اٹھاؤ گے اور اس کی اطاعت سے)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امید ہے کہ فلاح پاؤ گے۔

الفاظ:

یَا حرف ندا ہے جو اپنے منادی پر اضافت کی شکل میں زبر دیتا ہے مثلاً یَا عَبْدَ اللّٰہِ (عَبْدٌ کی د پر یَا کی وجہ سے زبر آتی ہے) اور مضاف نہ ہونے کی شکل میں رفع (پیش) دیتا ہے جیسا کہ یَا اَحْمَدُ (اے احمد! د پر پیش آتی ہے)

اَیُّھَا (اَیٌّ۔ ھَا) یہ دونوں لفظ مل کر منادیٰ بنتے ہیں (وہ لوگ) اَیٌّ کے ساتھ ھَا کا اضافہ حرف تنبیہ ہے، قرآن حکیم میں یَآیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا. جہاں کہیں آیا ہے وہاں اہل ایمان کو تنبیہ کی جارہی ہوتی ہے کہ وہ اس بات کو غور سے سن لیں اور اسے حرز جاں بنائیں۔

اَلَّذِیْنَ جو اسم موصول (جمع) اس کا مفرد اَلَّذِیْ ہے، اٰمَنُوْا ایمان لائے ہو، اس کا مادہ (ء م ن) ہے (اٰمَنَ، یُؤْمِنُ) ایمان لانا، اللہ تعالیٰ کو دل سے رب واحد مان کر اس کے احکام کی پیروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مطہرہ کے مطابق کرنا اِیْمَانٌ مصدر باب افعال اور اس سے فعل ماضی جمع مذکر غائب اٰمَنُوْا. لَا تَاْکُلُوْا (تم نہ کھاؤ) فعل مضارع نہی جمع مذکر حاضر اصل میں تَاْکُلُوْنَ. لَا ناھیہ کی وجہ ن جمع کا حذف ہوا۔

الرِّبٰوا سود، اس کا مادہ (ر ب و) ہے (رَبَا، یَرْبُوْ) بڑھنا، اضافہ ہونا، رَبَا الْمَالُ مال میں اضافہ ہونا، بڑھنا، اَلرِّبَا. زیادتی، اضافہ ناجائز نفع، بیاج، سود، شریعت اسلام میں رِبَا اس فاضل مال کو کہتے ہیں جو کسی عوض (بدل) کے بغیر معاملہ کے ایک فریق دوسرے سے طے شدہ شرط کے تحت حاصل کرے، "علم اقتصاد" میں رِبَا اس رقم کو کہتے ہیں جو قرض لینے والا مقررہ شرائط کے مطابق اصل قرض کے علاوہ قرض خواہ (قرض دینے والے کو) کو ادا کرتا ہے۔ (القاموس الوحید)

تفسیر:

حافظ عبدالسلام حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

اس سے بعض لوگوں نے سود مرکب کو حرام اور سود مفرد کو حلال ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، حالانکہ یہاں اس زمانے کے سود خوروں کی سنگ دلی بیان ہو رہی ہے، جو آج بھی موجود ہیں۔ زمانۂ جاہلیت میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت سے لوگ دوسروں کو سودی قرض دیا کرتے، جب قرض کی میعاد ختم ہو جاتی تو مقروض سے کہتے قرض ادا کرو ورنہ سود میں اضافہ کرو، قرض ادا نہ کرنے کی صورت میں میعاد میں توسیع کردی جاتی اور سود کی مقدار میں اضافہ کردیا جاتا، اس طرح کچھ عرصے کے بعد سود کی مقدار اصل زر سے بھی کئی گناہ زیادہ ہو جاتی اور یہ سود تجارتی اور غیر تجارتی دونوں طرح کا ہوتا تھا جیسا کہ اس آیت کی تفسیر کے تحت تابعین نے تصریح کی ہے سودی کاروبار کی اس بھیانک صورت کی طرف قرآن نے "اَضْعَافًا" کے الفاظ سے اشارہ فرمایا ہے، اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مرکب سود حرام اور سادہ جائز ہے صرف قرض کی ایک صورت جائز ہے جیسا کہ فرمایا:

وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۹﴾ (البقرہ:279/2)

''اور اگر تم توبہ کرلو، تو تمہیں اپنے اصل مال لینے کی اجازت ہے، جس کو جتنا قرض دیا، وہی واپس لے سکتے ہو) نہ تم ظلم کرو گے اور نہ تم پر ظلم کیا جائے گا۔'' (تفسیر القرآن الکریم)

"اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً" اس کا مادہ (ض ع ف) ہے ضِعْفٌ کی جمع اَضْعَافًا (دوگنا) مُضٰعَفَةً (چوگنا کرکے) محاورے میں کہیں گے بڑھتا چڑھتا، وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور تم اللہ سے ڈرتے رہو (ہر وقت اور ہر معاملے میں اس کا خوف دل میں رکھو) وَ حرف عاطفہ، اتَّقُوا تم ڈرتے رہو اس کا مادہ (و ق ی) ہے (اِتَّقٰی يَتَّقِيْ) ڈرنا، خوف کھانا، اِتِّقَاء مصدر فعل امر جمع مذکر، اِتَّقُوْا، لَعَلَّكُمْ (لَعَلَّ۔ كُمْ) تاکہ تم كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر، تُفْلِحُوْنَ اس کا مادہ (ف ل ح) ہے (اَفْلَحَ يُفْلِحُ) فلاح پانا کامیابی حاصل کرنا اس سے فعل مضارع جمع مذکر حاضر، تُفْلِحُوْن اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں کامیابی یقینی ہو جاتی ہے۔

آگ کفار کے لیے ہے

وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۱﴾

(لوگو!) اس آگ سے بچو جو کافروں کے لیے مہیا کی گئی ہے۔

الفاظ

وَ اور عاطفہ (جملے میں ربط کے لیے) اتَّقُوا (اِتَّقٰی يَتَّقِيْ) بچنا، فعل امر جمع مذکر اِتَّقُوْا (تم ڈرو)،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

النَّارَ (آگ) مفعول اور مونث سماعی ہے اس کے لیے اسم موصول، الَّتِیٓ آیا ہے، جو مونث کے لیے ضمیر استعمال ہوتی ہے، اُعِدَّتْ (وہ آگ تیار کی گئی ہے) اِس کا مادہ (ع د د) ہے اَعَدَّ یُعِدُّ سے فعل ماضی مجہول صیغہ واحد مونث غائب اُعِدَّتْ اس میں "ھِیَ" ضمیر نائب فاعل "النّار" آگ کی طرف، محذوف ہے (یعنی یہ آگ تیار کی گئی ہے)، لِلْکٰفِرِیْنَ (لِ۔اَلْکٰفِرِیْن) لیے، کفار (کے) یعنی یہ آگ کفار کے لیے تیار کی گئی ہے (اے اللہ! ہمیں کفر سے محفوظ رکھیے، ایمان کی دولت سے نوازیے اور اہل ایمان میں سے بنا دیجیے) لِ حرف جار، کَفَرَ یَکْفُرُ سے اسم فاعل جمع مذکر کَافِرُوْن حالت رفعی اور حالت جری میں کَافِرِیْنَ لام جارہ کی وجہ سے آیا ہے۔

تفسیر:

مولانا عبدالماجد دریابادی لکھتے ہیں:

جہنم کی آگ اصلاً ہے تو کافروں ہی کے لیے، (اے مسلمانو!) کہیں تم کافروں کے سے اعمال کر کے اپنے کو ان کی لپیٹ میں نہ لے آنا، اکثر ائمہ تفسیر اس طرف گئے ہیں کہ یہ وعید ان لوگوں کے لیے ہے جو سود خوری کو عقیدۂ حلال سمجھتے تھے اور اس لیے حدود کفر میں داخل تھے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ یہ قرآن مجید کی بہت زیادہ ڈرانے والی آیت ہے کہ اس میں دوزخ سے جو حقیقۃً کفر کی سزا ہے۔ اُن لوگوں کو بھی ڈرایا گیا ہے جو اللہ کی حرام ٹھہرائی ہوئی چیزوں سے نہیں بچتے:

كَانَ ابو حنيفة رحمة اللهِ عَليه يَقُوْلُ هِيَ أخوفُ اٰية فِي الْقُراٰنِ حيثُ أوعَدَ اللهُ الْمُؤمنينَ بالنَّارِ المعدّة لِلْكافِرِيْنَ اِنْ لَمْ يَتَّقُوْهُ فِي اِجْتِنَابِ مَحَارِمِهِ (مدارک بحوالہ تفسیر ماجدی)

"امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ قرآن میں سب سے زیادہ خوفناک یہ (آیت نمبر 131) ہے۔ کہ اللہ نے مومنوں کو اس آگ کی وعید سنائی ہے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کافروں کے لیے تیار کی ہے کہ اگر وہ (مومن) اللہ کے محارم (جن کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے) سے اجتناب نہ کریں گے تو ان کے لیے جہنم کی آگ ہے۔"

مسلمانوں کو پھر تنبیہ کی جا رہی ہے کہ ان کے لیے فوز و فلاح کا صرف اور صرف ایک ہی راستہ ہے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ احکام الٰہی کی پیروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں کریں، ارشاد ہوتا ہے:

اطاعت وفرمانبرداری

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾

(مسلمانو!) اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، توقع ہے کہ تم پر رحم کیا جائے گا۔

الفاظ

وَ اور عاطفہ (جملے میں ربط کے لیے)، اَطِيْعُوا تم سب اطاعت کرو، اس کا مادہ (ط و ع) ہے۔ اَطَاعَ يُطِيْعُ سے فعل امر جمع مذکر حاضر، یہ لفظ اردو میں معروف ہے، اَطِيْعُو اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ (تمہارے لیے کامیابی اور کامرانی کا صرف یہی راستہ ہے) کہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر صدق دل سے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عمل پیرا ہو جاؤ، لَعَلَّكُمْ (لَعَلَّ۔ كُمْ) تاکہ، تم پر، كُمْ ضمیر جمع مذکر مخاطب مسلمانوں کی طرف جاتی ہے، تُرْحَمُوْنَ تم پر رحم کیا جائے اس کا مادہ (رح م) رَحِمَ يَرْحَمُ سے فعل مضارع مجہول جمع مذکر مخاطب تُرْحَمُوْنَ (تم پر رحم کیا جائے) بندے جب خلوص دل سے اطاعت اور فرمانبرداری کا دم بھرتے ہیں تو وہ رب کریم یقیناً قدردان ہے، مرد ہو یا عورت وہ کسی کا عمل ضائع نہیں فرماتا ہے۔

تفسیر:

عبدالرحمن بن ناصر السعدیؒ لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کے اوامر پر عمل اور اس کے نواہی سے اجتناب کر کے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عمل پیرا ہو جاؤ یہ بات حصولِ رحمت کا سبب ہے اور رب کریم نے خود فرمایا ہے۔

وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۭ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ (الاعراف:156/7)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”رب کریم کا ارشاد ہے) میری رحمت ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے۔ اور اسے میں ان لوگوں کے حق میں لکھوں گا جو نافرمانی سے پرہیز کریں گے (صدق دل سے فرمانبرداری کا راستہ اختیار کریں گے) زکوۃ دیں گے اور میری آیات پر ایمان لائیں گے (ہر شعبہ حیات میں میرے احکام کو مانیں گے)۔“

تفسیر بالقرآن:

(۱) سودخوری...... اللہ اور رسول ﷺ سے جنگ:

يَاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷۸﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ (البقرہ:278,279/2)

”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو کچھ تمہارا سود لوگوں پر باقی رہ گیا ہے (اس حکم سننے کے بعد) اسے چھوڑ دو، اگر واقعی تم ایمان لائے ہو، لیکن اگر تم نے ایسا نہ کیا، تو آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے تمہارے خلاف اعلانِ جنگ ہے۔“

(اَسْتَغْفِرُ اللّٰه! یہ دنیا و آخرت میں سوائے خسارے کے اور کیا ہے؟)

(۲) سود حرام ہے اور تجارت حلال ہے:

قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ۭ (البقرہ:275/2)

”(زر پرست اور دیوانے کہتے ہیں) تجارت بھی تو آخر سود ہی جیسی چیز ہے، حالانکہ اللہ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام۔“

(۳) اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقہ کو بڑھاتا ہے:

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ۭ (البقرہ:276/2)

”اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقہ بڑھاتا ہے (سودخور کا انجام بربادی و تباہی ہے، جبکہ صدقہ و خیرات کرنے والے کے لیے ابدی راحت و فلاح ہے)۔“

(۴) سودخور دیوانہ اور خبطی ہوگا:

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ (البقرہ:۲/۲۷۵)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''سود خور لوگ نہ کھڑے ہوں گے (قبر سے اٹھتے وقت اور میدان حشر میں) مگر اس طرح جس طرح وہ کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان چھوکر خبطی (دیوانہ) بنا دے۔''

آیات کی حکمت وبصیرت:

(۱) اسلام پاکیزہ اور صاف ستھرے نظام کا علمبردار ہے، وہ زندگی کے ہر رخ کو...... خواہ سیاسی ہو یا معاشی، سماجی ہو یا انفرادی، پاکیزگی اور طہارت سے آراستہ کرتا ہے۔

(۲) زندگی کی کامیابی دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کے احکام کی پوری طرح پابندی، سنت مطہرہ کی اتباع میں مضمر ہے۔

مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ رزق حلال کی تلاش کریں: ؎

ظاہر میں تجارت ہے، حقیقت میں جوا ہے
سود ایک کا لاکھوں کے لیے مرگ مفاجات

بظاہر تو بنکوں، سٹاک مارکیٹ، انشورنس کمپنیوں اور بچت کی سکیموں میں تجارت ہو رہی ہے لیکن حقیقت میں جُوا چل رہا ہے۔ ایک شخص کہتا ہے میں فلاں کمپنی کے اتنے حصے خریدتا ہوں دوسرا کہتا ہے میں اتنے حصے بیچتا ہوں۔ ٹیلی فونوں پر فرضی خرید و فروخت ہوتی رہتی ہے۔ کوئی شخص اچانک بے شمار رقم کما لیتا ہے اور کروڑ پتی بن جاتا ہے لیکن لاکھوں لوگوں کی رقم اچانک ڈوب جاتی ہے اور وہ موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ان کا سارا سرمایہ جاتا رہتا ہے۔ افسوس کہ ہم نے اس ملک کو بے شمار مالی اور جانی قربانیوں سے حاصل کیا مگر نظامِ اسلام سے آج تک محروم ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیک اعمال ہی کامیابی کی راہ ہے

وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۳﴾

اور (نیک اعمال کی طرف) دوڑ کر چلو اس راہ پر جو تمہارے رب کی بخشش اور اُس جنت کی طرف جاتی ہے جس کی وسعت زمین اور آسمانوں جیسی ہے جو پرہیز گاروں کے لیے تیار کی گئی ہے (جو زندگی کے ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچتے ہیں)۔

الفاظ:

وَ اور عاطفہ، سَارِعُوْٓا دوڑ لگانا، لپکنا، مستعد اور سرگرم رہنا، "اَلسُّرْعَةُ ضِدُّ الْبُطْءِ، وَ يُسْتَعْمَلُ فِي الْاَجْسَامِ وَالْاَفْعَالِ" تیز روی، سست روی کی ضد ہے اور یہ جسمانی مشقت سے اور نیک اعمال سے عبارت ہے جیسا کہ اوپر کی آیت مبارکہ میں ہے (وَ سَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ) اور پھر ارشاد ہوتا ہے:

وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ (آل عمران:114/3)

''اور اچھے لوگ بھلائی کے کاموں میں سرگرم رہتے ہیں۔''

(معجم تفسیر مفردات الفاظ القرآن سمیع عاطف الزین)

اِلٰى طرف حرف جار، مَغْفِرَةٍ بخشش (کے) اس کا مادہ (غ ف ر) غَفَرَ يَغْفِرُ (معاف کرنا، اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو بخشنا) اس سے مصدر مَغْفِرَةٍ (بخشش) اِلٰى کی وجہ سے مجرور (زیر) ہے، مِّنْ رَّبِّكُمْ اپنے رب کی طرف، مِّنْ حرف جار، رَّبِّ مضاف (مجرور) كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر، مضاف الیہ، وَ اور عاطفہ، جَنَّةٍ مجرور اس کا عطف مَغْفِرَةٍ کے اوپر ہے (اس لیے اعرابی حالت یکساں ہے)،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَرْضُهَا (عَرْض۔ھَا) چوڑائی، اس (جنت کی) ھَا کی ضمیر واحد مونث جنت کی طرف جا رہی ہے، عَرْضُ مضاف ھَا مضاف الیہ (مبتدا)، السَّمٰوٰتُ تمام آسمان اس کا مفرد، سَمَاءٌ ہے، عَرْضُهَا کی خبر ہے (یعنی جنت کی وسعت زمین و آسمان سے بھی کہیں بڑھ کر ہے یعنی بہت ہی وسیع ہے)، وَ اور عاطفہ، الْاَرْضُ مونث سماعی ہے اس کا عطف السَّمٰوٰتُ پر ہے اس لیے اعرابی حالت یکساں ہے۔

اُعِدَّتْ تیار کی گئی ہے (وہ جنت) اس کا مادہ (ع د د) ہے اَعَدَّ یُعِدُّ سے فعل ماضی مجہول واحد مونث غائب (اُعِدَّتْ) تیار کی گئی ہے، لِلْمُتَّقِیْنَ (لِ۔لْمُتَّقِیْنَ) لیے، پرہیز گاروں (کے) لِ حرف جار، "مُتَّقِیْنَ" اِتَّقٰی یَتَّقِیْ سے اسم فاعل جمع مذکر مُتَّقُوْنَ حالت رفعی اور ل، کی وجہ سے حالت جری میں لِلْمُتَّقِیْنَ ہوا یعنی یہ اہل تقویٰ کے لیے اللہ تعالیٰ نے تیار کر رکھی ہے۔ (اے رب کریم! ہمیں اہل تقویٰ میں شامل فرمادے، آمین!)

تفسیر:

مولانا عبدالماجد دریابادی لکھتے ہیں:

عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ۔۔ یعنی وہ (جنت) بے انتہا وسیع ہے، اس میں سب کی گنجائش ہے، جنت کی بجنسہٖ پیمائش کرنا مقصود نہیں بلکہ اس کی بے انتہا وسعت اور گنجائش کا اظہار مقصود ہے، عربی محاورہ میں انتہائے وسعت کے اظہار کا یہی پرائیہ ادا ہے عرض سے مراد یہاں چوڑان نہیں بلکہ مطلق وسعت و گنجائش ہے۔ (تفسیر ماجدی بحوالہ تفسیر کبیر امام رازی رحمہ اللہ)

اب اہل تقویٰ کی صفات کا آئندہ ذکر آرہا ہے:

اہل تقویٰ کی صفات (ا)

الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۳۴﴾

(اہل تقویٰ کون لوگ ہیں؟) جو ہر حال میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں خواہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدحال ہوں یا خوش حال، جو غصے کو پی جاتے ہیں اور دوسروں کے قصور معاف کر دیتے ہیں۔ ایسے نیک لوگ اللہ کو بہت پسند ہیں۔

الفاظ

اَلَّذِيْنَ جو لوگ کہ اسم موصول جمع مذکر مفرد، اَلَّذِيْ ہے، اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ خرچ کرتے ہیں اس کا مادہ (ن ف ق) ہے اَنْفَقَ يُنْفِقُ سے فعل مضارع جمع مذکر غائب يُنْفِقُوْنَ (خرچ کرتے ہیں) اِنْفَاق فِي سَبِيْلِ اللهِ وہ رقم جو اللہ کی راہ میں خرچ کی جائے، اردو میں یہ محاورہ معروف ہے، فِي السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ خوشحالیوں میں اور تنگیوں میں، فِي حرف جار، السَّرَّآءِ اس کا مادہ (س ر ر) ہے سَرَّ يَسُرُّ (خوش ہونا) سے مصدر سماعی السَّرَّآءِ (خوشحالی، فراخی) سُرُوْر اردو میں استعمال ہوتا ہے، الضَّرَّآءِ مصدر سماعی (تنگی، تکلیف) ضَرَّ يَضُرُّ (تنگ ہونا، تکلیف میں ہونا) اس کا مادہ (ض ر ر) اس کا عطف بھی السَّرَّآءِ پر ہے، اس لیے دونوں کی اعرابی حالت یکساں ہے، وَ الْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ اور غصہ پی جانے والے، ضبط سے کام لینے والے، حلم و بردباری کا مظاہرہ کرنے والے، اپنے جذبات پر قابو پانے والے اس کا مادہ (ک ظ م) ہے (كَظَمَ يَكْظِمُ) غصہ پی جانا اور اس سے اسم فاعل اَلْكَاظِمُ، خاموش حلیم الطبع اور اس کی جمع اَلْكَاظِمِيْنَ نصبی حالت اَلْغَيْظَ (سخت غصہ) اردو میں ''غیظ و غضب'' کے موقع پر نرمی سے کام لینا چاہیے مشہور ہے، وَ الْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ (اور لوگوں سے درگزر کرنے والے) اس کا مادہ (ع ف و) عَفَا يَعْفُوْ سے اسم فاعل جمع مذکر، حالت نصبی وَ اللهُ اور اللہ تعالیٰ، وَاو عاطفہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ (مبتدا) يُحِبُّ پسند فرماتا ہے فعل مضارع واحد مذکر غائب اس کا مادہ (ح ب ب) اَحَبَّ يُحِبُّ (پسند کرنا) باب افعال ہے، اَلْمُحْسِنِيْنَ (احسان کرنے والے) اس کا مادہ (ح س ن) ہے (اَحْسَنَ يُحْسِنُ) احسان کرنا، اِحْسَانٌ باب افعال ہے اور اس سے اسم فاعل جمع مذکر مُحْسِنُوْنَ اور حالت نصبی مُحْسِنِيْنَ (احسان کرنے والے) مُحْسِنِيْنَ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ لوگ ہیں جن کے اندر یہ صفات پائی جائیں۔

(۱) خوش حال ہو یا تنگ دست، ہر حال میں اللہ کے لیے اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں۔

(۲) غیض وغضب کے مواقع پر بے قابو نہیں ہو جاتے ہیں، بلکہ حلم اور بردباری کا مظاہرہ کرتے ہیں اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کے قصور معاف کر دیتے ہیں۔

ایسے ہی ابرار و صالحین کو اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے۔

تفسیر:

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ۔۔ یعنی وہ تنگی اور فراخی میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں یعنی جب وہ مالدار ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے راستے میں کثرت سے خرچ کرتے ہیں اور جب تنگدست ہوتے ہیں تو وہ نیکی کے کسی کام کو حقیر نہیں سمجھتے خواہ وہ کتنا ہی معمولی کیوں نہ ہو۔

وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ۔۔ یعنی جب ان کو دوسروں کی طرف سے کوئی تکلیف پہنچتی ہے جو ان کے لیے غصے کا موجب ہوتی ہے، یہاں "غیظ" سے مراد اُن کے دلوں کا ایسے غصے سے لبریز ہونا ہے جو قول وفعل کے ذریعے سے انتقام کا موجب ہوتا ہے یہ محسنین طبائع بشری کے ان تقاضوں پر عمل نہیں کرتے بلکہ ان کے دلوں میں جو غصہ ہوتا ہے اسے دبا دیتے ہیں اور برا سلوک کرنے والے کے مقابلے میں صبر سے کام لیتے ہیں۔

وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ۔۔ لوگوں کو معاف کر دینے میں ہر اس شخص کو معاف کر دینا شامل ہے جو آپ کے ساتھ قول یا فعل کے ذریعے سے برائی سے پیش آتا ہے۔

عفو اور کظم میں فرق:

عفو، کظم سے زیادہ بلیغ ہے، کیونکہ **عفو** برائی کرنے والے سے درگزر کرنے کے ساتھ مواخذہ ترک کرنے کا نام ہے، یہ سب کچھ وہی شخص کر سکتا ہے جس نے اپنے آپ کو اَخلاقِ جمیلہ سے آراستہ اور عاداتِ رذیلہ سے صاف ستھرا بنا لیا ہو اور وہ ان میں سے ہو جس کی تجارت اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو جو اللہ کے بندوں پر رحم اور احسان کرتے ہوں تاکہ اللہ اسے معاف کر دے اور اس کا اجر اس کے رب کریم پر واجب ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ (الشوریٰ:40/42)

''جو کوئی معاف کر دے اور معاملے کی اصلاح کر دے تو اس کا اجر اللہ پر ہے۔''

پھر اللہ تعالیٰ نے (بندہ مومن کے) ایسے حال کا ذکر فرمایا ہے جو دیگر احوال سے زیادہ عام، احسن و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعلیٰ اور جلیل القدر ہے اور اس کا رتبہ ''احسان'' پر فائز ہونا ہے، ارشاد ہوتا ہے:

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۔ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

احسان کی دو قسمیں ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ کی بندگی میں احسان

(۲) اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ احسان

اللہ تعالیٰ کی بندگی میں احسان کی تفسیر رسول اللہ ﷺ نے اس طرح ارشاد فرمائی: اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهُ يَرَاكَ۔ احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی بندگی اس طرح کرے گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے اگر تو اسے دیکھ نہیں رہا ہے تو پھر وہ تجھے دیکھ رہا ہے، رہا مخلوق کے ساتھ تو یہ ان کو دینی اور دنیاوی نفع پہنچانے اور اُن سے دینی اور دنیاوی شر کو ہٹانے اور دور کرنے کا نام ہے، چنانچہ امر بالمعروف، نہی عن المنکر، جاہل کو تعلیم دینا، غافل کو وعظ و نصیحت کرنا، مسلمان عوام اور خواص کی خیر خواہی کرنا اور اُن کو متحد رکھنے کی کوشش کرنا یہ تمام امور مخلوق کے ساتھ احسان کے زُمرے میں آتے ہیں۔

اسی طرح صدقات و خیرات کرنا، غربا و مساکین کی خدمت کرنا، یتامیٰ و بیوگان کی سرپرستی کرنا یہ سب احسان کے درجے میں ہیں۔ (تفسیر السعدی عبدالرحمن بن ناصر السعدی)

نصیحت آموز اور دلچسپ واقعہ:

محدث بیہقی نے سید علی بن حسین زین العابدین کے متعلق ایک روایت نقل کی ہے کہ ایک لونڈی آپ کو وضو کرا رہی تھی کہ گرم پانی سے بھرا لوٹا اُس کے ہاتھ سے چھوٹ کر آپ پر گرا، غصہ آنا طبعی امر تھا، جاریہ (لونڈی) نے فوراً وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ کے قرآنی الفاظ پڑھے۔ آپ کا غصہ دور ہو گیا، پھر جاریہ (لونڈی) نے وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ پڑھا، آپ نے فرمایا: میں نے معاف کر دیا، جب جاریہ (لونڈی) نے وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ کی آیت پڑھی، آپ نے فرمایا: جا تجھے آزاد کر دیا۔

(بحوالہ تدریس لغۃ القرآن)

تفہیم بالقرآن

(۱) بھلائی اور برائی کا فائدہ تمہیں ہوگا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ۣ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ؕ (بنی اسرائیل:17/7)

''اگر تم نے بھلائی کی تو وہ تمہارے اپنے ہی لیے بھلائی تھی، اور تم نے برائی کی تو وہ تمہاری اپنی ذات کے لیے برائی ثابت ہوئی۔''

(۲) اخلاقی اوصاف کا فائدہ کسے پہنچتا ہے:

وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۲﴾ (الرعد:22/13)

''(نیک لوگوں کا حال یہ ہوتا ہے) کہ اپنے رب کی رضا کے لیے صبر سے کام لیتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں اور ہمارے دیے ہوئے رزق میں سے علانیہ اور پوشیدہ خرچ کرتے ہیں اور برائی کو بھلائی سے دفع کرتے ہیں، آخرت کا گھر (رب کی دائمی جنت) انہی کے لیے ہے۔''

آیات کی حکمت وبصیرت:

(۱) رب تعالیٰ کی جنت کا حصول نیکیوں میں دوڑ لگانے سے ہوتا ہے اور یہ وہ راستہ ہے جو غریب سے غریب شخص بھی اس پر چل کر بلند مراتب پر فائز ہوسکتا ہے۔

(۲) محسنین کی صف میں شامل ہونے کے لیے اپنے اندر ہر شخص کو چند صفات کو پیدا کرنا ضروری ہے جس میں سرفہرست غربا و مساکین کی خدمت ہے، اور اس طرح غصے پر غلبہ حاصل کرنا اور قدرت و طاقت رکھتے ہوئے بھی لوگوں کو معاف کرتے رہنا بہترین اخلاقی اوصاف ہیں:

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن
گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل تقویٰ کی صفات (ب)

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۪ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۪۟ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾

(اور محسنین وہ لوگ ہیں) جن کا حال یہ ہے کہ اگر کبھی کوئی فحش کام ان سے سرزد ہو جاتا ہے یا کسی گناہ کا ارتکاب کر کے وہ اپنے اوپر ظلم کر بیٹھتے ہیں تو فوراً (ندامت اور شرمساری سے) اللہ انہیں یاد آ جاتا ہے اور اس (رب غفور) سے اپنے قصوروں کی معافی چاہتے ہیں اور گناہوں کو اللہ کے سوا بھلا کون بخشنے والا ہے؟ (اور اُن کی یہ توبہ دل سے ہوتی ہے) وہ اپنی لغزشوں اور خطاؤں پر اڑا نہیں کرتے (اور نہ اُن کو بار بار دہراتے ہیں بلکہ ان کی زبانوں پر ہمہ وقت استغفار جاری وساری رہتا ہے)

الفاظ:

وَ اور عاطفہ، اَلَّذِيْنَ وہ لوگ اسم موصول اس کا مفرد الذی ہے، اِذَا ظرف زمان، فعل ماضی کے شروع میں آئے تو مضارع کے معنی دیتا ہے، فَعَلُوْا فعل ماضی جمع مذکر غائب، فَاحِشَةً برائی اسم، حد سے بڑھی ہوئی برائی، اس قول یا فعل کو کہتے ہیں جو قباحت میں حد سے بڑھا ہوا ہو (امام راغب مفردات القرآن) قرآن حکیم میں کھلی بے حیائی کے لیے یہ لفظ استعمال ہوا ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ﴿۳۲﴾ (بنی اسرائیل:32/17)

''زنا کے قریب بھی نہ پھٹکو، وہ بہت برا فعل ہے اور بڑا ہی برا راستہ ہے۔''

اَوْ (یا) حرف عطف، ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ یا اپنی جانوں پر کوئی ظلم کرتے ہیں (ان سے چھوٹے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھوٹے گناہ سرزد ہو جاتے ہیں)، **ظَلَمُوْٓا** فعل ماضی جمع مذکر غائب اس کا مادہ (ظ ل م) ہے **ظَلَمَ يَظْلِمُ، ظُلْمٌ** مصدر اردو میں جانا پہچانا لفظ ہے جیسا کہ ظلم اور زیادتی ناپسندیدہ عمل ہے، **اَنْفُسَهُمْ (اَنْفُسَ۔هُمْ)** جانوں پر، اپنی، **هُمْ** ضمیر جمع مذکر اُن لوگوں کی طرف جاتی ہے جن سے بڑے اور چھوٹے گناہ سرزد ہو جاتے ہیں، **ذَكَرُوا اللّٰهَ** وہ اللہ کو (ندامت اور شرمساری سے) یاد کرتے ہیں، اس کا مادہ (ذ ک ر) ہے (**ذَكَرَ يَذْكُرُ**) یاد کرنا، **ذِكْرٌ** مصدر، اللہ تعالیٰ کی یاد اردو میں معروف ہے، **فَاسْتَغْفَرُوْا، فَ** پس عاطفہ (جملے میں ربط کے لیے)، **اسْتَغْفَرُوْا** وہ اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتے ہیں اس کا مادہ (غ ف ر) ہے **اِسْتَغْفَرَ يَسْتَغْفِرُ** سے فعل ماضی جمع مذکر غائب **اِسْتَغْفَرُوْا** (وہ بخشش مانگتے ہیں وہ اپنے گناہوں سے معافی مانگتے ہیں)، **لِذُنُوْبِهِمْ (لِ۔ذُنُوْبِ۔هِمْ)** واسطے، گناہوں، اپنے کے **لِ** حرف جار، **ذُنُوْبِ** گناہ جمع اس کا مفرد **ذَنْبٌ** ہے مضاف، **هِمْ** ضمیر جمع مذکر غائب (مضاف الیہ)، **وَ** اور (حالیہ)، **مَنْ** کون ہے؟ (استفہامیہ)، **يَغْفِرُ** جو بخشتا ہے، **غَفَرَ يَغْفِرُ** سے فعل مضارع واحد مذکر غائب، **الذُّنُوْبَ** (گناہوں کو)، **اِلَّا اللّٰهُ** سوائے اللہ تعالیٰ کے، **اِلَّا** حرف استثناء حصر کے لیے (بجز، سوا) **اِلَّا اللّٰهُ** یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا بھلا کون ہے جو گناہوں کو معاف کر سکتا ہے؟، **وَ** اور عاطفہ، **لَمْ يُصِرُّوْا** نہ اصرار کریں، (نہ اَڑیں) اس کا مادہ (ص ر ر) ہے **اَصَرَّ يُصِرُّ** سے فعل مضارع مجزوم (جزم والا) جمع مذکر غائب، **لَمْ** کی وجہ سے آخر سے **ن** گر گیا ہے اصل میں **يُصِرُّوْنَ** تھا، **لَمْ يُصِرُّوْا** (وہ ضد نہیں کرتے، بار بار گناہوں کا ارتکاب نہیں کرتے) **عَلٰى مَا** (اس بات پر) **عَلٰى** حرف جار (**مَا**) موصولہ (جو)، **فَعَلُوْا** فعل ماضی جمع مذکر غائب (انہوں نے کیا ہے)، **وَ** اور (حالیہ) اس حال میں کہ (**هُمْ**) وہ ضمیر جمع مذکر (مبتدا)، **يَعْلَمُوْنَ** اس کا مادہ (ع ل م) **عَلِمَ يَعْلَمُ** سے فعل مضارع جمع مذکر غائب **يَعْلَمُوْنَ** (وہ جانتے ہیں) کہ یہ کام نہیں کرنا چاہیے اور وہ صریحاً غلطی پر ہیں۔ (اپنے کیے پر نادم ہیں)۔

تفسیر:

محسنین کی صفات میں سے یہ بھی ہے کہ جب کبھی بتقاضائے بشریت ان سے سخت برائی کی بات ہو جاتی ہے یا وہ اپنی جانوں کو (آلودہ معصیت ہوکر) مصیبت میں ڈال دیتے ہیں تو اُن کا ضمیر فوراً انہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملامت کرنے لگتا ہے اور وہ اپنے رب کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور اُس سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرتے ہیں اور جو کچھ ہو چکا ہے، اس پر جان بوجھ کر اڑے نہیں رہتے بلکہ ندامت اور شرمساری سے اُن کی آنکھیں بھیگ جاتی ہیں اور اللہ کے سوا کون ہے جو گناہوں کو بخشنے والا ہو؟

اب ایسے لوگوں کی جزا اور بدلہ کیا ہے، ان کا ذکر اگلی آیت میں آ رہا ہے۔

اہل تقویٰ کا اجر

أُولَٰئِكَ جَزَآؤُهُم مَّغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَجَنَّٰتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَا ۚ وَنِعْمَ أَجْرُ الْعَٰمِلِينَ ﴿١٣٦﴾

ایسے لوگوں کی جزا اُن کے رب کے پاس یہ ہے کہ وہ اُن کو معاف کر دے گا اور ایسے باغوں میں انہیں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہاں وہ ہمیشہ رہیں گے کیسا اچھا بدلہ ہے نیک اعمال کرنے والوں کے لیے۔

الفاظ

أُولَٰئِكَ اسم اشارہ جمع مذکر بعید (مبتدا) وہی لوگ ہیں، جَزَآؤُهُمْ (جَزَآءُ۔هُمْ) جزا، اُن کی، جَزَآءُ (مضاف) هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب (مضاف الیہ) یہ مبتدا أُولَٰئِكَ کی خبر ہے، مَّغْفِرَةٌ بخشش ہے یہ بھی خبر ہے اس کا مادہ (غ ف ر) ہے غَفَرَ يَغْفِرُ بخشنا سے مَغْفِرَةٌ مصدر، مِّن رَّبِّهِمْ اپنے رب کی طرف سے، مِنْ حرف جار رَّبِّهِمْ (رَبِّ۔هِمْ) رَبِّ مضاف، هِمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ، وَ جَنَّٰتٌ اور باغات، وَ اور عاطفہ، جَنَّٰتٌ جمع اس کا مفرد جَنَّةٌ اس کا عطف، مَغْفِرَةٌ پر ہے، اس لیے اعرابی حالت یکساں ہے، تَجْرِي جاری ہیں، فعل مضارع واحد مونث غائب اس کا مادہ (ج ر ی) ہے جَرَىٰ يَجْرِي (جاری ہونا)، مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَٰرُ (اور باغات) جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی، مِنْ حرف جار، تَحْتِهَا (تَحْتِ۔هَا) نیچے، اُن کے، تَحْتِ ظرف (مضاف) هَا (مضاف الیہ)،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْاَنْهٰرُ جمع اس کا مفرد نهرٌ ہے اور یہ تَجْرِیْ کا فاعل ہے، خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے اس کا مادہ (خ ل د) خَلَدَ یَخْلُدُ سے اسم فاعل خَالِدٌ اور اس کی جمع خَالِدُوْنَ اور حال واقع ہونے کی وجہ سے خَالِدِیْنَ (ہمیشہ رہنے والے)، فِیْهَا (فِیْ۔ھَا) میں، اُس یعنی اس جنت میں ھَا کی ضمیر جنت کی طرف جاتی ہے، وَ اور مستانفہ نیا کلام شروع ہو رہا ہے، نِعْمَ کلمہ فعل مدح (اچھا، بہتر) اور صرف فعل ماضی کے لیے استعمال ہوتا ہے، اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ثواب عمل والوں کے لیے، اَجْرُ (بدلہ، صلہ) مضاف، الْعٰمِلِیْنَ (عمل کرنے والے، نیک اعمال سے اپنے آپ کو آراستہ کرنے والے) اسم فاعل اور عَامِلٌ اس کا مفرد، اَلْعٰمِلِیْنَ (جمع) اور مضاف الیہ۔

تفسیر:

اولٰٓئِك - یعنی وہ لوگ جو ان صفات سے متصف ہیں۔ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ - ان جنتوں میں ہمیشہ رہنے والی نعمتیں، شادمانی، خوبصورتی، رونق، بھلائی، مسرت، عالی شان محل، خوبصورت اور بلند منازل، پھلوں سے لدے خوش کن درخت اور ان خوبصورت مساکن و منازل کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔

خٰلِدِیْنَ فِیْهَا - وہ ان جنتوں میں ہمیشہ رہیں گے، انہیں وہاں سے نکالا جائے گا اور نہ وہ ان جنتوں کے بدلے میں کچھ اور چاہیں گے اور نہ اُن نعمتوں کو، جن میں وہ رہتے ہوں گے، بدلا جائے گا، وَ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ - اور عمل کرنے والوں کا اجر اچھا ہے یعنی انہوں نے اللہ تعالیٰ کی خاطر تھوڑا عمل کیا مگر اُن کو بہت زیادہ اجر عطا ہوا، مشقت برداشت کرنے کے بعد ہی راحت کی امید ہوتی ہے اور جزا کے وقت ہی عمل کرنے والے کو اپنے عمل کا پورا اور وافر بدلہ عطا ہوتا ہے۔ (تفسیر السعدی، عبدالرحمن بن ناصر السعدی)

تفہیم بالقرآن

(۱) اپنے رب کی بخشش اور جنت کی طرف لپکو:

سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ؕ (الحدید:21/57)

"(لوگو!) اپنے رب کی بخشش اور جنت کی طرف لپکو جس کی چوڑائی زمین و آسمان کی چوڑائی کی مانند

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے جسے ان لوگوں کے لیے تیار کیا گیا ہے جو اللہ اور اُس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں۔"

(۲) سچی توبہ اور اعمالِ صالحہ...... کامیابی کا راستہ:

وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهُ يَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مَتَابًا ﴿٧١﴾ (الفرقان:71/25)

"(اور جو گناہوں کو چھوڑ کر سچے دل سے) توبہ کرے اور نیک عمل کرے تو یقیناً وہ اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے جیسا کہ رجوع کرنے کا حق ہے۔"

تفہیم بالحدیث

(۱) سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اے میرے بندو! تم رات دن گناہ کرتے ہو اور میں تمام گناہوں کو معاف کرتا ہوں، (لہٰذا) تم مجھ سے معافی مانگو، میں تمہیں معاف کر دوں گا۔ (مسلم، کتاب البر والصلہ باب تحریم الظلم رقم الحدیث:۲۵۷۷)

(۲) سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم رحم کرو، تم پر بھی رحم کیا جائے گا، تم معاف کر دو، تو تمہیں بھی معاف کیا جائے گا، اُن لوگوں کے لیے تباہی و بربادی ہے جو بات کو سنتے تو ہیں مگر سمجھتے نہیں اور اصرار کرنے والوں کے لیے بھی ہلاکت ہے جو جانتے بوجھتے بھی اپنے گناہوں پر اصرار کرتے ہیں (اڑے رہتے ہیں)۔ (مسند احمد رقم الحدیث 165/2، بحوالہ تفسیر دعوۃ القرآن، ابو لنعمان سیف اللہ خالد)

آیات کی حکمت وبصیرت:

(۱) گناہ سے زیادہ خطرناک بات گناہ سے غفلت اور لا پروائی ہے۔

(۲) شریعتِ اسلام میں سچی توبہ کرنے سے گناہ دُھل جاتے ہیں اور انسان نئی زندگی میں داخل ہو جاتا ہے۔

(۳) ندامت اور شرمساری اور پھر نیک نیتی سے احکام الٰہی کو سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق اختیار کرنا ابدی کامیابی کی نوید ہے۔

(۴) اسلام کی راہ صرف آرزوؤں اور امیدوں کا نام نہیں ہے بلکہ عمل اور پیہم عمل کا راستہ ہے:

تقدیر اُمم کیا ہے، کوئی کہہ نہیں سکتا
مومن کی فراست ہو تو کافی ہے اشارا

تقدیر کا مسئلہ بہت ہی پیچیدہ اور الجھا ہوا، افراد اور قومیں اس مسئلے میں اس قدر الجھ جاتی ہیں کہ ان کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میدان عمل خالی نظر آتا ہے، مومن اگر ایمان کی دولت سے مالا مال ہو تو یہ گتھی آسانی سے سُلجھ سکتی ہے۔

درس عبرت

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۙ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۳۷﴾

(مسلمانو! غزوہ اُحد میں اطاعتِ رسول کے حکم کو نظر انداز کرنے سے تمہیں عارضی طور پر شکست ہوئی اور نقصان پہنچا، تاریخ عالم پر نظر ڈالو اور امتوں کے عروج وزوال پر بھی غور کرو) تم سے پہلے بہت سے واقعات گزر چکے ہیں (مختلف قوموں میں اللہ کے رسول اور نبی آئے، پھر جنہوں نے احکام الٰہی سے منہ موڑا اور اپنے نبی کی اطاعت نہ کی، اُن کا حشر کیا ہوا) پس دنیا کی سیر کرو اور دیکھو کہ (دعوت حق کے) جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا؟

الفاظ:

قَدْ تحقیق، یقینا، حرف تحقیق، کلام میں تاکید اور زور پیدا کرتا ہے، خَلَتْ گزر گئے، اس کا مادہ (خ ل و) ہے، اصل میں خَلَوَتْ تھا، ثقالت کی وجہ وَ کو گرا دیا گیا اور خَلَتْ رہ گیا، فعل ماضی واحد مونث غائب، مِنْ قَبْلِكُمْ تم سے پہلے، مِنْ حرف جار، قَبْلِكُمْ (قَبْلِ. كُمْ) پہلے، تم (سے) قَبْلِ پہلے ظرف زمان اور مِنْ کی وجہ سے مجرور، اس لیے لام کے نیچے زیر ہے اور یہ (مضاف) بھی ہے، كُمْ، تم ضمیر جمع مذکر مخاطب (مضاف الیہ)، سُنَنٌ جمع اس کا مفرد سُنَّةٌ ہے (طریقہ اور عادت)۔

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"سُنَّةُ النَّبِيِّ" سے مراد وہ طریقہ ہے جسے آپ ﷺ اختیار فرماتے تھے اور "سُنَّةُ اللّٰهِ" سے مراد حق تعالیٰ کی حکمت اور اطاعت کا طریقہ ہے جیسا کہ فرمایا:

سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾ (الفتح:23/48)

"(یادرکھو! کہ جب اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت سنت نبوی کی اتباع میں اختیار کی جاتی ہے اور مسلمان اتحاد و اتفاق سے کفار سے نبرد آزما ہوتے ہیں، تو باطل کی تمام قوتیں بیکار ثابت ہوتی ہیں اور فتح و کامیابی ان کا مقدر ٹھہرتا ہے) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا یہ طریقہ پہلے سے چلا آرہا ہے اور آپ اللہ کی یہ سنت (حکمت اور دستور) میں کبھی فرق نہ پائیں گے۔" (مفردات القرآن)

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے مومن بندوں کے لیے خوشخبری ہے کہ وہ اُن کو اُن کے دشمن کفار کے خلاف فتح ونصرت عطا کرے گا، اگر اُن کفار نے اُن کا مقابلہ کیا اور اُن کے ساتھ جنگ کی تو "لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا" "تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے، پھر وہ کوئی دوست نہ پائیں گے۔" "وَلَا نَصِيْرًا" اور نہ مددگار، جو ان کی مدد کرے اور تمہارے خلاف لڑائی میں ان کی اعانت کرے بلکہ وہ اپنے حال پر تنہا اور مغلوب چھوڑ دیے جائیں گے، گزشتہ قوموں میں بھی اللہ تعالیٰ کی یہی سنت رہی ہے اور "سنة الله" سے مراد یہ بھی ہے کہ نیک اعمال کی جزا ہے اور برے اعمال کی سزا ہے۔

(تفسیر السعدی، عبدالرحمن بن ناصر السعدی)

فَسِيْرُوْا (فَ۔سِيْرُوْا) پس، سیر کرو، فَ عاطفہ (جملے میں ربط کے لیے)، سِيْرُوْا کا مادہ (س ی ر) ہے سَارَ يَسِيْرُ سے فعل امر جمع مذکر (تم چلو پھرو نگاہِ عبرت کے ساتھ) سیر وسیاحت اردو میں جانا پہچانا لفظ ہے "سَيْرُ الْقُلُوْب" چشم بصیرت کے ساتھ اور "سَيْرُ الْاَقْدَام" قدموں کے ساتھ چلنا (تفسیر العثیمین، محمد بن صالح)، فِي الْاَرْضِ زمین میں، فِيْ حرف جار، الْاَرْضِ مجرور، فَانْظُرُوْا (فَ۔انْظُرُوْا) پس، دیکھو، فَ عاطفہ، اُنْظُرُوْا اس کا مادہ (ن ظ ر) ہے نَظَرَ، يَنْظُرُ سے فعل امر جمع مذکر اُنْظُرُوْا (تم نگاہ عبرت کے ساتھ، بنظر غائر، غور وفکر کرو) نظر وفکر اردو میں معروف الفاظ ہیں، كَيْفَ کیوں کر، کیسا؟ حرف استفہام، كَانَ (تھا، ہوا)، عَاقِبَةُ انجام اس کا مادہ (ع ق ب) ہے عَقَبَ يَعْقُبُ پیچھے آنے سے مصدر عَاقِبَةٌ انجام، نتیجہ، عاقبت آخرت اردو میں معروف ہے جیسا کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہا جاتا ہے: اللہ تعالیٰ عاقبت سنوار دے (آمین)، اَلْمُكَذِّبِيْنَ جھٹلانے والے اسم فاعل جمع مذکر، اس کا مفرد اَلْمُكَذِّبُ ہے، اس کا مادہ (ک ذ ب) ہے (كَذَّبَ يُكَذِّبُ)، جھٹلانا تَكْذِيبٌ مصدر ہے اور مُكَذِّبٌ، اسم فاعل ہے، اس میں اس بات کی وضاحت ہے کہ قوموں کے عروج وزوال کے لیے کوئی قانون اور دستور ہے، اے مسلمانو! وہ تمہارے لیے معطل نہیں ہو جائیں گے، پس نگاہِ عبرت کے ساتھ سیر وسفر کرو اور دیکھو کہ جو لوگ دعوتِ حق کو جھٹلانے والے تھے اُن کا انجام کیا ہوا اور پاداشِ عمل میں انہیں کیسے نتائج بھگتنے پڑے۔ (اے اللہ! ہمیں پرکھنے کی بصیرت عطا کیجیے، آمین)

تفسیر:

ڈاکٹر محمد لقمان السلفی لکھتے ہیں:

واقعہ اُحد کے درمیان اس آیت کو لانے کا مقصد مسلمانوں کو تسلی دینا ہے اور انہیں یہ بتانا ہے کہ تم سے پہلے بھی بہت سی قومیں آئیں، اُن کا امتحان ہوا اور مسلمانوں کو کافروں سے جنگ کرنی پڑی، وہ صبر وثبات قدمی کے ساتھ حالات کا مقابلہ کرتے رہے، بالآخر نصرت وفتح یابی مسلمانوں کے حصہ میں آئی اور اللہ کے دشمنوں کو منہ کی کھانی پڑی اور اگر اس میں شبہ ہو تو دنیا میں گھوم پھر کر دیکھ لو، تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ اللہ اور اس کے رسول کی تکذیب کرنے والوں کا انجام کیا ہوا؟ (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

یہ نصائح تو اہل تقویٰ کے لیے ہیں جس کا ذکر اگلی آیت میں آ رہا ہے۔

نصائح - اہل تقویٰ کے لیے

هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿١٣٨﴾

یہ قرآن حکیم تونسلِ انسانیت کیلئے سامان رشد و ہدایت اور اہل تقویٰ (ڈرنے والوں کے لیے) ہدایت اور نصیحت ہے۔

الفاظ

هٰذَا اسم اشارہ قرآن مجید کی طرف ہے (تفسیر قرطبی) مبتدا، بَيَانٌ (واضح اور روشن بیان ہے)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خبر، لِّلنَّاسِ (لِّ۔النَّاسِ) لیے، لوگوں کے، یعنی نسل انسانیت کے لیے، لِّ لیے، حرف جار، النَّاسِ لوگ، مجرور، وَ اور عاطفہ، هُدًى ہدایت اس کا عطف، بَيَانٌ پر ہے اس لیے اعرابی حالت یکساں ہے، وَّ اور عاطفہ، مَوْعِظَةٌ، وَعَظَ يَعِظُ (نصیحت کرنا، انجام یاد دلانا) سے اسم مصدر، الواعِظُ، اسم فاعل وعظ گو، نصیحت کرنے والا اردو میں جانا پہچانا لفظ ہے، لِّلْمُتَّقِيْنَ پرہیزگاروں کے لیے اس کا مادہ (وق ی) ہے وَقٰى يَقِي، حفاظت کرنا بچانا، مثلاً عربی زبان میں کہتے ہیں "وَقَاهُ اللهُ مِنَ السُّوءِ" اللہ اس کو برائی سے محفوظ رکھے قرآن حکیم میں آتا ہے:

فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ (الدھر:11/76)

''پس اللہ تعالیٰ (اہل ایمان) کو اس دن (قیامت) کے شر سے بچائے گا۔''

(اِتَّقٰى يَتَّقِي) اللہ تعالیٰ سے ڈرنا، اللہ کا خوف دل میں رکھنا، اس کے احکام کو ماننا اور اس کی منع کی ہوئی باتوں سے بچنا، التَّقْوٰى ڈر، عظمت یعنی دل میں اللہ تعالیٰ کا ڈر اور اس کی عظمت کا خیال ہر وقت رہنا اور کوئی بات ایسی نہ کرنا جو اس کو ناراض کر دے۔

تفسیر:

یہ قرآن تمام لوگوں کے لیے ایک واضح بیان ہے، نہ اس میں کوئی پیچیدگی ہے اور نہ کوئی الجھن، یہ نسلِ انسانیت کو ایک واضح راستہ بتاتا ہے، اور اہلِ تقویٰ کے لیے ایسی ہدایت اور نصیحت ہے کہ دنیا اور آخرت کی کامیابی کو یقینی بناتا ہے۔

تفہیم بالقرآن

(۱) رسولوں کو جھٹلانے والوں پر عذاب واقع ہوا:

اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ﴿١٤﴾ (ص:14/38)

''(قوم نوحؑ، قومِ صالحؑ، قومِ ہودؑ، قومِ شعیبؑ) ان میں سے ہر ایک نے رسولوں کو جھٹلایا، تو میرے (اللہ) کا عذاب اُن پر واقع ہو کر رہا۔''

(۲) جھٹلانے والوں پر مختلف قسم کے عذاب آئے:

فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الصَّيۡحَةُ ۚ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ خَسَفۡنَا بِهِ الۡاَرۡضَ ۚ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ اَغۡرَقۡنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظۡلِمَهُمۡ وَلٰكِنۡ كَانُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ يَظۡلِمُوۡنَ ﴿۴۰﴾ (العنکبوت:40/29)

''(رب کریم وقدیر کا فرمان ہے) آخرکار ہر ایک کو اُن کے گناہوں پر ہم نے پکڑ لیا، پھر اُن میں سے کسی پر ہم نے پتھراؤ کرنے والی ہوا بھیجی، اور کسی کو ایک زبردست دھماکے نے آ لیا، اور کسی کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور کسی کو غرق کر دیا اور (یہ سب اُن کے اپنے اعمال بد اور سرکشیوں کے باعث ہوا ورنہ) اللہ ایسا نہ تھا کہ اُن پر ظلم کرتا، البتہ یہ خود اپنے پر ظلم کر رہے تھے (اللہ کے تمام احسانات کو پس پشت ڈال کر، ظلم وفساد ان کا وطیرہ بن چکا تھا)۔''

(۳) اللہ تعالیٰ نے روشن آیات نازل فرما دی ہیں:

لَقَدۡ اَنۡزَلۡنَاۤ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ يَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ﴿۴۶﴾

(النور:46/24)

''(اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے) ہم نے صاف صاف روشن آیات (اَنفس وآفاق میں نیز قرآن حکیم میں) نازل کردی ہیں، آگے صراط مستقیم کی طرف ہدایت اللہ ہی جسے چاہتا ہے دیتا ہے (اور اللہ کی طرف سے ہدایت تو انہیں ہی ملتی ہے جو سیدھے اور سچے راستے پر چلنا چاہتے اور رب غفور سے اس کے طلبگار رہتے ہیں، اے آقا ہمیں سیدھے راستے پر چلا، آمین)۔''

(۴) اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر روشن آیات اتاردی ہیں:

هُوَ الَّذِىۡ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبۡدِهٖۤ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لِّيُخۡرِجَكُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمۡ لَرَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۹﴾ (الحدید:9/57)

''وہ اللہ ہی تو ہے جو اپنے بندے پر صاف صاف آیات نازل کر رہا ہے تاکہ تمہیں (شرک و کفر، ظلم و جہالت) کی تاریکیوں سے نکال کر (ایمان و اسلام، عدل و انصاف) کی روشنی میں لے آئے، اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ تم پر نہایت شفیق اور مہربان ہے (وہ تو تمہاری دنیا اور آخرت سنوارنا چاہتا ہے، افسوس کہ تم کدھر جا رہے ہو؟)''

(۵) جو شخص بینائی سے کام لے گا اپنا ہی بھلا کرے گا اور جو اندھا بنے گا خود ہی نقصان اٹھائے گا، یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زندگی تو امتحان ہے:

قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ۭ (الانعام:104/2)

"(لوگو!) بلاشبہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے (بصیرت افروز دلائل پہنچ چکے ہیں پس جس نے (چشم بصیرت) سے دیکھا اور (سمجھا) تو اس نے اپنے ہی فائدہ کے لیے (ایسا کیا) اور جو اندھا بنا رہا (خواہشات نفس کا پجاری بن کر دھن دولت سمیٹتا رہا) تو اُس نے اپنا ہی نقصان کیا۔"

آیات کی حکمت وبصیرت:

(۱) گزشتہ اقوام کا عروج وزوال آئندہ قوموں کے لیے عبرت وموعظت کا سامان ہوتا ہے۔

(۲) اہل دانش سیر وسفر سے نگاہِ عبرت سے بہت کچھ حاصل کرتے ہیں:

قرآن میں ہو غوطہ زن اے مردِ مسلمان
اللہ کرے تجھ کو عطا جدتِ کردار

قرآن کو غور وفکر سے پڑھنا ہی انسان کو ساحل مراد سے ہمکنار کرسکتا ہے جسے مسلمان نے چھوڑ رکھا ہے، آج دنیا میں زبوں حالی، پریشانی، اغیار کی بالادستی اور ان پر نکبت وادبار گھٹائیں اسی وجہ سے چھا رہی ہیں۔

نصرت وفتح تو اہل ایمان کے لیے ہے

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾

(مسلمانو! غزوہ اُحد میں تھوڑی سی ہزیمت کے بعد، اس قدر دل شکستہ کیوں ہو؟) نہ کمزور بنو اور نہ غم کرو، اگر تم مومن ہو تو تم ہی غالب رہو گے (نصرت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور فتح تو یقیناً اللہ کی طرف سے اہل ایمان کو ہی ملتی ہے)۔

الفاظ:

وَ اور عاطفہ (جملے میں ربط کے لیے)، لَا نہ، ناھیہ، تَهِنُوْا تم کمزور بنو، اس کا مادہ (و ھ ن) ہے وَهَنَ يَهِنُ سے فعل مضارع جمع مذکر حاضر تَهِنُوْا، اصل میں تَهِنُوْنَ تھا، لَا ناھیہ کی وجہ سے ن جمع کا حذف ہوا۔

"وَهْنٌ" امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

یہ لفظ اخلاقی اور جسمانی کمزوری کو ظاہر کرتا ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں آتا ہے:

سیدنا زکریا علیہ السلام بڑھاپے میں اللہ تعالیٰ کے حضور نیک اولاد کی تمنا اس طرح کرتے ہیں۔

قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ﴿۴﴾ (مریم:4/19)

"(زکریا نے عرض کیا) "اے میرے رب! میری ہڈیاں تک گھل گئی ہیں اور سر بڑھاپے سے بھڑک اٹھا ہے، اے میرے رب! کبھی تجھ سے دعا مانگ کر، نامراد نہیں رہا (اللہ تعالیٰ نے دعا کو شرفِ قبولیت سے نوازا)۔"

اہل ایمان مصائب و مشکلات میں خصوصاً جنگ کے مواقع پر بزدلی اور کمزوری کا شکار نہیں ہوتے۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۶﴾ (آل عمران:146/3)

"(مسلمانو!) اس سے پہلے کتنے ہی نبی ایسے گزر چکے ہیں جن کے ساتھ مل کر بہت سے اللہ والوں نے (اپنے دشمنوں سے) جنگ کی، اللہ کی راہ میں جو مصیبتیں اُن پر پڑیں، ان سے وہ دل شکستہ نہیں ہوئے نہ انہوں نے کمزوری (بزدلی) دکھائی اور نہ ہی وہ (باطل کے آگے) سرنگوں ہوئے (بلکہ آخری دم تک سیسہ پلائی دیوار کی طرح ڈٹے رہے) ایسے ہی صابروں کو اللہ پسند کرتا ہے (اور یہی ایمان اور استقامت کی راہ ہے)۔" (مفردات القرآن)

وَلَا تَحْزَنُوْا اور نہ غم کرو، وَ عاطفہ، تَحْزَنُوْا کا مادہ (ح ز ن) ہے حَزِنَ يَحْزَنُ (غم کرنا) حُزْنٌ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصدر، فعل نہی مضارع جمع مذکر حاضر (اور تم غم نہ کرو) تَحْزَنُوْنَ تھا، لَا ناہیہ کی وجہ سے ن جمع کا حذف ہوا، وَ اَنْتُمُ اور تم ہی وَ حالیہ ہے (اس حال میں کہ) اَنْتُمْ ضمیر منفصل مبنی مرفوع جمع مذکر حاضر اَنْتُمْ کی م ساکن تھی آگے ملانے کے لیے اس پر پیش ڈالی گئی (مبتدا)، الْاَعْلَوْنَ بلند ہو (غالب اور فتحیاب ہو) اس کا مادہ (ع ل و) ہے عَلَا، یَعْلُوْا، اور عُلُوٌّ مصدر سے اسم تفضیل اَعْلٰی اور اس کی جمع اَلْاَعْلَوْنَ (اور تم ہی سب پر غالب اور برتر رہو گے) (خبر)، اِنْ كُنْتُمْ اگر ہو تم، اِنْ شرطیہ (اگر)، كُنْتُمْ فعل ماضی ناقص جمع مذکر مخاطب مبنی علی السکون، مُّؤْمِنِيْنَ مومن یعنی تمہارے دلوں میں ایمان خوب رچا بسا ہے اس کا مادہ (ء م ن) ہے اٰمَنَ یُؤْمِنُ سے اسم فاعل جمع مذکر مُؤْمِنُوْن اور مُؤْمِنِيْن حالت نصبی میں ہے کَانَ کی خبر ہے، معنی میں فرق نہیں آتا۔

تفسیر:

جنگ احد میں غیر متوقع شکست سے مسلمانوں کا ایک طبقہ مایوس اور دل شکستہ تھا ان کے لیے یہ بات ناقابل تصور تھی کہ اللہ کے نبی کی قیادت میں حق کا کلمہ بلند کرنے والے لوگ بھی ہزیمت سے دوچار ہو سکتے ہیں، سب سے پہلے مسلمانوں کو بتایا گیا کہ حق و باطل کی یہ لڑائی کوئی پہلی لڑائی نہیں ہے، اس سے پہلے بھی یہ معرکے پیش آ چکے ہیں، کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ اہل ایمان کو ان کی اپنی غلطیوں کی وجہ سے وقتی طور پر پسپائی اختیار کرنی پڑی، لیکن انجام کار اہل حق کی جیت ہوئی اور باطل سرنگوں ہوا، یہ ایک تاریخی حقیقت ہے اور ہر شخص دنیا میں گھوم پھر کر اس کا مشاہدہ کر سکتا ہے۔ مسلمانوں کو تسلی دی گئی ہے کہ وہ اس وقتی شکست سے دل برداشتہ نہ ہوں، اگر وہ مومن ہیں تو بالآخر وہی غالب اور سربلند ہوں گے۔

(میزان القرآن، الطاف احمد اعظمی)

گردش ایام اور امتحان

اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ؕ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَيَتَّخِذَ مِنكُمْ شُهَدَآءَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِينَ ﴿۱۴۰﴾

(مسلمانو!) اگر (اس جنگ میں یعنی غزوہ اُحد میں) تم کو زخم لگا ہے تو (اس سے پہلے غزوہ بدر میں) ایسا ہی زخم (تمہارے) دشمن کو لگ چکا ہے اور ہم یہ دن (اسی طرح) لوگوں کے درمیان ادلتے بدلتے رہتے ہیں تاکہ (ان کا امتحان لیں، اور یہ شکست بھی ایک امتحان تھا، اور اس سے مقصود یہ تھا کہ) اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو (سچے عمل سے) جان لے جو درحقیقت ایمان والے ہیں اور تم میں شُھَدَاء (حق کی) گواہی دینے والے ٹھہرائے (اور جان لو کہ) اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

الفاظ

اِنْ يَّمْسَسْكُمْ اگر لگا ہے تم کو زخم، اِنْ اگر حرف شرط اور جازمہ ہے یعنی مضارع کو جزم دیتا ہے، اس لفظ کا مادہ (م س س) ہے مَسَّ يَمَسُّ سے فعل مضارع مجزوم واحد مذکر غائب يَمْسَسْ۔ كُمْ پہنچے، تم کو اور كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر، (مفعول) قَرْحٌ زخم اس کا مادہ (ق ر ح) ہے یہ فاعل ہے قَرِحَ يَقْرَحُ کسی کے جسم پر زخم ظاہر ہونا، پھنسیوں کے سبب یا ہتھیار کی وجہ سے قَرِحَ جِلْدُهٗ اس کا جسم زخمی ہو گیا، قَرِحَ قَلْبُهٗ مِنْ حُزْنٍ غم کی وجہ سے اس کا دل دکھنے لگا، امام راغبؒ اصفہانی نے قَرْحٌ (ق کی زبر کے ساتھ) قُرْحٌ (ق کی پیش کے ساتھ) ان دونوں میں یہ فرق کیا ہے کہ اول الذکر کو خارجی اثر سے ہونے والا زخم کو جبکہ بعد والے کو جسم کے اندر پھوڑے پھنسی سے پیدا ہونے والے زخم کو کہتے ہیں۔ (مفردات القرآن)

فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ پس تحقیق لگا ہے اس قوم کو بھی زخم (یعنی تمہارے دشمنوں کو بھی زک اور تکلیف پہنچی ہے) فَ، پس جواب شرط، قَدْ حرف تحقیق یقیناً، مَسَّ، لگا ہے، پہنچا ہے فعل ماضی واحد مذکر غائب (زخم پہنچا)، الْقَوْمَ (گروہ، جماعت مراد کفار مکہ) مفعول، قَرْحٌ فاعل (موخر ہے)، مِّثْلُهٗ (مِّثْلُ۔ هٗ) مثل، مانند۔ اس کے، یعنی مسلمانو! جس طرح تمہیں زخم پہنچے ہیں اسی طرح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہارے دشمن کفار مکہ کو بھی زخم پہنچے ہیں، مِثْلُ مضاف، ہٗ مضاف الیہ (مرکب اضافی) اگر تمہیں (اے مسلمانو! میدان اُحد میں زخم لگے ہیں تو کفار مکہ کو میدان بدر میں تم سے کہیں زیادہ زخم لگے ہیں)۔

وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ اور یہ ایام (دن) ہم باری باری سے پھیرتے (ادلتے بدلتے رہتے ہیں) لوگوں کے درمیان۔

وَ اور حرف عاطفہ، تِلْكَ اسم اشارہ (مبتدا)، الْاَيَّامُ (جمع) اس کا مفرد يَوْمٌ ہے (خبر)، نُدَاوِلُهَا ہم ادلتے بدلتے رہتے ہیں ان کو (یعنی اُن دنوں کو، هَا کی ضمیر واحد مونث غائب دنوں کی طرف جاتی ہے) نُدَاوِلُ کا مادہ (دول) ہے، دَاوَلَ يُدَاوِلُ سے فعل مضارع جمع متکلم (فاعل) مُدَاوَلَةٌ باب مفاعلہ جمع متکلم کا صیغہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے بطور عزت وعظمت کے لیے استعمال ہوتا ہے یقیناوہ ذاتِ واحد ہے۔

بَيْنَ النَّاسِ لوگوں کے درمیان، بَيْنَ درمیان مضاف النَّاسِ مضاف الیہ، لِيَعْلَمَ اللّٰهُ تاکہ جان لے اللہ تعالیٰ (فاعل مرفوع) لام تعلیل (تاکہ) يَعْلَمَ کا مادہ (ع ل م) عَلِمَ يَعْلَمُ جاننا مضارع واحد مذکر لام تعلیل کی وجہ سے يَعْلَمَ کی م پر زبر آئی ہے، الَّذِيْنَ ان لوگوں کو اسم موصول اس کا مفرد اَلَّذِیْ ہے، اٰمَنُوْا جو ایمان لائے ہیں اس کا مادہ (ء م ن) [اٰمَنَ يُؤْمِنُ] ایمان لانا، دل اور زبان سے اللہ تعالیٰ کو رب واحد مان کر اس کے احکام پر سنت نبویؐ کے مطابق عمل کرنا، ایمان مصدر اردو میں جاننا پہچانا لفظ ہے، اٰمَنُوْا ماضی جمع مذکر غائب، وَ اور عاطفہ، يَتَّخِذَ بنائے (اِتَّخَذَ يَتَّخِذُ) بنانا سے فعل مضارع منصوب (زبر والا) يَتَّخِذَ اس کا عطف لِيَعْلَمَ پر ہے اس لیے ان کی اعرابی حالت یکساں ہے، مِنْكُمْ (مِنْ۔ كُمْ) میں، تم یعنی تم میں سے مِنْ حرف جار كُمْ ضمیر جمع مذکر مخاطب، شُهَدَآءَ شہید، گواہ۔ شھداء وہ لوگ ہیں جنہوں نے فریضۂ حق ادا کرتے ہوئے کفار کے مقابلے میں اپنی جانوں کا نذرانہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر دیا، اللہ تعالیٰ کو یقینا یہ لوگ بڑے پسند ہیں اور ان کا ذکر انبیاء صدیقین اور صالحین کے ساتھ کیا ہے۔

اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿٦٩﴾ (النساء:69/4)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اللہ نے انعام فرمایا ہے (دنیا اور آخرت میں) انبیاء کرام علیہم السلام، (جنہیں اللہ نے نبوت سے سرفراز کیا اور یہ وہبی ہے یعنی اللہ ہی کی عطا کردہ ہے) صدیقین (جنہوں نے انبیاء علیہ السلام کے دعوت حق کو صدق دل سے فوراً تسلیم کیا) شہدا (جنہوں نے میدان جہاد میں شہادتِ حق کا فریضہ ادا کیا) اور صالحین (جو زندگی بھر اللہ کے مخلص بندے بن کر رہے) کیسے اچھے ہیں یہ رفیق جو کسی کو میسر آئیں۔''

(اے رب کریم! اس کے کاتب اور قارئین کو ان کی رفاقت نصیب فرما، اور ہمیں اپنا مطیع اور فرمانبردار بندے بنا دے آمین!)

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ اور اللہ دوست نہیں رکھتا ظالموں کو۔

وَ اور مستانفہ (نیا جملہ) **اللّٰهُ** اللہ سبحانہ وتعالیٰ جل جلالہ (مبتدا)، **لَا** نہیں، نافیہ، **يُحِبُّ** (پسند فرمانا) اس کا مادہ (ح ب ب) **اَحَبَّ يُحِبُّ** باب افعال ہے، **الظّٰلِمِيْنَ** ظلم کرنے والے، یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے حقوق اللہ اور حقوق العباد کو نہ پہچانا اور خواہشات نفس کے پجاری رہے۔ (خبر)

تفسیر:

مسلمانوں کو یاد دلایا گیا کہ اگر اس جنگ (غزوہ اُحد) میں انہیں نقصان پہنچا ہے تو بدر میں کفارِ مکہ بھی کاری زخم کھا چکے ہیں، اگر وہ یہ زخم کھا کر پست ہمت نہ ہوئے بلکہ کفر کی حمایت میں جان دینے کے لیے آمادہ ہیں تو اہل ایمان اس وقتی شکست سے حوصلہ کیوں چھوڑیں اور حق کی سربلندی کے لیے جان کا نذرانہ پیش کرنے میں پس وپیش کیوں کریں، اس کے علاوہ کافروں کو کسی اُخروی صلہ کی توقع نہیں جبکہ اللہ کی راہ میں جام شہادت نوش کرنے والے مومنوں کے لیے اجرِ عظیم اور جنت کا وعدہ ہے۔

(میزان القرآن، الطاف احمد اعظمی)

تفہیم بالقرآن

(۱) کلمۃ اللہ سربلند اور کلمۃ الکفر سرنگوں رہے گا:

وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ۭ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِىَ الْعُلْيَا ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۴۰

(التوبہ: 40/9)

''اور اللہ نے کافروں کا بول نیچا کر دیا اور اللہ کا بول تو اونچا ہی ہے، اللہ زبردست اور دانا و بینا ہے۔''

(۲) مومن اللہ کا لشکر ہیں اور وہی غالب رہیں گے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴿۲۲﴾ (المجادلة:22/58)

’’(یاد رکھو!) بلاشبہ اللہ کا لشکر ہی کامیاب اور غالب رہنے والا ہے۔‘‘

(۳) کامیابی کا راز کس بات میں ہے؟:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۣ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴿۲۰۰﴾

(آل عمران:200/3)

’’اے ایمان والو! صبر سے کام لو، باطل پرستوں کے مقابلے میں پامردی دکھاؤ، حق کی خدمت کے لیے کمربستہ رہو اور ہمیشہ اللہ سے ڈرتے رہو، امید ہے کہ فلاح پاؤ گے۔‘‘

(۴) اہل ایمان کی مدد کرنا اللہ پر حق ہے:

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ﴿۴۷﴾ (الروم:47/30)

’’(رب کریم کا ارشاد ہے) اور ہم پر یہ حق تھا کہ ہم مومنوں کی مدد کریں۔‘‘

آیات کی حکمت وبصیرت:

(۱) غزوہ اُحد میں وقتی شکست تمہارے حکم نہ ماننے کی وجہ سے ہوئی، یہ سبق سکھایا جا رہا ہے کہ آئندہ ایمان اور اطاعت کا راستہ نہ چھوڑنا ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔

(۲) مسلمانو! اپنے دلوں میں کمزوری اور بزدلی کو راہ نہ دو گزشتہ غفلتوں پر غم نہ کھاؤ اس سے مزید کوتاہ ہمت بن جاؤ گے، اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ رکھتے ہوئے مستعد اور مضبوط بن جاؤ۔

(۳) تلخ واقعات ہوں یا شریں ان کو دوام حاصل نہیں اور حالات ہمیشہ ایک جیسے نہیں رہتے، زندگی نام ہی سخت اور نرم حالات میں ثابت قدم رہنے کا ہے۔

(۴) اہل ایمان کے لیے شہادت کی موت بھی قابل رشک اور لازوال اجر کا باعث ہے:

تیرے دین و ادب سے آ رہی ہے بوئے رہبانی
یہی ہے مرنے والی امتوں کا عالم پیری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل ایمان کا نکھار اور کفار کی ہلاکت

وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۱﴾

(مسلمانو! غزوہ احد میں تمہیں شہادت سے سرفراز کرنے کے علاوہ یہ بات بھی تھی) کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو خالص کر دے اور کافروں کو مٹا دے (ایمان والوں کی یہ آزمائش ان کے جمال کو نکھار دے اور کفار کی ہلاکت و تباہی کا موجب بنے)

الفاظ:

وَ اور عاطفہ (جملے میں ربط کے لیے)، لِيُمَحِّصَ (لِيُمَحِّصَ) تاکہ، اللہ خالص کرے، لِ حرف تعلیل ہے اور مضارع کے آخری حرف پر نصب (زبر) دیتا ہے، يُمَحِّصَ اس کا مادہ (م ح ص) ہے مَحَّصَ يُمَحِّصُ (خالص کرنا) اس کا مصدر تَمْحِيْصٌ باب تفعیل ہے۔ امام راغبؒ اصفہانی لکھتے ہیں:

مَحَّصَ الشَّيْءَ خالص بنانا، آلودگی دور کرنا، دو ملی ہوئی چیزوں کو الگ کرنا جیسا کہ کہا جاتا ہے مَحَّصْتُ الذَّهَبَ وَ مَحَّصْتُهٗ سونے کو آگ میں گلا کر اس کے کھوٹ کو الگ کر دیا۔

"وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا" اور یہ بھی مقصود تھا کہ اللہ ایمان والوں کو خالص مومن بنا دے۔

گویا کہ اس سے دلوں کا تزکیہ اور تطہیر مقصود تھا چنانچہ آل عمران کی آیت نمبر ۱۵۴ میں فرمایا:

"وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ" تاکہ اللہ جو کھوٹ تمہارے دلوں میں ہے اسے چھانٹ دے۔

اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا بھی کی جاتی ہے: اَللّٰهُمَّ مَحِّصْ عَنَّا ذُنُوْبَنَا۔ اے اللہ! ہمارے گناہوں کو جو ہمارے ساتھ لگے ہوئے ہیں دور فرما دے (اور ہمیں اپنے مخلص بندے بنا دے۔ آمین)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(مفردات القرآن)

"وَلِيُمَحِّصَ" اَیْ لِیُنَقِّیَھِمْ وَیُخَلِّصَھُمْ مِنَ الذُّنُوبِ وَمِنْ آفَاتِ النُّفُوسِ"

(تفسیر القاسمی، محمد جمال الدین قاسمی)

تا کہ انہیں پاکیزگی اور صفائی عطا کرے، اور انہیں گناہوں اور نفس کی آلائشوں سے دور رکھے۔ اس طرح وہ مخلص مومن بن جائیں اور منافقین سے الگ ہو جائیں۔

"وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ" تا کہ اللہ خالص کرے ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں، اَلَّذِيْنَ ان لوگوں کو جو اسم موصول اس کا مفرد اَلَّذِی ہے، اٰمَنُوْا ایمان لائے فعل ماضی جمع مذکر غائب، اس کا مادہ (ء م ن) ہے (اٰمَنَ يُؤْمِنُ) ایمان لانا اللہ تعالیٰ کو دل و جان سے رب واحد تسلیم کر کے اس کے تمام اَحکام پر سنتِ نبوی کے مطابق عمل پیرا ہو جانا، اِیْمَانٌ مصدر باب افعال، وَ اور عاطفہ، يَمْحَقَ مٹا ڈالے فعل مضارع واحد مذکر غائب اس میں ضمیر هُوَ (فاعل) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف لوٹ رہی ہے، اس کا مادہ (م ح ق) ہے (مَحَقَ يَمْحَقُ) مٹانا، الْكٰفِرِيْنَ کافروں کو اَلْكَافِرُوْنَ تھا اور حالت نصبی اَلْكَافِرِيْنَ (مفعول) معنی میں فرق نہیں آتا۔

تفسیر:

اور غزوہ احد میں مسلمانوں کو عارضی طور پر شکست کی وجہ یہ بھی تھی: "کہ یہ جو مصیبت تم پر پڑی ہے تو یہ صرف اس لیے کہ اللہ رب العزت تم میں سے سچے اور پکے مسلمانوں کو چھانٹ لینا چاہتا تھا اور تمہیں یہ سبق دینا چاہتا تھا کہ نافرمانی سے نقصان اٹھانا پڑتا ہے اور پھر نقصان سے گھبرا کر ایمان کی کمزوری دکھانا مومن کی شان کے خلاف ہے، مومن تو وہی ہے جو اللہ جل شانہ کی محبت میں جان و مال اور اولاد سب کچھ قربان کر دے، تو جو اس آزمائش میں پورے اترے ہوں تو انہیں رب بالآخر ضرور کامیاب و کامران کرے گا اور کافروں کو مٹا دے گا۔ جنت حاصل کرنا آسان کام نہیں، اس کے لیے بڑے صبر اور امتحان سے گزرنا پڑتا ہے، رب دوجہاں خوب اچھی طرح چھان پھٹک کر جنت میں بلند بالا درجات دے گا، شہدا اور صابرین کے درجات اللہ تعالیٰ کے پاس بہت بلند ہیں اور دنیا میں بھی ان کو آزمائش کے بعد بے حد عزت و احترام حاصل ہوتا ہے۔ (مفہوم القرآن، محترمہ رفعت اعجاز صاحبہ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنت کا حصول کیسے؟ اس کا تذکرہ اگلی آیہ مبارکہ میں آ رہا ہے:

جنت میں داخلہ کی شرط

اَمۡ حَسِبۡتُمۡ اَنۡ تَدۡخُلُوا الۡجَنَّةَ وَلَمَّا يَعۡلَمِ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ جٰهَدُوۡا مِنۡكُمۡ وَيَعۡلَمَ الصّٰبِرِيۡنَ ﴿۱۴۲﴾

کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ جنت میں (کسی آزمائش کے بغیر ہی) داخل ہو جاؤ گے، حالانکہ اللہ نے ابھی تم میں سے ان لوگوں کو (عمل سے) معلوم نہیں کیا جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں اور (حق و باطل کی لڑائی میں) صبر و استقامت پامردی اور ثابت قدمی دکھانے والے ہیں۔

الفاظ

اَمۡ حَسِبۡتُمۡ بلکہ گمان کیا تم نے، اَمۡ حرف عطف بَلۡ کے معنی میں ہے، حَسِبۡتُمۡ کا مادہ (ح س ب) حَسِبَ يَحۡسَبُ سے فعل ماضی جمع مذکر حاضر حَسِبۡتُمۡ، اَنۡ تَدۡخُلُوا الۡجَنَّةَ کہ داخل ہو تم جنت میں، اَنۡ کہ، ناصبہ، فعل مضارع کے شروع میں آئے تو نصب (زبر) دیتا ہے جیسا کہ اُرِيۡدُ اَنۡ تَذۡهَبَ مَعِيۡ اِلَى الۡمَسۡجِدِ، میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ مسجد میں جائیں اور جمع کا 'ن' حذف ہو جاتا ہے جیسا کہ اَنۡ تَدۡخُلُوا الۡجَنَّةَ، یہ تَدۡخُلُوۡنَ تھا دَخَلَ يَدۡخُلُ فعل مضارع جمع مذکر حاضر، الۡجَنَّةَ اہل ایمان کے لیے اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی جنت (باغ و بہار) مفعول بہ ہے، کہ تم جنت میں (ویسے ہی بغیر آزمائش کے) داخل ہو جاؤ گے۔ "وَلَمَّا يَعۡلَمِ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ جٰهَدُوۡا مِنۡكُمۡ" اور ابھی نہ جانا اللہ نے اُن لوگوں کو جو جہاد کرتے تم میں سے، وَ حالیہ ہے، اس حال میں کہ، لَمَّا (ابھی تک نہیں) حرف جازمہ ہے، فعل مضارع کو جزم دیتا ہے اور اسے ماضی منفی میں تبدیل کر دیتا ہے۔ "يَعۡلَمِ اللّٰهُ" م پر زیر لفظ "اللہ" سے ملانے کے لیے آتی ہے، الَّذِيۡنَ (ان لوگوں کو) اسم موصول، جٰهَدُوۡا (جنھوں نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہاد کیا) اس کا مادہ (ج ھ د) جَاهَدَ يُجَاهِدُ (جہاد کرنا) اللہ تعالیٰ کے راستے میں کفار کے ساتھ جان و مال سے لڑنا، اَلْجَهْدُ (ج کی زبر کے ساتھ کے معنی) مشقت اٹھانا اور اَلْجُهْدُ (ج کی پیش کے ساتھ کے معنی) میں بڑی وسعت ہے، اَلْجِهَادُ اور اَلْمُجَاهَدَةُ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اسلام کے دشمنوں کے خلاف جنگ کرنا، جہاد کی تین اقسام ہیں...... میدان جنگ میں ظاہری دشمنوں کے خلاف (جان و مال) سے جہاد کرنا، (پہلی بات) شیطان اور اس کے ساتھیوں کے خلاف جہاد کرنا اور ان کے تمام وساوس کو رد کر کے اللہ تعالیٰ کے احکام کو ماننا اور اس کی رحمت اور مدد کو تلاش کرتے رہنا۔ (دوسری بات) اپنے نفس کے خلاف جہاد کرنا (کیونکہ خواہشاتِ نفس انسان کو راہ حق سے دور لے جاتی ہیں)۔ (تیسری بات) ان تینوں اقسام کے جہاد کا ذکر قرآن حکیم کی اس آیات میں آ جاتا ہے:

وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ (الحج:78/22)

”(مسلمانو!) اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے (پوری زندگی کلمہ الحق کو بلند کرنے کے لیے کھپا دو)۔“

جان و مال سے جہاد کا ذکر اس طرح:

وَّجَاهِدُوا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ (التوبہ:41/9)

شیطان (اور اس کے ساتھیوں کو) اپنا دشمن خیال کرتے ہوئے اس کے خلاف محاذ قائم کرنا، اس کا ذکر اس طرح آتا ہے:

اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ؕ (فاطر:6/35)

بلاشبہ شیطان تمہارا دشمن ہے، تم بھی اسے اپنا دشمن سمجھو۔ (اس کے خلاف اعلان جنگ کا اعلان کرو اور اس کے تمام وساوس کو پاؤں تلے روند ڈالو اور اس کے لیے اپنے رب کا سہارا تلاش کرو)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

جَاهِدُوْا أَهْوَاءَ كُمْ كَمَا تُجَاهِدُوْنَ أَعْدَاءَ كُمْ۔ اپنی خواہشات کے خلاف ایسے ہی جنگ کرو جس طرح تم اپنے دشمنوں کے خلاف جنگ کرتے ہو۔ (کنز العمال جز رابع رقم الحدیث ۱۱۷۸۰)

زبان اور ہاتھ سے دشمنوں سے جہاد کا ذکر اس طرح فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جَاهِدُوا الْكُفَّارَ بِأَيْدِيكُمْ وَأَلْسِنَتِكُمْ کفار کے ساتھ اپنے ہاتھوں اور زبانوں سے جہاد کرو (اس میں تقریر اور تحریر دونوں باتیں آجاتی ہیں)۔

(سنن ابی دائود بحوالہ معجم تفسیر مفردات القرآن، مولف سمیع عاطف الزین)

مِنْكُمْ (مِنْ۔ كُمْ) سے، تم یعنی تم میں سے، وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ اور ابھی نہ جانا صبر کرنے والوں کو اس کا مادہ (ع ل م) عَلِمَ يَعْلَمُ جاننا، معلوم کرنا عِلْمٌ مصدر ہے جیسا کہ رب کریم نے رسول اللہ ﷺ کو یہ دعا سکھائی: وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا اور آپ کہیے کہ اے رب! میرے علم میں اضافہ فرما۔

"الصّٰبِرِيْنَ" صبر کرنے والے اس کا مادہ (ص ب ر) ہے، صَبَرَ يَصْبِرُ سے اسم فاعل جمع مذکر الصّابِرُون اور حالت نصبی میں الصّابرین معنی میں فرق نہیں پڑتا، الصّبر اس کا مصدر ہے جو اردو زبان میں جانا پہچانا ہے، قرآن حکیم میں صبر مختلف معنوں میں آیا ہے:

تفہیم بالقرآن

(۱) تنگی اور مصیبت کے وقت:

وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَأْسَآءِ (البقرہ:177/2)

"تنگی اور مصیبت کے وقت صبر کرنے والے (یہ راست باز اور متقی لوگ ہیں، کامیابی انہیں کے لیے ہے)۔"

(۲) وَحِيْنَ الْبَأْسِ (البقرہ:177/2)

"اور حق و باطل کی جنگ میں صبر کرنے والے (دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے والے)۔"

(۳) جان و مال کے نقصان پر صبر کرنے والے:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ۗ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾ (البقرہ:155/2)

"(رب کریم کا فرمان ہے) ہم ضرور تمہیں خوف خطر، فاقہ کشی جان و مال کے نقصانات اور آمدنیوں کے گھاٹے میں مبتلا کر کے تمہاری آزمائش کریں گے (ان حالات میں صبر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کے انعامات کی) خوشخبری دے دیجیے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) نماز اور صبر...... وجہ تسکین:

یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ (البقرہ:153/2)

''اے ایمان والو! صبر اور نماز سے (اللہ تعالیٰ) کی مدد تلاش کرو۔''

صبر سے مراد مفسرین نے روزہ (الصوم) بھی مراد لیے ہیں اسی لیے رمضان کو حدیث مبارک میں ''فَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ'' ''یہ صبر کا مہینہ ہے۔'' کہا گیا ہے۔

(۵) دعوت و تبلیغ کے وقت صبر کرنا:

سیدنا لقمان علیہ السلام اپنے لخت جگر کو بہت سی قیمتی نصائح میں سے یہ نصیحت بھی فرماتے ہیں:

یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰی مَاۤ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۷﴾ (لقمن:17/31)

''بیٹا! نماز قائم کرو، نیکی کا حکم دو، بدی سے منع کرو اور اس راہ میں جو مصیبت بھی پڑے اس پر صبر کرو، بلاشبہ یہ بڑی ہمت کے کام ہیں۔''

(٦) باغیوں اور نافرمانوں کا حوصلہ:

فَمَاۤ اَصْبَرَهُمْ عَلَی النَّارِ ﴿۱۷۵﴾ (البقرہ:175/2)

''پس کیا ہی (عجیب) ہے ان کا حوصلہ کہ دوزخ کے (عذاب کے) لیے تیار ہیں۔''

تفسیر:

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ ...... وَیَعْلَمَ الصّٰبِرِیْنَ کیا تمہارا خیال ہے کہ تم جنت میں چلے جاؤ گے۔ جبکہ ابھی تک اللہ نے ان لوگوں کو بھی معلوم نہیں کیا جو تم میں سے جہاد کرنے والے ہیں اور معلوم نہیں کیا ثابت قدم رہنے والوں کو؟ یہ استفہام انکاری ہے یعنی یہ نہ سمجھ لینا اور نہ تمہارے دل میں یہ خیال آئے کہ تم مشقت اور اللہ کی راہ میں اُس کی رضا کے لیے کوئی تکلیف اٹھائے بغیر جنت میں داخل ہو جاؤ گے، اس لیے کہ جنت بلند ترین منزل مقصود اور سب سے افضل مقام ہے جس کے حصول کے لیے مسابقت کی جاتی ہے مطلوب و مقصود جتنا بڑا ہوگا، وہاں تک پہنچانے والا وسیلہ اور عمل بھی اتنا ہی بڑا ہوگا۔

(تفسیر السعدی، عبدالرحمن بن ناصر السعدی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیات کی حکمت وبصیرت:

(۱) جہاد خالص اور ناخالص کو پرکھنے کا بہترین ذریعہ ہے، پھر آزمائش وابتلا کی کٹھالی سے گزر کر ہی زندگی میں نکھار اور جمال پیدا ہوتا ہے ایسے ہی جیسا کہ سونے کا کھوٹ دور ہوتا ہے۔

(۲) اہل ایمان کی روزِ اوّل سے ہی آزمائش رہی ہے اس میں پورے اترنے پر ہی اللہ تعالیٰ کے یہاں درجات کی بلندی اور آخرت میں لازوال اجر مرتب ہوتا ہے۔

(۳) غزوہ احد میں مسلمانوں کو عارضی شکست سے اپنی خامیوں کا پتہ چلا کہ نظم وضبط اور اطاعت و فرمانبرداری کو توڑنے سے نقصان ہوتا ہے اور آئندہ اس سلسلے میں حزم واحتیاط سے کام لیں۔

(۴) افسوس کہ دور حاضر کے مسلمان قرآن حکیم کی بلند اور پاکیزہ تعلیمات سے غافل ہو چکے ہیں یہی وجہ ہے کہ ان پر نکبت وادبار کی گھٹائیں چھا رہی ہیں۔

(۵) حق وباطل کا معرکہ ہمیشہ رہا ہے اور تا قیامت رہے گا۔اے غافل مسلمان! غفلت کے پردے چاک کر اور اس کو سمجھنے کی کوشش کر:

ستیزہ کار رہا ہے، ازل سے تا امروز — چراغِ مصطفوی سے شرارِ بولہبی
اسی کشاکشِ پیہم سے زندہ ہیں اقوام — یہی ہے رازِ تب وتابِ ملتِ عربی

تم تو شہادت کے طلبگار تھے

وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۱۴۳﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(مسلمانو! غزوہ احد سے پہلے شرفِ شہادت پر فائز ہونے کے لیے تم)
موت کی تمنائیں کر رہے تھے، مگر یہ اُس وقت کی بات تھی جب موت
سامنے نہ آئی تھی، لو اب وہ تمہارے سامنے آگئی اور تم نے اسے آنکھوں
دیکھ لیا (سو اب ایسی پست ہمتی کا اظہار کیوں؟)

الفاظ:

وَلَقَدْ (اور تحقیق) لام تاکیدی، قَدْ بھی تاکید کے لیے آتا ہے اس کا ترجمہ یقینا، بلاشبہ، اس سے جملے میں انتہائی زور پیدا ہوتا ہے، كُنْتُمْ (تھے تم)، تَمَنَّوْنَ تمنا کرتے، آرزو کرتے (تَمَنّٰى، يَتَمَنّٰى) سے فعل مضارع جمع مذکر مخاطب، تَمَنَّوْنَ (تم شہادت حاصل کرنے کے لئے تمنا کرتے تھے) اس کا مصدر تَمَنِّيْ، تمنا اردو میں جانا پہچانا لفظ ہے، الْمَوْتَ موت کی، مفعول بہ، مِنْ قَبْلِ اس سے قبل یعنی غزوہ اُحد کے واقع ہونے سے قبل، اس سے پہلے غزوہ بدر میں کتنے ہی لوگ شامل نہ ہو سکے تھے، انہیں اس بات کی تمنا اور آرزو تھی کہ آئندہ غزوہ میں شامل ہو کر رتبۂ شہادت سے سرفراز ہوں گے، اَنْ تَلْقَوْهُ کہ ملاقات کرو اس سے یعنی موت سے (یعنی میدان جہاد میں تمہیں دشمن سے ملاقات کا موقع نصیب ہو) اس کا مادہ (ل ق ی) لَقِيَ يَلْقٰى ملاقات ہونا، پانا، ملنا، لِقَآءٌ (مصدر) سے جمع مذکر حاضر تَلْقَوْهُ کہ تم ملاقات کرو اس سے (موت سے) اصل میں تَلْقَوْنَ تھا تو اَنْ کے شروع میں آنے سے تَلْقَوْنَ کا ن حذف ہوا، فَقَدْ ف عاطفہ (جملے میں ربط کے لیے) قَدْ، حرف تاکید رَاَيْتُمُوْهُ تم نے اس کو دیکھ لیا (رَاٰى يَرٰى) دیکھنا، رُؤْيَةٌ مصدر سے مضارع جمع مذکر حاضر رَاَيْتُمُوْ (وَ زائدہ) ثقالت دور کرنے کے لیے، ہٗ ضمیر موت کی طرف جاتی ہے، وَ اور حالیہ، اَنْتُمْ (تم) مبتدا، تَنْظُرُوْنَ دیکھتے ہو (تم دشمن سے نبرد آزما ہو) اس کا مادہ (ن ظ ر) نَظَرَ يَنْظُرُ فعل مضارع جمع مذکر حاضر تَنْظُرُوْنَ، اَنْتُمْ کی خبر ہے (اس حال میں کہ تم دیکھ رہے تھے) یعنی اپنی آنکھوں سے موت کا مشاہدہ کر رہے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر:

اس آیہ مبارکہ میں مسلمانوں کو ہوشیار کیا گیا ہے کہ حق کی راہ پھولوں کی سیج نہیں ہے، اس میں کئی طرح کی آزمائشوں سے دوچار ہونا لازمی ہے، اللہ نے جنت کا وعدہ اُن لوگوں سے کیا ہے جو ہر آزمائش میں ثابت قدم ہوں گے اور حق کی سربلندی کے لیے ہر آن اپنی جان ہتھیلیوں پر لیے ہوں گے، غزوہ اُحد میں 70 کے قریب مسلمان شہید ہوئے تھے۔ اتنی بڑی تعداد میں مارے جانے کی وجہ سے مسلمان افسردہ وملول تھے۔ اُن کو جھنجھوڑا گیا کہ جب مومن کا مطلوب ومقصود شہادت ہے تو پھر یہ ماتم کیسا؟ آخر وہ خود بھی تو پہلے شہید ہونے کی تمنا کر رہے تھے اُن کو خوش ہونا چاہیے کہ ان کی دلی تمنا پوری ہو گئی۔

(میزان القرآن، افتخار احمد اعظمی)

سیدنا محمد ﷺ تو اللہ کے رسول ہیں وہ بھی شہید یا وفات پا سکتے ہیں

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَا۟ئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾

(مسلمانو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہید ہونے کی خبر سن کر تم حواس باختہ ہو گئے حالانکہ) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اللہ کے رسول ہیں اُن سے پہلے بہت سے رسول ہو چکے ہیں (اُن میں سے بعض رسولوں نے شہادت کا رتبہ بھی پایا جیسا کہ یحییٰؑ، زکریاؑ) تو کیا اگر وہ وفات پا جائیں یا شہید ہو جائیں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے (راہ حق سے منحرف ہو جاؤ گے تو خوب جان لو) جو الٹے پاؤں پھرے گا، وہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑے گا (اپنا ہی نقصان کرے گا) اللہ شکر گزاروں کو (جو نامساعد حالات میں بھی ثابت قدم رہے بہترین جزا دینے والا ہے)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفاظ

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ اور محمد ﷺ بھی اللہ کے رسول ہیں، **وَ** اور مستانفہ (نئے جملے کا آغاز)، **مَا** نہیں ہے نافیہ، **مُحَمَّدٌ** محمد ﷺ (خاتم النبیین)، **اِلَّا** مگر کلمہ حصر، **رَسُوْلٌ** اللہ کے رسول **مُحَمَّدٌ** (مبتدا) اور **رَسُوْلٌ** (خبر ہے) یعنی محمد ﷺ بھی اللہ کے رسول ہیں (اس میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے)، **قَدْ** یقیناً، حرف تحقیق ہے، **خَلَتْ** گزرے فعل ماضی واحد مونث غائب، اس کا مادہ (خ ل و) ہے، **اَلْخَلَا** اور **خُلُوٌّ** مصدر ہے، امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

اَلْخَلَاءُ خالی جگہ جہاں عمارت ومکان وغیرہ نہ ہو اور **اَلْخُلُوُّ** کا لفظ زمان ومکان دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے چونکہ زمانہ میں **مَضِيٌّ** (گزرنے) کا مفہوم پایا جاتا ہے، اس لیے اہل لغت خلا الزمان کے معنی (زمانہ گزر گیا) کر لیتے ہیں۔ (مفردات القرآن)

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ تحقیق گزر چکے ہیں اُن سے پہلے بھی کئی رسول (یعنی خاتم النبیین جناب محمد رسول ﷺ سے پہلے کئی رسول آ چکے ہیں) **مِنْ** سے حرف جار، **قَبْلِهِ (قَبْلِ۔ هِ)** قبل، اُن سے (یعنی رسول اللہ ﷺ سے پہلے) **قَبْلِ** مضاف، **هِ** مضاف الیہ، **الرُّسُلُ**، **رَسُوْلٌ** کی جمع یہ **خَلَتْ** کا فاعل، **اَفَاِئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ** پھر کیا اگر وہ وفات پا جائیں یا شہید ہو جائیں، **اَ** ہمزہ استفہامیہ، **فَاِئِنْ**، **فَ** پس عاطفہ، **اِنْ** اگر حرف شرط، **مَاتَ** وفات پا جائیں، ماضی واحد مذکر غائب اس کا مادہ (م و ت) **مَاتَ يَمُوْتُ**، فوت ہونا، وفات پانا، اس کا مصدر **مَوْتٌ** ہے اردو میں معروف ہے، **اَوْ** یا عاطفہ، **قُتِلَ** فعل ماضی مجہول واحد مذکر غائب، **هُوَ** ضمیر نائب فاعل مضمر ہے یا وہ قتل (شہید) کر دیے جائیں۔ **انْقَلَبْتُمْ** تم پھر جاؤ گے اس کا مادہ (ق ل ب) ہے، **اِنْقَلَبَ يَنْقَلِبُ** پھر جانا فعل ماضی جمع مذکر مخاطب، (جہاد سے منہ موڑنا) **اِنْقِلَابٌ** مصدر باب انفعال، انقلاب، تبدیلی، نظام حکومت میں تبدیلی (سیاسی) اردو میں معروف ہے، **عَلٰی** پر حرف جار **اَعْقَابِكُمْ (اَعْقَابِ۔ كُمْ)** ایڑیوں اپنی (مرکب اضافی) عقب مفرد **اَعْقَاب** جمع، **وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَيْهِ** اور جو کوئی پھر جائے اپنی ایڑیوں پر (میدان جنگ سے بھاگ نکلے)، **وَ** اور مستانفہ (نئے کلام کا آغاز)، **مَنْ** جو شخص، **يَّنْقَلِبْ** پھر جائے، بھاگ نکلے، **مَنْ** کی وجہ سے **يَّنْقَلِبْ** کی ب، مجزوم (جزم والی) ہے، **عَلٰی عَقِبَيْهِ** اپنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایڑیوں پر اصل میں عَقِبَیْنِ (تثنیہ) تھا، اس کی اضافت ہٖ کی طرف ہونے سے اس کا نُون گر گیا اور عَقِبَیْهِ رہ گیا (اپنی ایڑیوں پر) فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰهَ شَیْئًا تو ہرگز نہیں وہ نقصان پہنچا سکے گا اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو، کچھ بھی، فَ تو، (مَنْ یَّنْقَلِبْ) کے جواب میں، لَنْ ہرگز نہیں حرف ناصبہ فعل مضارع کے آخری حرف کو نصب (زبر) دیتا ہے اور نون جمع کا ہو تو خذف ہو جاتا ہے، یَّضُرَّ اللّٰهَ وہ نقصان پہنچا سکے گا اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو اس کا مادہ (ض ر ر) ضَرَّ یَضُرُّ نقصان پہچانا، ضَرٌّ مصدر تکلیف، نقصان اردو میں بھی معروف ہے، شَیْئًا (کچھ بھی)، وَسَیَجْزِی اللّٰهُ الشّٰكِرِیْنَ اور عنقریب جزا دے گا اللہ سبحانہ و تعالیٰ شکر گزاروں کو، وَ اور مستانفہ، سَیَجْزِی مضارع کے شروع میں س حرف استقبال عنقریب کا معنی دیتا ہے یَجْزِیْ جزا دے گا، انعام دے گا، اس کا مادہ (ج ز ی) ہے جَزٰی یَجْزِیْ سے فعل مضارع واحد مذکر غائب، جَزَآءٌ مصدر ہے جزا اردو میں بھی جانا پہچانا لفظ جیسا کہ کسی کے حسن سلوک پر آپ کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جزا دے گا، الشّٰكِرِیْنَ شکر گزاروں کو اس کا مادہ (ش ک ر) شَكَرَ یَشْكُرُ شکر کرنا شکر مصدر اردو میں معروف ہے، اللہ تعالیٰ کے ان گنت انعامات کے احسانات کو ماننا اور اس پر اس کا شکر بجا لانا۔

اَلشُّكْرُ تَصَوُّرُ النِّعْمَةِ وَاِظْهَارُهَا ... نعمتوں کا تصور اور ان کا اظہار۔

یہ اظہار تین طرح ادا ہوتا ہے:

(۱) شُكْرُ الْقَلْبِ:

نعمتوں کا تصور کرنا کہ واقعی اللہ تعالیٰ کے یہ انعامات ہیں، جیسا کہ قرآن حکیم میں آتا ہے:

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا (النحل:18/16)

''(اے بندو!) اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو گن نہیں سکتے۔''

(۲) شُكْرُ اللِّسَانِ:

مُنْعِمْ کی حمد و ثنا زبان کے ساتھ، ظاہر ہے کہ مُنْعِمْ حقیقی اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہے:

رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۹﴾ (النمل:19/27)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’میرے رب! مجھے توفیق عطا فرما کہ اُن نعمتوں کا (ہمیشہ اپنی زبان سے) شکر گزار رہوں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر فرمائیں اور یہ (بھی توفیق عطا فرما کہ عملی طور) وہ نیک کام کیا کروں جو تجھے پسند ہوں (مجھ سے بلاوجہ تیری مخلوق کو اذیت نہ پہنچے بلکہ فائدہ ہی ہو کہ اسی میں تیری رضا ہے) اور مجھ کو (محض) اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں داخل فرما۔‘‘

(اس دعا میں زبان سے اور عمل سے شکر کرنے کی توفیق اللہ تعالیٰ سے طلب کی گئی ہے)۔

(۳) شُکْرُ سائِرِ الجوارح:

تمام اعضاو جوارح سے اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانا جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ۭ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ﴿۱۳﴾ (سبا:13/34)

’’اے آل داوٗد، عمل کرو شکر کے طریقے پر (اللہ تعالیٰ کے احکام، نبیؑ کے طریقے پر بجالاؤ) میرے بندوں میں کم ہی شکر گزار ہیں۔ (معجم تفسیر مفردات، الفاظ القرآن سمیع عاطف الزئن)

شکر کی ضد کفر یعنی نعمتوں کا انکار کرنا ہے جیسا کہ فرمایا:

وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ (البقرہ:152/2)

’’(رب کریم کا فرمان ہے) اور میرا شکر ادا کرو اور کفرانِ نعمت نہ کرو۔‘‘

تفسیر:

غزوہ اُحد میں بعض صحابہؓ نے مرتبہ شہادت حاصل کر لیا اور بعض میدان چھوڑ کر فرار ہونے لگے۔ رسول اللہ ﷺ بھی زخمی ہو گئے اور کسی شیطان نے آپ کی شہادت کی افواہ پھیلا دی، صحابہ کرامؓ کے دل اس افواہ سے ٹوٹ گئے اور وہ ہمت ہار بیٹھے اور منافقین نے طعن و تشنیع کے نشتر چبھونے شروع کر دیے کہ اگر محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ہوتے تو قتل کیوں ہوتے؟ اس پر یہ آیات اتریں۔

(تفسیر القرآن الکریم حافظ عبدالسلام)

اللہ تعالیٰ نے یہ آیت: وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ نازل فرما کر اس ذہنیت کی تردید کی اور کہا کہ محمد ﷺ تو اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں، اُن سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ کے بہت سے انبیاء و رسل گزر چکے ہیں تو کیا اگر وہ فوت ہو جائیں یا شہید کر دیے جائیں تو تم لوگ اللہ کے دین سے پھر جاؤ گے؟ یاد رکھو! جو شخص دینِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام سے صرف اس وجہ سے پھر جائے گا تو وہ صرف اپنے آپ کو نقصان پہنچائے گا کیونکہ اللہ کا دین دنیا سے اٹھ نہیں جاتا، اسی لیے سیدنا انس بن مالک کے چچا (انس بن النضر) نے جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ حال دیکھا، تو کہا اے لوگو! اگر محمد ﷺ شہید کر دیے گئے تو محمد کا رب زندہ ہے اور اسے کبھی موت نہیں ہے، اور تم رسول اللہ ﷺ کے بعد زندہ رہ کر کیا کرو گے؟ آؤ جس مقصد کے لیے محمد ﷺ نے جہاد کیا اس کے لیے تم بھی جہاد کرو اور جس کی خاطر محمد ﷺ نے جان دے دی، تم بھی جان دے دو، پھر کہا، اے اللہ! یہ لوگ جو کچھ کہہ رہے ہیں اس کے لیے معافی مانگتا ہوں اور اپنی برأت کا اظہار کرتا ہوں، پھر اپنی تلوار کھینچ کر جنگ کرنی شروع کر دی یہاں تک کہ شہید کر دیے گئے (رضی اللہ عنہ)۔

[بخاری کتاب الجہاد بحوالہ تیسیر الرحمن لبیان القرآن، ڈاکٹر محمد لقمان السلفی]

تفہیم بالقرآن

(۱) ہر نفس نے موت کا مزہ چکھنا ہے:

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ (آل عمران:185/3)

”ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے (اور لوگو! تم سب کو اللہ کے حضور پیش ہونا ہے)۔“

(۲) صرف رب جلیل وکریم کی ذات ہی کو بقا ہے:

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿٢٦﴾ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿٢٧﴾ (الرحمٰن:26,27/55)

”ہر چیز جو اس زمین پر ہے فنا ہو جانے والی ہے اور صرف تیرے رب جلیل وکریم کی ذات ہی کو بقا ہے۔“

(۳) مضبوط قلعوں میں بھی موت ہے:

اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ (النساء:78/4)

”(لوگو! سرمایہ زندگی تھوڑا ہے، اور آخرت اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے کہیں بہتر ہے) رہی موت، تو جہاں بھی تم ہو وہ بہر حال تمہیں آ کر رہے گی، خواہ تم کیسی ہی مضبوط عمارتوں میں ہو۔“

(۴) اللہ کے کتنے ہی نبی شہید ہوئے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ (آل عمران:21/3)

”جو لوگ اللہ کے احکام و ہدایات کو ماننے سے انکار کرتے اور اس کے انبیاء کو شہید کرتے ہیں (روز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیامت دردناک سزا کے مستحق ہوں گے)۔"

(۵) شہادت تو ہر حال میں بلند مرتبہ ہے:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ۝

(البقرہ:154/2)

"اور جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہو جائیں، انہیں مردہ نہ کہو ایسے لوگ تو حقیقت میں زندہ ہیں (حیات جاودانی سے سرفراز ہیں) مگر تمہیں ان کی زندگی کا شعور نہیں ہے۔"

تفہیم بالحدیث:

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"اپنے دشمنوں سے ٹکرانے کی آرزو نہ کرو، بلکہ اللہ تعالیٰ سے امن اور عافیت کے طلبگار رہو، اگر تمہیں اُن کے مقابلے میں آنا ہی پڑے تو صبر و ہمت سے کام لو (ڈٹ کر مقابلہ کرو) جان لو جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔ (بخاری رقم الحدیث 3024، بحوالہ تفسیر کنز الثمین، محمد بن صالح)

آیات کی حکمت وبصیرت:

(۱) جنگ ہر حال میں ناپسندیدہ بات ہے اس کی تمنا نہیں کرنی چاہیے، انسان بہر حال کمزور اور ناتواں ہے۔

(۲) مسلمان کو اپنی قوت کا نہیں بلکہ اللہ کی رحمت وطاقت کا سہارا ہوتا ہے۔

(۳) قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُل، یعنی آپ ﷺ سے قبل کئی رسول تشریف لا چکے، ختم نبوت کی بہت بڑی دلیل ہے۔

(۴) اَفَاۡئِنْ مَّاتَ، میں اس بات کی دلیل ہے کہ آپ بھی اس فانی دنیا سے ابدی جنت کی طرف تشریف لے جائیں گے۔

(۵) شہادت تو بڑی فضیلت کی بات ہے، انبیاء کرام علیہم السلام شہادت سے بلند مقام پر فائز ہوتے ہیں۔ نبوت کی فضیلت اور شہید کی فضیلت، دو فضیلتیں اکٹھی ہو جاتی ہیں۔

(۶) موت کا آنا اٹل اور یقینی ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کلبۂ افلاس میں، دولت کے کاشانے میں موت
دشت و در میں، شہر میں، گلشن میں، ویرانے میں موت
موت ہے ہنگامہ آرا قلزمِ خاموش میں
ڈوب جاتے ہیں سفینے موج کی آغوش میں
نے مجالِ شکوہ ہے، نے طاقتِ گفتار ہے
زندگانی کیا ہے، اک طوقِ گلو افشار ہے

دنیا اور آخرت میں بدلہ

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ؕ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَسَنَجْزِى الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۵﴾

کوئی ذی روح اللہ کے حکم کے بغیر نہیں مر سکتا (ہر ایک کی موت کا) ایک مقررہ وقت لکھا ہوا ہے (موت اسی وقت آئے گی نہ پہلے نہ بعد پھر اس سے گھبرانا کیا) اور جو شخص دنیا میں (اپنے عمل کا) بدلہ چاہتا ہے ہم اس کو (اس کا بدلہ) اس دنیا سے (یہیں) دے دیں گے اور جو آخرت کا بدلہ چاہتا ہے ہم اس کو اس میں سے (وہاں) دیں گے، اور ہم احسان ماننے والوں کو عن قریب (اُن کے حسنِ عمل کا) بدلہ دیں گے (اور جزا بہت ہی خوب ہوگی)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفاظ:

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ اور نہیں ہے ممکن کسی جان کے لیے کہ وہ مرجائے مگر اللہ ہی کے حکم کے ساتھ۔

وَ اور مستانفہ (نئے کلام کا آغاز) **مَا** نہیں، **كَانَ** ہے (ممکن) (**كَانَ، يَكُوْنُ**) ہونا، **لِنَفْسٍ** (**لِ**۔**نَفْسٍ**) لیے، کسی جان (کے) **اَنْ تَمُوْتَ** یہ کہ وہ مرجائے، **اَنْ** ناصبہ المضارع **اَنْ** کے بعد مضارع کے آخری حرف پر زبر آتی ہے جیسا کہ **تَمُوْتَ** پر آئی ہے اس کا مادہ (م و ت) **مَاتَ يَمُوْتُ** سے فعل مضارع واحد مونث غائب، **تَمُوْتَ**، **اِلَّا** مگر حرف استثنٰی، **بِاِذْنِ اللّٰهِ** اللہ ہی کے حکم کے ساتھ **بِ**، حرف جار، **اِذْنِ** مجرور اور مضاف، **اللّٰهِ** مضاف الیہ، **كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا** لکھا ہے اس نے، وقت مقررہ یعنی ہر شخص کی موت کے لیے اللہ تعالیٰ نے مقررہ وقت لکھا ہوا ہے اس سے تقدیم و تاخیر نہیں ہوتی، اس بات میں جہاد کی ترغیب ہے اور دشمن سے مقابلے کی ہمت دلائی گئی ہے۔ (تفسیر المدارک)

وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا اور جو کوئی چاہتا ہے (ثواب) بدلہ دنیا کا تو ہم اسے دے دیتے ہیں اس میں سے کچھ۔

وَ مَنْ اور جو، **وَ** اور عاطفہ، **مَنْ** جو شرطیہ جازمہ، **يُّرِدْ** چاہتا ہے، ارادہ کرتا ہے، **مَنْ** کی وجہ سے **يُرِيْدُ** کی ی گر گئی اور د ساکن ہو گئی، اس کا مادہ (ر و د) ہے (**اَرَادَ**، **يُرِيْدُ**) چاہنا، ارادہ کرنا، اردو میں معروف **اِرَادَةٌ** مصدر سے مضارع واحد مذکر غائب، **يُّرِدْ** ہوا (باب افعال متعدی ہوتا ہے)، **ثَوَابَ الدُّنْيَا**، ثواب (بدلہ) دنیا کا (اچھے کاموں کا بدلہ) اس کا مادہ (ث و ب) ہے، **اَثَابَ يُثِيْبُ** انعام اور بدلہ دینا جیسا کہ قرآن حکیم میں آتا ہے "**فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ**" اللہ تعالیٰ نے انہیں اچھے اعمال کے صلہ میں باغ و بہار سے نوازا، اسی سے مصدر **ثَوَابٌ** جزا، بدلہ (مضاف) **الدُّنْيَا**، مضاف الیہ **نُؤْتِهٖ مِنْهَا** تو ہم اسے دے دیتے ہیں اس میں سے کچھ، اس کا مادہ (ء ت ی) (**اٰتٰى يُؤْتِيْ**) عطا کرنا، دینا، **اِيْتَاءٌ** مصدر سے مضارع جمع مذکر غائب (جمع کا صیغہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے بطور عزت کے استعمال ہوتا ہے یقیناً وہ رب واحد ہے) **ہٖ** ضمیر واحد مذکر غائب طالب دنیا کی طرف جاتی ہے، **هَا** ضمیر واحد مونث غائب، دنیا کی طرف لوٹ رہی ہے (یعنی جو شخص مال غنیمت کے حصول کے لیے میدان جنگ میں آتا ہے تو اسے معلوم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونا چاہیے کہ اس کا صلہ اللہ تعالیٰ کے یہاں کیا ہو سکتا ہے؟ وہ لوگ جو غزوہ اُحد میں اطاعت رسول کو نظر انداز کر کے مالِ غنیمت کے لیے بھاگے اُن کے لیے تنبیہ ہے [تفسیر مدارک] مَنْ شرطیہ کے جواب میں **نُؤْتِهٖ مِنْهَا** ظاہر ہے کہ آخرت کے مقابلے میں دنیا میں تو تھوڑا ہی حصہ مل سکتا ہے، اس لیے "**مِنْهَا**" فرمایا اور آخرت کا اجر لازوال اور بے پناہ ہے۔ (تفسیر کنز الثمین، محمد بن صالح)

وَ مَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَ سَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ اور جو کوئی چاہتا ہے ثواب (اجر) آخرت کا (تو) ہم دے دیں گے اس میں سے (لازوال اجر و انعام جس کا تم اندازہ نہیں لگا سکتے) یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اس کے دین کی سربلندی کے لیے جدوجہد کی۔ (مدارک) نوٹ: (عربی گرائمر پہلے گزر چکی ہے)

وَ سَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ اور ہم احسان ماننے والوں کو عنقریب (ان کے حسن عمل کا) بدلہ دیں گے (وہ جزا بہت خوب ہوگی)۔

وَ اور عاطفہ، **سَنَجْزِيْ** **سَ** مستقبل قریب کے لیے **نَجْزِيْ** (ہم جزا دیں گے، فعل مضارع جمع متکلم کا صیغہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے آیا ہے) **جَزٰى يَجْزِيْ**، جزا دینا، بدلہ دینا، **جَزَآءٌ** مصدر سے جزا، بدلہ، اردو میں معروف ہے جیسا کہ **جزاك الله خيرًا** کہتے ہیں "اللہ آپ کو اس نیکی کی جزا دے" **الشّٰكِرِيْنَ** (شکر کرنے والوں کو) اس کا مادہ (ش ک ر) ہے **شَكَرَ يَشْكُرُ** سے اسم فاعل جمع مذکر **الشَّاكِرِيْنَ**، جو احکام الٰہی پر ثابت قدم رہتے ہوئے اپنے نبی ﷺ کے ساتھ ثابت قدم رہتے ہیں۔

(التفسیر الواضح، محمود حجازی)

"زندگی میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے جدوجہد اور مزید شکر گزاری لازوال اجر و ثواب کا باعث بنتی ہے جیسا کہ جو ایک نیکی خلوصِ نیت سے کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بڑھاتے ہوئے سات سو گنا اور اس میں بھی کئی گنا اضافہ کے ساتھ اجر عطا فرماتا ہے۔ ذرا غور کیجیے کہ ایک شخص نماز کے لیے گھر سے ہی وضو کرتا ہے وضو کے پانی کا آخری قطرہ گرتے ہی اس کے سابقہ صغیرہ گناہ دھل جاتے ہیں، پھر وہ اس پاکیزگی اور صفائی کے ساتھ صرف نماز کے لیے مسجد کی طرف قدم بڑھاتا ہے تو ہر قدم پر اس کے اجر و ثواب میں اضافہ اور گناہ دُھلتے ہیں اس طرح ہر قدم پر دو فائدے...... درجات کی بلندی اور گناہوں کا دُھلنا، اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھوٹے سے عمل پر کتنا بڑا اجر ہے جب وہ مسجد میں داخل ہوتا ہے اور جب تک وہ مسجد میں رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس کے لیے دعائیں کرتے رہتے ہیں "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ، اَللّٰھُمَّ ارْحَمْہُ۔ اے اللہ! اس شخص کو بخش دے، اے اللہ! اس پر رحم فرما۔" اس طرح زندگی میں جدوجہد کے بعد شکر گزاروں کے لیے اللہ تعالیٰ کے یہاں لازوال اور بے بہا اجر ہے۔ (الکنزالثمین، محمد بن صالح)

تفسیر:

حافظ عبدالسلام حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

"اس آیہ کریمہ سے مقصود مسلمانوں کو جہاد پر ابھارنا اور اُن کے ذہن میں یہ بات بٹھانا ہے کہ موت سے فرار کی راہ اختیار کرنے سے انسان موت کے پنجے سے نجات نہیں پا سکتا اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کی موت کا ایک وقت مقرر فرمایا ہے جو آگے پیچھے نہیں ہو سکتا۔"

اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ میں اِذْن بمعنی علم کے ہے یعنی ہر شخص کی موت کا وقت اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے، لہٰذا تمہیں چاہیے کہ موت سے بھاگنے کی فکر چھوڑ کر بے جگری سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرو اور اس جہاد سے تمہارا مقصود آخرت کا ثواب ہونا چاہیے، ورنہ اگر تم صرف دنیا کا ثواب، شہرت اور مال غنیمت وغیرہ ہی چاہتے تو تمہیں صرف وہی ملے گا اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت پر اور آخرت سے محروم رہو گے، یہاں "کِتٰبًا مُّؤَجَّلًا" سے مراد موت کا وقت لکھا ہوا ہے۔ (تفسیر القرآن الکریم)

اَنبیاء علیہم السلام اور اُن کے ساتھی

وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۶﴾

(مسلمانو! تم آج پہلی قوم نہیں ہو جو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اُحد میں لڑ رہے ہو غور کرو کہ تم سے پہلے) کتنے ہی انبیاء (علیہم السلام) گزرے جن کی معیت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بہت سے اللہ والوں نے (کفار سے) جنگ کی، مگر انہوں نے ان تکلیفوں کی وجہ سے جو اللہ کی راہ میں اُن کو پہنچیں، ہمت نہ ہاری نہ (کسی قسم کی) کمزوری دکھائی اور نہ ہی (دشمنوں) سے دبے اور مرعوب ہوئے۔ اور اللہ ثابت قدمی دکھانے والوں کو پسند کرتا ہے۔

الفاظ

وَ اور مستانفہ اس کے بعد نئے کلام کا آغاز ہوتا ہے، كَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ کتنے ہی نبیؑ تھے (یعنی كَثِيْرٌ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ) كَاَيِّنْ (مبتدا) کثرت کو ظاہر کر رہا ہے (اَلْكَنْزُ الثَّمِيْن) مِّنْ سے حرف جار، نَّبِيٍّ اللہ کے نبی، مجرور، قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ (کہ) لڑے اُن کے ساتھ (مل کر) اللہ والے بہت سے، قٰتَلَ لڑے اس کا مادہ (ق ت ل) ہے قَاتَلَ يُقَاتِلُ سے فعل ماضی واحد مذکر غائب باب مفاعلہ اس کا خاصہ شراکت ہے یعنی ایک دوسرے سے جنگ کرنا، مَعَهٗ (مَعَ۔ هٗ) ساتھ اُن کے ہٗ کی ضمیر واحد مذکر اس نبی کی طرف جاتی ہے جس کے ساتھ اللہ والے مل کر لڑے، مَعَ ظرف (مضاف)، ہٗ مضاف الیہ، رِبِّيُّوْنَ (اللہ والے) اس کا مفرد ہے رِبِّيٌّ، رِبِّيُّوْنَ و هُمُ الرَّبَّانِيُّوْنَ اَیْ اَلَّذِيْنَ يَعْبُدُوْنَ الرَّبَّ تعالٰی، رِبِّيُّوْنَ حقیقت میں رَبَّانِيٌّ ہیں۔ (تفسیر القاسمی)

یہ وہ لوگ ہیں جو رب تعالٰی کی عبادت و ریاضت کرتے ہیں اردو زبان میں انہیں اللہ والے کہہ سکتے ہیں۔ كَثِيْرٌ (بہت سے) رِبِّيُّوْنَ کی صفت ہے، فَمَا (فَ۔ مَا) پس، نہ، فَ عاطفہ (جملے میں ربط کے لیے) مَا نافیہ، وَهَنُوْا، ضَعُفُوْا، کمزور پڑے اس کا مادہ (و ہ ن) ہے، وَهَنَ يَهِنُ سے فعل ماضی جمع مذکر غائب وَهَنُوْا، امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

اَلْوَهْنُ کے معنی (کسی معاملے میں جسمانی طور پر کمزور ہونے یا اخلاقی کمزوری ظاہر کرنے کے ہیں) اس آیت میں اخلاقی کمزوری کا تذکرہ ہے (اور جنگ میں اخلاقی کمزوری، یعنی ہمت ہارنا، بزدلی کا مظاہرہ کرنا شکست کا باعث ہوتا ہے) قرآن حکیم میں اللہ تعالٰی نے اہل ایمان کو اپنے حوصلوں کو مضبوط اور توانا رکھنے کا حکم دیا ہے:

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (آل عمران:139/3)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''(مسلمانو!) دل شکستہ نہ ہو، غم نہ کرو، تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔''

جسمانی کمزوری کا تذکرہ اس طرح آتا ہے:

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ (مریم:4/19)

''(زکریا علیہ السلام نے رب تعالیٰ کے حضور فریاد کی) اے رب! میری ہڈیاں گھل گئی ہیں (تو اپنی رحمت سے مجھے نیک وارث [فرزند] عطا فرما)۔''(مفردات القرآن)

لِمَآ اَصَابَهُمْ اس وجہ سے جو انہیں پہنچا (رنج و غم)، لام حرف جر، مَا اسم موصول اَصَابَهُمْ (اَصَابَ۔هُمْ) پہنچا، اُن کو، اَصَابَ یُصِیْبُ سے فعل ماضی واحد مذکر غائب باب افعال هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب اَلْمَصَابُ، چوٹ، نقصان اسی سے اَلْمُصِیْبَةُ مصیبت تکلیف اردو میں معروف ہے۔

فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اللہ کی راہ میں، مِنَ الجراح وَشهادَةِ بَعْضِهِمْ لِاَنَّ الَّذِی أَصَابَهُمْ اِنَّمَا هُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَطَاعَتِهٖ وَاِقَامَةِ دِیْنِهٖ وَنُصْرَةِ رَسُوْلِهٖ۔ (تفسیر القاسمی)

اللہ کی راہ میں جو انہیں زخم لگے، بعض شہادت سے سرفراز ہوئے پھر اطاعت و فرمانبرداری سے اقامت دین کی جدوجہد میں اور نصرت رسول میں جو انہوں نے حق ادا کیا، یہ تمام باتیں اللہ کی راہ ہیں۔

فِیْ حرف جار، سَبِیْلِ مضاف، اللّٰهِ مضاف الیہ، وَمَا ضَعُفُوْا اور نہ وہ دشمن کے مقابلے میں سست پڑے ضعف اور کم ہمتی کا مظاہرہ نہ کیا۔ (حوالہ ایضاً) اس کا مادہ (ض ع ف) ضَعُفَ یَضْعُفُ سے فعل ماضی جمع مذکر ضَعُفُوْا۔ وَمَا اسْتَكَانُوْا اور نہ انہوں نے دشمنوں کے مقابلے میں ذلت و خواری کا مظاہرہ کیا، اس کا مادہ (ک و ن) اِسْتَكَانَ یَسْتَكِیْنُ سے فعل ماضی جمع مذکر غائب اِسْتَكَانُوْا دشمن کے سامنے ذلت و خوار ہوئے اِسْتَكَانَ باب استفعال (طلبُ الشيءِ) اس باب کی خصوصیت کسی چیز کی طلب ہوتی ہے، انہوں نے دشمن کے سامنے ہتھیار نہ ڈالے بلکہ آخر دم تک ان کے مقابلے میں ڈٹے رہے۔

وَاللّٰهُ یُحِبُّ الصّٰبِرِیْنَ اور اللہ تعالیٰ ایسے ہی صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

وَ اور مستانفہ (نئے مستقل کلام کا آغاز) اللّٰهُ سبحانہ وتعالیٰ (مبتدا)، یُحِبُّ دوست رکھتا ہے اس کا مادہ (ح ب ب) ہے، اَحَبَّ یُحِبُّ (پسند کرنا، دوست رکھنا) فعل مضارع واحد مذکر غائب الصّٰبِرِیْنَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صبر کرنے والے اس کا مادہ (ص ب ر) صَبَرَ یَصْبِرُ سے اسم فاعل جمع مذکر الصَّابِرُوْنَ (مفعول) اور حالت نصبی میں الصَّابِرِیْنَ۔

تفسیر:

صبر کے مفہوم میں کفار اور باطل پرستوں کے مقابلے میں جمے رہنا بھی ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۲۰۰﴾

(آل عمران:200/3)

''اے ایمان والو صبر سے کام لو، باطل پرستوں کے مقابلے میں پامردی دکھاؤ، حق کی خدمت کے لیے کمربستہ رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو، امید ہے کہ فلاح پاؤ گے۔''

تفہیم بالقرآن

(۱) مسلمان دشمنوں پر بھاری اور آپس میں رحمدل ہیں:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ (الفتح:29/48)

''محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت اور آپس میں رحیم ہیں (انہیں نہ خوف سے دبایا جا سکتا ہے اور نہ ترغیب سے خریدا جا سکتا ہے)۔''

(۲) اللہ تعالیٰ کو کون سے لوگ پسند ہیں:

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ﴿۴﴾ (الصف:4/61)

''اللہ کو تو پسند وہ لوگ ہیں جو اس کی راہ میں اس طرح صف بستہ ہو کر لڑتے ہیں گویا کہ وہ ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔''

تفہیم بالحدیث:

(۱) ایمان کے بعد سب سے افضل عمل:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کون سا عمل افضل ہے، فرمایا: اَلْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ وَالْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِهٖ ''اللہ پر ایمان اور اس کے رستہ میں جہاد۔'' (ریاض الصالحین، کتاب الجہاد)

(۲) اللہ کی راہ میں زخم:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے رستہ میں جس کے زخم لگے گا، وہ قیامت میں اس طرح آئے گا کہ اس کے زخموں سے خون بہہ رہا ہوگا، اور رنگ تو خون کا ہوگا اور خوشبو مشک کی ہوگی: "اَللَّوْنُ لَوْنُ دَمٍ وَالرِّيحُ رِيحُ مِسْكٍ" (ریاض الصالحین، کتاب الجہاد)

آیات کی حکمت وبصیرت:

(۱) میدان جہاد ہو یا گھر اللہ تعالیٰ نے موت کا وقت لکھ رکھا ہے اس لیے میدان جہاد سے فرار ہو کر تم موت کو روک نہیں سکتے ، یاد رکھو میدان جہاد کی شہادت گھر کی موت سے کہیں بہتر ہے، اس کے لیے کس قدر نوید جانفزا ہے، بشارتیں ہیں، بلند درجات ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی رضا مندی سب سے بڑھ کر ہے۔

(۲) مسلمانو! تم نے غزوہ احد میں خاتم النبیین محمد رسول اللہ e کا ساتھ چھوڑ کر میدان سے بھاگنے کی کوشش کی (وہ بھی تمہارے نظم وضبط کی خلاف ورزی سے تمہیں نقصان ہوا) تو اب تمہیں یہ بات جان لینی چاہیے کہ تم سے پہلے کتنے ہی انبیاء کرام گزر چکے ہیں جن کے ساتھ مل کر بہت سے اللہ والوں نے جہاد کیا اور اس راہ میں جو مصیبت انہیں پہنچی انہوں نے نہ تو ہمت ہاری، نہ کمزوری دکھائی اور نہ ہی کسی کے آگے جھکے اور دبے، اللہ تعالیٰ کی قوت اور مدد ایسے ہی لوگوں کو ملتی رہی، یہی پیغام دورِ حاضر کے مسلمانوں کے لیے جب تک وہ اس بات کو حرز جان نہ بنائیں مشکلات و مصائب کے بھنور سے نکل نہیں سکتے:

تم ہو آپس میں غضبناک، وہ آپس میں رحیم
تم خطا کار و خطابیں، وہ خطا پوش و کریم
چاہتے سب ہیں کہ ہوں اوجِ ثریا پہ مقیم
پہلے ویسا کوئی پیدا تو کرے قلب سلیم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ والوں کی دُعا (ا)

وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ إِلَّآ أَن قَالُوا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِىٓ أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَٰفِرِينَ ﴿۱۴۷﴾

(صاحب استقامت وعزیمت کی میدان جہاد میں دعا تھی تو صرف یہی) اے ہمارے رب! ہماری غلطیوں اور کوتاہیوں سے درگزر فرما، ہمارے کام میں تیرے حدود (بندگی) سے جو کچھ تجاوز ہوگیا، اسے معاف فرما دے، (دشمن کے مقابلے میں) ہمارے قدم جما دے اور کفار پر ہمیں غلبہ عطا فرما (اے اللہ محض تیری طاقت اور مدد سے ہم کفار کو شکست دے سکتے ہیں)۔

الفاظ:

وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اور (میدان جہاد میں) نہیں تھا قول ان کا یعنی (دعا ان کی)۔ **وَ** اور عاطفہ، **مَا** نہیں نافیہ، **كَانَ يَكُوْنُ كَوْنًا** مصدر سے فعل ماضی واحد مذکر غائب ناقص (تھا)، **قَوْلُهُمْ (قَوْلَ۔هُمْ) قَوْلَ** اُن کا **قَوْلَ** مضاف (مصدر) **هُمْ** ضمیر جمع مذکر غائب (مضاف الیہ)، مضاف اور مضاف الیہ مل کر **كَانَ** کی خبر مقدم ہوئی یعنی اُن کا کہنا تو بس اتنا ہی تھا کہ وہ کہتے تھے **اَنْ** حرف مصدری (یہ کہ) **قَالُوْا** (کہا انہوں نے) فعل ماضی جمع مذکر غائب، **رَبَّنَا (رَبَّ۔نَا)** اے رب، ہمارے، **رَبَّ** منادی (مضاف) **نَا** ہمارے (مضاف الیہ) اس میں **یَا** حرف ندا محذوف ہے (اے ہمارے رب!) **اِغْفِرْلَنَا** (تو معاف فرما دے ہمارے لیے) اس میں **اَنْتَ** فاعل (رب تعالیٰ کے لیے مضمر ہے) **غَفَرَ يَغْفِرُ** سے فعل امر واحد مذکر **اِغْفِرْ** تو معاف فرما، **لَنَا (لَ۔نَا)** لیے، ہمارے، **لَ** حرف جار، **نَا** مجرور، **ذُنُوْبَنَا (ذُنُوْبَ۔نَا)** گناہ، ہمارے، **ذُنُوْبَ** (جمع مضاف) اس کا مفرد **ذَنْبٌ۔نَا** ہمارے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضاف الیہ، وَ اور (عاطفہ)، اِسْرَافَنَا (اور ہماری زیادتی کو جو حدود بندگی سے تجاوز ہوگئی ہو) اس لفظ کا مادہ (س ر ف) ہے اَسْرَفَ یُسْرِفُ سے مصدر اِسْرَافٌ فضول خرچی، زیادتی، امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں: ''السَّرْفُ'' کے معنی انسان کے کام میں حد اعتدال سے تجاوز کر جانے کے ہیں مگر عام طور پر اس کا استعمال ''اِنفاق'' میں یعنی حد سے تجاوز کر جانے پر ہوتا ہے، قرآن حکیم میں ہے: وَالَّذِيْنَ اِذَا اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا (الفرقان:67/25) ''(اور رحمان کے حقیقی بندے وہ ہیں جن کی یہ خوبی بھی ہوتی ہے) کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہی نہ بخل، بلکہ ان کا خرچ دونوں انتہاؤں کے درمیان اعتدال پر قائم رہتا ہے۔

یتامیٰ کے مال کی حفاظت اور نگہبانی کے سلسلہ میں ارشاد ہوتا ہے:

وَلَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا (النساء:6/4)

''(اور یتامیٰ کے مال) اس خوف سے کہ وہ بڑے ہو جائیں گے (یعنی بڑے ہو کر تم سے اپنے مال واپس لے لیں گے) اسے فضول خرچی اور جلدی میں نہ اڑا دینا، یہ بے جا اِسراف کرنا مقدار اور کیفیت دونوں کے لحاظ سے بولا جاتا ہے (کیفیت میں یہ بات شامل ہے کہ اس میں سے اچھا اور پسندیدہ مال صرف کر لیا جائے)۔''

سیدنا امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی میں ایک حبّہ بھی صرف کیا جائے تو وہ اسراف میں داخل ہے۔ (مفردات القرآن)

سیدنا لوط علیہ السلام کی قوم کو بھی مُسْرِفِيْن (حد سے تجاوز کرنے والے) کہا گیا ہے کیونکہ وہ شرعی طور پر عورتوں سے نکاح کرنے کی بجائے لڑکوں سے بے حیائی کے مرتکب ہوتے تھے۔

اسی طرح اسراف فی القتل سے اسلام نے سختی سے روکا ہے، اسلام کی تعلیم تو یہ ہے:

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ۭ (المائدہ:45/5)

''(تورات میں یہودیوں کو حکم تھا) کہ جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان، دانت کے بدلے دانت اور تمام زخموں کے لیے برابر کا بدلہ۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

جب تورات میں جان کے بدلے جان اور زخموں میں قصاص کا حکم دیا گیا تھا تو پھر یہودیوں کے ایک قبیلے (بنونضیر) کا دوسرے قبیلے (بنو قریظہ) کے ساتھ اس کے برعکس معاملہ کرنا اور اپنے مقتول کی دیت دوسرے قبیلے کی بہ نسبت دوگنا رکھنے کا کیا جواز ہے؟ یہ تو سراسر اسراف فی القتل ہے جو یقیناً جرم اور ظلم ہے۔

بلکہ اسلام کی پاکیزہ اور بلند تعلیمات میں یہ بات بھی شامل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگی مقتولین کے جسموں کا مثلہ کرنے (ٹکڑے ٹکڑے) سے منع فرمایا ہے۔

فِيْٓ اَمْرِنَا ہمارے اپنے کام میں (جو ہم سے زیادتی ہوئی، اے رب معاف فرمانا)، فِي میں، حرف جار، اَمْرِ مضاف، نَا مضاف الیہ۔

وَ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا اور (اے اللہ!) ثابت رکھ قدم ہمارے۔ وَ اور عاطفہ، ثَبِّتْ اس کا مادہ (ث ب ت) ثَبَّتَ يُثَبِّتُ جمانا، مضبوط کرنا، اس سے فعل امر واحد مذکر ثَبِّتْ. اَقْدَامَنَا (اَقْدَامَ۔نَا) قدموں، ہمارے اَقْدَام (جمع) قَدَم اس کا مفرد اردو میں بھی معروف ہے یعنی اے اللہ ہمارے قدموں کو دشمن کے مقابلے میں جما دیجیے، وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ اور (اے اللہ!) ہماری مدد فرما کافر قوم پر۔ وَ اور عاطفہ، اُنْصُرْنَا ہماری مدد فرما اس کا مادہ (ن ص ر) نَصَرَ يَنْصُرُ سے فعل امر واحد مذکر اُنْصُرْ، نَا مفعول۔

تفسیر:

اسراف سے مراد حد سے تجاوز کر کے حرام امور میں داخل ہونا ہے، (اللہ والوں کو معلوم ہے) کہ گناہ اور اسراف اللہ تعالیٰ کی نصرت اور توفیق کے اٹھ جانے کا سب سے بڑا سبب ہے اور اُن سے باز رہنا اللہ تعالیٰ کی نصرت کے حصول اور رحمت کو جذب کرنے کا ذریعہ ہے، وہ ہمیشہ اس کے حضور اپنے گناہوں کی بخشش کا سوال کرتے رہتے ہیں، پھر ابرار و صالحین محض اپنی جدوجہد اور کوشش پر ہی بھروسا نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرتے ہوئے اس کے حضور یہ دعا بھی کرتے ہیں کہ انہیں دشمن کے مقابلے میں ثابت قدمی سے نوازے اور فتح و کامیابی سے ہمکنار کرے۔ (تفسیر السعدی، عبدالرحمن بن ناصر السعدی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت میں کیا صلہ اور انعام عطا فرمایا، اس کا ذکر اگلی آیت میں آ رہا ہے:

اللہ والوں کی دُعا (ب)

فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴۸﴾

پس دیا انہیں اللہ نے ثواب دنیا کا بھی اور اچھا ثواب آخرت کا بھی، اور اللہ پسند کرتا ہے احسان کرنے والوں کو۔

الفاظ

فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا پس اللہ نے انہیں دیا دنیا کا ثواب۔ فَ (پس) مستانفہ مستقل جملہ ہے (آتٰی، یُؤتِی) عطا کرنا، صلہ دینا، اِیْتَاءٌ مصدر ماضی واحد مذکر غائب، (اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے) **هُمْ** ضمیر جمع مذکر غائب (ابرار و صالحین کی طرف جاتی یعنی اللہ تعالیٰ نے اُن ابرار و صالحین کو صلہ عطا کیا) انہیں دنیا میں "**النُّصْرَةَ وَالظَّفَرَ وَالْغَنِيْمَةَ**" (تفسیر المدارک) دشمنوں پر نصرت و کامیابی، غلبہ اور مال غنیمت عطا کیا، **ثَوَابَ الدُّنْيَا** دنیا کا ثواب **ثَوَابَ** (مضاف) **الدُّنْيَا** (مضاف الیہ) **وَ حُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ** اور آخرت کا عمدہ اور بہتر صلہ، آخرت کے لفظ کے ساتھ محض ثواب کا ذکر نہیں فرمایا بلکہ حُسْنَ کا اضافہ ہوا کیونکہ آخرت کا اجر و ثواب ہر نیکی کے عوض دس گنا سے سات سو گنا اور اس پر بھی کئی گنا اضافہ کے ساتھ وہ رب کریم اپنی رحمت سے عطا فرماتا ہے۔ (الکنز الثمین، محمد بن صالح)

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ اور اللہ پسند کرتا ہے احسان کرنے والوں کو۔ وَ اور مستانفہ، **اللّٰهُ** اللہ سبحانہ و تعالیٰ مبتدا، **يُحِبُّ** پسند فرماتا ہے اس کا مادہ (ح ب ب) (**اَحَبَّ يُحِبُّ**) پسند فرمانا، **الْمُحْسِنِيْنَ** احسان کرنے والے **اَلْمُحْسِنُوْن** تھا اور حالت نصبی میں **الْمُحْسِنِيْن** ہوا، کیونکہ **يُحِبُّ** کا مفعول ہے اور یہ جملہ بن کر خبر ہے، معنوں میں فرق نہیں پڑتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محسنین کون لوگ ہوتے ہیں:

جو اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت کا حق ادا کرتے ہیں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل امین کو احسان کے معنی و مفہوم میں ارشاد فرمایا:

اَنۡ تَعۡبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنۡ لَّمۡ تَکُنۡ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ

''[پہلا درجہ] تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو۔ (یقین کامل کے ساتھ، اس ذاتِ کبریا کی تمام صفات و کمالات کو سامنے رکھتے ہوئے عبادت کا حق ادا کرو) [دوسرا درجہ] اگر ایسا نہ کر سکو تو یہ خیال کرو کہ مجھے وہ دیکھ رہا ہے (یعنی اس ذات حق کی نافرمانی سے بچنے اور اطاعت کا راستہ اختیار کرنے کا پختہ ارادہ کرو)۔'' (الکنز الثمین)

تفسیر:

اُن ابرار و صالحین کے ایمان و عمل کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا کا ثواب یعنی فتح و کامرانی، عزت و شوکت سے نوازا اور آخرت کا کہیں بہتر صلہ اور اجر عطا فرمایا اور ابدی جنت اور راحت سے سرفراز فرمایا۔

تفہیم بالقرآن

(۱) صرف اللہ ہی کی مدد سے فتح و کامرانی ملتی ہے:

وَمَا النَّصۡرُ اِلَّا مِنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیۡزٌ حَکِیۡمٌ ۝ (الانفال:10/8)

''(مسلمانو!) مدد تو جب ہوتی ہے اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے یقیناً اللہ زبردست (غالب) اور حکیم (دانا) ہے۔''

(۲) اگر تم اللہ کے وفادار رہو وہ تمہاری مدد کرے گا:

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنۡ تَنۡصُرُوا اللّٰہَ یَنۡصُرۡکُمۡ وَیُثَبِّتۡ اَقۡدَامَکُمۡ ۝ (محمد:7/47)

''اے ایمان والو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے (اس کے وفادار بندے بن کر رہو گے) تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور (دشمنوں کے مقابلے میں) تمہارے قدم مضبوط جما دے گا۔''

(۳) محسن اچھی باتوں کی پیروی کرتے ہیں:

الَّذِیۡنَ یَسۡتَمِعُوۡنَ الۡقَوۡلَ فَیَتَّبِعُوۡنَ اَحۡسَنَہٗ ؕ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ ہَدٰىہُمُ اللّٰہُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴿۱۸﴾ (الزمر:18/39)

''روز محشر خوشخبری کن لوگوں کے لے ہے؟) پس (اے نبیؐ) بشارت دے دیجیے میرے ان بندوں کو جو بات کوغور سے سنتے ہیں اور اس کے بہترین پہلو کی پیروی کرتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت بخشی اور یہی دانشمند ہیں۔

بہترین پہلو سے مراد عزیمت ورخصت میں عزیمت یا عقوبت (بدلہ لینے کی بجائے) عفوو درگزر اختیار کرتے ہیں۔(احسن البیان)

(۴) وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (ال عمران:134/3)

''وہ لوگ جو غصے کو پی جاتے ہیں اور دوسروں کے قصور معاف کر دیتے ہیں......ایسے نیک لوگ اللہ کو پسند ہیں۔''

(۵) اللہ تعالیٰ کی رحمت محسنین کے قریب ہوتی ہے:

اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ (الاعراف:56/7)

''بلا شبہ اللہ تعالیٰ کی رحمت محسنین کے قریب ہوتی ہے۔''

تفہیم بالحدیث:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تمہارا خادم کھانا لے کر آئے تو اس کو بھی اپنے ساتھ بٹھالو، اور اگر اپنے ساتھ نہ بٹھاؤ تو پھر ایک لقمہ یا دو لقمے دے دو، اس لیے کہ اس نے پکانے کی تکان اور آگ کی گرمی سہی ہے۔'' (سبحان اللہ اسلام نے غلاموں کو کتنی عزت دی ہے!) (بخاری، بحوالہ ریاض الصالحین، باب احسان)

آیات کی حکمت وبصیرت:

(۱) اللہ تعالیٰ نے محسنین کے لیے دنیا اور آخرت میں ثواب رکھا ہے ثواب اس دنیا میں اور بہترین اجر و ثواب کی آخرت میں بشارت دی ہے۔

(۲) شکست کے اسباب میں ایک سبب گناہ اور اسراف بھی ہے اور مخلص مجاہدین توبہ واستغفار سے اس رکاوٹ کو دور کرتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) اہل ایمان کو اپنی قوت وطاقت پر نہیں بلکہ اللہ کی رحمت وقوت پر ناز ہوتا ہے۔

(۴) مشکلات اور اسی طرح میدان جنگ میں دلوں کی نرمی اور عجز میں قبولیتِ دعا کا وقت ہوتا ہے:

یقین محکم، عمل پیہم، محبت فاتح عالم
جہاد زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

اپنے مقصد میں کامیابی کا یقین اس وقت حاصل ہوتا ہے جب اللہ پر کامل ایمان اور اعتقاد، اسوۂ رسول ﷺ کی مِن وعَن پیروی، اسی عمل کی بدولت مومن کو غیر اللہ سے بے نیازی کی دولت نصیب ہوتی ہے جس کے سامنے اسے دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت بھی زیر نہیں کرسکتی۔

کفار کا کہانہ مانو

يَاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوٓا اِنْ تُطِيعُوا الَّذِينَ كَفَرُوا يَرُدُّوكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوا خٰسِرِينَ ﴿۱۴۹﴾

اے ایمان والو! اگر تم کافروں کی باتیں مانو گے تو وہ تمہیں ایڑیوں کے بل پلٹا دیں گے (یعنی تمہیں مرتد بنا دیں گے) پھر تم نامراد ہو جاؤ گے (دنیا و آخرت کے ثواب سے محرم ہو جاؤ گے)۔

الفاظ:

يَاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوٓا اے لوگو جو ایمان لائے ہو، يَآ اے حرف ندا اَيُّهَا، اَيُّ، منادیٰ، هَا حرف تنبیہ، الَّذِينَ جو لوگ، اسم موصول اَلَّذِی کی جمع ہے، اٰمَنُوٓا ایمان لائے اس کا مادہ (ءمن) ہے (اٰمَنَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یُؤْمِنُ) ایمان لانا، اللہ تعالیٰ کو دل و جان سے رب واحد مان کر اس کے احکام کو رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق عمل کرنا۔

محمد بن صالح **العثیمین** ؒ لکھتے ہیں:

ایمان یہ ہے کہ اُس بات کو قبول کرنا جو اللہ نے حکم دیا اور اُس بات سے رُک جانا جس سے اللہ نے منع فرمایا ہے۔ اس لیے ابن مسعود ؓ نے کہا کہ قرآنِ حکیم میں جہاں بھی اللہ تعالیٰ اہل ایمان سے مخاطب ہوتا ہے تو اُسے پورے انہماک اور توجہ سے سنا جائے یا تو اُس میں اُن کی بھلائی کے کام کرنے کا حکم ہوگا یا پھر اُس میں کسی برائی سے بچنے کا حکم ہوگا۔'' (الکنز الثمین)

اِنْ تُطِیْعُوا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا

(ایمان والو!) اگر تم اطاعت کرو گے اُن لوگوں کی جنھوں نے کفر کیا۔ اِنْ اگر حرف شرط جازم (اس کے مضارع پر جزم آتی ہے اور اگر 'ن' جمع کا ہو تو حذف ہو جاتا ہے) **تُطِیْعُوا** ہے۔ یہ اصل میں تُطِیْعُوْنَ تھا جیسا کہ اس کا مادہ (ط و ع) ہے۔

اَطَاعَ یُطِیْعُ سے فعل مضارع جمع مذکر مخاطب **تُطِیْعُوْنَ اَطَاعَ** بابِ افعال **اِطَاعَةٌ** مصدر اطاعت و فرمانبرداری اُردو میں جانا پہچانا لفظ ہے۔ **الَّذِیْنَ** اسم موصول، (اُن لوگوں کی جنھوں نے) **کَفَرُوْا** کفر کیا اس کا مادہ (ک ف ر) **کَفَرَ یَکْفُرُ** سے فعل ماضی جمع مذکر غائب **کَفَرُوْا**، امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

"**اَلْکُفْرُ**، اصل میں کفر کے معنی کسی چیز کو چھپانے کے ہیں اور رات کو کافر کہا جاتا ہے کیونکہ وہ تمام چیزوں کو چھپا لیتی ہے، اسی طرح کاشتکار چونکہ زمین کے اندر بیج کو چھپاتا ہے اس لیے اُسے بھی کافر کہا جاتا ہے۔''

"**اَلْکَافُوْرُ**" اُس غلاف کو کہتے ہیں جو پھل کو اپنے آغوش پر چھپائے رکھتا ہے۔

اسی طرح **کُفْرٌ** یا کفرانِ نعمت کے معنی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کی ناشکری کر کے اُسے فراموش کرنے اور چھپانے کے ہیں، اور سب سے بڑا کفر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، شریعت حقہ یا نبوت کا انکار ہے، پھر کفران کا لفظ زیادہ تر نعمت کا انکار کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور کفر کا لفظ انکارِ دین کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معنی میں اور کَفُوْر کا لفظ دونوں قسم کے انکار (دین اور نعمتوں کا انکار) پر بولا جاتا ہے۔ کفر کی ضد شکر ہے کہ جس کے معنی اللہ تعالیٰ کے اَن گنت انعامات پر اس کا دل وجان سے ممنون ہونا اور اُس کی اطاعت و فرمانبرداری کا راستہ اختیار کرنا۔ قرآنِ حکیم کی آیات پر غور کر لیجیے۔

دعوتِ ایمان کو ردّ کرنا

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ⑥ (البقرہ:6/2)

''جن لوگوں نے (دعوتِ ایمان کا انکار کیا، اُن کے لیے یکساں ہے خواہ آپ انہیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں برابر ہے، یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے۔''

کفر کی سربراہی اختیار کرنا

وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۭ بِهٖ (البقرۃ:41/2)

(رب کا حکم بنی اسرائیل کو) اور میں نے جو کتاب بھیجی ہے اُس پر ایمان لاؤ (قرآنِ حکیم جو آپ ﷺ پر نازل ہوا)، یہ اُس کتاب کی تائید میں ہے جو تمہارے پاس پہلے موجود تھی، لہٰذا سب سے پہلے تم اس کے منکر نہ بن جاؤ۔''

حقوقِ الٰہی کو چھپانے اور پھر جانے والے لوگ

وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ (النور 55/24)

''(ایمان اور اعمال کی جگہ) جس نے کفر کا راستہ اختیار کیا تو ایسے ہی لوگ فاسق ہیں۔''

(مفردات القرآن)

يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ۔

(اگر تم کفار کا کہا مانو گے) (تو) تمہیں لوٹا دیں گے تمہاری ایڑیوں پر (شرک اور کفر کی طرف) پھر تم پلٹو گے خسارے پانے والے۔''

يَرُدُّوْكُمْ وہ تمہیں لوٹا دیں گے اس کا مادہ (ردد) ہے۔ رَدَّ يَرُدُّ سے فعل مضارع جمع مذکر غائب يَرُدُّوْ اصل میں يَرُدُّوْنَ تھا چونکہ اس سے پہلے اِنْ آیا ہے۔ تُطِيْعُوا کا نون بھی حذف ہوا، اِنْ نے يَرُدُّوْ پر اثر قائم رکھا۔ كُمْ ضمیر جمع مذکر مخاطب عَلٰى (اوپر) حرفِ جار (اَعْقَابِ۔ كُمْ) ایڑیوں پر۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہاری اَعْقَاب (جمع) اس کا مفرد ہے عَقَبٌ، عَلٰی کی وجہ سے اَعْقَابِ، کی ب کے نیچے زیر آئی۔ (مجرور اور مضاف) کُمْ، مضاف الیہ فَتَنْقَلِبُوْا (تو تم پھر لوٹو گے) ف۔ عاطفہ تَنْقَلِبُوْا تو تم پھر لوٹو گے۔ اس کا مادہ (ق ل ب) ہے۔ اِنْقَلَبَ یَنْقَلِبُ سے فعل مضارع جمع مذکر حاضر، اصل میں تَنْقَلِبُوْنَ تھا چونکہ اس کا عطف بھی یَرُدُّوْ پر ہے، اس لیے اس سے بھی ن، گر گیا ہے۔ سیاست میں انقلاب (تبدیلی) اُردو میں معروف ہے۔ خَاسِرُوْنَ خسارہ اٹھانے والے۔ اس کا مادہ (خ س ر) ہے خَاسِرٌ سے اسم فاعل جمع مذکر۔ خَاسِرِیْنَ ہے اور حال ہونے کی وجہ سے حالت نصبی میں خَاسِرِیْنَ ہوا۔ (نقصان اٹھانے والے)

تفسیر:

حافظ عبدالسلام حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

اُحد کی عارضی شکست کے بعد کفار نے جن میں منافقین، یہود و نصاریٰ اور مشرکین بھی شامل تھے۔ مسلمانوں کے دلوں میں مختلف قسم کے شکوک وشبہات پیدا کر کے انہیں اسلام سے برگشتہ کرنے کی کوشش کی، اس پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو متنبہ کیا کہ کفار کے فریب میں مت آنا، ورنہ تم خسارے میں پڑ جاؤ گے، یہ آیت بھی پچھلی آیت کے مضمون کو مکمل کر رہی ہے (جس میں مسلمانوں کو گزشتہ انبیاء علیہم السلام اور اُن کے ساتھ وفادار اہل ایمان کے استقلال اور پامردی کا تذکرہ ہے) یاد رہے کہ دنیا میں سب سے بڑا خسارہ یہ ہے کہ کوئی انسان اپنے دشمن کے سامنے ہتھیار ڈال دے اور آخرت کا خسارا ثواب سے محرومی اور عذاب میں گرفتاری ہے۔'' [تفسیر القرآن الکریم]

فتح ونصرت ساز وسامان پر نہیں بلکہ اللہ کی رحمت وطاقت کے سہارے پر ہے۔

اللہ ہی تمہارا حامی اور مدد گار ہے

بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ﴿۱۵۰﴾

''حقیقت یہ ہے کہ اللہ تمہارا حامی و مددگار ہے اور وہ بہترین مدد کرنے والا ہے (اس کی مدد کے سہارے تم ہر مدد سے بے نیاز ہو جاؤ گے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفاظ:

بَلْ بلکہ حرفِ اضراب ہے۔ ماقبل سے اعراض اور مابعد کے اثبات کے لیے آتا ہے۔ (یعنی جو پہلے گفتگو ہو چکی ہے اُس کی نفی کر کے آئندہ کی گفتگو کو یقینی بنایا جاتا ہے)

بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰكُمْ حقیقت یہ ہے کہ اللہ ہی تمہارا مددگار ہے۔

اللّٰهُ (مبتدا) مَوْلَاكُمْ (مَوْلَا ۔ كُمْ) مددگار (کارساز) تمہارا مرکب اضافی (خبر) ضمیر جمع مذکر حاضر (بلکہ تمہارا حقیقی مددگار اور کارساز تو اللہ ہی ہے) وَ۔ اور (عاطفہ) جملے میں ربط کے لیے هُوَ (وہ اللہ) هُوَ ضمیر واحد مذکر منفصل اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف جاتی ہے (مبتدا) خَيْرُ. بہترین، اسم تفضیل، هُوَ کی خبر ہے اور (مضاف) النّٰصِرِيْنَ (بہترین مدد کرنے والا ہے) اسم فاعل (مضاف الیہ)

تفسیر:

مولیٰ کا معنی مالک، مددگار، سرپرست اور وہ یقیناً صرف اور صرف رب العالمین ہے۔ (مسلمانو!) تم کفار کی اطاعت اس لیے کرو گے کہ وہ تمہاری کچھ مدد کریں، مگر یہ سراسر جہالت ہے تمہارا مالک، حامی و ناصر، نگران اور سرپرست تو اللہ تعالیٰ ہے، اُس پر بھروسا رکھو گے تو دنیا کی کوئی طاقت تمہارا بال بیکا نہیں کر سکتی، یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے "خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ" محاورہ کلام کے اعتبار سے ہے۔ ورنہ یہ معنی نہیں ہیں کہ کچھ اور ناصرین بھی ہیں جن پر سے اللہ تعالیٰ سب سے بہتر ہے۔ (بلکہ وہی بہترین مددگار ہے)

(تفسیر کبیر بحوالہ تفسیر القرآن الکریم، حافظ عبدالسلام)

غور کیجیے اللہ کی طرف سے سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور اُن کی قوم کو راتوں رات مصر سے کوچ کرنے کا حکم ہوا، فرعون کو علم ہوا تو اپنے زبردست فوجی دستوں کو اکٹھا کیا اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور اُن کی قوم کے تعاقب میں سرپٹ گھوڑے دوڑا دیے، اُس وقت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی چیخ اٹھے: اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ "ہم تو پکڑے گئے، سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے بے ساختہ نکلا: كَلَّا اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ (الشعراء:62/26) ہرگز نہیں، میرے ساتھ میرا رب ہے، وہ ضرور رہنمائی فرمائے گا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے موسیٰ کو وحی کے ذریعہ سے حکم دیا کہ "اپنا عصا کو سمندر پر مارو" لاٹھی سمندر پر لگتے ہی وہ پھٹا اور آناً فاناً اس میں راستے بن گئے۔ دونوں جانب پانی برف کے بڑے بڑے تودوں کی شکل میں کھڑا ہو گیا، گویا کہ وہ پہاڑ ہیں جن کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہنے کا حکم نہیں ہے اور منٹوں اور سیکنڈوں میں راستے خشک بھی ہو گئے۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور اُن کے ساتھی صحیح و سالم اُن راستوں سے گزر کر سمندر کے دوسرے کنارے پر پہنچ گئے، اُدھر فرعون بھی اپنے لاؤ لشکر سمیت اُن راستوں پر چل پڑا، جب ٹھیک سمندر کے وسط میں پہنچا، تو اللہ تعالیٰ نے پانی کو ملنے کا حکم دیا۔ فرعون اپنے لاؤ لشکر سمیت غرق ہو گیا، موسیٰ اور اُن کے ساتھیوں نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا، قرآنِ حکیم نے اس کا نقشہ اس طرح کھینچا ہے: وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ (البقرۃ:50/2) "(رب قدیر کا فرمان ہے) یاد کرو وہ وقت، جب ہم نے سمندر پھاڑ کر تمھارے لیے راستہ بنایا، پھر اُس میں سے تمھیں بخیریت گزار دیا پھر وہیں تمہاری آنکھوں کے سامنے فرعون اور اُس کے لاؤ لشکر کو غرقاب کیا۔"

تفہیم بالقرآن

۱- اللہ تمہاری مدد پر ہو تو یقیناً تم ہی غالب ہو:

اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ (آلِ عمران:160/3)

(مسلمانو، یقین رکھو!) اللہ تمہاری مدد پر ہو تو کوئی طاقت تم پر غالب آنے والی نہیں، اور وہ تمھیں چھوڑ دے، تو اُس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کر سکتا ہو؟ پس جو سچے مؤمن ہیں اُن کو اللہ ہی پر بھروسا رکھنا چاہیے۔

۲- کافروں کا انجام اچھا نہ ہوا اس لیے کہ:

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ﴿۱۱﴾ (محمد:11/47)

"ایمان لانے والوں کا حامی و ناصر اللہ ہے اور کافروں کا حامی و ناصر کوئی نہیں۔"

تفہیم بالحدیث

۱- اہلِ توکل کا قول:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابراہیم جب آگ میں ڈالے گئے تو کہا "حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ" "ہم کو اللہ ہی کافی ہے اور وہی اچھا کارساز ہے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ نے فرمایا: جب لوگوں نے آپؐ سے کہا: آپ کے لیے لوگوں نے بڑا سامان اور تیاری کی ہے اُن سے ڈریئے تو آپ کا ایمان زیادہ ہو گیا، آپ ﷺ نے یقین سے کہا: "حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ" سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا آخری قول جبکہ انہیں آگ میں ڈالا جارہا تھا اس طرح ہے: ''حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ''۔

(ریاض الصالحین باب الیقین والتوکل)

۲۔ عین خطرہ میں اللہ پر بھروسا:

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے مشرکین کے قدم دیکھے (ہجرتِ مدینہ کے وقت جب آپؐ اور سیدنا ابوبکرؓ غارِ ثور میں تھے) میں نے کہا: یارسول ﷺ! اگر اُن میں سے ایک بھی اپنے قدم کے نیچے نظر ڈالے تو ہم کو دیکھ لے گا۔ آپؐ نے (کامل یقین کے ساتھ فرمایا) مَاظَنُّكَ يَآاَبَابَكْرٍ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا" [بخاری و مسلم - حوالہ ریاض الصالحین]

''اے ابوبکرؓ! تم ایسے دو کے متعلق کیا گمان کرتے ہو، جن کا تیسرا اللہ ہے (لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا) غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔''

آیاتِ مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) کفار کی کسی طرح بھی اطاعت، خوشامد تہذیب وتمدن کی نقالی بڑے خسارے کا سودا ہے۔

۲) میدانِ جنگ میں ہار جانا کوئی خسارہ نہیں، حقیقی اور عظیم گھاٹا تو یہ ہے کہ اعتقادی اور روحانی طور پر شکست کھائی جائے، دنیا کے عارضی اور معمولی فائدے کی خاطر آخرت کا دائمی اور ابدی نقصان اٹھایا جائے۔

دیں ہاتھ سے دے کر اگر آزاد ہو ملت
ہے ایسی تجارت میں مسلماں کا خسارا

اے دنیا کے مسلمانو! اے پاکستانی بھائیو! تمہارے لیے یہ آیات عبرت ونصیحت کا تازیانہ ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل حق کا رعب و دبدبہ

سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۵۱﴾

(رب کریم کا فرمان ہے کہ اے مسلمانو!) وہ وقت دور نہیں کہ ہم منکرین حق کے دلوں میں تمہاری ہیبت بٹھا دیں گے، یہ اس لیے ہوگا کہ انہوں نے اللہ کے ساتھ اُن ہستیوں کو بھی (اس کا) شریک ٹھہرالیا ہے جن کے لیے اس نے کوئی سند نازل نہیں کی، ان لوگوں کا (بالآخر) ٹھکانا دوزخ ہے، (اور جو ظالم ہیں) تو (ان) ظالموں کا ٹھکانا کیا ہی برا ٹھکانا ہے!

الفاظ:

سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ

عنقریب ہم ڈال دیں گے ان لوگوں کے دلوں میں جنہوں نے کفر کیا رعب و دبدبہ بسبب ان کے اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے میں۔

سَنُلْقِيْ سَ حرف استقبال (جلد، عنقریب) نُلْقِيْ ہم ڈالیں گے، اس کا مادہ (ل ق ی) اَلْقٰى يُلْقِيْ سے فعل مضارع، جمع متکلم، نُلْقِيْ (عزت وعظمت کے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے یہ صیغہ استعمال ہوا ہے) باب افعال متعدی، فِيْ میں، حرف جار، قُلُوْبِ دلوں (جمع) اس کا مفرد قَلْبٌ مجرور اور (مضاف)، الَّذِيْنَ اُن لوگوں کے (اسم موصول) اس کا مفرد الَّذِی ہے (مضاف الیہ)، كَفَرُوْا (جنہوں نے) کفر کیا (ایمان کو قبول نہ کیا) اس کا مادہ (ک ف ر) كَفَرَ يَكْفُرُ سے فعل ماضی جمع مذکر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غائب، الرُّعْبَ (دل میں خوف، کیونکہ دل خوف زدہ ہو جائے تو بدن ساتھ چھوڑ دیتا ہے، میدان جنگ میں فرار کے سوا اور کوئی راستہ نہیں رہتا، حقیقت یہ ہے کہ دشمن کے دل میں ہیبت اور خوف کا سما جانا فاتح کے لیے سب سے بڑا ہتھیار ہے) [الکنز الثمین]

بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ- بِمَآ (بِ۔مَآ) بسبب (اس کے) 'ب' یہاں سبب کو ظاہر کرتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کے شرک کی وجہ سے اُن کے دلوں میں رعب و دبدبہ پیدا کیا، مَا موصولہ، جو، اَشْرَكُوْا شرک کیا انہوں نے، اس کا مادہ (ش ر ک) اَشْرَكَ يُشْرِكُ سے فعل ماضی جمع مذکر غائب اَشْرَكُوْا، باب افعال ہے، مشرکین عرب شرک الوہیت کے قائل تھے، شرک ربوبیت کے نہیں، جیسا کہ قرآن میں آتا ہے:

قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴿۸۴﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ﴿۸۵﴾ (المؤمنون:84,85/23)

"(ان مشرکین) سے کہیے، بتاؤ اگر تم جانتے ہو، کہ یہ زمین اور اس کی ساری آبادی کس کی ہے؟ یہ ضرور کہیں گے اللہ کی، کہیے، پھر تم ہوش میں کیوں نہیں آتے؟"

وہ بتوں کی پرستش اس لیے کرتے تھے کہ اُن کے عقیدے کے مطابق یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارشی بنیں گے۔

مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ؕ (الزمر:3/39)

"(اپنے شرک کی توجیہ یہ بیان کرتے تھے) ہم تو ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ وہ اللہ تک ہماری رسائی کرا دیں۔"

اللہ تعالیٰ نے ان کے اس کھلے شرک کو معاف نہیں کیا، دنیا اور آخرت میں اُن کا مواخذہ کیا ہے۔

مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا (مشرکین نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ ان بتوں کو شریک ٹھہرالیا) جن کے لیے اُس نے کوئی سند نازل نہیں کی۔

مَا موصولہ، مفعول بہ (اس چیز کو)، لَمْ نہیں، حرف نفی، يُنَزِّلْ اتاری، اس کا مادہ (ن ز ل) ہے، نَزَّلَ يُنَزِّلُ تَنْزِيْلًا باب تفعیل ہے، بِهٖ (بِ۔هٖ) ساتھ، اس کے، بِ حرف جار، هٖ مجرور، سُلْطٰنًا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفعول بہ (کوئی دلیل) بلکہ اس نے شرک کو سختی سے منع فرمایا ہے، وہ اپنی ذات، صفات، الوہیت اور ربوبیت میں پوری کائنات کے اندر یکتا اِلٰہ ہے ارشاد ہوتا ہے:

وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَٰهٌ وَفِي الْأَرْضِ إِلَٰهٌ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ﴿٨٤﴾ (الزخرف:84/43)

''وہی آسمانوں میں معبود ہے اور زمین میں بھی وہی قابل عبادت ہے وہ بڑی حکمت والا اور پورے علم والا ہے۔''

اور کوئی بھی اس کے مدمقابل نہیں ہے:

لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿٢٢﴾

(الانبیاء:22/21)

اگر آسمان و زمین میں ایک اللہ کے سوا دوسرے معبود بھی ہوتے تو (زمین و آسمان) دونوں کا نظام بگڑ جاتا پس پاک ہے اللہ رب العرش اُن باتوں سے جو یہ لوگ بنا رہے ہیں۔

شرک کسی قسم کا بھی ہو اللہ تعالیٰ کے ہاں ناقابل معافی جرم ہے۔ انسان اس دنیا ہی میں سچے دل سے توبہ کر کے اس رب العزت کا عاجز اور مخلص بندہ بن جائے اور یہی بندگی کا حق ہے اور یہی درست دین ہے اور یہی دنیا و آخرت میں فوز و فلاح کا راستہ ہے:

وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ ۚ وَذَٰلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ ﴿٥﴾ (البینۃ:5/98)

(اور اس سے پہلے بھی اہل کتاب کو) اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ اللہ کی بندگی کریں، اپنے دین کو اس کے لیے خالص کر کے، بالکل یکسو ہو کر، اور نماز قائم کریں اور زکوۃ دیں یہی نہایت صحیح اور درست دین ہے۔

وَمَأْوَاهُمُ النَّارُ ۚ وَبِئْسَ مَثْوَى الظَّالِمِينَ

ان لوگوں کا (بالآخر) ٹھکانا دوزخ ہے، اور جو ظالم ہیں تو ان کا ٹھکانا کیا ہی برا ٹھکانا ہے!

وَ اور عاطفہ، مَأْوٰهُمْ (ان کا لوٹنا، ٹھکانا) مَاْوٰا مبتدا (مضاف) اٰوٰی یُؤْوِی، ٹھکانا دینا اور اس سے مصدر اَلْمَاْوٰی جائے سکونت، ٹھکانا، اَلنَّارُ (آگ، دوزخ) خبر ہے، دنیا میں اللہ تعالیٰ ان کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلوں میں مسلمانوں کا خوف و دبدبہ پیدا کرے گا، جس سے سکون واطمینان چھن جائے گا اور آخرت میں دوزخ کا ابدی ٹھکانا ہے (العیاذ باللہ) وَ اور مستانفہ (مستقل کلام)، بِئْسَ فعل ماضی جامد مذمت کے لیے اور اس کی ضد (نِعْمَ) ہے تحسین کے لیے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے: وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ (آل عمران:136/3) ''ان نیک اعمال کرنے والوں کا ثواب کیا ہی اچھا ہے۔'' مَثْوٰى (اَلْمُسْتَقَرُّ) رہنے کی جگہ اس کا مادہ (ث وی) ہے ثَوٰى يَثْوِي سے اسم ظرف مکان (مَثْوٰى) ہے، الظّٰلِمِيْنَ ظالموں کے لیے۔ اگلی آیت میں مسلمانوں کو کامیابی اور ناکامی کے اصول بتائے گئے ہیں:

دنیا کے مال کی طلب بسا اوقات راہِ حق سے دور لے جاتی ہے

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ۭ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ۭ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۲﴾

اور (مسلمانو! غزوہ اُحد کے موقع پر ابتداء میں تم نے رسول کا حکم مانا تو) اللہ نے تم سے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اور تم اللہ کے حکم سے اُن مشرکین و کفار) کو قتل کرنے لگے (تم نے کفار کو مارا، اُن کے سرداروں کو تہ تیغ کیا، پھر تم نے مال غنیمت کو سامنے دیکھا تو مال کی محبت میں تم بزدل ہو گئے اور (رسولؐ کے) حکم کے بارے میں جھگڑنے لگے، اور نافرمانی کی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ کچھ ہو جائے جن لوگوں کو اس درہ پر کھڑا کیا جا رہا ہے وہ جگہ سے نہ ہٹیں) اور جونہی وہ چیز اللہ نے تمہیں دکھائی جس کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محبت میں تم گرفتار تھے (یعنی مال غنیمت) تم اپنے رسولؐ کے حکم کی خلاف ورزی کر بیٹھے۔ اس لیے کہ تم میں سے کچھ لوگ دنیا کے طالب تھے اور کچھ آخرت کی خواہش رکھتے تھے۔ تب اللہ نے تمہیں کافروں کے مقابلہ میں پسپا کر دیا تا کہ تمہاری آزمائش کرے، اور حق یہ ہے کہ اللہ نے پھر بھی تمہیں معاف ہی کر دیا کیونکہ مومنوں پر اللہ بڑی نظرِ عنایت رکھتا ہے۔

الفاظ

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ

اور یقیناً تحقیق اللہ تعالیٰ نے سچا کر دکھایا تم سے اپنا وعدہ جب تم (کفار و مشرکین کو غزوہ اُحد میں) قتل و غارت کرتے تھے اُس (رب) کے حکم سے (جو رب قدیر و عزیز ہے)۔

وَ مستانفہ، **لَقَدْ** اس میں لام تاکید کے لیے اور قَدْ میں بھی تاکیدی حکم پایا جاتا ہے، اس لیے اس کا ترجمہ یقیناً اور تحقیق سے ہوگا، **صَدَقَكُمُ اللّٰهُ** (اللہ نے تم سے سچ کر دکھایا)، اس کا مادہ (ص د ق) ہے **صَدَقَ يَصْدُقُ** سے فعل ماضی واحد مذکر غائب **كُمْ** ضمیر جمع مذکر مخاطب **وَعْدَهٗ** اپنے وعدہ کو **(وَعْدَ۔ هٗ)** وعدہ اپنے، کو، مرکب اضافی، ہٗ کی ضمیر واحد مذکر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف جاتی ہے، **اِذْ** (جس وقت) ظرف زمان، **تَحُسُّوْنَهُمْ** اے مسلمانو! تم (کفار کو) قتل و غارت کرتے تھے اس کا مادہ (ح س س) ہے **حَسَّ يَحُسُّ** سے فعل مضارع جمع مذکر حاضر **تَحُسُّوْنَ هُمْ** ضمیر جمع مذکر غائب **هُمْ** کی ضمیر کفار و مشرکین کی طرف جاتی ہے، **حَسَّ يَحُسُّ** کے لفظی معنیٰ جڑ سے اکھیڑنا، کفار کو قتل کرنا، (القاموس الوحید)، **بِاِذْنِهٖ** اُس کے حکم سے (یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم سے) بِ حرف جار، **اِذْنِ** مضاف، ہٖ مضاف الیہ مسلمانوں نے کفار و مشرکین پر حملہ کیا تو وہ میدان جنگ سے بھاگ نکلے۔

حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ

یہاں تک کہ جب تم پست ہمت ہو گئے اور تم نے باہم جھگڑا کیا حکم (رسولؐ) میں۔

حَتّٰٓى حرف جر، انتہا کے لیے (یہاں تک)، **اِذَا** ظرف زمان (جس وقت) **فَشِلْتُمْ** تم پست

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمت ہو گئے اس کا مادہ (ف ش ل) ہے فَشِلَ یَفْشَلُ سے فعل ماضی جمع مذکر حاضر فَشِلْتُمْ پست ہمت ہونا، بزدلی دکھانا، وَ اور (عاطفہ) تَنَازَعْتُمْ تم نے باہم جھگڑا کیا اس کا مادہ (ن ز ع) تَنَازَعَ یَتَنَازَعُ سے فعل ماضی جمع مذکر حاضر تَنَازَعْتُمْ تَنَازَعَ باب تفاعل اس باب کی خاصیت ایک دوسرے کے ساتھ جھگڑنے کی ہے تنازعہ باہم جھگڑا اردو میں استعمال ہوتا ہے، اور جھگڑا بھی کم از کم دو آدمیوں کے درمیان ہی ہوتا ہے ایک آدمی تو جھگڑا نہیں کرتا، فِي الْأَمْرِ، فِي جار، الْأَمْرِ مجرور (امر رسول کے بارے میں، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو درے کی حفاظت کا تاکیدی حکم دیا تھا)۔

وَعَصَيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا أَرَاكُمْ مَّا تُحِبُّونَ

اورتم نے (حکمِ رسولؐ) کی نافرمانی کی اور جونہی کہ وہ چیز اللہ نے تمہیں دکھائی جس کی محبت میں تم گرفتار تھے (یعنی مال غنیمت)۔

وَ اور عاطفہ (جملے میں ربط کے لیے)، عَصَيْتُمْ تم نے نافرمانی کی اس کا مادہ (ع ص ی) عَصٰی یَعْصِیْ سے فعل ماضی جمع مذکر حاضر عَصَيْتُمْ عِصیان، مصیبت، گناہ اردو میں استعمال ہوتا ہے، مِّنْ سے، حرف جار، بَعْدِ بعد اس کے کہ، مَا حرف مصدری (جو)، أَرَاكُمْ (أَرٰ۔ كُمْ) دکھایا اس نے (اللہ تعالیٰ) نے، تم کو، اس کا مادہ (رءی) ہے أَرٰی یُرِیْ سے فعل ماضی واحد مذکر غائب، (یہ صیغہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف جاتا ہے، كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر (مسلمانوں کی طرف جاتی ہے جو غزوہ اُحد میں دشمنوں سے لڑ رہے تھے)، مَّا وہ جسے موصولہ تُحِبُّونَ تم پسند کرتے تھے، اس کا مادہ (ح ب ب) أَحَبَّ یُحِبُّ سے فعل مضارع جمع مذکر حاضر باب افعال، یعنی یہاں تک کہ جب تم خود ہی کمزور پڑ گئے اور باہم رسولؐ کے حکم کے بارے میں (یعنی مال غنیمت کے بارے) میں جھگڑنے لگے اور نافرمانی کی بعد اس کے کہ اللہ نے تمہیں دکھایا تھا جو کچھ تم چاہتے تھے (یعنی جو مجاہدین درے پر نگرانی کر رہے تھے اُس میں اکثریت نے جب مسلمانوں کو فتح یاب اور مال غنیمت سمیٹتے دیکھا تو خیال کیا کیوں نہ ہم بھی اس کے حصول کے لیے مال غنیمت حاصل کرنے والوں کے ساتھ ملیں اور کچھ ایسے اصحاب عزیمت بھی تھے جنھوں نے درے کو نہ چھوڑنے کا عزم کر رکھا تھا) اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ میں فرمایا۔

مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنْكُمْ (مِنْ۔ كُمْ) میں، تم یعنی تم میں سے، مِنْ جار، كُمْ مجرور ضمیر جمع مذکر مخاطب مَنْ، جو، موصولہ، يُّرِيْدُ ارادہ کرتا ہے اس کا مادہ (رود) ہے اَرَادَ يُرِيْدُ سے فعل مضارع واحد مذکر غائب يُرِيْدُ ارادہ کرنا اردو میں معروف ہے، الدُّنْيَا دنیا کا یعنی دنیا کا مال ومتاع اور مال غنیمت سمیٹنے کا ارادہ کرتا ہے الدُّنيا. اس کا مادہ (دن و) ہے دُنُوٌّ، نزدیک ہونا، قریب ہونا یعنی دنیا تو قریب کی عارضی چیز ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝۳۸ (التوبہ:38/9)

(یادرکھو!) کہ دنیا کی زندگی کا (عارضی) سامان تو آخرت (کی ابدی نعمتوں) کے مقابلہ میں بہت ہی تھوڑا ہے۔

وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ اور تم میں سے کچھ آخرت کی خواہش رکھتے تھے (درے پر جمے رہے اور حکم رسول کی اطاعت کی)، وَ اور عاطفہ (مِنْ۔ كُمْ) سے، تم یعنی تم میں سے، مِنْ جار، كُمْ مجرور، مَنْ (جو شخص) موصولہ، يُّرِيْدُ ارادہ رکھتا تھا، الْاٰخِرَةَ آخرت کا اور حقیقت تو یہ ہے: وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى (الاعلی:17/87) ''آخرت تو کہیں بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔''

ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ

پھر اللہ نے کافروں کے مقابلے میں تمہیں پسپا کر دیا تا کہ تمہاری (پوری) آزمائش کرے (پھر بھی) اللہ نے تمہیں معاف کر دیا۔

ثُمَّ پھر، (عاطفہ) اور تراخی یعنی (اے مسلمانو!) پہلے تمہیں دشمنوں پر فتح عطا فرمائی پھر تمہاری (نافرمانی اور درہ چھوڑنے پر) تمہیں عارضی طور پر ہزیمت اٹھانی پڑی صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ یعنی غلبہ عطا کرنے کے بعد پھر تمہیں شکست دے کر اُن کافروں سے پھیر دیا، اس کا مادہ (ص ر ف) ہے صَرَفَ يَصْرِفُ سے فعل ماضی واحد مذکر غائب (یہ صیغہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے استعمال ہوا ہے) كُمْ ضمیر جمع مذکر مخاطب (مسلمانوں کی طرف جاتی ہے) عَنْ سے حرف جار هُمْ جمع مذکر غائب مجرور (یہ ضمیر کفار کی طرف جاتی ہے) لِيَبْتَلِيَكُمْ تا کہ آزمائے تم کو ل تعلیل کہلاتا ہے اور یہ مضارع کو نصب دیتا ہے (تا کہ) اس وجہ سے مضارع کی يَبْتَلِيْ سے فعل مضارع واحد مذکر غائب (یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ) كُمْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضمیر جمع مذکر حاضر (تمہاری آزمائش کرے)، وَ اور (عاطفہ)، لَقَدْ (لَ۔قَدْ) لام تاکید کے لیے قَدْ بھی تاکید کے لیے، تاکید در تاکید، عَفَا عَنْكُمْ (اپنی طاقت وقدرت کے باوجود اپنی رحمت سے) تمہیں معاف کر دیا، عَفَا کا مادہ (ع ف و) عَفَا يَعْفُو سے فعل ماضی واحد مذکر غائب معاف کیا اس (اللہ) نے عَنْكُمْ، عَنْ جار، كُمْ مجرور (تمہیں)۔

وَاللّٰهُ ذُوْفَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اور اللہ فضل کرنے والا مومنوں پر۔

وَ اور متانفہ، مستقل جملہ شروع ہوتا ہے، اللّٰهُ (مبتدا)، ذُوْفَضْلٍ (فضل والا) ذُوْ، مضاف فَضْلٍ مضاف الیہ (خبر)، عَلَى پر، حرف جار، الْمُؤْمِنِيْنَ ایمان والے، اسم فاعل اس کا مادہ (ء م ن) اٰمَنَ يُؤْمِنُ سے اسم فاعل حالت جر میں مومنین ہے۔

تفسیر:

مولانا عبدالرحمن کیلانی ؒ لکھتے ہیں:

غزوہ احد میں ابتداءً مسلمانوں کو کامل فتح نصیب ہوئی اور اللہ نے اپنا وعدۂ نصرت پورا فرمایا، پھر عبداللہ بن جبیرؓ کے ہمراہیوں نے رسول اللہ ﷺ کی صریح نافرمانی کی، جس کی پاداش میں مسلمانوں کو شکست سے دوچار ہونا پڑا، تاہم اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کا یہ قصور معاف کر دیا، جس کے نتیجہ میں یہ جنگ برابری کی سطح پر منتج ہوئی، بلکہ رسول اللہ ﷺ نے کفار کے تعاقب میں جو دستہ بھیجا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بالآخر میدان مسلمانوں کے ہاتھ میں رہا اور یہ صرف اس وجہ سے تھا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کے جرم میں مجاہدین کو معاف کر دیا تھا، اور اگر قصور معاف نہ کیا جاتا تو عین ممکن تھا کہ مشرکین مکہ میدان اُحد کو سر کرنے کے بعد مدینہ کا رخ کرتے اور مسلمانوں کے بیوی بچوں کو قتل کر دیتے یا قید کر لیتے یا لونڈی غلام بنا لیتے، یہ اللہ کا فضل اور اس کی معافی ہی کا نتیجہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایسی ذلّت سے بچا لیا ورنہ جو ذِلّت میدان بدر میں مشرکین مکہ کی ہوئی تھی یہ ذلت اس سے کہیں بڑھ کر ہوتی۔ (تسیر القرآن ج1)

آیات کی حکمت وبصیرت:

(۱) اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان اور یقین اطمینان اور سکینت کا باعث ہے اور اللہ تعالیٰ دشمنوں کے دلوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں رعب وخوف پیدا کر کے اہل ایمان کی مدد فرماتا ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کے احکام کی کامل اطاعت اور سنت رسول کی مکمل اتباع ہی کامیابی کا راستہ ہے۔

(۳) غزوہ اُحد نے مسلمانوں کو زبردست عبرت کا سبق سکھایا ہے کہ کسی وقت بھی سپہ سالار کے حکم کی خلاف ورزی نہ کریں، ورنہ نقصان اٹھائیں گے۔

(۴) بیرونی شکست کا موجب اندرونی شکست ہوتی ہے۔ جب مسلمان آپس میں جھگڑنے لگے، تو اس اختلاف سے پھوٹ پیدا ہوئی، اور اسی سے نقصان ہوا۔

(۵) اہل ایمان کے لیے حقیقی زادِ راہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کا گھر ہے:

تقدیر کے پابند نباتات و جمادات

مومن فقط احکامِ الٰہی کا ہے پابند

www.KitaboSunnat.com

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کا نتیجہ

إِذْ تُصْعِدُونَ وَلَا تَلْوُونَ عَلَىٰ أَحَدٍ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي أُخْرَاكُمْ فَأَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَا أَصَابَكُمْ ۗ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٥٣﴾

(اور مسلمانو! اُحد کے اِس سبق آموز واقعہ کو یاد کرو، جب تم پریشانی اور سراسیمگی کی حالت میں) بھاگے چلے جارہے تھے اور کسی کو (بوجہ خوف) مڑکر بھی نہ دیکھتے تھے حالانکہ رسول تمھارے پیچھے سے تم کو پکار رہے تھے، اُس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقت تمھاری اِس روش کا بدلہ اللہ نے تمھیں یہ دیا کہ تم پر غم پر غم ڈالا (ایک تو رسولؐ کے تصوّرِ شہادت کا غم، دوسرے شکست کا غم یا پھر ایک غم ہزیمت، دوسرا غمِ ذِلّت اور یہ سب کچھ تمھاری تربیت اور آنے والے مسلمانوں کی تربیت کے لیے تھا) کہ جو کچھ تمھارے ہاتھ سے جائے یا جو مصیبت تم پر نازل ہو اُس پر غم زدہ نہ ہو (اپنی خوشی اور غم سب اللہ کے حوالے کردو)

الفاظ

اِذْ ظرفِ زمان (مسلمانو!) اُس وقت کو یاد کرو تُصْعِدُوْنَ تم (اِدھر اُدھر دیکھے بغیر) سیدھے بھاگے جارہے تھے، فعل مضارع جمع مذکر حاضر اس کا مادہ (ص ع د) ہے۔ صَعِدَ یَصْعَدُ تیز دوڑنا یہ لفظ "الصَّعِيْد" ہے اِس کے معنی سطحِ زمین پر دوڑنے کے ہیں جیسا کہ قرآنِ حکیم میں آتا۔

فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا.(النساء:42/4) (دورانِ سفر پانی نہ ملنے پر) پاکیزہ مٹی پر تیمم کرو۔ (صَعِيْد کے معنی سطحِ زمین کے ہیں) [الکنزالثمین]

وَ اور۔ عاطفہ لَا نہ، نافیہ تَلْوٗنَ مڑ کر دیکھتے تھے۔ (بوجہ شدتِ خوف) اس کا مادہ (ل و ی) ہے۔ لَوٰی یَلْوِیْ سے فعل مضارع جمع مذکر حاضر تَلْوٗنَ ہے۔ عَلٰٓی اَحَدٍ کسی کی طرف، سخت پریشانی اور سراسیمگی کی حالت میں تم بھاگے چلے جارہے تھے اور کسی کی طرف مڑ کر بھی نہ دیکھتے تھے۔ وَّ الرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْٓ اُخْرٰىكُمْ اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) تم کو پکار رہے تھے تمھاری پچھلی جماعت میں (کھڑے ہوکر) وَ اور عاطفہ الرَّسُوْلُ (مبتدا) يَدْعُوْكُمْ (يَدْعُوْ۔ كُمْ) پکار رہے تھے...... تمھیں! اس کا مادہ (د ع و) ہے دَعَا يَدْعُوْ پکارنا، بلانا، فعل مضارع واحد مذکر غائب كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مسلمانوں کی طرف جاتی ہے۔

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ اُحد میں صاحب عزیمت صحابہ کرامؓ کے ساتھ اپنی جگہ پر کھڑے تھے اور اُن صحابہ کرامؓ کو پکار رہے تھے جو میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔ "اِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ" اللہ کے بندو میری طرف آؤ، میں اللہ کا رسول ہوں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِیْٓ اُخْرٰکُمْ، تمھاری پچھلی جماعت میں (کھڑے ہوئے) صاحب عزیمت صحابہ کرامؓ کے ساتھ، اُخْرٰی مضاف۔ کُمْ، مضاف الیہ، فَاَثَابَکُمْ (ف۔ اَثَابَ۔ کُمْ) پھر۔ اُس نے بدلے میں دیا، تمھیں) ف۔ پھر عاطفہ۔ اَثَابَ بدلہ دیا اُس نے (اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے) یعنی جو تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اور میدانِ جنگ میں ساتھ چھوڑ کر انھیں اذیت دی۔ اس کے عوض تمھیں غم پر غم پہنچا۔ (زُبدۃ التفسیر)

غَمًّۢا بِغَمٍّ پے در پے غم اس کا مادہ (غ م م) اُس سے غَمَّ یَغُمُّ رنج وغم پہنچنا۔ اس سے غَمٌّ رنج، غم غَمَّ کا بنیادی معنی ڈھاپنے اور چھپانے کے ہیں۔ غُمّٰی بمعنی تاریکی اور غبار کے ہیں اور غَمَامٌ بمعنی بادل جو سورج کی روشنی کو ڈھانپ لیتا ہے وہ غم جو کسی مصیبت کے وقت لاحق ہو، اُسے حزن کہتے ہیں۔

سیدنا یعقوب علیہ السلام لختِ جگر سیدنا یوسف علیہ السلام کے کھو جانے پر غم کی وجہ سے فرماتے ہیں:

اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ (یوسف:86/12)

''میں اپنی پریشانی اور غم کی فریاد اللہ کے سوا کسی سے نہیں کرتا۔''

لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰي مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَآ اَصَابَكُمْ تاکہ نہ تم غم کھاؤ اِس پر جو تم سے فوت ہو گیا اور نہ (اُس تکلیف پر) جو تمھیں پہنچی۔

لِّكَيْلَا (لِ۔ كَيْ۔ لَا) ل۔ حرفِ جر۔ كَيْ، ناصبہ (بعد والے حرف کو زبر دیتا ہے۔ نون جمع کا آ جائے تو گر جاتا ہے) لَا نافیہ (تاکہ نہ) تَحْزَنُوْا تم غم کرو۔ اس کا مادہ (ح ز ن) ہے۔ حَزِنَ يَحْزَنُ سے فعل مضارع جمع مذکر حاضر تَحْزَنُوْنَ ہے اور كَيْ کی وجہ سے تَحْزَنُوْا رہ گیا۔ عَلٰي مَا فَاتَكُمْ، اس پر جو تم سے فوت ہو گیا۔ تمھارے ہاتھ سے نکل گیا۔ عَلٰي (پر) حرف جار مَا، (جو) موصولہ فَاتَكُمْ (فَاتَ۔ كُمْ) فوت ہوا۔ تم سے اس کا مادہ (ف و ت) ہے۔

فَاتَ، يَفُوْتُ سے ماضی واحد مذکر غائب۔ كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر۔ وَلَا مَآ اَصَابَكُمْ اور (نہ غم کرو) اُس مصیبت پر جو تم کو پہنچی ہے وَ۔ اور (عاطفہ)، لَا۔ نہ (نافیہ) مَا (جو) موصولہ (اَصَابَ۔ كُمْ) پہنچی ہے۔ تم کو (اَصَابَ يُصِيْبُ) پہنچنا، مُصِيْبَةٌ، مصدر مصیبت تکلیف، یہ لفظ اُردو میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استعمال ہوتا ہے۔ وَاللّٰهُ خَبِيرٌۢ بِمَا تَعْمَلُونَ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اُس سے باخبر ہے۔ (وہ تمھاری چھوٹی بڑی بات کو جانتا ہے)۔

تفسیر

اس آیہ مبارکہ میں بتایا گیا ہے کہ اُس وقت کو پیش نظر رکھو جب تم میدانِ اُحد میں بھاگے جا رہے تھے اور تمھاری بدحواسی کا یہ عالم تھا کہ کوئی شخص ایک دوسرے کی طرف مڑ کر دیکھتا تک نہ تھا اور اللہ کا رسول ﷺ تمھیں پیچھے سے پکار رہے تھے کہ "اے اللہ کے بندو میری طرف آؤ" اللہ نے تمھیں یہ رنج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی وجہ سے دیا تاکہ تم اِس حادثے سے عبرت پکڑو اور آیندہ نہ تو اِس چیز کے لیے غم کرو جو ہاتھ سے جاتی رہے اور نہ اُس مصیبت پر غمگین ہو جو سر پر آ پڑے۔ یاد رکھو اللہ تمھارے اعمال سے اچھی طرح باخبر ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے جب بھاگتے ہوئے مسلمانوں کو اپنے پاس جمع ہونے کے لیے آواز دی تو دشمن کا سارا زور اُدھر ہو گیا، آپ ﷺ کے ساتھ اُس وقت صرف نو صحابہ کرامؓ رہ گئے تھے، باقی منتشر تھے وہ نو آدمی یکے بعد دیگرے آپ ﷺ کی حفاظت میں جنگ کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ سیدنا طلحہؓ کے جسم پر ستر سے زائد زخم آئے اور انگلیاں کٹ گئیں، خود رسول ﷺ زخمی ہوئے، لیکن رسول اللہ ﷺ کی آواز پر فوراً صحابہ کرام آپؐ کے گرد جمع ہو گئے۔ کفار نے جب یہ دیکھا تو انھوں نے فرار کی راہ لی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جانثاری کا یہ عالم تھا کہ آپؐ کو بچانے کے لیے اپنی جانیں آپ پر قربان کر دیں۔ ایک انصاریہ خاتون کا باپ، بھائی اور شوہر اِس جنگ میں شہید ہو گئے، اُس نے لوگوں سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ تو زندہ ہیں؟ لوگوں نے کہا ہاں! تو اُس نے کہا: آپؐ کے بعد ہر مصیبت ایک معمولی چیز ہے۔ (تدریس لغۃ القرآن، ابومسعود حسن علوی)

آیاتِ مبارکہ کی حکمت وبصیرت

(1) سُستی، اختلاف، قائد کی نافرمانی اور انتشار کا نتیجہ میدانِ جنگ سے فرار، شکست، بزدلی اور ناکامی ہوتا ہے جس کا مظاہرہ (اِذْ تُصْعِدُوْنَ) میں ہوا۔

(2) ڈرپوک اور کمزور لوگوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بلاوا اثر نہیں کرتا، غور کیجیے (وَّ الرَّسُوْلُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَدۡعُوكُمۡ)۔

(3) تھوڑی سی غفلت رنج وغم کے مسلسل ہجوم کا باعث بن جاتی ہے (غَمًّاۢ بِغَمٍّ) کے الفاظ پر غور وفکر کیجیے۔

(4) جو چیز ہاتھ سے چلی جائے یا جو دکھ پہنچے اُسی پر کف افسوس ملتے رہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ آئندہ کی فکر کرو (لِّكَيۡلَا تَحۡزَنُوا۟ عَلَىٰ مَا فَاتَكُمۡ وَلَا مَآ أَصَٰبَكُمۡ) کو بار بار پڑھیے۔

سینے میں اگر نہ ہو دل گرم
رہ جاتی ہے زندگی میں خامی

سچے اہل ایمان پر رحمت الٰہی کا جھونکا

ثُمَّ أَنزَلَ عَلَيۡكُم مِّنۢ بَعۡدِ ٱلۡغَمِّ أَمَنَةً نُّعَاسًا يَغۡشَىٰ طَآئِفَةً مِّنكُمۡۖ وَطَآئِفَةٌ قَدۡ أَهَمَّتۡهُمۡ أَنفُسُهُمۡ يَظُنُّونَ بِٱللَّهِ غَيۡرَ ٱلۡحَقِّ ظَنَّ ٱلۡجَٰهِلِيَّةِۖ يَقُولُونَ هَل لَّنَا مِنَ ٱلۡأَمۡرِ مِن شَيۡءٍۗ قُلۡ إِنَّ ٱلۡأَمۡرَ كُلَّهُۥ لِلَّهِۗ يُخۡفُونَ فِيٓ أَنفُسِهِم مَّا لَا يُبۡدُونَ لَكَۖ يَقُولُونَ لَوۡ كَانَ لَنَا مِنَ ٱلۡأَمۡرِ شَيۡءٌ مَّا قُتِلۡنَا هَٰهُنَاۗ قُل لَّوۡ كُنتُمۡ فِي بُيُوتِكُمۡ لَبَرَزَ ٱلَّذِينَ كُتِبَ عَلَيۡهِمُ ٱلۡقَتۡلُ إِلَىٰ مَضَاجِعِهِمۡۖ وَلِيَبۡتَلِيَ ٱللَّهُ مَا فِي صُدُورِكُمۡ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِي قُلُوبِكُمۡۗ وَٱللَّهُ عَلِيمُۢ بِذَاتِ ٱلصُّدُورِ ﴿١٥٤﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر اس تنگیء (رنج وغم) کے بعد اللہ نے تم پر امن و امان (ایک سکون و اطمینان) نازل فرمایا (یعنی) غنودگی جو (سچے مسلمانوں کی) ایک جماعت پر چھا گئی (نیند کا ایسا جھونکا آیا جس سے بدن کا کسل نکل گیا) اور ایک جماعت کو (جو کمزور دل مسلمانوں کی تھی اس وقت صرف اپنی جانوں کی فکر پڑی تھی) وہ اللہ پر ناحق جاہلوں کی طرح بدگمانیاں کر رہے تھے (اللہ پر طرح طرح کے بے بنیاد خیالات قائم کر رہے تھے مثلاً وہ اللہ کے وعدے کہاں گئے، معلوم ہوتا ہے اسلام ختم ہوا وغیرہ وغیرہ اور نا امیدی کے عالم میں) کہتے تھے ہمارے بس کی کیا بات ہے؟ جو کیا اللہ نے کیا، ان کاموں میں ہمارا کیا دخل ہے؟) آپ ﷺ فرما دیجیے: بے شک سب کام اللہ کے ہاتھ میں ہیں (وہی قادر مطلق ہے)

جب اُحد کے موقع پر مجاہدین شکستہ حال ہو گئے بہت سے مسلمان شہید ہوئے، بہت سے زخمی ہوئے، رسول اللہ ﷺ کے شہید ہونے کی افواہ اڑ گئی، اُس وقت اللہ کی طرف سے ایک نیند کا جھونکا رحمت بن کر پیغام بیداری لایا اور بقیہ مسلمان پھر رسول اللہ ﷺ کے گرد تازہ دم ہو کر حملہ کے لیے تیار ہوئے۔

....

دراصل یہ لوگ اپنے دلوں میں جو بات چھپائے ہوئے ہیں، اسے آپ پر ظاہر نہیں کرتے، اُن کا اصل مطلب یہ ہے کہ ''اگر (قیادت کے) اختیارات میں ہمارا کچھ حصہ ہوتا تو یہاں ہم مارے نہ جاتے'' ان سے کہہ دیجیے کہ ''اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو جن لوگوں کی موت لکھی ہوئی تھی وہ خود اپنی قتل گاہوں کی طرف نکل آتے'' اور یہ معاملہ جو پیش آیا اس کی وجہ یہ ہے کہ جو کچھ تمھارے سینوں میں پوشیدہ ہے اللہ اسے آزمالے اور جو کھوٹ تمھارے دلوں میں ہے اسے چھانٹ دے، (کھرے لوگ اور کھوٹے لوگ الگ الگ کر دکھائے) اور اللہ دلوں کا حال خوب خوب جانتا ہے (سینہ تو غلاف دل ہے، دل کے اندر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو بھی حقیقت ہے وہ اس عالم الغیب پر آشکارا ہے)

الفاظ:

ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ پھر نازل کیا اس (رب العزت نے) تم پر۔

ثُمَّ (پھر) حرف عاطفہ وتراخی، اَنْزَلَ نازل کیا۔ فعل ماضی واحد مذکر غائب، اس کا مادہ (ن ز ل) ہے (اَنْزَلَ يُنْزِلُ) نازل کرنا اِنْزَالٌ باب افعال، عَلَيْكُمْ (عَلٰی۔ كُمْ) پر، تم یعنی تم پر، عَلٰی جار، كُمْ ضمیر جمع مخاطب (مسلمانوں پر جاتی ہے جو غزوہ اُحد میں لڑ رہے تھے)۔

مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا غم کے بعد امن (یعنی) ایسی اونگھ (سلامتی والی)۔

مِّنْ حرف جار، بَعْدِ الْغَمِّ بعد، غم کے مضاف، مضاف الیہ، اَمَنَةً امن والی، مفعول بہ اَمِنَ يَأْمَنُ سے مصدر اَمَنَةً نُّعَاسًا میٹھی اور ہلکی نیند، يَّغْشٰى وہ ڈھانپتی تھی، طَآئِفَةً (ایک گروہ، یہ اہل ایمان کا گروہ تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے قلبی سکون عطا کیا) یعنی غزوہ احد میں رنج وغم کے بعد تم پر اللہ تعالیٰ نے امن وسکون کو ایک اونگھ کی صورت میں ایک گروہ پر نازل کیا یعنی ان اہل ایمان کو عین خوف وخطر کی حالت میں ایک ایسا سکون عطا کیا کہ ان پر میٹھی اور پرسکون نیند طاری ہوگئی۔ ایک صحابی کا بیان ہے کہ میدان جنگ میں اس قدر نیند کا غلبہ ہوا کہ تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی۔

وَطَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ اور (ان میں سے) ایک جماعت (وہ بھی تھی) کہ تحقیق انھیں فکر میں ڈال دیا تھا اُن کی جانوں نے وہ گمان کرتے تھے اللہ کے ساتھ ناحق جاہلیت کا گمان۔

وَ اور عاطفہ طَآئِفَةٌ (ایک جماعت، گروہ) مبتدا، قَدْ حرف تحقیق (یقینا)، اَهَمَّتْهُمْ (اَهَمَّتْ۔ هُمْ) فکر میں ڈالا تھا، اُن کو اس کا مادہ (ھ م م) ہے، هَمَّ يَهُمُّ هَمًّا وَمَهَمَّةً، پریشان کرنا، فکر میں ڈالنا، اَنْفُسُهُمْ (اَنْفُسَ۔ هُمْ) اُن کی جانوں نے۔ انہیں، يَظُنُّوْنَ وہ گمان کرتے تھے، جمع مذکر غائب اس کا مادہ (ظ ن ن) ہے ظَنَّ يَظُنُّ، گمان کرنا، بِاللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے ساتھ، اللہ تعالیٰ کے بارے میں، ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ جاہلیت کا گمان، یعنی ایسا گمان جو ذات حق کے غیر مناسب ہو اور ایمان کے خلاف ہو، گویا کہ غزوہ اُحد میں ایک گروہ منافقین کا تھا جنہیں اپنی جانوں کی پڑی تھی اور اللہ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارے میں عہدِ جاہلیت کے ظن واوہام رکھتے تھے (یہ کہ مسلمانوں کو اللہ نے شکست کیوں دے دی؟ اپنے رسول کی مدد کیوں نہ کی؟)

يَقُولُونَ هَل لَّنَا مِنَ الْأَمْرِ مِن شَيْءٍ وہ کہتے تھے: ہمارے بس کی کیا بات ہے؟

يَقُولُونَ وہ کہتے تھے (کمزور مسلمان) **قَالَ يَقُولُ** سے فعل مضارع جمع مذکر غائب، **هَلْ** حرف استفہام (کیا ہے؟)، **لَّنَا (لَ-نَا)** لیے، ہمارے جار مجرور، **مِنَ الْأَمْرِ** معاملے سے، **مِنْ** جار امر، مجرور **مِنْ شَيْءٍ** کچھ چیز، یعنی ہمارا کچھ اختیار چلتا ہے (ورنہ ہم تو شروع ہی سے اس جنگ سے منع کر رہے تھے، کسی نے ہماری نہ سنی۔ ہماری سن لی گئی ہوتی تو آج یہ مصیبت ہی کیوں پیش آتی؟)

قُلْ إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهُ لِلَّهِ کہہ دیجیے تحقیق اختیار تو سب اللہ کے پاس ہے۔

قُلْ فعل امر، **إِنَّ الْأَمْرَ، إِنَّ** بلاشبہ۔ حرف مشبہ بالفعل **الْأَمْرَ** معاملہ، اختیار، **كُلَّهُ** سب کا سب، **لِلَّهِ** (اللہ کے پاس سے) وہ (منافق) کہتے تھے جو کچھ ہوا اس میں ہمارے اختیار کی کیا بات تھی۔ اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیجیے (صرف اس معاملۂ اُحد ہی پر کیا موقوف ہے) ساری باتیں اللہ ہی کے اختیار میں ہیں۔

يُخْفُونَ فِي أَنفُسِهِم مَّا لَا يُبْدُونَ لَكَ وہ (منافقین) چھپاتے ہیں اپنے دلوں میں وہ (بات) جو نہیں وہ ظاہر کرتے، آپؐ کے سامنے۔

يُخْفُونَ: وہ چھپاتے ہیں، **أَخْفَى يُخْفِي** سے فعل مضارع جمع مذکر غائب، **فِي** حرف جار، **أَنفُسِهِمْ (أَنفُسِ-هِمْ)** نفسوں، اپنوں (میں) مرکب اضافی، **مَّا لَا** جو نہیں، **مَا** موصولہ، **لَا** نافیہ، **يُبْدُونَ** ظاہر کرتے ہیں، اس کا مادہ (ب د و) **أَبْدَى يُبْدِي** سے فعل مضارع جمع مذکر غائب، **لَكَ (لَ-كَ)** لیے، آپ کے یعنی (منافقین) چھپاتے ہیں اپنے دلوں میں وہ (بات جو نہیں وہ ظاہر کرتے، آپؐ کے سامنے۔)

يَقُولُونَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هَاهُنَا وہ کہتے ہیں (منافقین) اگر ہوتا ہمارے معاملے سے کچھ (یعنی اگر ہمارے مشورے پر عمل ہوتا تو نہ لڑائی ہی کی نوبت آتی اور نہ شکست اور نہ اتنے مقتولین کی)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَقُوْلُوْنَ وہ کہتے ہیں (قَالَ، يَقُوْلُ) سے فعل مضارع جمع مذکر غائب، لَوْ كَانَ (لَوْ۔ كَانَ) اگر ہوتا لَوْ حرف شرط كَانَ فعل ماضی ناقص، لَنَا (لَ۔نَا) لیے، ہمارے، جار مجرور (خبر مقدم)، مِنَ الْاَمْرِ معاملے، سے، مِنْ جار، الْاَمْرِ مجرور شَيْءٌ کوئی چیز (کوئی اختیار) مَا نافیہ (نہ)، قُتِلْنَا قتل کیے جاتے ہم، ماضی مجہول جمع متکلم، هٰهُنَا ظرف مکان (اس جگہ یعنی میدان اُحد میں)۔

قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ آپ فرما دیجیے کہ اگر تم ہوتے اپنے گھروں میں (بھی) توضرور باہر نکلتے وہ لوگ کہ لکھ دیا گیا تھا اُن پر، قتل ہونا اپنی قتل گاہوں کی طرف (اللہ تعالیٰ نے جہاں اور جس جگہ، جس لمحہ اور جس وقت موت کا وقت لکھ دیا ہے اسے روکنا کسی کے اختیار میں نہیں)۔

قُلْ فعل امر، کہہ دیجیے، لَّوْ اگر حرف شرط، كُنْتُمْ (تم ہوتے) كَانَ يَكُوْنُ سے فعل ماضی، جمع مذکر مخاطب، فِيْ بُيُوْتِكُمْ، فِيْ میں حرف جار (بُيُوْتِ۔ كُمْ) گھروں، اپنوں (میں) مرکب اضافی، لَبَرَزَ الَّذِيْنَ توضرور باہر نکلتے وہ لوگ۔ لَوْ شرطیہ کا جواب ہے لَبَرَزَ توضرور نکلتے بَرَزَ کے پہلا لام جوابِ شرط ہے (بَرَزَ، يَبْرُزُ) ظاہر ہونا، نکلنا جیسا کہ قرآن حکیم میں آتا ہے:

وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا (ابراہیم:21/14)

”اور (روز قیامت) تمام انسان سب کے سب اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہوں گے (میدان محشر میں نکلیں گے)۔“

الَّذِيْنَ (وہ لوگ) اسم موصول، اس کا مفرد الَّذِی ہے، كُتِبَ لکھ دیا گیا (تھا) كَتَبَ يَكْتُبُ سے ماضی مجہول، واحد مذکر غائب، عَلَيْهِمْ (عَلٰى۔ هِمْ) پر، اُن جار مجرور، اَلْقَتْلُ مصدر (قتل ہونا، مرنا) اِلٰى طرف حرف جار، مَضَاجِعِهِمْ (مَضَاجِع۔ هِمْ) بستروں، اپنے یعنی اپنے مرنے کی جگہوں (کی طرف)، مَضْجَعٌ اس کا مفرد ہے قبر بھی مردے کے لیے لیٹنے کی جگہ یہاں تک کہ روز قیامت حساب کتاب کے لیے سب انسانوں کو اللہ تعالیٰ کے حضور جمع کر دیا جائے گا، اسم ظرف۔ هِمْ ضمیر جمع مذکر غائب (منافقین کی طرف جاتی ہے)۔

وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ تاکہ اللہ تمھارے سینوں کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(چھپی) باتوں کو آزمائے اور جو کچھ (وسوسے، شیطانی اور نفسانی میل کچیل سے تمھارے باطن کو) پاک و صاف کر دے۔

وَلِيَبْتَلِيَ اللهُ اور تا کہ (وہ رب العزت) آزمائے، فعل مضارع، واحد مذکر غائب، لام تعلیل جو کہ لام ناصبہ ہے۔ اس وجہ سے **لِيَبْتَلِيَ** کی ی، منصوب (زبر) والی ہے **(اِبْتَلٰى يَبْتَلِي)** آزمانا، ابتلاو آزمائش، اردو میں استعمال ہوتا ہے، **مَا** جو موصولہ، **فِيْ** حرف جار، **صُدُوْرِكُمْ** تمھارے سینوں میں ہے، مرکب اضافی، **وَ** اور عاطفہ، **لِيُمَحِّصَ** تا کہ وہ خالص کرے۔ اس میں بھی لام تعلیل ہے اور اس کی وجہ سے ص، منصوب ہے۔ **(مَحَّصَ يُمَحِّصُ)** خالص کرنا، **مَا** جو، موصولہ، **فِيْ** میں، حرف جر، **قُلُوْبِكُمْ** تمھارے دلوں میں ہے، مرکب اضافی۔

وَاللهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے سینوں کے راز۔

وَ اور مستانفہ (اس کے بعد مستقل جملہ شروع ہوتا ہے) **اللهُ** اللہ سبحانہ وتعالیٰ (مبتدا)، **عَلِيْمٌ، عِلْمٌ** سے مبالغہ، خوب علم رکھنے والا ہے، زمین کی ہر چھوٹی بڑی چیز کا اسے خوب خوب علم ہے۔ نہیں نہیں بلکہ وہ **بِذَاتِ الصُّدُوْرِ** سینوں کے راز بھی اسے معلوم ہیں، خبر۔

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت کے جھونکے اہل ایمان پر بار بار آتے ہیں **(ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا)**

۲) شیطانی وساوس کے پیچھے چلنے سے کچھ نہیں ہوتا انسان **(ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ)** کا شکار ہو جاتا ہے۔

۳) ایمان، اطمینان اور ثبات کا نام، اللہ تعالیٰ تھوڑی سی اضطرابی کیفیت کے بعد ان کو سکون اور سلامتی سے ہمکنار کر دیتا ہے جیسا کہ غزوۂ احد میں اہل ایمان کے ساتھ ہوا۔

۴) نفاق، مسلسل توہمات، شیطانی وساوس کو راہ دیتا ہے جس کا مظاہرہ منافقین نے کیا، سچ ہے:

ثباتِ زندگی ایمانِ محکم سے ہے دنیا میں
کہ المانی سے بھی پائندہ تر نکلا ہے تورانی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیطان پھسلا تا ہے۔ اللہ تعالیٰ سہارا دیتا ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۵۵﴾

(اور غزوہ اُحد میں) جس دن (کفار اور اہل ایمان کی) دو جماعتیں آپس میں مقابل ہوئیں (تو) تم میں جن لوگوں نے پیٹھ پھیر دی تھی ان کو (دراصل) شیطان نے ان کے بعض اعمال (لالچ اور حصولِ مالِ غنیمت) کے باعث ڈگمگا دیا تھا، اور (پھر بھی) اللہ نے ان کا قصور معاف فرمایا، بے شک اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا اور بردبار ہے۔

الفاظ

اِنَّ، عربی میں حرف مشبہ بالفعل کہلاتا ہے (بلاشبہ، بے شک)، اَلَّذِيْنَ، اسم موصول (وہ لوگ جنھوں نے)، تَوَلَّوْا، پیٹھ پھیر دی فعل ماضی جمع مذکر غائب اس کا مادہ (و ل ی) ہے تَوَلّٰی يَتَوَلّٰی پیٹھ پھیرنا، باب تفعّل، مِنْكُمْ، (مِنْ۔ كُمْ) سے، تم۔ جار، مجرور، يَوْمَ، اس دن (کہ) ظرف زمان، اِلْتَقَى الْجَمْعٰنِ دو گروہ گتھ گئے، آمنے سامنے آگئے۔ تثنیہ، دو جماعتیں (کفار اور مسلمان) اس کا مفرد اَلْجَمْعُ، اِنَّمَا اِنَّ، حرف مشبہ بالفعل (جملے میں زور پیدا کرتا ہے)، مَا حصر کے لیے (کسی بات کے لیے مخصوص کرنا) اِنَّمَا کا ترجمہ اس طرح کیا جاتا ہے (سوائے اس کے کہ نہیں) یعنی یہ بات ہے اس کے سوا کوئی اور نہیں تھی، اِسْتَزَلَّهُمْ (کہ) ڈگمگایا، بہکایا ان کو، اِسْتَزَلَّ يَسْتَزِلُّ بہکانا، اِسْتَزَلَّ ماضی واحد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکر غائب (یعنی شیطان نے) زَلّٰی کے معنی انحراف عَنِ الحق یعنی حق بات سے پھسل جانا هُم ضمیر جمع مذکر (مسلمانوں کی طرف جاتی ہے)۔ بِبَعْضِ بعض اس بات سے بِ حرف جار بَعْضِ مجرور، مَا جو، موصولہ، كَسَبُوْا انہوں نے کمایا (انہوں نے غلطی کی کہ اس درے کو چھوڑ دیا جس پر جمے رہنے کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا سوائے چند اصحابِ عزیمت کے جس میں سے سیدنا ابوبکرؓ علیؓ طلحہؓ، ابن عوفؓ اور سعدؓ بن ابی وقاص اور چند انصاریوں کے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد سینہ سپر ہو کر کھڑے رہے [المدارک]، وَ اور مستانفہ (اس کے بعد مستقل جملہ شروع ہوتا ہے)، لَقَدْ تحقیق لام جواب کے لیے اور قَدْ تاکیدی حکم رکھتا ہے، عَفَا اللّٰهُ اللہ نے معاف کیا (تَجَاوَزَ عَنْهُم یعنی ان سے اللہ تعالیٰ نے درگزر کیا)، عَنْهُمْ (عَنْ۔هُمْ) سے، اُن یعنی ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو معاف کر دیا جن سے غلطی ہو گئی، غَفُوْرٌ فعول کے وزن پر، مبالغہ کا صیغہ ہے بہت زیادہ معاف کرنے والا، حَلِيْمٌ گناہوں اور خطاؤں پر جلد گرفت نہیں فرماتا، بردباری اس کا وصف ہے۔

تفسیر

غزوہ احد میں مسلمانوں سے جو لغزش اور کوتاہی ہوئی اس کی وجہ اُن کی پچھلی بعض کمزوریاں تھیں، جن کی وجہ سے شیطان اس روز بھی انہیں پھسلانے میں کامیاب ہو گیا جن میں سے بعض کا ایک گناہ یہ بھی تھا کہ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی اطاعت میں کوتاہی ہو گئی تھی۔

مقصد یہ کہ بعض مخلص مسلمان جو اس دن بھاگ کھڑے ہوئے تھے وہ اس وجہ نہیں بھاگے تھے کہ وہ اسلام سے پھر گئے تھے یا منافق تھے، بلکہ شامتِ نفس اور پچھلی بعض کمزوریوں کی وجہ سے شیطان کو انہیں بہکانے کا موقع ملا، اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطبہ میں فرمایا کرتے تھے:

وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا

''ہم اپنے نفس کی شرارتوں اور اپنے اعمال کی برائیوں سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔''

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نفس کا شر ہو یا اعمال کی شامت ان کے ساتھ شیطان کا گمراہ کرنا بھی شامل ہوتا ہے۔ اس کے بعد اللہ نے ان مسلمانوں کی معافی کا اعلان کر دیا یعنی جو دل میں واقعی اخلاص رکھتے تھے ان کی توبہ اور معذرت کے سبب اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا۔ اب نہ ان پر کوئی گناہ ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور نہ کوئی طعن کا حق ہے، اس لیے کہ ان کا یہ فرار نفاق کا نتیجہ نہ تھا بلکہ یہ ایک عارضی غلطی تھی۔

(تفسیر دعوۃ القرآن، سیف اللہ خالد)

منافقین کے خام وساوس

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا ۚ لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿١٥٦﴾

اے ایمان والو! تم ان لوگوں کی طرح (بزدل اور توہم پرست) نہ ہو جانا جنہوں نے کفر کیا اور جو اپنے بھائیوں کے متعلق جبکہ وہ ملک میں سفر کو نکلتے ہیں یا جنگ میں شریک ہوتے ہیں (اور انہیں وہاں موت آجاتی ہے تو کہتے ہیں) کہ اگر وہ ہمارے پاس رہتے تو نہ مرتے نہ قتل ہوتے (ان کے یہ خیالات اس لیے ہو گئے) تاکہ اللہ اس (خیالِ باطل کو ان کے دلوں میں (موجب) حسرت بنا دے (انہیں یہ بات اچھی طرح جان لینی چاہیے) کہ اللہ ہی مارتا اور جلاتا ہے (موت وزندگی پر کُل اختیار اللہ کے ہاتھ میں ہے جہاں اور جب اور جس کی موت آنی ہے وہیں آئے گی، سفر و حضر، حرب وضرب پر مبنی نہیں) اور اللہ تمہارے سب اعمال کو دیکھ رہا ہے (کہ منافقین کس راستہ پر ہیں اور مسلمان کس حد تک راہ حق میں کوشاں ہیں تاکہ ہر ایک کو اللہ اس کے حسب حال سزا و جزا دے)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفاظ

يٰۤاَيُّهَا اے لوگو! يَا حرف ندا، اَيُّهَا منادی، الَّذِيْنَ جو اسم موصول اس کا مفرد الَّذِی ہے، اٰمَنُوْا ایمان لائے ہو فعل ماضی جمع مذکر غائب اس کا مادہ (ء م ن) ہے، لَا نہ، ناھیہ، تَكُوْنُوْا ہو جاؤ اس کا مادہ (ک و ن) ہے كَانَ يَكُوْنُ فعل مضارع جمع مذکر حاضر تَكُوْنُوْا لَا کی وجہ سے ن جمع کا گر گیا (نہ ہو جاؤ تم)، كَالَّذِيْنَ كَ تشبیہ کے لیے، الَّذِيْنَ اسم موصول (اُن لوگوں کی طرح)، كَفَرُوْا (كَفَرَ يَكْفُرُ) كُفْرٌ مصدر سے ماضی جمع مذکر غائب (جنہوں نے کفر اختیار کیا، یہ ایمان کی ضد ہے)، وَ اور عاطفہ، قَالُوْا کہا انہوں نے فعل ماضی جمع مذکر غائب (قَالَ يَقُوْلُ) کہنا، کہا انہوں نے فعل ماضی جمع مذکر غائب (قَالَ يَقُوْلُ) کہنا، قول وقرار اردو میں استعمال ہوتا ہے۔ لِاِخْوَانِهِمْ یہاں پر ل تعلیل کے لیے ہے لِاَجْلِ اِخْوَانِهِمْ اپنے بھائیوں کی خاطر یعنی ان کی بابت، لِ حرف جار، اِخْوَانٌ، اَخٌ اس کا مفرد ہے بھائی (مضاف) هِمْ ضمیر جمع مذکر غائب (یعنی منافقین ان لوگوں کی بابت کہتے ہیں جو جہاد کے راستے میں نکلے یا دشمن کے ساتھ جنگ کے لیے میدان میں آئے اور موت آ گئی یا مارے گئے تو وہ حسرت اور افسوس سے کہتے کہ کاش وہ باہر نہ نکلے ہوتے اور ہمارے پاس ہی رہتے تو موت سے بچ جاتے) یہ ان کے بارے میں کہتے جو ان کے حسب ونسب اور رشتے میں کچھ لگتے تھے۔ اِذَا ظرف مکان (جب، جس وقت)، ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ زمین میں سفر کرنا (سفر جہاد کے لیے) اس کا مادہ (ض ر ب) ضَرَبَ يَضْرِبُ سے فعل ماضی جمع مذکر غائب ضَرَبُوْا، فِي حرف جار، الْاَرْضِ مجرور، اَوْ (یا) حرف عطف، كَانُوْا ہوتے وہ، غُزًّى (دشمن سے لڑنے والے) اس کا مادہ (غ ز و) سے (غَزَا يَغْزُوْ) دشمن سے لڑنا، غُزًّى یہ غَازٍ کی جمع ہے اور غَزَا يَغْزُوْا سے اسم فاعل ہے غُزًّى جیسے کہ رَاكِعٌ کی جمع رُكَّعٌ آتی ہے۔ لَوْ حرف شرط، كَانُوْا ہوتے وہ، عِنْدَنَا (عِنْدَ۔نَا) پاس، ہمارے، عِنْدَ ظرف زمان (مضاف)، نَا (مضاف الیہ)، مَا مَاتُوْا (تو) نہ مرتے وہ، مَا نافیہ، مَاتُوْا (مَاتَ يَمُوْتُ) سے فعل ماضی جمع مذکر غائب اس کا مصدر موت ہے جو اردو میں بھی جانا پہچانا لفظ ہے۔ وَ مَا قُتِلُوْا اور نہ وہ قتل کیے جاتے فعل ماضی مجہول مذکر غائب، لِيَجْعَلَ اللّٰهُ تاکہ بنائے (اس بات کو) اللہ تعالیٰ 'لام' عاقبت اور حرف ناصبہ (بعد والے لفظ کو زبر دیتا ہے) جیسا کہ لِيَجْعَلَ کی لام پر زبر آئی ہے، ذٰلِكَ اسم اشارہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(یہ بات)، حَسْرَةً مصدر (باعث حسرت)، فِيْ میں حرف جار، قُلُوْبِهِمْ (قُلُوْبِ۔هِمْ) دلوں، اُن کے یعنی ان کے دلوں میں، وَ اللّٰهُ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ، وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ" (یہ بات اچھی طرح جان لو کہ) کہ اللہ ہی مارتا اور جلاتا ہے اور اللہ تمہارے سب اعمال کو دیکھ رہا ہے۔"

تفسیر

مسلمانوں کو تاکید فرمائی گئی ہے کہ تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو اپنے نفاق کی وجہ سے کافر ہیں اور یہ فاسد عقیدہ صرف دل ہی میں نہیں رکھتے بلکہ برملا اس کا اظہار بھی کرتے ہیں کہ ہمارے جو بھائی جہاد کے سفر میں فوت ہو گئے یا لڑتے ہوئے مارے گئے اگر ہمارے پاس رہتے تو نہ مرتے نہ قتل ہوتے۔ ان کا یہ عقیدہ اور قول اللہ تعالیٰ ہمیشہ کے لیے ان کے دلوں میں حسرت و افسوس کا باعث بنائے رکھے گا، مسلمانوں کو اس عقیدہ سے اس لیے روکا گیا کہ غلط ہونے کے ساتھ ساتھ یہ بزدلی اور کمزوری کا باعث بنتا ہے، جبکہ موت و حیات تو اللہ کے ہاتھ میں ہے اور اس کا وقت مقرر ہے، یہی عقیدہ مسلمان کی قوت اور طاقت کا باعث ہے، اس لیے حکم دیا کہ دل مضبوط رکھو، موت اپنے وقت سے ایک لمحہ بھی پہلے نہیں آسکتی اگر مگر کے الفاظ شیطان کو دخل اندازی کا موقع دیتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "قوی مومن اللہ تعالیٰ کے نزدیک ضعیف مومن سے بہتر اور زیادہ محبوب ہے اور ہر ایک میں کوئی نہ کوئی بھلائی ہے، اس چیز کی حرص کرو جو تمہیں نفع دے اور اللہ سے مدد مانگو اور عاجز مت ہو جاؤ اور اگر تمہیں کوئی مصیبت پہنچے تو یہ مت کہو، اگر میں ایسا اور ایسا کرتا (تو مجھے یہ مصیبت نہ پہنچتی) بلکہ یوں کہو کہ اللہ نے جو مقدر کیا اور چاہا کر دیا، اس لیے کہ "لَوْ" یعنی (اگر کا لفظ) شیطان کے کام ہیں (اور اس کا راستہ) کھول دیتا ہے۔

(مسلم، باب الایمان، رقم الحدیث 1664 بحوالہ تفسیر القرآن الکریم، حافظ عبدالسلام)

تفہیم بالقرآن

(۱) موت کا وقت مقرر ہے:

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا (آل عمران:145/3)

"کوئی ذی روح اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر نہیں مر سکتا (اس لیے کہ) موت کا وقت تو لکھا ہوا ہے۔

(۲) موت کی جگہ متعین ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ

(آل عمران:154/3)

"(لوگو!) اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو جن لوگوں کی موت لکھی ہوئی تھی وہ خود اپنی قتل گاہوں کی طرف نکل آتے۔"

(۳) مضبوط قلعوں میں بھی موت ہے:

اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ (النساء:78/4)

"رہی موت، تو جہاں بھی تم ہو وہ بہر حال تمہیں آ کر رہے گی خواہ تم کیسی ہی مضبوط عمارتوں میں ہو۔"

(۴) شہید کی موت ابدی حیات ہے:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ

(البقرہ:154/2)

"اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو، ایسے لوگ تو حقیقت میں زندہ ہیں مگر تمہیں ان کی زندگی کا شعور نہیں ہوتا۔"

(۵) موت سے فرار ناممکن ہے

قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ

"(اے نبیؐ) ان سے کہیے، اگر تم موت سے بھاگو تو یہ بھاگنا کچھ بھی نفع بخش نہیں ہوگا۔"

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت

(۱) انسان کی خطائیں اور نافرمانیاں شیطانی وساوس کو راہ دیتے ہیں (اِسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا) کو پڑھیں۔

(۲) جنگ میں مسلمانوں کے لیے فرار کی راہ شیطان سجھاتا ہے جس کا بہت بڑا نقصان ہوتا ہے، صبر و ثبات سے محاذ پر ڈٹے رہنا اللہ تعالیٰ کی نصرت اور کامیابی کا راستہ ہوتا ہے جس کا ذکر اس طرح آتا ہے "اے ایمان والو! صبر سے کام لو، باطل پرستوں کے مقابلے میں پامردی دکھاؤ حق کی خدمت کے لیے کمر بستہ رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو، امید ہے کہ فلاح پاؤ گے۔ (آل عمران:200/3)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) موت وحیات اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے تابع ہے جنگ یا سفر سے ان کا کوئی تعلق نہیں، اس لیے منافقین کا یہ قول غلط ہے اور وہ غلط افواہیں پھیلاتے ہیں۔(لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا)

(۴) کفار اور شیطان کے تمام وساوس کو جھٹک کر اللہ تعالیٰ پر مضبوط ایمان کے ساتھ بھروسا رکھنا چاہیے (لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا) مخلص مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے انہیں مطعون نہ کرو (وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ)۔

بانگِ تکبیر و صلوٰۃ و حرب و ضرب
اندر آں غوغا کشادِ شرق و غرب

اللہ اکبر کی آواز، نماز اور جنگ اور دشمن کے مقابلے اور اسی شور اور جذبے میں مشرق ومغرب کی فتح پوشیدہ ہے۔

شہادت کی موت دنیا کے مال ومتاع سے کہیں بہتر ہے

وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۱۵۷﴾

اور (مسلمانو!) اگر تم اللہ کی راہ میں مارے گئے یا مر گئے (تمہیں موت آ گئی، تو یہ شہادت وسعادت کی موت ہے) اور جو اللہ کی رحمت اور بخشش تمہارے حصہ میں آئے گی (لازوال انعام جو عنقریب تمہیں ملنے والا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے)، اس (دنیا کے مال ومتاع سے کہیں بہتر ہے) جسے لوگ جمع کر رہے ہیں (وہ آخرت میں کچھ بھی کام نہ آئے گا)۔

الفاظ

وَ اور، عاطفہ۔ لَئِنْ (لَ اِنْ) البتہ اگر لام تاکید کے لیے، ان حرف شرط، قُتِلْتُمْ (قتل کیے جاؤ تم) فعل ماضی مجہول جمع مذکر حاضر، فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (اللہ کے راستے میں) فِيْ حرف جار سَبِيْلِ (مضاف)، اللّٰهِ (مضاف الیہ)، اَوْ حرف عطف (یا)، مُتُّمْ (تم مرجاؤ) اس کا مادہ (م و ت) مَاتَ يَمُوْتُ سے فعل ماضی جمع مذکر حاضر مُتُّمْ، لَمَغْفِرَةٌ (یقینا، بخشش) 'لام' جواب قسم، غَفَرَ يَغْفِرُ، مَغْفِرَةٌ غُفْرَانٌ غَفَّارٌ، غَفُوْرٌ۔ اللہ تعالیٰ کا گناہوں کو چھپانا، معاف کرنا، بخشش، بہت معاف کرنے والا، مِّنَ اللّٰهِ اللہ کی طرف سے (جار، مجرور)، وَرَحْمَةٌ وَ اور عاطفہ، رَحْمَةٌ رحمت اس کا عطف (اثر) مَغْفِرَةٌ پر ہے (اس لیے اعرابی حالت یکساں ہے)، خَيْرٌ بہت بہتر ہے، اسم تفضیل، مِّمَّا (مِّنْ۔ مَا) اس چیز سے، جو، يَجْمَعُوْنَ وہ جمع کرتے ہیں (مال غنیمت یا دنیا کا مال واسباب) اس کا مادہ (ج م ع) جَمَعَ يَجْمَعُ سے فعل مضارع جمع مذکر غائب يجمعون (لوگ جو مال ومتاع اکٹھا کرتے ہیں)۔

یعنی روزِ جزا اللہ کی رحمت اور بخشش تمہارے حصے میں آئے گی وہ (دنیا کی) ان تمام چیزوں سے کہیں بہتر ہے جنہیں یہ لوگ جمع کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے حضور میں

وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾

(پھر یہ بھی یاد رکھو!) خواہ تم مرو یا مارے جاؤ، بہر حال تم سب کو سمٹ کر جانا اللہ ہی کی طرف ہے۔

الفاظ

وَلَئِنْ مُّتُّمْ (اگر تم مرجاؤ) وَ اور، عاطفہ، لَئِنْ لام تاکید کے لیے، اِنْ حرف شرط، اس کا مادہ (م و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ت) مَاتَ يَمُوْتُ سے فعل ماضی جمع مذکر حاضر مُّتُّمْ (تم مر جاؤ)، اَوْ (یا) حرف عاطفہ، قُتِلْتُمْ (تم قتل کر دیے جاؤ) اس کا مادہ (ق ت ل) قَتَلَ يَقْتُلُ سے فعل ماضی مجہول جمع مذکر حاضر، لَاِلَى اللهِ (یقینا اللہ تعالیٰ کی طرف) 'لام' جواب قسم، اِلٰی حرف جار، اللهِ مجرور، تُحْشَرُوْنَ (تم اکٹھے کیے جاؤ گے)۔

(لوگو! یہ بات یاد رکھو!) خواہ تم اپنی موت مرو یا مارے جاؤ ہر حال میں ہونا یہی ہے کہ میدان محشر میں تم سب کے سب اللہ کے حضور جمع کیے جاؤ گے، جہاں تم سب کا حساب کتاب ہو گا نیکوں کو جزا اور بُروں کو سزا ملے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نرم خوئی۔اور مشاورت کا حکم

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿١٥٩﴾

(اے رسولؐ) یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ آپ ان لوگوں کے لیے بہت نرم مزاج واقع ہوئے ہیں، ورنہ اگر کہیں آپ تُند خُو اور سنگ دل ہوتے تو یہ سب آپ کے گرد و پیش سے چھٹ جاتے، ان سے (درگزر کرتے رہیے) اور ان کے قصور معاف کر دیا کریں، اور ان کے حق میں دعائے مغفرت کریں اور دین کے کام میں ان کو بھی شریک مشورہ رکھیں پھر جب آپ کا عزم کسی رائے پر مستحکم ہو جائے تو اللہ پر بھروسا کیجیے، اللہ کو وہ لوگ پسند ہیں جو (ہر بھلائی کے کام میں) اُسی پر بھروسا رکھتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفاظ

فَبِمَا. فَ مستانفہ (اس کے بعد مستقل جملہ شروع ہوتا ہے)، بِمَا. بِ حرف جر سببیہ، بوجہ، بہ سبب، مَا (زائدہ)، رَحْمَةٍ بِ کی وجہ سے مجرور (اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وجہ سے)، مِّنَ اللّٰهِ جار مجرور (جو محض اور محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے)، لِنْتَ (آپ نرم ہوئے) اس کا مادہ (ل ی ن) ہے لَانَ يَلِيْنُ سے فعل ماضی واحد مذکر حاضر لِنْتَ، لَهُمْ اُن کے لیے، هُمْ کی ضمیر جمع مذکر، اہل ایمان کی طرف جاتی ہے، ویسے اس محسن انسانیت کے لیے مجموعی طور پر لوگوں کی تکلیف شاق گزرتی ہے اور اہل ایمان کے لیے شفقت ومحبت بہت زیادہ بڑھی ہوئی ہے۔

جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ (التوبہ:128/9)

”دیکھو! تم لوگوں کے پاس ایک رسول آیا جو خود تم ہی میں سے ہے، تمہارا نقصان میں پڑنا اس پر شاق گزرتا ہے، تمہاری فلاح و بہبود کا وہ حریص ہے، ایمان لانے والوں کے لیے وہ شفیق اور رحیم ہے۔“

اور آپ ﷺ کو تو نسل انسانیت کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (الانبیاء:107/21)

”(اے نبیؐ) ہم نے آپ کو دنیا والوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔“

وَلَوْ اور اگر، وَ اور (عاطفہ) لَوْ، حرف شرط، كُنْتَ فعل ماضی واحد مذکر مخاطب (كَانَ يَكُوْنُ) ہونا، فَظًّا تیز مزاج (مصدر) اس کا مادہ (ف ظ ظ) ہے فَظَّ يَفِظُّ فَظَاظَةً و فَظًّا ترش رو اور تیز مزاج ہونا، غَلِيْظَ الْقَلْبِ سخت دل، سنگ دل (مرکب اضافی)، لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ تو وہ ضرور منتشر ہو جاتے ہیں آپ کے پاس سے، لَ، لَوْ کے جواب میں ہے لَوْ کے معنی اگر اور لَ، کے معنی ضرور اِنْفَضُّوْا بکھر جاتے، منتشر ہو جاتے اس کا مادہ (ف ض ض) فَضَّ يَفِضُّ، فَضًّا مختلف حصوں میں بٹ جانا اور اس سے باب انفعال اِنْفَضُّوْا فعل ماضی جمع مذکر غائب (وہ تتر بتر ہو جاتے)، مِنْ حَوْلِكَ. مِنْ سے حرف جار، حَوْلِ پاس (مضاف)، كَ آپ کے (مضاف الیہ) اور مجرور یعنی (اے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبیؐ) یہ تو اللہ کی رحمت ہے کہ آپ ان کے لیے نرم مزاج واقع ہوئے ہیں، اگر آپ تند خو اور سخت دل ہوتے تو وہ آپ کے پاس سے منتشر ہو جاتے۔ فَاعْفُ ف (پس) اُعْفُ (معاف کر دیجیے) اس کا مادہ (ع ف و) ہے عَفَا یَعْفُوْا سے فعل امر واحد مذکر اُعْفُ (درگزر کیجیے، یہ حکم اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دے رہا ہے)، عَنْهُمْ (عَنْ۔هُمْ) سے، اُن یعنی ان صحابہ کرامؓ سے درگزر فرمائیے جن سے زبان و بیان کی کوئی فروگذاشت اور غلطی ہوگئی ہو، وَشَاوِرْهُمْ اور آپ ان سے مشورہ کیا کریں، وَ اور عاطفہ، شَاوَرَ یُشَاوِرُ سے فعل امر شَاوِرْ اس میں اَنْتَ (فاعل) مضمر ہے، هُمْ ضمیر جمع مذکر۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف جاتی ہے، غور کیجیے کہ اسلام میں شورائی نظام مسلمانوں کے سیاسی، معاشی، ملکی اور بین الاقوامی نظام کا بہترین طریق کار ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ (الشوری:38/42)

''(مسلمان) اپنے (اہم) معاملات آپس کے مشورے سے چلاتے ہیں۔''

اس شفاف نظام کو چھوڑ کر مسلمانوں نے مغرب کے جمہوری نظام کو اپنا کر سخت نقصان اٹھایا ہے۔

فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ تو اللہ پر ہی بھروسا کریں پھر جب آپ پختہ ارادہ کر لیں (مسلمان جب آپس میں کسی اہم معاملے میں متفق ہو جائیں تو پھر اعتماد کی راہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات ہے نہ کہ انسانی مشورے، اور توکل کے معنی ترک اسباب اور ترک کوشش کے نہیں بلکہ حقیقی اعتماد اور سہارا اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جیسا کہ جنگ میں ہر قسم کے وسائل کو بروئے کار لا کر فتح ونصرت کی توقع صرف اللہ سے رکھنی چاہیے)۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ یقیناً اللہ تعالیٰ کو وہ لوگ پسند ہیں جو اسی کے بھروسے پر (زندگی کی منزلیں) طے کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی مدد کافی ہے

اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ بَعْدِهٖ ۗ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿١٦٠﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(مسلمانو!) اللہ تمہاری مدد پر ہو تو کوئی طاقت تم پر غالب آنے والی نہیں،
اور وہ تمہیں چھوڑ دے، تو اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کر سکتا ہے؟
پس جو سچے مومن ہیں ان کو اللہ پر ہی بھروسا رکھنا چاہیے۔

الفاظ

اِنْ اگر، حرف شرط، يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ اللہ تمہاری مدد کرے، اس کا مادہ (ن ص ر) نَصَرَ يَنْصُرُ سے فعل مضارع واحد مذکر غائب يَنْصُرُ، اِنْ کی وجہ سے يَنْصُرْ کی 'ر' پر جزم ہے كُمْ ضمیر جمع مذکر مسلمانوں کی طرف جاتی ہے (مفعول، مقدم) اللہ سبحانہ وتعالیٰ (فاعل، موخر)، فَلَا (ف) جواب شرط، لَا، نافیہ، غَالِبَ غالب آنے والا، لَكُمْ (تم پر) جار، مجرور، وَ اور عاطفہ، اِنْ حرف شرط، يَّخْذُلْكُمْ تم کو رسوا کرے، اس کا مادہ (خ ذ ل) خَذَلَ يَخْذُلُ (چھوڑ دینا، مدد سے محروم کرنا) اِنْ کی وجہ سے 'ل' پر جزم آئی ہے، فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ تو کون ہے جو تمہاری اس رب العزت کے بعد مدد کرے۔ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ پس جو سچے مومن ہیں ان کو اللہ پر ہی بھروسا رکھنا چاہیے۔

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت

(۱) نرمی اور مہربانی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اور داعی الی اللہ کا یہ سب سے بڑا وصف ہے (فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ)۔

(۲) تند خوئی اور سنگدلی دعوت حق میں بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ (وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ)۔

(۳) درگزر سے کام لینا۔ اللہ سے بخشش کا طلب گار ہونا اور معاملات کو مشورے سے طے کرنا امیر اور رہنما کا بہت بڑا وصف (فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ)۔

(۴) عزم راسخ اور توکل علی اللہ کامیابی کا راستہ ہے۔ (فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ)۔

(۵) فتح اور شکست کا انحصار ساز و سامان نہیں بلکہ اعتماد علی اللہ ہے (اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۶) اللہ کی راہ میں شہادت، دنیا بھر کے تمام خزانوں سے کہیں بہتر ہے (وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ...... خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ)۔

یقیں افراد کا سرمایۂ تعمیرِ ملت ہے
یہی قوت ہے جو صورت گرِ تقدیرِ ملت ہے

اللہ تعالیٰ پر پختہ یقین اہل ایمان کو دشمن پر غالب اور فتح یاب کرتا ہے۔

نبی کی عظمت اور شان

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ۭ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَھُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿١٦١﴾

اور نبی کی یہ شان نہیں (کہ مالِ غنیمت تقسیم کرنے میں یا زندگی کے کسی بھی معاملے میں) خیانت کرے (اور مسلمانو! امانت و دیانت کا جو اعلیٰ معیار رسول نے سکھایا ہے اس پر قائم رہو) اور جو کوئی خیانت کرے گا وہ روزِ قیامت خیانت کی ہوئی چیز کو اللہ کے سامنے حاضر کرے گا، پھر ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور اُن پر (رائی برابر) بھی ظلم نہ ہوگا (بے لاگ فیصلہ سنا دیا جائے گا)۔

الفاظ

وَ اور مستانفہ (اس کے بعد نیا جملہ شروع ہوتا ہے)، وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ وَمَا (اور نہیں) كَانَ لِنَبِيٍّ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(کسی نبی کے لیے) مَا، نافیہ کَانَ فعل ماضی ناقص نبیٌّ، اسم مفرد، اس کی جمع اَنبیاء اور نَبِیُّوْن آتی ہے، اَنْ یَّغُلَّ (یہ کہ خیانت کرے مال غنیمت کی تقسیم میں یا زندگی کے کسی بھی معاملے میں) اَنْ ناصبہ (بعد والے اسم پر زبر دیتا ہے) یَّغُلَّ کی لام پر زبر ہے، وَمَنْ یَّغْلُلْ (اور جو خیانت کرے گا)، یَاْتِ بِمَا غَلَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وہ روز قیامت خیانت کی ہوئی چیز کو اللہ کے سامنے حاضر کرے گا، اس کا مادہ (اَ ت ی) (اَتٰی یَأْتِیْ) آنا، اِتْیَانٌ مصدر سے مضارع واحد مذکر غائب یَاْتِ (جزم والا مَنْ کی وجہ سے اس کے، بِمَا (ساتھ اس چیز کے جو) یَأت کے بعد آ جائے تو معنی لانا ہوگا، بِمَا (بِ۔مَا) ساتھ اس کے جو، جار مجرور اور مَا موصولہ جو غَلَّ فعل ماضی واحد مذکر غائب اس نے خیانت کی، یَوْمَ الْقِیٰمَةِ روز قیامت، مضاف، مضاف الیہ، ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ پھر پورا پورا دیا جائے گا ہر نفس کو جو کمایا اس نے، ثُمَّ حرف عطف، تُوَفّٰى پورا پورا دیا جائے گا اس کا مادہ (وف ی) ہے وَفّٰى یُوَفِّیْ سے باب تفعل اور تَوفِیَةٌ مصدر سے مضارع مجہول واحد مونث غائب تُوَفّٰى کا صیغہ نَفْسٍ کے لیے آیا ہے، كُلُّ نَفْسٍ (ہر نفس کو، ہر جان کو)، مَّا كَسَبَتْ جو اس جان نے کمایا اس کا مادہ (ک س ب) كَسَبَ یَكْسِبُ سے فعل ماضی واحد مونث غائب كَسَبَتْ (جو اعمال اس نے سرانجام دیے)، وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ اور لوگوں پر (رائی برابر) بھی ظلم نہ کیا جائے گا، وَ اور، حالیہ، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب تمام لوگوں کی طرف اشارہ ہے، لَا نہ، نافیہ، یُظْلَمُوْنَ فعل مضارع مجہول جمع مذکر غائب، وہ ظلم نہ کیے جائیں گے۔

تفسیر

جنگ اُحد کے دوران جو لوگ مورچہ چھوڑ کر مالِ غنیمت سمیٹنے دوڑ پڑے تھے، ان کا خیال تھا کہ اگر ہم نہ پہنچے تو سارا مالِ غنیمت دوسرے لوگ سمیٹ کر لے جائیں گے۔ اس پر تنبیہ کی جا رہی ہے کہ آخر تم نے یہ تصور کیسے کر لیا کہ اس مال میں سے تمہارا حصہ تمہیں نہیں دیا جائے گا، کیا تمہیں نبی ﷺ کی امانت و دیانت پر اطمینان نہیں؟ یاد رکھو ایک پیغمبر سے کسی قسم کی خیانت کا صدور ممکن ہی نہیں ہے۔ کیونکہ خیانت نبوت کے منافی ہے، معلوم ہوا کہ غلول (خیانت) کے معنی "تقسیم میں ناانصافی" کے بھی آتے ہیں۔ اور یہ بھی غلول ہے کہ تقسیم سے پہلے کوئی چیز بلا اجازت اٹھا لی جائے۔ [تفسیر القرآن الکریم، حافظ عبدالسلام]

مسلمانو! خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ کا مقام اور ان کی قدر و منزلت کا تو کہنا ہی کیا ہے۔ آپ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے متبعین اور اہل ایمان بھی رضائے الٰہی کے تابع رہتے ہیں اور اللہ کے ہاں بلند مرتبہ پر سرفراز ہو جاتے ہیں۔

فرمانبردار اور نافرمان برابر نہیں ہیں

اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶۲﴾

بھلا جو شخص اللہ کی مرضی کا تابع ہو (جس کے تمام اعمال اللہ تعالیٰ کی رضا اور سنت نبویؐ کے مطابق ڈھل گئے ہوں) کیا اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جس نے اللہ کا غصہ کمایا اور جس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور یہ کیا ہی بری جگہ ہے۔

الفاظ

اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ کیا پھر جس نے پیروی کی رضائے الٰہی کی۔ اَفَمَنِ کیا پھر جس نے، أ ہمزہ استفہام، ف (پس) عاطفہ، مَنْ جس نے، موصولہ (مبتداء)، اتَّبَعَ پیروی کی اس کا مادہ (ت ب ع) ہے۔ یہ فعل ماضی واحد مذکر غائب ہے اِتَّبَعَ يَتَّبِعُ (هُوَ فاعل مضمر ہے) اِتِّبَاعٌ مصدر باب افتعال، رِضْوَانَ اللّٰهِ اللہ کی رضامندی کی ہے مرکب اضافی (مفعول) کیا ایسا شخص جس نے اللہ کی رضامندی، کی راہ (سنت نبویؐ) کے مطابق اختیار کی، كَمَنْ (كَ۔مَنْ) مانند، اس شخص کے، كَ تشبیہ کے لیے (حرف تشبیہ) مَنْ اسم موصول (اس شخص جیسا ہے)، بَآءَ (جو) لوٹا اس کا مادہ (ب و ء) ہے (بَآءَ يَبُوْءُ) لوٹنا بَوْءٌ مصدر سے ماضی واحد مذکر غائب بَآءَ، بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ ساتھ غصے اللہ کے، بِ حرف جار سَخَطٍ غصہ اس کا مادہ (س خ ط) ہے (سَخِطَ يَسْخَطُ) غصے اور غضب میں ہونا، بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ اللہ کی طرف غصہ اور غضب لے کر (اور جس پر یہ عتاب نازل ہوا)، وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے، وَ اور عاطفہ، مَاْوٰهُ (مَاْوٰ۔هُ) ٹھکانہ، اس کا، اَوٰى يَاْوِى ٹھکانہ دینا، اس کا مصدر مَاْوٰى

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹھکانہ، ہٗ ضمیر واحد مذکر اس شخص کی طرف جاتی ہے جس پر اللہ کا عتاب نازل ہوا، وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ اور بری ہے (وہ) لوٹنے کی جگہ، وَ اور عاطفہ، بِئْسَ فعل ذم (مذمت کے لیے) اس کی گردان نہیں آتی ہے، الْمَصِيْرُ مصدر ظرف مکان (لوٹنے کی جگہ، ٹھکانہ)۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا کہ وہ شخص جس کا مقصود صرف اللہ تعالیٰ کی رضا ہو اور اللہ تعالیٰ کی رضا ہی کے مطابق اس کے اعمال ہوں اس شخص کے برابر نہیں ہوسکتا جو گناہوں میں مشغول ہے اور اپنے رب کو ناراض کرنے میں لگا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ کے حکم اس کی حکمت اور فطرت انسانی میں یہ دونوں قسم کے اشخاص برابر مساوی نہیں ہوسکتے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوٗنَ (السجدہ:18/32)

''بھلا جو شخص مومن ہے وہ اس شخص کی مانند ہوسکتا ہے، جو فاسق ہے؟ دونوں برابر نہیں ہوسکتے۔''

(تفسیر السعدی، عبدالرحمن بن ناصر السعدی)

پھر اگلی آیہ مبارکہ نے یہ فرق نمایاں کر دیا:

هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۳﴾

(وہ دونوں الگ الگ) اللہ کے ہاں درجوں پر ہوں گے اور اللہ ان کے اعمال کو خوب دیکھتا ہے (وہ بڑا باریک بین اور ہر شخص کے حال کو بخوبی جانتا ہے کہ وہ کس زمرے میں ہے)

الفاظ

هُمْ وہ، ضمیر منفصل جمع مذکر (مبتدا)، دَرَجٰتٌ اس کا مفرد دَرَجَةٌ ہے (خبر)، عِنْدَ اللّٰهِ (اللہ کے پاس) عِنْدَ مضاف (ظرف مکان) اللّٰهُ، مضاف الیہ، وَ اور مستانفہ (مستقل جملہ شروع ہوتا)، اللّٰهُ اللہ سبحانہ وتعالیٰ، (مبتدا)، بَصِيْرٌ اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام، خوب دیکھنے والا (وہ باریک بین ہے)،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(خبر) بِمَا (بِ-مَا) اس بات کو، جو، بِ حرف جار، مَا موصولہ، يَعْمَلُوْنَ وہ عمل کرتے ہیں، فعل مضارع جمع مذکر غائب۔

تفسیر

لوگوں کے مختلف درجے اللہ کے ہاں ہیں یعنی تمام لوگ اپنے اعمال میں تفاوت کی بنا پر اپنے درجات اور منزلت میں الگ الگ ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی پیروی کرنے والے بلند درجات و منازل اور بالا خانوں کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کے مطابق اپنے فضل وکرم سے انہیں عطا کرتا ہے، اس کے برعکس اللہ تعالیٰ کی ناراضی کے سبب اُن امور کی پیروی کرنے والے ہیں اور کم ترین اعمال کے لیے کوشش کرتے ہیں، ہر شخص اپنے اعمال کے مطابق جزا پائے گا، اللہ تعالیٰ اعمال کو ہر وقت دیکھتا ہے اور اُن کا کوئی عمل اس سے چھپا ہوا نہیں ہے، بلکہ اُن کے تمام اعمال اس کے احاطہ علم میں ہیں، اللہ تعالیٰ کے امین وکریم فرشتے ان اعمال کو لکھ کر محفوظ رکھتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۶۴﴾

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر بڑا (ہی احسان فرمایا کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا (تاکہ اس کی حیات طیبہ کا ہر ورق ان کے لیے نمونہ بنے) جو ان کو اس کی آیات پڑھ پڑھ کر سناتا ہے (پڑھتا ہے، پڑھاتا ہے، سمجھتا ہے، سمجھاتا ہے اور سب سے پہلے خود عمل کرتا ہے) اور ان کا تزکیہ نفس فرماتا ہے (زندگی کو رذائل سے صاف ستھرا بنا کر فضائل سے آراستہ کرتا ہے) اور اُن کو کتاب وحکمت (قرآن وحدیث) کی تعلیم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیتا ہے اور (رسول کی تشریف آوری سے پہلے) تو یہ لوگ کھلی گمراہی میں تھے (اتباع نفس کا شکار اور خیر سے دور تھے، نہ صحیح علم تھا، نہ صحیح عمل گویا کہ کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا تھے)۔

الفاظ

لَقَدْ تحقیق، لام تاکید، قد حرف تحقیق، مَنَّ اللّٰهُ (اللہ نے بڑا ہی احسان کیا) اس کا مادہ (م ن ن) ہے، مَنَّ یَمُنُّ سے فعل ماضی واحد مذکر غائب مَنَّ، عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ (اہل ایمان پر) عَلٰی حرف جار، الْمُؤْمِنِيْنَ مجرور، اِذْ جب ظرف زمان، بَعَثَ (بھیجا، مبعوث کیا)، بَعْثٌ مصدر سے ماضی واحد مذکر غائب، بَعَثَ، فِيْهِمْ (فِیْ۔هِمْ) میں، اُن (اہل ایمان میں) هِمْ کی ضمیر جمع مذکر اہل ایمان کی طرف جاتی ہے۔ رَسُوْلًا ایک رسول (خاتم النبیین) مفعول، مِّنْ اَنْفُسِهِمْ (انہیں میں سے) یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدنا اسماعیلؑ کے خاندان بنو ہاشم اور قبیلہ قریش میں تشریف لائے، مگر آپ پوری نسل انسانیت کے لیے رسول تھے، یَتْلُوْا اس کا مادہ (ت ل و) ہے (تَلَا یَتْلُوْا) تلاوت کرنا، عَلَيْهِمْ (عَلٰی۔هِمْ) اوپر، اُن کے، جار مجرور، هِمْ کی ضمیر جمع مذکر (اہل عرب کی طرف جاتی ہے)، اٰيٰتِهٖ (اٰيٰتِ۔هٖ) آیات، اس کی، مضاف، مضاف الیہ، ہٖ کی ضمیر واحد مذکر اللہ رب العزت کی طرف جاتی ہے، وَ اور، عاطفہ، يُزَكِّيْهِمْ (رسول ان کا تزکیہ فرماتا ہے، رذائل سے زندگی کو صاف ستھرا بنا کر فضائل سے آراستہ فرمانا ہے (زَكّٰى، یُزَكِّیْ) تزکیہ کرنا، تزکیۂ نفس، نفس کی پاکیزگی، اردو میں استعمال ہوتا ہے، يُعَلِّمُهُمُ (عَلَّمَ یُعَلِّمُ) تعلیم دینا، تَعْلِيْمٌ باب تفعیل اس کا خاصہ ہے آہستہ آہستہ کام کرنا یعنی آہستہ آہستہ تعلیم سے آراستہ فرماتے ہیں۔ الْكِتٰبَ القرآن، الْحِكْمَةَ (حکمت وبصیرت) یعنی قرآن اور سنت کے آداب، وَاِنْ كَانُوْا (اور بلاشبہ وہ عرب تھے)، مِنْ قَبْلُ (اس سے پہلے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے)، لَفِيْ یقیناً لام تاکید، فی میں، حرف جار، ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ گمراہی کھلی، ضَلٰلٍ موصوف، مُّبِيْنٍ صفت (مرکب توصیفی)۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ نے انسان پر اس قدر احسانات فرمائے ہیں کہ ان کا شمار کرنا چاہے تو جدید مشینری کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذریعے بھی انہیں شمار نہیں کر سکتا، تمام احسانات وانعامات میں سب سے بڑا احسان اللہ تعالیٰ کی ہدایت اور رہنمائی ہے، دنیا میں ہدایت کا موثر، مدلل، قابل اعتماد اور براہ راست ذریعہ انبیاء علیہم السلام کی شخصیات ہوا کرتی تھیں، ان شخصیات میں سب سے ممتاز شخصیت رسول محترم نبی مکرم، خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی ہے جنہوں نے انسانیت کی صلاح وفلاح کے لیے سب سے بڑھ کر کوشش اور تکلیفیں اٹھائیں، اس لیے مومنوں کو یہ احسان جتلایا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ خاص احسان ہے کہ اس نے تم میں سے یعنی انسانوں میں سے ایک ایسا رسول مبعوث فرمایا ہے جو تمہارے اپنے آپ سے بھی تم پر زیادہ مہربان اور درگزر کرنے والا ہے، اس کے شب وروز کی محنتیں اور مشقتیں، صبح وشام رب کے حضور دعائیں اور التجائیں اور ہر وقت یہ تمنا اور خواہش ہوتی ہے کہ وہ تمہیں اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھ کر سنائے، گناہوں اور جرائم سے پاک کرے اور تمہیں کتاب وحکمت کے ذریعے دنیا وآخرت کی ترقیوں اور کامیابیوں سے سرفراز کرے، نبی آخر الزماں ﷺ کی تشریف آوری اور آپ کی زرّیں تعلیمات سے پہلے تم سراسر گمراہی اور جہالت کی تاریکیوں میں بھٹک رہے تھے۔ آپ ﷺ کی کوششوں اور محبت واخلاص کا نتیجہ ہے کہ آج انسانیت نے اپنا مقام پایا، غلاموں کو آزادی نصیب ہوئی، عورتوں کو حقوق ملے اور انسان کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کا طریقہ اور دنیا میں رہنے سہنے کا سلیقہ آیا۔ (فہم القرآن... میاں محمد جمیل حفظ اللہ)

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت

(۱) انبیاء علیہم السلام امین اور دیانت دار ہوتے ہیں، فریضۂ نبوت صدق وامانت کے بغیر ادا ہو سکتا ہی نہیں (وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ)

(۲) حقیقی مجاہدین کا مطمح نظر صرف رضائے الٰہی کا حصول ہوتا ہے (اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ)

(۳) صرف ایسے ہی مجاہدین کے درجات اللہ کے یہاں ہیں (هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ)

(۴) رسول کی حیات طیبہ کا ہر ورق لوگوں کے لیے نمونہ ہوتا ہے اس لیے یہ ان ہی میں سے ہوتا ہے مگر اس کی زندگی رضائے الٰہی کے سانچے میں ڈھلی ہوتی ہے۔ (اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ)

(۵) تلاوت آیات، ان آیات کی تفہیم، حقیقی تعلیم، تزکیۂ نفوس اور حکمت وبصیرت سے آراستہ کرنا نبوت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی پاکیزہ اور بلند ترین ذمہ داری ہے جس سے انسانی زندگی دنیا و آخرت میں فوز و فلاح سے ہمکنار ہوتی ہے (يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ)

عمل جن کا ہے اس کلامِ متیں پر
وہ سرسبز ہیں آج روئے زمیں پر

ابتلا و آزمائش پر غور کرو

اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ۭ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٦٥﴾

(مسلمانو!) اور کیا جس وقت تم کو ایک تکلیف (غزوہ اُحد میں) پہنچی حالانکہ تم اس سے دوچند تکلیف غزوہ بدر میں دشمن کو) پہنچا چکے تھے، تو تم بول اٹھے کہ یہ (مصیبت ہم پر) کہاں سے آئی، آپ کہہ دیجیے یہ تکلیف تم کو تمہارے ہی نفس (اور نفسانیت) کی طرف سے پہنچی (تمہارے ہی شامت اعمال کا نتیجہ ہے) بلاشبہ اللہ ہر بات پر قادر ہے (تمہیں بھی لازم ہے کہ اس کے احکام پر دل و جان سے سنت نبوی کے مطابق عمل پیرا ہو جاؤ)۔

الفاظ

اَوَ۔ آ کلمہ استفہام، وَ اور عاطفہ، لَمَّآ جب، حرف شرط، اَصَابَتْكُمْ پہنچی تھی تمہیں، اس کا مادہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ص و ب) ہے، (اَصَابَ، یُصِیْبُ) پہنچنا، اس سے فعل ماضی واحد مونث غائب اَصَابَتْ۔ کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر، تمہیں، مُّصِیْبَۃٌ کوئی مصیبت، قَدْ حرف تحقیق، اَصَبْتُمْ (تم پہنچا چکے تھے) فعل ماضی جمع مذکر حاضر، مِّثْلَیْهَا اس سے دوگنی، اصل میں مِثْلَیْنِ تھا، هَا کی طرف اضافت کی وجہ سے 'ن' گر گیا، اور مِثْلَیْهَا رہ گیا (تثنیہ کا صیغہ ہے)، قُلْتُمْ اس کا مادہ (ق و ل) ہے، قَالَ یَقُوْلُ سے فعل ماضی جمع مذکر حاضر، تم نے کہا، اَنّٰی استفہامیہ، ظرف مکاں، کہاں سے (خبر مقدم)، هٰذَا یہ اسم اشارہ قریب یعنی بطور حیرت و استعجاب، تم کہتے تھے کہ یہ شکست ہم پر کیسے آئی، قُلْ فعل امر واحد مذکر، هُوَ ضمیر واحد منفصل (وہ مصیبت) (مبتدا)، مِنْ سے، حرف جار، عِنْدِ طرف، اسم ظرف (مضاف)، اَنْفُسِکُمْ (اَنْفُسِ۔ کُمْ) نفسوں، تمہارے۔ مرکب اضافی (اور خبر ہے) کہہ دیجیے کہ یہ مصیبت تمہارے ہی شامت اعمال کا نتیجہ ہے، اِنَّ حرف مشبہ بالفعل، کلام میں زور پیدا کرتا ہے، اللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ، اِنَّ کا اسم ہے، عَلٰی حرف جار، کُلِّ شَیْءٍ ہر بات، مضاف، مضاف الیہ، قَدِیْرٌ اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے، وہ ہر بات پر خوب خوب قدرت رکھتا ہے۔

تفسیر

جب اہل ایمان کو غزوہ احد میں بہت بڑی مصیبت کا سامنا کرنا پڑا اور تقریباً ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جام شہادت نوش کیا، یہ آیہ مبارکہ اللہ تعالیٰ کے ان مومن بندوں کے لیے تسلی و اطمینان کا پیغام ہے، ارشاد ہوتا ہے: "قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَیْهَا"۔ تم اس سے دو چند اپنے دشمن کو نقصان پہنچا چکے ہو، تم نے ان کے ستر آدمیوں کو قتل کیا اور ستر آدمیوں کو قیدی بنایا تھا، اس لیے تمہارے لیے یہ معاملہ آسان اور تم پر یہ مصیبت ہلکی ہونی چاہیے اور اس کے ساتھ ساتھ تم اور وہ برابر نہیں ہو، تمہارے مقتول (شہدا) جنت میں ہیں اور ان کے مقتول جہنم میں ہیں۔

"قُلْتُمْ اَنّٰی هٰذَا"۔ تم نے کہا، یہ (مصیبت) کہاں سے آئی؟ یعنی یہ ہزیمت جو ہمیں اٹھانا پڑی ہے کہاں سے آ گئی؟

"قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِکُمْ"۔ پس اللہ تعالیٰ کے بارے میں برے گمان سے بچو، وہ تمہاری مدد کرنے پر قادر ہے مگر تمہیں آزمائش اور مصیبت میں مبتلا کرنے میں اس کی کامل حکمت ہے جیسا کہ اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا:

ذٰلِكَ وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَاْ بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ (محمد:4/47)

"اگر اللہ چاہتا تو ان سے انتقام لے لیتا مگر وہ ایک دوسرے کے ذریعے سے تمہاری آزمائش کرتا ہے۔"

یہ بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دونوں لشکروں یعنی مسلمانوں کے لشکر اور کفار کے لشکر میں مڈبھیڑ ہونے کے بعد "غزوہ اُحد" میں مسلمانوں کو ہزیمت اور قتل کی جو مصیبت پہنچی وہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی قضا و قدر سے پہنچی، جس کو کوئی روکنے والا نہیں۔ لہٰذا اس مصیبت کا واقع ہونا ایک لابدی امر تھا اور جب امرِ قدری نافذ ہو جائے، تب اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کیے بغیر کوئی چارہ نہیں اور یہ حقیقت تسلیم کرنی پڑی ہے کہ اُس نے اس امر کو عظیم حکمتوں اور بہت بڑے فوائد کے لیے مقدر کیا ہے تاکہ جب مسلمانوں کو جنگ کا حکم دیا جائے تو اس امرِ قدری کے ذریعے سے مومن اور منافق کے مابین فرق واضح ہو جائے۔

(تفسیر السعدی، عبدالرحمن بن ناصر السعدی)

ابتلاء آزمائش سے مقصود

وَمَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۶۶﴾

جو کچھ مصیبت تم کو اس دن پہنچی جب دونوں فوجیں مقابل ہوئیں (یعنی غزوہ احد میں مسلمانوں کا کفار سے مقابلہ ہوا) تو وہ اللہ کا حکم (اور اس کی مشیت) سے ہوا اور (یہ اس لیے ہوا) کہ اللہ مومنوں کو جان لے (کہ وہ اپنے ایمان میں کس حد تک کھرے ہیں؟)

الفاظ

وَ اور، عاطفہ، مَآ موصولہ، (جو)، اَصَابَكُمْ پہنچی تمہیں مصیبت (اَصَابَ يُصِيْبُ) سے فعل ماضی واحد مذکر غائب، كُمْ ضمیر جمع مذکر مخاطب (مسلمانوں کی طرف جاتی ہے) مفعول، يَوْمَ ظرف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمان، منصوب (زبروالا)، اِلْتَقَى اس کا مادہ (ل ق ی) اِلْتَقٰی یَلْتَقِیْ (ملنا)، بابِ افتعال، الْجَمْعٰنِ تثنیہ، اس کا مفرد جَمْعٌ ہے، اِلْتَقٰی کا فاعل اَلْجَمْعَان (دوگروہ، دوجماعتیں)، فَبِاِذْنِ اللّٰهِ (تو یہ اللہ کے حکم سے تھا)، فَ (پس)، بِاِذْنِ اللّٰهِ (اللہ کے حکم سے) مضاف، مضاف الیہ، وَلِیَعْلَمَ وَ اور، عاطفہ، لام تعلیل وناصبہ (تاکہ)، یَعْلَمَ (اللہ جان لے)، اس کا مادہ (ع ل م) عَلِمَ یَعْلَمُ جاننا، لام تعلیل کی وجہ سے یَعْلَمَ کی م پر زبر ہے، الْمُؤْمِنِیْنَ (اہل ایمان کو) (مفعول)۔

تفسیر

جنگ اُحد میں تمہیں جس نقصان کا سامنا کرنا پڑا وہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی مشیت سے تھا اور اس میں حکمت یہ تھی کہ اہل ایمان اور اہل نفاق کے درمیان تمیز ہو جائے۔ (تفسیر القرآن الکریم، حافظ عبدالسلام)

تفہیم بالقرآن

(۱) جنگ میں فتح وشکست ہوتی ہی رہتی ہے:

اِنْ یَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ (آل عمران:140/3)

''(مسلمانو!) اس وقت (یعنی احد میں) اگر تمہیں چوٹ لگی ہے تو اس سے پہلے ایسی ہی چوٹ تمہارے مخالف فریق کو بھی لگ چکی ہے (اگر وہ بدر میں چوٹ کھا کر پست ہمت نہ ہوئے تو مسلمانو! اُحد میں یہ چوٹ کھا کر تم کیوں دل شکستہ ہو؟)

(۲) اللہ تعالیٰ اہل ایمان اور کفار کو چھانٹنا چاہتا ہے:

وَلِیُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَیَمْحَقَ الْكٰفِرِیْنَ (آل عمران:141/3)

''اللہ اس آزمائش کے ذریعہ سے مومنوں کو الگ چھانٹ کر کافروں کی سرکوبی کرنا چاہتا ہے۔''

(۳) جنت کے حصول کے لیے صبر وجہاد ضروری ہے:

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا یَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَیَعْلَمَ الصّٰبِرِیْنَ (آل عمران:142/3)

''(مسلمانو!) کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ یونہی جنت میں چلے جاؤ گے حالانکہ ابھی اللہ نے یہ تو دیکھا ہی نہیں کہ تم میں کون وہ لوگ ہیں، جو اس کی راہ میں جانیں لڑانے والے ہیں اور اس کی خاطر صبر کرنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے ہیں۔

(۴) آخری اور دائمی فتح کا مژدہ صرف اہل ایمان کو ہے:

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ

(مسلمانو!) دل شکستہ نہ ہو، غم نہ کرو، تم ہی غالب رہو گے اگر تم (سچے) مومن ہو۔

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت

(۱) فتح وشکست کے اسباب پر گہری نظر رکھو! اس کا فیصلہ عقل وخرد سے ہوگا محض یہ کہہ دینا "اَنّٰی هٰذَا" یہ کیسے ہوگیا، کافی نہیں ہے۔

(۲) اپنے نفس کی کمزوریوں پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے رہو اور آئندہ مضبوط ارادے کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے استقامت کی دعا کرتے رہو۔

(۳) میٹھے اور کڑوے واقعات انسانوں کے لیے آزمائش اور عبرت کا سامان بنتے ہیں۔

(۴) اچھے لوگ ان واقعات سے اپنی اصلاح کر لیتے ہیں اور اصول وضوابط پر سختی سے کاربند ہو جاتے ہیں:

خام ہے جب تک تو ہے مٹی کا اک انبار تو
پختہ ہو جائے تو ہے شمشیرِ بے زنہار تو

یہ دنیا ایک رزم گاہ ہے اور رزم گاہ میں قوتِ بازو اور اسلحہ کام آتا ہے، ساز وآواز سے کام نہیں چلتا، زندہ رہنے کے لیے اپنے آپ کو سختیاں برداشت کرنے کا عادی بنانا پڑتا ہے، دشمن کا مقابلہ کرنے کے لیے ہمت اور قوت فراہم کرنی پڑتی ہے دنیا میں رہتے ہوئے زوردست اور کاری ضرب رکھنے والے ہی غالب رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی مدد بھی انہیں ملتی ہے جو سیم وزر کے لیے نہیں بلکہ اس کی رضا کے لیے جان کی بازی لگا دیتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منافق جہاد فی سبیل اللہ سے بھاگتا ہے

وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا ۚ وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا ۭ قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّاتَّبَعْنٰكُمْ ۭ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَىِٕذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ ﴿۱۶۷﴾

اور (اللہ تعالیٰ) ان لوگوں کو (بھی) جان لے جو منافق ہیں (اہل ایمان اور اہل نفاق میں واضح امتیاز کر دے) اور ان (منافقوں) سے (جب) کہا گیا ''آؤ اللہ کی راہ میں جنگ کرو یا کم از کم (اپنے شہر کی) مدافعت ہی کرو'' تو کہنے لگے: ''اگر ہمیں علم ہوتا کہ آج جنگ ہوگی تو ہم ضرور تمہارے ساتھ چلتے'' یہ بات جب وہ کہہ رہے تھے اس وقت وہ ایمان کی بہ نسبت کفر سے زیادہ قریب تھے، وہ اپنی زبانوں سے وہ باتیں کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہوتیں اور جو کچھ وہ دلوں میں چھپاتے ہیں اللہ اسے خوب جانتا ہے۔

الفاظ

وَلِيَعْلَمَ تاکہ (اللہ) جان لے، **وَ** اور، عاطفہ، **لِيَعْلَمَ**، لام تعلیل وناصبہ (تاکہ) **يَعْلَمَ** اس کا مادہ (ع ل م) ہے **عَلِمَ يَعْلَمُ** سے فعل مضارع واحد مذکر غائب ''لِ'' کی وجہ سے مضارع منصوب ہے، **الَّذِيْنَ** اسم موصول، (ان لوگوں کو)، **نَافَقُوْا** (جنہوں نے منافقت کی) اس کا مادہ (ن ف ق) **نَافَقَ يُنَافِقُ** سے فعل ماضی جمع مذکر غائب، **نَافَقُوْا** (منافق ہوئے)، باب مفاعلہ ہے، **وَ** اور، عاطفہ،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قِيلَ-قَالَ يَقُوْلُ سے قِيلَ ماضی مجہول،لَهُمْ (اُن سے) جار، مجرور، تَعَالَوْا (فعل امر جامد)، آؤ تم، قَاتِلُوْا جنگ کروتم، اس کا مادہ (ق ت ل)، قَاتَلَ يُقَاتِلُ لڑنا، جنگ کرنا، مُقَاتَلَه باب مُفَاعَلَه قَاتِلُوْا فعل امر جمع مذکر، فِيْ سَبِيْلِ اللهِ (اللہ کے راستے میں) فِيْ حرف جار، سَبِيْلِ اللهِ مرکب اضافی، اَوِ (یا)، حرف عطف، اِدْفَعُوْا (مدافعت کرو) اس کا مادہ (د ف ع) ہے، (دَفَعَ يَدْفَعُ) دفاع کرنا، دشمن، سے اپنے آپ کو بچانا، دفاع پاکستان اردو میں جانا پہچانا لفظ ہے۔ قَالُوْا کہا انہوں نے، فعل ماضی جمع مذکر غائب، لَوْ (اگر)، شرطیہ، نَعْلَمُ (ہم جانتے)، فعل مضارع جمع متکلم، قِتَالًا مصدر (جنگ وجدال)، لَّا اتَّبَعْنٰكُمْ (توضرور ہم تمہاری پیروی کرتے)، اس میں لام تاکید ہے، (اِتَّبَعَ يَتَّبِعُ)، اتباع کرنا، پیروی کرنا اِتِّبَاع مصدر سے ماضی جمع متکلم اِتَّبَعْنَا، ہم پیروی کرتے، كُمْ ضمیر جمع مذکر مخاطب (مسلمانوں کی طرف جاتی ہے) یعنی منافقین مسلمانوں سے کہتے کہ اتنے بڑے کفار کے لشکر سے جنگ کرنا نہیں ہے بلکہ اپنے آپ کو موت کے منہ میں دھکیلنا ہے۔ هُمْ ضمیر جمع مذکر، (منافقین کی طرف جاتی ہے)، لِلْكُفْرِ (لِ۔الْكُفْرِ) لیے، کفر، یعنی کفر کے لیے جار، مجرور، يَوْمَئِذٍ اس دن اسم ظرف منصوب، إِذًا، مضاف الیہ (اس دن، ایسے واقعات کے دن)، اَقْرَبُ اس کا مادہ (ق ر ب)، یہ بروزن اَفْعَلُ اسم تفضیل، مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ یعنی جس وقت انہوں نے یہ بات کہی تو وہ کفر سے زیادہ قریب تھے بمقابلہ ایمان کے، يَقُوْلُوْنَ (وہ کہتے ہیں) فعل مضارع جمع مذکر، بِاَفْوَاهِهِمْ-بِ حرف جار، اَفْوَاهِ، فَمٌ (منہ) کی جمع اصل میں فُوْهٌ تھا، ہ کو گرا کر و کو م سے بدل دیا گیا تو فَمٌ ہوا، اَفْوَاهِهِمْ، اَفْوَاه (مضاف) هُمْ ضمیر جمع مذکر منافقین کی طرف جاتی ہے (مضاف الیہ) اپنے منہ سے، مَّا لَيْسَ (جو نہیں ہے) مَا موصولہ، لَيْسَ فعل ناقص کہلاتا ہے اور فعل ماضی کے مختلف صیغوں میں استعمال ہوتا ہے، فِيْ قُلُوْبِهِمْ (ان کے دلوں میں) فِيْ حرف جار، قُلُوْبِهِمْ قلوب، مضاف اس کا مفرد قَلْبٌ (دل) هِمْ، مضاف الیہ (منافقین کی طرف جاتی ہے) وَ اور، عاطفہ، اللهُ اللہ سبحانہ وتعالیٰ (مبتدا)، اَعْلَمُ خوب جانتا ہے، اسم تفضیل (خبر)، بِمَا (بِ۔مَا) اس بات کو، جو، بِ جار، مَا مجرور (ما موصولہ)، يَكْتُمُوْنَ (وہ چھپاتے ہیں) كَتَمَ، يَكْتُمُ سے فعل مضارع جمع مذکر غائب كِتْمَانِ، حق (حق بات کو چھپانا)، اردو میں استعمال ہوتا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر

"وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ نَافَقُوا"۔ اور (اللہ تعالیٰ) ان لوگوں کو (بھی) جان لے جو منافق ہیں، اللہ کو تو مومنوں اور منافقوں کی صورتحال کا پہلے ہی علم تھا، اس قسم کی آیات کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسی صورت حال پیدا کر دے جس سے دوسروں کو ان باتوں کا علم ہو جائے، چنانچہ اس شکست (غزوہ احد کی عارضی شکست میں) بہت سے لوگوں کے پول کھل گئے اور جو شخص ایمان کے جس درجہ پر تھا نتھر کر سب کے سامنے آ گیا۔ (تسیر القرآن، عبدالرحمن گیلانی)

"وَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوِ ادْفَعُوا"۔ اور جب ان سے کہا گیا کہ "اللہ کی راہ میں جہاد کرو (کم از کم شہرِ مدینہ کا) دفاع ہی کرو" جب عبداللہ بن ابی (رئیس المنافقین) اپنے تین سو ساتھیوں سمیت واپس جانے لگا تو اسے مسلمانوں نے سمجھایا کہ آج مشکل پڑنے پر چھوڑ کر جا رہے ہو، اگر تم لڑنا نہیں چاہتے تو کم از کم دفاع ہی کرو۔ (حوالہ ایضاً)

"قَالُوا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّاتَّبَعْنَاكُمْ"۔ (منافقین) کہنے لگے "اگر ہمیں علم ہوتا کہ آج جنگ ہو گی تو ہم ضرور تمہارے ساتھ چلتے" یعنی یہ جنگ نہیں کفار کے اتنے بڑے لشکر سے لڑنا صریح خودکشی ہے، منافقینِ مدینہ کا یہ کہنا تھا کہ دشمن اول تو تعداد میں تم سے چوگنا، پھر ساز و سامان میں کہیں زائد، ایسی حالت میں شہر سے باہر نکل کر اُن کا مقابلہ کرنا سارے اصول جنگ کے خلاف صریح دیوانگی ہے۔

(تفسیر ماجدی، عبدالماجد دریابادی)

"هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ"۔ (یہ بات جب وہ کہہ رہے تھے) اس وقت وہ ایمان کی بہ نسبت کفر سے زیادہ قریب تھے۔ (یعنی یہ منافقین ایمان ظاہری اور لفظی سے بھی بہت دور ہو گئے اور حقیقی ایمان تو خیر کبھی تھا ہی نہیں) اور کفر سے قریب تر علانیہ بھی ہو گئے۔ (حوالہ ایضاً)

"يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِم مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ"۔ وہ اپنی زبانوں سے وہ باتیں کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہوتیں "اصل نیت ان منافقین کی کسی حال میں بھی مسلمانوں کی اعانت کی نہ تھی اور کیوں ہونے لگی تھی جبکہ سرے سے ایمان ہی دلوں میں نہ تھا۔ (حوالہ ایضاً)

"وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُونَ"۔ اور جو کچھ وہ دلوں میں چھپاتے ہیں اللہ اسے خوب جانتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی جو کچھ کفر اور شرک کا ارتکاب کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے خوب واقف ہے۔

(صفوۃ التفاسیر محمد علی صابونی)

تفہیم بالقرآن

منافقین کا طرز عمل:

فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ۭ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ۭ لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ﴿٨١﴾ (التوبہ:81/9)

"جن لوگوں کو (حیلے بہانے تراشنے کے بعد) پیچھے رہ جانے کی اجازت دے دی گئی تھی وہ اللہ کے رسول کا ساتھ نہ دینے اور گھر بیٹھے رہنے پر خوش ہوئے اور انہیں گوارا نہ ہوا کہ اللہ کی راہ میں اپنے جان و مال سے جہاد کریں، انہوں نے کہا کہ "اس سخت گرمی میں نہ نکلو، ان سے کہو کہ جہنم کی آگ اس سے کہیں زیادہ گرم ہے، کاش انہیں اس کا شعور ہوتا۔

تفہیم بالحدیث

جب غزوہ احد میں رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی اپنے ساتھیوں سمیت واپس جانے لگا تو اس نازک ترین موقع پہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے والد عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، نے انہیں ان کا فرض یاد دلانا چاہا کہ واپس آؤ، اللہ کی راہ میں لڑو یا دفاع کرو مگر انہوں نے جواب میں کہا کہ اگر ہم جانتے کہ واقعی جہاد ہے تو ہم ضرور تمہارے ساتھ شامل ہوتے، یہ جواب سن کر عبداللہ بن عمرو یہ کہتے ہوئے واپس آئے کہ اللہ کے دشمنو! تم پر اللہ کی مار ہو یاد رکھو! اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تم سے بے نیاز کر دے گا۔ (الرحیق المختوم، عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کی سرکشی)

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت

(۱) غزوات منافقین کو بے نقاب کر دیتے ہیں (وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا)

(۲) اہل ایمان کے مقاصد جنگ میں صرف اور صرف اللہ کی رضا ہوتی ہے (قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) منافقین ایمان کی بجائے کفر کے زیادہ قریب ہوتے ہیں (هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ)۔

(۴) منافقین کے قول وفعل میں تضاد ہوتا ہے (يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِم مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ)۔

(۵) جس قدر انسان میں اخلاص بڑھتا ہے اسی قدر ایمان میں اضافہ ہوتا ہے ؎

یہ نغمۂ فصلِ گل و لالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کہ خزاں لَا اِلٰہ اِلَّا اللہ

اہل نفاق کی خام آرزوئیں

الَّذِينَ قَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوا لَوْ أَطَاعُونَا مَا قُتِلُوا ۗ قُلْ فَادْرَءُوا عَنْ أَنفُسِكُمُ الْمَوْتَ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٦٨﴾

(یہ منافقین وہی لوگ ہیں) جو (خود تو) گھر بیٹھے رہے اور ان کے جو بھائی بند لڑنے گئے (اور میدان جنگ میں شہید ہوئے) ان کے متعلق انہوں نے کہہ دیا کہ اگر وہ ہماری بات مان لیتے (اور جنگ کے لیے نہ جاتے) تو نہ مارے جاتے، اے پیغمبرؐ ان سے کہیے (اگر تمہارے بس میں موت ہو اور وہ وقت آ جائے تو) تو اسے ٹال کر دکھانا اگر تم (اپنے دعوے میں) سچے ہو۔

الفاظ

الَّذِينَ اسم موصول اس کا مفرد الذی ہے، (وہ لوگ)، قَالُوا فعل ماضی جمع مذکر غائب، (کہا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے)، لِاِخْوَانِهِمْ لِ لام حرف جار، اِخْوَانٌ اس کا مفرد، اَخٌ مضاف، هُمْ ضمیر جمع مذکر، مضاف الیہ، اُن مخلص لوگوں کی طرف جاتی ہے جو جہاد کی غرض سے نکلے تھے اور بیٹھنے والے (منافقین ہیں) جو مجاہدین کی قوم اور برادری کے لوگ تھے، وَ قَعَدُوْا وَ حالیہ، قَعَدُوْا، قَعُوْدٌ مصدر سے جمع مذکر غائب جبکہ وہ خود بیٹھے رہے ہیں، لَوْ شرطیہ، (اگر)، اَطَاعُوْنَا (اَطَاعُوْ۔نَا) اطاعت کرتے، ہماری، اس کا مادہ (ط و ع) اَطَاعَ يُطِيْعُ سے فعل ماضی جمع مذکر غائب اَطَاعُوْنَا باب افعال سے ہے، مَا نافیہ (نہ)، قُتِلُوْا (وہ قتل کیے جاتے)، فعل ماضی مجہول جمع مذکر غائب، قُلْ (قَالَ يَقُوْلُ) کہنا سے فعل امر واحد مذکر، فَادْرَءُوْا فَ (پس) عاطفہ، جملے میں ربط کے لیے)، اس فعل کا مادہ (د ر ء) ہے (دَرَأَ يَدْرَأُ) روکنا، ہٹانا اس سے فعل امر جمع مذکر اِدْرَءُوْا تم سب ہٹاؤ، عَنْ اَنْفُسِكُمْ اپنے نفسوں سے، عَنْ حرف جار (اَنْفُسِ۔ كُمْ) نفسوں، اپنے (سے) مرکب اضافی، الْمَوْتَ (موت کو) مفعول، اِنْ اگر حرف شرط، كُنْتُمْ (كَانَ يَكُوْنُ) ہونا اس سے فعل ماضی جمع مذکر حاضر (ہو تم)، صٰدِقِيْنَ (سچے) اس کا مادہ (ص د ق) ہے (صَدَقَ يَصْدُقُ) سچ بولنا اس اسم فاعل جمع مذکر حالت رفعی صَادِقُوْنَ (سچ بولنے)، اور صٰدِقِيْنَ، كُنْتُمْ کی خبر ہے، یعنی حالت نصبی میں ہے۔

تفسیر

جو مسلمان غزوہ احد میں شہید ہوئے ان کے بارے میں منافقین نے اس قسم کا اظہار کیا، تا کہ لوگوں کو جہاد میں شمولیت سے متنفر کیا جا سکے، قرآن نے ان کے اس شبہ کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر واقعی گھروں میں بیٹھے رہنا تمہیں موت سے بچا سکتا ہے تو ذرا اپنے اوپر واقع ہونے والی موت کو ٹال کر دکھاؤ۔ (تفسیر القرآن الکریم حافظ عبدالسلام)

اللہ کی راہ میں شہید ہونے والے

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۙ﴿۱۶۹﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے انہیں مردہ نہ سمجھو، وہ تو حقیقت میں زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق پا رہے ہیں (اللہ کی نعمتوں سے خوش ہو رہے ہیں)۔

الفاظ

وَ اور، عاطفہ، لَا نہ، ناھیہ، تَحْسَبَنَّ اس کا مادہ (ح س ب) حَسِبَ یَحْسَبُ سے فعل مضارع واحد مذکر حاضر باضافہ نِ ثقیلہ، اس میں فاعل (اَنْتَ) مضمر ہے، آپ ہرگز گمان نہ کریں، الَّذِیْنَ اسم موصول، (ان لوگوں کو)، قُتِلُوْا (جو قتل کیے گئے)، فعل ماضی مجہول، جمع مذکر غائب، فِیْ میں، حرف جار، سَبِیْلِ اللّٰہِ (مرکب اضافی، مجرور)، اَمْوَاتًا (مردہ) اس کا مفرد، مَیِّتٌ، بَلْ (بلکہ)، اپنے سے پہلی بات کے لیے اِعْراض اور بعد والی بات کے اِثبات کے لیے آتا ہے، اَحْیَآءٌ (زندہ ہیں)، اس کا مفرد حَیٌّ ہے، عِنْدَ رَبِّهِمْ (اپنے رب کے پاس)، عِنْدَ (مضاف)، رَبِّهِمْ (مرکب اضافی)، مضاف الیہ، یُرْزَقُوْنَ (رزق دیے جاتے ہیں) فعل مضارع مجہول جمع مذکر غائب۔

تفسیر

یعنی وہ خوش بخت جو کفار کے ساتھ اس قصد کے ساتھ جہاد کرتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہو، قتل ہو گئے "امواتا" اُن کو مُردہ گمان مت کرو، اُن کے بارے میں تمہارے دل میں اس خیال کا گزر بھی نہ ہو کہ وہ موت سے ہمکنار ہو کر مفقود ہو گئے اور دنیاوی زندگی اور اس کی نعمتوں سے محروم ہو کر موت کی آغوش میں چلے گئے۔

"بَلْ" بلکہ وہ اتنے بلند مراتب حاصل کر چکے ہیں جن کے حصول کے لیے لوگ بڑھ چڑھ کر کوشش کرتے ہیں۔

"اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ" وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت و تکریم کے گھر زندہ ہیں۔ "عِنْدَ رَبِّهِمْ" کا لفظ ان کے بلند درجات اور ان کے رب کے قرب پر دلالت کرتا ہے۔ "یُرْزَقُوْنَ" انہیں انواع و اقسام کی نعمتوں سے رزق عطا کیا جاتا ہے اس پر ان انعامات کی کیفیت اور فرحت کا ذکر اگلی آیت میں آ رہا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہداء کا اللہ تعالیٰ کے ہاں مقام

فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۷۰﴾

(راہ حق میں شہادت پانے والوں کا حال یہ ہے) کہ جو کچھ اللہ نے اپنے فضل سے انہیں دیا ہے اس پر وہ خوش وخرم ہیں، مسرور اور مطمئن ہیں اور وہ خوشخبری دے رہے ہیں ان کو جو اہل ایمان ان کے پیچھے دنیا میں رہ گئے ہیں اور ابھی وہاں نہیں پہنچے ہیں (اور شہادت حاصل کرنے کا ولولہ وشوق رکھتے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں) ان کے لیے بھی کسی خوف اور رنج کا موقع نہیں ہے (وہ بھی عنقریب اللہ تعالیٰ کی رحمت میں داخل ہو جائیں گے)۔

الفاظ

فَرِحِيْنَ (وہ خوش ہیں) اس کا مادہ (ف ر ح)، فَرِحَ يَفْرَحُ سے صفت مشبہ جمع مذکر، حالت نصبی، فَرِحِيْنَ، بِمَآ (بِ۔مَا)، اس سے، جو، بِ حرف جار، مَا موصولہ، اٰتٰهُمُ اللّٰهُ اللہ نے انہیں دیا، اس کا مادہ (اَ ت ی) آتٰی يُؤْتِيْ عطا کرنا، هُمْ ضمیر جمع مذکر (ان شہداء کی طرف جاتی ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے ان گنت نعمتوں سے نوازا)، مِنْ فَضْلِهٖ (انہیں یہ نعمتیں محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملیں)، مِنْ حرف جار، فَضْلِهٖ (فَضْلِ۔ہٖ) فضل، اس کے (اللہ تعالیٰ کے)، مرکب اضافی (مجرور)، وَ اور، عاطفہ، يَسْتَبْشِرُوْنَ اس کا مادہ (ب ش ر)، (اِسْتَبْشَرَ يَسْتَبْشِرُ) خوشی محسوس کرنا اور اس سے فعل مضارع جمع مذکر غائب، يَسْتَبْشِرُوْنَ بشارت، خوشخبری اردو میں معروف ہے، اِسْتِبْشَار باب اِسْتِفْعَال بِالَّذِيْنَ (بِ۔الَّذِيْنَ) ساتھ، ان لوگوں کے، بِ حرف جار، الَّذِيْنَ اسم موصول، جمع مذکر لَمْ يَلْحَقُوْا (جو) نہیں ملے ہیں، لَمْ (نہیں، جازمہ، بعد والے لفظ کو جزم دیتا ہے، 'ن' جمع کا ہو وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حذف ہو جاتا ہے) جیسا کہ لَمْ یَلْحَقُوْا اصل میں یَلْحَقُوْنَ تھا، ن گر گیا ہے، (جو نہیں ملے ہیں، ابھی دنیا میں ہیں اور شوقِ شہادت سے سرشار ہیں)، بِهِمْ (بِ۔ھِمْ) سے، اُن، یعنی ان شہداء سے (جو نعمتوں سے بہرہ ور ہیں)، مِّنْ خَلْفِهِمْ ان کے پیچھے سے (جو ابھی تک دنیا میں ہیں اور شہادت کے انتظار میں ہیں)، مِّنْ حرف جار، خَلْفِهِمْ (خَلْفِ۔ھِمْ) پیچھے، اُن کے، مضاف، مضاف الیہ، اَلَّا (اَنْ۔لَا)، یہ کہ نہیں، خَوْفٌ (خوف، ڈر)، عَلَیْهِمْ (اُن پر)، وَلَا هُمْ (اور نہ وہ)، یَحْزَنُوْنَ (غمگین ہوں گے) حُزْنٌ مصدر سے فعل مضارع جمع مذکر غائب)۔

تفسیر

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہونے والوں کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے، مسلمانوں سے کہا گیا ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں شہید ہونے والوں کو مردہ نہ کہیں، وہ موت کے بعد بھی زندہ ہیں اور اللہ کے ہاں ہر طرح کی آسائشیں انہیں حاصل ہیں، جو مسلمان ابھی شہید نہیں ہوئے ان کے بارے میں نیک تمنائیں رکھتے ہیں اور یہ سوچ کر خوش ہوتے ہیں کہ اُن ہی کی طرح ایک دن وہ بھی ہر خوف و غم سے آزاد ہو کر دائمی لطف و مسرت کی زندگی گزاریں گے لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ زندگی کیا اور کیسی ہے اس کا ادراک اس دنیا میں ممکن نہیں ہے۔ (میزان القرآن-الطاف احمد اعظمی)

یَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿١٧١﴾

(وہ شہداء) اللہ کے انعام اور اس کے فضل پر شاداں و فرحاں ہیں اور اُن کو معلوم ہو چکا ہے کہ اللہ مومنوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

الفاظ

یَسْتَبْشِرُوْنَ (خوش ہوتے ہیں، دل خوشیوں سے معمور ہیں)، بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ نعمت یہ ہے کہ اجر ان کو پورا پورا مل رہا ہے (تفسیر ماجدی)، فَضْلٍ فضل یہ کہ انعام و اکرام استحقاق سے کہیں بڑھ کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملا (تفسیر بیضاوی)، وَّ اور، عاطفہ، اَنَّ بلاشبہ، حرف مشبہ بالفعل کہلاتا ہے، کلام میں زور پیدا کرتا ہے، اللّٰہَ اللہ سبحانہ وتعالیٰ (اسم)، لَا نہیں، نافیہ، یُضِیْعُ فعل مضارع واحد مذکر غائب، اَضَاعَ یُضِیْعُ، (ضائع کرنا)، اَجْرَ (صلہ، بدلہ)، یہ الفاظ اردو میں بھی جانے پہچانے ہیں، الْمُؤْمِنِیْنَ اسم فاعل حالت نصبی اور جری میں مومنین۔

تفسیر

شہداء ایک دوسرے کو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں اور یہ ان کے رب کی نعمت اور اسکا فضل وکرم ہے اور اللہ تعالیٰ اہل ایمان کے اجر کو ضائع نہیں کرتا بلکہ اسے بڑھاتا ہے اور اس کی قدر کرتا اور اپنے فضل و کرم سے اس میں اتنا اضافہ کرتا ہے کہ ان کی کوشش وہاں تک پہنچ ہی نہیں سکتی۔ (تفسیر السعدی)

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت

(۱) ''شہادت'' موت کا نہیں بلکہ دائمی حیات کا نام ہے (بَلْ اَحْيَآءٌ)

(۲) شہید بہترین رزق سے نوازے جاتے ہیں جن کا اس دنیا میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا (عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ)۔

(۳) سچے مسلمان شوق شہادت سے ہمہ وقت سرشار رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں خوشیوں سے معمور ہو جاتے ہیں (فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ)۔

(۴) شہداء ایک دوسرے کو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں (يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ)۔

اے رب کریم! ہمیں بھی اس بلند ترین زندگی سے نواز دے آمین! اور یہی زندگی کا مقصود ہے:

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخلاص کا لازوال صلہ

اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۲﴾

(اللہ تعالیٰ کیسے مومنوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا؟) جن لوگوں نے (غزوہ اُحد میں) زخم کھانے کے باوجود (جب اللہ کے رسول نے اُن کو لڑنے کا حکم دیا) تو انہوں نے اللہ اور رسول کی پکار پر لبیک کہا، اُن میں جو اشخاص نیکوکار اور پرہیز گار ہیں ان کے لیے بڑا اجر ہے (خواہ ان کو دنیا میں شہادت نصیب ہو یا وفات کے بعد خالق کائنات کا دیدار)

الفاظ

اَلَّذِيْنَ اسم موصول جمع، (جن لوگوں نے)، اِسْتَجَابُوْا حکم مانا، فعل ماضی جمع مذکر غائب، اس کا مادہ (ج و ب) ہے (اِسْتَجَابَ، يَسْتَجِيْبُ) حکم ماننا، بلانے پر لبیک کہنا، استجاب بمعنی اَجَابَ اَیْ اَطَاعُوْا (تفسیر کبیر امام بیضاوی) یعنی انہوں نے اطاعت کی، لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی، مِنْۢ بَعْدِ اس کے بعد، جار مجرور، مَآ اَصَابَهُمُ جو پہنچا ان کو، مَا (جو) موصولہ (اَصَابَ يُصِيْبُ) پہنچنا، فعل ماضی، هُمْ (ضمیر جمع مذکر غائب مخلص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف جاتی ہے)، الْقَرْحُ مصدر (زخم، تکلیف)، لِلَّذِيْنَ (لِ۔ لَّذِيْنَ) لیے، اُن لوگوں کے، لِ حرف جار، الّذِيْنَ اسم موصول جمع مذکر (مجرور)، اَحْسَنُوْا (احسان کیا، نیکی کا راستہ اختیار کیا)، اِحْسَانٌ مصدر سے ماضی جمع مذکر غائب (اَحْسَنَ يُحْسِنُ)، احسان کرنا، مِنْهُمْ (مِنْ۔ هُمْ) سے، اُن یعنی اُن میں سے، جار، مجرور، وَ اتَّقَوْا (اور تقویٰ کی راہ بھی اختیار کی)، اِتَّقٰى يَتَّقِيْ سے فعل ماضی جمع مذکر غائب، وَ اتَّقَوْا، اَجْرٌ عَظِيْمٌ اجر ہے (ان کے لیے) بڑا، موصوف صفت، ان کی اعرابی حالت یکساں ہوتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر

یہ "حمراء الاسد" یعنی جنگ اُحد سے اگلے روز کا واقعہ ہے۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ اُحد سے پلٹ کر جب مشرکین چند منزل دور چلے گئے تو آپس میں کہنے لگے کہ ہم نے یہ کیا حماقت کی کہ مسلمانوں کا پوری طرح خاتمہ کیے بغیر واپس چلے آئے۔ چنانچہ وہ مدینے پر دوبارہ حملہ کرنے کا منصوبہ بنانے لگے، اِدھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی تو آپ نے مسلمانوں کو مشرکین کے تعاقب میں نکلنے کا حکم دیا، تا کہ وہ واقعی پلٹ کر مدینہ پر حملہ نہ کر دیں، اس وقت اگرچہ شرکائے اُحد میں سے اکثر لوگ سخت زخمی اور تھکے ماندے تھے لیکن اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیل میں فوراً نکل کھڑے ہوئے۔ جب مدینہ سے تقریباً آٹھ میل کے فاصلے پر "حمراء الاسد" نامی (جگہ) پہنچے تو مشرکین کو ان کے آنے کی اطلاع مل گئی اور انہوں نے آپس میں کہا کہ اس مرتبہ تو واپس چلتے ہیں، اگلے سال پھر آئیں گے، اس صورت حال کے پیش نظر نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ واپس تشریف لے آئے چنانچہ اوپر کی آیت میں اسی واقعے کی طرف اشارہ ہے اور مسلمانوں کو فوز وفلاح کی بشارت ہے۔

(تفسیر ابن کثیر بحوالہ تفسیر القرآن الکریم، حافظ عبدالسلام)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھانجے عروہ سے کہا "اے میرے بھانجے! تیرے دونوں باپ سیدنا زبیرؓ (والد) اور سیدنا ابوبکرؓ (نانا) بھی ان میں شامل تھے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احد میں وہ تکالیف پہنچیں اور مشرکین واپس چلے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوف محسوس کیا کہ وہ (کفار) پلٹ نہ آئیں تو فرمایا "ان کے پیچھے کون جائے گا؟" تو جن ستر آدمیوں نے لبیک کہا، ان میں ابوبکر اور زبیر بھی تھے۔ (بخاری، کتاب المغازی بحوالہ تفسیر القرآن الکریم)

اہل ایمان کا عزم وحوصلہ

اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ
فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْوَكِيْلُ ﴿١٧٣﴾

(یہ مخلص اور وفادار وہ لوگ ہیں) جن سے لوگوں نے کہا کہ تمہارے مقابلے کے لیے (مکہ کے) لوگوں نے بڑا (لشکر اور سامانِ جنگ) جمع کیا ہے ذرا ان سے ڈرتے رہنا (اس پر بجائے خوف کے) اُن کے ایمان میں اور تازگی پیدا ہوئی اور انہوں نے (برجستہ) جواب دیا کہ ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔

الفاظ

اَلَّذِيْنَ اسم موصول، (وہ لوگ یعنی جہاد کرنے والے سچے لوگ)، قَالَ کہا، ماضی واحد مذکر غائب، لَهُمْ (لَ۔هُمْ) لیے، اُن کے، جار مجرور، النَّاسُ منافقین کے گروہ نے، اِنَّ النَّاسَ (تحقیق لوگ) یہاں النّاس سے مراد کفار مکہ، قَدْ (کلمۂ تحقیق)، بلاشبہ، جَمَعُوْا (جمع کیا انہوں نے) جَمَعَ يَجْمَعُ سے فعل ماضی جمع مذکر غائب، لَكُمْ (لَ۔كُمْ) لیے، تمہارے، جار مجرور یعنی منافقین نے مسلمانوں سے کہا کہ قریش مکہ نے ان کے خلاف بڑا (لشکر اور سامان جنگ) جمع کیا ہے، فَاخْشَوْهُمْ (پس تم اُن سے ڈرو) اس کا مادہ (خ ش ی) ہے (خَشِيَ، يَخْشَىٰ) ڈرنا، اس سے فعل امر جمع مذکر، اِخْشَوْ، هُمْ ضمیر جمع مذکر (کفار مکہ کی طرف جاتی ہے)، مفعول، فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا تو انہیں [اس بات نے] زیادہ کر دیا ایمان میں) یعنی منافقین کا ڈرانا مسلمانوں کے لیے ایمان میں مضبوطی اور اضافے کا سامان بنا، فَ (عاطفہ، جملہ میں ربط کے لیے) زَادَ يَزِيْدُ سے فعل ماضی واحد مذکر غائب اِيْمَانًا (مفعول)، وَ اور (عاطفہ)، قَالُوْا (کہا مسلمانوں نے)، فعل ماضی جمع مذکر غائب، حَسْبُنَا اللّٰهُ (کافی ہے، ہم کو اللہ تعالیٰ) حَسْبُ مضاف، نَا مضاف الیہ (مبتدا) اللّٰه تعالیٰ، یہ خبر ہے، وَ اور، (عاطفہ)، نِعْمَ (اور بہترین)، فعل مدح ہے، (ماضی)، الْوَكِيْلُ کارساز، (تَوَكَّلَ يَتَوَكَّلُ) بھروسا کرنا، توکل کرنا اس سے اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام "اَلْوَكِيْلُ" اسمائے حسنیٰ میں سے اللہ تعالیٰ کا نام ہے، رزق اور معاش کا کفیل، محافظ و نگران، وہ ذات جس پر بھروسا اور کلی اعتماد کیا جائے اور وہ ہمارے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاملات کو سنوارے۔

تفسیر

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد سے مدینہ کی طرف لوٹ آئے تو آپؐ نے سنا کہ ابوسفیان اور اس کے ساتھ جو مشرک ہیں وہ مدینہ پر دوبارہ حملہ کرنا چاہتے ہیں تو آپ نے اپنے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کو جنگ کے لیے نکلنے کو کہا۔ اس کے باوجود کہ وہ سخت زخمی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے دشمن کا مقابلہ کرنے کے لیے چل پڑے، جب وہ "حمراء الاسد" پہنچے تو کسی شخص نے ان کے پاس آکر کہا "إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ" اس نے یہ بات مسلمانوں کو خوف زدہ کرنے کی غرض سے کہی تھی کہ لوگ (قریش مکہ) تمہیں مٹانے کے لیے اکٹھے ہو رہے ہیں، اس کے اس قول نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اللہ تعالیٰ پر ایمان اور توکل میں اضافہ کا سبب بنا اور (بے ساختہ) ان کی زبانوں سے نکلا "حَسْبُنَا اللهُ" یعنی ہماری پریشانیوں میں اللہ تعالیٰ ہمیں کافی ہے۔ "وَنِعْمَ الْوَكِيلُ" اور بہترین کارساز ہے اور بندوں کے معاملات اسی کے سپرد ہیں اور وہ ان کے مصالح کے انتظام فرماتا ہے۔

(تفسیر السعدی، عبدالرحمن بن ناصر السعدی)

اہل ایمان پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم

فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ۝۱۷۴

آخر کار وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت اور فضل کے ساتھ پلٹ آئے اور انہیں کسی قسم کا ضرر بھی نہ پہنچا اور اللہ کی رضا پر چلنے کا شرف بھی انہیں حاصل ہو گیا، اللہ بڑا ہی فضل فرمانے والا ہے۔

الفاظ

فَانْقَلَبُوْا فَ (پس)، عاطفہ (جملے میں ربط کے لیے) انْقَلَبُوْا (وہ لوٹے، واپس ہوئے)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماضی جمع مذکر غائب، اس کا مادہ (ق ل ب) ہے (اِنْقَلَبَ، يَنْقَلِبُ) لوٹنا انقلاب، سیاسی تبدیلی اردو میں استعمال ہوتا ہے، بِنِعْمَةٍ (ساتھ نعمت کے)، بِ حرف جار، نِعْمَةٍ مجرور، مِّنَ اللّٰهِ (یہ انعام اللہ کی طرف سے انہیں ملا)، مِّنَ جار، اللّٰهِ اللہ سبحانہ وتعالیٰ مجرور، وَ اور، (عاطفہ)، فَضْلٍ (اس کے فضل کے ساتھ)، اس کا عطف لفظ ''اللہ'' پر ہے اس لیے مجرور ہے، لَّمْ يَمْسَسْهُمْ (نہ چھوا اُن کو) لَّمْ حرف جازمہ ہے، (بعد والے حرف کو جزم دیتا ہے)، يَمْسَسْهُمْ کی دوسری س پر جزم آئی ہے اس کا مادہ (م س س) مَسَّ يَمَسُّ اصل میں مَسَسَ يَمْسَسُ، لَمْ کی وجہ سے مضارع ساکن ہے، سُوْٓءٌ (برائی، تکلیف) یعنی مسلمانوں کو کوئی تکلیف نہ پہنچی، وَّاتَّبَعُوْا-وَ اور عاطفہ، اتَّبَعُوْا (پیروی کی انہوں نے) اس کا مادہ (ت ب ع)، (اِتَّبَعَ يَتَّبِعُ) پیروی کرنا، اتباع کرنا سے فعل ماضی جمع مذکر غائب، رِضْوَانَ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کی رضامندی)، رِضْوَانَ مضاف، اللّٰهِ اللہ سبحانہ وتعالیٰ، مضاف الیہ (مرکب اضافی)، وَ اور، مستانفہ (اس کے بعد مستقل جملہ شروع ہوتا ہے)، ذُوْ فَضْلٍ- ذُوْ (مالک، والا) مضاف، فَضْلٍ (فضل)، مضاف الیہ، ذُوْ فَضْلٍ (فضل والا، موصوف)، عَظِيْمٍ (بڑے، صفت ہے) یعنی اللہ تعالیٰ بہت بڑے فضل والا ہے۔

تفسیر

یعنی وہ شخص جو (مسلمانوں) میں دشمن کا خوف و ہراس پھیلا رہا تھا وہ شیطان تھا جو اپنے کافر اور منافق دوستوں سے ڈرا رہا تھا، مسلمانوں کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا ڈر دل میں نہ لائیں۔

(تفسیر القرآن الکریم، حافظ عبدالسلام)

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت

(۱) حقیقی مومن سخت ترین حالات میں بھی دل شکستہ نہیں ہوتے، اپنی ہمتوں کو مضبوط رکھتے اور اللہ پر بھروسا کرتے ہوئے دشمنوں کے خلاف صف آرا ہو جاتے ہیں۔ (اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ)

(۲) یہ جرأت اور دلیری کی قوت جذبۂ احسان اور تقویٰ سے پیدا ہوتی ہے اور یہی جذبہ آخرت میں فوز و فلاح کی ضمانت بنتا ہے۔ (لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) مصائب ومشکلات میں اللہ پر کامل بھروسا فتح ونصرت کا باعث ہوتا ہے۔(حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ)

(۴) اللہ والوں کو تو صرف اللہ ہی کی رضا مطلوب ومقصود ہوتی ہے۔(وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ)

ٹل نہ سکتے تھے اگر جنگ میں اڑ جاتے تھے
پاؤں شیروں کے بھی میدان سے اکھڑ جاتے تھے
تجھ سے سرکش ہوا کوئی تو بگڑ جاتے تھے
تیغ کیا چیز ہے ہم توپ سے لڑ جاتے تھے
نقش توحید کا ہر دل پہ بٹھایا ہم نے
زیر خنجر بھی یہ پیغام سنایا ہم نے

مسلمانوں کے چھوٹے چھوٹے لشکر دشمنوں کے بڑے بڑے لشکروں سے ٹکرا گئے اور انہیں شکستِ فاش دی اور جہاں بھی گئے عدل وانصاف کا پھریرا لہرایا، یہ سب کچھ اس لیے ہوا کہ انہوں نے اپنی زندگیوں کو قرآن وسنت سے آراستہ کیا، آج بھی مسلمان اپنی عظمتِ رفتہ کو اسلام کی زریں تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر حاصل کر سکتے ہیں۔

صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرو

اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۵﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(اب تمہیں معلوم ہو گیا کہ) وہ دراصل شیطان تھا جو اپنے دوستوں سے خواہ مخواہ ڈرا رہا تھا، لہٰذا آئندہ تم شیطان اور اس کے ساتھیوں سے نہ ڈرنا، مجھ سے ڈرنا اگر تم حقیقت میں صاحبِ ایمان ہو۔

الفاظ

اِنَّمَا (صرف اور صرف) کلمۂ حصر ہے (زور پیدا کرتا ہے) جب اِنَّ پر ما داخل ہو جائے تو کلمہ میں انتہائی زور پیدا ہوتا ہے، **ذٰلِكُمُ** (یہ تو) اسم اشارہ، (مبتدا)، **الشَّيْطٰنُ** (شیطان ہی ہے)، (خبر ہے)، **يُخَوِّفُ** (ڈراتا ہے)، فعل مضارع واحد مذکر غائب، اس کا مادہ (خ و ف) ہے، **(خَوَّفَ يُخَوِّفُ)** ڈرانا، **اَوْلِيَآءَهٗ** (اپنے دوستوں کے ذریعے سے) مفعول، اس کا مفرد **وَلِيٌّ** ہے **ہٗ** ضمیر واحد مذکر شیطان کی طرف جاتی ہے، **فَلَا تَخَافُوْهُمْ** (پس تم اُن سے نہ ڈرو)، **فَ** گزشتہ گفتگو کے جواب میں ہے، **لَا** ناھیہ، (تو نہ)، **تَخَافُوْهُمْ** (تم ڈرو ان سے) اس کا مادہ (خ و ف) ہے **خَافَ يَخَافُ** سے فعل مضارع، جمع مذکر حاضر، **هُمْ** ضمیر جمع مذکر، شیطان اور اس کے دوستوں کی طرف جاتی ہے، **وَخَافُوْنِ** (اور مجھ [یعنی رب العزت] سے ڈرو)، **وَ** اور، عاطفہ، **اِنْ** (اگر) حرف شرط، ی محذوف ہے، **كُنْتُمْ** (تم ہو) **كَانَ يَكُوْنُ** سے فعل ماضی جمع مذکر حاضر، **مُّؤْمِنِيْنَ** (مومن) حالت نصبی اور جری میں (ایمان کا تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خوف غیر اللہ کے خوف پر غالب رہے)۔

تفسیر

اس آیہ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے (غزوۂ اُحد کے مسلمانوں اور قیامت تک آنے والے مسلمانوں کو) نصیحت کی ہے کہ اے مسلمانو! شیطان اپنے اولیاء اور پیروکاروں کا تمہیں خوف دلاتا ہے، لیکن تمھیں ان سے نہیں ڈرنا چاہیے، اس لیے کہ مسلمان تو صرف اللہ سے ڈرتا ہے۔

(تیسیر الرحمن، لبیان القرآن، ڈاکٹر محمد لقمان السلفی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کفار کی دوڑ دھوپ ناکام ہے

وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ ۚ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْــــًٔا ۭ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَھُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَھُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿١٧٦﴾

(اے پیغمبرؐ) جو لوگ آج کفر کی راہ میں بڑی دوڑ دھوپ کر رہے ہیں اُن کی سرگرمیاں آپ کو آزردہ نہ کریں، یہ اللہ کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں گے، اللہ کا ارادہ یہ ہے کہ اُن کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہ رکھے (کیونکہ اس کا قانونِ سعادت و شقاوت ایسا ہی ہے) اُن کے لیے (پاداشِ عمل میں) بہت بڑا عذاب تیار ہے۔

الفاظ

وَ اور، مستانفہ، (اس کے بعد مستقل جملہ شروع ہوتا ہے)، لَا ناھیہ، (نہ)، يَحْزُنْكَ (يَحْزُنْ۔كَ) غمگین کرے، آپ کو (حَزِنَ يَحْزَنُ) غم میں ڈالنا اور لَا ناھیہ جازمہ کی وجہ سے 'ن' پر جزم ہے، لَا يَحْزُنْكَ (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ غم میں نہ ڈالے) ک ضمیر واحد مخاطب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جارہی ہے، الَّذِيْنَ اسم موصول جمع (وہ جو)، يُسَارِعُوْنَ (سرعت سے کام لیتے ہیں، بھاگ دوڑ کرتے ہیں)، فِي الْكُفْرِ (کفر میں، کفر کی راہ اختیار کرتے ہیں)، فِيْ جار، الْكُفْرِ مجرور، اِنَّهُمْ (بلا شبہ وہ) اِنَّ حرف مشبہ بالفعل کلام میں زور پیدا کرتا ہے، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب، کفار کی طرف جاتی ہے، لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ (وہ اللہ کو قطعاً نقصان نہیں پہنچا سکیں گے)، لَنْ حرف ناصبہ، فعل مضارع پر نصب (زبر) دیتا ہے، 'ن' جمع کا ہو تو حذف ہو جاتا ہے، جیسا کہ يَضُرُّوْنَ تھا لَنْ يضُرُّوْا رہ گیا، شَيْـــًٔا کچھ بھی، مفعول مطلق، يُرِيْدُ فعل مضارع واحد مذکر غائب، اس کا مادہ (رود) ہے (اَرَادَ يُرِيْدُ) ارادہ کرنا، اللّٰهُ اللہ سبحانہ و تعالیٰ (فاعل)، اَلَّا (اَنْ۔لَا) کہ، نہ، اَنْ ناصبہ بعد والے حرف کو زبر دیتا ہے) لَا نافیہ نہ، يَجْعَلَ (بنائے) (جَعَلَ يَجْعَلُ) بنانا، رکھنا، لَهُمْ (ان کے لیے یعنی کفار کے لیے)، حَظًّا (حصہ) مفعول

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہ، فِي الْاٰخِرَةِ (آخرت میں) جار، مجرور، وَ اور (عاطفہ)، لَهُمْ (لَ۔هُمْ) لیے، اُن کے، جار، مجرور (خبر مقدم)، عَذَابٌ عذاب (موصوف)، عَظِيْمٌ بہت بڑا (صفت) مرکب توصیفی (مبتدا موخر)۔

تفسیر

"وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ" آپ ﷺ کو رب کریم کی طرف سے تسلی دی جا رہی ہے کہ آپ ﷺ کفر میں دوڑ دھوپ کرنے والوں سے آزردہ خاطر نہ ہوں۔

"اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئًا" وہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اللہ تعالیٰ اپنے دین کا حامی و ناصر، اپنے رسول ﷺ کی مدد کرنے والا اور اپنے احکام کو نافذ کرنے والا ہے، اس لیے آپ اُن کی پروانہ کریں، یہ محض اپنے آپ کو نقصان پہنچا رہے ہیں، ایمان سے محروم ہو کر اس دنیا میں اپنے آپ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں اور قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے سامنے حقیر ہونے، اس کی نظر سے گرنے اور اللہ تعالیٰ کے اس ارادے کی وجہ سے کہ آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہ ہو...... ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔ (تفسیر السعدی)

ایمان کے بدلے کفر حاصل کرنے کی سزا۔ دردناک عذاب ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۷﴾

جو لوگ ایمان کو چھوڑ کر کفر کے خریدار بنے ہیں وہ یقیناً اللہ کا کوئی نقصان نہیں کر رہے ہیں، ان کے لیے دردناک عذاب تیار ہے۔

الفاظ

اِنَّ (یقیناً، بیشک) حرف مشبہ بالفعل، کلام میں زور پیدا کرتا ہے، الَّذِيْنَ (وہ جنھوں نے)، اسم موصول، اس کا مفرد الَّذِي ہے، اِنَّ کا اسم ہے، اِشْتَرَوْا (خریدا) اس کا مادہ (ش ر ی) ہے (اِشْتَرٰى، يَشْتَرِيْ) خریدنا اس سے فعل ماضی جمع مذکر غائب، اشْتَرَوْا، الْكُفْرَ (کفر، انکار حق،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایمان کی ضد ہے)، مفعول، بِالْاِيْمَانِ (ایمان کے بدلے) 'ب' بدلے کا معنی دیتا ہے، لَنْ يَّضُرُّوْا (ہرگز نہیں)، حرف ناصبہ، فعل مضارع کو نصب (زبر) دیتا ہے، ن، جمع کا ہو تو حذف ہو جاتا ہے جیسا کہ لَنْ يَضُرُّوْا اصل میں يَضُرُّوْنَ تھا فعل مضارع جمع مذکر غائب، لَنْ کی وجہ سے ن جمع کا حذف ہوا، لَنْ يَّضُرُّوا وہ ہرگز نقصان نہ پہنچا سکیں گے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ (کو)، شَيْئًا (کچھ بھی)، مفعول، وَ اور (عاطفہ)، لَهُمْ (لَ۔هُمْ) لیے، اُن کے جار، مجرور (خبر مقدم)، عَذَابٌ عذاب، (موصوف)، اَلِيْمٌ (صفت)، مبتدا موخر۔

تفسیر

یعنی ایمان کی بجائے کفر اختیار کر کے خود اپنا برا کر رہے ہیں، اس کے نتیجے میں دردناک عذاب سے دو چار ہوں گے جیسا کہ قرآن حکیم میں دوسری جگہ فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۙ اُولٰٓئِكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١٧٤﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ﴿١٧٥﴾ (البقرہ:175,174/2)

''بلاشبہ جو لوگ چھپاتے ہیں جو اللہ نے کتاب میں سے اتارا ہے اور اس کے بدلے تھوڑی قیمت حاصل کرتے ہیں، یہ لوگ اپنے پیٹوں میں آگ کے سوا کچھ نہیں کھا رہے، قیامت کے روز اللہ ہرگز ان سے بات نہ کرے گا نہ انہیں پاکیزہ ٹھہرائے گا اور اُن کے لیے دردناک سزا ہے، یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے ضلالت خریدی اور مغفرت کے بدلے عذاب مول لیا، کیسا عجیب ہے ان کا حوصلہ کہ جہنم کا عذاب برداشت کرنے کے لیے تیار ہیں۔''

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ۭ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿١٧٨﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(رب کریم کا فرمان ہے) یہ ڈھیل جو ہم انھیں دیے جاتے ہیں اس کو یہ کافر اپنے حق میں بہتری نہ سمجھیں، ہم تو انہیں اس لیے ڈھیل دے رہے ہیں کہ یہ خوب بارِ گناہ سمیٹ لیں، پھر ان کے لیے سخت ذلیل کرنے والی سزا ہے۔

الفاظ

وَ اور، مستانفہ، (اس کے بعد مستقل جملہ شروع ہوتا ہے)، لَا ناھیہ، (نہ)، يَحْسَبَنَّ (وہ ہرگز خیال نہ کریں) اس کا مادہ (ح س ب) حَسِبَ يَحْسَبُ، خیال کرنا، يَحْسَبَنَّ فعل مضارع جمع مذکر، اس میں نِ ثقیلہ کا اضافہ زور پیدا کرتا ہے (اور وہ ہرگز گمان نہ کریں)، الَّذِيْنَ (وہ لوگ)، اسم موصول جمع، لَا يَحْسَبَنَّ کا فاعل ہے، كَفَرُوْا (جنہوں نے کفر کیا)، كَفَرَ يَكْفُرُ سے فعل ماضی جمع مذکر غائب، اَنَّمَا نُمْلِىْ (کہ جو ہم ڈھیل دیتے ہیں)، اَنَّ بلاشبہ، حرف مشبہ بالفعل، مَا، جو، اسم موصول، (اَنَّ کا اسم ہے)، نُمْلِىْ (ہم ڈھیل دیتے ہیں) اِمْلَاءٌ مصدر سے مضارع جمع متکلم، نُمْلِىْ (اللہ تعالیٰ کے لیے جمع متکلم کا صیغہ بطور عزت وعظمت کے لیے آیا ہے)، لَهُمْ (لَ۔ هُمْ) لیے، انھیں یعنی ان کے لیے۔ جار، مجرور، خَيْرٌ (بہتر ہے)، اَنَّ کی خبر ہے، لِاَنْفُسِهِمْ لِ، لیے، حرف جار اَنْفُسِ، جمع (نفسوں) هِمْ ضمیر جمع مذکر غائب (کفار کی طرف جاتی ہے) یعنی کفر کرنے والے یہ نہ سمجھیں کہ ہم جو انھیں ڈھیل دے رہے ہیں ان کے لیے بہتر ہے، اِنَّمَا نُمْلِىْ لَهُمْ (سوائے اس کے نہیں کہ) یعنی یہ ڈھیل دینا اس بات کے سوا اور کچھ نہیں کہ هُمْ ضمیر جمع مذکر کفار کی طرف جاتی ہے، لِيَزْدَادُوْٓا لَ، لام تعلیلیہ کہلاتا ہے (تا کہ) اس کے بعد اَنْ پوشیدہ ہوتا ہے، اِزْدَادَ يَزْدَادُ سے فعل مضارع جمع مذکر غائب، لام کی وجہ سے يَزْدَادُ کا نون حذف ہوا (تا کہ زیادہ ہو جائیں)، اِثْمًا (تمیز) گناہ، وَ اور (پھر) عاطفہ، لَهُمْ ضمیر جمع مذکر (کفار کی طرف جاتی ہے)، عَذَابٌ عذاب (موصوف)، مُّهِيْنٌ (صفت) رسوا کرنے والا۔

تفسیر

ارشاد ہوا، کہ ہم جو کافروں کی عمریں لمبی کرتے چلے جا رہے ہیں اور انھیں ان کے حال پر چھوٹ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دے رہے ہیں، مال، اولاد اور دنیا کی نعمتیں وافر دے رہے ہیں، تو کیا یہ سب کچھ ان کے لیے بہتر ہے؟ نہیں، بلکہ یہ اُن کے لیے بہت بُرا ہے کیونکہ اس سے اُن کے گناہوں میں اضافہ ہوگا، اُن کے خلاف حجت مضبوط ہوگی۔

جیسا کہ سورۃ توبہ میں فرمایا:

فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۵۵﴾ (التوبہ:55/9)

ان کے مال و دولت اور ان کی کثرت اولاد کو دیکھ کر دھوکا نہ کھایئے، اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ انھی چیزوں کے ذریعہ سے انھیں دنیا کی زندگی میں بھی مبتلائے عذاب کرے اور یہ جان بھی دیں تو انکار حق ہی کی حالت میں دیں۔

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت

(۱) ہر قسم کا وسوسہ اور افواہ جو مسلمانوں کے درمیان خوف اور مایوسی کا سبب بنے وہ شیطان اور اس کے ساتھیوں کا کام ہوتا ہے۔(اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ)

(۲) اہل ایمان کا ایمان ویقین اپنے رب پر ہوتا ہے، وہ ہمیشہ اسی کا خوف دل میں رکھتے ہیں اور ہر قسم کے خوف سے نجات پا جاتے ہیں۔(فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ)

(۳) اللہ تعالیٰ پر مضبوط ایمان رکھنے اور کمر ہمت کو توانا رکھنے سے دشمنوں کا خوف زائل ہو جاتا ہے۔(وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ)

(۴) کفار کو اگر دنیا میں عارضی طور پر تھوڑی بہت مہلت ملتی ہے تو آخرت میں ابدی گرفت ہو جاتی ہے۔(يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ)

(۵) ایمان، روشنی ہے اور دنیا و آخرت میں فوز و فلاح کا راستہ ہے جبکہ کفر تاریکی ہے اور دنیا و آخرت میں ناکامی اور نامرادی کی راہ ہے۔(اِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ)

(۶) دنیا میں مال و دولت کی فراوانی اور کفر و تکبر کا راستہ اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت اور سربلندی کا نشان نہیں ہے۔(وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۷) آج مسلمانوں کو اپنے اندر اپنے اسلاف کا جذبۂ ایمان ویقین پیدا کرنا چاہیے کہ اس سے فتح و کامرانی اُن کے نصیب میں آئے گی:

اپنے رازق کو نہ پہچانے تو محتاجِ ملوک
اور پہچانے تو ہیں تیرے گدا دارا و جم

روزی رساں صرف اللہ ہے اگر انسان اُسے نہ پہچانے تو دنیا کے بادشاہوں کا محتاج ہو جاتا ہے، لیکن اگر پہچان لے (یعنی اسے یقین ہو جائے کہ روزی رساں صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے) تو پھر جمشید جیسے بادشاہ بھی اس کے غلام ہو جاتے ہیں، اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ ہمارے اسلاف نے بڑی بڑی سلطنتوں کو فتح کر لیا کیونکہ انہیں اللہ تعالیٰ پر پورا ایمان تھا مگر آج وہ ایمان رخصت ہو گیا اس لیے اسلامی ممالک عملاً دوسروں کے غلام ہو کر رہ گئے ہیں۔

مومنین اور منافقین کی پرکھ

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۪ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۹﴾

ایسا نہیں ہو سکتا کہ اللہ ایمان والوں کو اسی حالت میں چھوڑ رکھے جس حالت میں تم آج کل اپنے آپ کو پاتے ہو (کہ منافق اور مومن دونوں ملے جلے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زندگی بسر کر رہے ہیں) وہ ضرور ایسا کرے گا کہ ناپاک کو پاک سے الگ
کر دے (اور منافق مومنوں سے الگ پہچان لیے جائیں) مگر اللہ کا یہ
طریقہ نہیں ہے کہ تم لوگوں کو غیب پر مطلع کر دے (غیب کی باتیں بتانے
کے لیے تو) اللہ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے منتخب کر لیتا ہے، لہٰذا
(امور غیب کے بارے میں) اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ، اگر تم
ایمان لائے اور تقویٰ کی روش پر چلو گے تو تم کو بڑا اجر ملے گا۔

الفاظ

مَا نافیہ، (نہیں)، كَانَ اللّٰهُ ہے، اللہ، (یعنی اللہ کی یہ شان نہیں ہے) كَانَ يَكُوْنُ ہونا، لِيَذَرَ (کہ چھوڑ دے)، اس کا مادہ (و ذ ر) ہے (وَذَرَ، يَذَرُ) چھوڑ دینا، لِيَذَرَ یہ لام تعلیل کہلاتا ہے، اس کے بعد مضارع کا آخری حرف (منصوب ہوتا ہے) زبر آتی ہے، الْمُؤْمِنِيْنَ (اہل ایمان کو)، عَلٰى پر، حرفِ جار، مَآ جو، جس موصولہ، اَنْتُمْ ضمیر جمع مذکر مخاطب (مسلمانوں کی طرف جاتی ہے) مبتدا، عَلَيْهِ (جس حال میں تم ہو)، (عَلٰى۔ ہٖ) جار، مجرور، حَتّٰى (یہاں تک) اس کے بعد کے لفظ پر نصب (زبر) ہوتی ہے، يَمِيْزَ (وہ الگ کر دے) اس کا مادہ (م ی ز) ہے (مَازَ، يَمِيْزُ) الگ کر دینا، امتیاز، نمایاں، اردو میں معروف لفظ ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کھرے اور کھوٹے کو الگ کر دے، الْخَبِيْثَ برا، ناپاک اس کا مادہ (خ ب ث) ہے (خَبُثَ يَخْبُثُ)، برا ہونا، ناپاک ہونا اور مصدر خَبَاثَةً گندگی، نیت کی ناپاکی، غلاظت، براچلن، اردو میں جانا پہچانا لفظ ہے، خبیث وہ شخص ہوتا ہے جو حیا باختہ ہو، مِنَ الطَّيِّبِ (پاکیزہ چیز سے) جار، مجرور اس کا مادہ (ط ی ب) طَابَ يَطِيْبُ، کسی چیز کا پاکیزہ اور حلال ہونا اور انسانوں میں طیب وہ ہیں جو جہل، فسق اور برے اعمال کی نجاست سے پاک ہوں اور علم و ایمان، پاکیزہ اور اچھے اعمال کے زیور سے آراستہ ہوں۔ وَ اور (عاطفہ)، مَا نہ (نافیہ)، كَانَ (كَانَ يَكُوْنُ)، ہونا، اللّٰهُ اللہ سبحانہ وتعالیٰ، كَانَ کا اسم لِيُطْلِعَكُمْ لام تعلیل (کہ)، يُطْلِعَ (اطلاع کرے) فعل مضارع واحد مذکر معلوم، منصوب بوجہ لام تعلیل، اس کا مادہ أَطْلَعَ يُطْلِعُ اس کے بعد عَلٰى آجائے تو اطلاع کرنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے معنی آتے ہیں، کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر (لوگوں کی طرف جاتی ہے)، عَلَى الْغَيْبِ (غیب پر)، جار، مجرور، وَ اور، (عاطفہ)، لٰكِنَّ (لیکن) حرف مشبہ بالفعل، اللهَ اللہ سبحانہ وتعالیٰ، لٰكِنَّ کا اسم، يَجْتَبِي (منتخب کرتا ہے) اس کا مادہ (ج ب ی) (اِجْتَبٰى يَجْتَبِي)، منتخب کرنا، اِجْتِبَاءٌ باب افتعال، اس باب کا خاصہ اہتمام کرنا ہے، یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے بندوں میں سے رسولوں کا انتخاب فرماتا ہے، مِنْ رُّسُلِهٖ (اپنے رسولوں کا) مِنْ حرف جار (مفعول بہ)، رُسُلِهٖ (رُسُلِ۔ ہٖ)، مضاف، مضاف الیہ (مجرور)، يَّشَآءُ (جس کو چاہتا ہے جو لوگوں کو اللہ کی باتیں بتاتے ہیں جس قدر چاہتا ہے)، فَاٰمِنُوْا۔ ف (تو) اٰمِنُوْا (تم ایمان لاؤ)، اس کا مادہ (ء م ن) ہے (اٰمَنَ يُؤْمِنُ) دل اور زبان سے اللہ تعالیٰ کو رب واحد مان کر اس کے احکام پر سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عمل پیرا ہو جانا، بِاللّٰهِ (ساتھ، اللہ کے) جار، مجرور، وَ اور (عاطفہ)، رُسُلِهٖ (رُسُلِ۔ ہٖ) اس کا مفرد رسول ہے مضاف، مضاف الیہ (اس کے رسولوں پر)، وَ اور مستانفہ (مستقل جملہ شروع ہوتا ہے)، اِنْ اگر (حرف شرط)، تُؤْمِنُوْا (تم ایمان لائے) فعل مضارع جمع مذکر حاضر، اصل میں تُؤْمِنُوْنَ تھا، اِنْ کی وجہ سے ن گر گیا، وَ اور (عاطفہ) تَتَّقُوْا (اور ڈرتے رہو، تقویٰ کی روش اختیار کرو)، اس میں بھی اِنْ کی وجہ سے تَتَّقُوْنَ کے بجائے تَتَّقُوْا رہ گیا، فَلَكُمْ ۔ فَ جواب شرط (تو)، لَكُمْ (لَ۔ كُمْ) لیے، تمہارے۔ جار مجرور (خبر مقدم)، اَجْرٌ اجر، صلہ (موصوف)، عَظِيْمٌ بہت بڑا (صفت) مرکب توصیفی (مبتدا موخر)۔

تفسیر

”مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ“

یعنی یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت نہیں کہ وہ اہل ایمان کو پرکھے بغیر خلط ملط حالت میں چھوڑ دے، وہ اُن کو پرکھے گا اور پاک کو ناپاک میں سے، مومن کو منافق میں سے اور سچے کو جھوٹے میں سے علیحدہ کرے گا۔

اَلْخَبِيْثَ، خُبْثٌ اور خَبَاثَةٌ سے صفت مشبہ، ہر بری، غلیظ، خراب اور گندی چیز کو خباثت کہتے ہیں اور خبیث وہ شخص ہوتا ہے جس کا عقیدہ باطل ہوتا ہے، بدباطن اور آوارہ ہوتا ہے۔

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

”ہر وہ چیز جو ردی اور خسیس ہونے کی وجہ سے بری معلوم ہو خواہ وہ چیز محسوسات سے ہو یا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معقولات سے (یعنی عقائد اور خیالات) سے تعلق رکھتی ہو، ان آیات پر غور کیجیے:

(۱) وَاٰتُوا الْيَتٰمٰۤى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ (النساء:2/4)

''اور یتامیٰ سنِ رشد کو پہنچ جائیں) تو ان کے مال ان کو (من وعن) واپس کر دو اور (اپنے) بُرے مال کو (اُن کے) اچھے مال سے بدل نہ لو۔''

(۲) وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ

(الانبیاء:74/21)

''اور (سیدنا) لوط کو ہم نے حکمت اور علم بخشا، اور اسے اسی بستی سے بچا کر نکال دیا جو (بے حیائیوں کی مرتکب تھی)''

(۳) اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ (النور:26/24)

''خبیث عورتیں، خبیث مردوں کے لیے ہیں اور خبیث مرد خبیث عورتیں کے لیے (یعنی بے حیا)۔''

(۴) وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ (ابراہیم:26/14)

''اور کلمۂ خبیثہ (کفر وشرک) کی مثال ایک (گندے) درخت کی ہے (اس میں نہ افادیت نہ استحکام) اس کو زمین کے اوپر ہی سے اکھاڑ پھینکا گیا اور اس کو ذرا بھی قرار (وثبات) نہیں۔''

طیّبٌ کے معنی کسی چیز کے پاکیزہ اور حلال ہونے کے ہیں ان آیات پر غور کر لیجیے:

(i) كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا (المومنون:51/23)

''کھاؤ پاکیزہ چیزیں اور عمل کرو صالح، (نیک اعمال کی توفیق پاکیزہ کھانے سے ملے گی)۔''

اصل میں ''الطَّعَامُ الطَّيِّبُ'' اس کھانے کو کہا جاتا ہے جو جائز طریقے سے حاصل کیا جائے اور جائز جگہ سے جائز اندازہ کے مطابق لیا جائے کیونکہ جو غذا اس طرح حاصل کی جائے وہ دنیا اور آخرت دونوں میں خوشگوار ثابت ہوگی۔

(ii) الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ (النحل:32/16)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جب فرشتے ان کی جانیں نکالتے ہیں اور یہ لوگ (کفرو شرک سے) پاک ہوتے ہیں۔

(iii) وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ (النور:26/24)

''اور پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لیے ہیں اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے ہیں (جو ایمان اور شرم کے زیور سے آراستہ ہوں)۔''

(iv) لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ (المائدہ:87/5)

''جو پاکیزہ چیزیں اللہ نے تمہارے لیے حلال کی ہیں انہیں حرام نہ کرلو۔''

(حلت وحرمت کا حق صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے)

(v) ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ﴿۲۴﴾ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا ۭ (ابراهيم:24,25/14)

''کیا آپ نے غور نہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے کلمہ طیبہ (توحید وایمان) کی کیسی (اچھی) مثال بیان فرمائی ہے (اس کی مثال یوں ہے) جیسے ایک پاکیزہ درخت کہ اس کی جڑ مضبوطی سے قائم ہے (زمین کی گہرائی میں پیوست ہے) اور ڈالیاں آسمان پر (پھیلی ہوتی) ہیں ہر آن وہ اپنے رب کے حکم سے اپنے پھل دے رہا ہے۔'' (مفردات القرآن)

''وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ...... فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ''

نیز یہ بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت نہیں کہ اپنے بندوں کو اس غیب پر مطلع کرے جس کا علم اس نے اپنے بعض بندوں کو (یعنی رسولوں) کو عطا کیا ہے، پس اللہ تعالیٰ کی حکمت تقاضا کرتی ہے کہ وہ اپنے بندوں کو مختلف قسم کی آزمائش اور امتحان میں مبتلا کرے تاکہ پاک میں سے ناپاک ممیز ہو جائے، اس مقصد کے لیے اللہ تعالیٰ نے انبیاء ورسل مبعوث فرمائے اور ان کی اطاعت، ان کی پیروی اور ان پر ایمان لانے کا حکم دیا، ایمان اور تقویٰ کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے، پس انبیائے کرام کی اتباع کے اعتبار سے لوگ دو اَقسام میں منقسم ہیں۔ اطاعت گزار اور نافرمان، مومنین اور منافقین، مسلمان اور کفار...... تاکہ ان پر اللہ تعالیٰ کا ثواب وعقاب مرتب ہو اور اس کا عدل وفضل اور اس کی حکمت ظاہر ہو۔ (تفسیر السعدی، عبدالرحمن بن ناصر السعدی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت

(۱) مختلف مصائب وآلام سے گزر کر ہی انسان کا ایمان نکھرتا ہے، بندہ مومن خندہ پیشانی سے انہیں برداشت کرتا ہے اور اس سے اس کا اجر بڑھ جاتا ہے جبکہ منافق اس راہ میں ہمت ہار بیٹھتا ہے (حَتّٰى يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ)۔

(۲) غیب کا علم اللہ تعالیٰ ہی کے لیے مخصوص ہے اور اپنے بندوں میں سے (انبیاء ورسل) کو وہ جتنا علم چاہتا ہے عطا کرتا ہے، جو لوگ ان نفوس قدسیہ کی اتباع کرتے ہیں، ایمان اور تقویٰ کی شاہراہ پر چل پڑتے ہیں ان کے لیے فوز وفلاح اور اجرِ عظیم ہے (وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِي مِن رُّسُلِهِ ...وَ إِن تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا فَلَكُمْ أَجْرٌ عَظِيمٌ)۔

شکوہ سنج سختی آئیں مشو
از حدودِ مصطفیٰ بیروں مشو

آئین اسلام کی سختی کا شکوہ نہ کر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقرر کردہ حدود سے باہر نہ ہو، اصل اطاعت یہ کہ زندگی کے ہر معاملے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکمل اتباع کیا جائے، معیشت، معاشرت، تجارت، لین دین، شادی وغمی، جنگ اور امن اور دیگر تمام معاملات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو پیش نظر رکھا جائے۔

حرص اور بخل کا انجام

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللّٰهُ مِن فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَّهُم ۖ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۖ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝۱۸۰

جن لوگوں کو اللہ نے اپنے فضل سے نوازا ہے اور وہ بخل سے کام لیتے ہیں (زکوٰۃ اور خیرات کو روک کر رکھتے ہیں) وہ اس خیال میں نہ رہیں کہ یہ بخیلی ان کے لیے اچھی ہے، نہیں یہ ان کے حق میں نہایت بُری ہے، جو کچھ وہ اپنی کنجوسی سے جمع کر رہے ہیں، وہی روزِ قیامت ان کے گلے کا طوق بن جائے گا، (یادرکھو!) زمین و آسمان کی میراث اللہ ہی کے لیے ہے اور تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اُس سے پوری طرح باخبر ہے۔

الفاظ

وَ اور، (عاطفہ)، لَا يَحْسَبَنَّ (ہرگز نہ خیال کریں)، فعل نہی، ن ثقیلہ، اَلَّذِيْنَ (وہ لوگ)، اسم موصول، جمع مذکر، يَبْخَلُوْنَ جو بخل کرتے ہیں، اس کا مادہ (ب خ ل) بَخِلَ يَبْخَلُ (بخل سے کام لینا) بُخْلٌ مصدر سے مضارع جمع مذکر غائب، يَبْخَلُوْنَ۔ بخیل، کنجوس، اردو میں معروف لفظ ہے، اَلْبُخْلُ فِى اللُّغَةِ اَنْ يَّمْنَعَ الْاِنسانُ الْحَقَّ الْوَاجِبَ عَلَيْهِ (تفسیر قرطبی) بخل حقِ واجب (زکوٰۃ) کو ادا نہ کرنے کا نام ہے۔ بِمَآ (بِ۔مَا) ساتھ اس کے، جو، بِ جار، مَا موصولہ، مجرور (اس میں سے جو)، اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ (جو عطا کیا اللہ نے انھیں اپنے فضل سے) آتٰی یُؤْتِیْ عطا کرنا اِيْتَآءٌ مصدر سے ماضی واحد مذکر غائب، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے، مِنْ سے، حرف جار، فَضْلِهٖ (فَضْلِ۔ہٖ) مضاف، مضاف الیہ (اپنے فضل سے)، هُوَ وہ، مال، خَيْرًا بہتر ہے، لَّهُمْ (لَ۔هُمْ) لیے، ان کے، یعنی وہ لوگ جنھیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے نوازا ہے اور زکوٰۃ و خیرات غربا و مساکین کو نہیں دیتے ہیں، وہ اس خیال میں نہ رہیں کہ بخیلی ان کے لیے اچھی ہے۔ بَلْ (بلکہ)، حرف اضراب ہے (جب اس کے بعد کوئی جملہ آئے تو اس سے ماقبل کا ردّ ہوگا اور مابعد کا اَثبات ہوگا)، هُوَ (وہ) یعنی مال کا روکنا (مبتدا)، شَرٌّ (برا ہے)، خبر ہے، لَّهُمْ اُن کے لیے، سَيُطَوَّقُوْنَ۔ سَ مستقبل قریب کے لیے آتا ہے (عنقریب)، يُطَوَّقُوْنَ اس کا مادہ (ط و ق) ہے (طَوَّقَ يُطَوِّقُ) گلے میں طوق ڈالنا اس سے مضارع مجہول جمع مذکر غائب،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُطَوَّقُوْنَ (عنقریب وہ طوق پہنائے جائیں گے)، مَا بَخِلُوْا (کہ انھوں نے بخل کیا اس مال کی بنا پر)، مَا موصولہ (جو)، بَخِلُوْا (بخل کیا انھوں نے) فعل ماضی جمع مذکر غائب، بِهٖ (بِ۔ہٖ) ساتھ، اس کے، ہٖ کی ضمیر مال کی طرف جاتی ہے، جار، مجرور، يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (قیامت کے دن) يَوْمَ مضاف، الْقِيٰمَةِ مضاف الیہ (ظرف زماں)، یعنی وہی مالک حقیقی ہے، وَ اور، (عاطفہ)، لِلّٰهِ (لِ۔للہ) لیے، اللہ تعالیٰ کے، جار، مجرور (خبر مقدم)، مِيْرَاثُ میراث (ملکیت) اس کا مادہ (ورث) (وَرِثَ يَرِثُ) وارث ہونا، ورثہ میں پانا، مالک ہونا، (اور حقیقی وارث تو اللہ ہی ہے)، وَ اور، (عاطفہ)، اللّٰهُ اللہ سبحانہ و تعالیٰ (مبتدا)، بِمَا (بِ۔مَا) ساتھ اس بات کے، جو (جار، مجرور)، تَعْمَلُوْنَ (تم عمل کرتے ہو)، اس کا مادہ (ع م ل) ہے (عَمِلَ يَعْمَلُ) زندگی گزارنا، آیا اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی اور سنت نبوی ﷺ کی اطاعت میں زندگی بسر کی یا اس سے ہٹ کر خواہشاتِ نفس کے مطابق وقت پورا کیا۔

تفسیر

مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں:

اہل نفاق جس طرح اپنی جان کے معاملے میں چور ہوتے ہیں، اسی طرح اپنے مال کے معاملے میں بھی چور ہوتے ہیں۔ اس وجہ سے ان کی اس کمزوری پر بھی تنبیہ فرمائی تاکہ مسلمان اس بیماری سے بھی ہوشیار رہیں۔ فرمایا کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرنے سے دریغ کر رہے ہیں، درآنحالیکہ وہ اللہ ہی کا بخشا ہوا ہے اور اللہ نے ان کو کسی استحقاق کی بنا پر نہیں بلکہ محض اپنے فضل سے بخشا ہے، وہ یہ نہ سمجھیں کہ اپنے مستقبل کی مصلحت کے لیے وہ کوئی بڑا مفید کام کر رہے ہیں۔ اللہ کے حقوق و فرائض سے چُرا چُرا کر جو مال جمع کیا جا رہا ہے وہ قیامت کے دن ان کی گردنوں کا بوجھل طوق بنے گا اور سونے کے جو طوق آج زینت و فخر کا ذریعہ بنے ہوئے ہیں، یہ سانپوں اور اژدھوں کی شکل میں تبدیل ہو جائیں گے۔

مزید فرمایا کہ آسمان و زمین کی ساری میراث بالآخر اللہ ہی کی طرف پلٹ جانے والی ہے۔ جو کچھ جس کو ملا ہے اللہ ہی سے ملا ہے اور پھر یہ سب کچھ اسی کی طرف لوٹ جانے والا ہے۔ یہ ساری چیزیں اللہ نے ہمیں بطور امانت بخشی ہیں اور مقصود اس سے ہمارا امتحان ہے، وہ اس بات سے اچھی طرح باخبر ہے کہ ہم نے اس کی بخشی ہوئی نعمتوں سے کس طرح کا تصرف کیا ہے اور اپنے اس علم کے مطابق وہ جزا یا سزا دے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گا۔ (تدبر قرآن)

اہل یہود کی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے بارے میں گستاخی

لَقَدْ سَمِعَ اللهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۱۸۱﴾

بلاشبہ اللہ نے ان لوگوں کا کہنا سن لیا جنھوں نے یہ بات کہی کہ ''اللہ محتاج ہے اور ہم دولت مند ہیں'' کہ (بار بار اس کے نام پر ہم سے مال طلب کیا جاتا ہے) سو قریب ہے کہ جو بات انھوں نے کہی ہے، ہم اُن کے لیے لکھ دیں (یعنی یہ انفاق فی سبیل اللہ کی دعوت کی ہنسی اڑاتے ہیں اور اللہ کو محتاج کہتے ہیں، تو عنقریب اس کی پاداش میں یہ خود محتاج اور تباہ حال ہو جائیں گے) اور انبیائے کرامؑ کا ناحق قتل کرنا (کہ ان کے نامۂ اعمال کی سب سے بڑی شقاوت ہے) اور (اس وقت جب اس شقاوت کا نتیجہ پیش آئے گا تو) ہم کہیں گے: اب (پاداش عمل میں) عذاب جہنم کا مزہ چکھو۔

الفاظ

لَقَدْ (لَ۔قَدْ) البتہ، تحقیق (بلاشبہ) لام اور قَدْ تحقیق کے لیے ہے، سَمِعَ اللهُ سَمِعَ ماضی، واحد مذکر غائب، سَمِعَ اللهُ (سنا اللہ تعالیٰ نے)، قَوْلَ۔ قَالَ يَقُوْلُ سے قَوْلٌ مصدر ہے (مفعول) (بات)، الَّذِيْنَ اسم موصول جمع (اُن لوگوں کی)، قَالُوْٓا فعل ماضی جمع مذکر غائب، (جنھوں نے کہا)، اِنَّ حرف مشبہ بالفعل، اللهَ اللہ سبحانہ وتعالیٰ، اِنَّ کا اسم، فَقِيْرٌ (محتاج) اِنَّ کی خبر، وَّ اور، (عاطفہ)، نَحْنُ ہم، ضمیر جمع مذکر (منفصل) مبتدا، اَغْنِيَآءُ اس کا مفرد غَنِيٌّ (ہم دولت مند ہیں) خبر (ان لوگوں کی بات جنھوں نے کہا یقیناً اللہ فقیر ہے اور ہم دولت مند ہیں)، سَنَكْتُبُ سَ تاکید کے لیے، نَكْتُبُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(كَتَبَ يَكْتُبُ) سے فعل مضارع جمع متکلم (اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے لیے جمع کا صیغہ بطور عزت وعظمت کے لیے آیا ہے)، مَا (جو)، موصولہ، قَالُوْا (انھوں نے کہا) فعل ماضی، جمع مذکر غائب، وَ اور، (عاطفہ)، قَتْلَهُمُ الْاَنْبِيَآءَ (ان کا قتل کرنا، انبیاء علیہم السلام کو)، بِغَيْرِ حَقٍّ (ناحق) بِ حرف جار غَيْرِ، مضاف، حَقٍّ مضاف الیہ، وَّ اور، عاطفہ، نَقُوْلُ ہم کہیں گے (اللہ سبحانہ وتعالیٰ) فعل مضارع، جمع متکلم، ذُوْقُوْا (چکھو) فعل امر، جمع مذکر۔ اس کا مادہ (ذوق) ہے، ذَاقَ يَذُوْقُ سے فعل امر، جمع مذکر ذُوْقُوْا، عَذَابَ (عذاب) مضاف، الْحَرِيْقِ مضاف الیہ، (جلانے والا) مفعول۔

تفسیر

حافظ عبدالسلام حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

اس سے قبل کی آیات میں اللہ کے راستے میں خرچ کرنے پر زور دیا، اب اِن آیات میں یہود کے اعتراضات کا بیان اور ان کا جواب دینا مقصود ہے۔ دراصل یہود یہ اعتراضات نبوت پر طعن کی غرض سے کرتے تھے۔ کتب تفسیر میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا (البقرہ:245/2) کون ہے جو اللہ کو قرض دے ''اچھا قرض'' تو بعض یہود نے مذاق اڑاتے ہوئے کہا ''لو جی اللہ تعالیٰ بھی فقیر ہو گئے ہیں اور بندوں سے قرض مانگنے پر اتر آئے ہیں۔ تو ان کے جواب میں یہ آیت اتری۔ (حافظ ابن کثیر بحوالہ تفسیر القرآن الکریم)

دراصل اس قسم کے اعتراضات وہ عوام کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے متنفر کرنے کی غرض سے کرتے تھے، ورنہ وہ بھی خوب جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایسے الفاظ کہنا کتنی بڑی گستاخی ہے۔

(تفسیر قرطبی بحوالہ ایضاً)

"سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا" یعنی ان کی اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہ گستاخی اور رسولوں کو ناحق قتل کرنا، سب ان کے نامۂ اعمال میں درج کیا جا رہا ہے۔ قیامت کے روز ایسے مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا اور وہ "عذاب حریق" (جلانے والے عذاب کے) کی سزا میں گرفتار ہوں گے۔ (حوالہ ایضاً)

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت

(۱) یہ جان اور یہ مال سب کچھ اسی رب کریم نے اپنے فضل سے عطا کیا۔ اس میں سے اللہ کے راستے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں دے ڈالو اور بخل سے کام نہ لو (وَ لَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ)۔

(۲) جو مال اللہ کی راہ میں خرچ ہو جائے وہ خیر ہی خیر ہے (هُوَ خَیْرًا لَّهُمْ)۔

(۳) جو مال فی سبیل اللہ خرچ نہ ہو وہ شرّ (برائی ہے) (بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ)۔

(۴) دنیا میں مال کا جمع کرنا اور فی سبیل اللہ نہ دینا روزِ قیامت طوق کی شکل میں بن جائے گا۔ یہ طوق سانپ اور اژدھا بن کر سامنے آئیں گے۔ (سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا)۔

(۵) (یاد رکھو!) یہ جان اور مال اور تمام مال و متاع اس خالق کائنات کا عطا کردہ ہے۔ (وَ لِلّٰهِ مِیْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ)

اس لیے بندہ مومن کے لیے صحیح راستہ حرص و ہوس کو چھوڑ کر انسانیت کے ساتھ مروت و احسان کا راستہ ہے:

ہوس نے کر دیا ہے ٹکڑے ٹکڑے نوعِ انساں کو
اخوت کا بیاں ہو جا، محبت کی زباں ہو جا

لوگوں کو اپنے اعمال ہی کی سزا ملتی ہے

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْكُمْ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ﴿۱۸۲﴾

(اے یہود!) یہ تمھارے ہاتھوں کی کمائی ہے (جو اعمال تم نے دنیا میں سر انجام دیے آج اس کا نتیجہ تمھارے سامنے ہے) ورنہ اللہ کے لیے تو یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات کبھی نہیں ہو سکتی کہ اپنے بندوں کے لیے ظلم کرنے والا ہو۔

الفاظ

ذٰلِكَ اسم اشارہ بعید، بمعنی قریب (یہ) مبتدا۔ بات کی اہمیت اور توجہ دلانے کے لیے عربی ادب کا یہ اسلوب ہے، اَیْ ذٰلِكَ الْعَذَابُ (یعنی یہ عذاب)، بِمَا (بِ۔مَا) اس وجہ سے، جو، بِ (سببیہ مَا، موصول (یعنی یہ عذاب اس وجہ سے ہے جو)، قَدَّمَتْ (آگے بھیجا) اس کا مادہ (ق دم) ہے قَدَم، آگے چلنا اور (قَدَّمَ یُقَدِّمُ) آگے بھیجنا اور اس سے صیغہ واحد مونث غائب قَدَّمَتْ، اَيْدِيْكُمْ (اَيْدِيْ۔ كُمْ) ہاتھوں، تمھارے (نے) مضاف، مضاف الیہ (فاعل)، قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ (یعنی تمھارے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہے، تمھارے اپنے ہی اعمال کا نتیجہ ہے)، وَ اور، عاطفہ، اَنَّ اللّٰهَ (بلاشبہ اللہ تعالیٰ)، لَيْسَ (نہیں) فعل ماضی ناقص اس سے مضارع اور امر کے صیغے نہیں آتے، بِظَلَّامٍ (ظلم کرنے والا)، لَيْسَ بِظَلَّامٍ (قطعی ظلم کرنے والا نہیں ہے)، ظُلْمٌ سے مبالغہ کا صیغہ، جب مبالغے کے صیغے پر ب شروع میں آجائے تو نفی کے معنی پیدا ہوتے ہیں، (یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر قطعی ظلم نہیں فرماتا ہے)، لِلْعَبِيْدِ اپنے بندوں پر۔

تفسیر

اس رب کریم کی عزت وعظمت سے بعید ہے کہ اپنے بندوں پر بغیر جرم کے ظلم کرے، اور یہ بات بھی اس کے عدل کے خلاف جائے گی کہ محسنوں اور مجرموں کے ساتھ یکساں سلوک کرے، اس لیے ارشاد فرمایا:

اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوٗنَ (السجدۃ:18/32)

”بھلا کہیں یہ ہو سکتا ہے کہ جو شخص مومن ہو وہ اس شخص کی طرح ہو جائے جو فاسق ہو؟ یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے (تو عدل کا تقاضا ہے کہ دونوں کی جزا وسزا مختلف ہوں)۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہودیوں کی کٹ حجتی

اَلَّذِیۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰہَ عَہِدَ اِلَیۡنَاۤ اَلَّا نُؤۡمِنَ لِرَسُوۡلٍ حَتّٰی یَاۡتِیَنَا بِقُرۡبَانٍ تَاۡکُلُہُ النَّارُ ؕ قُلۡ قَدۡ جَآءَکُمۡ رُسُلٌ مِّنۡ قَبۡلِیۡ بِالۡبَیِّنٰتِ وَ بِالَّذِیۡ قُلۡتُمۡ فَلِمَ قَتَلۡتُمُوۡہُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ﴿۱۸۳﴾

یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے کہا ''اللہ ہم سے عہد لے چکا ہے کہ ہم کسی رسول پر ایمان نہ لائیں جب تک وہ ہمارے پاس ایسی قربانی نہ لائے جسے آگ کھا لیتی ہو۔'' آپ اُن سے کہہ دیجیے (اگر تمھارے ردّ و قبول کی کسوٹی یہی ہے تو بتاؤ؟) مجھ سے پہلے اللہ کے کتنے ہی رسول سچائی کی روشن دلیلوں کے ساتھ تمھارے پاس آئے اور اس بات کے ساتھ آئے جس کے لیے تم کہہ رہے ہو (یعنی سوختنی قربانی کے حکم کے ساتھ) پھر اگر تم اپنے قول میں سچے ہو، تو کیوں تم (نے انھیں قبول نہیں کیا، اور کیوں ایمان لانے کی جگہ) انبیاؑ کو قتل کرتے رہے۔

الفاظ

اَلَّذِیۡنَ (جو لوگ)، اسم موصول، (جمع)، قَالُوۡۤا (کہتے ہیں)، فعل ماضی، جمع مذکر غائب، اِنَّ اللّٰہَ (تحقیق اللہ تعالیٰ)، اِنَّ حرف مشبہ بالفعل، اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کا اسم ہے، عَہِدَ عَہۡدٌ مصدر سے ماضی واحد مذکر غائب (عہد لیا)، اِلَیۡنَاۤ (اِلٰی۔نَا) طرف، ہماری، یعنی ہمارے ساتھ، جار، مجرور، اَلَّا نُؤۡمِنَ (یہ کہ نہ ایمان لائیں ہم) اَلَّا (اَنۡ۔لَا) یہ کہ، نہ اَنۡ حرف ناصبہ (اپنے بعد والے حرف کو زبر دیتا ہے) لَا نافیہ، نُؤۡمِنَ (ہم ایمان لائیں) فعل مضارع جمع متکلم (عہد شکن لوگوں کی طرف یہ صیغہ جاتا ہے)، لِرَسُوۡلٍ (کسی رسول پر)، لِ حرف جار، رَسُوۡلٍ مجرور، حَتّٰی (یہاں تک، فعل مضارع کو نصب یعنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زبر دیتا ہے)، یَاْتِیَنَا اِتْیَانٌ مصدر سے مضارع واحد مذکر غائب (یَاْتِی)، نَا ضمیر جمع متکلم اَتٰی کا معنی آنا آگے ب آجائے تو معنی لانا ہے۔(یہاں تک وہ ہمارے پاس لائے)، بِقُرْبَانٍ بَا، حرف جار، قُرْبَانٍ مجرور (ایسی چیز جو قربانی میں پیش کی جائے) یعنی وہ چیز جو تقرب الی اللہ کے لیے پیش کی جائے۔ تَاْکُلُهُ النَّارُ (جسے آگ کھائے) اَکَلَ یَاْکُلُ سے واحد مؤنث غائب تَاْکُلُ آگ کے لیے صیغہ آیا ہے، چونکہ النّار مونث سماعی ہے اس لیے صیغہ واحد مونث غائب کا آیا ہے، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب، قربانی کی طرف جاتی ہے۔ قُلْ (کہہ دیجیے) قَالَ یَقُوْلُ سے فعل امر واحد مذکر، قَدْ حرف تحقیق، فعل ماضی کے شروع میں آئے تو شک کو دور کرتا ہے، جَآئَکُمْ (جَآءَ۔ کُمْ) آچکے، تمھارے پاس، جَآءَ فعل ماضی، واحد مذکر غائب، کُمْ، ضمیر جمع مذکر حاضر (یہود کی طرف جاتی ہے)، مفعول، رُسُلٌ (پیغمبر اور رسول)، مِّنْ قَبْلِیْ (مجھ سے پہلے یعنی خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے)، مِنْ حرف جار، قَبْلِیْ (قَبْلِ۔ یْ) قبل، مجھ سے، مضاف، مضاف الیہ، بِالْبَیِّنٰتِ (بِ۔ الْبَیِّنٰتِ) ساتھ، روشن (دلائل کے) اس کا مفرد بَیِّنَةٌ ہے، بِ حرف جار، الْبَیِّنٰتِ مجرور، وَبِالَّذِیْ (اور اس کے ساتھ)، قُلْتُمْ (جو تم نے کہا) قال یقول سے فعل ماضی جمع مذکر حاضر قُلْتُمْ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ مجھ سے پہلے تمھاری طرف ایسے پیغمبر اور رسول آچکے ہیں جو تمھارے لیے روشن دلائل لائے اور تمھارے لیے وہ چیز بھی پیش کی جو تم کہہ رہے تھے یعنی سوختنی قربانی بھی، فَلِمَ (فَ۔لِمَ) پس، کیوں، فَ جواب شرط، لِمَ حرف استفہام، قَتَلْتُمُوْهُمْ قَتَلْتُمْ فعل ماضی جمع مذکر حاضر (تم نے قتل کیا اُن کو یعنی انبیاء علیہم السلام کو) هُمْ ضمیر جمع مذکر انبیاء علیہم السلام کی طرف جاتی ہے۔ اِنْ (اگر) شرطیہ، (کَانَ یَکُوْنُ) ہونا کُنْتُمْ جمع مذکر حاضر، کُنْتُمْ (تم ہو)، صٰدِقِیْنَ (سچے) صَدَقَ یَصْدُقُ سے اسم فاعل جمع مذکر صٰدِقِیْنَ کُنْتُم کی خبر ہے۔

تفسیر

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

اس میں یہود کی ایک اور بات کی تکذیب کی جا رہی ہے، وہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سے یہ عہد لیا ہے کہ تم صرف اس رسول کو ماننا جس کی دعا پر آسمان سے آگ آئے اور قربانی وصدقات کو جلا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈالے، مطلب یہ تھا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کے ذریعے سے اس معجزے کا چونکہ صدور نہیں ہوا، اس لیے بحکم الٰہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانا ہمارے لیے ضروری نہیں حالانکہ پہلے نبیوں میں ایسے نبی بھی آئے کہ جن کی دعا سے آسمان سے آگ آتی اور اہل ایمان کے صدقات اور قربانیوں کو کھا جاتی، جو ایک طرف اس بات کی دلیل ہوتی کہ اللہ کی راہ میں پیش کردہ صدقہ یا قربانی بارگاہ الٰہی میں قبول ہوگئی، دوسری طرف اس بات کی دلیل ہوتی کہ یہ نبی برحق ہے۔ لیکن ان یہودیوں نے ان نبیوں اور رسولوں کی بھی تکذیب ہی کی تھی، اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو پھر تم نے ایسے پیغمبروں کو کیوں جھٹلایا اور انھیں قتل کیا جو تمھاری طلب کردہ نشانی ہی لے کر آئے تھے۔ (احسن البیان)

فَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَاءُو بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿۱۸۴﴾

(اے نبیؐ) یہ لوگ اگر آج آپ کو جھٹلا رہے ہیں تو (یہ کوئی ایسی بات نہیں جو آپ کے ساتھ ہوئی ہو) آپ سے پہلے کتنے ہی رسول ہی جو (اس طرح) جھٹلائے گئے، باوجود یکہ (سچائی کی) روشن دلیلیں (حکمت و موعظت کے) صحیفے اور (شریعت) کی روشن کتاب اُن کے ساتھ تھی۔

الفاظ

فَإِنْ (پس اگر)، فَ عاطفہ (جملے میں ربط کے لیے)، إِنْ حرف شرط، كَذَّبُوكَ (یہ آپ کو جھٹلاتے ہیں) اس کا مادہ (ک ذ ب) ہے (كَذَّبَ يُكَذِّبُ) جھٹلانا، تَكْذِيب مصدر سے ماضی جمع مذکر غائب كَذَّبُوا، ک ضمیر واحد مذکر مخاطب مفعول (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جاتی ہے)، فَقَدْ (پس تحقیق) فَ جواب شرط قَدْ حرف تحقیق، كُذِّبَ (جھٹلائے گئے) فعل ماضی مجہول، رُسُلٌ (بہت سے رسول) رُسُلٌ کا مفرد رَسُوْلٌ ہے، جَاءُوْ جمع مذکر غائب، (جو رسول آئے تھے) جَاءَ يَجِيْئُ، آنا اس کے بعد 'ب' آجائے تو معنی لانا ہوگا، جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ (وہ روشن دلائل کے ساتھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریف لائے)، بِالْبَيِّنٰتِ (بِ۔الْبَيِّنٰتِ) ساتھ، روشن دلائل کے جار، مجرور، وَ اور عاطفہ، الزُّبُرِ اس کا مفرد زَبُوْرٌ ہے "الزُّبُرُ" اَلْمَوَاعِظُ وَالزَّوَاجِرُ (تفسیر بیضاوی) وہ صحیفے جو اخلاقی مواعظ اور تنبیہات پر مشتمل ہوں، وَ اور، عاطفہ، الْكِتٰبِ آسمانی کتاب۔ موصوف، الْمُنِيْرِ روشن، صفت (شریعت) کی روشن کتاب

تفسیر

عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنا اور اللہ کے رسولوں کی تکذیب کرنا ان ظالموں (یہود) کی عادت اور وتیرہ رہا ہے، اللہ تعالیٰ کے رسولوں کی تکذیب اس وجہ سے نہ تھی کہ وہ معجزہ دکھانے سے قاصر رہے یا دلیل واضح نہ تھی بلکہ "جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ" یعنی وہ دلائل عقلیہ اور براہین نقلیہ لے کر مبعوث ہوئے "وَالزُّبُرِ" ان کے لیے آسمان سے لکھی ہوئی کتابیں نازل ہوئی اور ان کتابوں کو رسول کے سوا کوئی اور نہیں لا سکتا، "وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ" یعنی احکام شرعی کو روشن اور عدل کرنے والی کتابیں اور یہ احکام الٰہی جن محاسن عقلی پر مشتمل ہیں ان کو بیان کرنے والی ہیں نیز یہ سچی خبروں کو روشن کرتی ہیں، لہٰذا جب ان اوصاف کے حامل رسولوں پر ایمان لانا ان کی عادت نہیں تو ان کا معاملہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو غمزدہ نہ کرے۔ (تفسیر السعدی)

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت

(۱) انسان اپنے اعمال کی بجا آوری میں آزاد ہے۔ دنیا میں جو کماتا ہے اس کا نتیجہ آخرت میں پائے گا (ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ)۔

(۲) اللہ تعالیٰ کسی پر رائی برابر بھی ظلم نہیں کرتا۔ مجرموں کو اگر اس کے یہاں سزا ملتی ہے تو یہ بھی اس کا عدل ہے (اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ)۔

(۳) تکبر اور غرور، خواہش نفس اور پندار انسان کو راہ حق سے دور لے جاتا ہے اور غلط آرزوئیں اسے تباہ و برباد کر ڈالتی ہیں (اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ)۔

(۴) انبیائے کرام اور رسولوں نے ہر قسم کے معجزات انسانوں کے سامنے پیش کیے مگر ان کا غرور اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہٹ دھرمی ان کو جبر واستبداد سے نہ روک سکی (فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ)۔

(۵) انبیاء علیہم السلام کی دعوتِ حق علم وفکر واضح اور روشن دلائل اور تحریری دستور (کتاب) پر مبنی تھی (جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ)۔

(۶) جھٹلانے والوں کی سرشت اور جبلت تقریباً یکساں رہی ہے (فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ)۔

علم کا مقصود ہے پاکیٔ عقل و خرد
فقر کا مقصود ہے عفتِ قلب و نگاہ
علم فقیہ و حکیم، فقر مسیحؑ و کلیمؑ
علم ہے جویائے راہ، فقر ہے دانائے راہ

علم کا مقصد عقل وخرد کی خرابیاں دور کر کے انہیں پاک وصاف کرنا ہے یعنی انسان علوم وفنون سیکھتا ہے تو اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس کی عقل علمی نظریات کے سلسلے میں واضح اور شفاف ہو جائے جبکہ فقر کا مقصد یہ ہے کہ ہمارا دل اور ہماری نظر نیک ہو جائیں یعنی فقر ہم میں انسان دوستی، محبت، خدمت صداقت اور ایسے ہی نیک جذبات پیدا کرتا ہے۔

علم کی ترقی سے فقیہ اور حکیم وجود میں آتے ہیں یعنی قانون بنانے والے اور حکمت کا درس دینے والے افراد پیدا ہوتے ہیں جبکہ فقر سیدنا عیسیٰؑ اور سیدنا موسیٰؑ جیسے پیغمبروں کا مسلک ہے جو خرابیوں کی خلاف جہاد کرتے ہیں اور بہتر زندگی کے لیے ظالموں اور جابروں سے ٹکرا جاتے ہیں گویا کہ اہل علم دنیا کے اندھیرے میں اپنا دانائی سے راستہ تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں جبکہ اہل فقر اس تاریکی سے نکلنے کا راستہ بخوبی جانتے ہیں (اور وہ شریعت اسلام کی راہ ہے)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر نفس نے موت کا مزہ چکھنا ہے

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۱۸۵﴾

(لوگو! یاد رکھو!) ہر جان کے لیے (بالآخر موت کا مزہ چکھنا ہے اور جو کچھ تمہارے اعمال کا بدلہ ملنا ہے، وہ قیامت ہی کے دن پورا پورا ملے گا۔ اس دن جو شخص آتشِ دوزخ سے ہٹا دیا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا تو (سچی) کامیابی اسی کی ہوئی، اور دنیا کی زندگانی اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ (خواہشوں اور تمناؤں کا) کارخانۂ فریب ہے۔

الفاظ

كُلُّ نَفْسٍ (ہر متنفس، ہر جاندار)، **كُلُّ** مضاف، **نَفْسٍ** مضاف الیہ، (مبتدا)، **ذَآئِقَةُ** (ذَاقَ، يَذُوْقُ) چکھنا، اس سے اسم فاعل واحد مونث، **ذَآئِقَةُ** نفس کے لیے یہ صیغہ آیا ہے اور مضاف، **الْمَوْتِ** مضاف الیہ، **وَاِنَّمَا** (اور سوائے اس کے نہیں) **وَ** اور (عاطفہ)، **اِنَّمَا** (کلمہ حصر)، **تُوَفَّوْنَ** (تم کو پورا پورا دیا جائے گا) اس کا مادہ (و ف ی) ہے (**وَفّٰی يُوَفِّیْ**) پورا پورا دینا، اس سے فعل مضارع مجہول جمع مذکر حاضر، **اُجُوْرَكُمْ** (**اُجُوْرَ۔ كُمْ**) اجر۔ تمہارے، مضاف، مضاف الیہ (مفعول)، **يَوْمَ الْقِيٰمَةِ** (قیامت کے دن)، مضاف، مضاف الیہ، **فَمَنْ زُحْزِحَ** (پس جو کوئی ہٹا دیا گیا، دور کیا گیا) **فَ** پس عاطفہ، **مَنْ** اسم شرط (جو کوئی) **زُحْزِحَ**، **زَحْزَحَةٌ** مصدر سے ماضی مجہول واحد مذکر غائب، **زُحْزِحَ** (دور کیا گیا، ہٹا دیا گیا)، **عَنِ النَّارِ** (آگ سے) جار، مجرور، **وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ** (اور داخل کیا گیا جنت میں) **وَ** اور، عاطفہ **اُدْخِلَ** (**اَدْخَلَ، يُدْخِلُ**) داخل کرنا، اس سے ماضی مجہول واحد مذکر غائب **اُدْخِلَ**،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْجَنَّةَ جنت میں، (مفعول بہ)، فَقَدْ (فَ-قَدْ) پس، یقینا، ف جواب شرط، قَدْ، حرف تحقیق، فَازَ (پس وہ کامیاب ہوا) فَازَ یَفُوْزُ سے ماضی واحد مذکر غائب، وَمَا (اور نہیں)، وَ اور مستانفہ (اس کے بعد مستقل جملہ شروع ہوتا ہے) مَا نافیہ، الْحَیٰوةُ زندگی (موصوف)، الدُّنْیَآ دنیا (صفت) مبتدا، اِلَّا (مگر)، مَتَاعُ (فائدہ) مضاف، الْغُرُوْرِ (فریب کا)، مضاف الیہ، مرکب اضافی، (خبر)۔

تفسیر

مولانا عبدالماجد دریابادی لکھتے ہیں:

''اور یہاں کے سارے عیش تمام تر عارضی، فانی اور بے ثبات ہیں، اس ایک عقیدہ کا استحضار رہے تو ہر انسان فرشتہ خصلت ہی بن جائے۔'' (تفسیر ماجدی)

فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ

بشری زندگی کا مقصود اعظم بس یہی دو چیزیں ہیں، جو یہاں ''فوزِ عظیم'' کی صورت میں جمع کر دی گئی ہیں۔ ایک عذاب سے نجات، دوسری منزلِ ثواب کی راہ یابی (اور اس کا حصول ایمان اور عمل صالح کے بغیر ممکن نہیں ہے)۔ (تفسیر کبیر۔ امام رازی، بحوالہ تفسیر ماجدی)

''متاع الغرور'' یعنی اس مادی، فانی دنیا کے کسی بھی ساز و سامان پر تکیہ کرنا اور غفلت میں پڑ کر اسے پائیدار سمجھنے لگنا انتہائی جہالت اور نادانی ہے۔ (حوالہ ایضاً)

مسلمانو! جان و مال کی آزمائش میں ثابت قدم رہو

لَتُبْلَوُنَّ فِيْۤ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۫ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْۤا اَذًى كَثِيْرًا ؕ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝۱۸۶

(مسلمانو!) تمہیں مال اور جان دونوں کی آزمائشیں پیش آ کر رہیں گی اور تم اہل کتاب اور مشرکین سے بہت سی تکلیف دہ باتیں سنو گے، اگر سب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالات میں تم نے صبر کیا (مصائب میں ثابت قدم رہے) اور تقویٰ کا شیوہ اختیار کیا (اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچتے رہے) تو بلاشبہ بڑے کاموں میں یہ بڑے ہی عزم و ہمت کی بات ہوگی۔

الفاظ

لَتُبْلَوُنَّ لَ تاکید، یقیناً تُبْلَوُنَّ (یقیناً تم آزمائے جاؤ گے) اس کا مادہ (ب ل و) ہے (اَبْلَا یَبْلُوْ) آزمانا سے مضارع مجہول جمع مذکر حاضر (ن ثقیلہ برائے تاکید، شروع میں لام تاکید) لَتُبْلَوُنَّ (تم ضرور بضرور آزمائے جاؤ گے)، فِیْٓ حرف جار، اَمْوَالِكُمْ (اَمْوَالِ۔ كُمْ) مالوں۔ اپنے (میں) مضاف، مضاف الیہ، (مجرور)، وَ اور عاطفہ، اَنْفُسِكُمْ (اَنْفُسِ۔ كُمْ) جانوں، اپنی (میں) مضاف، مضاف الیہ، وَ اور عاطفہ، لَتَسْمَعُنَّ لام تاکید تَسْمَعُنَّ (سَمِعَ، یَسْمَعُ) سے مضارع معلوم جمع مذکر حاضر باضافہ ن ثقیلہ (ضرور) (تم ضرور بضرور سنو گے)، مِنَ الَّذِيْنَ (اُن لوگوں سے) مِنَ سے حرف جار، الَّذِيْنَ اسم موصول وہ جو، اُوْتُوا (دیے گئے) (اَتٰی یُؤْتِیْ) دینا، اس سے ماضی مجہول جمع مذکر اُوْتُوا، الْكِتٰبَ (کتاب آسمانی) یعنی یہود و نصاریٰ، یہود کو توراۃ اور نصاریٰ کو انجیل دی گئی، مِنْ قَبْلِكُمْ (تم سے پہلے)، مِنْ سے حرف جار، (قَبْلِ۔ كُمْ) پہلے، تم، مضاف، مضاف الیہ (مجرور) كُمْ کی ضمیر جمع مذکر، (مسلمانوں کی طرف جاتی ہے)، وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اور اُن لوگوں سے بھی (مسلمانو! تمہیں تکلیف پہنچے گی) جنھوں نے شرک کیا۔ یعنی مشرکین مکہ سے، اَذًى كَثِيْرًا ایذا بہت زیادہ، اَذًى موصوف، كَثِيْرًا صفت (چنانچہ مشرکین مکہ نے رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو زبان سے اور ہاتھ سے بہت زیادہ تکلیفیں اور اذیتیں دیں)، وَ اور، عاطفہ، اِنْ (اگر)، حرف شرط، تَصْبِرُوْا (صَبَرَ یَصْبِرُ) صبر سے کام لینا ہے فعل مضارع جمع مذکر حاضر تَصْبِرُوْا اِنْ کی وجہ سے ن جمع کا گر گیا، وَ اور، (عاطفہ)، تَتَّقُوْا اور تقویٰ اختیار کیا اِنْ کا اس پر بھی اثر پڑا، فَاِنَّ (پس بلاشبہ)، اِنَّ حرف مشبہ بالفعل ذٰلِكَ اسم اشارہ مذکر بعید اس کا ترجمہ (یہ) ہے اس بات کی اہمیت کی وجہ سے یہ ترجمہ ہوا، مِنْ حرف جار، عَزْمِ (مضاف)، الْاُمُوْرِ (مضاف الیہ) اور مجرور (یہ صبر و تقویٰ کی راہ)، عزیمت والے امور سے ہیں، (اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی قدر و منزلت والے کام ہیں)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر

ڈاکٹر محمد لقمان السلفی لکھتے ہیں:

اس آیہ مبارکہ میں بھی نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تسلی دی جا رہی ہے کہ یہ دنیا جزا کی جگہ نہیں ہے، یہ تو عمل کی جگہ ہے یہاں سے ہر آدمی کو گزر جانا ہے، یہاں تو بہت سے مجرم اور ظالم دندناتے پھرتے ہیں اور انہیں کوئی پریشانی لاحق نہیں ہوتی اور بہت سے نیک اور صالح لوگ پوری زندگی اللہ کی مرضی کے کاموں میں گزار دیتے ہیں اور انہیں کوئی راحتِ جان نصیب نہیں ہوتی، جزا وسزا کی جگہ تو قیامت کا دن ہوگا، اس دن جو جہنم سے دور کر دیا جائے گا اور جنت میں داخل کر دیا جائے گا، وہی حقیقی معنوں میں فائز المرام ہوگا۔ یہ دنیاوی زندگی تو محض کارخانہ فریب ہے۔

امام احمد اور مسلم نے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو چاہتا ہے کہ جہنم سے دور کر دیا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے، تو اسے چاہیے کہ اس کی موت اس حال میں آئے کہ وہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور لوگوں کے ساتھ ایسا معاملہ کرے جیسا وہ چاہتا ہے کہ لوگ اس کے ساتھ کریں۔ (تیسیر الرحمن، لبیان القرآن)

اہل کتاب سے عہد

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ فَنَبَذُوهُ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُونَ ﴿١٨٧﴾

اور (دیکھو) جب ایسا ہوا تھا کہ جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے، اُن سے اللہ نے اس بات کا عہد لیا تھا کہ (جو کچھ اس کتاب میں ہے) اسے لوگوں پر واضح کرتے رہنا (کہ حق کی روشنی پھیلتی رہے) اور ایسا نہ کرنا کہ (بتانے اور اعلان حق کی جگہ) چھپانے لگو، لیکن انہوں نے (یہ عہد یوں پورا کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ) کتاب اللہ پیٹھ پیچھے ڈال دی (اس کے احکام فراموش کر ڈالے) اور اسے تھوڑے داموں پر فروخت کر ڈالا (یعنی دنیا کے حقیر فائدہ کے لیے حق فروشی کرنے لگے) پس کیا ہی برا وہ دام ہے جو (حق فروشی کے بدلے) حاصل کیا۔

الفاظ

وَ اور (مستانفہ)، اس کے بعد مستقل جملہ شروع ہوتا ہے، اِذْ اسم ظرف (اور اس وقت کو یاد کرو)، اَخَذَ اللّٰهُ (اللہ نے عہد لیا) اَخْذٌ مصدر سے ماضی واحد مذکر غائب (عہد لیا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے)، مِيْثَاقَ (پختہ عہد)، الَّذِيْنَ اسم موصول جمع مذکر (ان لوگوں سے)، اُوْتُوا الْكِتٰبَ (جنہیں کتاب دی گئی) (اٰتٰی يُؤْتِيْ) سے اُوْتُوْا ماضی مجہول جمع مذکر غائب، اَلْكِتٰبَ (اللہ تعالیٰ کی کتاب) مفعول، لَتُبَيِّنُنَّهٗ لَ تاکید، تُبَيِّنُنَّهٗ اس کا مادہ (ب ی ن) ہے (بَيَّنَ، يُبَيِّنُ) بیان کرنا واضح کرنا، باضافہ نِ ثقیلہ (ضرور) ہٗ کی ضمیر کتاب کی طرف جاتی ہے (یقیناً تم بیان کرو گے اس کتاب کو، لِلنَّاسِ (لِ۔لنَّاسِ) لیے، لوگوں جار، مجرور، یعنی لوگوں کے سامنے، وَلَا، وَ اور عاطفہ، لَا (نہ) نافیہ، تَكْتُمُوْنَهٗ (چھپاؤ گے، اس کو یعنی کتاب کو) اس کا مادہ (ک ت م) (كَتَمَ يَكْتُمُ) چھپانا کتمان حق، حق بات کو چھپانا، اردو میں استعمال ہوتا ہے اس سے مضارع جمع مذکر، تَكْتُمُوْنَهٗ۔ ہٗ کی ضمیر واحد مذکر غائب کتاب کی طرف جاتی ہے، فَنَبَذُوْهُ فَ عاطفہ، نَبَذُوْهُ فعل ماضی جمع مذکر غائب، اس کا مادہ (ن ب ذ) ہے (نَبَذَ، يَنْبِذُ) پھینکنا، چھوڑ دینا (احکام سے یکسر غافل ہو جانا) ہٗ کی ضمیر واحد مذکر کتاب کی طرف جاتی ہے (مفعول)، وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ (پس پشت ڈال دیا) وَرَآءَ پیچھے، اسم ظرف مکان، ظُهُوْرِهِمْ (ظُهُوْرِ۔هِمْ) پشتوں، اپنی مضاف، مضاف الیہ یعنی اپنی پشتوں کے پیچھے، وَ اشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَبِئْسَ اور خریدا، بدلے اس (کتاب کے) قیمت تھوڑی سی، پس برا ہے، مَا يَشْتَرُوْنَ مَا موصول (وہ خبر جو) يَشْتَرُوْنَ (جو انہوں نے خرید کی)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر

حافظ عبدالسلام حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

یعنی اہل کتاب سے یہ عہد لیا گیا تھا کہ اُن کی کتابوں میں (یعنی توراۃ و انجیل میں) جو احکام دیے گئے ہیں اور نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق جو بشارتیں اور علامتیں بیان کی گئیں ہیں ان کا اعلانیہ اظہار کریں گے اور ان کو چھپانے کا ارتکاب نہیں کریں گے، مگر انہوں نے دنیا طلبی میں پڑ کر اس عہد کی کوئی پروانہ کی اور ان احکام کی بھی لفظی اور معنوی تحریف کی اور ان بشارتوں اور علامتوں کو چھپایا جنہیں ظاہر کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔

"فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُونَ" سو برا ہے جو (یہ اہل کتاب) خرید رہے ہیں اس آیت میں ضمناً مسلمان علماء کو بھی یہ ہدایت کی گئی ہے کہ وہ حق بات کو جانتے بوجھتے ہوئے چھپانے کے جرم کا ارتکاب نہ کریں۔ حدیث میں متعدد سندوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے: مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهُ أُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِنَ النَّارِ۔

(ترمذی، باب العلم، رقم الحدیث 2649، بحوالہ تفسیر القرآن الکریم)

یعنی جس سے علم کی کوئی بات پوچھی گئی اور اس نے اسے چھپایا تو قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی لگام دی جائے گی۔

آیات مبارکہ کی حکمت و بصیرت

(۱) موت ہر ذی روح کے لیے لازمی امر ہے۔ (كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ)

(۲) حقیقی کامیابی تو صرف آخرت کی کامیابی ہے وہ جہنم سے چھٹکارے اور جنت میں داخلے کا نام ہے۔ (فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ)

(۳) زندگی میں جانی اور مالی نقصان ضرور ہوگا جیسا کہ مسلمانوں کو مکہ میں رہتے ہوئے اور ہجرت کے وقت ہوا اور آئندہ بھی ہوں گے۔ (لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ)

(۴) اس کے علاوہ اہل کتاب اور مشرکین سے دل آزاری کا سامان بھی ہوگا۔ (مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵) اہل ایمان کے لیے بہترین زادِ راہ صبر اور پرہیز گاری ہے اس سے اللہ تعالیٰ کے یہاں قدر و منزلت ہے۔(وَاِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَتَتَّقُوۡا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنۡ عَزۡمِ الۡاُمُوۡرِ)

(٦) حق بات کو چھپا کر دنیا کا مال و زر کمانا بہت بڑا خسارہ ہے۔اہل کتاب نے دنیا کے حقیر سکوں کے عوض ایسا کیا مسلمانوں کو اس سے قطعی پرہیز کرنا چاہیے:

بتاؤں تجھ کو مسلماں کی زندگی کیا ہے
یہ ہے نہایتِ اندیشہ و کمالِ جنوں

خوف اور لالچ انسان کے دوسب سے بڑے دشمن ہیں خوف خطرات سے ڈراتا ہے، اور اونچی (بے جا) خواہشات نفس کا پجاری بنا دیتی ہے مسلمانوں کا ایمان اور یقین اسے خوف اور خواہشات نفس سے نکال کر زندگی کے اعلیٰ مقصد کے حصول کی لگن اور تڑپ عطا کرتا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

خوش فہمیاں

لَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِيۡنَ يَفۡرَحُوۡنَ بِمَاۤ اَتَوْا وَّيُحِبُّوۡنَ اَنۡ يُّحۡمَدُوۡا بِمَا لَمۡ يَفۡعَلُوۡا فَلَا تَحۡسَبَنَّهُمۡ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الۡعَذَابِ‌ۚ وَلَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۱۸۸﴾

(اے نبیؐ) آپ اُن لوگوں کو عذاب سے محفوظ نہ سمجھیں جو اپنے کرتوتوں پر خوش ہیں اور چاہتے ہیں کہ ایسے کاموں کی تعریف انہیں حاصل ہو جو فی الواقع انہوں نے نہیں کیے ہیں ان کے متعلق آپ گمان نہ کریں اور ہرگز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گمان نہ کریں کہ وہ سزا سے بچ جائیں گے حقیقت میں ان کے لیے درد
ناک سزا ہے۔

الفاظ

لَا ناہیہ، جازمہ، تَحْسَبَنَّ (آپ ہرگز گمان نہ کریں) اس کا مادہ (ح س ب) (حَسِبَ يَحْسَبُ) خیال کرنا، گمان کرنا اس سے فعل مضارع واحد مذکر حاضر باضافہ ن ثقیلہ (ہرگز کا مفہوم پیدا ہوتا ہے)، الَّذِيْنَ (جو لوگ کہ) اسم موصول جمع مذکر، يَفْرَحُوْنَ (خوش ہوتے ہیں) اس کا مادہ (ف ر ح) ہے (فَرِحَ يَفْرَحُ) خوش ہونا، اس سے فعل مضارع جمع مذکر غائب يَفْرَحُوْنَ، بِمَآ (بِ۔مَا) اس چیز پر جو، بِ جارہ، مَا موصولہ، اَتَوْا [لاتے ہیں، کرتے ہیں (برے اعمال)] اَتٰی يُؤْتِي، لانا، اس سے ماضی جمع مذکر غائب اَتَوْا، وَ اور، عاطفہ، يُحِبُّوْنَ (وہ پسند کرتے ہیں) فعل مضارع جمع مذکر غائب اس کا مادہ (ح ب ب) اَحَبَّ يُحِبُّ پسند کرنا، اَنْ (یہ کہ) ناصبہ (بعد والے لفظ پر زبر دیتا ہے، ن جمع کا ہوتو حذف ہوجاتا ہے) اس سے فعل مضارع مجہول جمع مذکر غائب اصل میں يُحْمَدُوْنَ تھا، اَنْ کی وجہ سے ن گر گیا (اُن کی تعریف کی جائے)، بِمَا (بِ۔مَا) ساتھ اس چیز کے، جو، بِ جارہ، مَا موصولہ، لَمْ يَفْعَلُوْا، لَمْ حرف جازم (بعد والے حرف پر جزم دیتا ہے اور ن جمع کا ہو تو گر جاتا ہے) لَمْ يَفْعَلُوْا (جو انہوں نے نہیں کیے) گویا کہ ایسے کاموں کی تعریف انہیں حاصل ہو جو فی الواقع انہوں نے نہیں کیے، فَلَا فَ عاطفہ (جملے میں ربط کے لیے) لَا تَحْسَبَنَّهُمْ (آپ اُن کے متعلق ہرگز گمان نہ کریں) فعل نہی، واحد مذکر حاضر باضافہ، ن ثقیلۃ (آپ ہرگز خیال نہ کریں)، بِمَفَازَةٍ (بِ۔مَفَازَةٍ) ساتھ، نجات پانے، اس کا مادہ (ف و ز) ہے (فَازَ۔يَفُوْزُ) نجات پانا، مَفَازَةٌ (مصدر) نجات، پناہ گاہ، یعنی ان لوگوں کے لیے کوئی نجات اور پناہ گاہ نہیں ہے، مِّنَ الْعَذَابِ عذاب سے (جار مجرور)، وَلَهُمْ اور عاطفہ (لَ۔هُمْ) لیے، ان کے، جار مجرور (خبر مقدم)، عَذَابٌ عذاب، موصوف، اَلِيْمٌ دردناک، صفت (مبتدا موخر)۔

تفسیر

مولانا محمد جمیل حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"انسان کی اخلاق گراوٹ کی انتہا دیکھنا ہو تو اس شخص کے کردار کی طرف دیکھو جو گناہ پر معذرت کرنے کے بجائے اس پر اصرار کرتے ہوئے خوش ہوتا اور فخر محسوس کرتا ہے، ایسے آدمی کی عادت ہو جاتی ہے کہ وہ صرف صحت مند تنقید سننا گوارا ہی نہیں کرتا بلکہ وہ اپنے عمل اور ناپسندیدہ کردار کی بھی تعریف چاہتا ہے، جس شخص کی یہ حالت ہو جائے اس کے سنورنے کی تمام صورتیں ختم ہو جایا کرتی ہیں، اگر ایسا شخص کسی ملک یا قوم کا سربراہ ہو تو ہلاکت اس قوم کا مقدر ہوا کرتی ہے۔

اہل کتاب کے علماء اور زعماء کی یہی حالت تھی کہ وہ ہر حال میں اپنی تعریف سننا پسند کرتے تھے یہاں تک کہ جس کام کے ساتھ ان کے دور کا تعلق نہ ہوتا اس کی بھی وہ تعریف چاہتے تھے حتیٰ کہ مفاد پرست اور جاہل لوگ ان کی ذات اور خاندان میں وہ خوبیاں ظاہر کرنے کی کوشش کرتے جن کا ان کے ہاں تصور بھی نہیں پایا جاتا تھا، اپنی کردہ اور ناکردہ خدمات کی تعریف چاہنے والا شخص مغرور اور خود پسند ہو جایا کرتا ہے، اس قسم کے حامل لوگوں کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ یہ نہ سمجھیں کہ آخرت میں بھی ان کی تعریف اور خوشامد ہوگی اور وہ کامیاب ہو جائیں گے، ہرگز نہیں ان کے لیے تو رب ذوالجلال نے نہایت ہی تکلیف دہ عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اس طرح کی اخلاقی بیماریوں سے بچنے اور بچانے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کے روبرو تعریف کرنے والے کے بارے میں فرمایا کہ ایسا شخص دوسرے کو کند چھری سے ہلاک کرتا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْ نَّحْثُوَ فِيْ أَفْوَاهِ الْمَدَّاحِيْنَ التُّرَابَ (رواہ الترمذی کتاب الزھد بحوالہ فہم القرآن)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم برملا تعریف کرنے والے کے منہ میں مٹی ڈالیں۔

اللہ ہی زمین و آسمان کا مالک ہے

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۸۹﴾

(لوگو!) زمین اور آسمانوں کا مالک (صرف) اللہ ہے اور اس کی قدرت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب پر حاوی ہے۔

الفاظ

وَ اور مستانفہ (اس کے بعد مستقل جملہ شروع ہوتا ہے)، لِلّٰهِ (لِ۔اللّٰه) لیے، اللہ تعالیٰ (کے) لام تملیک جار، مجرور (خبر مقدم)، مُلْكُ (بادشاہی، مالک) مضاف، السَّمٰوٰتِ (آسمانوں اس کا مفرد سَمَاءٌ ہے) مضاف الیہ (مبتدا موخر)، وَ اور عاطفہ، الْاَرْضِ (معطوف اس کا عطف السَّمٰوٰتِ پر ہے) اس لیے اعرابی حالت یکساں ہے، وَ اور عاطفہ، اللّٰهُ اللہ سبحانہ وتعالیٰ (مبتدا)، عَلٰی پر حرف جار، كُلِّ (ہر) مضاف، شَيْءٍ (بات)، مضاف الیہ (مجرور)، قَدِيْرٌ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور (خبر) ہے، قَدِيْرٌ وہ ہے جو اپنی قدرت اور حکمت کی بنا پر پوری کائنات پر مکمل اختیار رکھتا ہے اس کا غیر اللہ پر اطلاق قطعاً نہیں ہوسکتا۔

تفسیر

مولانا عبدالماجد دریابادی لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کی ملکیت تامہ اور قدرت کاملہ کا استحضار رہے تو انسان سے شاید ایک بھی معصیت نہ سرزد ہونے پائے۔ (تفسیر ماجدی)

زمین وآسمان کی پیدائش۔لیل ونہار کی آمدورفت

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۰﴾

بلاشبہ آسمان و زمین کی پیدائش اور رات دن کے آنے جانے میں اہل دانش کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔

الفاظ

اِنَّ (تحقیق، بلاشبہ) حرف مشبہ بالفعل، (کلام میں زور پیدا کرتا ہے)، فِيْ حرف جار، خَلْقِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(آفرینش، پیدائش) اس کا مادہ (خ ل ق) (خَلَقَ يَخْلُقُ) پیدا کرنا، خَالِقٌ، اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے جو کائنات کی ہر چیز کا خالق ہے، خَلْقًا، اسم مصدر (پیدائش) "اَلْخَلْقُ" کے معنی کسی چیز کو بنانے کے لیے پوری طرح اندازہ لگانے کے ہیں اور کسی چیز کو بغیر نمونہ سابق اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کرنے کے ہیں۔

(مفردات القرآن راغب اصفہانی)

خَلْقِ، مصدر (مضاف)، السَّمٰوٰتِ سَمَآءٌ کی جمع (آسمانوں) مضاف الیہ، وَ اور عاطفہ، الْاَرْضِ (زمین) معطوف اس کا عطف السَّمٰوٰتِ پر ہے، وَ اور عاطفہ، اخْتِلَافِ آنے جانے میں اس کا مادہ (خ ل ف) اِخْتَلَفَ يَخْتَلِفُ آگے پیچھے آنا، بدل بدل کے آنا، اِخْتِلَاف مصدر مضاف اِختلاف باب افتعال اس کا خاصہ اہتمام ہے، اردو زبان میں جانا پہچانا لفظ ہے (یہاں دن، رات کا مختلف ہونا)، الَّيْلِ (رات) مضاف الیہ، وَ اور عاطفہ، النَّهَارِ (دن) معطوف اس کا الَّيْلِ پر عطف ہے (اس لیے اعرابی حالت یکساں ہے) یہ سب مل کر اِنَّ کی خبر بنتے ہیں، لَاٰيٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ۔ لُبٌّ کی جمع (عقلمند) مضاف الیہ۔ اہل دانش کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔

تفسیر

حافظ عبدالسلام حفظ اللہ لکھتے ہیں:

"اَلْاَلْبَاب، لُبٌّ" کی جمع ہے جس کا معنی خالص عقل ہے، اس لیے ترجمہ "عقل والوں" کیا ہے یعنی جو لوگ زمین و آسمان کی تخلیق اور کائنات کے دیگر اسرار و رموز پر غور کرتے ہیں، انہیں کائنات کے خالق اور اس کے اصل فرماں روا کی پہچان ہو جاتی ہے اور وہ سمجھ جاتے ہیں کہ اتنی طویل و عریض کائنات کا یہ لگا بندھا نظام جس میں ذرا خلل واقع نہیں ہوتا، یقیناً اس کے پیچھے ایک ذات ہے جو (انتہائی تدبر، حکمت، طاقت و قدرت) سے اسے چلا رہی ہے اور وہ ہے اللہ کی ذات، اس میں عقل والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی توحید اس کی ربوبیت، حاکمیت اور کاریگری کی بہت سی نشانیاں ہیں۔

نظامِ فلکی اور اس کی تفصیلات، چاند سورج، ستاروں کی تعداد ان کے درمیانی فاصلے، ان کے باہمی تعلقات و تاثرات، اُن کی گردشوں کی پیمائش، گرہن کے اسباب و واقعات ان کے طلوع و غروب اور نور و حرارت کے قاعدے اور ضابطے، غرض اس قسم کی تفصیلات سے علم ہیئت کی کتابوں کے دفتر کے دفتر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھرے پڑے ہیں، رہی زمین تو اس کی شکل وصورت، اس کی پیمائش، اس کے پہاڑ اور سمندر اس کی معدنیات، اس کی کشش، اس کی ہوائیں اور موسموں کی تغیرات وغیرہ کے لیے تو کوئی ایک فن بھی پوری طرح کافی نہ ہوا، بلکہ جغرافیہ، جیالوجی، فزیالوجی، میٹرالوجی اور آرکیالوجی، اللہ جانے کتنے فنون پر فنون نکلتے چلے آ رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی حکمت اور کاریگری کے اندازے اور تخمینے ختم ہونے میں نہیں آ رہے ہیں "اُولُوا الْاَلْبَابِ" کے بجائے غیر مسلم قومیں ان چیزوں پر غور میں مصروف ہیں اور چونکہ ان کا ہدف ہی دنیا ہے، اس لیے دنیا کے بے شمار فائدے حاصل کر رہے ہیں، بلکہ انہی فنون کے ذریعے سے انہوں نے مسلمانوں کو مغلوب کر رکھا ہے، چونکہ ان کا ہدف محض دنیا ہے، اس غلطی کی وجہ سے انہیں رب کائنات کی وحدانیت کو سمجھنے کی توفیق نہیں ہوئی، کاش! مسلمان ان فنون میں پوری طرح حصہ لیتے تو یہ سارے علوم دین کی سربلندی اور توحید کی دعوت کا زبردست ذریعہ بنتے اور دنیا پر غلبے کے کام آتے کیونکہ مسلمان تو "رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ" کا ہدف سامنے رکھتے ہیں۔ (تفسیر القرآن الکریم)

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت

(۱) نفاق ایسی بیماری ہے کہ جس میں مبتلا افراد بغیر عمل کے بیجا خودستائی کا شکار ہو جاتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ لوگ بھی ان کی تعریف کریں۔ (وَّ يُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا)۔

(۲) محض خواہشاتِ نفس سے نجات ممکن نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑا اشفاف، صاف ستھرا، پاکیزہ اور اخلاص پر مبنی نظام ہے، اس کے بغیر نجات ممکن نہیں ہے۔ (فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ)

(۳) زمین وآسمان پر صرف اور صرف ایک ہی خالق کی حکمرانی ہے اور اس کا اختیار ہر چھوٹی بڑی چیز پر پوری طرح حاوی ہے۔ (وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ)

(۴) عقل بینا کے لیے یہ کائنات اور اس کی ہر چیز، اللہ تعالیٰ کی قدرت وحکمت کی ظاہر اور کھلی نشانی ہے۔ (اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَ النَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی عرب شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

وَ فِیْ کُلِّ شیئٍ لَهٗ آیَةٌ
تَدُلُّ عَلٰی اَنَّهٗ واحِدٌ

کائنات کی ہر چیز اس بات کا پتہ دے رہی ہے کہ وہ ذات واحد ہے۔

سروری زیبا فقط اُس ذات بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی باقی بتانِ آذری

اہل دانش وبینش کون ہیں؟

الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾

(اہل دانش کون لوگ ہیں؟) جو کسی حال میں بھی اللہ کی یاد سے غافل نہیں ہوتے، کھڑے ہوں، بیٹھے ہوں، لیٹے ہوئے ہوں (ہر حال میں اللہ کی یاد ان کے دل کے اندر بسی ہوتی ہے) جن کا شیوہ یہ ہوتا ہے کہ آسمان وزمین کی خلقت پر غور وفکر کرتے ہیں (اس ذکر وفکر کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ان پر معرفتِ حقیقت کا دروازہ کھل جاتا ہے، اور بے اختیار اُن کی زبان پر یہ کلمات جاری وساری ہو جاتے ہیں) اے ہمارے رب! یہ سب کچھ جو تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے پیدا کیا سو بلاشبہ بیکار و عبث نہیں پیدا کیا (ضروری ہے کہ یہ کارخانۂ ہستی جو اس حکمت و خوبی کے ساتھ بنایا اور سجایا گیا ہے، کوئی نہ کوئی مقصد و غایت رکھتا ہے) اے ہمارے رب! تو تمام عیوب اور (کوتاہیوں سے) پاک ہے، ہمیں عذابِ آتش سے (جو دوسری زندگی میں پیش آنے والا ہے) بچالیجیو!

الفاظ

اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ (اہل دانش کون ہیں؟) وہ جو یاد کرتے ہیں اللہ کو، کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے (اپنے پہلوں پر)۔

اَلَّذِيْنَ (وہ جو) اسم موصول جمع، **يَذْكُرُوْنَ** (یاد کرتے ہیں) اس کا مادہ (ذ ک ر) ہے **ذَكَرَ يَذْكُرُ** سے فعل مضارع جمع مذکر غائب، **اللّٰهَ** اللہ سبحانہ وتعالیٰ (مفعول بہ)، (**قَامَ يَقُوْمُ**) سے مصدر **قِيٰمًا** (کھڑے)، **وَ** اور عاطفہ، **قُعُوْدًا** اس کا مادہ (ق ع د) ہے (**قَعَدَ يَقْعُدُ**) **قُعُوْدًا** اس سے مصدر **قُعُوْدًا**، (بیٹھے) **مَقْعَدٌ** عربی زبان میں بینچ کو کہتے ہیں، **وَ** اور عاطفہ، **عَلٰى** پر، حرف جار، **جُنُوْبِهِمْ** اپنے پہلوں کے بل لیٹے ہوئے، (**جُنُوْبِ۔هِمْ**) پہلوں۔اپنے، مضاف، مضاف الیہ (مرکب اضافی اور مجرور) اس کا مفرد **جَنْبٌ** (طرف، پہلو)۔

وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

وَ اور عاطفہ، **يَتَفَكَّرُوْنَ** اور وہ غور وفکر کرتے) اس کا مادہ (ف ک ر) ہے (**تَفَكَّرَ يَتَفَكَّرُ**) غور و فکر کرنا اس سے فعل مضارع جمع مذکر غائب، **يَتَفَكَّرُوْنَ** غور وفکر کرتے ہیں **مُفَكِّرٌ** غور کرنے والا، اردو میں معروف لفظ ہیں، **فِيْ** میں حرف جار، **خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ** پیدائش میں آسمان اور زمین کی (جار) مجرور متعلق **يَتَفَكَّرُوْنَ**۔

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا (اور کہتے ہیں) اے ہمارے رب! تو نہیں پیدا کیا یہ بے فائدہ۔

رَبَّنَا (**رَبَّ۔نَا**) رب، ہمارا، مضاف اور مضاف الیہ (مرکب اضافی) اس میں حرف ندا (یا)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محذوف ہے، مَا (نہیں) نافیہ، خَلَقْتَ (تو نے پیدا کیا) (خَلَقَ یَخْلُقُ) پیدا کرنا، اس سے فعل ماضی واحد مذکر حاضر، خَلَقْتَ، هٰذَا اسم اشارہ (یہ سب) یعنی آسمانوں وزمین کی تخلیق اور اس میں آفتاب و ماہتاب، ستارے ہوا، فضا بناتات و جمادات وغیرہ، بَاطِلًا اسم فاعل بَطَلَ یَبْطُلُ (عبث اور بیکار) عَبْث حق بات کی نقیض ہے (ضد ہے)، سُبْحٰنَكَ (سُبْحٰن۔ كَ) پاک ہے۔ تو (تمام خطاؤں اور کوتاہیوں سے)، فَقِنَا فَ (پس) حقیقت کو بیان کرنے کے لیے، قِ (وَقٰی یَقِیْ) بچانا سے فعل امر قِ۔ بچا، نا ضمیر جمع متکلم (مفعول نمبر ۱)، (ہمیں)، عَذَابَ النَّارِ آگ کے عذاب سے، (مفعول نمبر ۲)۔

تفسیر

اَلَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ... پچھلی آیت میں اللہ تعالیٰ کے ہر چیز کے خالق اور رب ہونے کا ذکر تھا اور اب اسی کی عبادت کا ذکر ہے یعنی وہ اُولُو الْاَلْبَاب دل، زبان اور دوسرے سب اعضاء سے کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ہوئے ہر حالت میں اللہ کو یاد کرتے ہیں، روزی کماتے وقت اللہ کے احکام کا خیال رکھنا (امانتداری اور صدق وصداقت سے اس فریضہ کو ادا کرنا) بھی اس کی یاد ہے، عدالت کی کرسی پر بیٹھ کر اسے نہ بھولنا (عدل وانصاف اور خدمت گزاری سے یہ فریضہ سرانجام دینا) بھی اسی رب کریم کی یاد ہے، نظر کو بے لگام نہ ہونے دینا (شرم وحیا کا پاس ولحاظ رکھنا بھی اسی آقا ومولا کا ذکر ہے۔ اسلام کی سربلندی کے لیے جہاد کی تیاری میں مصروف ہونا (اور کلمۃ الحق کی سرفرازی کے لیے جان ومال سے اسی کی راہ میں لڑنا) بھی اس رحمن ورحیم کی یاد ہے۔

افسوس کہ مسلمانوں نے صرف نماز اور تسبیح وتحمید کو ذکر سمجھ لیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی جس یاد اور ملاقات کے شوق سے صحابہ کرامؓ وتابعین عظامؒ کے سینے روشن تھے اور وہ موت کو موت کی جگہوں میں ڈھونڈتے پھرتے تھے (ہمہ وقت دین کی سربلندی کے لیے مصروف رہتے تھے) اس کو ہم نے اپنے شب وروز سے نکال دیا ہے، حالانکہ یہ ذکر اسلام کے بنیادی ارکان کے بعد تمام اذکار سے کہیں افضل ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ (التوبہ:19/9)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد حرام کو آباد کرنا اس جیسا بنا دیا جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لایا اور اس نے اللہ کے راستے میں جہاد کیا، (یاد رکھو!) یہ اللہ کے ہاں برابر نہیں ہیں۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مُوْقِفُ سَاعَةٍ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ خَيْرٌ مِنْ قِيَامِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ عِنْدَ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ ''ایک گھڑی اللہ کے راستے (یعنی جہاد) میں رہنا حجر اسود کے پاس لیلۃ القدر کے قیام سے افضل ہے۔''

(بحوالہ تفسیر القرآن الکریم حافظ عبدالسلام حفظہ اللہ ابن حبان رقم الحدیث 4503)

"وَ يَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ" یعنی زمین و آسمان کو پیدا کرنے میں اللہ تعالیٰ نے جو حکمت رکھی ہے وہ اس پر غور و فکر کرتے ہیں ''علوم، ہیئت، فلکیات اور ریاضی اور دیگر سائنسی علوم کو اگر دینی نقطۂ نظر سے پڑھا جائے تو فی الجملہ عبادت میں داخل ہیں۔

"رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا" رب کائنات یہ تمام کارخانہ بے مقصد نہیں بنایا بلکہ (دنیا کے اس عالم کی انتہا دوسرے عالم (آخرت میں) ہو رہی ہے۔ جس میں حساب کتاب ہوگا۔ (موضح القرآن)

اس میں مادہ پرستوں اور دہریوں کا زبردست ردّ ہے جو کائنات کو محض اتفاق کا نتیجہ سمجھتے ہیں۔

مگر غور و فکر سے ان پر یہ حقیقت کھلتی ہے کہ کائنات کا یہ سارا نظام یونہی پیدا نہیں کیا گیا، بلکہ اس کے پیچھے یہ مقصد کار فرما ہے کہ انسان دنیا میں اللہ تعالیٰ کے مطابق زندگی بسر کرے تو اجر و ثواب پائے اور نافرمانی کرے تو آخرت میں عذاب بھگتے، اس لیے اہل دانش کی اپنے رب کے حضور اس طرح دعا ہوتی ہے:

"سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ"

اے ہمارے رب! تو تمام عیوب اور (کوتاہیوں سے) پاک ہے ہمیں عذاب آتش سے (جو دوسری زندگی میں پیش آنے والا ہے) بچا لیجیو!

ذلت و رسوائی ظالموں کے لیے

رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۱۹۲﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے ہمارے رب! تو نے جسے دوزخ میں ڈالا، اُسے درحقیقت بڑی ذلت اور رسوائی میں ڈال دیا، اور پھر ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔

الفاظ

رَبَّنَآ (رَبَّ۔نَآ) (اے) رب۔ ہمارے، مضاف، مضاف الیہ (مرکب اضافی) اس میں حرف ندا یا محذوف (چھپا ہوا) ہے، اِنَّكَ (اِنَّ۔كَ) یقیناً، تو، اِنَّ حرف مشبہ بالفعل (زور بیان کے لیے) كَ (تو، ضمیر واحد مخاطب اِنَّ کا اسم، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف جاتی ہے)، مَنۡ موصول (جس کسی کو)، تُدۡخِلِ مَن کی وجہ سے مجزوم (جزم والا)، آگے ملانے کے لیے ل کے نیچے کسرہ (زیر) ہے، تُدۡخِلِ (تو نے داخل کیا) [اَدۡخَلَ، يُدۡخِلُ] داخل کرنا اس سے مضارع واحد مذکر حاضر تُدۡخِلِ، النَّارَ (آگ میں) مفعول، فَقَدۡ (پس، تحقیق) فَ جواب شرط، قَدۡ تحقیق، اَخۡزَيۡتَهٗ (اَخۡزَيۡتَ۔هٗ) رسوا کیا تو نے۔ اس کو، اسکا مادہ (خ ز ی) ہے (اَخۡزٰى يُخۡزِی) رسوا کرنا اس سے فعل ماضی واحد مذکر حاضر، اَخۡزَيۡتَ۔هٗ کی ضمیر واحد مذکر (اس شخص کی طرف جاتی ہے جو سراپا بدعمل اور گنہگار ہے)

وَمَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ

وَمَا اور نہیں ہے، وَ اور مستانفہ، لِلظّٰلِمِيۡنَ (لِ۔لظّٰلِمِيۡنَ) لیے، ظالموں کے، ظَالِمٌ اسم فاعل سے جمع مذکر ظَالِمُوۡنَ ل حرف جار کی وجہ سے ظالمین ہوا (مجرور)، مِنۡ سے، اسم جارہ، اَنۡصَارٍ مجرور (کوئی مددگار)۔

تفسیر

روز محشر کی رسوائی بہت بڑی رسوائی ہے کہ ساری مخلوق کے سامنے ذلت وخواری ہوگی اور کفار کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہ ہوگا اس لیے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حق کو نہ پہچانا جیسا کہ اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے: وَالۡكَافِرُوۡنَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ''اور کافر ہی ظالم ہیں۔

تفہیم بالقرآن:

(۱) حق پہچاننے کے لیے آفاق پر غور کرنے کی دعوت:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ؕ

(حٰمٓ السجدہ: 53/41)

(رب کریم کا فرمان ہے (عنقریب ہم ان لوگوں کو اپنی (قدرت کی) نشانیاں دنیا میں (بھی) دکھائیں گے اور خود ان کی ذات میں (بھی) یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہو جائے گا کہ یہ (قرآن واقعی) حق ہے۔

(۲) دن رات کے بدلنے میں غور وخوض کی دعوت:

وَهُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۸۰﴾ (المومنون: 80/23)

موت وحیات اور گردش لیل ونہار اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے، کیا تمہاری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی۔

(۳) شہد کی مکھی سوچنے والوں کے لیے نشانی:

ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۶۹﴾ (النحل: 69/16)

(رب کریم نے شہد کی مکھی کو یہ بات سجھا دی کہ) ہر طرح کے پھلوں کا رس چوس اور اپنے رب کی ہموار کی ہوئی راہوں پر چلتی رہ، اس مکھی کے اندر سے رنگ برنگ کا ایک (خوشگوار) شربت نکلتا ہے جس میں شِفا ہے لوگوں کے لیے یقیناً اس میں بھی ایک نشانی ہے ان لوگوں کے لیے جو غور وفکر کرتے ہیں۔"

(۴) کائنات کی ہر چیز رب کائنات کے آگے اطاعت گزار ہے:

وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

آسمان وزمین کی ساری چیزیں چارو ناچار اللہ ہی کی تابع فرمان (یعنی مسلم) ہیں (تو کیا انسان جسے اللہ تعالیٰ نے ان سب پر شرف بخشا ہے اس راہ سے ہٹ کر کوئی اور طریقہ اختیار کرے گا؟)

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

(۱) اہل دانش وبینش بہرے اور اندھے بن کر نہیں بلکہ غور وفکر سے زندگی گزارتے ہیں۔ (وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ)

(۲) ایمان کی قدر ومنزلت بصارت اور بصیرت کی بنیاد پر ہے اور بیساختہ ان کی زبانوں پر یہ کلمات جاری وساری ہو جاتے ہیں۔ (رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) دنیا میں رب العالمین کی قدرت کی ان گنت نشانیاں بکھری پڑی ہیں۔ انسان کا اپنا جسم اور اس کا ہر عضو، یہ ہوا اور روشنی، یہ آفتاب و ماہتاب، یہ اَن گنت میوہ جات اور طرح طرح کی سبزیاں، یہ بلند و بالا پہاڑ اور ان میں جاری چشمے، یہ بہتے دریا اور ندی نالے غرضیکہ اس کی قدرت ہر طرح سے عیاں ہے، آنکھ بینا ہو تو بے اختیار زبان پر ان کلمات سے آشنا ہو جاتی ہیں۔(رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا)

(۴) یہ دنیا دارالعمل ہے اور آخرت دارالجزاء ہے، اس دن کا عذاب رسوائی انتہائی ذلت آمیز ہے۔ (رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ)

اس لیے ضروری ہے کہ ایمان و یقین کی دولت اپنے دامن میں سمیٹ لو:

آہ وہ مردانِ حق! وہ عربی شہسوار
حاملِ ''خلقِ عظیم''، صاحبِ صدق و یقیں

اہل ایمان کی دُعا (ا)

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ﴿۱۹۳﴾

(اے ہمارے رب! ہم نے ایک پکارنے والے کو سنا جو ایمان کی طرف بلاتا تھا اور کہتا تھا کہ اپنے رب کو مانو، ہم نے اس کی دعوت قبول کر لی، پس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے ہمارے رب! جو قصور ہم سے ہوئے ہیں اُن سے درگزر فرما، جو برائیاں ہم میں ہیں انہیں دور کر دے اور ہمارا خاتمہ نیک لوگوں کے ساتھ کر۔

الفاظ:

رَبَّنَآ (رَبَّ۔نَآ) (اے) رب، ہمارے، مضاف، مضاف الیہ حرف ندا 'یا' محذوف ہے، اِنَّنَا (اِنَّ۔نَا) یقیناً، ہم نے، اِنَّ حرف مشبہ بالفعل، نَا ہم (اسم)، سَمِعْنَا (سنا ہم نے) (سَمِعَ یَسْمَعُ) سننا اس سے فعل ماضی جمع متکلم، مُنَادِیًا ایک منادی (پکارنے والے) کو اس کا مادہ (ن دی) ہے (نَادٰی یُنَادِیْ) پکارنا سے اسم فاعل منصوب مُنَادِیًا پکارنے والے کو، یُّنَادِیْ (وہ پکارتا تھا، دعوت دے رہا تھا) فعل مضارع واحد مذکر غائب، لِلْاِیْمَانِ (طرف ایمان کے) یہاں پر لام، اِلٰی طرف کے معنی دے رہا ہے، اَنْ (یہ کہ) مصدریہ، اٰمِنُوْا (لوگو! تم ایمان لاؤ) (اٰمَنَ یُؤْمِنُ) ایمان لانا سے فعل امر جمع مذکر اٰمِنُوْا، بِرَبِّكُمْ بِ حرف جارہ (رَبِّ۔كُمْ) رب۔ پر (اپنے) مضاف، مضاف الیہ (مجرور) متعلق اٰمِنُوْا، دعوت ایمان کی طرف پکارنے والا جناب خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہوں نے لوگوں کو دعوت ایمان دی، فَاٰمَنَّا (پس ہم ایمان لائے) فَ عاطفہ (سلسلہ کلام میں ربط کے لیے، اٰمَنَّا (ہم ایمان لائے) فعل ماضی جمع متکلم، رَبَّنَا (رَبَّ۔نَا) (اے) رب، ہمارے، مضاف، مضاف الیہ، حرف ندا (اے) محذوف ہے، فَاغْفِرْ لَنَا۔ فَ پس (عاطفہ) غَفَرَ یَغْفِرُ معاف کرنا سے فعل امر واحد مذکر اِغْفِرْ (اے رب! تو بخش دے)، لَنَا (لَ۔نَا) کو، ہم، ہم کو، لام جار، نَا ضمیر جمع متکلم (مجرور)، ذُنُوْبَنَا (ذُنُوْبَ۔نَا) گناہ، ہمارے مضاف، مضاف الیہ (مرکب اضافی)، وَكَفِّرْ عَنَّا (اور دور کر دے ہم سے)، وَ اور عاطفہ، كَفِّرْ اس کا مادہ (ک ف ر) (كَفَّرَ يُكَفِّرُ) دور کرنا اس سے فعل امر واحد مذکر كَفِّرْ، وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا (اور اے اللہ! ہم سے ہماری برائیاں دور فرما دے)۔ وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ۔ وَ اور عاطفہ، تَوَفَّنَا اس کا مادہ (وف ی) ہے (تَوَفّٰى يَتَوَفّٰى) وفات دینا، اس سے فعل امر واحد مذکر تَوَفَّنَا (اے اللہ!) ہمیں وفات دے، مَعَ الْاَبْرَارِ نیک لوگوں کے ساتھ، مَعَ ظرف (مضاف)، الْاَبْرَارِ نیک لوگ، بَرٌّ کی جمع (مضاف الیہ)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر:

مولانا عبدالماجد دریابادی لکھتے ہیں:

ان آیات میں ربّنا کا تکرار کمال تضرع واعتراف ربوبیت کے اظہار کے لیے ہے۔

(روح المعانی، بحوالہ تفسیر ماجدی)

"مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ" پکارنے والے سے مراد خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔(ابن کثیر، حوالہ ایضاً)

اور مُنَادِيًا کا صیغہ نکرہ منادی کی عظمت کے اظہار کے لیے ہے "يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ" یہ ضروری نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت براہ راست ہی پہنچی ہو، کسی واسطہ سے بھی پہنچے، بہر حال پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت ہوگی۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو صحابہ کرامؓ نے قبول کیا، ان کی تابعین نے، ان کی تبع تابعین نے، حتی کے ابرار وصالحین کی دعوت حق ہم تک پہنچی۔ الحمد للہ)(ماجدی)

"يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ" اس میں لام اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ پکارنے والا ایمان کی طرف بلا رہا ہے اس میں پکارنے والے کی عظمت اور شان ظاہر ہو رہی ہے۔(تفسیر القاسمی، جمال الدین قاسمی)

"ذُنُوْبَنَا" ذُنُوب اس بات سے مراد بڑے گناہ ہیں (الصغائر)۔ "سَيِّاٰتِنَا" سیات سے مراد چھوٹے گناہ ہیں (الصغائر)۔

اس طرح بھی تشریح کی گئی ہے کہ ذُنوب سے مراد وہ گناہ ہیں جو بندہ سے اپنے رب و خالق کے بارے میں کمی اور کوتاہی رہ گئی ہو اور سیات سے وہ کوتاہیاں ہیں جو بندہ سے بندوں کے معاملات میں ہوں۔(المنار، بحوالہ ماجدی)

حقیقت یہ ہے کہ انسان کبائر سے صدق دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ واستغفار کرے (شرک، کفر، فسق، نفاق، والدین کی نافرمانی وغیرہ سے) اور آئندہ ایمان واسلام پر یعنی حقوق اور حقوق العباد پر مضبوطی سے کاربند ہو جائے اور بندوں کے جو حقوق تلف کیے ہوئے ہیں وہ لوٹا دے (مثلاً جائیداد، مال وغیرہ) تو زبان وبیان کی لغزشیں اور چھوٹی چھوٹی خطائیں معاف ہوتی رہتی ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنۡ تَجۡتَنِبُوۡا كَبَآئِرَ مَا تُنۡهَوۡنَ عَنۡهُ نُكَفِّرۡ عَنۡكُمۡ سَيِّاٰتِكُمۡ وَنُدۡخِلۡكُمۡ مُّدۡخَلًا كَرِيۡمًا ۝۳۱ (النساء:31/4)

(مسلمانو!) اگر تم بڑے بڑے گناہوں سے پرہیز کرتے رہو جن سے تمہیں منع کیا جارہا ہے تو تمہاری چھوٹی موٹی برائیوں کو ہم تمہارے حساب سے ساقط کر دیں گے اور تم کو عزت کی جگہ داخل کریں گے۔

اہل ایمان کی دُعا (ب)

رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدۡتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخۡزِنَا يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ ؕ اِنَّكَ لَا تُخۡلِفُ الۡمِيۡعَادَ ۝۱۹۴

اے ہمارے رب! ہمیں وہ سب کچھ عطا فرما جس کا تو نے اپنے رسولوں کی زبانی وعدہ فرمایا ہے، اور (اپنے لطف وکرم سے) ایسا کر کہ قیامت کے دن ہمیں ذلت وخواری نصیب نہ ہو بیشک تو ہی ہے کہ تیرا وعدہ کبھی خلاف نہیں ہوسکتا۔

الفاظ:

رَبَّنَا (رَبَّ۔نَا) (اے) رب، ہمارے، مضاف، مضاف الیہ (مرکب اضافی) اس میں حرف ندا محذوف (چھپا ہوا) ہے، وَ اور عاطفہ، اٰتِنَا (اٰتِ۔نَا) عطا کر، ہمیں، (اٰتٰی یُؤْتِیْ) عطا کرنا، اس سے فعل امر واحد مذکر اٰتِ، نَا ہمیں ضمیر مذکر (مفعول)، مَا اسم موصول (جو)، وَعَدْتَّنَا (وَعَدْتَّ۔نَا) تو نے وعدہ کیا۔ ہم سے، اس کا مادہ (و ع د) وَعَدَ یَعِدُ سے، وَعَدْتَّ فعل ماضی واحد مذکر حاضر، نَا (ہم سے) ضمیر جمع متکلم، عَلٰی رُسُلِكَ (اپنے رسولوں کی زبانی)، وَ اور عاطفہ، لَا ناھیہ جازمہ، تُخْزِنَا (تو ہمیں رسوا نہ کر) اس کا مادہ (خ ز ی) ہے اِخْزَاءٌ مصدر سے مضارع واحد مذکر حاضر، نَا ضمیر جمع متکلم۔ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ (قیامت کے دن)، یَوْمَ ظرف (مضاف) الْقِیٰمَةِ (مضاف الیہ)، اِنَّكَ (اِنَّ۔كَ) بلاشبہ، تو، اِنَّ حرف مشبہ بالفعل، كَ (ضمیر واحد مخاطب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف جاتی ہے)، لَا نہیں،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نافیہ، تُخْلِفُ (خلاف ورزی کرتا) اس کا مادہ (خ ل ف) ہے (أَخْلَفَ، يُخْلِفُ) وعدہ خلافی کرنا اس سے فعل مضارع واحد مذکر حاضر، تُخْلِفُ اور نہیں لَا تُخْلِفُ (تو خلاف نہیں کرتا)، الْمِيعَادَ (وعدے کو) مفعول۔

تفسیر:

ڈاکٹر محمد لقمان السلفی لکھتے ہیں:

"رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا" اے اللہ! رسولوں کی زبانی، تو نے جو وعدہ کیا تھا، کہ جو تجھ پر اور تیرے رسولوں پر ایمان لے آئے گا، انہیں تو اچھا بدلہ دے گا اور جیسا کہ تیرا ارشاد ہے:

يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ ۖ (التحریم:8/66)

یہ وہ دن ہوگا جب اللہ اپنے نبی کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے ہیں رسوا نہ کرے گا۔ (تسیر الرحمن، لبیان القرآن)

"إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ"

یعنی ہمیں یہ ڈر تو نہیں کہ (اے رب!) تو وعدہ خلافی کرے گا، بلکہ ہمیں ڈر اپنے ہی اعمال سے ہے کہ یہ اچھے نہیں ہیں کہیں ہماری رسوائی کا باعث نہ بنیں، اگر تو اپنی رحیمی وکریمی اور غفاری صفت سے ہماری کوتاہیوں کو معاف فرما دے اور ہمیں رسوائی سے بچالے تو ہماری عین سرفرازی اور تیری بندہ نوازی ہے۔

"إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ" سے مقصد عاجزی، خشوع اور بندگی کا اظہار ہے نہ کہ اس کا مطالبہ، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے وعدہ خلافی تو ناممکن اور محال ہے، پھر مومن اس کا تصور کیسے کر سکتے ہیں؟

(امام رازی بحوالہ تفسیر القرآن الکریم، حافظ عبدالسلام حفظہ اللہ)

دعا اور اس کی قبولیت کا یہ وعدہ ایمان اور عمل صالح پر ہے دعا میں نیک اعمال کا وسیلہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیا جا سکتا ہے۔ (حوالہ ایضاً)

تفہیم بالقرآن:

(۱) اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا اجر ضائع نہیں کرتا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٧١﴾

(آل عمران:171/3)

(اہل ایمان) کو جو کچھ اللہ نے اپنے فضل سے انہیں دیا ہے اس پر وہ خوش وخرم ہیں اور (انہیں اس بات کا علم ویقین ہے) کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا اجر ضائع نہیں کرتا ہے۔

(۲) نیکوکار کا اجر ضائع نہیں ہوتا:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٢٠﴾ (التوبہ:120/9)

یقیناً اللہ کے ہاں محسنوں کا (جو ہمہ وقت اللہ سے ڈر کر اس کی نافرمانی سے بچتے ہیں) حق الخدمت مارا نہیں جاتا۔

تفہیم بالحدیث:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ سبحانہ وتعالیٰ جنتیوں کو فرمائے گا کہ اے جنتیوں! وہ عرض کریں گے اے ہمارے رب! ہم حاضر ہیں اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم راضی ہو؟ جنتی کہیں گے ہم کیوں راضی نہ ہو، کیونکہ آپ نے ہمیں وہ کچھ عطا کیا ہے جو آپ نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو بھی عطا نہیں کیا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں تمہیں اس سے بھی افضل چیز دیتا ہوں، جنتی کہیں گے اے ہمارے رب! اس سے افضل چیز کون سی ہو سکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں تم سے راضی ہو گیا ہوں اور اس کے بعد تم پر کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔ أُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ أَبَدًا۔ (رواہ البخاری، کتاب الرقاق، بحوالہ فہم القرآن، میاں محمد جمیل حفظ اللہ)

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

(۱) عقلمند وہ لوگ ہوتے ہیں جو حق بات سننے اور ماننے کے لیے تیار رہتے ہیں، انہوں نے خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت حق پر لبیک کہی اور پھر اپنا جان و مال سے اس دین کی آبیاری کی۔ (رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا)

(۲) پھر عجز وخاکساری ان کا وصف رہا، توبہ واستغفار ان کا شیوہ اور ابرار وصالحین کے ساتھ مرنے کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمنا ان کی پاکیزہ خواہش اور آرزو رہی۔(رَبَّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَ كَفِّرۡ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الۡاَبۡرَارِ)

(۳) داعی الی اللہ کے لیے ضروری ہے اسماء الحسنیٰ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے التجائیں اور دعائیں کرتا رہے۔(رَبَّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَ كَفِّرۡ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا)

(۴) رسول ہی پیغام حق پہنچانے اللہ اور مخلوق کے درمیان رابطے کا ذریعے بنتے ہیں اس لیے ان کی دعوت کو قبول کرنا ایمان کی نشانی ہے۔(رَبَّنَا وَ اٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ)

(۵) روز جزا وسزا کی رسوائی بہت بڑی رسوائی ہے اس لیے اہل ایمان کی اپنے رب کے حضور فریاد ہوتی ہے۔(وَلَا تُخۡزِنَا يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ)

اپنے مقاصد کو پاکیزہ اور بلند رکھنا ہی اہل ایمان کی شان ہے:

اس کی امیدیں قلیل، اس کے مقاصد جلیل
اس کی ادا دل فریب، اس کی نگاہ دل نواز

اہل ایمان کی دعا کی قبولیت اور اجر

فَاسۡتَجَابَ لَهُمۡ رَبُّهُمۡ اَنِّىۡ لَاۤ اُضِيۡعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنۡكُمۡ مِّنۡ ذَكَرٍ اَوۡ اُنۡثٰى‌ ۚ بَعۡضُكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡضٍ‌ ۚ فَالَّذِيۡنَ هَاجَرُوۡا وَاُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِيَارِهِمۡ وَاُوۡذُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِىۡ وَقٰتَلُوۡا وَقُتِلُوۡا لَاُكَفِّرَنَّ عَنۡهُمۡ سَيِّاٰتِهِمۡ وَلَاُدۡخِلَنَّهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ﴿۱۹۵﴾

(اہل دانش کی رب کریم کے حضور پاکیزہ دعاؤں کے نتیجہ میں ارشاد ہوتا ہے) تو ان کے پروردگار نے بھی ان کی دعائیں قبول کر لیں (رب کریم نے فرمایا) بلاشبہ میں کبھی کسی عمل کرنے والے کا عمل ضائع نہیں کرتا، مرد ہو خواہ عورت، تم سب ایک دوسرے کی جنس ہو (اور عمل کے نتائج کا قانون سب کے لیے یکساں ہے) پس (دیکھو) جن لوگوں نے (راہ حق میں) ہجرت کی، اپنے گھروں سے نکالے گئے، میری راہ میں ستائے گئے اور پھر (راہ حق میں) لڑے اور قتل ہوئے (تو ان کے یہ اعمال صالح کبھی رائیگاں جانے والے نہیں) یقینی ہے کہ میں ان کی خطائیں معاف کر دوں اور انہیں (نعیم ابدی کے) باغوں میں پہنچا دوں جن کے نیچے نہریں رواں دواں ہوں (ان باغات کی شادابی کبھی متغیر ہونے والی نہیں ہے) یہ اللہ کی طرف سے ان کے اعمالِ حسنہ کا ثواب ہوگا اور اللہ ہی ہے (جس کے ہاں جزاءِ عمل کا) بہتر ثواب ہے۔

الفاظ:

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَاۤ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ تو قبول کی (دعا) اُن کی اب کے رب نے یہ کہ میں نہیں ضائع کروں گا پاکیزہ (عمل) کسی عمل کرنے والے کا تم میں سے مرد (ہو) یا عورت۔

فَ پس مستانفہ اِسْتَجَابَ (قبول کیا) اس کا مادہ (ج و ب) ہے باب استفعال فعل ماضی واحد مذکر غائب، لَهُمْ (لَ۔هُمْ) لیے، اُن کے، جار مجرور، رَبُّهُمْ (رَبُّ۔هُمْ) رب، اُن کے، مضاف، مضاف الیہ (مرکب اضافی) فاعل، اَنِّيْ (بلاشبہ، میں)، لَاۤ نہیں نافیہ، اُضِيْعُ (میں ضائع کروں گا) اس کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مادہ (ض ی ع) اَضَاعَ یُضِیْعُ، ضائع کرنا اس سے فعل مضارع واحد متکلم، اُضِیْعُ، عَمَلَ مضاف (وہ عمل جو محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اس کے احکام کو سنت نبویؐ کے مطابق ادا کیا جائے)، عَامِلٍ عمل کرنے والا (اسم فاعل)، مضاف الیہ، مِّنْكُمْ (مِّنْ. كُمْ) سے، تم، جار مجرور (یعنی تم میں سے)، مِّنْ، ذَكَرٍ (مرد سے) جار، مجرور، اَوْ (یا) حرف عطف، اُنْثٰى (عورت سے)۔

بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ بعض تمہارا بعض سے ہے (تم ایک دوسرے کی جنس سے ہو)

بَعْضُكُمْ، بَعْضُ بعض تمہارے، مضاف، كُمْ مضاف الیہ (مبتدا)، مِّنْۢ بَعْضٍ جار مجرور بعضوں سے ہیں (خبر)۔

فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ پس وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اور وہ نکال دیے گئے اپنے گھروں سے۔

فَالَّذِيْنَ فَ (پس) مستانفہ، الَّذِيْنَ (وہ لوگ) اسم موصول جمع مذکر (مبتدا)، هَاجَرُوْا (جنہوں نے ہجرت کی) فعل ماضی جمع مذکر غائب، اس کا مادہ (ھ ج ر) ہے (هَاجَرَ يُهَاجِرُ) ہجرت کرنا (اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے وطن چھوڑ کر دوسری جگہ جانا تاکہ دین کے راستے پر چلنا آسان ہو جائے) ہجرت اور مہاجر اردو میں معروف الفاظ ہیں۔ وَ اور عاطفہ، اُخْرِجُوْا (وہ نکال دیے گئے) اس کا مادہ (خ ر ج) ہے (اَخْرَجَ يُخْرِجُ) نکالنا اس سے فعل ماضی مجہول جمع مذکر، مِنْ سے جار حرف جار، دِيَارِهِمْ (دِيَارِ. هِمْ) گھروں، اپنے (سے) مضاف، مضاف الیہ (مجرور)۔

وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ

اور وہ تکلیف دیے گئے میرے راستے میں وہ (فی سبیل اللہ) لڑے اور قتل کر دیے گئے تو میں ضرور دور کر دوں گا ان سے ان کی برائیاں۔

وَ اور عاطفہ، اُوْذُوْا (تکلیف دیے گئے) اس کا مادہ (آ ذ ی) ہے (آذٰى يُؤْذِيْ) تکلیف دینا، جسمانی اذیت پہنچانا اس سے فعل ماضی مجہول جمع مذکر غائب، اُوْذُوْا ایذا، اذیت اردو میں معروف الفاظ ہیں، فِيْ (حرف جار)، سَبِيْلِيْ (مرکب اضافی (مجرور)، میری راہ میں، یعنی یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے راستے میں برداشت کیا)، وَ اور عاطفہ، قٰتَلُوْا (اور انہوں نے کفار سے جنگ کی) اس کا مادہ (ق ت ل)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے (قَاتَلَ، یُقَاتِلُ) کفار سے جنگ کرنا اور اس سے قٰتَلُوْا فعل ماضی جمع مذکر غائب، وَ اور عاطفہ، قُتِلُوْا (وہ مارے گئے، شہید کیے گئے) قَتَلَ، یَقْتُلُ لڑنا، مارنا سے قُتِلُوْا ماضی مجہول جمع مذکر غائب، لَاُكَفِّرَنَّ (میں ضرور دور کروں گا، یعنی رب کریم ضرور دور فرمائے گا) اس کا مادہ (ک ف ر) ہے (كَفَّرَ، یُكَفِّرُ) دور کرنا، مٹا دینا، اس میں لام تاکیدی معنی دیتا ہے، اس سے مضارع معلوم واحد متکلم (اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف جاتا ہے اس میں ن ثقیلہ کا اضافہ مزید تاکید کا معنی دے رہا ہے)، عَنْهُمْ (عَنْ۔هُمْ) سے، ان، یعنی ان سے، جار مجرور (تکلیف اٹھانے، جہاد کرنے اور شہادت پانے والوں کی طرف هُمْ کی ضمیر جمع مذکر جاتی ہے)، سَیِّاٰتِهِمْ (سَیِّاٰتِ۔هِمْ) برائیاں، ان کی، مضاف، مضاف الیہ (مرکب اضافی مفعول)۔

وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

وَ اور عاطفہ، لَا تاکیدیہ، اُدْخِلَنَّهُمْ (میں انہیں ضرور داخل کروں گا) اس کا مادہ (د خ ل) ہے (اَدْخَلَ یُدْخِلُ) داخل کرنا اس سے فعل مضارع واحد متکلم باضافہ ن ثقیلہ برائے تاکید هُمْ ضمیر جمع مذکر ان مہاجرین کی طرف جاتی ہے جنہیں اللہ کے راستے میں تکلیفیں دی گئیں، کفار سے جہاد کیا اور شہادت کے مرتبہ پر سرفراز ہوئے، رب کریم انہیں ضرور بضرور داخل کرے گا، جَنّٰتٍ باغات میں، جَنَّةٌ کی جمع ہے (مفعول)، تَجْرِیْ (کہ بہتی ہوں گی) اس کا مادہ (ج ر ی) ہے (جَرٰی یَجْرِیْ) جاری ہونا، بہنا، اس سے فعل مضارع واحد مونث غائب تَجْرِیْ، الْاَنْهٰرُ (نہریں) کے لیے صیغہ استعمال ہوا ہے، (فاعل) جاری ہونا، اردو میں معروف ہے۔

ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ﴿۱۹۵﴾ یہ ثواب (جزا) ہے اللہ کے نزدیک، اور اللہ کے پاس ہی اچھا ثواب ہے۔

ثَوَابًا (جزا) اس کا مادہ (ث و ب) ہے ثَابَ یَثُوْبُ لوٹ آنا، اعمال کی جزا جو انسان کی طرف لوٹ آتی ہے، اسے ثواب (جزا) کہتے ہیں، اور اَثَابَ یُثِیْبُ کے معنی انعام اور جزا دینے کو کہتے ہیں جو رب کریم اپنے نیک بندوں کو عطا فرماتا ہے یا فرمائے گا، ثَوَابًا یہ جزا ہے، مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ، مِّنْ سے حرف جار، عِنْدِ پاس (مضاف)، اللّٰهِ اللہ سبحانہ وتعالیٰ (مضاف الیہ)، وَاللّٰهُ (اور اللہ تعالیٰ) وَ مستانفہ،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عِنۡدَهٗ (عِنۡدَ۔ ہٗ) پاس، اس (کے) عِنۡدَ پاس ظرف مکان، ہٗ ضمیر واحد مذکر مرکب اضافی (اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف جاتی ہے)، حُسۡنُ (اچھا) مضاف، الثَّوَابِ بدلہ، ثواب۔ مضاف الیہ (اور اللہ ہی کے پاس بہترین اور عمدہ ثواب ہے)

تفسیر:

گزشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ کے بندے اس سے تکرار کے ساتھ "رَبَّنَا" کے ساتھ دعا کر رہے تھے تو اس کے جواب میں یہ آیت آ رہی ہے۔

''اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمالی، پھر ان کی دعا کی قبولیت کی صورت اور کیفیت کا ذکر فرمادیا کہ باری تعالیٰ کسی عامل (عمل کرنے والے) کے عمل کو ضائع نہیں کرتا، اس میں مرد و عورت کا بھی کوئی فرق نہیں، کیونکہ ان کا بعض بعض سے ہے (یعنی ایک دوسرے کی جنس سے ہیں) وہ کوئی الگ الگ مخلوق نہیں ہیں، اُخروی نجات و فلاح اور اللہ کے ہاں درجات حاصل کرنے میں مرد و عورت دونوں برابر ہیں، (بلکہ ایسا ممکن ہے عورت نیک اعمال کی وجہ سے مرد سے سبقت لے جائے اور اللہ کے ہاں فوز و فلاح سے ہمکنار ہو جائے جبکہ مرد برے اعمال کی وجہ سے ناکام و نامراد ہو جائے) ہاں، مرد و عورت کی جداگانہ ذمہ داریوں کے اعتبار سے فطرتاً ان کی صلاحیتوں میں فرق ہے اس کا ذکر سورۃ نساء میں آتا ہے:

فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوا... وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ

یعنی جنہوں نے دین کی خاطر اپنی خوشی سے ہجرت کی، اپنے وطن اور مال و منال کو خیرباد کہہ کر مرکز اسلامی میں پہنچ گئے اور وہ لوگ جن پر کفار نے ظلم و ستم ڈھائے، انہیں سخت اذیتیں دے کر گھر بار چھوڑنے پر مجبور کر دیا، انہیں کسی طرح چین سے نہ بیٹھنے دیا اور انہیں محض اس لیے تکالیف کا نشانہ بنایا کہ انہوں نے دین اسلام کی راہ اختیار کی۔ جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا:

يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ط (الممتحنة:1/60)

یہ کافر پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور تمہیں گھروں سے محض اس جرم کی پاداش میں نکالتے ہیں کہ تم اپنے رب پر ایمان رکھتے ہو۔

پھر ارشاد ہوتا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ﴿۸﴾ (البروج: 8/85)

اورانہوں نے (ظالموں اور کفار نے) ان سے یعنی مسلمانوں سے اس کے سوا کسی چیز کا بدلہ نہیں لیا کہ وہ اس اللہ پر ایمان رکھتے ہیں جو سب پر غالب اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے۔

(تفسیر القرآن الکریم حافظ عبدالسلام حفظہ اللہ)

تفہیم بالحدیث:

(۱) سیدنا ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں ہجرت کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کو عورتوں کا کچھ بھی ذکر کرتے نہیں سنتی، چنانچہ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

اَنِّيْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى...... وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ

(۲) سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ”بلاشبہ پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا، وہ فقرا مہاجرین ہوں گے، جو فقر و فاقہ کے باوجود نافرمانیوں سے بچتے رہے، جب ان کو حکم دیا جاتا تو وہ سنتے اور اطاعت کرتے، اگر ان میں سے کسی کو امیر کے ساتھ کوئی حاجت یا ضرورت ہوتی وہ اس کی حاجت پوری نہ ہوتی، حتیٰ کہ اسے اس حال میں موت آجاتی، بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جنت کو بلائے گا، وہ اپنی تمام تر رنگینیوں کے ساتھ آئے گی تو اللہ تعالیٰ اس طرح فرمائے گا: ”میرے وہ بندے کہاں ہیں؟ جنہوں نے میرے راستے میں قتال کیا، میرے راستے میں ان کو تکالیف پہنچیں اور انہوں نے جہاد کیا، جاؤ! تم جنت میں داخل ہو جاؤ، وہ بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں داخل ہو جائیں گے...... یہ صورت حال دیکھ کر فرشتے دربار الٰہی میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے، اے ہمارے رب! ہم دن رات تیری تسبیح کرتے رہے اور تیری پاکی بیان کرتے رہے تو یہ کون لوگ ہیں جن کو تو نے ہمارے اوپر ترجیح دے دی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، یہ وہ لوگ ہیں جو میرے راستے میں لڑے اور تکلیفیں برداشت کیں، پس فرشتے جنت کے ہر دروازے سے ان کے پاس حاضر ہوں گے اور کہیں گے۔

سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۴﴾ (الرعد: 24/13)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلام ہو تم پر اس کے بدلے جو تم نے صبر کیا، پس کیا ہی خوب ہے یہ آخرت کا گھر!

(مستدرک حاکم رقم الحدیث 2393، بحوالہ تفسیر دعوۃ القرآن، سیف اللہ خالد)

آیہ مبارکہ کی حکمت و بصیرت

(۱) جو دعا اللہ تعالیٰ کے حضور صدق دل سے مانگی جائے وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔(فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ)

(۲) اللہ کی نظر میں انسانیت کے بلند مدارج تک پہنچنے میں عورت اور مرد دونوں برابر ہیں بلکہ عورت نیک اعمال کی وجہ سے مرد سے سبقت لے جاسکتی ہے۔(اَنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى)

(۳) انسانی معاشرے کی داغ بیل مرد اور عورت سے پڑتی ہے۔(بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ)

(۴) عجز و خاکساری، خلوص او وفاداری سے کی ہوئی دعا رد نہیں ہوتی، بار بار رب العالمین کے حضور فریاد کی جائے۔(رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا)

(۵) زندگی کے اعلیٰ و ارفع مقاصد میں ہجرت، شہادت اور اللہ کی راہ میں اذیت و تکلیف کو برداشت کرنا ہے۔(فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ)

(۶) اللہ تعالیٰ کے لیے محنت و مشقت اٹھانے والوں کے لیے لازوال اجر ہے۔(وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ)

(۷) یہ عارضی زندگی ہی ایمان کے ساتھ تکالیف اٹھانے والے اللہ تعالیٰ کے ہاں ابدی زندگی میں ہمیشہ کے لیے راحت میں آجائیں گے:

بندۂ مومن کا دِل بیم و ریا سے پاک ہے
قوتِ فرماں روا کے سامنے بے باک ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کفار کی شان و شکوہ تمہیں دھوکہ نہ دے

لَا یَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا فِی الۡبِلَادِ ﴿۱۹۶﴾ مَتَاعٌ قَلِیۡلٌ ثُمَّ مَاۡوٰىهُمۡ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئۡسَ الۡمِهَادُ ﴿۱۹۷﴾

(اے نبیؐ) دنیا کے ملکوں میں اللہ کے نافرمان لوگوں کی چلت پھرت آپ کو کسی دھوکے نہ ڈالے، یہ محض چندروزہ زندگی کا تھوڑا سا لطف ہے، پھر یہ سب جہنم میں جائیں گے جو بدترین جائے قرار ہے۔

الفاظ:

لَا نہ، ناھیہ، جازمہ، یَغُرَّنَّكَ (دھوکے میں ڈالے آپ کو) اسکا مادہ (غ ر ر) ہے غَرَّ یَغُرُّ، غرًّا اور غُرُوۡرًا اور اس سے فعل مضارع نفی واحد مذکر غائب با نُون تاکید ثقیلہ كَ ضمیر واحد مذکر حاضر (مفعول) آپ کو (یہ بات) دھوکے میں نہ ڈالے غرور اردو میں نخوت، تکبر، عجب اور فریب کے معنی میں استعمال ھوتا ہے، تَقَلُّبُ مصدر (مضاف) (پھرنا، آنا، جانا، چلت پھرت، شان و شکوہ) باب تفعل، الَّذِیۡنَ (ان لوگوں کا) اسم موصول، جمع مذکر (مضاف الیہ)، كَفَرُوۡا (جنہوں نے کفر کیا) كَفَرَ یَكۡفُرُ کفر کرنا، اس سے فعل ماضی جمع مذکر غائب، فِیۡ میں، حرفِ جار، الۡبِلَادِ (شہروں میں) مجرور اس کا مفرد بَلَدٌ ہے، مَتَاعٌ فائدہ (لطف)، اسم مرفوع نکرہ (موصوف)، قَلِیۡلٌ عارضی اور وقتی نفع اور فائدہ، ثُمَّ (پھر) حرف عطف، مَاۡوٰىهُمۡ (ان کا ٹھکانہ) اس کا مادہ (اوی) ہے أَوٰى، یُؤۡوِیۡ ٹھکانہ دینا، اس سے مصدر مَأۡوٰى (ٹھکانہ)، جَهَنَّمُ (دوزخ)، وَ اور مستانفہ، بِئۡسَ فعل ماضی جامد، فعل ذم (برا)، الۡمِهَادُ (بچھونا، ٹھکانہ) بِئۡسَ کا فاعل ہے اس لیے 'ذ' پر پیش ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر:

اس سے قبل کی آیات میں رب کریم نے مومنوں کے گناہ بخشنے اور ثوابِ عظیم کا وعدہ فرمایا، حالانکہ وہ فقر و فاقہ کی حالت میں زندگی بسر کر رہے تھے، ان کے بالمقابل کفار نہایت عیش و آرام میں تھے، انہیں دیکھ کر بعض اوقات مسلمان غلط فہمیوں کا شکار ہو جاتے اور مختلف خیالات کی دنیا میں چلے جاتے۔

لہٰذا ان آیات میں مسلمانوں کا ذہن صاف کرنے کے لیے کفار کا انجام بیان فرمایا اور مسلمانوں کو تسلی دی ہے۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نیکی کے معاملے میں مومن کے ساتھ نا انصافی نہیں کرتا، اسے اُس نیکی کا بدلہ دنیا میں بھی دیتا ہے اور آخرت میں بھی اور کافر جو نیکیاں اللہ کے لیے کرتا ہے اس کا بدلہ اسے دنیا ہی میں پورا دے دیا جاتا ہے۔ پھر جب وہ آخرت میں پہنچے گا تو اس کی کوئی نیکی باقی نہیں ہوگی کہ اس کا بدلہ اسے دیا جائے۔

(مسلم، صفات المنافقین... رقم الحدیث 2808 بحوالہ تفسیر القرآن الکریم، حافظ عبدالسلام حفظہ اللہ)

مقصد یہ ہے کہ شہروں میں کفار کے تجارتی کاروبار، اُن کی خوش حالی اور مال و دولت کی فراوانی کو دیکھ کر مسلمانوں کے دلوں میں کسی قسم کا حزن و ملال نہیں آنا چاہیے نہ اُن کو نا امیدی کا شکار ہونا چاہیے نہ منافقین کا سا طرزِ عمل اختیار کرنا چاہیے جو سختی اور خوف کے وقت پکار اٹھتے ہیں:

مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲﴾ (الاحزاب: 12/33)

"(نعوذ باللہ) اللہ اور اس کے رسول نے جو وعدے ہم سے کیے تھے، وہ فریب کے سوا کچھ نہ تھے۔"

کفار کی دنیوی خوشحالی سے کفر کے حق ہونے پر استدلال نہیں کرنا چاہیے، یہ چند روزہ زندگی کا قلیل سا سامان اور عارضی بہار ہے مرنے کے بعد ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ نہایت ہی برا ٹھکانا ہے۔ اس کے مخاطب بظاہر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں مگر مراد امت مسلمہ ہے اس کے بعد اگلی آیت میں مومنین کی جزا کا ذکر فرمایا، تاکہ مزید تشفی حاصل ہو اور یہ چونکہ کفار کے مقابلے میں بیان کی جا رہی ہے اس لیے "لٰكِنِ" کا لفظ بطور استدراک ذکر فرمایا۔ (تفسیر المنار بحوالہ تفسیر القرآن الکریم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقویٰ اور سدابہار زندگی

لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ﴿۱۹۸﴾

برعکس اس کے جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہوئے زندگی بسر کرتے ہیں ان کے لیے ایسے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں رواں دواں ہیں، ان باغوں میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ کی طرف سے یہ سامانِ ضیافت ہے اُن کے لیے، اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے نیک لوگوں کے لیے وہ سب سے بہتر ہے۔

الفاظ

لٰكِنِ کلمۂ استدراک یعنی اپنے ماقبل کے حکم کے خلاف حکم ثابت کرتا ہے (گزشتہ کفار کا انجام بد تھا، تو اہل ایمان کے لیے بہترین جزا ہے)

الَّذِيْنَ اسم موصول، جمع مذکر (جو لوگ)، اتَّقَوْا (ڈرتے رہتے ہیں) اس کا مادہ (و ق ی) (اِتَّقٰی يَتَّقِيْ) ڈرنا، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنا، اس سے فعل ماضی جمع مذکر غائب، اِتَّقَوْا، رَبَّهُمْ (رَبَّ۔هُمْ) رب، اپنے (سے)، مضاف، مضاف الیہ (مرکب اضافی، مفعول)، لَهُمْ (لَ۔هُمْ) لیے، اُن (کے) جار، مجرور (خبر مقدم)، جَنّٰتٌ (باغات ہیں) اس کا مفرد جَنَّةٌ ہے (مبتدا موخر)، تَجْرِيْ (بہتی ہوں گی) اس کا مادہ (ج ر ی) جَرٰى يَجْرِيْ، مِنْ تَحْتِهَا (ان کے نیچے سے) مِنْ حرف جار، تَحْتِ ظرف مکان (مجرور) هَا ضمیر واحد مونث جنّاتٌ کی طرف جاتی ہے، اَلْاَنْهٰرُ (نہریں) اس کا مفرد نَهْرٌ ہے (فاعل)، خٰلِدِيْنَ فِيْهَا (وہ ہمیشہ اس میں رہنے والے ہیں) اس کا مادہ (خ ل د) خَلَدَ يَخْلُدُ ہمیشہ رہنا اِس سے اسم فاعل خَالِدٌ جمع خَالِدُوْنَ (ہمیشہ رہنے والے) خَالِدِيْنَ حالت نصبی میں ہے معنی میں فرق نہیں آتا ہے، نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ﴿۱۹۸﴾
اللہ کی طرف سے یہ سامانِ ضیافت ہے ان کے لیے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے نیک لوگوں کے لیے وہ سب سے بہتر ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر

ان کے برعکس جو تقویٰ وطہارت کی زندگی گزار کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے، گو دنیا میں ان کے پاس کفار اور باغیوں کی طرح دولت کے انبار اور رزق کی فراوانی نہ رہی ہوگی، مگر وہ اللہ کے مہمان ہوں گے جو تمام کائنات کا خالق و مالک ہے اور وہاں اُن ابرار و صالحین کو جو اجر و صلہ ملے گا، وہ اس سے بہت بہتر ہوگا جو دنیا میں کافروں کو عارضی طور پر ملتا ہے۔ (احسن البیان، حافظ صلاح الدین یوسف حفظ اللہ)

تفہیم بالقرآن

(۱) دنیا بہت تھوڑی اور آخرت بہت بہتر ہے:

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى (النساء:77/4)

(اے نبیؐ) کہہ دیجیے کہ دنیا کی سود مندی تو بہت ہی کم ہے (اور بالکل عارضی ہے) اور پرہیز گاروں کے لیے تو آخرت کہیں بہتر ہے اور دائمی ہے)۔

(۲) کفار کے لیے یہ دنیا باعث زینت بنا دی گئی، آخرت میں اہل ایمان کو برتری حاصل ہوگی:

زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۘ وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۱۲﴾ (البقرہ:212/2)

جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی ہے، اُن کے لیے دنیا کی زندگی بڑی محبوب و دلپسند بنا دی گئی ہے، ایسے لوگ ایمان کی راہ اختیار کرنے والوں کا مذاق اڑاتے ہیں، مگر قیامت کے روز پرہیزگار لوگ ہی ان کے مقابلے میں عالی مقام ہوں گے، رہا دنیا کا رزق، تو اللہ کو اختیار ہے، جسے چاہے بے حساب دے۔

(۳) تم دنیا کے طلبگار ہو مگر اللہ تعالیٰ کو تمہارے لیے آخرت پسند ہے (اس لیے کہ وہ سدا بہار ہے اور وہ مہربان رب ہے):

تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۷﴾ (الانفال:67/8)

تم لوگ دنیا کے فائدے چاہتے ہو حالانکہ اللہ کے پیش نظر آخرت ہے اور اللہ غالب اور حکیم ہے۔

(۴) بندہ مومن کی آرزو؟

وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ ۗ (الاعراف:156/7)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(اے رب کریم! ہمارے لیے اس دنیا کی بھلائی بھی لکھ دیجیے (کہ نیک اعمال سرانجام دینا ہماری سرشت بن جائے) اور آخرت میں بھی (اعمال حسنہ کی آپ بہتر جزا دیں) ہم نے آپ کی طرف رجوع کرلیا۔

تفہیم بالحدیث:

(۱) سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک طویل حدیث بیان کرتے ہیں کہ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بان کی (کھردری اور موٹی) چٹائی پر استراحت فرما رہے تھے۔ آپ اور چٹائی کے درمیان بستر نہیں تھا، بان نے آپ کے پہلو پر نشان ڈال دیے تھے۔ آپ چمڑے کے ایک تکیے پر ٹیک لگائے ہوئے تھے جس میں چھال بھری ہوئی تھی...... (سیدنا عمرؓ) کہتے ہیں میں نے عرض کی! اے اللہ کے رسول! آپ اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ آپ کی امت کو فراخی عطا فرمائے، بے شک روم اور فارس والوں کو فراخی دی گئی ہے اور دنیاوی طور پر بڑے خوشحال ہیں حالانکہ وہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ٹیک لگا کر تشریف فرما تھے (لیکن اب آپ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے) سو فرمایا: ''اے ابن خطاب! کیا تو بھی ان چیزوں میں رغبت رکھتا ہے؟ بے شک یہ تو وہ لوگ ہیں کہ ان کی بھلائی انہیں اسی دنیا کی زندگی میں جلدی دے دی گئی۔

(بخاری،باب عظۃ الرجل-رقم الحدیث 5191،بحوالہ تفسیر دعوۃ القرآن-ابونعمان سیف اللہ خالد)

(۲) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے ایسی چیزیں تیار کر رکھی ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے (اُن کا تذکرہ) سنا اور نہ کسی آدمی کے دل پر ان کا خیال گزرا اور وہ ایسی چیزیں ہیں کہ ان کے سامنے وہ چیزیں جن کی تمہیں خبر دی گئی ہے چنداں حقیقت نہیں رکھتیں۔ بعد ازاں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تم چاہو تو یہ آیت مبارکہ پڑھ لو'' مَّآ أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٧﴾ (السجدۃ:17/32) پس کوئی شخص نہیں جانتا کہ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک میں سے (رب کریم نے) کیا کچھ چھپا رکھا ہے (یہ) اس عمل کی جزا کے لیے جو وہ کیا کرتے تھے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

(۱) کفار کو مال و دولت کی فراوانی اور عیش و آرام کی سہولتیں اللہ تعالیٰ کے یہاں ان کی مقبولیت کی علامت نہیں ہے۔(لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ)

(۲) آخرت کی ابدی نعمتوں اور سرفرازیوں کے مقابلے میں دنیا کے یہ عارضی عیش و آرام ہیچ ہیں۔ (مَتَاعٌ قَلِيْلٌ)

(۳) اہل ایمان کے لیے اس دنیا کی عارضی تکلیف پھر ابدی راحت جبکہ کفار کے لیے عارضی دنیا کی راحت پھر ابدی اذیت اہل فکر کے سوچنے کا مقام ہے۔(ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَ بِئْسَ الْمِهَادُ)

(۴) اللہ نے اہل جنت کو اپنا ''مہمان'' ٹھہرا کر ان کا مرتبہ اعزاز و اکرام جس حد تک اونچا کر دیا ہے، الفاظ اُن کے ادا کرنے سے قاصر ہیں۔(نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ)

بندہ مومن صرف اللہ کی رضا کا طلب گار رہتا ہے:

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان ، نئی آن
گفتار میں، کردار میں، اللہ کی برہان

اہل کتاب کے بعض اچھے لوگ

وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أُولَٰئِكَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿١٩٩﴾

اور بلاشبہ اہل کتاب میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کتاب پر ایمان لائے ہیں جو آپ کی طرف نازل کی گئی ہے (یعنی قرآن) اور اس کتاب پر بھی جو ان کی طرف نازل کی گئی ہے (یعنی تورات وانجیل) اللہ کا خوف رکھتے ہیں (اور) تھوڑی سی قیمت کے بدلے اللہ کی آیات کا سودا نہیں کرتے، یہی لوگ ہیں جن کا اجر اُن کے رب کے پاس ہے بے شک اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

الفاظ

وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَٰبِ

اور بلاشبہ اہل کتاب میں سے۔

وَ اور مستانفہ (مستقل جملہ شروع ہوتا ہے) إِنَّ حرف مشبہ بالفعل (کلام میں زور پیدا ہوتا ہے)، مِنْ سے حرف جارہ، أَهْلِ الْكِتَٰبِ (اہل کتاب) مضاف، مضاف الیہ (مجرور اور خبر مقدم)، لَمَنْ (لَ۔مَنْ) البتہ وہ بھی ہے، جو، لام تاکید، مَنْ اسم موصول، يُؤْمِنُ (ایمان لاتا ہے) فعل مضارع واحد مذکر غائب، مادہ (ا م ن) (أَمَنَ يُؤْمِنُ) ایمان لانا، بِاللَّهِ (بِ۔اللهِ) ساتھ، اللہ کے، یعنی اللہ پر، جار، مجرور، وَمَآ (اور جو کچھ) وَ اور عاطفہ مَا جو کچھ، موصول، أُنْزِلَ (نازل کیا گیا) ماضی مجہول، واحد مذکر غائب، إِلَيْكُمْ (إِلَىٰ۔كُمْ) طرف، آپ کے، جار، مجرور (یعنی قرآن حکیم، وَمَآ (اور جو کچھ)، أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ (نازل کیا گیا ان کی طرف)، إِلَيْهِمْ (إِلَىٰ۔هِمْ) طرف، اُن کے جار مجرور یعنی تورات اور انجیل، خٰشِعِيْنَ (عاجزی اور خشوع کرنے والے) اسم فاعل جمع مذکر اس کا مفرد خَاشِعٌ ہے اس کا مادہ (خ ش ع) خشوع وخضوع سے نماز پڑھنا اردو زبان میں استعمال ہوتا ہے، لَا يَشْتَرُوْنَ نہیں خریدتے (لیتے) لَا نافیہ نہیں، يَشْتَرُوْنَ، اِشْتِرَاءٌ مصدر مضارع منفی جمع مذکر غائب، بِاٰيٰتِ اللهِ (اللہ تعالیٰ کی آیات کے عوض)، بِ حرف جار، اٰيٰتِ، آيَةٌ اس کا مفرد (مضاف)، اللهِ اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سبحانہ وتعالیٰ (مضاف الیہ)، ثَمَنًا قَلِيلًا (تھوڑی قیمت) ثَمَنًا (موصوف، قَلِيلًا (صفت) یعنی اللہ کی آیات کا دنیا کے حقیر سکوں پر سودا نہیں کرتے جیسا کہ ان کے علمائے سوء، چند سکوں کے عوض آیات بدل دیتے تھے، أُولَٰئِكَ اسم اشارہ جمع بعید (ایسے ہی لوگوں کے لیے ہے) مبتدا، لَهُمْ (لَ۔هُمْ) لیے، ان کے، جار، مجرور (خبر مقدم)، أَجْرُهُمْ (أَجْرُ۔هُمْ) جزا، ان کی، (مضاف، مضاف الیہ) مرکب اضافی (مبتدا موخر)، عِندَ ظرف مکان، مضاف، رَبِّهِمْ (رَبِّ۔هِمْ) رب، ان کے (پاس) مضاف، مضاف الیہ، (مرکب اضافی)، إِنَّ اللَّهَ (بلاشبہ اللہ تعالیٰ)، إِنَّ حرف مشبہ بالفعل، اللهَ اللہ سبحانہ وتعالیٰ، إن کا اسم، سَرِيعُ الْحِسَابِ، سَرِيعُ (مضاف)، صفت مشبہ، الْحِسَابِ (مضاف الیہ) مضاف، مضاف الیہ مل کر إِنَّ کی خبر ہوئی، (بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے)۔

تفسیر

اس آیت میں اہل کتاب میں سے (یہود ونصاری) کے اس گروہ کا ذکر ہے جو سچے دل سے مسلمان ہو گئے تھے، اُن کے ایمان اور ایمانی صفت کا ذکر فرما کر اللہ تعالیٰ نے انہیں دوسرے اہل کتاب سے ممتاز فرما دیا کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں، پہلی کتابوں اور قرآن مجید پر ایمان لاتے ہیں، اللہ سے ڈرنے والے ہیں، اللہ کی آیات کے بدلے دنیاوی مفاد حاصل نہیں کرتے۔ ان کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کا اجر محفوظ ہے، بلکہ دوہرا اجر ہے جیسا کہ سورۃ حدید 57 کی آیت نمبر 28 میں ہے (يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِن رَّحْمَتِهِ) اللہ تمہیں اپنی رحمت کا دہرا حصہ عطا فرمائے گا، یہ صفات یہود میں بہت کم تھیں علمائے یہود میں سے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جیسے ان صفات کے حامل چند لوگ ہی تھے جن کی تعداد دس سے زیادہ نہ تھی۔ البتہ نصرانیوں میں سے بہت سے لوگوں نے ایمان قبول کیا، جن میں حبشہ کے بادشاہ اصحمہ نجاشی بھی شامل تھے، اُن کی موت کی خبر آنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں ان پر غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی۔ (بخاری، مناقب الانصار، باب موت النجاشی، رقم الحدیث 3877

[بحوالہ تفسیر القرآن الکریم حافظ عبدالسلام حفظہ اللہ])

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کامیابی زندگی کے سنہری اصول

يَاۤيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۲۰۰﴾

اے ایمان والو! تم ثابت قدم رہو اور ایک دوسرے کو تھامے رکھو اور جہاد کے لیے تیار رہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تاکہ مراد کو پہنچو۔

الفاظ

يَاۤيُّهَا (اے لوگو!)۔ يَا حرف ندا، اَیُّ۔ هَا منادی هَا تنبیہ کا معنی دیتا ہے، اَلَّذِيْنَ (جو) اسم موصول جمع مذکر، اٰمَنُوْا (ایمان لائے ہو) اٰمَنَ يُؤْمِنُ سے فعل ماضی جمع مذکر غائب، اِصْبِرُوْا اصبر کرو (ثابت قدم رہو) صَبَرَ يَصْبِرُ سے فعل امر جمع مذکر، وَ اور عاطفہ صَابِرُوْا (مقابلے میں جمے رہو، صبر و استقامت سے دشمن کا مقابلہ کرتے رہو) صَابَرَ۔ يُصَابِرُ سے فعل امر جمع مذکر مُصَابَرَةٌ باب مفاعلۃ (خاصہ ایک دوسرے کے ساتھ جڑے رہنا اور صبر و استقامت کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کرتے رہنا)، وَ اور (عاطفہ) رَابِطُوْا (کمربستہ رہو) رَابَطَ يُرَابِطُ سے فعل امر جمع مذکر دشمن کے مقابلے میں ہمت نہ ہارو جنگ کے لیے مستعد رہو، یہ بھی باب مفاعلہ سے ہے۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور اللہ سے ڈرتے رہو، اِتَّقٰى يَتَّقِيْ سے فعل امر جمع مذکر اِتَّقُوْا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ (مفعول) لَعَلَّكُمْ (تاکہ تم) لَعَلَّ حرف مشبہ بالفعل، امید یا خوف پر دلالت کرتا ہے، یہاں اہل ایمان کو امید دلائی جا رہی ہے كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر، تُفْلِحُوْنَ (فلاح حاصل کرو، امید ہے کہ تم کامیابی حاصل کر لو گے) لَعَلَّ کا لفظ جب اللہ تعالیٰ اپنے لیے استعمال کرے تو اس کے معنی میں قطعیّت آ جاتی ہے کیونکہ ذات باری تعالیٰ کے حق میں توقع اور اندیشے کے معنی لینا صحیح نہیں [مفردات القرآن] اَفْلَحَ يُفْلِحُ سے فعل مضارع جمع مذکر حاضر۔

تفسیر

آیہ مبارکہ میں جامع و مانعِ ہدایت فلاح ساری امت کے لیے آ گئی، کیا انفرادی و شخصی اور کیا اجتماعی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وملی "اِصۡبِرُوۡا" یعنی جو تکلیفیں اور صعوبتیں راہِ حق میں ازخود پیش آئیں، ان پر صبر کیے جاؤ، خواہ اس صبر کا تعلق مشقت اور تعب عبادات سے ہو، خواہ نفس کی مرغوب ومحبوب خواہشوں کے ضبط سے۔

(تفسیر ماجدی، عبدالماجد دریابادی)

"صَابِرُوۡا" جو تکالیف اور مصائب مخالفین اور دشمنوں کے ہاتھوں پیش آئیں، انہیں بھی برداشت کرو۔ (حوالہ ایضاً)

"رَابِطُوۡا" "رَبْطُ الْفَرَسِ" کے معنی گھوڑے کو کسی جگہ پر حفاظت کے لیے باندھ دینے کے ہیں اور اسی سے "رِبَاطُ الْجَيْشِ" ہے یعنی فوج کا کسی جگہ پر متعین کرنا اور وہ مقام جہاں حفاظتی دستے متعین ہوں اسے رِبَاط کہا جاتا ہے چنانچہ یہ آیہ مبارکہ:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اصۡبِرُوۡا وَصَابِرُوۡا وَرَابِطُوۡا (آل عمران: 200/3)

میں اُن تکالیف ومصائب کا ذکر ہے جو اللہ کے راستے میں تمہیں پیش آئیں، انہیں برداشت کرو اور ایک دوسرے کو صبر وتحمل کی ترغیب دو اور دشمن کے مقابلے کے لیے تیار رہو۔

واضح رہے کہ مرابطے کی دو قسمیں ہیں:

ایک یہ کہ اسلامی سرحدوں پر دفاع کے لیے پہرہ دینا اور دوسرے نفس کو ناجائز خوہشات سے روکنا اور اس میں کوتاہی نہ کرنا۔ جیسے ''مجاہدہ نفس'' کی صورت میں ہوتا ہے اور اس مجاہدہ نفس کا ثواب بھی جہاد فی سبیل اللہ کے برابر ہے۔

"وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ" ان تمام باتوں کی روح جو اوپر بیان ہوئیں تقویٰ ہے، اگر دل اللہ تعالیٰ کے خوف سے خالی رہا ہے تو تمام مجاہدے اور مشقیں بیکار ثابت ہوں گی۔

تفہیم بالقرآن:

مختصر مگر جامع فوز وفلاح کا سامان:

وَالۡعَصۡرِ ﴿۱﴾ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَفِىۡ خُسۡرٍ ﴿۲﴾ اِلَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوۡا بِالۡحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ ﴿۳﴾ (العصر: 1-3/103)

قسم ہے زمانے کی (وقت اور زمانہ انسان کے اعمال پر گواہ بن رہا ہے) بے شک انسان خسارے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں رہا (کہ وہ کسب سعادت اور کسب فیض سے محروم رہا) مگر (اس نا قابل نقصان سے وہی محفوظ رہے) جو (اللہ اور خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور نیک اعمال سے (اپنی زندگیوں کو آراستہ کیا جو قرآن وسنت کے مطابق تھے) آپس میں ایک دوسرے کو حق کی تلقین کرتے رہے (اور اس راہ میں جو مصائب وتکالیف اٹھانی پڑیں اس پر) صبر (واستقلال) کی راہ اختیار کی۔

تفہیم بالحدیث:

غزوہ احد میں بعض مسلمانوں نے اس مورچے کو چھوڑ دیا جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو متعین کیا تھا، چونکہ ان کی اس نافرمانی کی وجہ سے مسلمانوں کو شدید نقصان پہنچا تھا، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے آخر میں پھر اسی بات پر زور دیا کہ مورچوں پر جمے رہا کرو، آئندہ کبھی مورچوں کو نہ چھوڑنا، وہیں رہ کر دشمن کے حملے کو روکو، میدان جنگ اور اسلامی سرحدوں کی حفاظت کرو۔ (تفسیر دعوۃ القرآن، سیف اللہ حفظہ اللہ)

سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کے راستے میں ایک دن (سرحدوں پر) پہرا دینا، دنیا اور جو کچھ اس میں موجود ہے اس سب سے بہتر ہے۔(بخاری، کتاب الجهاد، حوالہ ایضاً)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ''دو آنکھیں ایسی ہیں کہ جن کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی...... ایک وہ آنکھ جو اللہ کے ڈر سے رو پڑی اور دوسری وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں رات کو پہرا دیتے ہوئے بیدار رہی۔

(ترمذی کتاب فضائل الجهاد، رقم الحدیث 1639 بحوالہ تفسیر دعوۃ القرآن)

رابطہ کے معنی میں وسعت آتی ہے ایک معنی تو مجاہدین کا مورچوں میں ڈٹ جانا اور دشمن کا مقابلہ کرنا ہے۔ دوسرا نمازوں کی حفاظت کرنا ہے، اس حدیث پر غور کیجیے:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالیٰ تمہاری خطاؤں کو معاف فرما دے اور تمہارے درجات بلند کر دے؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''وہ ہے ایسے اوقات میں اچھی طرح وضو کرنا جب یہ دشوار ہو (مثلاً سخت سردی میں فجر کے وقت یا سخت گرمی میں ظہر کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقت) اور پھر مساجد کی طرف زیادہ آنا جانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں رہنا۔ پس یہی رباط ہے، پس یہی رباط ہے۔" (گویا یہ بھی نفس کے خلاف جہاد ہے)۔ (مسلم کتاب الطہارہ رقم الحدیث 251)

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت

(۱) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا کمال عدل ہے کہ اہل کتاب میں سے جنہوں نے ایمان قبول کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر ایمان لے آئے انہیں اجر سے نہیں اجر عظیم سے نوازا۔ (وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ ..... لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ)

(۲) اہل ایمان کو قرآن حکیم جگہ بجگہ خطاب کر کے رب کریم نے زریں ہدایات سے نوازا ہے اور اس خطاب پر اہل ایمان کو پوری توجہ اور انہماک سے سننا چاہیے۔ (يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا)

(۳) "صبر مُصَابَرَة اور مرابطه" کا اجر وثواب اور ان پر استقامت تقویٰ کے ساتھ ہوگا۔

(۴) ان باتوں کے حصول کے لیے نمازوں کی حفاظت ضروری ہے (وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا) مسلمانوں نے نماز اور جہاد سے ہی دنیا میں اقتدار اور غلبہ حاصل کیا ہے:

آ گیا عین لڑائی میں اگر وقت نماز
قبلہ رُو ہو کے زمیں بوس ہوئی قومِ حجاز
ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز
بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

اے رب کریم ہمیں دین کا ایسا شعور عطا فرما کہ اس پر عمل پیرا ہو کر عظمت رفتہ کو پا سکیں۔

آج مورخہ 17 رجب 1434ھ بمطابق 27 مئی 2013ء
بروز سوموار محض اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فضل وکرم سے سورۃ آل
عمران کی تفسیر لکھنے کی توفیق اس عاجز کو ملی۔ (شیخ عمر فاروق)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیات:۱۸ سُوْرَۃُ الْحُجُرٰتِ رکوعات:۲

تعارف سُوْرَۃُ الْحُجُرٰتِ

حُجُرَاتٌ (apartments) مفرد حُجْرَۃٌ ہے جس کے معنی ہیں زمین کا وہ ٹکڑا جو بوجہ چار دیواری کے اندر جانے سے روکے۔ یہاں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منازلِ مبارکہ ہیں، ان کا ذکر اسی سورۃ مبارکہ کی آیت نمبر 4 میں آتا ہے: اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ، اسی آیت سے اس سورت کا نام ماخوذ ہے۔

اس سورت کا موضوع مسلمانوں کو ان پسندیدہ اخلاق و آداب سے آراستہ کرنا ہے جن سے معاشرتی زندگی میں امن اور سلامتی کی فضا برقرار رہے اور لوگوں میں نفرتوں کی بجائے محبتیں بڑھیں۔ چنانچہ مسلمانوں کو ان برائیوں سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے جو اجتماعی زندگی میں فساد برپا کرتی ہیں اور جن کی وجہ سے آپس کے تعلقات خراب ہوتے ہیں...... ایک دوسرے کا مذاق اڑانا، ایک دوسرے پر طعن و تشنیع کرنا، لوگوں کو برے ناموں سے پکارنا، دوسروں کے حالات کی کھوج کرید کرنا، حسب و نسب پر فخر کرنا، اپنے آپ کو بڑا سمجھنا اور دوسروں کو نفرت اور حقارت سے دیکھنا...... یہ اور اس قسم کی تمام برائیوں سے بچ کر اخوت و محبت کی فضا کو برقرار رکھنے کی تلقین کی گئی ہے۔

خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلانے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے آداب سکھائے گئے ہیں۔

آخر میں لوگوں کو بتایا گیا ہے کہ ایمان کا محض زبانی دعویٰ کافی نہیں ہے بلکہ سچے دل سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننا، خلوص سے احکام الٰہی کا پابند ہونا اور دل و جان سے اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دم بھرنا.... سچا مومن بننے کے لیے ضروری اور لازمی ہے گویا کہ ایمان کی تکمیل صدقِ دل سے ماننے اور انشراح صدر سے احکام پر عمل پیرا ہونے سے ہوتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُقَدِّمُوۡا بَیۡنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ①

اے ایمان والو! تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے (کسی قول وعمل میں) سبقت مت کیا کرو، اور اللہ ہی سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ خوب سننے والا ہے، خوب جاننے والا ہے۔

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُقَدِّمُوۡا بَیۡنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ

اے ایمان والو! تم اللہ اور اس کے رسول ؐ سے (کسی قول وعمل میں) سبقت مت کیا کرو۔

یَا اے (حرف ندا)، اَیُّ منادیٰ (جسے مخاطب کیا جائے)، ھَا، کا اضافہ تنبیہ کا مفہوم دیتا ہے، اَلَّذِیۡنَ وہ لوگ (جو) اسم موصول جمع مذکر اس کا مفرد اَلَّذِی ہے، اٰمَنُوۡا، ایمان لائے، فعل ماضی جمع مذکر غائب (اٰمَنَ، یُؤۡمِنُ، اِیۡمَانًا) ایمان لانا، ایمان کا مادہ (Root Word) اَمۡنٌ ہے، اس کے معنی نفس کے مطمئن ہونے کے ہیں، ایمان کے معنی کبھی حالت اَمۡن کے آتے ہیں اور کبھی اس چیز کو کہا جاتا ہے جو کسی کے پاس بطور امانت رکھی جائے۔ ''الایمان'' کے ایک معنی شریعت محمدی کے بھی آتے ہیں، ایمان کے ساتھ ہر وہ شخص متصف ہوتا ہے جو توحید و نبوت کا اقرار کر کے شریعت محمدی میں داخل ہو جائے، (اور اس کی زندگی اسلام کے اصولوں کے مطابق ڈھل جائے)۔

ایمان کی تعریف اس طرح بھی کی گئی ہے: ''ایمان...... دل سے تصدیق، زبان سے اقرار اور اعضاء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وجوارح سے اعمال صالحہ سرانجام دینے کا نام ہے۔ایمان کی یہ تعریف محدثین کے نزدیک بھی ہے۔‘‘

(مفردات القرآن)

لَا تُقَدِّمُوْا تم آگے نہ بڑھو (کسی بات میں)، فعل نہی جمع مذکر حاضر (**قَدَّمَ، يُقَدِّمُ، تَقْدِيْمًا**) آگے بڑھنا، اللہ تعالیٰ کے احکام اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّتِ مطہرہ کو چھوڑ کر اپنی مرضی اور منشا کے مطابق چلنا، آگے بڑھنا، **بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ** اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے سامنے، **بَيْنَ** سامنے ظرف مکان **يَدَيِ**، اصل میں **يَدَيْنِ** تھا، اضافت کی وجہ سے نون ختم کر دیا گیا اور ی کو آگے ملانے کی وجہ سے کسرہ (زیر) دیا گیا، اور **يَدَيِ** رہ گیا۔

سید مودودیؒ لکھتے ہیں:

’’یہ ایمان کا اولین اور بنیادی تقاضا ہے، جو شخص اللہ کو اپنا رب اور اللہ کے رسول ﷺ کو اپنا ہادی و رہبر مانتا ہو، وہ اگر اپنے اس عقیدے میں سچا ہے، تو اس کا یہ رویہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ اپنی رائے اور خیال کو اللہ اور رسول ﷺ کے فیصلے پر مقدم رکھے یا معاملات میں آزادانہ رائے قائم کرے اور ان کے فیصلے بطور خود کر ڈالے بغیر اس کے کہ اسے یہ معلوم کرنے کی فکر ہو کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ان معاملات میں کوئی ہدایت دی ہے یا نہیں، اور دی ہے تو وہ کیا ہے؟ اسی لیے ارشاد ہوا ہے کہ اے ایمان لانے والو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے آگے ’’پیش قدمی نہ کرو‘‘ یعنی ان سے آگے بڑھ کر نہ چلو، پیچھے چلو۔ مقدم نہ بنو، تابع بن کر رہو۔

یہ حکم مسلمانوں کے محض انفرادی معاملات ہی تک محدود نہیں ہے، بلکہ اُن کے جملہ اجتماعی معاملات پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ درحقیقت یہ اسلامی آئین کی بنیادی دفعہ ہے، جس کی پابندی سے نہ مسلمانوں کی حکومت آزاد ہو سکتی ہے، نہ ان کی عدالت اور نہ پارلیمنٹ۔‘‘ (تفہیم القرآن)

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ

اور اللہ ہی سے ڈرتے رہو، یقیناً اللہ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اور، عاطفہ سلسلہ کلام جاری رکھنے کے لیے (**اِتَّقٰى، يَتَّقِيْ، اِتِّقَآءً**) باب افتعال،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈرنا، خوف کھانا، اس سے فعل امر جمع مذکر حاضر **اِتَّقُوْا** تم سب ڈرتے رہو (اللہ سے)، **اِنَّ اللّٰهَ** بے شک اللہ تعالیٰ، **سَمِيْعٌ** خوب سننے والا ہے، **عَلِيْمٌ** خوب جاننے والا ہے۔

مولانا امین احسن اصلاحیؒ لکھتے ہیں:

''لوگوں کو تنبیہ ہے کہ اللہ سے ڈرتے رہو، اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ دانشمند اور مدبّر ہونے کے خبط میں مبتلا نہ ہو، اللہ سمیع و علیم ہے، وہ تمہاری ساری باتوں کو سن بھی رہا ہے اور ان کے پیچھے جو محرکّات کام کر رہے ہیں ان سے بھی اچھی طرح واقف ہے، مطلب یہ ہے کہ جب وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے تو اس کا مکافاتِ عمل کا قانون لازماً ظہور میں آئے گا، اس قانون کا ذکر آگے (آیت نمبر ۲) میں آ رہا ہے۔'' (تدبر قرآن)

آیہ مبارکہ کی حکمت و بصیرت

۱) ایمان تسلیم و رضا کا نام ہے، یعنی احکامِ الٰہی کو سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں ماننا اور ان پر عمل کرنا، اس میں ذاتی خواہشات کا قطعی طور پر کوئی عمل دخل نہیں ہے، رب کریم حکیم و علیم ہے، اس نے بندوں کے لیے تمام احکام حکمت و مصلحت سے نازل فرمائے ہیں اور خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دین (زندگی گزارنے کا دستور) مکمل شکل میں عطا کیا ہے اور یہ نسل انسانیت کے لیے تا قیامت موجود ہے۔

۲) اس آیہ مبارکہ میں دورِ حاضر کے ان لوگوں کو بھی تنبیہ ہے جو اسلام کی خدمت کے دعوے کے ساتھ اس کی اقدار کو مسخ اور اس کے قوانین کی تحریف کر رہے ہیں
نے جس شکل میں اسلام دیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝۲

اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ ان کے سامنے اس طرح اونچی آواز سے بولو، جیسے تم ایک دوسرے سے بولتے ہو، مبادا تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تم کو احساس بھی نہ ہو۔

يَاَيُّهَا. يَاَ حرف ندا، اَيُّ منادیٰ، ھا، تنبیہ کا مفہوم باب افعال، دیتا ہے (اے)، اَلَّذِيْنَ وہ لوگ، اسم موصول، جمع مذکر، اٰمَنُوْا ایمان لائے، ماضی جمع مذکر غائب (اٰمَنَ. يُؤْمِنُ. اِيْمَانًا) ایمان لانا، لَا تَرْفَعُوْٓا نہ بلند کرو، لَا نہ، ناھیہ، تَرْفَعُوْٓا تم بلند کرو، فعل مضارع جمع مذکر حاضر (رَفَعَ. يَرْفَعُ. رَفْعًا) باب فتح، بلند کرنا، رفیع، رفعت (بلندی) ایسے الفاظ اردو میں استعمال ہوتے ہیں، اَصْوَاتَكُمْ اپنی آوازوں (کو)، صَوْتِ آواز، اس کی جمع اَصْوَاتٌ ہے، مضاف، كُمْ، اپنی، ضمیر جمع مذکر حاضر، مضاف الیہ، فَوْقَ اوپر، ظرف مکان، صَوْتِ النَّبِيِّ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز (یعنی اپنی آوازوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند نہ کرو)، وَلَا اور نہ ہی، لائے ناھیہ، تَجْهَرُوْا فعل مضارع جمع مذکر حاضر، تم اونچی آواز کرو (جَهَرَ. يَجْهَرُ. جَهْرًا) باب فتح، بلند آواز سے بولنا، بِالْقَوْلِ (بِ۔ الْقَوْلِ) ساتھ۔ قول (کے)، كَجَهْرِ (كَ۔ جَهْرِ) جیسا کہ آواز ہے كَ کے معنی مثل، مانند، بَعْضِكُمْ بعض کی تم میں سے، لِبَعْضٍ (لیے، بعض کے) یعنی جس طرح تم ایک دوسرے کے ساتھ بولتے ہو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس طرح نہ بولا کرو، اَنْ تَحْبَطَ اَنْ ناصبہ، یہ فعل مضارع کو نصب دیتا ہے، یہ کہ ضائع ہو جائیں، مضارع واحد مؤنث غائب (حَبِطَ. يَحْبَطُ. حَبْطًا) باب سَمِعَ يَسْمَعُ، ضائع ہونا، اَعْمَالُكُمْ،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہارے اعمال، اعمال کا مفرد عَمَلٌ ہے، کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر، اَعْمَال مضاف ہے، کُمْ، مضاف الیہ (فاعل)، وَ اَنْتُمْ اور تم، اَنْتُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر، لَا تَشْعُرُوْنَ تم کو احساس نہ ہو، تم کو اس کا پتہ بھی نہ چلے، مضارع جمع مذکر حاضر، (شَعَرَ، یَشْعُرُ، شُعُوْرًا) جاننا، محسوس کرنا، (یعنی لاشعوری طور پر تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں)۔

اس آیت کی تفسیر میں سید مودودیؒ لکھتے ہیں:

"یہ وہ ادب ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھنے والوں اور آپ کی خدمت میں حاضر ہونے والوں کو سکھایا گیا تھا۔ اس کا منشا یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملاقات اور بات چیت میں اہل ایمان آپ کا انتہائی احترام ملحوظ رکھیں، کسی شخص کی آواز آپ کی آواز سے بلند تر نہ ہو، آپ سے خطاب کرتے ہوئے لوگ یہ بھول نہ جائیں کہ وہ کسی عام آدمی یا اپنے برابر والے سے نہیں بلکہ اللہ کے رسول سے مخاطب ہیں، اس لیے عام آدمیوں کے ساتھ گفتگو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گفتگو میں نمایاں فرق ہونا چاہیے اور کسی کو آپ سے اونچی آواز میں کلام نہ کرنا چاہیے۔ (تفہیم القرآن)

اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ

(اپنی آواز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند رکھنے پر) مبادا تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تم کو احساس بھی نہ ہو۔

مولانا امین احسن اصلاحیؒ لکھتے ہیں:

اس بے ادبی سے تمھیں اس لیے روکا جا رہا ہے کہ مبادا تمہاری یہ حرکت اس بات کا سبب بن جائے کہ عنداللہ تمہارے سارے اعمال ڈھے جائیں (ضائع ہو جائیں)۔

"وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ" یعنی تم اس پندار میں مبتلا رہو گے کہ تم نے اسلام کی بڑی خدمت کی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی رایوں سے مستفید کرنے کے لیے تمہاری بے چینی بھی خدمت دین ہی کے عشق میں ہے لیکن اِدھر تمہارے وہ سارے اعمال ڈھے جائیں گے جو اپنے زعم میں تم نے دین کی خاطر انجام دیے اور تمہیں اس بات کا شعور بھی نہ ہو گا۔ (تدبر قرآن)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت سے ہمیں دین اور آئین ملا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دین اور آئین کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم تک پہنچانے میں ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ خود اس پر عمل کر کے پورے معاشرے میں اسے عملاً نافذ کر کے دکھایا۔

آیہ مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھنے والوں اور آپ کی خدمت میں حاضر ہونے والوں کو گفتگو کا سلیقہ اور قرینہ سکھایا گیا ہے کہ احترام واکرام کا پوری طرح خیال رکھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو کو انتہائی توجہ اور انہماک سے سنیں اور اپنی آواز کو آپ کی آواز سے نرم اور پست رکھیں۔

۲) یہ ادب اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہونے والوں کو سکھایا گیا تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے اس کو حرزِ جاں بنایا تاہم ہر دور اور ہر زمانے میں، ہر جگہ اور ہر مقام پر مسلمانوں کے لیے لازم ہے کہ جب بھی وہ سیرت طیبہ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنیں تو انتہائی ذوق وشوق، ادب واحترام اور اتباع واطاعت کو ملحوظ رکھیں۔

۳) اس سے اس بات کی بھی تعلیم ملتی ہے کہ بڑوں اور بزرگوں کی صحبت میں ادب واحترام سے بیٹھنا چاہیے اور ان کی اچھی باتوں کو پلّے باندھ لینا چاہیے۔

۴) یہ حقیقت بھی واضح ہوتی ہے کہ کسی شخص کو اس بات کا غرور اور فخر نہ ہونا چاہیے کہ وہ دینی خدمات سر انجام دے رہا ہے، تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کوئی احسان دھر رہا ہے بلکہ یوں خیال کرے کہ اللہ تعالیٰ کا اس پر احسان اور فضل ہے کہ وہ اس سے یہ خدمات لے رہا ہے اور اُسی (اللہ) سے اس کی مزید رحمت اور توفیق کا طلبگار رہنا ہے۔

اَزْ رِسالت دَرْ جہاں تکوینِ مَا
اَزْ رَسالت دینِ مَا آئینِ مَا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ③

(یاد رکھو) کہ جو لوگ رسول اللہ کے حضور بات کرتے ہوئے اپنی آواز پست رکھتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لیے خالص کر دیا ہے، ان کے لیے مغفرت اور اجرِ عظیم ہے۔

اِنَّ بلاشبہ، حرف مشبہ بالفعل جملے میں زور بیان کے لیے آتا ہے، الَّذِيْنَ اسم موصول، يَغُضُّوْنَ پست رکھتے ہیں، مضارع جمع مذکر غائب (غَضَّ، يَغُضُّ، غَضًّا) باب نَصَرَ، پست رکھنا، آہستہ رکھنا، اَصْوَاتَهُمْ (اَصْوَاتَ۔هُمْ) آوازوں، اپنی کو، اس کا مفرد صَوْتٌ ہے، اَصْوَاتٌ مفعول بہٖ مضاف، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب، مضاف الیہ، عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں، اُولٰٓئِكَ اسم اشارہ بعید، یہی، الَّذِيْنَ اسم موصول وہ لوگ ہیں، امْتَحَنَ اللّٰهُ اللہ نے چن لیا (خالص کر لیا) فعل ماضی واحد مذکر غائب، قُلُوْبَ۔هُمْ ان کے دلوں کو (مفعول)، لِلتَّقْوٰى (لِ۔تَّقْوٰى) تقویٰ۔ کے لیے (امْتَحَنَ، يَمْتَحِنُ، اِمْتِحَانًا) چن لینا، خالص کر دینا، لَهُمْ (لَ۔هُمْ) لیے، ان کے، خبر مقدم (خاص کرنے کے لیے)، مَّغْفِرَةٌ بخشش ہے مبتدا مؤخر، (مغفرت ہے)، وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ اور اجر عظیم ہے۔

مولانا امین احسن اصلاحیؒ لکھتے ہیں:

”یہ اس صحیح ادب کی تعلیم ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملے میں ہر صاحب ایمان کو اختیار کرنا لازم ہے، فرمایا کہ جو لوگ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں درحقیقت وہی لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کی افزائش کے لیے منتخب فرمایا ہے (چن لیا ہے) لفظ اِمْتَحَنَ یہاں ”اِصْطَفٰی“ یا اس کے ہم معنی کسی لفظ پر متضمن ہے جس سے یہ بات نکلتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر دل تقویٰ کی تخم ریزی اور افزائش کے لیے موزوں نہیں ہوتا، بلکہ اس مقصد کے لیے اللہ تعالیٰ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امتحان کر کے دلوں کا انتخاب کرتا ہے اور اس انتخاب میں اصل چیز جو ترجیح دینے والی بنتی ہے، وہ یہ ہے کہ آدمی کے اندر اللہ اور رسول کے لیے انقیاد و اطاعت کا سچا جذبہ اور ان کے آگے فروتنی کا صحیح شعور ہے یا نہیں، یہ چیز جس کے اندر جتنی زیادہ ہوتی ہے، اس کو اتنی ہی زیادہ تقویٰ کی نعمت عطا ہوتی ہے اور جو لوگ جس درجے میں اس شعور سے عاری ہوتے ہیں وہ اتنے ہی تقویٰ سے بعید ہوتے ہیں، ''آواز بلند کرنے کا ذکر'' جیسا کہ ہم نے پہلے اشارہ کیا، انسان کا عمل، باطن کے ایک مُخبِر کی حیثیت سے ہوا ہے، جو شخص کسی کی آواز پر اپنی آواز بلند رکھنے کی کوشش کرتا ہے، اس کا یہ عمل شہادت دیتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو اس سے اونچا خیال کرتا ہے، یہ چیز اکتسابِ فیض کی راہ بالکل بند کر دیتی ہے، اگر استاد کے آگے کسی شاگرد کا یہ طرزِ عمل ہو تو وہ اس کے فیض سے محروم رہتا ہے، اسی طرح اگر اللہ کے رسول کے آگے کسی نے یہ روش اختیار کی تو وہ صرف رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے بھی محروم ہو جائے گا۔ اس لیے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اللہ عَزَّوَجَلَّ کا نمائندہ ہوتا ہے۔

یہی درجہ اللہ کی کتاب اور رسول کی سنت کا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہی لوگوں کو تقویٰ کے لیے منتخب فرماتا ہے جو اس کی کتاب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے سامنے فروتنی کی روش اختیار کرتے ہیں جس کی ہدایت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معاملے میں ہوئی ہے۔ جس شخص کے اندر اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر بات کے آگے سر جھکا دینے کا سچا جذبہ ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے تقویٰ کی راہیں کھولتا ہے اور ہر قدم پر غیب سے اس کی رہنمائی ہوتی ہے اور اگر کوئی شخص اس خبط میں مبتلا ہے کہ وہ قرآن و حدیث کی اصلاح کرنے کی پوزیشن میں ہے تو اس کا یہ پندار اس کے سارے عمل کو غارت اور اس کی آخرت کو برباد کر کے رکھ دیتا ہے۔

لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ، اوپر والی آیت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر آواز بلند کرنے کا انجام یہ بتایا کہ یہ روش اعمال کو برباد کر دینے والی روش ہے، اس کے مقابلے میں یہ ان لوگوں کا صلہ بیان ہوا ہے جو اپنی آواز رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے پست رکھیں گے، فرمایا کہ ان کے لیے مغفرت اور اجرِ عظیم ہے یعنی ان کی لغزشیں اور کوتاہیاں اللہ تعالیٰ بخش دے گا اس لیے کہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کے آگے فروتنی کی روش اختیار کی، کسی گھمنڈ میں مبتلا ہو کر اپنے آپ کو اس سے بڑا سمجھنے کی جسارت نہیں کی،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی اس فروتنی کا انعام ان کو یہ ملا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو تقویٰ کی افزائش کے لیے منتخب فرمایا جس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑا ہے۔ (تدبر قرآن)

آیہ مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) انسانوں میں سے انبیاء علیہم السلام وہ نفوس قدسیہ ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے اپنا پیغام لوگوں تک پہنچانے کے لیے چنا، ان کی اپنی زندگیاں ان احکام کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھیں، ان کا اتباع اوران کی پیروی رضائے الٰہی کی علامت ٹھہری، اُن کا ادب، ان کا احترام ایمان کی نشانی قرار پایا۔

۲) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور پیروی نسل انسانیت کے لیے ضروری ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ قرآن حکیم کی چلتی پھرتی تصویر ہے "کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ" اس لیے رب کریم نے مسلمانوں کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور اتباع کو لازمی اور جزوایمان ٹھہرایا، ارشاد ہوتا ہے:

"اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کے رب کی قسم یہ کبھی مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں آپ کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر جو کچھ آپ فیصلہ کریں، اس پر اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہ محسوس کریں، بلکہ سربسرا سے تسلیم کر لیں۔" (النساء:٦٥)

اور جو لوگ حقیقی طور پر اس اطاعت پر لگ جاتے ہیں، وہی لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لیے خالص کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ان لوگوں میں شامل فرما دے۔ آمین!

گر تو می خواہی مسلماں زیستن
نیست ممکن جز بقراں زیستن

اے مسلمان اگر تو زندہ رہنا چاہتا ہے (یعنی اس دنیا میں عزت وشوکت چاہتا ہے) تو قرآن کے بغیر اس کا حصول ممکن نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا
يَعْقِلُوْنَ۝۴ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا
لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۝۵

بیشک جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر عقل سے کام نہیں لیتے اور اگر وہ صبر کرتے، یہاں تک کہ آپ خود ان کے پاس باہر آجاتے تو ان کے حق میں بہتر ہوتا، اور اللہ بڑا ہی مغفرت والا، بڑا رحم والا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ

بیشک جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر عقل سے کام نہیں لیتے۔

اِنَّ بلاشبہ، بے شک، جملے کے شروع میں لاتے ہیں تو زور بیان پیدا ہوتا ہے، الَّذِيْنَ (وہ لوگ، جو) اسم موصول، يُنَادُوْنَكَ (يُنَادُوْنَ۔كَ) پکارتے ہیں، مضارع جمع مذکر غائب، آپ ﷺ کو (نَادٰى، يُنَادِيْ، نِدَآءً، مُنَادَاةً) باب مفاعلہ، زور زور سے پکارنا، ندا دینا، منادی کرنا، ندا، یہ الفاظ اردو میں بھی استعمال ہوتے ہیں، كَ ضمیر واحد مذکر حاضر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے آئی ہے، مِنْ سے، حرفِ جارہ میں سے ہے جو اپنے بعد والے اسم کو زیر دیتے ہیں، وَّرَآءِ پیچھے، الْحُجُرٰتِ حجرے (کمرے) اس کا مفرد حُجْرَةٌ ہے، اَكْثَرُهُمْ (اَكْثَرُ۔هُمْ) اکثر، ان میں سے اَكْثَرُ زیادہ تر، مبتدا ہے اور مضاف بھی، هُمْ وہ (ان میں) ضمیر جمع مذکر غائب، مضاف الیہ، لَا يَعْقِلُوْنَ عقل و شعور نہیں رکھتے، لَا نہیں، نافیہ (عَقَلَ، يَعْقِلُ، عَقْلًا) عقل رکھنا، شعور رکھنا۔

سید مودودیؒ لکھتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں جن لوگوں نے آپ ﷺ کی صحبت میں رہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر اسلامی آداب وتہذیب کی تربیت پائی تھی وہ تو آپ ﷺ کے اوقات کا ہمیشہ لحاظ رکھتے تھے، ان کو پورا احساس تھا کہ آپ اللہ کے کام میں کس قدر مصروف زندگی بسر فرماتے ہیں اور اِن تھکا دینے والی مصروفیتوں کے دوران میں لازماً کچھ وقت آپ ﷺ کے آرام کے لیے اور کچھ وقت آپ ﷺ کی اہم مشغولیتوں کے لیے اور کچھ وقت اپنی خانگی زندگی کے معاملات کی طرف توجہ کرنے کے لیے بھی ہونا چاہیے، اس لیے وہ آپ ﷺ سے ملاقات کے لیے اسی وقت حاضر ہوتے تھے جب آپ ﷺ باہر تشریف فرما ہوں، اور اگر کبھی وہ آپ کو مجلس میں موجود نہ پاتے تو بیٹھ کر آپ کے تشریف لانے کا انتظار کرتے تھے اور کسی شدید ضرورت کے بغیر آپ کو باہر آنے کی زحمت نہ دیتے تھے، لیکن عرب کے اس ماحول میں جہاں عام طور پر لوگوں کو کسی شائستگی کی تربیت نہ ملی تھی، بارہا ایسے بے عقل لوگ بھی آپ کی ملاقات کے لیے آجاتے تھے جن کا تصور یہ تھا کہ دعوت اِلی اللہ اور اصلاحِ خلق کا کام کرنے والے کو کسی وقت بھی آرام لینے کا حق نہیں ہے، اور انہیں حق ہے کہ رات دن میں جب چاہیں اس کے پاس آدھمکیں اور اس کا یعنی (داعی) کا فرض ہے کہ جب بھی وہ آجائیں، وہ ان کے ملنے کے لیے مستعد رہے، اس قماش کے لوگوں میں عموماً اور اطرافِ عرب سے آنے والوں میں خصوصاً بعض ایسے ناشائستہ لوگ بھی ہوتے تھے جو آپ ﷺ سے ملاقات کے لیے آتے تو کسی خادم سے (یا مہذب انداز سے) اندر اطلاع کرانے کی زحمت بھی نہ اٹھاتے بلکہ ازواج مطہرات کے حجروں کا چکر کاٹ کر باہر ہی سے آپ ﷺ کو پکارتے پھرتے تھے۔ اس طرح کے متعدد واقعات احادیث میں صحابہ کرام نے روایت کیے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کی ان حرکات سے سخت تکلیف ہوتی تھی مگر اپنے طبعی حلم کی وجہ سے آپ ﷺ اسے برداشت کیے جارہے تھے۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے اس معاملہ میں مداخلت فرمائی اور اس ناشائستہ طرزِ عمل پر ملامت کرتے ہوئے لوگوں کو یہ ہدایت دی کہ جب وہ آپ ﷺ سے ملنے کے لیے آئیں اور آپ ﷺ کو موجود نہ پائیں تو پکار پکار کر آپ ﷺ کو بلانے کے بجائے صبر کے ساتھ بیٹھ کر اس وقت کا انتظار کریں یہاں تک کہ آپ ﷺ خود ان سے ملاقات کے لیے باہر تشریف لائیں۔

(تفہیم القرآن)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ خود ان کے پاس باہر آجاتے تو ان کے حق میں بہتر ہوتا اور اللہ بڑا ہی مغفرت والا، بڑا رحم والا ہے۔

وَلَوْ اور اگر، اَنَّهُمْ (اَنَّ۔ هُمْ) بے شک۔ وہ، اَنَّ زور بیان کے لیے، هُمْ وہ، ضمیر جمع مذکر غائب، صَبَرُوْا صبر کرتے فعل ماضی جمع مذکر غائب (صَبَرَ، يَصْبِرُ، صَبْرًا) باب ضَرَبَ، صبر کرنا، حَتّٰى کے بعد اَنْ مقدر ہوتا ہے جو کہ فعل مضارع کو نصب دیتا ہے، یہاں تک (کہ) تَخْرُجَ، آپ ﷺ نکلتے فعل مضارع واحد مذکر حاضر، (خَرَجَ يَخْرُجُ خُرُوْجًا) نکلنا، اِلَيْهِمْ (اِلٰى۔ هِمْ) طرف ان کی، اِلٰى حروف جارہ میں سے ہے جو اپنے بعد والے حرف کو زیر دیتے ہیں، لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ تو (یہ بات) ان کے حق میں بہتر ہوتی، لَكَانَ (لَ۔ كَانَ) لام جواب ہے، وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا (یعنی اگر وہ صبر کرتے) کا، کان (كَانَ، يَكُوْنُ، كَوْنًا) ہونا، فعل ماضی واحد مذکر غائب خَيْرًا بہتر، كَانَ کی خبر ہے، لَهُمْ (لَ۔ هُمْ) لیے، ان کے، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب، وَاللّٰهُ اور اللہ تعالیٰ، غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ بڑا ہی مغفرت والا، بڑا رحم والا ہے۔

علامہ قرطبیؒ لکھتے ہیں:

''اگر یہ (بدوی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کرتے تو یہ بات ان کے دینی اور دنیاوی امور کے لیے بہتر ہوتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ تھوڑے سے آرام کے بعد آپ کے اکثر اوقات لوگوں کے معاملات کی اصلاح اور بہتری اور دعوت و تبلیغ میں صرف ہوتے تھے اور اس قلیل عرصہ میں آپ کی راحت و آرام میں خلل ڈالنا، اخلاق و ادب کی خلاف ورزی تھا۔ (تفسیر قرطبی)

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ، اللہ تعالیٰ اس شخص کو جو بے ادبی اور بد اخلاقی سے توبہ کرے، بخشنے والا ہے اور رَّحِيْمٌ ان لوگوں پر مہربان ہے جو ادب اور اخلاق سے کام لیتے ہیں۔

آیاتِ مبارکہ کی حکمت و بصیرت

۱) اسلام نے عام گھرانوں میں جانے کے آداب بتادیے ہیں، سورہ نور میں ارشاد ہوتا ہے: ''مومنو! اپنے ذاتی گھروں کے سوا دوسرے (لوگوں کے) گھروں میں گھر والوں سے اجازت لیے اور ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوسلام کیے بغیر داخل نہ ہوا کرو، یہ تمہارے حق میں بہتر ہے (اور یہ نصیحت اس لیے کی جارہی ہے کہ) شاید تم نصیحت حاصل کرو، اگر تم گھر میں کسی کو موجود نہ پاؤ تو جب تک تم کو اجازت نہ دی جائے، اس میں مت داخل ہو، اور اگر یہ کہا جائے کہ (اس وقت) لوٹ جاؤ تو لوٹ جایا کرو، یہ تمہارے لیے بڑی پاکیزگی کی بات ہے اور تمہارے ہر ہر عمل سے اللہ تعالیٰ خوب آگاہ ہے۔" (النور:۲۷) یہ تو عام گھرانوں کی احتیاط اور آداب ہیں اور کاشانۂ نبوت میں حاضر ہونے میں کس قدر حزم واحتیاط کی ضرورت ہے۔

۲) صحابہ وتابعین نے اپنے علماء ومشائخ کے ساتھ بھی اسی ادب کا استعمال کیا ہے، صحیح بخاری میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب میں کسی عالم صحابی سے کوئی حدیث دریافت کرنا چاہتا تھا تو ان کے مکان پر پہنچ کر ان کو آواز یا دروازہ پر دستک دینے سے پرہیز کرتا اور دروازہ کے باہر بیٹھ جاتا تھا کہ جب وہ خود ہی باہر تشریف لائیں گے تو اس وقت ان سے دریافت کروں گا، وہ مجھے دیکھ کر فرماتے کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی، آپؓ نے دروازہ پر دستک دے کر کیوں نہ اطلاع کر دی، تو ابن عباسؓ نے فرمایا کہ عالم اپنی قوم میں مثل نبی کے ہوتا ہے (العلماءُ وَرِثَةُ الانبیاء) اور اللہ تعالیٰ نے نبی کی شان میں یہ ہدایت فرمائی ہے کہ ان کے باہر آنے کا انتظار کیا جائے۔ (بحوالہ معارف القرآن، مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ)

نرم دَمِ گفتگو، گرم دمِ جُستجُو
رزم ہو یا بزم ہو پاک دل پاکباز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝

اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمھارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم نادانی سے کسی قوم کو نقصان پہنچا دو (اور) پھر تمھیں اپنے کیے پر نادم اور پشیمان ہونا پڑے۔

یَا حرفِ ندا، اَیُّ منادیٰ (جس کو خطاب کیا جائے)، ھَا کا اضافہ تنبیہ کے لیے ہے، اَلَّذِیْنَ جو لوگ، اِسم موصول ہے، اٰمَنُوْٓا ایمان لائے، ماضی جمع مذکر غائب (اٰمَنَ، یُؤْمِنُ، اِیْمَانًا) ایمان لانا، اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کو دل وجان سے مان کر زندگی اس کے مطابق ڈھالنا۔ اِنْ حرفِ شرط، اگر، جَآئَکُمْ (جَآءَ۔ کُمْ) آئے، تمھارے پاس (جَاءَ، یَجِیْءُ، جِیْئًا) آنا، اگر اس کے بعد "ب" آجائے جیسا کہ جَاءَ بِالشَّیْءِ تو معنی لانا ہوگا، کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر، تمھارے پاس، فَتَبَیَّنُوْٓا تم تحقیق کر لیا کرو ف، جواب شرط، پس، تَبَیَّنُوْٓا تم تحقیق کر لیا کرو، فعل امر جمع مذکر حاضر (تَبَیَّنَ، یَتَبَیَّنُ) باب تفعّل تحقیق کرنا، پتہ لگانا (کسی خبر کا، کہ وہ درست ہے یا غلط ہے) اَنْ مصدریہ، فعل مضارع پر داخل ہوتا ہے تو اسے نصب (زَبر) دیتا ہے اور ن جمع کو گرا دیتا ہے جیسا کہ تُصِیْبُوْنَ تھا تو اَنْ تُصِیْبُوْا رہ گیا (اَصَابَ، یُصِیْبُ) بمعنی پہنچانا (نقصان، تکلیف وغیرہ) اصابت رائے، ٹھیک رائے کو پالینا، اور مصیبت بمعنی آفت اور پریشانی کے اردو میں استعمال ہوتا ہے، قَوْمًا کوئی بھی قوم یا جماعت، بِجَهَالَةٍ (بِ۔ جَهَالَةٍ) سبب۔ نادانی (کے) ب، یہاں وجہ کے معنی میں آیا ہے، فَتُصْبِحُوْا (فَ۔ تُصْبِحُوْا) پس۔ ہو جاؤ تم (اَصْبَحَ، یُصْبِحُ) ہو جانا، عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ اس بات پر جو تم نے کیا (فَعَلَ، یَفْعَلُ) کرنا، نٰدِمِیْنَ اس کا مفرد نَادِمٌ ہے پشیمان، اسم فاعل، نَادِمُوْنَ جمع مذکر حاضر اور تُصْبِحُوْا کی خبر ہونے کے سبب نَادِمِیْنَ ہوا، ندامت، پشیمانی اردو میں بھی مستعمل ہے۔

مولانا امین احسن اصلاحیؒ لکھتے ہیں:

یہ مرکز (یعنی مدینہ) کے مسلمانوں کو اس طرح کے لوگوں کی طرف سے (یعنی فاسقین سے) ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیاسی خطرہ سے آگاہ فرمایا گیا ہے جیسا کہ اس سے قبل بیان کیا جا چکا ہے کہ اطراف مدینہ کے بدوی قبائل کے بعض سرداروں کا رویہ بیان ہوا ہے، ان کے اندر تربیت سے محرومی کے باعث جس طرح نبی ﷺ کی عظمت کا صحیح شعور مفقود تھا اسی طرح اسلامی اخوت کے صحیح احساس سے بھی یہ لوگ ابھی نا آشنا تھے، زمانۂ جاہلیت میں ان کے اندر جو رقابتیں اور رنجشیں آپس میں تھیں ان کے اثرات ابھی تک ان میں باقی تھے، یہ لوگ مدینہ آئے تو ان میں سے بعض اپنے حریفوں کے خلاف غلط صحیح اطلاعات دے کر نبی ﷺ کو بھی بدگمان کرنے کی کوشش کرتے اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے بھی، جن پر ان کا اثر کارگر ہوتا، ان کو اپنے حق میں ہموار کرتے تاکہ مدینہ کی مرکزی طاقت کو اپنے حریفوں کے خلاف اپنے حق میں استعمال کر سکیں، یہ ایک نازک صورت حال تھی۔

مدینہ کی حکومت اول تو ابھی اچھی طرح مستحکم نہیں ہوئی تھی، ثانیاً اس قسم کی بے بنیاد افواہ انگیزیوں کی بنا پر اس کا کوئی اقدام خاص طور پر مسلمانوں ہی کے کسی گروہ کے خلاف، عدل اور اجتماعی مصلحت دونوں باتوں کے خلاف ہوتا، اس صورت حال کا یہ ضروری تقاضا تھا کہ مرکز کے مسلمانوں کو یہ ہدایت کر دی جائے کہ وہ اس طرح کے اہم معاملات میں فیصلہ کلیۃً نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صواب دید پر چھوڑیں، غیر ثقہ لوگوں کی روایات پر اعتماد کر کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی رائے سے متاثر کرنے کی کوشش نہ کریں۔

چنانچہ ان کو ہدایت ہوئی کہ اگر کوئی فاسق شخص کسی اہم بات کی خبر دے تو نفسِ واقعہ کی اچھی طرح تحقیق کیے بغیر اس کی بات پر اعتماد کر کے کوئی اقدام نہ کر بیٹھو مبادا کہ تم جوش و جذبہ سے مغلوب ہو کر کسی بے گناہ گروہ کے خلاف اقدام کر گزرو جس پر تمھیں بعد میں پچھتانا پڑے۔

فاسق سے مراد شریعت کے حدود و قیود سے بے پروا لوگ ہیں، "نَبَا" سے مراد کوئی اہم خبر ہوتی ہے جس کو باور کر لینے اور اس پر عمل کرنے سے دُوررس نتائج پیدا ہونے کا امکان ہو، اس طرح کی اہم خبر اگر کوئی ایسا شخص دے جو دینی و اخلاقی اعتبار سے ناقابل اعتبار ہو تو عقل و اخلاق دونوں کا تقاضا یہی ہے کہ اس کی بات اس وقت تک باور نہ کی جائے جب تک خبر اور مُخبر دونوں کی اچھی طرح تحقیق نہ کر لی جائے، ہوسکتا ہے کہ خبر دینے والے نے فاسد محرکات کے تحت خبر دی ہو اور خبر یا تو بالکل جھوٹی ہو یا کسی 'بدنیتی' سے اس میں ایسی کمی بیشی کر دی گئی ہو کہ سننے والوں کے جذبات میں اس سے جوش و اشتعال پیدا ہو، لفظ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

'جہالت' یہاں جوش و ہیجان کے معنی میں ہے۔ (تدبر قرآن)

آیہ مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) "فِسق" کے لفظی معنی پکی ہوئی کھجور کا چھلکے سے باہر ہونے کے ہیں، شریعت کی اصطلاح میں فاسق وہ شخص ہوتا ہے جو حدودِ شریعت سے تجاوز کرے، خیر و صلاح کے راستے سے ہٹ جائے، اپنے رب کی نافرمانی کرے، ظاہر ہے کہ یہ بات ایمان اور اخلاص کی ضد ہے، قرآن حکیم میں ابلیس کے بارے میں آتا ہے۔

فَسَجَدُوٓا اِلَّآ اِبۡلِيۡسَ كَانَ مِنَ الۡجِنِّ فَفَسَقَ عَنۡ اَمۡرِ رَبِّهٖ(الکھف:۵۰)" (حکم الٰہی پر تمام فرشتے آدم کو سجدہ تعظیمی بجالائے) مگر ابلیس نے نہ کیا وہ جنوں میں سے تھا، اس لیے اپنے رب کے حکم کی اطاعت سے نکل گیا۔ ایک اور مقام پر آتا ہے۔

بِئۡسَ الِاسۡمُ الۡفُسُوۡقُ بَعۡدَ الۡاِيۡمَانِ(الحجرات:۱۱) ایمان لانے کے بعد فسق میں نام پیدا کرنا بہت بُری بات ہے۔

تو فاسقین وہ لوگ ہیں جو اسلامی معاشرے میں جھوٹی موٹی خبروں سے بگاڑ پیدا کرتے ہیں۔ یہ معاشرے کا ایسا ناسور ہوتے ہیں جس سے امن و سلامتی کی فضا تہہ و بالا ہو جاتی ہے، افراد، خاندانوں، قبائل، حتیٰ کہ دو ملکوں کے درمیان شکوک وشبہات کی فضا قائم ہو جاتی ہے جو بڑھتے بڑھتے جنگ وجدال کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔

۲) قرآن حکیم نے بغیر تحقیق کے افواہوں پر عمل کرنے کو لفظ جہالت سے تعبیر کیا ہے اور جہالت ہی انسان کو عزو شرف سے اٹھا کر پستیوں اور گمراہیوں کے عمیق غاروں میں پھینک دیتی ہے، پھر سوائے ندامت اور شرمساری کے اس کے ہاتھ کچھ نہیں رہ جاتا۔

مردِ مومن ہے جہاں میں رب واحد کا غلام
اس غلامی سے، وہ بن جاتا ہے دنیا کا امام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ؕ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۙ﴿۷﴾ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۸﴾

''اور جان لو کہ بے شک تمہارے درمیان اللہ کے رسول موجود ہیں، اگر وہ بہت سے معاملات میں تمہاری بات مان لیں، تو تم مشکل میں پڑ جاؤ مگر اللہ نے تمہارے لیے ایمان کو محبوب بنا دیا اور اسے تمہارے لیے دل پسند بنا دیا، اور تمہارے لیے کفر، نافرمانی اور گناہ کو قابل (صد) نفرت بنا دیا، تو ایسے ہی لوگ راہ راست پر گامزن ہیں، (یہ) اللہ کا فضل اور انعام ہے، اللہ خوب جاننے والا اور بڑا ہی حکمت والا ہے۔''

وَاعْلَمُوْٓا اور جان لو، فعل امر جمع مذکر حاضر (عَلِمَ، يَعْلَمُ، عِلْمًا) جاننا، پہچاننا، اَنَّ کلام میں تاکید اور زور پیدا کرتا ہے، فِيْكُمْ (فِيْ۔ كُمْ) تم میں، ہیں، فِيْ حروف جارہ میں سے ہے، بعد والے حرف پر زیر دیتے ہیں مگر ضمائر کی حالت عام طور پر برقرار رہتی ہے۔ جیسا کہ ''كُمْ'' ضمیر جمع مذکر حاضر میں ہے، یہ اَنَّ کی خبر مقدم ہے، رَسُوْلَ اللّٰهِ، اللہ کا رسول، رُسُوْلَ، مضاف، اللہ مضاف الیہ، یہ اَنَّ کا اسم مؤخر ہے، لَوْ يُطِيْعُكُمْ اگر وہ تمہاری بات مان لیں لَوْ، حرف شرط ہے، (اَطَاعَ، يُطِيْعُ، اِطَاعَةً) باب افعال، مان لینا، يُطِيْعُ فعل مضارع واحد مذکر غائب، كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے، فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْاَمْرِ (زندگی کے) بہت سے معاملات میں لَعَنِتُّمْ فعل ماضی جمع مذکر حاضر، تو تم مشکل میں پڑ جاؤ، 'لام' حرف جواب کے لیے آیا ہے (عَنِتَ، یَعْنَتُ، عَنَتًا) مشقت میں پڑنا، شاق گزرنا۔

وَلٰکِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَیْکُمُ الْاِیْمَانَ

مگر اللہ نے تمہارے لیے ایمان کو محبوب بنا دیا۔

وَلٰکِنَّ واؤ استدراکیہ (کلام سابق کی تصحیح) اللّٰهَ، لٰکِنَّ کا اسم ہے، حَبَّبَ (حَبَّبَ، یُحَبِّبُ، تَحْبِیْبًا) باب تفعیل، محبوب اور پسندیدہ بنانا، الیکم الایمان (تمہارے لیے ایمان کو الی بمعنی لَ) یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر تمہاری بات مان لیں اور پھر اس کے منفی نتائج تمہارے سامنے آئیں، اس وقت الٹے خود تم ہی کو ندامت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بجائے اپنی رائے مبارکہ پر عمل کرنے کے ناحق ہمارے مشورے سے موافقت کی، لہٰذا اس نے تمہارے لیے ایمان کو محبوب بنا دیا اور تم اطاعتِ رسول کو ہر وقت سامنے رکھتے ہو اور یہ بات تمھیں بڑی پریشانیوں اور مصیبتوں سے بچائے رکھتی ہے۔

وَ زَیَّنَهٗ فِیْ قُلُوْبِكُمْ اور (ایمان) کو باعث زینت بنایا، تمہارے دلوں میں، (زَیَّنَ، یُزَیِّنُ، تَزْیِیْنًا) باب تفعیل، واحد مذکر غائب، سجانا، آراستہ کرنا، زیب و زینت، الفاظ اردو میں استعمال ہوتے ہیں، فِیْ قُلُوْبِكُمْ میں۔تمہارے دلوں، فی حروف جارہ میں سے ہے جو بعد والے اسم کو زیر دیتے ہیں، فِیْ نے قُلُوْب کے نیچے زیر دی، اس کا مفرد قَلْبٌ ہے (دل)، کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے، وَ کَرَّهَ اور باعث نفرت بنایا (کَرَّهَ یُکَرِّہُ) باب تفعیل کسی کے دل میں کسی کام کی نفرت بٹھانا، کسی کے لیے کوئی کام ناپسندیدہ بنانا، مکروہ، ناپسندیدہ بات، ناگوار عمل، اردو میں استعمال ہوتا ہے، اِلَیْکُمْ (اِلٰی۔ کُمْ) طرف۔تمہارے، اِلٰی حروف جارہ میں سے ہے، کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر، اَلْکُفْرَ (مفعول ہے)، ربّ کائنات کا انکار، ناشکری، (کَفَرَ، یَکْفُرُ، کُفْرَانًا وَ کُفْرًا) کافر ہونا، کفر کرنا، شریعت کی رو سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا انکار، یا نبوت کا انکار کرنا، (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین) نہ ماننا یا پھر احکامِ شریعت کا منکر ہونا یہ سب باتیں کفر میں شامل ہیں اور ان میں سے ایک بات کا بھی انکار کفر ہے اور عملی طور پر انکار بھی کفر کے کسی درجے میں آ جاتا ہے مثلاً مَنْ تَرَكَ صَلٰوةً مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(حدیث) 'جس نے ایک نماز بھی عمداً (جان بوجھ کر چھوڑی) وہ کفر کی سرحد میں داخل ہوگیا'۔ **وَالْفُسُوْقَ** اور فسق کو (باعث نفرت بنایا) (**فَسَقَ، يَفْسُقُ، فِسْقًا**) باب نَصَرَ، **اَلْفُسُوْقَ** اس کا عطف **اَلْكُفْرَ** پر ہے، کا لفظی معنی تو ہر چھلکے والی چیز کا چھلکے سے باہر نکلنا، مثلاً "**فَسَقَتِ الرُّطَبَةُ عَنْ قِشْرِهَا**"۔ پکی ہوئی کھجور کا چھلکے سے باہر آنا۔ اور اصطلاح میں حدودِ شریعت سے تجاوز کرنا، خیر وصلاح کے راستہ سے ہٹ جانا، اطاعت الٰہی سے باہر ہونا۔ (القاموس الوحید) اور کبھی فسق بمعنی گالی گلوچ کے بھی آتا ہے۔

وَالْعِصْيَانَ (اور ناپسند بنایا) سرکشی اور نافرمانی کو **مَعْصِيَةٌ** (**مَعْصِيت**) یعنی گناہ، اردو میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ **اُولٰٓئِكَ** یہ لوگ وہی ہیں، اسم اشارہ جمع مذکر برائے بعید، وہ سب باتیں جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے (یہ لفظ ہمیشہ **مَا** قبل کی طرف اشارہ کرتا ہے) **هُمْ** وہ، ضمیر جمع مذکر غائب (ضمیر منفصل)، **الرّٰشِدُوْنَ** ہدایت یافتہ (راہ راست پر) اسم فاعل جمع مذکر اس کا مفرد **الرَّاشِدُ** ہے۔ **اُوْلٰٓئِكَ** مبتدا کی خبر ہے۔

فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ نِعْمَةً

(یہ بات محض) اللہ کے فضل اور انعام سے ہوتی ہے۔

فضل اور نعمت دونوں الفاظ اردو میں بھی استعمال ہوتے ہیں۔

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ

اور اللہ تعالیٰ بڑے ہی علم والا اور بڑی ہی حکمت والا ہے۔

وہ اپنے علم کامل کی بنا پر ہر حکم کی حکمتوں اور مصلحتوں کو خوب جانتا ہے اور اپنی صفت حکمتِ کاملہ ہی کے تقاضا سے اس نے احکام شریعت انسانوں کی بھلائی کے لیے نازل فرمائے ہیں۔

دراصل آیت 6 اور 7 کا باہمی ربط ہے اور اس ہدایت کا سبب ایک واقعہ ہے جس کو مفسرین نے نقل کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد لقمان السلفی لکھتے ہیں:

''حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ یہ آیت ولید بن عقبہ بن ابی معیط کے بارے میں نازل ہوئی تھی جسے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی المصطلق کے صدقات وصول کرنے کے لیے بھیجا تھا۔

اس واقعہ کو امام احمد، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے سند جیّد کے ساتھ حارث بن ضرار خزاعی سے روایت کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حارث خزاعی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر اسلام قبول کر لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں اپنی قوم کے مسلمانوں کی زکوٰۃ جمع کر کے رکھوں گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمائندہ آ کر مجھ سے وہ مال وصول کر لے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو اس کام کے لیے بھیجا، لیکن وہ بنوخزاعہ کے ڈر سے راستے ہی سے واپس آ گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ دیا کہ حارث نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور مجھے قتل کرنا چاہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو حارث کی طرف بھیجا، ادھر حارث نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی کی آمد میں تاخیر محسوس کی تو کچھ لوگوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کے لیے روانہ ہوا، راستہ میں دونوں جماعتوں کی مڈبھیڑ ہونے پر حقیقت حال معلوم ہوئی۔ حارث نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ ولید بن عقبہ میرے پاس نہیں آیا تھا، تو اس کی کذب بیانی کا حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا اور اسی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ابن قتیبہ نے اپنی کتاب ''المعارف'' میں لکھا ہے کہ ولید بن عقبہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا سوتیلا بھائی تھا، دونوں کی ماں اروی بنت کریز تھی، فتح مکہ کے دن اسلام لایا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بنی المصطلق کی زکوٰۃ لانے کے لیے بھیجا تھا لیکن وہ راستہ ہی سے واپس آ گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ دیا کہ انہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ہے، وہ جھوٹا تھا، اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

آیہ مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) اللہ تعالیٰ نے اس آیہ کریمہ سے پہلے والی آیت میں مومنوں کو نصیحت کر دی ہے کہ جب کوئی فاسق معصیت کبیرہ کا مرتکب، کوئی اہم خبر لے کر آئے تو جلدی نہ کرو، اور کوئی قدم اٹھانے سے پہلے اس کی پوری تحقیق کر لو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم عجلت اور نادانی میں کسی قوم کی جان و مال کو نقصان پہنچا دو اور حقیقت کا پتہ چلنے کے بعد تمہیں ندامت اٹھانی پڑے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رتبہ اور ان کی حیثیت تمام انسانوں میں سب سے بڑھ کر ہے اور پھر انہیں ہر وقت رب کریم کی رہنمائی بھی حاصل رہتی تھی، یہاں تک کہ ان کا نطق اور سکوت بھی رب کی رضا کے مطابق ہوتا تھا: وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى، اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (النجم:۳) ''وہ تو اپنی خواہش نفس سے نہیں بولتے۔ یہ تو ایک وحی ہے جو ان پر نازل کی جاتی ہے۔''

اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری کسی خبر یا رائے پر عمل نہ کریں تو برا نہ مانو، حق لوگوں کی خواہشوں یا آراء کے تابع نہیں ہوسکتا، ایسا ہو تو زمین و آسمان کا سارا کارخانہ ہی درہم برہم ہوجائے۔

وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ (المومنون:۷۱)

اور حق اگر کہیں ان کی خواہشات کے پیچھے چلتا تو زمین و آسمان اور ان کی ساری آبادی کا نظام درہم برہم ہوجاتا۔

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے، حقیقت میں ہے قرآن

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ⑨

(اے مسلمانو!) اگر مومنوں میں سے دو گروہ آپس میں لڑ جائیں تو ان کے درمیان صلح و صفائی کرادو، پھر اگر ان دونوں میں سے ایک گروہ دوسرے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر زیادتی کرے تو تم سب اس گروہ سے لڑو جو زیادتی کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے، پس اگر وہ لوٹ آئے (اور اپنی زیادتی سے رک جائے) تو پھر انصاف کے ساتھ صلح کرا دو (اور دیکھنا کہ صلح کراتے وقت) عدل و انصاف کو سامنے رکھنا (اور یاد رکھو) اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

وَ واوَ، یہاں پر استنافیہ (یعنی کلام کے آغاز کے لیے استعمال میں آیا ہے)، طَآئِفَتٰنِ اسم فاعل تثنیہ مؤنث دو گروہ اس کا مفرد، طَآئِفَةٌ ہے، مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ مومنوں میں سے، مِنْ حروف جارہ میں سے ہے، جو بعد والے لفظ کے آخری حرف کو عموماً زیر دیتے ہیں، اَلْمُؤْمِنُوْنَ، مِنْ آنے سے الْمُؤْمِنِيْنَ ہو گیا، اقْتَتَلُوْا (قَاتَلَ، يُقَاتِلُ، مُقَاتَلَةً وَ قِتَالًا) لڑنا، جنگ کرنا، مزاحمت کرنا، دھکا دینا اور (اِقْتَتَلَ، يَقْتَتِلُ) باب افتعال باہم لڑنا، مار دھاڑ کرنا، فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا، (تو اے مسلمانو) ان کے درمیان صلح و صفائی کرا دو۔ فَ پس، (اَصْلَحَ، يُصْلِحُ، اِصْلَاحًا) باب افعال سے فعل امر جمع مذکر حاضر، صلح کرانا، اِصْلَاحٌ درستی، سنوارنا، اردو میں استعمال ہوتا ہے، بَيْنَهُمَا (بَيْنَ۔هُمَا) درمیان ان دونوں کے (یعنی دو گروہوں اور جماعتوں کے درمیان جو لڑائی کر رہی ہوں) بَيْنَ، درمیان، ظرف مکان، هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب، فَاِنْ (فَ۔اِنْ) پس۔ اگر فَ، استینافیہ (جملے کا آغاز کرنے کے لیے)، اِنْ حرف شرط، بَغَتْ فعل ماضی واحد مؤنث غائب، باب ضَرَبَ، واحد مؤنث غائب کا صیغہ طائفہ کے لیے استعمال ہوا ہے، (بَغٰى، يَبْغِيْ، بَغْيًا) اعتدال سے گزر جانا، تجاوز کرنا، بغاوت، سرکشی، زیادتی اردو میں مستعمل ہے، اِحْدٰهُمَا، بَغَتْ کا فاعل ہے، (اِحْدٰ۔هُمَا) ایک (جماعت) ان دونوں میں سے، عَلَى الْاُخْرٰى دوسری جماعت پر، آخَرٌ سے مونث کا صیغہ اُخْرٰى استعمال ہوا ہے، فَقَاتِلُوْا پس تم لڑو، فَ، جواب شرط ہے (قَاتَلَ، يُقَاتِلُ، قِتَالًا، قَاتَلَةً) (باب مفاعلہ) لڑنا، قتال کرنا، قَاتِلُوْا فعل امر جمع مذکر حاضر، الَّتِيْ اُس (جماعت سے) اسم موصول، برائے مونث، تَبْغِيْ فعل مضارع واحد مؤنث غائب (بغى، يَبْغِيْ، بَغْيًا) سے جماعت کے لیے صیغہ مؤنث

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَبْغِيْ زیادتی کرتا ہے، حَتّٰى یہاں تک (کہ) حروف (ناصبہ) میں سے ہے، تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ، لوٹ آئے اللہ کے حکم کی طرف (یعنی زیادتی کرنے والا گروہ)۔ فَاءَ، يَفِيْٓءُ، فِيْئًا، باب ضَرَبَ سے فعل مضارع واحد مونث غائب، حَتّٰى کی وجہ سے مضارع منصوب، لوٹنا، باز آنا (اصل حالت پر آنا) جیسا کہ محاورہ ہے فَآءَ مِنْ غَضَبِهٖ (اس کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا) اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ، طرف حکم اللہ تعالیٰ کے، فَاِنْ فَآءَتْ پس اگر وہ لوٹ آئے، فَاَصْلِحُوْا (فَ۔اَصْلِحُوْا) پس صلح و صفائی کرا دو، بَيْنَهُمَا (بَيْنَ۔هُمَا) درمیان، ان دونوں کے بِالْعَدْلِ (بِ۔الْعَدْلِ) ساتھ عدل کے، ب، حروف جارہ میں سے ہے اَلْعَدْلِ مجرور، وَاَقْسِطُوْا اور انصاف کرتے رہو، فعل امر جمع مذکر حاضر، (قَسَطَ. يَقْسِطُ. قِسْطًا) انصاف کرنا اور کبھی اَقْسَطَ. يُقْسِطُ. اِقْسَاطًا سے بھی یہ فعل آتا ہے، منصف ہونا، قِسْطٌ. انصاف قِسْطَاسٌ، ترازو کو کہا جاتا ہے، قِسْطٌ بمعنی حصہ کے بھی آتا ہے، جیسے وَفَّاهُ قِسْطَهٗ. اس نے اس کا حصہ پورا دے دیا، یہ لفظ اردو میں بھی ان معنوں میں استعمال ہوتا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے مجھے اس زمین کی قیمت کی ادائیگی بالاقساط کرنی ہے، اَلْمُقْسِطُ. انصاف پرور، اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے، وہ جو سب کے ساتھ انصاف کا معاملہ کرے۔ اِنَّ اللّٰهَ بلاشبہ، اللہ تعالیٰ، يُحِبُّ پسند کرتا ہے، مضارع واحد مذکر غائب (اَحَبَّ، يُحِبُّ، اِحْبَابًا) باب افعال، پسند کرنا، اَلْمُقْسِطِيْنَ، انصاف کرنے والے، اس کا مفرد مُقْسِطٌ ہے، اسم فاعل، جمع مذکر (مفعول)۔

سید مودودیؒ بڑے پتے کی بات لکھتے ہیں:

''اگر اہل ایمان میں سے دو گروہ آپس میں لڑ جائیں۔'' یہ نہیں فرمایا کہ ''جب اہل ایمان میں سے دو گروہ آپس میں لڑیں'' بلکہ فرمایا یہ ہے کہ ''اگر اہل ایمان میں سے دو گروہ آپس میں لڑ جائیں، ان الفاظ سے یہ بات خود بخود نکلتی ہے کہ آپس میں لڑنا مسلمانوں کا معمول نہیں ہے اور نہ ان سے یہ امر متوقع ہے کہ وہ مومن ہوتے ہوئے آپس میں لڑا کریں گے، البتہ اگر کبھی ایسا ہو جائے تو اس صورت میں وہ طریق کار اختیار کرنا چاہیے جو آگے بیان کیا جا رہا ہے۔ علاوہ بریں گروہ کے لیے بھی 'فرقہ' کے بجائے 'طائفہ' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، عربی زبان میں فرقہ، بڑے گروہ کے لیے اور 'طائفہ' چھوٹے گروہ کے لیے بولا جاتا ہے، اس سے بھی یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں یہ ایک انتہائی ناپسندیدہ حالت ہے جس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مسلمانوں کی بڑی بڑی جماعتوں کا مبتلا ہو جانا متوقع نہیں ہونا چاہیے۔ (تفہیم القرآن، ج5، ص76)

فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا

ان مسلمانوں میں (آپس میں لڑ جانے والے گروہوں) کے درمیان صلح کرادو۔

''اس حکم کے مخاطب وہ تمام مسلمان ہیں جو ان دونوں گروہوں میں شامل نہ ہوں اور جن کے لیے ان کے درمیان صلح کی کوشش کرنا ممکن ہو، دوسرے الفاظ میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسلمانوں کا یہ کام نہیں ہے کہ ان کی اپنی ملت کے دو گروہ آپس میں لڑ رہے ہوں اور وہ بیٹھے ان کی لڑائی کا تماشا دیکھتے رہیں، اصلاح کی ہر ممکن کوشش کی جائے...... انہیں اللہ تعالیٰ کا خوف دلایا جائے، بااثر لوگ فریقین کے ذمہ دار آدمیوں سے جا کر ملیں، جھگڑے کے اسباب معلوم کریں اور مصالحت کی ہر تدبیر بروئے کار لائیں۔

(تفہیم القرآن، ج5، ص76)

فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّى تَفِيءَ إِلَى أَمْرِ اللَّهِ

پھر اگر ایک گروہ دوسرے پر زیادتی کرے، تو تم سب اس گروہ سے جو زیادتی کرتا ہے، لڑو۔ یہاں تک کہ زیادتی کرنے والا گروہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ تسلیم کرنے پر آمادہ ہو جائے۔

مولانا امین احسن اصلاحیؒ لکھتے ہیں:

''اب یہ بتایا جا رہا ہے کہ مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو دوسرے مسلمانوں یا ان کی حکومت کو کیا رویہ اختیار کرنا چاہیے، فرمایا کہ ان کے درمیان اصلاح احوال کی بھرپور کوشش کی جائے، اگر دونوں میں سے ایک پارٹی مصالحت پر آمادہ نہ ہو یا مصالحت کے بعد مصالحت کے شرائط کی خلاف دوسری پارٹی پر ظلم و تعدّی کرے تو اس صورت میں دوسرے مسلمانوں یا ان کی حکومت کو ظلم و تعدّی کرنے والی پارٹی سے جنگ کرنی چاہیے، یہاں تک کہ وہ حق کے آگے جھکنے پر مجبور ہو جائے۔ ''تَفِيءَ إِلَى أَمْرِ اللَّهِ'' سے مراد اس خدائی فیصلے کے آگے جھکنا ہے، جو مصالحت کرانے والوں نے فریقین کے سامنے رکھا ہے، اگر کوئی پارٹی اس مصالحت سے گریز اختیار کر رہی ہے تو وہ گویا اللہ تعالیٰ کے حکم کے آگے جھکنے سے گریز اختیار کر رہی ہے، اس لیے اس صورت حال سے عہدہ برآ ہونے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اسی بات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا حکم دیا ہے اور جب اللہ نے اس کا حکم دیا ہے تو اس کی حیثیت "امْرُ اللّٰهِ" کی ہے۔

فَإِنْ فَآءَتْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا

پس اگر وہ لوٹ آئے (اور اپنی زیادتی سے رک جائے) تو پھر انصاف کے ساتھ صلح کرا دو (اور دیکھنا کہ صلح کراتے وقت) عدل وانصاف کو سامنے رکھنا (اور یاد رکھو) اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

یعنی مسلمانوں کے اس اجتماعی ایکشن کے بعد اگر (زیادتی کرنے والا گروہ) فیصلے کے آگے سر جھکا دے تو اس بنیاد پر اس کے خلاف کوئی مزید کارروائی نہیں کی جائے گی کہ اس نے سرکشی کی روش اختیار کی تھی، بلکہ فریقین کے درمیان انصاف کے تقاضوں کے مطابق صلح کرا دی جائے گی۔ جس فریق کا نقصان ہوا ہے، اس کی تلافی ٹھیک کرا دی جائے گی۔

لفظ "اَقْسِطُوْا" اسی عدل کے تقاضوں کو پورا کرنے کی تاکید کے لیے آیا ہے، مطلب یہ ہے کہ نہ کسی کے ساتھ بے جا رعایت کی جائے اور نہ کسی کو انصاف کے خلاف دبایا جائے، بلکہ بے رو رعایت جو کچھ عدل کا تقاضا ہے وہ پورا کیا جائے، اللہ تعالیٰ ایسے ہی انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

(تدبر قرآن)

آیہ مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) اسلام کے اجتماعی نظم وضبط پر نظر ڈالیے، وہ کسی جماعت اور گروہ کو ظلم وستم اور حق تلفیوں کی اجازت نہیں دیتا، نہ اپنوں کے درمیان اور نہ بلا وجہ غیروں کے ساتھ، اس طرح وہ معاشرتی زندگی کو پُر امن اور پرسکون بناتا ہے۔

۲) عدل اپنوں کے ساتھ ہی نہیں بلکہ غیروں کے ساتھ بھی ایسا ہی ضروری ہے۔ اللہ نے فرمایا: "اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی خاطر راستی پر قائم رہنے والے اور انصاف کی گواہی دینے والے بنو، کسی گروہ کی دشمنی تم کو اتنا مشتعل نہ کر دے کہ انصاف سے پھر جاؤ، عدل کیا کرو، یہ پرہیزگاری کے زیادہ قریب ہے، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳) اسلام ظالم اور ضدی فرد اور گروہ کو دباتا ہے، اگر وہ سیدھی اور سچی راہ پر آجائے اور سچی توبہ کرلے تو اسے معافی نامہ دے دیا جاتا ہے۔

۴) اگر کوئی مسلمان ریاست کسی دوسری مسلمان ریاست پر ظلم وزیادتی کرنے لگے تو اقوامِ عالم کے مسلمانوں کا فریضہ بن جاتا ہے کہ وہ ظلم کرنے والے کو ہر طرح سے سمجھائیں بجھائیں، اگر وہ باز نہ آئے تو پھر سب مل کر اس کے خلاف قانونی کارروائی کریں، اسی طرح اگر کوئی غیر مسلم ریاست کسی مسلمان ریاست پر زیادتی کرنے لگے تو اقوام عالم کے مسلمانوں پر لازم ہوجاتا ہے کہ وہ اس کی مدد کو پہنچیں۔

سبق پھر پڑھ صداقت کا عدالت کا شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿١٠﴾

بلاشبہ مؤمن تو ایک دوسرے کے بھائی ہیں، لہٰذا اپنے بھائیوں کے درمیان تعلقات کو درست رکھا کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو، امید ہے کہ تم پر رحم کیا جائے گا۔

إِنَّمَا (إِنَّ۔مَا) إِنَّ حرف تاکید، اور إِنَّمَا کلمہ حصر ہے، (ایسا حرف جو خاص کردے) إِنَّمَا کا ترجمہ ہے کہ "بلاشبہ، کوئی شک نہیں" الْمُؤْمِنُونَ اس کا مفرد ہے اَلْمُؤْمِنُ، اس میں مسلمان مرد اور عورتیں، دونوں آجاتے ہیں، إِخْوَةٌ آپس میں بھائی بھائی ہیں، اس کا مفرد اَخٌ ہے، اُخُوَّت، بھائی چارہ اردو میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استعمال ہوتا ہے، فَاَصْلِحُوْا پس تعلقات کو درست رکھا کرو، ف، استینافیہ (جملے کے آغاز میں استعمال ہوتا ہے) (اَصْلَحَ، یُصْلِحُ، اِصْلَاحًا) باب افعال، معاملہ درست کرنا، اصلاح کرنا، اَصْلَحَ کے بعد بَیْنَ (درمیان) آجائے تو دو افراد یا جماعتوں کے درمیان صلح کرانا، میل ملاپ کرانا، صلح وصفائی، اردو محاورہ میں بھی استعمال ہوتا ہے، اَخَوَیْکُمْ (اَخَوَیْ۔ کُمْ) بھائیوں۔ اپنوں (کے) اصل میں اَخَوَیْنَ تھا اضافت کی وجہ سے نون ختم کر دیا گیا، اَخَوَیْ، مضاف، کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ، (یعنی اپنے بھائیوں کے درمیان صلح کرا دیا کرو) وَاتَّقُوا اللّٰہَ اور اللہ سے ڈرتے رہو، وَ، عاطفہ (سلسلہ کلام جاری رکھنے کے لیے) [اِتَّقٰی، یَتَّقِیْ، اِتِّقَاءً] باب افتعال، اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھنا، سزا سے ڈر کر اس کے منع کیے ہوئے کاموں سے بچنا، دراصل تقویٰ کا تعلق دِل سے ہے یعنی ہر وقت اور ہر لمحہ، کھلے اور چھپے، ظاہر اور باطن میں، گھر کے اندر اور باہر، ہر شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے اور کوئی کام ایسا نہ کرے جو اس (اللہ) کی ناراضگی کا باعث ہو، اس میں اخلاص کا پایا جانا ضروری ہے، لَعَلَّکُمْ (لَعَلَّ۔ کُمْ) امید ہے، (کہ) تم پر، لَعَلَّ حرفِ توقع (ترجّی)، کُمْ، ضمیر جمع مذکر حاضر، اللہ تعالیٰ سے جب توقع کی جاتی ہے تو وہ یقیناً اپنی رحمتوں سے نوازتا ہے تُرْحَمُوْنَ تم پر رحم کیا جائے، فعل مضارع مجہول جمع مذکر حاضر۔

مسلمانوں کی حقیقی پاسبانی، ان کا احترام، ان کی عزت وتوقیر، ان کے درمیان صلح وصفائی رکھنے کی قرآن وحدیث میں زبردست تاکید آئی ہے کیونکہ یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے اقوام عالم کی رہنمائی کرنی ہے اور انھیں اسلام کی سیدھی اور سچی راہ کی طرف بلانا ہے۔

سید مودودیؒ لکھتے ہیں:

"یہ آیت دنیا کے تمام مسلمانوں کی ایک عالمگیر برادری قائم کرتی ہے اور یہ اِسی کی برکت ہے کہ کسی دوسرے دین یا مسلک کے پیروؤں میں وہ اُخوت نہیں پائی گئی ہے جو مسلمانوں کے درمیان پائی جاتی ہے، اس حکم کی اہمیت اور اس کے تقاضوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بکثرت ارشادات میں بیان فرمایا ہے، جن سے اس کی پوری روح سمجھ میں آسکتی ہے۔

سیدنا جریر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے تین باتوں پر بیعت لی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی، ایک یہ کہ نماز قائم کروں گا، دوسرے یہ کہ زکوٰۃ دیتا رہوں گا، تیسرے یہ کہ ہر مسلمان کا خیر خواہ رہوں گا۔ (بخاری، کتاب الایمان)

سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمان کو گالی دینا فسق [نافرمانی اور سرکشی] ہے اور اس سے جنگ کرنا کفر ہے۔'' (بخاری، کتاب الایمان)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کی جان، مال اور عزت وآبرو حرام ہے۔ (مسلم، کتاب البرّ والصلہ)

سیدنا ابوسعید خدریؓ اور سیدنا ابوھریرہؓ کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، وہ اس پر ظلم نہیں کرتا، اُس کا ساتھ نہیں چھوڑتا اور نہ ہی اسے ذلیل وخوار کرتا ہے، ایک آدمی کے لیے یہی شر بہت ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے۔ (مسند احمد)

سیدنا سہل بن سعد ساعدیؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد روایت کرتے ہیں: ''اہل ایمان کے ساتھ ایک مومن کا تعلق ویسا ہی ہے جیسا سَر کے ساتھ جسم کا تعلق ہوتا ہے، وہ اہل ایمان کی ہر تکلیف کو اسی طرح محسوس کرتا ہے، جس طرح سَر جسم کے ہر حصے کا درد محسوس کرتا ہے۔ (مسند احمد)

ایک اور حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مومنوں کی مثال آپس کی محبت، وابستگی اور ایک دوسرے پر رحم وشفقت کے معاملہ میں ایسی ہے جیسے ایک جسم کی حالت ہوتی ہے کہ اس کے کسی عضو کو بھی تکلیف، ہو تو سارا جسم اس پر بخار اور بے خوابی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

ایک اور حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد منقول ہوا ہے کہ ''مومن ایک دوسرے کے لیے ایک دیوار کی اینٹوں کی طرح ہوتے ہیں کہ ہر اینٹ دوسری اینٹ کو مضبوط کرتی ہے بعینہٖ ہر مومن دوسرے مومن کو مضبوط بناتا ہے۔ (بخاری، کتاب الادب، بحوالہ تفہیم القرآن)

آیت مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) مسلمان کی زندگی سراپا محبت، اور خیر خواہی کے سانچے میں ڈھلی ہوتی ہے، وہ نہ صرف اپنوں کا ہمدرد، بلکہ غیروں کا بھی خیر خواہ ہوتا ہے اور معاشرتی زندگی میں فساد اور جھگڑوں کو مٹا کر امن اور سلامتی کی راہ ہموار کرتا ہے، تاکہ لوگ یکسوئی اور اطمینان سے ربّ کائنات کی بندگی کا حق ٹھیک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طور پر ادا کر سکیں۔

۲) یہود و نصاریٰ شروع ہی سے ہمارے دشمن رہے ہیں۔ مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنا اور انہیں کمزور کرنا ان کا وطیرہ رہا ہے، خاص طور پر امریکہ نے مسلمانوں کو ہر طرح سے زک پہنچانے کی کوشش کی ہے، سالہا سال عراق اور ایران، دو مسلمان ملکوں کو اس نے لڑایا اور عالم اسلام کے مسلمانوں نے اس پر سرد مہری کا مظاہرہ کیا جو انتہائی افسوس ناک بات ہے، اب افغانستان اور عراق پر جو ظلم و ستم اس نے ڈھائے ہیں اور جو وہ ڈھا رہا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں، مسلمانوں کو مل کر اس فتنہ پرداز کا مقابلہ کرنا چاہیے اور اپنے تمام مالی اور عسکری وسائل بروئے کار لا کر اپنی عظمت و عزت کو بحال کرنا چاہیے۔ اگر وہ ایسا نہیں کریں گے اور غفلت کی نیند سے بیدار نہ ہوں گے تو روزِ قیامت عنداللہ مسئول ہوں گے۔ اے مسلمان! جاگ اور صفحہ دہر سے باطل کو زیر کر دے:

ہر مسلمان رگِ باطل کے لیے نشتر تھا
اُس کے آئینہ ہستی میں عمل جوہر تھا
ہوس نے کر دیا ہے ٹکڑے ٹکڑے نوعِ انساں کو
اخوت کا بیاں ہو جا، محبت کی زباں ہو جا

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الظّٰلِمُوْنَ ⑪

اے ایمان والو! نہ مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں، ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں، ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ ایک دوسرے کو طعنہ دو، اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے پکارو، ایمان لانے کے بعد فسق میں نام پیدا کرنا بہت بُری بات ہے، جو لوگ اس روش سے باز نہ آئیں، وہ ظالم ہیں۔

یَآ حرف ندا (خطاب کے لیے، پکارنے کے لیے)، اَیُّ منادیٰ (جس کو خطاب کیا جائے، مخاطب) "ھا" حرف تنبیہ، اَلَّذِیْنَ اسم موصول وہ لوگ، اس کا مفرد اَلَّذِی ہے۔ تو یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ کا ترجمہ ہوا (اے لوگو جو!)، اٰمَنُوْا ایمان لائے ہو، ماضی جمع مذکر غائب (اٰمَنَ، یُؤْمِنُ، اِیْمَانًا) ایمان لانا، اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریك له دل سے اور زبان سے مان کر اس کے احکام بجالانا، لَا یَسْخَرْ نہ مذاق اڑائے، لَا، ناھیہ (سَخِرَ، یَسْخَرُ، سُخْرًا) باب سَمِعَ، مذاق اڑانا، اردو میں مسخرہ وہ شخص کہلاتا ہے جو مزاحیہ طبیعت کا ہو، لوگوں کا مذاق اڑانے والا ہو، قَوْمٌ قوم، لوگ، قبیلہ، برادری، مردوں کی جماعت، مِنْ حروفِ جارہ میں سے ہے جو عموماً بعد والے اسم کو زیر دیتے ہیں جیسا کہ مِنْ قَوْمٍ، (دوسرے لوگوں کو، دوسری جماعت کو)، عَسٰی افعال مقاربہ میں سے ہے، جامد ہے یعنی اس کی آگے گردان نہیں چلتی، رجاء اور امید کے معنی دیتا ہے، اَنْ مصدریہ (ناصبہ) بمعنی (کہ) یَّکُوْنُوْا، اَنْ کی وجہ سے یَّکُوْنوا کا نون گرا ہوا ہے، وہ ہوں (کَانَ، یَکُوْنُ، کَوْنًا) ہونا، خَیْرًا بہتر، مِّنْھُمْ (مِّنْ۔ھُمْ) سے، ان یعنی ان سے، (یعنی جن کا مذاق اڑایا جارہا ہے، وہ مذاق اڑانے والوں سے بہتر ہوں) وَلَا اور نہ ہی، نِسَآءٌ عورتیں، اِمْرَئَةٌ، عورت اس کی جمع نِسآءٌ آتی ہے، یہ جمع من غَیْرِ لفظ ہے، مِّنْ نِّسَآءٍ (اور نہ عورتیں ہی، عورتوں کا مذاق اڑائیں)، عَسٰی (ہوسکتا ہے)، اَنْ کہ، یَّکُنَّ (کَانَ، یَکُوْنُ، کَوْنًا) سے مضارع جمع مؤنث غائب کا صیغہ، یَکُنَّ، (وہ عورتیں) جن کا مذاق اڑایا جارہا ہے (کہ وہ ہوں) خَیْرًا (بہتر)، مِّنْھُنَّ (مِّنْ۔ھُنَّ) سے، ان، یعنی ان سے، ھُنَّ، وہ یعنی (مذاق اڑانے والیوں سے) ضمیر جمع مؤنث

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غائب، وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اور نہ ایک دوسرے کو طعنہ دو، وَ اور، عاطفہ، سلسلہ کلام جاری رکھنے کے لیے (لَمَزَ، یَلْمِزُ، لَمْزًا) سے فعل نہی جمع مذکر حاضر، عیب نکالنا، طعنہ دینا، سر یا ہونٹ کے اشارہ کے ساتھ آہستہ سے کچھ کہنا۔ (القاموس الوحید) اَنْفُسَكُمْ (اَنْفُسَ۔ كُمْ) نفسوں کے، اپنے یعنی ایک دوسرے کو، وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے پکارو، وَ اور عاطفہ، لَا ناھیہ، تَنَابَزُوْا پکارو تم، مضارع جمع مذکر حاضر (نَبَزَ، یَنْبِزُ، نَبْزًا) عیب لگانا، کسی کو برا لقب دینا، "تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ" باب مفاعلہ سے فعل نہی جمع مذکر حاضر، ایک دوسرے کو برے القاب یا برے ناموں سے پکارنا (مثلاً لنگڑا، اپاہج یا بے وقوف کہہ کر چڑانا، یا نام بگاڑنا مثلاً تاج الدین کو تاجو وغیرہ کہنا)، بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ایمان لانے کے بعد فسق میں نام پیدا کرنا بہت بری بات ہے۔ بِئْسَ (برا ہے) فعل جامد برائے مذمت اور یہ ضد ہے نِعْمَ (اچھا ہے) کی، الِاسْمُ الْفُسُوْقُ نافرمانی کا نام دراصل (فَسَقَ، یَفْسُقُ، فِسْقًا) کے معنی ہر چھلکے والی چیز کے چھلکے سے باہر نکلنے کے ہیں، جیسا کہ کھجور کا چھلکے سے باہر آنا، پھر فَسَقَ فُلَانٌ، نافرمان ہونا، حدود شریعت سے تجاوز کرنا، خیر و صلاح کے راستے سے ہٹ جانا۔ (القاموس الوحید) بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ یعنی ایمان لانے کے بعد فسق (نافرمانی) میں نام پیدا کرنا بہت بری بات ہے۔ وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ اور جو (اس روش سے) باز نہ آئیں، واؤ استینافیہ مستقل جملے کے شروع میں استعمال ہوتا ہے، لَمْ، نہ، حرفِ نفی و جزم، یَتُبْ (تَابَ، یَتُوْبُ، تَوْبَةً) سے فعل مضارع مجزوم، توبہ کرنا، گناہ سے باز آنا، فَاُولٰٓئِكَ (فَ۔اُولٰٓئِكَ) پس، یہی لوگ، هُمُ الظّٰلِمُوْنَ وہ ظالم ہیں، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب اس کا مفرد الظَّالِمُ ہے۔ ظلم اور زیادتی اردو میں بھی مستعمل ہے۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

اے ایمان والو!

مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں:

"اہل ایمان سے یہ خطاب صرف خطاب ہی کے لیے نہیں ہے بلکہ آگے وہ برائیاں بیان ہو رہی ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو داخل فسق اور منافی ایمان ہیں، اس خطاب سے اہل ایمان کو گویا اس حقیقت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ جو لوگ ایمان سے مشرف ہو چکے ہیں، ان کے لیے زیبا نہیں ہے کہ وہ ایمان کے بعد فسق (گناہ اور نافرمانی) کے داغ دھبوں سے اپنے دامن کو آلودہ کریں۔" (تدبر قرآن)

لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ

"(فرمایا کہ ایمان میں داخل ہو جانے کے بعد) نہ مردوں کے لیے یہ زیبا ہے کہ وہ دوسرے مردوں کو حقیر خیال کر کے ان کا مذاق اڑائیں، نہ عورتوں کے لیے جائز ہے کہ وہ دوسری عورتوں کو تمسخر کا نشانہ بنائیں، اللہ تعالیٰ کے نزدیک شرافت و رذالت کا انحصار آدمی کے ایمان و عمل پر ہے اور ایمان و عمل کا صحیح وزن قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی میزانِ عدل سے معلوم ہوگا۔ ہوسکتا ہے کہ ایک شخص اپنے آپ کو بہت بڑی چیز سمجھ رہا ہو لیکن قیامت کے دن یہ راز کھلے گا کہ اللہ تعالیٰ کی میزان میں اس کا وزن پر کاہ کے برابر بھی نہیں ہے۔ اسی طرح امکان اس کا بھی ہے کہ جس کو اہل دنیا نے کبھی اپنی آنکھوں میں جگہ نہیں دی، قیامت کے دن پتہ چلے کہ اللہ تعالیٰ کی بادشاہی میں جو مقام اس کا ہے، وہ ان لوگوں کا نہیں ہے جنہوں نے اس کو حقیر جانا۔ (تدبر قرآن)

سید مودودیؒ لکھتے ہیں:

مذاق اڑانے سے مراد محض زبان ہی سے کسی کا مذاق اڑانا نہیں ہے بلکہ کسی کی نقل اتارنا، اس کی طرف اشارے کرنا، اس کی بات پر یا اس کے کام یا اس کی صورت یا اس کے لباس پر ہنسنا، یا اس کے کسی نقص یا عیب کی طرف لوگوں کو اس طرح توجہ دلانا کہ دوسرے اس پر ہنسیں، یہ سب (باتیں) بھی مذاق اڑانے میں داخل ہیں۔

مردوں اور عورتوں کا الگ الگ ذکر کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مردوں کے لیے عورتوں کا مذاق اڑانا یا عورتوں کے لیے مردوں کا مذاق اڑانا جائز ہے، دراصل جس وجہ سے دونوں کا ذکر الگ الگ کیا گیا ہے، وہ یہ ہے کہ اسلام سرے سے مخلوط سوسائٹی ہی کا قائل نہیں ہے۔ ایک دوسرے کی تضحیک عموماً بے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تکلف مجلسوں میں ہوا کرتی ہے اور اسلام میں یہ گنجائش رکھی ہی نہیں گئی ہے کہ غیر محرم مرد اور عورتیں کسی مجلس میں جمع ہو کر آپس میں ہنسی مذاق کریں۔ (تفہیم القرآن)

وَلَا تَلۡمِزُوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ

اور نہ ایک دوسرے کو طعنہ دو۔

''اصل میں لفظ لَمَزَ استعمال ہوا ہے جس کے اندر طعن و تشنیع کے علاوہ متعدد دوسرے مفہومات بھی شامل ہیں مثلاً چوٹیں کرنا، پھبتیاں کسنا، الزام دھرنا، اعتراض جڑنا، عیب چینی کرنا اور کھلم کھلا یا زیر لب یا اشاروں سے کسی کو نشانہ ملامت بنانا۔ یہ سب افعال بھی چونکہ آپس کے تعلقات کو بگاڑتے اور معاشرے میں فساد برپا کرتے ہیں اس لیے ان کو حرام کر دیا گیا ہے۔ کلام الٰہی کی بلاغت یہ ہے کہ "لَا يَلۡمِزُ بَعۡضُكُمۡ بَعۡضًا" کہنے کے بجائے "وَلَا تَلۡمِزُوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ" کے الفاظ استعمال فرمائے گئے ہیں جن سے خود بخود یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ دوسروں پر زبان طعن دراز کرنے والا دراصل خود اپنے آپ کو مطعون کرتا ہے، ظاہر بات ہے کہ کسی شخص کی زبان دوسروں کے خلاف بدگوئی کے لیے اس وقت تک نہیں کھلتی جب تک اس کے دل میں برے جذبات کا لاوا خوب پک کر پھوٹ پڑنے کے لیے تیار نہ ہو گیا ہو۔ اس طرح ان جذبات کی پرورش کرنے والا دوسروں سے پہلے اپنے نفس کو تو بدی کا آشیانہ بنا چکا ہے، پھر جب وہ دوسروں پر چوٹیں کرنے کے لیے دوسروں کو دعوت دے رہا ہے، یہ الگ بات ہے کہ کوئی اپنی شرافت کی بنا پر اس کے حملوں کو ٹال جائے۔ (تفہیم القرآن)

وَلَا تَنَابَزُوۡا بِالۡاَلۡقَابِ

اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے پکارو۔

اس حکم کا منشا یہ ہے کہ کسی شخص کو ایسے نام سے نہ پکارا جائے یا ایسا لقب نہ دیا جائے جو اس کو ناگوار ہو اور جس سے اس کی تحقیر و تنقیص ہوتی ہو، مثلاً کسی کو فاسق یا منافق کہنا، کسی کو لنگڑا یا اندھا یا کانا کہنا، کسی کو اس کے اپنے یا اس کی ماں یا باپ یا خاندان کے کسی عیب یا نقص سے ملقب کرنا، کسی کو مسلمان ہو جانے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد اس کے سابق مذہب کی بنا پر یہودی یا نصرانی کہنا، کسی شخص یا خاندان یا برادری یا گروہ کا ایسا نام رکھ دینا، جو اس کی مذمت اور تذلیل کا پہلو رکھتا ہو، اس حکم سے صرف وہ القاب مستثنیٰ ہیں جو اپنی ظاہری صورت کے اعتبار سے بدنما ہیں مگر ان سے مذمت مقصود نہیں ہوتی بلکہ وہ ان لوگوں کی پہچان کا ذریعہ بن جاتے ہیں جن کو ان القاب سے یاد کیا جاتا ہے، مثلاً عبداللہ نام کے کئی آدمی ہوں اور ایک ان میں سے نابینا ہو تو آپ اس کی پہچان کے لیے نابینا عبداللہ کہہ سکتے ہیں، اسی طرح ایسے القاب بھی اس حکم کے تحت نہیں آتے جن میں بظاہر تنقیص کا پہلو نکلتا ہے مگر درحقیقت وہ محبت کی بنا پر رکھے جاتے ہیں اور خود وہ لوگ بھی جنہیں ان القاب سے یاد کیا جاتا ہے، انہیں پسند کرتے ہیں جیسے ابوہریرہ، ابوتراب۔ (تفہیم القرآن)

بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ

ایمان لانے کے بعد فسق میں نام پیدا کرنا بہت بری بات ہے۔

مولانا شبیر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں:

یعنی کسی کا برا نام ڈالنے سے آدمی خود گنہگار ہوتا ہے اسے تو واقع میں عیب لگا یا نہ لگا لیکن اپنا نام بدتہذیب، فاسق، گنہگار، مردم آزار پڑ گیا، خیال کرو ''مومن'' کے بہترین لقب کے بعد یہ نام کیا اچھے معلوم ہوتے ہیں؟ (تفسیر عثمانی)

وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ

اور جو لوگ اس روش سے باز نہ آئیں، تو وہی ظالم ہیں۔

یعنی جو پہلے ہو چکا سو ہو چکا، اب توبہ کرلو، اگر یہ احکام وہدایات سننے کے بعد بھی ان جرائم سے توبہ نہ کی، تو اللہ کے نزدیک اصلی ظالم یہی ہوں گے۔ (تفسیر عثمانی)

آیت مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) صحت مند معاشرہ کیسے وجود میں آتا ہے؟ لوگوں کی اچھی عادات اور پاکیزہ اخلاق سے، بار بار غور کیجیے کہ قرآن حکیم کی صاف ستھری تعلیمات معاشرتی زندگی میں کتنا نکھار اور سدھار پیدا کرتی ہیں، افراد کے درمیان تلخیوں اور شکر رنجیوں کو مٹا کر مہر ومحبت اور اتفاق واتحاد کی فضا قائم کرتی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲) حقیقت میں وہی معاشرہ، فلاحی کہلانے کا حقدار ہے جہاں لوگوں کے درمیان صلح و صفائی کی فضا برقرار رہے، وہاں زندگی پھلتی پھولتی ہے اور زندگی کے ہر میدان میں ترقی کی راہیں ہموار ہوتی ہیں، اسی معاشرے میں بسنے والے دوسروں کے لیے نمونہ بنتے ہیں۔ ان بلند تعلیمات کی روشنی میں ہم اپنے افعال و کردار کا جائزہ لیں تو اخلاقیات کے اس ترازو میں من حیث القوم بڑے بے وقعت ثابت ہوتے ہیں۔ کیا ہم اپنے اخلاقیات پر بھی توجہ دینے کی ضرورت ضروری سمجھتے ہیں یا نہیں؟ یا محض دین سے وابستگی کا زبانی اظہار ہی کافی سمجھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بے خوف ہو کر زندگی گزار رہے ہیں۔

مسلماں کے لہو میں ہے سلیقہ دل نوازی کا
مروّت حُسن عالم گیر ہے مردانِ غازی کا

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱجْتَنِبُوا۟ كَثِيرًا مِّنَ ٱلظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ ٱلظَّنِّ إِثْمٌ ۖ وَلَا تَجَسَّسُوا۟ وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا ۚ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ۚ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ ﴿١٢﴾

اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو! کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کے حال کا تجسس نہ کیا کرو اور نہ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت کرے (غیبت زبردست برائی ہے) کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ تم کو اس سے (یقیناً) گھن آئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گی، اور (ہمیشہ) اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا، بہت مہربان ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ

اے ایمان والو! بہت گمان کرنے سے بچو، کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔

يَا اے، حرفِ ندا، أَيُّ، منادیٰ، ھا، حرف تنبیہ، الَّذِينَ (وہ لوگ جو)، اسم موصول، آمَنُوا ایمان لائے، ماضی جمع مذکر غائب (آمَنَ، يُؤْمِنُ، إِيمَانًا) ایمان لانا، اِجْتَنِبُوا بچو، فعل امر جمع مذکر حاضر (اِجْتَنَبَ، يَجْتَنِبُ، اِجْتِنَابًا) بچنا، اجتناب کرنا، اردو میں بھی مستعمل ہے، كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ بہت زیادہ گمان کرنے سے (ظَنَّ، يَظُنُّ، ظَنًّا) بلا یقین کسی بات کا علم ہونا، گمان کرنا، خیال کرنا، سمجھنا اور کبھی یقین کے معنی میں بھی آتا ہے، جیسے قرآن حکیم میں آتا ہے: قَالَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُم مُّلَاقُوا اللَّهِ كَم مِّن فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ (البقرہ:۲۴۹) جن لوگوں کو یقین تھا کہ انہیں ایک دن اللہ تعالیٰ سے ملنا ہے، وہ کہنے لگے "بارہا ایسا ہوا ہے کہ ایک قلیل گروہ اللہ کے حکم سے ایک کثیر گروہ پر غالب آ گیا ہے۔ (القاموس الوحید)

مولانا امین احسن اصلاحیؒ لکھتے ہیں:

"یہ اہل ایمان کو ازسرِ نو خطاب کر کے بعض ایسی باتوں سے روکا گیا ہے جو بظاہر تو معمولی نظر آتی ہیں لیکن یہ انسان کے خود اپنے دِل کو ایسے روگ میں مبتلا کر دیتی ہیں کہ وہ تقویٰ کی نشوونما کے لیے بالکل ناسازگار ہو جاتا ہے، اس وجہ سے جن کو ایمان عزیز ہو ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان آفتوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھیں۔

پہلی بات یہ ارشاد ہوئی کہ انسان اپنے دل کو دوسروں سے متعلق بدگمانیوں کی پرورش گاہ نہ بنا لے کہ جس کی نسبت جو برا گمان بھی دل میں پیدا ہو جائے اس کو کسی گوشے میں محفوظ کر لے، انسان کو جن لوگوں سے زندگی میں واسطہ پڑتا ہے ان کی بابت کوئی اچھا یا برا گمان دل میں پیدا ہونا ایک فطری بات ہے، یہی گمان آدمی کو آدمی سے جوڑتا یا توڑتا ہے، اِس پہلو سے معاشرے میں یہ وصل وفصل (جڑنے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹوٹنے) کی بنیاد ہے، اس کی اسی اہمیت کا تقاضا ہے کہ آدمی اس کے ردو قبول کے معاملے میں بھی بے پروا اور سہل انگار نہ ہو بلکہ نہایت ہوشیار اور بیدار مغز رہے۔

اہل ایمان کو اسلام نے اس باب میں یہ رہنمائی دی ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے بارے میں ہمیشہ نیک گمان رکھے اِلاَّ آنکہ یہ ثابت ہو جائے کہ وہ اس نیک گمان کا سزاوار نہیں ہے، یہ نیک گمانی اس ایمانی اخوت کا لازمی تقاضا ہے جس پر اسلام نے معاشرے کی بنیاد رکھی ہے، اگر کوئی شخص اس کے برعکس یہ اصول ٹھہرا لے کہ جو رطب و یابس گمان اس کے دل میں پیدا ہوتے جائیں، ان سب کو سینت کے رکھتا جائے تو گمانوں کے ایسے شوقین کی مثال اس شکاری کی ہے جو مچھلیاں پکڑنے کے شوق میں ایسا اندھا ہو جائے کہ مچھلیاں پکڑتے پکڑتے سانپ بھی پکڑ لے، ظاہر ہے کہ مچھلیوں کے شوق میں جو شخص ایسا اندھا بن جائے گا، اندیشہ ہے کہ اس شوق میں کسی دن وہ اپنی زندگی ہی گنوا بیٹھے گا، قرآن نے یہاں اِسی خطرے سے مسلمانوں کو روکا ہے کہ گمانوں کے زیادہ درپے نہ ہوں کیونکہ بعض گمان صریح گناہ ہوتے ہیں جو انسان کو ہلاکت میں ڈال دیتے ہیں۔

اس سے یہ تعلیم نکلی کہ ایک مومن کو بدگمانیوں کا مریض نہیں بن جانا چاہیے بلکہ اپنے دوسرے بھائیوں سے حسن ظن رکھنا چاہیے، اگر کسی سے کوئی ایسی بات صادر ہو جو بدگمانی پیدا کرنے والی ہو تو حتی الامکان اس کی اچھی توجیہ کرے، اس کے برے پہلو کو صرف اسی شکل میں اختیار کرنا جائز ہے، جب اس کی کوئی اچھی توجیہ نہ نکل سکے۔ اگر بدگمانی کے سزاوار کسی انسان کے متعلق آدمی کو خوش گمانی ہو تو یہ اس بات کے مقابل میں اہون ہے (زیادہ آسان بات ہے) کہ وہ کسی خوش گمانی کے حقدار سے بدگمانی رکھے، حدیث شریف میں مومن کی تعریف یہ آئی ہے کہ "**الْمُؤْمِنُ غِرٌّ كَرِيْمٌ**" مومن بھولا بھالا شریف ہوتا ہے۔ (تدبر قرآن)

وَّلَا تَجَسَّسُوْا اور ایک دوسرے کے حال کا تجسس نہ کیا کرو، فعل نہی جمع مذکر حاضر (**تَجَسَّسَ، يَتَجَسَّسُ، تَجَسُّسًا**) ٹوہ لگانا، جاسوسی کرنا۔

سید مودودیؒ لکھتے ہیں:

"یعنی لوگوں کے راز نہ ٹٹولو، ایک دوسرے کے عیب نہ تلاش کرو۔ دوسروں کے حالات و معاملات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ٹوہ نہ لگاتے پھرو، یہ حرکت خواہ بدگمانی کی بنا پر کی جائے، یا بدنیتی سے، کسی کو نقصان پہنچانے کی خاطر کی جائے یا محض اپنا استعجاب (Curiosity) دور کرنے کے لیے کی جائے ہر حال میں شرعاً ممنوع ہے، ایک مومن کا یہ کام نہیں ہے کہ دوسروں کے جن حالات پر پردہ پڑا ہوا ہے ان کی کھوج کرید کرے اور پردے کے پیچھے جھانک کر یہ معلوم کرنے کی کوشش کرے کہ کس میں کیا عیب ہے اور کس کی کون سی کمزوریاں چھپی ہوئی ہیں...... لوگوں کے نجی خطوط پڑھنا، دو آدمیوں کی باتیں کان لگا کر سننا، ہمسایوں کے گھر میں جھانکنا اور مختلف طریقوں سے دوسروں کی خانگی زندگی یا ان کے ذاتی معاملات کی ٹٹول کرنا ایک بڑی بداخلاقی ہے جس سے طرح طرح کے فساد رونما ہوتے ہیں، اِسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنے خطبہ میں تجسس کرنے والوں کے متعلق فرمایا ''اے لوگو! جو زبان سے ایمان لے آئے ہو، مگر ابھی تمہارے دلوں میں ایمان نہیں اُترا ہے مسلمانوں کے پوشیدہ حالات کی کھوج نہ لگایا کرو، کیونکہ جو شخص مسلمانوں کے عیوب ڈھونڈنے کے درپے ہوگا، اللہ اس کے عیوب کے درپے ہو جائے گا اور اللہ جس کے درپے ہو جائے اسے اس کے گھر میں رسوا کر کے چھوڑتا ہے۔'' (ابو داؤد، بحوالہ تفہیم القرآن)

تجسس کی ممانعت کا یہ حکم صرف افراد ہی کے لیے نہیں ہے بلکہ اسلامی حکومت کے لیے بھی ہے، شریعت نے نہی عن المنکر کا جو فریضہ حکومت کے سپرد کیا ہے، اس کا یہ تقاضا نہیں ہے کہ وہ جاسوسی کا ایک نظام قائم کر کے لوگوں کی چھپی ہوئی برائیاں ڈھونڈ ڈھونڈ کر نکالے اور ان پر سزا دے بلکہ صرف ان برائیوں کے خلاف طاقت استعمال کرنی چاہیے جو ظاہر ہو جائیں، رہیں، مخفی خرابیاں تو ان کی اصلاح کا راستہ جاسوسی نہیں ہے بلکہ تعلیم، وعظ و تلقین، عوام کی اجتماعی تربیت اور ایک پاکیزہ معاشرتی ماحول پیدا کرنے کی کوشش ہے۔ (تفہیم القرآن)

وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ

اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے (غیبت زبردست برائی ہے، ذرا سوچو!) کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ تو تم اس کو ناپسند سمجھتے ہو

وَلَا يَغْتَبْ اور نہ غیبت کرے (اِغْتَابَ، يَغْتَابُ، اِغْتِيَابًا) کسی شخص کی پیٹھ پیچھے برائی کرنا،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لفظ کا مادہ غیب ہے، یعنی وہ بات جو نظر سے اوجھل ہو، امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں "اَلْغِیْبَةُ کے معنی کسی انسان کی عدم موجودگی میں اس کے اس عیب کو بیان کرنے کے ہیں جو اس میں موجود تو ہو لیکن اس کا ذکر کرنا، اس پر ناگوار گزرے۔" (مفردات القرآن)

بَّعْضُكُمْ بَعْضًا (بعض، بعض کی) یعنی تم میں سے ایک شخص دوسروں کی، اَيُحِبُّ، کیا وہ شخص پسند کرتا ہے؟ (یعنی غیبت کرنے والا) أ، کیا استفہام کے لیے (**أَحَبَّ، يُحِبُّ، إِحْبَابًا**) باب افعال، پسند کرنا، چاہنا، **أَحَدُكُمْ** (**أَحَدُ**۔ **كُمْ**) کوئی، تم میں سے، **أَنْ** یہ کہ، **يَّأْكُلَ** کھائے (**أَكَلَ، يَأْكُلُ، أَكْلًا**) کھانا، **لَحْمَ** مضاف، گوشت، **أَخِيْهِ** مضاف الیہ، دراصل یہ **أَخُوْهُ** تھا، اضافت کی وجہ سے أخيه رہ گیا، اپنے بھائی، **مَيْتًا** مردہ، **فَكَرِهْتُمُوْهُ** ف، گزشتہ بات کے جواب کے لیے آیا ہے (**كَرِهَ، يَكْرَهُ، كُرْهًا و كَرَاهَةً**) باب سَمِعَ، نفرت کرنا، ناپسند کرنا، کراہت، ناپسندیدگی، ناگواری اور مکروہ، ناپسندیدہ، قابل نفرت، الفاظ اردو میں استعمال ہوتے ہیں "ہُ" ضمیر واحد مذکر غائب **لَحْمٌ** کی طرف جاتی ہے۔

ڈاکٹر محمد لقمان السلفی لکھتے ہیں:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "غیبت یہ ہے کہ کسی کی پیٹھ پیچھے اس کے بارے میں وہ بات کہی جائے جو اس کے اندر موجود ہو، اور اگر وہ برائی اس کے اندر نہیں ہے تو وہ بہتان ہے۔

اور آیت میں غیبت کو مردے کا گوشت کھانے سے اس لیے تشبیہ دی گئی ہے کہ جس طرح مردے کو خبر نہیں ہوتی کہ کوئی اس کا گوشت کھا رہا ہے اسی طرح غیبت کیے جانے والے کو خبر نہیں ہوتی کہ کوئی اس کی غیبت کر رہا ہے۔

آیت میں اس طرف اشارہ ہے کہ آدمی کی عزت اس کے گوشت کی مانند ہے، جس طرح اس کا گوشت کھانا حرام ہے، اِسی طرح اس کی عزت کے بارے میں بات کرنا بھی حرام ہے اور مقصود غیبت سے نفرت دلانا ہے کیونکہ انسانی طبیعتیں آدمی کا گوشت کھانے سے نفرت کرتی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ۔

اور (ہمیشہ) اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا بہت مہربان ہے۔

وَ اور، عاطفہ، سلسلہ کلام جاری رکھنے کے لیے، اِتَّقُوا اللّٰهَ ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ سے، (اِتَّقٰى، يَتَّقِيْ، اِتِّقَاءً) ڈرنا، بچنا، 'تقویٰ' یعنی اللہ تعالیٰ کا خوف، اس کی نافرمانی سے بچنا اس کا تعلق دِل سے ہے، متقی وہ شخص ہوتا ہے جو ہر وقت اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے بچتے ہوئے اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کا راستہ اختیار کرے، اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ، بے شک اللہ تعالیٰ بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا، مہربان ہے۔ تَوَّابٌ، تَوْبَةٌ سے مبالغہ استعمال ہوتا ہے یعنی بہت زیادہ توبہ کرنے والا بندہ عاجز اور بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا رب، جیسا کہ قرآن حکیم میں ابرار و صالحین کے بارے میں آیا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ۔

بلاشبہ اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے بہت زیادہ توبہ کرنے والوں اور بہت زیادہ پاکیزگی اختیار کرنے والوں کو، الرّحیم اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے جس کی رحمت ہمہ وقت جاری وساری رہتی ہے۔

آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مسلمانو!

جن برے اعمال سے تمہیں اس آیت میں روکا گیا ہے ان کا ارتکاب نہ کرو اور اللہ کے عقاب سے ڈرتے رہو، اور اگر کسی سے کوئی ایسی غلطی ہو جاتی ہے اور پھر وہ اپنے گناہ پر نادم ہوتا ہے اور اس سے تائب ہو جاتا ہے، تو اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا اور بے حد مہربان ہے۔ (تیسیر القرآن)

آیہ مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) اسلام کی پاکیزہ اور مصفّی تعلیمات ایک طرف مسلمانوں کے دل و دماغ کو صاف اور شفاف بناتی ہیں تو دوسری طرف معاشرتی زندگی کو سدھارتی اور نکھارتی ہیں، اس طرح ایک صاف ستھرا معاشرہ وجود میں آتا ہے جس میں نفرتوں اور کدورتوں کے بجائے الفتوں اور محبتوں کے پھول کھلتے ہیں۔

۲) مسلمانوں کو حکم ہوتا ہے کہ وہ ہمیشہ پسندیدہ اخلاق سے اپنے آپ کو آراستہ رکھیں، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی پوری طرح نگہداشت کریں، احکام الٰہی اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیروی کرتے ہوئے اپنے رب سے حسن ظن رکھیں کہ وہ یقیناً مغفرت اور بخشش کا فیصلہ فرمائے گا جیسا کہ حدیث میں آتا ہے۔

"لَا یَمُوْتَنَّ اَحَدُکُمْ اِلَّا وَھُوَ یُحْسِنُ الظَّنَّ بِاللّٰہِ" تم میں سے کسی کو اس کے بغیر موت نہ آنی چاہیے کہ اس کا اللہ کے ساتھ اچھا گمان ہو۔

ایک اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ جَلّ شانہ کا فرمان ہے کہ "اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ" یعنی اپنے بندے کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرتا ہوں جیسا وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے۔ اب اس کو اختیار ہے کہ میرے ساتھ جو چاہے گمان رکھے، اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے ساتھ حسن ظن فرض ہے اور بدگمانی حرام ہے، اِسی طرح ایسے مسلمان جو ظاہری حالت میں نیک دیکھے جاتے ہیں ان کے متعلق بلا کسی قوی دلیل کے بدگمانی کرنا حرام ہے۔

(بحوالہ معارف القرآن)

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن
گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان
یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے، حقیقت میں ہے قرآن

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ﴿۱۳﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے لوگو! ہم نے تم (سب) کو ایک مرد اور ایک عورت (یعنی آدمؑ اور حواؑ) سے پیدا کیا اور پھر تمہاری قومیں اور برادریاں بنادیں تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیز گار ہے، یقیناً اللہ سب کچھ جاننے والا اور مکمل طور پر باخبر ہے۔

يَآيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى

اے لوگو! ہم نے تم (سب) کو ایک مرد اور ایک عورت (یعنی آدمؑ وحوا) سے پیدا کیا۔

يَآ اے، حرف ندا، اَيُّ، منادیٰ هَا ضمیر تنبیہ کے لیے، النَّاسُ لوگ! إِنَّا (اِنَّ۔نَا) بلاشبہ، ہم نے ثقالت کی وجہ سے ایک 'ن' رہ گیا، ''نا'' ضمیر جمع متکلم، خَلَقْنٰكُمْ (خَلَقْنَا۔كُمْ) ہم نے پیدا کیا، تمہیں، خَلَقْنَا صیغہ جمع متکلم، فعل ماضی، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے جمع متکلم کا صیغہ بطور عزت وتکریم آتا ہے وہ واحد ہے، كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر (تمام انسانوں کے لیے استعمال ہوئی ہے) مِّنْ ذَكَرٍ مذکر، اس کی جمع ذُكْرَان آتی ہے، اُنْثٰى، عورت، اس کی جمع اَنَاثٌ آتی ہے۔مذکر اور مونث اردو میں جانے پہچانے الفاظ ہیں۔

حافظ صلاح الدین یوسف لکھتے ہیں:

یعنی آدم اور حواء سے، تم سب کی اصل ایک ہی ہے، ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہو، مطلب یہ ہے کہ کسی کو محض خاندان اور نسب کی بنا پر فخر کرنے کا حق نہیں ہے کیونکہ سب کا نسب سیدنا آدم علیہ السلام سے ہی جا کر ملتا ہے۔(احسن البیان)

وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا، إِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ، إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ

وَجَعَلْنٰكُمْ (وَ۔جَعَلْنَا۔كُمْ) اور، بنایا ہم نے، تم سب کو، 'واؤ' عاطفہ، سلسلہ کلام جاری رکھنے کے لیے، جَعَلْنَا، ہم نے بنایا (یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے) فعل ماضی جمع متکلم، (جَعَلَ، يَجْعَلُ، جَعْلًا)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنانا، پیدا کرنا، کُمْ، ضمیر جمع مذکر حاضر (تمام انسانوں کی طرف جاتی ہے) شُعُوْبًا اس کا مفرد شَعْبٌ ہے قومیں (Nations) وَّقَبَآئِلَ اس کا مفرد قبیلہ ہے، اردو میں معروف ہے (Tribes)، لِتَعَارَفُوْا (لِ۔ تَعَارَفُوْا) تا کہ، ایک دوسرے کو پہچان سکو، لام تعلیل، تا کہ، کے معنی پیدا ہوتے ہیں، (تَعَارَفَ، يَتَعَارَفُ) باب تفاعل، ایک دوسرے کو پہچاننا، تعارف، معرفت، معروف، عرفان، اردو زبان میں جانے پہچانے الفاظ ہیں، اِنَّ بلاشبہ، اَكْرَمَكُمْ (اَكْرَمَ۔ كُمْ) سب سے عزت والا تم میں سے، اَكْرَمَ، سب سے زیادہ عزت والا، اسم تفضیل "كُمْ" ضمیر جمع مذکر حاضر، تم میں سے، اَتْقٰكُمْ (اَتْقٰى۔ كُمْ) (جو) سب سے زیادہ پرہیز گار ہے، تم میں سے، اَتْقٰى اسم تفضیل، تَقْوىٰ، مُتَّقِىْ اردو میں معروف الفاظ ہیں، اِنَّ اللّٰهَ بلاشبہ، اللہ تعالیٰ، عَلِيْمٌ سب کچھ جاننے والا، وہ دلوں کے راز بھی جانتا ہے، خَبِيْرٌ کائنات کی ہر چیز کی خبر رکھتا ہے، یہ اس کے صفاتی نام ہیں۔

مولانا امین احسن اصلاحیؒ لکھتے ہیں:

"ایک عام خطاب سے اس نسلی، خاندانی اور قبائلی غرور کا یک قلم خاتمہ کر دیا، جو ان برائیوں میں سے اکثر کا سبب بنتا ہے جو اس سورۃ مبارکہ میں بیان ہوئی ہیں، فرمایا کہ اے لوگو! اس حقیقت کو اچھی طرح ذہن نشین رکھو کہ ہم نے سب کو ایک ہی مرد اور ایک ہی عورت سے پیدا کیا ہے، یعنی تمام بنی نوع انسان کا آغاز آدم اور حوا سے ہی ہوا ہے اس وجہ سے باعتبار خلقت کسی کو کسی پر کوئی شرف وتفوق حاصل نہیں ہے۔ خاندانوں اور قبائل کی تقسیم محض تعارف اور شناخت کے لیے ہے، کسی خاص خاندان یا قبیلہ کو اللہ تعالیٰ نے بجائے خود یہ امتیاز نہیں بخشا ہے کہ جو اس میں پیدا ہو، وہ اللہ کے ہاں معزز بن جائے اور دوسروں کے مقابل میں وہ اپنے آپ کو اشرف و اعلیٰ سمجھنے لگے، جس طرح اللہ نے لوگوں کی شکلوں، ان کے رنگوں اور ان کے قد و قامت میں فرق رکھا تا کہ لوگ ایک دوسرے کو شناخت کر سکیں اسی طرح خاندانوں اور قبیلوں کی حد بندیاں قائم کر دیں تا کہ لوگ ایک دوسرے کو پہچان سکیں۔ اس سے زیادہ ان حد بندیوں کی کوئی اہمیت نہیں ہے کہ کسی خاندان یا قبیلہ کے لوگ اس خیال میں مبتلا ہو جائیں کہ وہ اللہ کے نزدیک (زیادہ) معزز ہیں، اس نے ان کو دوسروں پر کوئی برتری بخشی ہے، اللہ کے ہاں عزت کی بنیاد تقویٰ پر ہے، اس کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو اس سے سب سے زیادہ ڈرنے والا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوراس کی حدود کی سب سے بڑھ کر پابندی کرنے والا ہے۔ (تدبر قرآن)

إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ

یقیناً اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا، پورا خبردار ہے۔

آیت مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) معیار فضیلت جنسیت نہیں ہے، مرد یا عورت ہونا نہیں ہے اور نہ ہی یہ کسی خاص قوم اور قبیلے کا فرد ہونا ہے، بلکہ معیار فضیلت کی حقیقی شناخت تقویٰ اور پرہیز گاری سے اپنے آپ کو آراستہ کرنا ہے، جو اس خوبی سے مزین ہو خواہ اس کا تعلق کسی قوم سے ہو، اور اس کی نسبت کسی بھی برادری سے ہو، اس کا رنگ روپ خواہ کیسا ہی کیوں نہ ہو مگر اللہ تعالیٰ کے یہاں وہ پسندیدہ انسان ہے اگر وہ اپنے رب سے ڈرنے والا اور اس کا پسندیدہ بندہ بن جائے۔

۲) اس آیہ مبارکہ میں بقول سید مودودیؒ پوری نوع انسان کو خطاب کر کے اس عظیم گمراہی کی اصلاح کی گئی ہے جو دنیا میں ہمیشہ عالمگیر فساد کی موجب بنی رہی ہے، یعنی نسل، رنگ، زبان، وطن اور قومیت کا تعصب قدیم ترین زمانے سے آج تک ہر دور میں انسان بالعموم انسانیت کو نظر انداز کر کے اپنے گرد چھوٹے چھوٹے دائرے کھینچتا رہا ہے جن کے اندر پیدا ہونے والوں کو اس نے اپنا اور باہر پیدا ہونے والوں کو غیر قرار دیا، یہ دائرے کسی عقلی اور اخلاقی بنیاد پر نہیں بلکہ اتفاقی پیدائش کی بنیاد پر کھینچے گئے ہیں، کہیں ان کی بنیاد ایک خاندان، قبیلے یا نسل میں پیدا ہونا ہے اور کہیں ایک جغرافیائی خطے میں یا ایک خاص رنگ والی ایک خاص زبان بولنے والی قوم میں پیدا ہو جانا۔ پھر ان بنیادوں پر اپنے اور غیر کی جو تمیز کی گئی ہے، وہ صرف اس حد تک محدود نہیں رہی کہ جنہیں اس لحاظ سے اپنا قرار دیا گیا ہو کہ ان کے ساتھ غیروں کی بہ نسبت زیادہ محبت اور زیادہ تعاون ہو، بلکہ اس تمیز نے نفرت، عداوت تحقیر و تذلیل اور ظلم و ستم کی بدترین شکلیں اختیار کی ہیں، اس کے لیے فلسفے گھڑے گئے ہیں، مذہب ایجاد کیے گئے ہیں، قوانین بنائے گئے ہیں، قوموں اور سلطنتوں نے اس کو اپنا مستقل مسلک بنا کر صدیوں اس پر عمل درآمد کیا ہے...... یہودیوں نے اسی بنا پر بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ کی چیدہ مخلوق ٹھہرایا (اور صرف مَن کی خواہشات سے انہوں نے ایسا کیا) اور اپنے مذہبی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احکام تک میں غیر اسرائیلیوں کے حقوق اور مرتبے کو اسرائیلیوں سے فروتر رکھا، ہندوؤں کے ہاں درن آشرم کو اسی تمیز نے جنم دیا، جس کی رو سے برہمنوں کی برتری قائم کی گئی، اونچی ذات والوں کے مقابلے میں تمام انسان نیچ اور ناپاک ٹھہرائے گئے اور شودروں کو انتہائی ذلت کے گڑھے میں پھینک دیا گیا، کالے اور گورے کی تمیز نے افریقہ اور امریکہ میں سیاہ فام لوگوں پر جو ظلم ڈھائے ان کو تاریخ کے صفحات میں تلاش کرنے کی ضرورت نہیں، آج اکیسویں صدی ہی میں ہر شخص اپنی آنکھوں سے انہیں دیکھ سکتا ہے، یورپ کے لوگوں نے براعظم امریکہ میں گھس کر ریڈ انڈین نسل کے ساتھ جو سلوک کیا اور ایشیا اور افریقہ کی کمزور قوموں پر اپنا تسلط قائم کر کے جو برتاؤ ان کے ساتھ کیا، اس کی تہ میں بھی یہی تصور کارفرما رہا کہ اپنے وطن اور اپنی قوم کے حدود سے باہر پیدا ہونے والوں کی جان، مال اور آبرو ان پر مباح ہے اور انہیں حق پہنچتا ہے کہ ان کو لوٹیں، غلام بنائیں اور ضرورت پڑے تو صفحہ ہستی سے مٹا دیں، مغربی اقوام کی قوم پرستی نے انہیں دوسری قوموں کے لیے جس طرح درندہ بنا کر رکھ دیا ہے، اس کی بدترین مثالیں زمانہ قریب کی لڑائیوں میں دیکھی جا چکی ہیں اور آج دیکھی جا رہی ہیں، خصوصیت کے ساتھ نازی جرمنی کا فلسفہ غیر نسلیت اور نارڈک نسل کی برتری کا تصور پچھلی جنگ عظیم میں جو کرشمے دکھا چکا ہے انہیں نگاہ میں رکھا جائے تو آدمی بآسانی یہ اندازہ لگا سکتا ہے (اور حال ہی میں امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے مسلمانوں پر وہ ظلم وستم روا رکھا ہے جس کا مشاہدہ دنیا بھر کے لوگ افغانستان اور عراق میں کر چکے ہیں) کہ قرآن حکیم کی تعلیمات کتنی بلند، اور پاکیزہ ہیں جو انسانوں کو پستیوں سے نکال کر بلندیوں تک پہنچاتی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

”اس سے مراد تمام بدوی نہیں ہیں بلکہ یہاں ذکر چند خاص بدوی گروہوں کا ہو رہا ہے جو اسلام کی بڑھتی ہوئی طاقت دیکھ کر محض اس خیال سے مسلمان ہو گئے تھے کہ وہ مسلمانوں کی ضرب سے محفوظ بھی رہیں گے اور اسلامی فتوحات کے فوائد سے متمتع بھی ہوں گے، یہ لوگ حقیقت میں سچے دل سے ایمان نہیں لائے تھے، محض زبانی اقرار ایمان کر کے انہوں نے مصلحتہً اپنے آپ کو مسلمانوں میں شمار کرا لیا تھا اور ان کی اس باطنی حالت کا راز اس وقت فاش ہو جاتا تھا جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر طرح طرح کے مطالبے کرتے تھے اور اپنا حق اس طرح جتاتے تھے کہ گویا انہوں نے اسلام قبول کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بڑا احسان کیا ہے، روایات میں متعدد قبائلی گروہوں کے اس رویے کا ذکر آیا ہے مثلاً مزینہ، جھینہ، اَسلَم، اَشجَع، غِفَار وغیرہ خاص طور پر بنی اَسَدُ بن خزیمہ کے متعلق ابن عباس رضی اللہ عنہ اور سعید بن جبیر رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ خشک سالی کے زمانہ میں وہ مدینہ آئے اور مالی مدد کا مطالبہ کرتے ہوئے بار بار انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ”ہم بغیر لڑے بھڑے مسلمان ہوئے ہیں، ہم نے آپ سے اس طرح جنگ نہیں کی جس طرح فلاں اور فلاں قبیلوں نے جنگ کی ہے، اس سے ان کا صاف مطلب یہ تھا کہ اللہ کے رسول سے جنگ نہ کرنا اور اسلام قبول کر لینا ان کا ایک احسان ہے جس کا معاوضہ انہیں رسول اور اہل ایمان سے ملنا چاہیے، اطراف مدینہ کے بدوی گروہوں کا یہی وہ طرز عمل ہے جس پر ان آیات میں تبصرہ کیا گیا ہے، دیکھیے سورۃ توبہ آیات 90 تا 110 اور سورۃ فتح آیات 11 تا 17، ان آیات کو ملا کر پڑھا جائے تو بات زیادہ اچھی طرح سمجھ میں آ سکتی ہے۔

(تفہیم القرآن)

قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا

کہیے، تم ایمان نہیں لائے بلکہ یوں کہو کہ ہم مسلمان ہو گئے۔

مولانا امین احسن اصلاحی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے ان کو جواب دلوایا گیا ہے کہ ان سے کہہ دو کہ تمہارا یہ دعویٰ درست نہیں ہے کہ تم ایمان لائے ہو البتہ یہ دعویٰ تم کر سکتے ہو کہ تم نے اطاعت کر لی ہے، لفظ ’اسلام‘ یہاں اپنے لغوی مفہوم یعنی ظاہری اطاعت کے معنی میں ہے، اسلام کا حقیقی مفہوم تو اپنے آپ کو بالکلیہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے رب کے حوالے کر دینے کا ہے۔

وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ

اور ایمان تو ابھی تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا، یعنی ابھی اپنے ایمان کی حکایت زیادہ نہ بڑھاؤ، اس نے تمہارے دلوں کے دروازے پر دستک ضرور دی ہے، لیکن وہ دلوں کے اندر گھسا نہیں ہے، یہ ایمان اللہ کے ہاں معتبر نہیں ہے، اللہ کے ہاں معتبر ایمان وہ ہے جو رگ و پے میں اترے اور دل و دماغ کو اپنے رنگ میں اس طرح رنگ لے کہ اس سے الگ ہو کر سوچنا اور کوئی عمل کرنا انسان کے لیے آسان نہ رہ جائے۔ (تدبر قرآن)

وَإِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْئًا

اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو گے تو اللہ تمہارے اعمال سے کچھ کمی نہ کرے گا۔

وَ اور استینافیہ مستقل کلام، إِنْ اگر، صرف شرط، تُطِيْعُوا اللّٰهَ تم اطاعت کرو گے إِنْ کی وجہ سے تطیعوا کان گرا ہوا ہے، (اَطَاعَ، يُطِيْعُ، اِطَاعَةً) باب افعال سے فعل مضارع جمع مذکر حاضر، فرمانبرداری کرنا، جھکنا، تابع ہونا، اشاروں پر چلنا، دل و جان سے احکام الٰہی کو ماننا، وَ اور، عاطفہ، رَسُوْلَهٗ (رَسُوْلَ۔ هٗ) رسول، اس کا (هٗ) کی ضمیر واحد مذکر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف جاتی ہے، یعنی احکام الٰہی کی خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر اور آپ کی پیروی میں عمل کرو گے تو رب کریم، لَا يَلِتْكُمْ لَا نافیہ يَلِتْكُمْ (يَلِتْ۔ كُمْ) کمی نہ کرے گا، تمہارے، مِّنْ اَعْمَالِكُمْ، تمہارے اعمال میں سے (لَاتَ، يَلِيْتُ، ليتًا) کسی کے حق میں کمی کرنا، شَيْئًا، تھوڑی سی بھی، سبحان اللہ! کس قدر شفقت اور رحمت کا جملہ ہے! إِنَّ اللّٰهَ بلاشبہ اللہ تعالیٰ، غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ بہت بخشنے والا، بہت مہربان ہے۔

مولانا شبیر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں:

''یعنی اب بھی (گزشتہ غفلتوں کو چھوڑتے ہوئے) اگر فرمانبرداری کا راستہ اختیار کرو گے تو پچھلی کمزوریوں کی وجہ سے تمہارے کسی عمل کے ثواب میں کمی نہ کرے گا۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے رب کے حوالے کر دینے کا ہے۔

وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ

اور ایمان تو ابھی تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا، یعنی ابھی اپنے ایمان کی حکایت زیادہ نہ بڑھاؤ، اس نے تمہارے دلوں کے دروازے پر دستک ضرور دی ہے، لیکن وہ دلوں کے اندر گھسا نہیں ہے، یہ ایمان اللہ کے ہاں معتبر نہیں ہے، اللہ کے ہاں معتبر ایمان وہ ہے جو رگ و پے میں اترے اور دل و دماغ کو اپنے رنگ میں اس طرح رنگ لے کہ اس سے الگ ہو کر سوچنا اور کوئی عمل کرنا انسان کے لیے آسان نہ رہ جائے۔ (تدبر قرآن)

وَإِنْ تُطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ أَعْمَالِكُمْ شَيْئًا

اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو گے تو اللہ تمہارے اعمال سے کچھ کمی نہ کرے گا۔

وَ اور استینافیہ مستقل کلام، إِنْ اگر، صرف شرط، تُطِيعُوا اللَّهَ تم اطاعت کرو گے إِنْ کی وجہ سے تطیعوا کا ن گرا ہوا ہے، (أَطَاعَ. يُطِيعُ. إِطَاعَةً) باب افعال سے فعل مضارع جمع مذکر حاضر، فرمانبرداری کرنا، جھکنا، تابع ہونا، اشاروں پر چلنا، دل و جان سے احکام الٰہی کو ماننا، وَ اور، عاطفہ، رَسُولَهُ (رَسُولَ. هُ) رسول، اس کا (هُ) کی ضمیر واحد مذکر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف جاتی ہے، یعنی احکام الٰہی کی خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر اور آپ کی پیروی میں عمل کرو گے تو رب کریم، لَا يَلِتْكُمْ لَا نافیہ يَلِتْكُمْ (يَلِتْ. كُمْ) کمی نہ کرے گا، تمہارے، مِّنْ أَعْمَالِكُمْ، تمہارے اعمال میں سے (لَاتَ. يَلِيتُ. لِيتًا) کسی کے حق میں کمی کرنا، شَيْئًا، تھوڑی سی بھی، سبحان اللہ! کس قدر شفقت اور رحمت کا جملہ ہے! إِنَّ اللَّهَ بلاشبہ اللہ تعالیٰ، غَفُورٌ رَّحِيمٌ بہت بخشنے والا، بہت مہربان ہے۔

مولانا شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں:

"یعنی اب بھی (گزشتہ غفلتوں کو چھوڑتے ہوئے) اگر فرمانبرداری کا راستہ اختیار کرو گے تو پچھلی کمزوریوں کی وجہ سے تمہارے کسی عمل کے ثواب میں کمی نہ کرے گا۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیہ مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) جب کوئی شخص سچے دل سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لیتا ہے تو وہ یقیناً اسلام میں داخل ہو جاتا ہے۔ یہ گویا کہ دل کی سرزمین میں ایمان کا بیج بویا جاتا ہے، جب اسے اعمال حسنہ سے سیراب کیا جاتا ہے تو اس سے ایک پاکیزہ درخت کی کونپل پھوٹتی ہے اور جوں جوں پاکیزہ اعمال سے اس کی آبیاری ہوتی جاتی ہے توں توں یہ پھلتا پھولتا اور سرسبز وشاداب ہوتا چلا جاتا ہے، اس پر سدا بہار پھل اور پھول لگنے شروع ہوتے ہیں اور پھر یہ ایسے تناور درخت کا روپ دھار لیتا ہے جس کی جڑیں زمین کی گہرائی میں پیوست ہوتی ہیں اور شاخیں آسمان کی بلندیوں کو چھوتی ہیں، قرآن حکیم نے اس درخت کی انتہائی خوبصورت مثال دی ہے۔

''کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ نے کلمہ طیبہ کو کس چیز سے مثال دی ہے؟ اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک اچھی ذات کا درخت جس کی جڑ زمین میں گہری جمی ہوئی ہے اور شاخیں آسمان تک پہنچی ہوتی ہیں، ہر آن وہ اپنے رب کے حکم سے اپنے پھل دے رہا ہے۔ (سورۃ ابراہیم:۲۵)

۲) اسلام اور ایمان کا آپس میں گہرا تعلق ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی تعریف اس طرح فرمائی۔

''اسلام یہ ہے کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں، اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ کے (آخری) رسول ہیں اور نماز قائم کرو (پورے آداب کے ساتھ)، زکوۃ ادا کرو (مال نصاب میں پہنچنے پر) رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو، اور وہاں تک پہنچنے کے لیے زادراہ ہو۔

اور ایمان کی تعریف یوں فرمائی:

''ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، قیامت کے دن پر اور بری بھلی تقدیر پر ایمان لاؤ۔''

آپ غور کریں تو ایمان کا تعلق باطن کے پختہ عقیدے سے ہے جبکہ اسلام کا تعلق ظاہری عبادات سے ہے، ظاہر ہے کہ جب تک عقیدہ اور یقین مضبوط نہ ہو عبادات مقبول نہیں ہو سکتیں، اسی طرح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب تک عبادات میں دوام اور باقاعدگی نہ آئے ایمان میں جلا اور روشنی پیدا نہیں ہوسکتی، قرآن حکیم میں جہاں ایمان کا ذکر آیا ہے وہاں عمل صالح کی تاکید بھی آئی ہے۔

۳) جب ایمان دل میں جاگزیں ہوجاتا ہے تو اس کی مٹھاس اور لذت دل میں محسوس ہوتی ہے اور حق شناسی کے اثرات دل سے نکل کر آنکھوں سے ظاہر ہوتے ہیں ''جب وہ اس کلام کو سنتے ہیں جو رسول پر اترا ہے تو تم دیکھتے ہو کہ حق شناسی کے اثر سے ان کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہوجاتی ہیں وہ بول اٹھتے ہیں کہ ''پروردگار ہم ایمان لائے، ہمارا نام گواہی دینے والوں میں لکھ لے۔'' (المائدہ:۸۲)
پھر اہل ایمان وہ ہیں کہ جب آیات الٰہی سنتے ہیں تو ان کی کیفیت کچھ ایسی ہوتی ہے ''سچے اہل ایمان تو وہ لوگ ہیں جن کے دل اللہ کا ذکر سن کر لرز جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیات ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر اعتماد رکھتے ہیں، جو نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے، اس میں سے (ہماری راہ میں) خرچ کرتے ہیں، ایسے ہی لوگ حقیقی مومن ہیں۔ (الانفال:۲-۳)

۴) پھر جب ایمان دلوں میں داخل ہوتا ہے تو وہ نماز، روزے تک محدود نہیں رہتا، بلکہ اس کے اثرات زندگی کے ہر گوشے میں ظاہر ہوتے ہیں، بندگی رب کے ساتھ ساتھ اس کے بندوں سے حسن سلوک بھی ہوتا ہے، بڑوں کا ادب، چھوٹوں پر شفقت، ہمسایوں سے مروّت، بیماروں کی تیمارداری بلکہ نسل انسانیت سے ہمدردی زندگی کا مطمع نظر بن جاتا ہے۔ گویا اسلام اور ایمان کا تعلق ہر وقت اور ہر لحہ جڑا ہوا رہتا ہے؟

بازو ترا توحید کی قوت سے قوی ہے
اسلام ترا دیس ہے تو مصطفویؐ ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ﴿١٥﴾ قُلْ أَتُعَلِّمُونَ اللَّهَ بِدِينِكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿١٦﴾

حقیقی (مؤمن) تو بس وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آئے پھر (اس میں کبھی بھی) شک نہیں کیا اور اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا، تو یہی لوگ سچے (مسلمان) ہیں آپ ان (بدویوں) سے کہیے، کیا تم اللہ کو اپنی دینداری جتلاتے ہو، اللہ تو آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کو جانتا ہے اور وہ ہر چیز کا خوب علم رکھتا ہے۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا

حقیقی (مومن) تو بس وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آئے پھر (اس میں کبھی بھی) شک نہیں کیا۔

إِنَّمَا (اِنَّ۔مَا) (کلمہ حصر) صرف اور صرف، تحقیق۔ جو، إِنَّمَا گویا صرف کا معنی دیتا ہے، الْمُؤْمِنُونَ اس کا مفرد الْمُؤْمِنُ ہے، الَّذِينَ جو، اسم موصول، آمَنُوا ایمان لائے فعل ماضی جمع مذکر غائب (آمَنَ، يُؤْمِنُ، إِيمَانًا) ایمان لانا، اللہ تعالیٰ کو اپنا حقیقی رب تسلیم کر کے اس کے احکام پر دل و جان سے عمل پیرا ہو جانا، وَرَسُولِهِ و عاطفہ (رَسُولِ۔ہٖ) رسول۔ اس کا، ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف جاتی ہے، اور اس کے رسول کے نقش قدم پر چلنا، ثُمَّ پھر، حرف عطف، لَمْ (نہ)، حرف نفی، اور یہ مضارع کے آخری حرف پر جزم دیتا ہے اور اسے ماضی منفی میں تبدیل کر دیتا ہے، جیسا کہ يَذْهَبُ سے لَمْ يَذْهَبْ وہ نہ گیا اور ن، جمع کا ہو تو وہ گر جاتا ہے جیسا کہ يَرْتَابُونَ تھا، ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا ہوا پھر انہوں نے شک نہ کیا، بلکہ جانی و مالی قربانیوں کے لیے ہمہ وقت تیار رہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ

اور اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔

وَ اور عاطفہ، **جٰهَدُوْا** انہوں نے جہاد کیا، فعل ماضی جمع مذکر غائب (**جَاهَدَ، یُجَاهِدُ، مُجَاهَدَةً، جِهَادًا**) باب مفاعلہ، جہاد کرنا، اللہ کی رضا کے لیے اور اس کے دین کو سربلند کرنے کے لیے ہر مصیبت اور مشقت برداشت کرنا یہاں تک کہ اس راہ میں اپنی جان کا نذرانہ میدان جہاد میں پیش کر دینا، **بِاَمْوَالِهِمْ** (**بِ۔اَمْوَالِ۔هِمْ**) ساتھ۔ مالوں۔ اپنوں (کے)، **وَ اَنْفُسِهِمْ** (**وَ۔اَنْفُسِ۔هِمْ**) اور (ساتھ)۔ جانوں۔ اپنی (کے)، **فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ** اللہ تعالیٰ کی راہ میں۔

اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ

تو یہی لوگ سچے (مسلمان) ہیں۔

اُولٰٓئِكَ (وہی) یہی، اسم اشارہ جمع مذکر، **هُمْ** وہ لوگ، ضمیر فصل جمع مذکر غائب، **الصّٰدِقُوْنَ** سچے، اسم فاعل، اس کا مفرد **الصَّادِقُ** ہے۔

مولانا امین احسن اصلاحیؒ لکھتے ہیں:

”فرمایا کہ ہر مدعی ایمان، اللہ کے نزدیک مؤمن نہیں بن سکتا، حقیقی مؤمن اللہ کے نزدیک وہی ہیں جو اللہ اور رسول پر صدقِ دل سے ایمان لائے پھر شک و تذبذب میں مبتلا نہیں ہوئے بلکہ مال و جان دونوں سے اللہ کی راہ میں برابر جہاد کیا۔ اپنا مال بھی دین کی تقویت و تائید کے لیے صرف کیا اور جان قربان کرنے کی نوبت آئی تو اس سے بھی دریغ نہیں کیا، فرمایا کہ یہی لوگ اپنے دعوائے ایمان میں سچے ہیں، رہے وہ لوگ جو ایمان کا دعویٰ تو بڑی بلند آہنگی سے کرتے ہیں لیکن اپنے تذبذب کے سبب سے اس راہ میں نہ کوئی چوٹ کھانے کے لیے تیار ہیں اور نہ جان و مال کی قربانی کا کوئی حوصلہ رکھتے ہیں، وہ محض دکھاوے کے مجنوں ہیں، اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔

یہاں غور کیجیے تو معلوم ہوگا کہ ”**جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ**“ کا ذکر ان کے عدمِ تذبذب کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہادت کے طور پر ہوا ہے ایک شخص اگر ایک نصب العین کے لیے جان و مال کی قربانی سے دریغ نہیں کرتا تو یہ ایک نا قابل انکار شہادت اس بات کی ہے کہ اس کو اس نصب العین کی صداقت پر پورا یقین ہے اور اگر وہ اس کی خاطر نہ مالی قربانی کرنے پر تیار ہے نہ اپنی جان کو کسی خطرے میں ڈالنے کا حوصلہ رکھتا ہے تو اگر چہ وہ اس کے عشق میں کتنی ہی لاف زنی کرے لیکن اس کا عمل گواہ ہے کہ وہ اس کے بارے میں ابھی مبتلائے شک ہے۔ (تدبر قرآن)

قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ

آپ ان (بدویوں) سے کہیے، کیا تم اللہ کو اپنی دینداری جتلاتے ہو اللہ تو آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کو جانتا ہے اور وہ ہر چیز کا (خوب) علم رکھتا ہے۔

قُلْ کہہ دیجیے، فعل امر واحد مذکر حاضر، (**قَالَ، يَقُوْلُ، قَوْلًا**) أ کیا، کلمۂ استفہام، **تُعَلِّمُوْنَ** تم سکھلاتے ہو، مضارع جمع مذکر حاضر (یعنی جتلاتے ہو) **عَلَّمَ، يُعَلِّمُ، تَعْلِيْمًا** باب تفعیل، سکھلانا، علم، تعلیم، معلوم، معلم اردو میں جانے پہچانے الفاظ ہیں، **أَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ** کیا تم جتلاتے ہو اللہ تعالیٰ کو اپنی دینداری کو (**بِ۔ دِيْنِ۔ كُمْ**) دینداری۔ اپنی۔ کو، **وَاللّٰهُ يَعْلَمُ** اور اللہ تو جانتا ہے، **مَا** جو کچھ، اسم موصول **فِي السَّمٰوٰتِ** آسمانوں میں ہے، **وَمَا فِي الْاَرْضِ** اور جو کچھ زمین پر ہے (اس پر اور اس کے اندر)، **وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ** اور اللہ تو ہر چیز کا (خوب) علم رکھتا ہے، **عَلِيْمٌ** اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے۔ بروزن **فَعِيْلٌ** مبالغہ کا صیغہ (خوب جاننے والا)۔

مولانا شبیر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں:

''یعنی اگر واقعی سچا دین اور پورا یقین تم کو حاصل ہے تو کہنے سے کیا ہوگا، جس سے معاملہ ہے، وہ آپ خبردار ہے۔''

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

۱) محض زبان سے یہ کہنا کہ ہم نے کلمہ طیبہ پڑھ لیا ہے اور ہم مسلمان ہو گئے ہیں کافی نہیں ہے، اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے نہ تو ایمان کی حلاوت نصیب ہوتی ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے یہاں کامیابی کی راہ ہی روشن ہوتی ہے۔ ایمان یقین وعمل کا نام ہے، احکام الٰہی کی سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق مکمل پیروی ایمان میں رسوخ کا باعث ہوتی ہے۔

۲) اسلام قبول کر کے کسی قسم کا احسان جتلانے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا ممنون ہونا چاہیے کہ اس نے ہمیں ایمان کی نعمت سے بہرہ ور فرمایا، اہل جنت اس انعام کا اس طرح شکر ادا کریں گے۔

''تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے ہمیں یہ راستہ دکھایا، ہم خود راہ نہ پا سکتے تھے، اگر اللہ ہماری رہنمائی نہ کرتا۔'' (الاعراف:۴۳)

يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ؕ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ ۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾

(اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ لوگ آپ کو (اس کا) احسان جتاتے ہیں کہ انہوں نے اسلام قبول کرلیا ہے، ان سے کہہ دیجیے کہ اپنے اِسلام لانے کا مجھ پر احسان نہ کرو بلکہ یہ تو اللہ کا تم پر احسان ہے کہ اس نے تمہیں نعمت اسلام سے نوازا ہے اگر تم واقعی اپنے (دعوائے ایمان میں) سچے ہو (تو اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقیقت کو مانو)، یقیناً اللہ زمین اور آسمانوں کی ہر پوشیدہ چیز کا علم رکھتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کے علم و نظر میں ہے۔

يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ؕ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَیَّ اِسْلَامَكُمْ

(اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) یہ لوگ آپ کو (اس کا) احسان جتاتے ہیں کہ انہوں نے اسلام قبول کر لیا ہے، ان سے کہہ دیجیے کہ اپنے اسلام لانے کا مجھ پر احسان نہ کرو۔

يَمُنُّوْنَ وہ احسان جتلاتے ہیں، مضارع جمع مذکر غائب (**مَنَّ، يَمُنُّ، مَنًّا**) احسان کرنا، کسی پر جتانا، **عَلَيْكَ** (**عَلٰی۔ كَ**) پر، آپ (کے) یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ "**كَ**" کی ضمیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جاتی ہے جو خاتم النبیین اور پوری نسل انسانیت کی طرف رسول ہیں، **اَنْ اَسْلَمُوْا** کہ انہوں نے اسلام قبول کر لیا، فعل ماضی جمع مذکر غائب (**اَسْلَمَ، يُسْلِمُ، اِسْلَامًا**) مسلمان ہونا، دین اسلام قبول کرنا، اسلام، مسلمان، اردو میں معروف الفاظ ہیں۔

بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ

بلکہ (حقیقت دیکھو) یہ تو اللہ کا تم پر احسان ہے کہ اس نے تمہیں نعمت اسلام سے نوازا ہے اگر تم واقعی اپنے (دعوائے ایمان میں) سچے ہو۔

بَلِ بلکہ یہ لفظ ماقبل بات کی نفی کرتا ہے اور مابعد کی تصدیق کرتا ہے، جیسا کہ اس آیت مبارکہ میں بدوی لوگوں کا قبول اسلام پر احسان جتلانے کا رد کر کے ان پر اللہ تعالیٰ کے احسان کا ذکر ہوا ہے، **بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ** بلکہ اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا، **اَنْ** یہ کہ، **هَدٰىكُمْ** (**هَدٰی۔ كُمْ**) اس نے ہدایت دی۔ تم کو، (**هَدٰی، يَهْدِیْ، هُدًی، وَهِدَايَةً**) باب ضَرَبَ، ہدایت دینا، رہنمائی کرنا، لفظ ہدایت اردو میں معروف ہے سچی بات تو یہ ہے کہ اسلام لانا بندے پر اللہ کا احسان ہے نہ کہ بندے کا اللہ پر، **اِنْ كُنْتُمْ** اگر تم ہو، (**كَانَ، يَكُوْنُ، كَوْنًا**) ہونا، **صٰدِقِيْنَ** سچے، اس کا مفرد **صَادِقٌ** ہے۔

مولانا امین احسن اصلاحیؒ لکھتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"بعض بدوی لوگوں کے دعوائے ایمان کی قلعی کھولنے کے بعد اُن کے دعوائے اسلام کی حقیقت واضح فرمائی کہ یہ لوگ تمہارے اوپر (خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے) احسان جتاتے ہیں کہ وہ اسلام لائے یعنی ان کا زعم یہ ہے کہ اسلام لا کر انہوں نے پیغمبر کی عزت بڑھائی اور اسلام کو قوت وشوکت بخشی اس وجہ سے وہ پیغمبر اور اسلام دونوں کے محسن ہیں اور پیغمبر کا فرض ہے کہ وہ ان کے اس احسان کا احترام کریں، فرمایا کہ ان لوگوں سے کہہ دیجیے کہ تم لوگ مجھ پر اپنے اسلام کا احسان نہ جتاؤ، اگر تم فی الواقع اپنے دعوے میں سچے ہو تو تمہارا احسان میرے اوپر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان تمہارے اوپر ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کی توفیق بخشی "اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ" کے الفاظ پر نظر رہے۔ یعنی اول تو تمہارا ایمان واسلام کا دعویٰ ہی محض لاف زنی ہے اور اگر تمہاری بات میں کچھ صداقت بھی ہے، تو تمہیں اللہ کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ اس نے تمہیں اس کی توفیق بخشی، ہدایت کے بعد لام کا صلہ دلیل ہے کہ یہ لفظ یہاں توفیق کے مضمون پر متضمن ہے۔ (تدبر قرآن)

اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

اللہ زمین اور آسمانوں کی ہر پوشیدہ چیز کا علم رکھتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ کے علم ونظر میں ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ بلاشبہ اللہ تعالیٰ، اِنَّ کلام میں زور اور تاکید پیدا کرتا ہے، يَعْلَمُ جانتا ہے، مضارع واحد مذکر غائب (عَلِمَ، يَعْلَمُ، عِلْمًا) جاننا، علم رکھنا، غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ غیب کی باتیں آسمانوں اور زمین کی، وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ اور اللہ تعالیٰ دیکھنے والا ہے، بِمَا (بِ۔مَا) اس کو، جو، تَعْمَلُوْنَ تم عمل کرتے ہو، مضارع جمع مذکر حاضر (عَمِلَ، يَعْمَلُ، عَمَلًا) عمل کرنا، زندگی گزارنا۔

الاستاذ محمد علی الصابونیؒ لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ زمین اور آسمانوں کی ہر بات سے پوری طرح آگاہ ہے اور اُن باتوں کو بھی جانتا ہے جنہیں آنکھیں دیکھ نہیں پاتیں بندوں کے تمام اعمال اس کے سامنے ہیں، کوئی بات اس سے ڈھکی چھپی نہیں ہے، کائنات کی باریک سے باریک باتیں بھی اس کے علم میں ہیں اور وہ اپنی مخلوقات سے پوری طرح باخبر ہے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) ان آیات مبارکہ سے یہ حقیقت واضح ہوجاتی ہے کہ دین کی کوئی چھوٹی یا بڑی خدمت کر کے کوئی شخص اللہ اور اس کے رسول پر کوئی احسان نہیں کرتا ہے بلکہ اسے اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ اس نے اسے ہدایت سے نوازا اور اسے خدمت دین کی توفیق عطا فرمائی اور اسے رب کریم سے توقع رکھنی چاہیے کہ وہ اسے آخرت میں اپنے انعامات سے بہرہ ور فرمائے گا۔

۲) اور یہ بات بھی ذہن میں رہنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہماری نیتوں سے پوری طرح باخبر ہے اور ہمارے ہر ہر عمل کو جانتا ہے، محض زبانی جمع خرچ سے کچھ نہیں بنے گا جب تک نیک اعمال سے اپنے آپ کو آراستہ نہ کریں گے، اصل بات دعویٰ نہیں بلکہ عمل ہے، اگر عمل کریں گے تو ہمارا دعوٰی بغیر اظہار و اعلان کے اللہ کے ہاں ثابت ہوجائے گا اور یہ بات اچھی طرح جان لیں کہ اس کے ہاں رائی برابر نیکی بھی ضائع نہیں جاتی ہے۔

ہر اک مقام سے آگے گزر گیا مہ نَو
کمال کس کو میسر ہوا ہے بے تگ و دو؟

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آؤ عربی سیکھیں

پہلا سبق

حَرَکَاتُ واِعْرَاب

۱۔ حَرَکَۃٌ: زیر (ــِـ) زبر (ــَـ) اور پیش (ــُـ) کو حرکت کہتے ہی اور تینوں کو حرکات کہتے ہیں۔

۲۔ مُتَحَرِّك: جس لفظ پر زبر، زیر یا پیش میں سے کوئی ایک ہو اس کو مُتَحَرِك کہتے ہیں۔

۳۔ سُکُوْن: جزم یعنی چھوٹے سے دال کو (ــْـ) سکون کہتے ہیں۔

۴۔ فَتْحَة یانَصَبْ:۔ زَبر کو کہتے ہیں (ــَـ)

۵۔ کَسْرَہ یاجَرَ:۔ زیر کو کہتے ہیں (ــِـ)

۶۔ ضَمَه یارَفَع:۔ پیش کو کہتے ہیں (ــُـ)

۷۔ تنوین:۔ دوزبر، دوزیر اور دوپیش میں سے ہر ایک کو تنوین کہتے ہیں (ــًـ ــٍـ ــٌـ)

۸۔ نون تنوین:۔ دوزبر، دوزیر یا دوپیش کے تلفظ میں جو نون کی آواز پیدا ہوتی ہے، اسے نون تنوین کہتے ہیں جیسے اً: اَنْ، اٍ: اِنْ، اٌ: اُنْ اور ان کی آواز ناک کے بانسہ میں جاتی ہے۔

۹۔ مَفْتُوح یامَنْصُوبْ: وہ حرف جس پر زبر ہو جیسا کہ نَصِرَ کی رَ مَفْتُوح یا منصوب ہے۔

۱۰۔ مَکْسُور یامَجْرور:۔ وہ حرف جس کے نیچے زیر ہو جیسا کہ نَصِرَ میں ص مکسور ہے۔

۱۱۔ مضموم یامرفوع:۔ وہ حرف جس پر پیش ہو جیسا کہ نُصِرَ کی نون ہے۔

۱۲۔ سَاکِن یامَجْزوم:۔ وہ حرف جس پر علامت سکون یا جزم ہو نَصْرٌ مِنَ اللهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ میں نَصْرٌ کی ص اور فَتْحٌ میں ت ساکن ہے۔

۱۳۔ مَشَدَّدُ:۔ وہ حرف جس پر شدّ (ــّـ) ہو جیسا کہ سُجَّدًا میں ج پر شد ہے۔

۱۴۔ لام تعریف:۔ اَلْ جو کسی اسم پر لگایا جاتا ہے لام تعریف کہلاتا ہے جیسے کِتَابٌ (کوئی سی کتاب) [a book] اور اَلْكِتَابُ (خاص کتاب) [The book] اور وہ اسم جس پر لام تعریف داخل ہو مُعَرَّف بالام کہلاتا ہے، اور اس سے اسم نکرہ (Common Noun) اسم معرفہ (Proper Noun)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن جاتا ہے جیسا کہ کِتَابٌ سے اَلْکِتَابُ۔

۱۵۔ **مُفْرَدْ:۔** جولفظ کسی ایک شخص یا کسی ایک چیز کے لیے استعمال ہو جیسے رَجُلٌ (ایک آدمی) قَلَمٌ (ایک قلم)۔

۱۶۔ **تثنیہ:۔** لفظ دو پر دلالت کرے جیسے رَجُلَانِ (دو آدمی) قَلَمَانِ (دو قلم)۔

۱۷۔ **جمع:** جولفظ دو سے زیادہ پر دلالت کرے جمع کہلاتا ہے جیسا کہ رِجَالٌ (بہت سے آدمی) اَقْلَامٌ (بہت سے قلم)۔

۱۸۔ **اسم جمع:۔** وہ لفظ جو بظاہر مفرد ہو مگر اس کا اطلاق ایک جماعت پر ہو جیسے قَوْمٌ (Nation) حِزْبٌ (Group) انگریزی میں اسے (Collective Noun) کہتے ہیں۔

۱۹۔ **مذکر:۔** (Male) جیسا کہ رَجُلٌ (آدمی)۔

۲۰۔ **مونث:۔** (Female) جیسا کہ اِمْرَاَۃٌ (عورت) اس میں (ۃ) مونث کی نشانی ہے۔

۲۱۔ **فعل:۔** ایسا کلمہ ہے جس کے معنی بغیر دوسرے کلمہ کے ملائے سمجھ میں آ جائیں اور اس میں تین زمانوں میں سے کوئی زمانہ پایا جائے جیسا کہ سَمِعَ (اس نے سنا) فعل ماضی (Past Tense) یَسْمَعُ (وہ سنتا ہے) زمانہ حال (Present Tense) سَاَذْهَبُ اِلَى الْمَسْجِدِ (میں مسجد جاؤں گا) فعل مستقبل (Future Tense) فعل مضارع پر س یا سوف لگانے سے حال کی بجائے مستقبل قریب کا معنی دیتا ہے۔

۲۲۔ **حروف تہجی:۔** الف، با، تا، ثا، کے سب حروف کو حروف تہجی کہتے ہیں۔

۲۳۔ **همزة:۔** ایک ہمزہ (ء) ت وہی ہے جو حروف تہجی کا حرف ہے، دوسرے وہ الف جو متحرک ہو (أ، إ، أُ) یا جزم والا (رأْسٌ) کا الف ہمزہ کہلاتا ہے۔

۲۴۔ **همزةُ الوصل:۔** کسی لفظ کے شروع کا وہ ہمزہ جو ماقبل سے ملنے کی حالت میں تلفظ کی ادائیگی سے گر جائے جیسے اَلْکِتَاب کا ہمزہ ذٰلِكَ الْكِتَابُ میں 'ا' پڑھنے میں نہیں آتا مگر لکھا ضرور جاتا ہے۔

۲۵۔ **نون اعرابی:۔** فعل مضارع کے صیغوں میں تثنیہ، جمع مذکر غائب وَ جمع مذکر حاضر اور واحد مونث حاضر میں جو نون ہوتا ہے وہ نون اعرابی کہلاتا ہے۔

۲۶۔ **حروف عِلّت:۔** عِلّت کے معنی بیماری کے ہیں، اہل عرب بیماری کے وقت انتہائی تکلیف میں ہائے کی بجائے وائے کہتے تھے (و، ا، ی) یہ تینوں حروف علت کہلاتے ہیں ان کے علاوہ تمام حروف صحیح کہلاتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرا سبق

کلمہ اور اس کی اقسام

Parts of Speech

۱۔ کلمہ اس مفرد لفظ کو کہتے ہیں جو با معنی ہو۔

۲۔ کلمہ کی تین اقسام ہیں .... اسم، فعل، حرف۔

۳۔ اسم وہ کلمہ ہے (Noun) جو کسی شخص، کسی چیز یا کسی جگہ کا نام ظاہر کرے، جیسے کِتَابٌ (کتاب) قَلَمٌ (قلم) زَیْدٌ (شخص کا نام) سَعِیْدٌ (شخص کا نام) اسلام آباد (شہر کا نام) لاہور (لاہور کا نام)۔

۴۔ فعل (Verb) وہ کلمہ ہے جس میں کسی کام کا ہونا یا کرنا سمجھ میں آئے اور اس میں ماضی، حال اور مستقبل میں سے کوئی زمانہ پایا جائے، جیسے سَمِعَ اس نے سنا، یَسْمَعُ وہ سنتا ہے یا سنے گا، یَسْمَعُ (مضارع) ہے اور اس میں دو زمانوں کا مفہوم پایا جاتا ہے یعنی حال اور مستقبل اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مضارع سے پہلے 'س' یا سوف لگا کر فعل مستقبل کو نمایاں کر دیا جاتا ہے، جیسا کہ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ (التکاثر:3/102) ''(پھر سن لو) تم یقیناً معلوم کر لو گے اور ابھی ابھی تمہیں علم ہو جائے گا (کہ قیامت برحق ہے)۔''

۵۔ حرف (Particle) وہ کلمہ ہے جس کے معنی اسم یا فعل کے ساتھ ملے بغیر سمجھ میں نہ آئیں جیسے اِلٰی، مِنْ، فِیْ عَلٰی اِلٰی کے معنی (طرف مثلاً ذَهَبَ اَخِیْ اِلَى الْمَسْجِدِ میرا بھائی مسجد میں گیا، علٰی کے معنی (پر) کے ہیں، الطعَامُ علی الْمَائِدَةِ کھانا دسترخوان پر ہے، فِیْ کے معنی (میں) کے ہیں جیسا کہ اَلطُّلَابُ فی الْمَدْرسةِ طالب علم مدرسہ میں ہیں، مِنْ (سے) کا معنی دیتا ہے جیسا کہ مِنَ الْبَيْتِ اِلَى الْمَسْجِدِ، گھر سے مسجد کی طرف، چند حروف اور بھی ہیں، وہ آئندہ کسی سبق میں بتا دیے جائیں گے، ان شاء اللہ۔

گویا کہ ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ حرف کے بغیر جملہ مکمل نہیں ہوتا اور وہ بے معنی رہ جاتا ہے۔

اِسم، فعل، حرف کی چند مثالیں قرآن حکیم سے دی جاتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1- اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّکُمْ (البقرہ:22/2) وہی تو ہے (اللہ) جس نے تمہارے لیے زمین کا فرش بچھایا، آسمان کی چھت بنائی، اوپر سے پانی برسایا اور اس کے ذریعے سے ہر طرح کی پیداوار نکال کر تمہارے لیے رزق بہم پہنچایا۔

جَعَلَ (بنایا) اَنْزَلَ (نازل کیا)، اَخْرَجَ (نکالا)، افعال ہیں (فعل کی جمع افعال) (Verbs) الْاَرْضَ (زمین) فِرَاشًا (بچھونا) السَّمَآءَ (آسمان) بِنَآءَ (چھت) مَآءً (پانی) الثَّمَرٰتِ (پھل) ثَمَرۃ کی جمع ہے، رِزْقًا (رزق، پیداوار)، یہ سب اَسْمَاء (Nouns) ہیں (اسم کی جمع)، لَّکُمْ (تمہارے لیے) اس میں لام حرف ہے جبکہ کُمْ ضمیر ہے بِهٖ (بِ۔ہٖ) ساتھ۔ اس کا ب حرف ہے جبکہ ہٖ ضمیر ہے۔

2- سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی (بنی اسرائیل:17/1) ''پاک ہے (ہر عیب اور نقص سے) جو لے گیا ایک رات اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو مسجد حرام (حرمت اور عزت والا گھر) سے مسجد اقصیٰ تک۔

سُبْحٰنَ کلمہ توصیف، اَلَّذِیْ اسم موصول (Relative Pronoun) اَسْرٰی فعل، ب، حرف عَبْدٌ (بندہ) اسم ہٖ ضمیر المسجد الحرام، المسجد الاقصٰی اسماء ہیں۔

نوٹ: ان حروف کو حروف جارہ کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ اپنے مابعد اسم کو مجرور کرتے ہیں۔ یعنی وہ مجرور ہو جاتے ہیں۔ ان کی تعداد کل سترہ (17) ہے۔ اس کا تفصیلی بیان صفحہ 633 پر ملاحظہ فرمائیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسرا سبق

ضمائر

Pronouns

ضمائر، ضمیر کی جمع ہے، اسم ضمیر وہ لفظ ہے جو کسی اسم کی نمائندگی کرتا ہے مثلاً زید آیا اور زید نے کھانا کھایا، اس جملے میں دوبار زید لکھا گیا ہے اگر یوں کہیں کہ زید آیا اور اس نے کھانا کھایا، تو جملے میں لطف اور چاشنی پیدا ہوجاتی ہے اس بات کو عربی میں اس طرح کہتے ہیں ''**جَاءَ زَيْدٌ وَزَيْدٌ أَكَلَ الطَّعَامَ**'' اور پھر ''**جاء زيدٌ وهُوَ أكل الطّعامَ**. اس جملہ میں ضمیر ''ھو'' ہے ضمیر وہ لفظ ہوتا ہے جو کہ اسم کی جگہ استعمال ہوتا ہے اور جملے میں ادبی شان پیدا کرتا ہے، عربی میں ضمائر کی دو اقسام ہیں...... 'ضمائر منفصلہ (Separate Pronouns) اور ضمائر متصلہ (Attached Pronouns)۔

ضمائر مُنْفِصَلَه وہ ہیں جنہیں جملوں میں الگ استعمال کیا جاتا ہے (منفصل کے معنی ہی الگ کے ہیں) **هُوَ صَالِحٌ** (وہ نیک ہے) **أَنْتَ طَالِبٌ** (تو طالب علم ہے) **هِيَ عَالِمَةٌ** (وہ خاتون عالمہ ہے) **أَنْتِ أُخْتِي** (تو میری بہن ہے) ضمائر متصلہ وہ ہیں جو الفاظ کے ساتھ ملی ہوئی آتی ہیں جیسا کہ **كِتَابُهُ** اس کی کتاب **قَلَمِي**، میرا قلم وغیرہ۔

ضمائر منفصلہ — ضمائر متصلہ

غائب — غائب

ضمائر منفصلہ: واحد	تثنیہ	جمع			ضمائر متصلہ	
هُوَ، وہ ایک شخص	هُمَا، وہ دو شخص	هُمْ وہ سب شخص	(مذکر)		هُ، اس کا هُمَا، ان دونوں کا هُمْ، ان سب کا	(مذکر)
هِيَ وہ ایک عورت	هُمَا وہ دو عورتیں	هُنَّ وہ سب عورتیں	(مونث)		هَا، اس کا (عورت کے لیے) هُمَا، ان دونوں کا (//) هُنَّ، ان سب کا (//)	مونث

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاضر | حاضر

أَنْتَ، تو ایک آدمی	أَنْتُمَا، تم دو آدمی	أَنْتُمْ تم سب آدمی	(مذکر)		كَ، تیرا (مرد کے لیے) كُمَا، تم دونوں کا (//) كُمْ، تم سب کا (//)	(مذکر)
أَنْتِ تو ایک عورت	أَنْتُمَا تم دو عورتیں	أَنْتُنَّ تم سب عورتیں	(مونث)		كِ، تیرا (عورت کے لیے) كُمَا، تم دونوں کا (//) كُنَّ، تم سب کا (//)	مونث

متکلم | متکلم

	أَنَا	میں	(مذکر)		ی، واحد متکلم	(مذکر)
	نَحْنُ	ہم	(مونث)		نَا، جمع متکلم	(مونث)

ضمائر منفصلہ کی قرآن حکیم سے مثالیں:

۱) اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ ۙ وَّهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ وَّكِیْلٌ ﴿۶۲﴾ (الزمر:62/39) اللہ ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی ہر چیز کا محافظ بھی ہے۔

۲) اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ (التوبہ:40/9) جب وہ دونوں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) غار میں تھے (غار ثور) جب وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا تم غم نہ کر، اللہ ہمارے ساتھ ہے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دوست کو تسلی دے رہے تھے)۔

۳) وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۲﴾ (البقرہ:82/2) اور جو لوگ ایمان لائیں گے اور نیک عمل کریں گے وہی جنتی ہیں اور وہ وہاں ہمیشہ رہیں گے۔

۴) وَهِیَ تَجْرِیْ بِهِمْ فِیْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۣ (ھود:42/11) وہ (کشتی) ان لوگوں کو لیے چلی جا رہی تھی اور ایک ایک موج پہاڑ کی طرح اٹھ رہی تھی۔ (واقع نوح علیہ السلام)

۵) فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۣ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۰۱﴾ (یوسف:101/12) زمین و آسمان کے بنانے والے تو ہی دنیا اور آخرت میں میرا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرپرست ہے، میرا خاتمہ اسلام پر کر اور انجام کار مجھے صالحین کے ساتھ ملا۔ آمین

٦) فَهَلْ أَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ﴿٨٠﴾ (الانبیاء:80/21) پھر کیا تم (اللہ تعالیٰ کی اس قدر نعمتیں پانے کے بعد) شکر گزار ہو؟

٧) إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿٩﴾ (الحجر:9/15) بلاشبہ یہ ذکر (قرآن) ہم نے ہی اتارا ہے اور یقیناً ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

ضمائر متصلہ

٨) وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ ۚ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴿٢٥٥﴾ (البقرۃ:255/2) اس کا علم آسمان اور زمین پر محیط ہے اور ان کی نگہبانی اس کے لیے کوئی تھکا دینے والا کام نہیں ہے بس وہی ایک بزرگ و برتر ذات ہے (اور وہ اللہ تعالیٰ ہے)۔

٩) يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَآ أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ (المنافقون: 9/63) اے ایمان والو (دیکھنا) تمہارے مال اور تمہاری اولاد تم کو اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دے۔

١٠) رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا (الصّٰفّٰت:5/37) وہ جو ارض و سما کا رب ہے اور جو ان کے دونوں کے درمیان ہے۔

١١) اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿٦٠﴾ (آل عمران:60/3) تمہارے رب کی طرف سے حق (آچکا) ہے لہٰذا (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) شک کرنے والوں میں سے نہ ہونا۔

١٢) قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ﴿٤٩﴾ قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ أَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ﴿٥٠﴾ (طٰہٰ:49,50/20) فرعون نے کہا ''موسیٰ (ہارون) تم دونوں کا رب کون ہے؟'' کہا ''ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر اس کی رہنمائی بھی کی (ہر چیز کی پرورش کا مناسب بندوبست کیا)۔

١٣) يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿٤٣﴾ (آل عمران:43/3) اے مریم! اپنے رب کی فرمانبردار رہو اس کے آگے سربسجود ہو جاؤ اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ روع کیا کرو۔

نوٹ: (ا) ضمائر منفصلہ اور متصلہ کی قرآن حکیم سے چند مثالیں پیش کر دی گئیں ہیں بقیہ مطالعہ کے دوران آپ خود پہچان لیں گے، ان شاء اللہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ب) یہ بات ذہن میں رہے کہ واحد متکلم اور جمع متکلم کی ضمائر مذکر اور مونث کے لیے یکساں ہیں مثلاً کِتَابِي (میری کتاب) جملے کی عبارت سے پتہ چلے گا کہ کہنے والا ہے لڑکا ہے یا لڑکی، لڑکا کہے گا اسمي عبدالله (میرا نام عبداللہ ہے) اور لڑکی کہے گی إسمي عائشه (میرا نام عائشہ ہے)۔

(ج) قرآن حکیم میں کئی مقامات میں اللہ رب العزت کے لیے جمع متکلم پر مذکر کی ضمیر لائی گئی ہے، بلاشک وشبہ وہ ذات وحدہ لا شريك له ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ عربی زبان میں واحد کے لیے جمع کا صیغہ بطور عزت وتکریم کے لایا جاتا ہے۔ مثلاً آپ کسی ایک شخص سے ملتے ہیں تو السلام علیکم کہتے ہیں، اس میں 'کم' جمع کی ضمیر ہے، ایک شخص کے لیے السلام علیك آنا چاہئے تھا مگر عزت کے لیے جمع کی ضمیر لائی گئی، کوئی شک نہیں کہ اللہ رب العزت کی عظمت اور بزرگی سب سے افضل واعلیٰ ہے بلکہ تمام تر عزت اسی کے لیے ہے۔

فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ﴿١٣٩﴾ (النساء:139/4) تمام تر عزت تو اللہ ہی کے لیے ہے۔

(د) بعض اوقات جلہ اسمیہ میں مبتدا اور خبر کے درمیان ضمیر لانے اور خبر کو معرفہ بنانے سے (زور بیان) کا مفہوم پیدا ہو جاتا ہے جیسا کہ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٥﴾ (البقرہ:5/2) اور یہی لوگ فلاح پلانے والے ہیں۔

أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴿٢٠﴾ (الحشر:20/59) جنت والے ہی (حقیقت میں) کامیاب ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوتھا سبق

مرکب اضافی

(Relative Compound)

۱) مرکب اضافی ایسا مرکب ہے جس میں ایک اسم کی اضافت (Relation) تعلق یا نسبت دوسرے اسم کی طرف کی جائے مثلاً کِتَابُ زَیْدٍ زید کی کتاب، قَلَمُ سعیدٍ سعید کا قلم، جس اسم کی نسبت کی جائے اسے مضاف اور جس کی طرف کی جائے اسے مضاف الیہ کہا جاتا ہے، مثلاً اوپر کی مثالوں میں کتاب مضاف اور زید مضاف الیہ ہے، اسی طرح قلمُ مضاف اور سعید مضاف الیہ ہے۔

۲) عربی زبان میں مصاف پہلے اور مضاف الیہ بعد میں آتا ہے (بخلاف اردو کے جبکہ اس میں مضاف الیہ پہلے اور مضاف بعد میں آتا ہے) اوپر کی مثالوں پر غور کیجیے۔

۳) مضاف پر لام تعریف (ال) نہیں آتا اور نہ ہی تنوین (ـٌ) جیسا کہ یَوْمُ القِیَامَةِ (قیامت کا دن) اسے الیُومُ القیامةِ پڑھنا درست نہ ہوگا۔ یا جیسا کہ یَوْمٌ القِیَامَةِ بھی کہنا غلط ہے۔

۴) مضاف الیہ اگر اسم معرفہ (Proper Noun) نہ ہو تو لام تعریف (ال) لگا کر اسے معرفہ بنایا جاتا ہے جیسا کہ لَیلَةُ القَدرِ (شب قدر) قدر پر ال کا اضافہ ہوا اور یہ بھی یاد رہے کہ اَلْ لگانے سے دو زیر کی بجائے ایک زیر رہ جاتی ہے جیسا کہ خَاتَمُ ذَهَبٍ کہنا صحیح ہے اس کو خاتمُ الذَّهبِ (سونے کی انگوٹھی) غلط ہے اور اگر مضاف الیہ پہلے ہی معرفہ ہو تو اس پر (اَلْ) نہیں لگاتے ہیں کیونکہ اسم معرفہ (Proper Noun) اسے قبول نہیں کرتا جیسا کہ کِتَابُ خالدٍ (خالد کی کتاب) یہ نہیں کہہ سکتے کِتَابُ الخالِدِ یہ بات ایسے ہی ہے جیسا کہ انگریزی زبان میں (Proper Noun) سے پہلے آرٹیکل (The) نہیں لگایا جاتا۔

۵) مرکب اضافی پورا جملہ (Sentence) نہیں ہوتا، اسے مکمل جملہ بنانے کے لیے مضاف کی کوئی صفت بیان کرتے ہیں جیسا کہ کِتَابُ خَالِدٍ جَدِیْدٌ خالد کی کتاب نئی ہے، جملے کا پہلا حصہ مبتداء (Subject) جبکہ دوسرا حصہ اس کی خبر (Predicate) کہلاتا ہے۔ اسی جملے میں کتابُ خالدٍ یعنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضاف اور مضاف الیہ مل کر مبتدا ہوا جبکہ جدیدٌ اس کی خبر ہوئی۔

۶) بعض اوقات یک ہی ترکیب میں کئی مضاف الیہ آتے ہیں جیسا کہ **بَابُ بَيْتِ ابْنِ زَيْدٍ** (زید کے بیٹے کے گھر کا دروازہ) مگر درمیانی مضاف الیہ اپنے مابعد کے مضاف ہوا کرتے ہیں، اس لیے ان پر لام تعریف یا تنوین نہیں لگاتے ہیں۔

۷) مضاف کا آخری حرف اگر نون اعرابی ہو تو گر جاتا ہے جیسا کہ **مُعَلِّمُوْنَ الْمَدْرَسَةِ** کہنا درست نہ ہوگا بلکہ مُعَلِّمُوا الْمَدْرَسَةِ کہیں گے اور 'ن' تثنیہ کا بھی ساقط ہو جاتا ہے جیسا کہ **كِتَابَا زَيْدٍ** زید کی دو کتابیں، (**كِتَابَانِ زَيْدٍ** کہنا غلط ہوگا)۔

۸) کبھی یہ اضافت، ضمائر (Pronouns) کے ساتھ ہوتی ہے جیسا کہ **كِتَابُهُ** (اس کی کتاب)، **قَلَمِيْ** (میرا قلم)، یہ بات ذہن میں رہے کہ ضمائر کی شکل وصورت میں صرف اس وقت تبدیلی آتی ہے جب حروف جارہ میں سے کوئی حرف ان سے پہلے آجائے۔ مثلاً: **هٰذَا كِتَابُهُ** یہ اس کی کتاب ہے، **قَرَأْتُ مِنْ كِتَابِهِ** میں نے اس کی کتاب میں سے پڑھا۔

مرکب اضافی کی قرآن حکیم سے مثالیں:

1- **مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** (الفتح: 29/48) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔

2- **هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ** ﴿۶۰﴾ (الرحمن: 60/55) نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔

3- **اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ** ﴿۱﴾ (النصر: 1/110) تو آپ نے دیکھ لیا کہ لوگ گروہ در گروہ دین میں داخل ہو رہے ہیں۔

4- **اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ** ﴿۵۱﴾ (آل عمران: 51/3) بلاشبہ اللہ میرا اور تمہارا رب ہے، لہٰذا اسی کی عبادت کرو یہی صراط مستقیم ہے۔

5- **حَسْبِيَ اللّٰهُ ۖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ** ﴿۱۲۹﴾ (التوبہ: 129/9) مجھے میرا اللہ کافی ہے جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانچواں سبق

مرکب توصیفی

(Adjective Compound)

۱) جس مرکب میں دوسرا جزو پہلے جزو کی صفت بیان کرے اُسے مرکب توصیفی (Adjective Compound) کہتے ہیں جیسے رَجُلٌ صَالِحٌ (نیک آدمی) اس میں رَجُلٌ موصوف ہے جبکہ صالحٌ اس کی صفت ہے۔

۲) مرکب توصیفی میں پہلا جزو اسم ذات ہوتا ہے اور دوسرا اسم صفت پہلے جزو کو موصوف (qualified) (جس کی صفت بیان کی جا رہی ہو) اور دوسرے جزو کو صفت (Qualifying adjective) کہا جاتا ہے، یاد رہے کہ اردو زبان میں صفت پہلے آتی ہے اور موصوف بعد میں (جیسا کہ نیک آدمی) جبکہ عربی زبان میں موصوف پہلے اور صفت بعد میں آتی ہے (جیسا کہ رَجُلٌ صَالِحٌ)۔

۳) اگر موصوف نکرہ ہو تو صفت بھی نکرہ ہوگی اور اگر موصوف مَعْرِفَه ہو تو صفت بھی مَعْرِفَه ہوگی جیسے رَجُلٌ صَالِحٌ (کوئی نیک آدمی) اس مثال میں صفت اور موصوف دونوں نکرہ ہیں، الرَّجُلُ الصَّالِحُ (خاص نیک آدمی) اس مثال میں موصوف اور صفت دونوں معرفہ ہیں، ''ال'' معرفہ کی علامت ہے۔

۴) اسی طرح مذکر اور مؤنث میں مطابقت بھی ضروری ہے۔ مثلاً رَجُلٌ صَالِحٌ (نیک مرد) اور اِمْرَأَةٌ صَالِحَةٌ (نیک عورت)۔

۵) تثنیہ اور جمع میں بھی مطابقت کا خیال رکھا جاتا ہے۔ مثلاً رَجُلانِ صَالِحَانِ (دو نیک مرد) رِجَالٌ صَالِحُونَ (بہت سے نیک مرد)۔

۶) اعرابی حالت بھی پیش نظر رہتی ہے مثلاً عَنِ الرَّجُلِ الصَّالِحِ (نیک آدمی سے) یہاں پر عن حرف جار کی وجہ سے الرَّجُلُ کے ل کے نیچے زیر آ گئی اور صفت الصالح بھی اعرابی حالت میں مشترک ہونے کی وجہ سے مجرور (زیر والی) ہو گئی۔

۷) اگر موصوف غیر عاقل کی جمع ہو تو صفت واحد مونث آئے گی۔ مثلاً اَنْهارٌ جَارِيَةٌ (بہتی نہریں) كُتُبٌ قِيِّمَةٌ (مستند کتابیں) اسی طرح اسم جمع (Collective Noun) کی صفت بھی واحد مونث آ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتی ہے مثلاً اَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ (پاکیزہ جوڑے)۔

۸) بعض مونث الفاظ کی صفات جس سے رنگوں کا تعین ہوتا ہے ان پر نہ تو تنوین (دو زبر، دو زیر، دو پیش) آتی ہے اور نہ ہی وہ کسرہ (زیر) کو قبول کرتے ہیں جیسا کہ اَبْيَضُ (سفید) جیسا کہ بَقَرَةٌ صَفْرَاءُ (زرد گائے) يَدٌ بَيْضَاءُ (سفید ہاتھ) عَيْنٌ سَوْدَاءُ (سیاہ آنکھ) شَجَرَةٌ خَضْرَاءُ (سرسبز درخت)۔

۹) بعض الفاظ عربی زبان میں مؤنث استعمال ہوتے ہیں (ظاہری طور پر تائے تانیث کی نشانی نہیں ہوتی ہے) جیسا کہ اَرْضٌ (زمین) نَفْسٌ (نفس) ان کی صفت بھی مونث آتی ہے مثلاً اَرْضٌ واسِعَةٌ (وسیع زمین) اور نَفْسٌ مُطْمَئِنَّةٌ (مطمئن نفس)۔

۱۰) مرکب توصیفی ہمیشہ جملے کا جزو ہوتا ہے، جملہ اسمیہ میں موصوف (اپنی صفت کے ساتھ) مبتدا بھی ہوسکتا ہے اور خبر بھی جیسے التَّاجِرُ الْاَمِيْنُ جَالِسٌ امانت دار تاجر بیٹھا ہے، اس جملہ میں التَّاجِرُ الامِيْنُ مرکب توصیفی ہے جو مبتدا ہے اور جَالِسٌ اس کی خبر ہے۔ هٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيْمٌ (یہ سیدھا راستہ ہے) اس میں هٰذا، مبتدا ہے اور صِرَاطٌ مستَقِيْمٌ مرکب توصیفی ہے، جو خبر ہے۔

مرکب توصیفی کی قرآن حکیم سے مثالیں:

1- اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿۴۰﴾ (الحاقۃ:40/69) (بلا شبہ یہ قرآن) رسول کریم کی (زبان مبارک) سے نکلا ہوا قول ہے۔

2- اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ﴿۲۴﴾ (ابراہیم:24/14) کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ نے کلمہ طیبہ کو کس چیز سے مثال دی ہے؟ اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک اچھی ذات کا درخت جس کی جڑ زمین میں گہری جمی ہوئی ہے اور شاخیں آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں۔

3- فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ﴿۱۲﴾ فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ﴿۱۳﴾ وَّاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ﴿۱۴﴾ وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ﴿۱۵﴾ (الغاشیۃ:12-15/88) اس (جنت) میں چشمے رواں دواں ہوں گے، اس کے اندر اونچی مسندیں (سجی) ہوں گی (پاکیزہ) ساغر رکھے ہوں گے اور گاؤ تکیوں کی قطاریں لگی ہوں گی۔

4- اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا (البقرہ:69/2) وہ زرد رنگ کی گائے ہے، گہرا شوخ رنگ ہے۔

5- رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ﴿۲﴾ فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ﴿۳﴾ (البینۃ:2,3/98) اللہ کی طرف سے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) جو انہیں پاکیزہ صحیفے پڑھ کر سناتا ہے جس میں مستند تحریری (کتب) موجود ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھٹا سبق

حروف الجر

Prepositions

۱) عربی زبان میں بعض حروف جارہ کہلاتے ہیں، یہ جب کسی اسم سے پہلے آتے ہیں تو اسے جری حالت میں کر دیتے ہیں۔ (یعنی اپنے بعد والے اسم کو زیر دیتے ہیں) جیسا کہ ذَهَبَ إِلَى الْمَسْجِدِ، وہ مسجد گیا إلى نے مسجد کی 'د' کے نیچے زیر دے دی۔

۲) مرکب جاری: جس طرح مرکب اضافی، مرکب توصیفی ہے اسی طرح مرکب جاری ہے پہلے جز کو جار دوسرے کو مجرور کہتے ہیں۔

۳) حروف جار یہ ہیں: الباءُ و التاءُ وَالْكافُ والّلامُ و واءُ الْقَسَمِ، وَ مُنْذُ وَ مُذْ وَ رُبَّ وَ حَاشَا وَ مِنْ وَعَدَا وَفِيْ وَ عَنْ وَ عَلٰى وَ إِلٰى وَ خَلَا. یہ گویا سترہ 17 حروف ہیں، ان میں زیادہ تر مندرجہ ذیل استعمال ہوتے ہیں بِ (with,by)، فِيْ (in, about)، عن (away, from)، عَلٰى (on) إِلٰى (to) لِ (for)، حَتّٰى (till, untill) كَ (like, as) مُنْذُ (since, for) مِنْ (from) تَ، بِ، قسم کے لیے (for oath)۔

آیئے اب ان حروف کو قرآنی مثالوں سے سمجھتے ہیں:

1- اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ (الفاتحہ:1/1) ہر تعریف اور ہر شکر اللہ کے لیے ہے۔

2- اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ﴿۳۳﴾ (الحاقہ:33/69) (باغی اور منکر) یہ اللہ بزرگ و برتر پر ایمان نہ لاتا تھا۔

3- وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿۳۴﴾ (الحاقہ:34/69) اور نہ ہی مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتا تھا۔

4- ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً (البقرہ:74/2) (پھر اُنفس و آفاق) کی تمام نشانیاں دیکھنے کے بعد بھی آخر کار تمہارے دل سخت ہو گئے، پتھروں کی طرح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سخت، بلکہ سختی میں کچھ ان سے بھی بڑھے ہوئے۔

5- فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ ۝ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ (القارعہ:6,7/101) پھر جس کے (اعمال صالحہ) کے پلڑے بھاری ہوں گے وہ دلپسند عیش وآرام میں ہوگا۔

6- أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ ۖ (البقرہ:5/2) ایسے لوگ اپنے رب کی طرف سے راہ راست پر ہیں۔

7- وَالْعَصْرِ ۝ (العصر:1/103) قسم ہے زمانے کی (یعنی زمانہ انسان کے اعمال پر گواہی دے گا)۔

8- وَتَاللَّهِ لَأَكِيدَنَّ أَصْنَامَكُم بَعْدَ أَن تُوَلُّوا مُدْبِرِينَ ۝ (الانبیاء:57/21) اللہ کی قسم! میں تمہارے جانے کے بعد ضرور تمہارے بتوں کی خبر لوں گا (سیدنا ابراہیمؑ کی بت پرست قوم سے گفتگو)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتواں سبق

حروف وَ اَسْمَاءُ الْاِسْتِفْهَام
(Interrogation Particles and Nouns)

۱) ہماری روزمرہ گفتگو میں اپنے مخاطب سے کسی بات کی وضاحت طلب کرنی ہو تو استفہامیہ جملے (Interrogative Sentences) میں پوچھتے ہیں مثلاً کیا یہ قلم آپ کا ہے؟ مخاطب ہاں یا نفی میں جواب دے گا، جی ہاں! یہ قلم میرا ہے یا جی نہیں! یہ میرا نہیں ہے، عربی میں استفہام کے لیے حروف استفہام اور اَسْمَاءُ الْاِسْتِفْهَام استعمال ہوتے ہیں۔

۲) حروف استفہام دو ہیں..... (۱) هَلْ (۲) هَمْزَه (أ)

استفہام سے پیدا ہونے والے ایسے سوالات کا جواب عموماً نَعَمْ (ہاں) یا لَا (نہیں) میں دیا جاتا ہے جیسا کہ أهٰذا قمیصٌ؟ (کیا یہ قمیص ہے) نَعَمْ هٰذَا قِمِيصٌ (ہاں! یہ قمیص ہے) أهٰذا قَلَمٌ (کیا یہ قلم ہے؟) لَا، بَلْ هٰذَا مِفتاحٌ (نہیں بلکہ یہ چابی ہے)۔

۳) (همزه) کبھی لا سے پہلے اور کبھی لیس اور لَمْ سے پہلے لگا کر جملے میں مزید زور پیدا کر دیا جاتا ہے جیسا کہ أَلَيْسَ اللّٰهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ؟ کیا اللہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا نہیں ہے؟ بلیٰ (کیوں نہیں)۔ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهَادًا؟ کیا ہم نے زمین کو گہوارہ نہیں بنایا؟

۴) چند اَسْمَاءُ الاستفهام حسب ذیل ہیں جو فقرہ کو سوالیہ بنانے کے لیے اس کے شروع میں آتے ہیں: مَنْ، کون (Who) یہ عام طور ذوالعقل (عقل والے) کے لیے استعمال ہوتا ہے جیسا کہ مَنْ انتَ تو کون ہے؟ انا طالبٌ میں طالب علم ہوں۔

مَا، کیا؟ کیا چیز (what) غیر ذوالعقول عقل کے بغیر کے لیے استعمال ہوتا ہے جیسا کہ مَا هٰذا؟ یہ کیا ہے، هٰذا قَلَمٌ یہ قلم ہے، مَتٰی، کب (when) عام طور پر وقت کو ظاہر کرتا ہے، مَتٰی تذهبُ لِلصَّلٰوةِ؟ آپ نماز کے لیے کب جائیں گے۔ اَيْنَ، کہاں (where) جیسا کہ اينَ قَلَمُكَ تمہارا قلم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہاں ہے۔ کَیْفَ، کیسے (how) کیفیت کا پتہ دیتا ہے جیسا کہ کَیْفَ حَالُكَ آپ کے حال کیسے ہیں؟ کَمْ، کتنے (how many, how much) مقدار اور تعداد کو ظاہر کرتا ہے اور کبھی بطور استفہام استعمال ہوتا ہے جیسا کہ کَمْ کِتَابًا قَرأْتَ؟ آپ نے کتنی کتابیں پڑھی ہیں (اس میں قابل غور بات یہ ہے کہ کَمْ کے بعد اسم مفرد استعمال ہوتا ہے) جیسا کہ کُتُباً نہیں بلکہ کتابًا استعمال ہوا ہے، اس کَمْ کی بعد اسم منصوب استعمال ہوگا اور اس کا نصب تمیز کی وجہ سے ہوگا کَمْ قَلَمًا عِنْدَكَ تیرے پاس کتنے قلم ہیں، اسم منصوب مفرد ہے اور کبھی اس کا استعمال بطور خبر کے ہوتا ہے جس کا مفہوم کتنے ہی یعنی کثرت پر ہوتا ہے جیسا کہ کَمْ فاضلٍ عرفتُ یعنی کتنے ہی فاضل لوگوں کو میں نے جانا پہچانا ہے (غور کیجیے کہ یہاں کم کے بعد اسم زیر والا آیا ہے)۔ اور دوسرا کَمْ خبریہ کہلاتا ہے اس کے بعد اسم مجرور مفرد ہوگا۔

اَنّٰی کہاں سے، کب، کیسے (from where, how, when)

ظرف مکان، دو فعلوں (Verbs) کو جزم دیتا ہے جیسا کہ اَنّٰی تجلِسْ اَجلِسْ، جہاں تو بیٹھے گا میں بیٹھوں گا، استفسار کے لیے، اَنّٰی لَكِ هٰذَا، تمہیں یہ چیز کہاں سے ملی ہے ظرف زمان، بمعنی کب جیسا کہ اَنّٰی جِئْتَ تم کب آتے؟

اَيَّانَ، کب، کہاں (where, when)

جیسا کہ اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ جزا و سزا کا دن کب ہے۔ کبھی دو فعلوں (Verbs) کو جزم دیتا ہے۔ اَيَّانَ تذهبْ اذهبْ، جہاں تم جاؤ گے میں جاؤں گا۔ مَنْ کس کا (whose)۔

لِمَنْ هذا القَلَمُ؟ یہ قلم کس کا ہے؟

قرآن حکیم سے مثالیں:

1- هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ۝ (الغاشیہ: 1/88) کیا تمہیں اس چھا جانے والی (قیامت) کی خبر پہنچی ہے۔

2- ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ (یوسف: 39/12) (ذرا سوچو) کہ بہت سے (خود ساختہ) متفرق رب بہتر ہیں یا وہ ایک اللہ جو سب پر غالب ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3- اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ﴿١٧﴾ (الغاشیہ:17/88) کیا وہ نہیں دیکھتے کہ اونٹ کس طرح پیدا کیا گیا ہے (اللہ تعالیٰ کی قدرت کو دیکھو تو سہی)۔

4- اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٠٦﴾ (الشعرا:106/26) (یاد کرو) جب کہ ان کے بھائی نوحؑ نے ان سے کہا تھا ''کیا تم ڈرتے نہیں ہو؟'' (اے قوم! کیا تم میں اللہ کا خوف نہیں ہے؟)

5- مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ (البقرہ:255/2) کوئی ہے جو اس کی جناب میں اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے (کسی کو لب کشائی کا بھی حق حاصل نہیں ہے)۔

6- وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ﴿١٧﴾ (طٰہٰ:17/20) اے موسیٰ! یہ تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے۔

7- مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ﴿٢١٤﴾ (البقرہ:214/2) اللہ کی مدد کب آئے گی؟ سن لو! اللہ کی مدد آیا ہی چاہتی ہے۔

8- كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ (المومنون:112/23) تم زمین میں کتنا عرصہ رہے۔

9- كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ (البقرہ:249/2) کئی بار تھوڑی جماعت اللہ کے حکم سے بڑی جماعتوں پر غالب رہی۔

10- يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ ھٰذَا ۭ قَالَتْ ھُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ (آل عمران:37/3) اے مریم! (یہ رزق) تمہیں کہاں سے ملا؟ کہنے لگی اللہ کی طرف سے۔

11- يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَىِٕذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ﴿١٠﴾ (القیامۃ:10/75) (روز قیامت) یہی انسان کہے گا ''کہاں بھاگ کر جاؤں''۔

12- يَسْـَٔــلُوْنَ اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿١٢﴾ (الذاریات:12/51) پوچھتے ہیں آخر وہ روز جزا کب آئے گا۔

13- لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۭ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿١٦﴾ (المومن:16/40) (روز قیامت تم کو پکار کر پوچھا جائے گا) آج بادشاہت کس کی ہے (ارا عالم پکار اٹھے گا) اللہ واحد کی جو سب پر غالب ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آٹھواں سبق

فعل ماضی

Past Tense

۱) جیسا کہ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ فعل وہ کلمہ ہے جس میں کسی کام کا ہونا یا کرنا سمجھ میں آئے اور اس میں ماضی، حال اور مستقبل کا کوئی زمانہ پایا جائے جیسا کہ سَمِعَ (اس نے سنا) فعل ماضی صیغہ واحد مذکر غائب ہے، یَسْمَعُ (وہ سنتا ہے یا سنے گا) فعل ماضرع صیغہ واحد ذکر غائب یہ گویا کہ حال اور مستقبل دونوں کا مفہوم ادا کرتا ہے۔

۲) انگریزی زبان میں فعل حال سے باقی افعال بنتے ہیں جیسا کہ Write فعل ہے۔

He writes, he is writing, He has written He has been writing for half an hour.

وغیرہ، عربی زبان میں فعل ماضی کی بنیادی حیثیت ہے، اس سے کئی دوسرے افعال (Verbs) بن جاتے ہیں مثلاً نَصَرَ (اس ایک شخص نے مدد کی) یَنْصُرُ فعل مضارع (وہ مدد کرتا ہے یا کرے گا) نَاصِرٌ اسم فاعل، (مددگار) مَنْصُورٌ، اسم مفعول (جس کی مدد کی جائے) اِسْتَنْصَرَ باب استفعال (مدد طلب کرنا)۔

۳) اردو، انگریزی میں عموماً فاعل پہلے آتا ہے اور فعل بعد میں جبکہ عربی میں عموماً فعل پہلے آتا ہے اور فاعل بعد میں جیسا کہ (Khalid went) خالد گیا، اس کا عربی ترجمہ ہوگا ذَهَبَ خَالِدٌ گویا کہ عربی میں جملے کی ترتیب اس طرح ہوتی ہے۔ فعل (Verb) فاعل (Subject)، مفعول (Object) اور پھر متعلق مفعول (Relating to object)

مثلاً: زید نے بکر کی مال سے مدد کی۔

نَصَرَ زَيْدٌ بَكْرًا بِالْمَالِ

اس شخص نے ایک میٹھا سیب کھایا۔

اَكَلَ الرَّجُلُ تُفَّاحًا حُلْوًا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴) فعل ماضی معروف: وہ فعل ہے جو کسی کام کے زمانہ گزشتہ میں واقع ہونے کا پتہ دے، اس میں زمانہ کی نزدیکی یا دوری کا ذکر نہ ہو اور اس کا فاعل بھی معلوم ہو جیسا کہ ذَهَبَ زَيْدٌ (زید گیا) انگریزی زبان میں اسے (Active voice) کہتے ہیں۔

۵) فعل ماضی مجہول: وہ فعل ہے جس میں گزشتہ زمانہ میں کوئی کام وقوع پذیر ہوا ہو مگر کام کرنے والے کا ذکر نہ کیا گیا ہو اس کو (Passive voice) کہتے ہیں مثلاً نُصِرَ زَيْدٌ (زید مدد کیا گیا)، فعل مجہول کے ساتھ فاعل نہیں آتا بلکہ صرف مفعول ہوتا ہے، اس کو نائب الفاعل کہتے ہیں اور فاعل کی طرح رفع (پیش) دیتے ہیں۔

۶) مثبت: مثبت اس فعل کو کہتے ہیں جس میں حرف نفی نہ ہو جیسا کہ ذَهَبَ (وہ گیا) صَلّٰی (اس نے نماز پڑھی)۔

۷) منفی: وہ فعل ہے جو حرف نفی پر مشتمل ہو ماضی کے شروع میں کہیں ما اور کہیں لَا. کا اضافہ کرتے ہیں جیسا کہ ذَهَبَ (وہ گیا) مَا ذَهَبَ (وہ نہیں گیا)۔ لَا قطعی نفی کا معنی دیتا ہے جیسا کہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ (اللہ تعالیٰ کے سوا ہرگز کوئی معبود نہیں ہے)۔

۸) لازم: ایسا جملہ جو فعل اور فاعل سے مکمل ہو جائے مثلاً قَامَ سَعِيدٌ سعید کھڑا ہوا۔

۹) متعدی: ایسا جملہ جس میں فعل، فاعل کے علاوہ مفعول کا ہونا ضروری ہو، جیسا کہ نَصَرَ زَيْدٌ سَعِيدًا (زید نے سعید کی مدد کی)۔

فعل ماضی کی اقسام

1- ماضی مطلق: جو گزشتہ زمانے کی نشاندہی کرے جیسا کہ رَجَعَ الطَّالِبُ مِنَ الْمَدْرَسَةِ طالب علم مدرسہ سے واپس آیا۔

2- ماضی قریب: کسی کام کو سرانجام دیے ہوئے زیادہ عرصہ نہ ہوا ہو، ماضی مطلق کے صیغوں میں قد کا اضافہ کرتے ہیں جیسا کہ قَدْ رَجَعَ الطَّالِبُ مِنَ الْمَدْرَسَةِ یعنی طالب علم (تھوڑی دیر پہلے) مدرسہ سے لوٹا ہے۔

3- ماضی بعید: کسی کام کو ماضی میں سرانجام دیتے وقت کافی عرصہ بیت چکا ہو ماضی مطلق سے پہلے كَانَ قرء أ فِي هٰذِهِ الْمَدْرَسَةِ. اس نے اس مدرسہ میں پڑھا تھا مگر یہ بات ذہن میں رہے کہ کان کا صیغہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماضی کی گردان کے ساتھ بدلتا جاتا ہے، جیسا کہ کُنْتُ قَرأتُ فی هذه المدرسةِ میں نے اس مدرسہ میں پڑھا تھا۔

4- ماضی استمراری: وہ فعل ہے جس سے ظاہر ہو کہ کوئی کام زمانہ گزشتہ میں بار بار ہوتا رہا ہو استمراری کے معنی تکرار کے ہیں، مثلاً ہم اس میدان میں بچپن میں کھیلا کرتے تھے۔

کُنّا نَلْعَبُ فی هذا المیدان فی الصِّغرِ

مضارع سے پہلے کان کا اضافہ کرنے سے ماضی استمراری بنتی ہے اور کان کا صیغہ بھی بدلتا جاتا ہے۔

5- ماضی شکیہ: ایسا فعل ماضی جس میں گزرے ہوئے زمانے میں کسی بات کا احتمال اور گمان ہو مثلاً "لَعَلَّ زَیْدًا ذَهَبَ" احتمال ہے کہ زید گیا ہوگا۔ یہ بات نوٹ کر لیجیے لَعَلَّ کے بعد کسی اسم کا آنا ضروری ہے اور وہ اسم منصوب (زبر) والا ہوگا۔ امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں "جب یہ لفظ اللہ تعالیٰ اپنے لیے استعمال کرتے ہیں تو اس کے معنی میں قطعیت آجاتی ہے --- کیونکہ ذات باری تعالیٰ کے حق میں توقع اور اندیشے کے معنی لینا صحیح نہیں ہے۔

6- ماضی تمنائی: گزرے ہوئے زمانے میں شرط اور آرزو کو ظاہر کرتا ہے، ماضی پر لفظ لَوْ (اگر، کاش) بڑھانے سے ماضی تمنائی کا مفہوم پیدا ہوتا ہے مثلاً لَوْ زرعْتَ لَحَصَدْتَ (اگر تو بولتا تو ضرور کاٹتا) اور کبھی لَیْتَمَا یا لَیْتَ (کاش) بڑھانے سے بھی ماضی تمنائی کا مفہوم پیدا ہو جاتا ہے، لَیْتَ زَیْدًا فَازَ (کاش کہ زید کامیاب ہو جاتا)۔

اب آیئے ذرا فعل ماضی کی مختلف گردانوں پر نظر ڈالتے ہیں:

گردان فعل ماضی معروف

مذکر غائب	نَصَرَ	اس ایک مرد نے مدد کی	واحد مذکر غائب
	نَصَرا	ان دو مردوں نے مدد کی	تثنیہ مذکر غائب
	نَصَرُوْا	ان سب مردوں نے مدد کی	جمع مذکر غائب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مونث غائب	نَصَرَتْ	اس ایک عورت نے مدد کی	واحد مونث غائب
	نَصَرَتَا	ان دو عورتوں نے مدد کی	تثنیہ مونث غائب
	نَصَرْنَ	ان سب عورتوں نے مدد کی	جمع مونث غائب
مذکر حاضر	نَصَرْتَ	تو ایک مرد نے مدد کی	واحد مذکر غائب
	نَصَرْتُمَا	تم دو مردوں نے مدد کی	تثنیہ مذکر غائب
	نَصَرْتُمْ	تم سب مردوں نے مدد کی	جمع مذکر غائب
مونث حاضر	نَصَرْتِ	تو ایک عورت نے مدد کی	واحد مونث حاضر
	نَصَرْتُمَا	تم دو عورتوں نے مدد کی	تثنیہ مونث حاضر
	نَصَرْتُنَّ	تم سب عورتوں نے مدد کی	جمع مونث حاضر
متکلم	نَصَرْتُ	واحد متکلم	میں نے مدد کی
مذکر و مونث	نَصَرْنَا	جمع متکلم	ہم نے مدد کی

گردان فعل ماضی مجہول

مذکر غائب مجہول	نُصِرَ	وہ ایک شخص مدد کیا گیا	واحد مذکر غائب
	نُصِرَا	وہ دو شخص مدد کیے گئے	تثنیہ مذکر غائب
	نُصِرُوْا	وہ سب شخص مدد کیے گئے	جمع مذکر غائب
مونث غائب مجہول	نُصِرَتْ	وہ ایک عورت مدد کی گئیں	واحد مونث غائب
	نُصِرَتَا	وہ دو عورتیں مدد کی گئیں	تثنیہ مونث غائب
	نُصِرْنَ	وہ سب عورتیں مدد کی گئیں	جمع مونث غائب
مذکر حاضر مجہول	نُصِرْتَ	وہ ایک آدمی مدد کیا گیا	واحد مذکر غائب
	نُصِرْتُمَا	تم دو آدمی مدد کیے گئے	تثنیہ مذکر غائب
	نُصِرْتُمْ	تم سب آدمی مدد کیے گئے	جمع مذکر غائب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مونث حاضر مجہول	نُصِرْتِ	تو ایک عورت مدد کی گئیں	واحد مونث حاضر
	نُصِرْتُمَا	تم دو عورتیں مدد کی گئیں	تثنیہ مونث حاضر
	نُصِرْتُنَّ	تم سب عورتیں مدد کی گئیں	جمع مونث حاضر
متکلم مذکر و مونث مجہول	نُصِرْتُ	میں مدد کیا گیا	واحد متکلم
	نُصِرْنَا	ہم مدد کیے گئے	جمع متکلم

گردان فعل ماضی بعید

مذکر غائب	كَانَ كَتَبَ	وہ ایک شخص لکھتا تھا	واحد مذکر غائب
	كَانَا كَتَبَا	وہ دو شخص لکھتے تھے	تثنیہ مذکر غائب
	كَانُوا كَتَبُوْا	وہ سب شخص لکھتے تھے	جمع مذکر غائب
مونث غائب	كَانَتْ كَتَبَتْ	وہ ایک عورت لکھتی تھی	واحد مونث غائب
	كَانَتَا كَتَبَتَا	وہ دو عورتیں لکھتی تھیں	تثنیہ مونث غائب
	كُنَّ كَتَبْنَ	وہ سب عورتیں لکھتی تھیں	جمع مونث غائب
مذکر حاضر	كُنْتَ كَتَبْتَ	تو ایک شخص لکھتا تھا	واحد مذکر غائب
	كُنْتُمَا كَتَبْتُمَا	تو دو شخص لکھتے تھے	تثنیہ مذکر غائب
	كُنْتُمْ كَتَبْتُمْ	تم سب شخص لکھتے تھے	جمع مذکر غائب
مونث حاضر	كُنْتِ كَتَبْتِ	تو ایک عورت لکھتی تھی	واحد مونث حاضر
	كُنْتُمَا كَتَبْتُمَا	تم دو عورتیں لکھتی تھیں	تثنیہ مونث حاضر
	كُنْتُنَّ كَتَبْتُنَّ	تم سب عورتیں لکھتی تھیں	جمع مونث حاضر
واحد متکلم اور جمع	كُنْتُ كَتَبْتُ	میں ایک لکھتا تھا	واحد متکلم
متکلم مذکر و مونث	كُنَّا كَتَبْنَا	ہم سب لکھتے تھے	جمع متکلم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماضی استمراری کی گردان

مذکر غائب	كَانَ يَكْتُبُ كَانَا يَكْتُبَانِ كَانُوا يَكْتُبُونَ	وہ ایک شخص لکھا کرتا تھا وہ دو شخص لکھا کرتے تھے وہ سب شخص لکھا کرتے تھے	واحد مذکر غائب تثنیہ مذکر غائب جمع مذکر غائب
مونث غائب	كَانَتْ تَكْتُبُ كَانَتَا تَكْتُبَانِ كُنَّ يَكْتُبْنَ	وہ ایک عورت لکھا کرتی تھی وہ دو عورتیں لکھا کرتی تھیں وہ سب عورتیں لکھا کرتی تھیں	واحد مونث غائب تثنیہ مونث غائب جمع مونث غائب
مذکر حاضر	كُنْتَ تَكْتُبُ كُنْتُمَا تَكْتُبَانِ كُنْتُمْ تَكْتُبُونَ	تم ایک شخص لکھا کرتا تھا تم دو شخص لکھا کرتے تھے تم سب شخص لکھا کرتے تھے	واحد مذکر غائب تثنیہ مذکر غائب جمع مذکر غائب
مونث حاضر	كُنْتِ تَكْتُبِيْنَ كُنْتُمَا تَكْتُبَانِ كُنْتُنَّ تَكْتُبْنَ	تو ایک عورت لکھا کرتی تھی تم دو عورتیں لکھا کرتی تھیں تم سب عورتیں لکھا کرتی تھیں	واحد مونث حاضر تثنیہ مونث حاضر جمع مونث حاضر
متکلم مذکر ومونث	كُنْتُ أَكْتُبُ كُنَّا نَكْتُبُ	میں لکھا کرتا تھا ہم لکھا کرتے تھے	واحد متکلم جمع متکلم

كَانَ يَكُوْنُ کے معنی (ہونا) کے ہیں، ماضی بعید اور استمراری میں اس کے صیغے بھی بدلتے جاتے ہیں، اس کی گردان کچھ اس طرح ہے:

كَانَ، كَانَا، كَانُوْا ...... مذکر غائب کے لیے

كَانَتْ، كَانَتَا، كُنَّ ...... مونث غائب کے لیے

كُنْتَ، كُنْتُمَا، كُنْتُمْ ...... مذکر حاضر کے لیے

كُنْتِ، كُنْتُمَا، كُنْتُنَّ ...... مونث حاضر کے لیے

كُنْتُ   واحد متکلم مذکر، مونث

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كُنَّا جمع متکلم مذکر، مونث

فعل ماضی سے متعلق قرآنی آیات:

1- قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ (آل عمران:95/3) کہو، اللہ نے جو کچھ فرمایا سچ فرمایا۔

2- وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿٨١﴾ (بنی اسرائیل:81/17) اور اعلان کر دیجیے کہ "حق آ گیا اور باطل مٹ گیا" باطل تو مٹنے ہی والا ہے۔

3- قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ۚ (الانعام: 104/6) (دیکھو) تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے بصیرت کی روشنیاں آ گئیں ہیں، اب جو بینائی سے کام لے گا اپنا ہی بھلا کرے گا اور جو اندھا بنے گا خود نقصان اٹھائے گا۔

4- وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ (مریم:55/19) (سیدنا اسماعیلؑ) وہ گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا کرتے تھے۔

5- وَإِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ﴿٨﴾ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ﴿٩﴾ (التکویر:8,9/81) اور جب (روز محشر) زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس قصور میں ماری گئی؟

6- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿١٨٣﴾ (البقرہ:183/2) اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کر دیے گئے، جس طرح تم سے پہلے (انبیاء کرام) کے امتیوں پر فرض کیے گئے تھے اس سے توقع ہے کہ تم میں تقویٰ کی صفت پیدا ہو گی۔

7- فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ﴿٣١﴾ (القیامہ:31/75) (غافل انسان نے) نہ سچ مانا (دین کی باتوں کو) اور نہ نماز پڑھی۔

8- لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ﴿١﴾ (الطلاق:1/65) تم نہیں جانتے، توقع ہے کہ اس کے بعد اللہ (موافقت کی) کوئی صورت پیدا فرما دے۔

9- وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ﴿٤٠﴾ (النباء:40/78) اور (روز قیامت) کافر پکار اٹھے گا کہ کاش میں خاک ہوتا (اور یہ لرزہ خیز انجام کو دیکھنا نہ پڑتا)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نواں سبق

فعل مضارع

(Present and Future Tense)

۱) ایسا فعل ہے جس میں زمانہ حال اور مستقبل دونوں کا مفہوم پایا جائے جیسا کہ یَذْهَبُ (وہ جاتا ہے یا جائے گا) یَنْصُرُ (وہ مدد کرتا ہے یا کرے گا)۔

فعل مضارع بنانے کا قاعدہ: ماضی کے پہلے صیغہ (واحد مذکر غائب) کے پہلے حرف کو ساکن کر کے اس کے شروع میں (أ، ت، ی، ن) چار حروف میں سے کوئی حرف لگانے سے فعل مضارع بنتا ہے، یعنی ان چاروں حروف میں سے مضارع کے چودہ صیغوں کے شروع میں کوئی نہ کوئی حرف ضرور آتا ہے اور یہی مضارع کی پہچان ہے، مثلاً ذَهَبَ سے یَذْهَبُ (وہ جاتا ہے یا جائے گا) تَذْهَبُ (تم جاتے ہو یا جاؤ گے) أَذْهَبُ (میں جاتا ہوں یا جاؤں گا) نَذْهَبُ (ہم جاتے ہیں یا جائیں گے)۔

۲) نَصَرَ (ن، ص، ر) تین حرفی فعل کہلاتا ہے اور اس کا مضارع یَنْصُرُ بھی تین حرفی کہلائے گا کیونکہ ی، علامت مضارع ہے ایسے افعال ثلاثی مجرد کہلاتے ہیں، (یعنی تین حرفی افعال) بعض افعال چار حرفی ہوتے ہیں جیسا کہ أَکْرَمَ یُکْرِمُ، إِکْرَامًا (عزت کرنا) اور بعض پانچ حرفی ہوتے ہیں جیسا کہ اِجْتَنَبَ، یَجْتَنِبُ اِجْتِنَابًا (بچنا) ایسے افعال ثلاثی مزید فیہ کہلاتے ہیں۔

۳) ثلاثی مجرد کے افعال میں ماضی اور مضارع کی شکلیں اپنے اعراب کے لحاظ سے اس طرح ہوتی ہے۔

(۱) فَعَلَ، یَفْعِلُ جیسے ضَرَبَ، یَضْرِبُ

(۲) فَعَلَ، یَفْعُلُ جیسے نَصَرَ، یَنْصُرُ

(۳) فَعَلَ، یَفْعَلُ جیسے مَنَعَ یَمْنَعُ

(۴) فَعِلَ، یَفْعَلُ جیسے عَلِمَ، یَعْلَمُ

(۵) فَعِلَ، یَفْعِلُ جیسے حَسِبَ یَحْسِبُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(٦) فَعُلَ، یَفْعُلُ جیسے کَرُمَ یَکْرُمُ

یہ چھ ابواب ہیں اور ثلاثی مجرد کہلاتے ہیں، یہ بات ذہن میں رکھیے کہ چھ ابواب، ترازو کا کام دیتے ہیں مثلاً ذَهَبَ، یَذْهَبُ (جانا) تیسرے باب سے ہے، اس کو اس پر تول کر دیکھیے، نَظَر، یَنْظُرُ (دیکھنا) یہ دوسرے باب سے ہے عربی زبان میں اس بات کے لیے کوئی قاعدہ مقرر نہیں کہ کس کے مصدر کا ماضی اور مضارع کس وزن پر آئے گا جب آپ قرآن حکیم کا کثرت سے مطالعہ کریں گے تو خود بخود ذہن میں یہ بات آجائے گی کہ یہ فعل کس باب میں سے ہے، ویسے عربی لغت (Dictionary) میں ماضی اور مضارع کی اعرابی حالت بتادی جاتی ہے۔

مضارع مستقبل

اگر فعل مضارع سے پہلے س یا سَوْفَ بڑھا دیں تو مضارع مستقبل کے لیے خاص ہو جاتا ہے۔

'س' مضارع مستقبل قریب کی نشاندہی کرتا ہے جبکہ مستقبل دور کے لیے 'سوف' لگا کر واضح کرتے ہیں مثلاً سَيَذْهَبُ إِلَى الْمَدْرَسَةِ (وہ عنقریب مدرسہ جائے گا) سَوْفَ سَيَذْهَبُ إِلَى الْمَدْرَسَةِ (وہ کچھ دیر کے بعد مدرسہ جائے گا)۔

مضارع مجہول

یعنی ایسا فعل جس میں فاعل کا کچھ پتہ نہ چل سکے یُنْصَرُ (وہ مدد کیا جاتا ہے یا کیا جائے گا)۔

مضارع مجہول بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ علامت مضارع (أ، ی، ت، ن) کو ضَمَّ (پیش) دے کر آخر حرف سے پہلے کو نصب (زبر) دے دی جاتی ہے جیسا کہ یَنْصُرُ سے یُنْصَرُ (وہ مدد کیا جاتا ہے یا کیا جائے گا، یَسْمَعُ سے یُسْمَعُ (وہ سنا جاتا ہے یا سنا جائے گا)۔

مضارع منفی

فعل مضارع سے پہلے لَا کا اضافہ کر دینے سے منفی کے معنی پیدا ہوتے ہیں جیسا کہ لَا نَشْرَبُ الْمَاءَ (ہم پانی نہیں پیتے یا نہیں پئیں گے)

لَمْ اور لَمَّا

یہ دونوں حروف مضارع پر داخل ہو کر اس کو ماضی منفی میں بدل دیتے ہیں جیسا کہ لَمْ یَذْهَبْ (وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں گیا) لَمَّا يَذْهَبْ (وہ اب تک نہیں گیا) لَمْ اور لَمَّا کے درمیان معنی کے اعتبار سے تھوڑا سا فرق ہے لَمْ زمانہ ماضی میں مطلق نفی کے لیے آتا ہے جبکہ لَمَّا زمانہ ماضی میں اس طرح نفی کرتا ہے کہ اس کی نفی بولنے کے وقت سمجھی جاتی ہے اور یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ لَمْ اور لَمَّا کے استعمال سے نون اعرابی گر جاتا ہے اگر کوئی حرف علت ہو تو وہ بھی گر جاتا ہے نیز آخری حرف ساکن ہو جاتا ہے جیسا کہ يَكْتُبُوْنَ سے لَمْ يَكْتُبُوْا (انہوں نے نہیں لکھا) اور يَذْهَبُ سے لَمَّا يَذْهَبْ (وہ نہیں گیا) يَكْتُبَانِ سے لَمْ يَكْتُبَا (ان دونوں نے نہیں لکھا) جیسے يَأْتِيْ سے لَمْ يَأْتِ اور لَمَّا يَأْتِ (وہ نہیں آیا)۔

مضارع منفی مؤکد

مضارع کے شروع حرف لَنْ بڑھانے سے مستقبل میں نفی کی تاکید کا مفہوم پیدا ہو جاتا ہے جیسا کہ يَذْهَبُ (وہ جاتا ہے یا جائے گا) لَنْ يَذْهَبَ (وہ ہرگز نہ جائے گا) یہ واضح رہے کہ مضارع پر لَن داخل ہونے سے فعل مضارع کا آخری حرف مفتوح (زبر والا) ہو جاتا ہے، گردان میں تثنیہ کے صیغے، جمع مذکر غائب، جمع مذکر حاضر اور واحد مونث حاضر سے نون اعرابی گر جاتا ہے، آخر کا حرف علت مفتوح (زبر والا) ہو جانے کی وجہ سے باقی رہتا ہے جیسے يأتي (وہ آئے گا) سے لَنْ يَأْتِيَ (وہ ہرگز نہیں آئے گا)۔

حروف ناصبہ 'لن' کے علاوہ پانچ اور ہیں اور مضارع پر ویسے ہی اثرات چھوڑتے ہیں۔

(۱) أَنْ (کہ) جیسا کہ يَسُرُّنِيْ أَنْ تَنْجَحَ (مجھے خوشی ہوگی کہ آپ کامیاب ہوں)

(۲) كَيْ (تاکہ) جیسا کہ اِجْتَهِدْ كَيْ تَفُوزَ (محنت کرو تاکہ کامیاب ہو جاؤ)

(۳) إِذَنْ (تب تو، اس وقت) اِجْتَهَدْتُ كثيراً هٰذِهِ الْمَرَّةَ إِذَنْ تَنْجَحَ میں نے اس مرتبہ امتحان کے لیے خوب محنت کی، تب تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ اِذَنْ بطور جواب کے استعمال ہوگا۔

(۴) لام تعلیل۔ (تاکہ) أَعْطَيْتُهُ كِتَابًا لِيَقْرَءَ. میں نے اسے کتاب دی تاکہ وہ پڑھے۔

(۵) حَتّٰی، یہاں تک، اِجْلِسْ هُنَا حَتّٰى أَرْجِعَ یہاں بیٹھو یہاں تک کہ میں واپس آ جاؤں۔

مضارع مؤکد بہ نون ثقیلہ وخفیفہ

فعل مستقبل کے معنی میں تاکید پیدا کرنے کے لیے مضارع کے شروع میں لَ (لام) اور آخر میں نون ثقیلہ (نّ) یا نون خفیفہ (نْ) بڑھا دیتے ہیں جیسے لَيَذْهَبَنَّ وہ ضرور جائے گا یا لَيَذْهَبَنْ (وہ ضرور جائے)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(نوٹ) اس کا تفصیلی بیان گرائمر کی کتابوں میں پڑھیے، طوالت کے خوف سے بس اتنا ہی سمجھ لیجیے۔

فعل مضارع معروف کی گردان:

	واحد	تثنیہ	جمع		
غائب	يَكْتُبُ	يَكْتُبَانِ	يَكْتُبُوْنَ	مذکر	(نوٹ) يَكْتُبُ وہ ایک شخص لکھتا ہے یا لکھے گا
غائب	تَكْتُبُ	تَكْتُبَانِ	يَكْتُبْنَ	مؤنث	
حاضر	تَكْتُبُ	تَكْتُبَانِ	تَكْتُبُوْنَ	مذکر	فعل ماضی کی گردانیں پیش نظر رکھتے ہوئے سب کا ترجمہ آخر تک آسانی سے کرلیں گے
حاضر	تَكْتُبِيْنَ	تَكْتُبَانِ	تَكْتُبْنَ	مونث	

واحد متکلم	اَكْتُبُ	مذکر و مؤنث	يَكْتُبُ سے فعل مجہول
جمع متکلم	نَكْتُبُ	مذکر و مؤنث	يُكْتَبُ اس ایک شخص سے لکھا جاتا ہے کہ گردان آخر تک آسانی سے ہو جائے گی، ان شاء اللہ

فعل مضارع کی قرآن حکیم سے مثالیں:

1- اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ (فاطر:10/35) پاکیزہ کلمات ہی اس (خالق کائنات) کی طرف جاتے ہیں اور صالح اعمال ہی انہیں اوپر اٹھاتے ہیں (کہ وہ قبولیت کے درجے تک پہنچ جاتے ہیں)۔

2- اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ (الفاتحہ:4/1) (اے اللہ!) ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔

3- كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ (التکاثر:3/102) ہرگز نہیں عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا (احوال قیامت)۔

4- اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ (الفیل:2/105) کیا اس (قادر مطلق) نے ان کی تدبیر (ابرہ اور اس کے لشکر کی) کو اکارت نہیں کر دیا۔

5- لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ (الممتحنہ:3/60) روز قیامت نہ تمہاری رشتہ داریاں کسی کام آئیں گی اور نہ یہ تمہاری اولاد (سوائے نیک اعمال کے)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

6- لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ ۬ (آل عمران:92/3) جب تک تم اپنی پسندیدہ چیز سے اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو گے ہرگز بھلائی نہ پاؤ گے۔

7- فَرَدَدۡنٰهُ اِلٰۤی اُمِّهٖ کَیۡ تَقَرَّ عَیۡنُهَا وَلَا تَحۡزَنَ (القصص:13/28) اس طرح ہم (موسیٰ ﷺ) کو اس کی ماں کے پاس پلٹا لائے تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ غم نہ کھائے (بلاشبہ وہ ہر بات پر قادر ہے)۔

8- قَالَتِ الۡاَعۡرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلۡ لَّمۡ تُؤۡمِنُوۡا وَلٰکِنۡ قُوۡلُوۡۤا اَسۡلَمۡنَا وَلَمَّا یَدۡخُلِ الۡاِیۡمَانُ فِیۡ قُلُوۡبِکُمۡ ؕ (الحجرات:14/49) یہ بدوی کہتے ہیں کہ ''ہم ایمان لائے، ان سے کہیے تم ایمان نہیں لائے بلکہ یوں کہو کہ ہم مطیع ہو گئے، ایمان ابھی تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا ہے (ایمان تو سراپا جانثاری کا معاملہ ہے)۔

9- وَمَنۡ یَّبۡتَغِ غَیۡرَ الۡاِسۡلَامِ دِیۡنًا فَلَنۡ یُّقۡبَلَ مِنۡهُ ۚ وَهُوَ فِی الۡاٰخِرَةِ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ ﴿۸۵﴾ (آل عمران:85/3) اور اس فرمانبرداری (اسلام) کے سوا جو شخص کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہے، اس کا وہ طریقہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور آخرت میں وہ ناکام و نامراد رہے گا۔

10- وَالَّذِیۡنَ هَاجَرُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوۡۤا اَوۡ مَاتُوۡا لَیَرۡزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزۡقًا حَسَنًا ؕ (الحج:58/22) جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی پھر شہید ہوئے یا وفات پائی اللہ انہیں اچھے رزق سے نوازے گا۔

11- فَاعۡفُوۡا وَاصۡفَحُوۡا حَتّٰی یَاۡتِیَ اللّٰهُ بِاَمۡرِهٖ ؕ (البقرہ:109/2) (اہل کتاب کے حسد کے جواب میں) آپ عفو و درگزر سے کام لیں یہاں تک کہ اللہ خود ہی اپنا فیصلہ نافذ کر دے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دسواں سبق

فعل امر

Imperative Verb

وہ فعل ہے جس میں مخاطب کو کسی کام کو سرانجام دینے کا حکم دیا جائے یا اس سے کوئی درخواست و فرمائش کی جائے مثلاً اِذْهَبْ لِلصَّلٰوةِ (نماز کے لیے جاؤ) اِفْتَحِ الْبَابَ (دروازہ کھولو) اُنْصُرْ اَخَاكَ (اپنے بھائی کی مدد کرو) اِجْلِسْ هٰنَا (یہاں بیٹھو)۔

امر حاضر معروف اور بنانے کا طریقہ:

امر حاضر معروف مضارع کے صیغہ واحد مذکر مخاطب سے بنایا جاتا ہے، علامت مضارع (ت) کو گرا کر (Delete) ہمزہ وصل (اِ یا اُ) لگا دینے اور حرف آخر کو ساکن کرنے سے امر حاضر کا صیغہ بن جاتا ہے، یہ خیال رہے کہ مضارع کا عین کلمہ مضموم (پیش والا) ہو تو ہمزہ وصل کو ضمہ (پیش) دیتے ہیں مثلاً تَنْصُرُ (تو مدد کرتا ہے یا کرے گا)، علامت مضارع (ت) ہٹا دیجیے نْصُرُ رہ گیا، چونکہ اس کا عین کلمہ مضموم یعنی پیش والا ہے اس لیے شروع میں ہمزہ (اُ) لائیے اور آخر کو ساکن کر دیجیے اُنْصُرْ (تو مدد کر) اور گر مضارع کا عین کلمہ مفتوح (زبر والا) یا مَکْسُور (زیر والا) ہو تو ہمزہ وصل (اِ) مکسور (زیر) والا لائیے گا جیسا کہ تَجْلِسُ سے اِجْلِسْ (تو بیٹھ)۔

نوٹ:- فَعَلَ (ف ع ل) فا عین اور لام کلمہ ترازو کا کام کرتا ہے مثلاً نَصَرَ میں (ن ص ر) ن فا کلمہ، ص، عین کلمہ اور ر، لام کلمہ ہے، اسی طرح ہر صیغہ تول لیا جاتا ہے۔

امر حاضر معروف کی گردان:

اس کے صرف چھ صیغے ہیں۔

جمع	تثنیہ	واحد	
اُنْصُرُوْا تم سب آدمی مدد کرو	اُنْصُرَا تم دو آدمی مدد کرو	اُنْصُرْ تو ایک آدمی مدد کر	مذکر حاضر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مونث حاضر	أُنْصُرِی تو ایک عورت مدد کر	أُنْصُرا تم دو عورتیں مدد کرو	أُنْصُرْنَ تم سب عورتیں مدد کرو

امر غائب معروف:

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کسی غائب کو حکم دیا جاتا ہے یا نصیحت کی جاتی ہے۔

امر غائب معروف مضارع معروف سے بنتا ہے جیسا کہ يَشْكُرُ، لِيَشْكُرْ (چاہئے کہ وہ شکر کرے)۔

امر غائب مجہول:

امر غائب مجہول مضارع مجہول سے بنتا ہے، مضارع مجہول پر لام امر (لِ) لگا کر آخری حرف کو ساکن کر دیتے ہیں مثلاً يُقْرَءُ سے لِيُقْرَءْ (چاہیے کہ وہ پڑھا جائے)۔

نوٹ: ان کی گردانیں سابقہ گردانوں کو دیکھ کر مکمل کر لیجیے۔

بعض اوقات لام امر کے ماقبل 'و' آئے تو لام کو ساکن کر دیتے ہیں جیسے وَلْيَكْتُبْ (چاہے کہ وہ آدمی لکھے)۔

فعل امر کی قرآن حکیم سے مثالیں:

1- [واحد مذکر] فَانْظُرْ إِلَىٰ آثَارِ رَحْمَتِ اللَّهِ كَيْفَ يُحْيِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ (الروم:50/30)

"دیکھو! اللہ کی رحمت کے اثرات کہ مردہ پڑی ہوئی زمین کو وہ کس طرح تروتازہ کرتا ہے۔"

2- [جمع مذکر] اِعْمَلُوا آلَ دَاوُدَ شُكْرًا ۚ وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ ﴿١٣﴾ (سبا:13/34)

"اے آل داؤد شکر کے طور پر (نیک) عمل کرو اور (حقیقت تو یہ ہے) کہ میرے بندوں میں کم ہی شکر گزار ہیں۔"

3- [واحد مونث] يَا مَرْيَمُ اقْنُتِي لِرَبِّكِ وَاسْجُدِي وَارْكَعِي مَعَ الرَّاكِعِينَ ﴿٤٣﴾ (آل عمران: 43/3)

"اے مریم، اپنے رب کی تابع فرمان بن کر رہ، اس کے آگے سر بسجود ہو اور جو بندے اس کے حضور جھکنے والے ہیں ان کے ساتھ تو بھی جھک جا۔"

4- [فعل امر غائب] فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَٰذَا الْبَيْتِ ﴿٣﴾ (قریش: 3/106) "پس چاہیے کہ وہ اس گھر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مالک کی (ہی) عبادت کریں۔

5- [فعل امر غائب] وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲﴾ (النور:2/24) ''(زانی مرد اور عورت) کو سزا دیتے وقت اہل ایمان کا ایک گروہ موجود رہے (تاکہ وہ دیکھ کر عبرت حاصل کریں)۔

6- [فعل امر غائب] فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾ (التوبہ:82/9) ''چاہیے کہ یہ لوگ ہنسنا کم کریں اور روویں زیادہ، اس لیے کہ جو بدی یہ کماتے رہے ہیں اس کی جزاء ایسی ہے (کہ انہیں اس پر رونا چاہیے)۔

7- [فعل امر واحد مونث] يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿۲۸﴾ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ﴿۲۹﴾ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ﴿۳۰﴾ (الفجر:27-30/89) ''اے اطمینان پانے والی روح، اپنے رب کی طرف چل تو اس سے راضی ہو جا، وہ تجھ سے راضی، تو میرے (نیک) بندوں میں شامل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔''

8- [فعل امر جمع مذکر] يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ۭ وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ ۠ (البقرہ:282/2) ''اے ایمان والو! جب کسی مقرر مدت کے لیے، تم آپس میں قرض کا لین دین کرو تو اسے لکھ لیا کرو، اور لکھنے والا فریقین کے درمیان عدل و انصاف سے تحریر کرے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیارواں سبق

فعل نہی

Prohibitive Imperative

ایسا فعل جس میں مخاطب کو کسی کام سے روکا جائے فعل نہی کہلاتا ہے جیسا کہ لَا تَضْحَكْ (مت ہنسو) لَا تَصْرُخْ (مت چیخو)۔

فعل نہی حاضر کی دو قسمیں ہیں:

(۱) فعل نہی حاضر معروف (۲) فعل نہی حاضر مجہول

فعل نہی حاضر معروف مضارع معروف سے بنتا ہے مضارع معروف مخاطب کے صیغے پر لائے نہی (لا) لگا کر لام کلمہ کو جزم دے دیتے ہیں جیسے تَفْتَحُ سے لَا تَفْتَحْ (تو نہ کھول) تَذْهَبُ سے لَا تَذْهَبْ (تو نہ جا)۔

اس کے چھ صیغے ہیں گردان اس طرح ہوگی:

جمع	تثنیہ	واحد	
لَا تَذْهَبُوْا تم سب نہ جاؤ	لَا تَذْهَبَا تم دو نہ جاؤ	لَا تَذْهَبْ تم ایک نہ جاؤ	مذکر
لَا تَذْهَبْنَ تم سب نہ جاؤ	لَا تَذْهَبَا تم دو نہ جاؤ	لَا تَذْهَبِيْ تم ایک نہ جاؤ	مونث

فعل نہی حاضر مجہول:

یہ مضارع مجہول سے بنتا ہے مضارع مجہول مخاطب کے صیغے پر لائے نہی (لا) لگا کر لام کلمہ کو جزم دے دیتے ہیں۔ جیسا کہ سَمِعَ يَسْمَعُ (سننا) يُسْمَعُ اور مضارع مجہول مخاطب کا صیغہ تُسْمَعُ اور اس سے فعل نہی لَا تُسْمَعْ (تیری بات نہ سنی جائے)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گردان میں مندرجہ بالا صیغے آئیں گے۔

فعل نہی غائب معروف

بعض اوقات غائب کو بھی کسی کام سے روکا جاتا ہے فعل نہی غائب معروف بنانے کے لیے مضارع معروف سے پہلے لائے نہیں (لا) لگا کر لام کلمہ کو جزم دیتے ہیں جیسا کہ يَذْهَبُ سے لَا يَذْهَبْ وہ نہ جائے۔ يَغْضَبُ سے لَا يَغْضَبْ (وہ غصہ نہ کرے)۔

فعل نہی غائب مجہول

مضارع مجہول سے لائے نہی (لَا) لگا کر لام کلمہ کو جزم دیتے ہیں جیسے يُفْتَحُ سے لَا يُفْتَحْ (وہ نہ کھولا جائے) يُكْتَبُ. لَا يُكْتَبْ (وہ نہ لکھا جائے)۔

فعل نہی کی قرآن حکیم سے مثالیں:

1- [فعل نہی غائب] لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ (الحجرات:11/49) ''کوئی گروہ دوسرے گروہ کا مذاق نہ اڑائے (خواتین وحضرات دونوں کے لیے ہدایت ہے)۔''

2- [فعل نہی غائب] وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ط (الحجرات:12/49) ''تم میں کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔''

3- [فعل نہی حاضر] وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ط (الحجرات:11/49) ''ایک دوسرے پر طعنہ زنی نہ کرو اور نہ ہی ایک دوسرے کے برے نام رکھو۔''

4- [فعل نہی حاضر] وَّلَا تَجَسَّسُوْا (الحجرات:12/49) ''(اور دوسروں کے عیوب) تلاش نہ کرو۔''

5- [فعل نہی حاضر] لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ط (الزمر:53/39) ''اللہ کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہونا۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارواں سبق

ابواب ثلاثی مزید فیہ

گزشتہ اسباق میں آپ ثلاثی مجرد کے افعال پڑھ چکے ہیں جو تین حرفی ہوتے ہیں جیسا کہ (عَلِمَ، یَعْلَمُ، عِلْمًا) جاننا اور آپ کو بتایا گیا تھا کہ بعض افعال چار حرفی اور بعض پانچ حرفی بلکہ بعض چھ حرفی بھی ہوتے ہیں، انہیں ثلاثی مزید فیہ افعال (ابواب) کہتے ہیں، مثلاً عَلِمَ کے معنی خود جاننا (to know) اور اس کی لام پر شد ڈالیں تو عَلَّمَ ہو جائے گا اور معنی بھی تبدیل ہو جائیں گے، اس کا معنی سکھانا (to teach) ہو گئے، اس کا مضارع یُعَلِّمُ اور مصدر تَعْلِیم ہے، تَعْلِیم، تَفْعِیل کے وزن پر ہے تَفْعِیل مستقل باب مقرر کر دیا گیا ہے، جو افعال اس وزن پر آئیں گے وہ باب تَفْعِیل میں سے کہلائیں گے، برابر مطالعہ رکھنے اور لغت دیکھنے سے اتنی مشق ہو جاتی ہے کہ آپ یہ بات آسانی سے معلوم کر لیتے ہیں کہ یہ فعل کس باب میں سے ہے، اب ہم ابواب ثلاثی مزید فیہ میں سے وہ افعال سمجھاتے ہیں جس کا استعمال قرآن حکیم میں ہوا ہے۔

(۱) باب تَفْعِیلٌ

اس باب میں مصدر تَفْعِیل کے وزن پر آئے گا جیسے تَکْرِیمٌ، تَعْلِیمٌ، تَصْدِیقٌ، تَسْبِیحٌ وغیرہ۔

اس باب میں اسم اور فعل کی مختلف شکلیں کچھ اس طرح ہوں گی:

مصدر	ماضی	مضارع	اسم فاعل	اسم مفعول	فعل امر
تَعْلِیمٌ	عَلَّمَ	یُعَلِّم	مُعَلِّمٌ	مُعَلَّمٌ	عَلِّمْ
تعلیم دینا	اس نے تعلیم دی	وہ تعلیم دیتا ہے	تعلیم دینے والا	وہ شخص جسے تعلیم دی جائے	تو تعلیم دے

باب تَفْعِیلٌ کی قرآن حکیم سے مثالیں:

1- اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ (الرحمن:1,2/55) ''رحمٰن (وہی ہے) جس نے قرآن سکھایا۔''

(عَلَّمَ، یُعَلِّمُ تَعْلِیمٌ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2- وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ (النحل:71/16) ''اور (دیکھو) اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر رزق میں فضیلت عطا کی ہے۔'' (فَضَّلَ، يُفَضِّلُ، تَفْضِيْلُ)

3- وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ (بنی اسرائیل:70/17) ''(یہ تو ہماری عنایت ہے کہ) ہم نے اولاد آدمی کو عزت بخشی۔'' (كَرَّمَ، يُكَرِّمُ، تَكْرِيْمٌ)

4- مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ (الانعام:38/6) ''ہم نے تقدیر کے نوشتہ میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔'' (فَرَّطَ، يُفَرِّطُ، تَفْرِيْطٌ)

5- يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ (السجدہ:5/32) ''وہ (اللہ) آسمان سے زمین تک دنیا کے معاملے کی تدبیر کرتا ہے۔'' (دَبَّرَ، يُدَبِّرُ، تَدْبِيْرٌ)

باب تفعیل کی اہم خصوصیات:

۱) لازم کو متعدی بنانا جیسے عَلِمَ اس نے سیکھا اور عَلَّمَ اس نے سکھلایا۔

۲) تدریج۔ نَزَلَ اترا، اور نَزَّلَ (بتدریج نازل کیا) جیسا کہ ارشاد ہوا: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ (الحجرات:9/49) ''بلاشبہ یہ ذکر (قرآن) ہم نے نازل کیا (آہستہ آہستہ) اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔'' آپ غور کیجیے کہ اس باب تَفْعِيْل سے (نَزَّلَ، يُنَزِّلُ، تَنْزِيْلًا) فعل لانے میں کیا خوبی پیدا ہوگئی ہے، قرآن حکیم کو رب العزت نے جبریل امین کے ذریعہ خاتم النبیین محمد ﷺ کے قلب اطہر پر آہستہ آہستہ (وقتاً فوقتاً) نازل فرمایا تاکہ عمل کرنا آسان ہو جائے۔

۳) اہتمام جیسا کہ ارشاد فرمایا: يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ (المائدہ:67/4) ''(اے رسول ﷺ) جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے وہ لوگوں تک (اہتمام) سے پہنچا دو۔''

۴) کسی بات کو دور کرنا مَرِضَ کے معنی وہ بیمار ہوا۔ مَرَّضَ (مرّض، يُمَرِّضُ، تمريضٌ) علاج کرنا، تیمارداری کرنا۔

۵) کسی امر کی تصدیق کرنا مثلاً صَدَقَ سچی بات بیان کرنا، صَدَّقَ سچا جاننا۔ (صَدَّقَ، يَصَدِّقُ، تَصْدِيْقًا)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) بابِ اِفعال

اس کا مصدر افعال کے وزن پر آئے گا جیسے کَرُمَ سے اِکْرَامٌ، سَلِمَ سے اِسلامٌ اس باب میں اسم اور فعل مختلف شکلیں کچھ اس طرح ہوں گی:

مصدر	ماضی	مضارع	اسم فاعل	اسم مفعول	فعل امر
اِسْلَامٌ	اَسْلَمَ	یُسْلِمُ	مُسْلِمٌ	مُسْلَمٌ	اَسْلِمْ
اسلام لانا	وہ اسلام لایا	وہ اسلام لاتا ہے	اسلام لانے والا (مطیع وفرمانبردار)	جس پر اسلام لایا گیا	تو اسلام لا

بابِ اِفْعَالٌ کی قرآن حکیم سے مثالیں:

1- اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۳۱﴾ (البقرۃ:131/2) ''جب (ابراہیمؑ) کو اس کے رب نے کہا ''مسلم (فرمانبردار) ہوجا'' تو اس نے فوراً کہا ''میں مالک کائنات کا مسلم (مطیع وفرمانبردار) ہوگیا۔'' (اَسْلَمَ، یُسْلِمُ، اِسْلَامٌ)

2- صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ۙ (الفاتحہ:7/1) ''(اے اللہ! ہمیں سیدھا راستہ دکھا) ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا۔'' (اَنْعَمَ، یُنْعِمُ، اِنْعَامًا)

3- اِنَّ اللّٰهَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ﴿۳۱﴾ (الرعد:31/13) ''یقیناً اللہ اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔'' (اَخْلَفَ، یُخْلِفُ، اِخْلَافًا)

4- لِیُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ (الطلاق:7/67) ''خوشحال آدمی اپنی خوشحالی کے مطابق نفقہ دے۔'' (اَنْفَقَ، یُنْفِقُ، اِنْفَاقًا)

5- یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰی ۙ (البقرۃ:264/2) ''اے ایمان والو! اپنے صدقات وخیرات کو احسان جتلا اور دکھ پہنچا کر ضائع نہ کیا کرو۔'' (اَبْطَلَ، یُبْطِلُ، اِبْطَالًا)

بابِ افعال کی اہم خصوصیات:

لازم سے متعدی مثلاً طَعِمَ یَطْعَمُ، خود کھانا اور اَطْعَمَ یُطْعِمُ (دوسروں کو کھلانا)۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں آتا ہے: وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّهٖ مِسْكِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا ﴿۸﴾ (الدھر:8/76)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"(صحابہ کرامؓ) اللہ کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔"

(۳) باب مُفَاعَلَةٌ

اس کا مصدر مُفَاعَلَةٌ کے وزن پر آتا ہے جیسا کہ مُسَاعَدَةٌ، مدد کرنا، مُجَاهَدَةٌ، کوشش کرنا۔

اس باب میں اسم و فعل کی مختلف شکلیں کچھ اس طرح ہوں گی:

مصدر	ماضی	مضارع	اسم فاعل	اسم مفعول	فعل امر
مُبَارَكَةٌ	بَارَكَ	يُبَارِكُ	مُبَارِكٌ	مُبَارَكٌ	بَارِكْ
برکت دینا	اس نے برکت دی	وہ برکت دیتا ہے	وہ برکت دینے والا	وہ برکت دیا گیا	برکت دے

قرآن حکیم کی آیات سے مثالیں:

1- وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرٰتِ (آل عمران:114/3) "(نیک لوگ) وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں، برائیوں سے روکتے ہیں اور بھلائی کے کاموں میں سرگرم رہتے ہیں (ایک دوسرے سے سبقت کرتے ہیں)"۔ (سَارَعَ. يُسَارِعُ. مُسَارَعَةٌ)

2- حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى (البقرہ:238/2) "سب نمازوں کی حفاظت کیا کرو بالخصوص درمیانی نماز (عصر) کی۔" (حَافَظَ. يُحَافِظُ. مُحَافَظَةٌ)

3- عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (النساء:19/4) "اور ان (عورتوں) کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی بسر کرو۔" (عَاشَرَ. يُعَاشِرُ. مُعَاشَرَةٌ)

4- جَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (التوبہ:41/9) "اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔" (جَاهَدَ. يُجَاهِدُ. مُجَاهَدَةٌ)

5- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا (آل عمران:200/3) "اے ایمان والو! صبر کرو، پامردی دکھلاؤ اور ہر وقت جہاد کے لیے تیار رہو (ایک دوسرے کے ساتھ رابطہ رکھو)۔" (رَابَطَ. يُرَابِطُ. مُرَابَطَةٌ) (صَابَرَ. يُصَابِرُ. مُصَابَرَةٌ)

باب مُفَاعَلَةٌ کی اہم خصوصیات:

اس باب کی اہم خصوصیات مشارکت ہے یعنی کسی کام میں ایک دوسرے کے مقابلے میں آنا یا کام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں شریک ہونا جیسا کہ مُقَاتَلَةٌ (ایک دوسرے سے جنگ کرنا) مُکَاتَبَةٌ (ایک دوسرے سے خط و کتابت کرنا)۔

(۴) باب تَفَعُّلٌ

اس باب میں مصدر تفعُّل کے وزن پر آئے گا جیسا کہ تعلُّم تقرُّبٌ وغیرہ۔

اس باب میں اسم اور فعل کی مختلف شکلیں کچھ اس طرح ہیں:

مصدر	ماضی	مضارع	اسم فاعل	اسم مفعول	فعل امر
تَعَلُّمٌ	تَعَلَّمَ	يَتَعَلَّمُ	مُتَعَلِّمٌ	مُتَعَلَّمٌ	تَعَلَّمْ
علم حاصل کرنا (کوشش سے)	اس نے علم حاصل کیا	وہ علم حاصل کرتا ہے	علم حاصل کرنے والا	جسے تعلیم دی گئی	علم حاصل کر

قرآن حکیم سے مثالیں:

1- رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿١٢٧﴾ (البقرہ:127/2) "اے ہمارے رب! ہم سے یہ خدمت قبول فرمالے، تو سب کی (فریادوں کو) سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے"۔ (تَقَبَّلَ، يَتَقَبَّلُ، تَقَبُّلٌ)

2- وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ (ال عمران:191/3) "(اور عقلمند) زمین و آسمان کی ساخت پر غور وفکر کرتے ہیں (اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اقرار کرتے ہیں)۔" (تَفَكَّرَ، يَتَفَكَّرُ، تَفَكُّرٌ)

3- اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ (المجادلہ:11/58) "جب تمہیں کہا جائے کہ اپنی مجلسوں میں کشادگی پیدا کرو تو جگہ کشادہ کر دیا کرو (اپنے بھائیوں کے لیے جگہ بناؤ)۔" اللہ تمہارے لیے کشادگی پیدا فرمادے گا۔ (تَفَسَّحَ، يَتَفَسَّحُ، تَفَسُّحٌ)

4- لَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۪ (النساء: 2/4) "اچھے مال کو برے مال سے نہ بدلو۔" (تَبَدَّلَ، يَتَبَدَّلُ، تَبَدُّلٌ)

5- وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ (البقرہ:74/2) "اور پتھروں میں سے تو کوئی ایسا بھی ہوتا ہے جس میں سے چشمے پھوٹتے ہیں۔" (تَفَجَّرَ، يَتَفَجَّرُ، تَفَجُّرٌ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب تفعُّل کی خصوصیات:

۱۔ جدوجہد کرنا: مثلاً تَعَلَّمَ (تَعَلَّم، یَتَعَلَّمُ، تَعَلُّمٌ) کوشش اور محنت سے علم حاصل کرنا۔

۲۔ کسی کام کو یکے بعد دیگرے تھوڑا تھوڑا کرنا، جیسے تجرَّعَ الماءَ اس نے گھونٹ گھونٹ پانی پیا۔

قرآن حکیم میں آتا ہے:

وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ (ال عمران:191/3) ''اور (عقلمند) زمین و آسمانوں کی ساخت پر غور فکر کرتے رہتے ہیں (اور پھر بے اختیار ان کی زبانوں پر جاری ہوجاتا ہے)۔''

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾ (ال عمران:191/3) ''پروردگار! یہ سب کچھ تو نے فضول اور بے مقصد نہیں بنایا پس اے رب! ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔''

(۵) باب تَفَاعُلٌ

اس باب میں مصدر تَفَاعُلٌ کے وزن پر آئے گا جیسا کہ تَفَاخُرٌ، تَقَابُلٌ وغیرہ۔

اس باب میں اسم اور فعل کی مختلف شکلیں کچھ اس طرح ہیں:

مصدر	ماضی	مضارع	اسم فاعل	اسم مفعول	فعل امر
تَقَابُلٌ	تَقَابَلَ	يَتَقَابَلُ	مُتَقَابِلٌ	مُتَقَابَلٌ	تَقَابَلْ
ایک دوسرے کے سامنے ہونا	وہ ایک شخص دوسرے کے سامنے ہوا	وہ ایک شخص دوسرے کے سامنے ہوتا ہے	ایک دوسرے کے سامنے ہونے والا	وہ شخص جس کے سامنے ہوا جائے	تم ایک دوسرے کے سامنے ہو

قرآن حکیم سے مثالیں:

1- تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۵۴﴾ (الاعراف:54/7) ''بڑا بابرکت ہے اللہ سارے جہانوں کا مالک و پروردگار''۔ (تَبَارَكَ، يَتَبَارَكُ، تَبَارُكٌ)

2- لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ (الحجرات:11/49) ''نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد کرو۔'' (تَنَابَزَ، يَتَنَابَزُ، تَنَابُزٌ)

3- وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۠ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۠ (المائدہ:2/5) ''جو کام نیکی اور پرہیزگاری کے ہیں (اللہ تعالیٰ کی رضا ہو) ان میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جو گناہ اور زیادتی کے کام ہیں ان میں ہرگز تعاون نہ کرو۔'' (تَعَاوَنَ، يَتَعَاوَنُ، تَعَاوُنٌ)

4- وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ (الانفال:46/8) ''اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو اور آپس میں جھگڑو نہیں ورنہ تمہارے اندر کمزوری پیدا ہو جائے گی۔'' (تَنَازَعَ، يَتَنَازَعُ، تَنَازُعٌ)

5- وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝ (العصر:1-3/103) ''زمانے کی قسم (زمانہ شاہد ہے) کہ انسان در حقیقت خسارے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے، نیک اعمال کرتے رہے ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔'' (تَوَاصٰى، يَتَوَاصٰى، تَوَاصِيًا)

باب تَفَاعُلٌ کی خصوصیات:

۱۔ مشارکت، یعنی ایک دوسرے کے معاملات میں حصہ لینا جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے: وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ (الانفال:46/8) ''اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں جھگڑو نہیں ورنہ تمہارے اندر کمزوری پیدا ہو جائے گی اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔'' (تَنَازَعَ، يَتَنَازَعُ، تَنَازُعٌ) (باہم جھگڑنا)۔

اوپر کی مثالوں پر غور کیجیے (تَوَاصٰى، يَتَوَاصٰى) ایک دوسرے کو نصیحت کرنا، (تَعَاوَنَ، يَتَعَاوَنُ) آپس میں مددگار ہونا۔

۲۔ عظمت: (جیسا کہ تبارك، يتبارك، تبارك) باعظمت ہونا، بابرکت ہونا، برکت ہونا۔

(٦) باب اِفْتِعَالٌ

اس باب میں مصدر اِفْتِعَالٌ کے وزن پر آئے گا جیسا کہ اِجْتِهَادٌ، اِكْتِسَابٌ وغیرہ۔

اس باب میں اسم اور فعل کی مختلف شکلیں کچھ اس طرح ہیں:

مصدر	ماضی	مضارع	فاعل	مفعول	امر
اِجْتِهَادٌ	اِجْتَهَدَ	يَجْتَهِدُ	مُجْتَهِدٌ	مُجْتَهَدٌ	اِجْتَهِدْ
کوشش کرنا	اس نے کوشش کی	وہ کوشش کرتا ہے	کوشش کرنے والا	جس پر کوشش کی گئی	تو کوشش کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن حکیم سے مثالیں:

1- اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ (القمر:1/54) ''قیامت کی گھڑی قریب آ گئی (جلد سے تیاری کرلو)۔'' (اِقْتَرَبَ، يَقْتَرِبُ، اِقْتِرَابٌ) قریب آنا۔

2- يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (الحجرات:11/49) ''اے ایمان والو! بہت گمان کرنے سے پرہیز کیا کرو کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں (خواہ مخواہ دوسروں کے بارے میں غلط خیال نہ کرو)۔'' (اِجْتَنَبَ، يَجْتَنِبُ، اِجْتِنَابٌ) بچنا۔

3- يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (ال عمران:102/3) ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے، تم کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو۔'' (اِتَّقٰى، يَتَّقِيْ، اِتِّقَاءٌ) ڈرنا۔

4- وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا (النحل:68/16) ''اور دیکھو! تمہارے رب نے شہد کی مکھی کو یہ بات سمجھا دی کہ پہاڑوں میں اپنا گھر (چھتا) بنائے۔'' (اِتَّخَذَ، يَتَّخِذُ، اِتِّخَاذٌ) بنانا۔

5- وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (ال عمران:85/3) ''اس فرمانبرداری (اسلام) کے سوا جو شخص کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہے، اس کا وہ طریقہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور آخرت میں وہ ناکام و نامراد ہوگا۔'' (اِبْتَغٰى، يَبْتَغِيْ، اِبْتِغَاءٌ) چاہنا۔

باب افتعال کی اہم خصوصیات:

ا- اہتمام: اس باب کی اہم خصوصیت اہتمام ہے، اوپر کی مثالوں پر غور کیجیے، اِجْتَنَبَ میں ظَنّ (گمان) سے بچنے کا اہتمام (اِتَّقٰى) میں گناہوں سے بچنے کا اہتمام۔

(۷) بابِ اِنْفِعَالٌ

اس باب میں مصدر اِنْفِعَالٌ کے وزن پر آئے گا جیسا کہ اِنْصِرَافٌ، اِنْكِسَارٌ وغیرہ۔

اس باب میں اسم اور فعل کی مختلف شکلیں کچھ اس طرح ہیں:

مصدر	ماضی	مضارع	فاعل	مفعول	امر
اِنْقِلَابٌ	اِنْقَلَبَ	يَنْقَلِبُ	مُنْقَلِبٌ	مُنْقَلَبٌ	اِنْقَلِبْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پلٹنا، لوٹنا	وہ پلٹ گیا	وہ پلٹتا ہے	پلٹنے والا	پلٹا ہوا	تو پلٹ

قرآن حکیم سے مثالیں:

1- إِنَّآ إِلَىٰ رَبِّنَا مُنقَلِبُونَ (الاعراف:125/7) ''ہم یقینا اپنے رب کی طرف پلٹنے والے ہیں۔'' (ماضی اور مضارع اور مصدر اوپر دیکھیے) مُنقَلِبُونَ یہ اسم مفعول جمع ہے۔

2- وَإِذَا النُّجُومُ انكَدَرَتْ (التکویر:2/81) ''اور جب ستارے بے نور ہو جائیں گے۔'' (اِنْكَدَرَ، يَنْكَدِرُ، اِنْكِدَارٌ)۔

3- السَّمَآءُ مُنفَطِرٌۢ بِهِۦ (المزمل:18/73) ''(روز قیامت کی سختی) سے آسمان پھٹا جا رہا ہوگا (اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا)۔'' (اِنْفَطَرَ، يَنْفَطِرُ، اِنْفِطَارٌ)۔

4- وَيَضِيقُ صَدْرِى وَلَا يَنطَلِقُ لِسَانِى فَأَرْسِلْ إِلَىٰ هَـٰرُونَ (الشعراء:13/26) ''(موسیٰ نے عرض کیا) اور میرا سینہ گھٹتا (دم رکتا) ہے اور میری زبان نہیں چلتی لہٰذا ہارون (میرے بھائی) کو بھی رسالت عطا فرما (کہ ہم دونوں دعوت حق کے ساتھ فرعون کے پاس جائیں)۔'' (اِنْطَلَقَ، يَنْطَلِقُ، اِنْطِلَاقٌ)

5- قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِى يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ (ال عمران:31/3) ''اگر تم حقیقت میں اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔'' (اِتَّبَعَ، يَتَّبِعُ، اِتِّبَاعٌ)

باب انفعال کی خصوصیات:

باب انفعال ہمیشہ لازم ہوتا ہے متعدی نہیں آتا اور ہمیشہ ایسے معانی کے لیے آتا ہے جن کا تعلق ظاہر سے ہو۔

اوپر کی مثالوں پر غور کیجیے مثلاً اِنقلاب (لوٹنا، پلٹنا)، اِنْكِدَارٌ (بے نور ہونا، دھندلا پڑنا)، اِنطلاقًا (زبان کا رواں ہونا)، اِتِّبَاعٌ (پیروی کرنا) یہ تمام مصادر اور ان کے افعال لازم ہیں اور ان کا تعلق ظاہر سے ہے۔

(۸) باب اِسْتِفْعَالٌ

اس باب میں مصدر اِسْتِفْعَالٌ کے وزن پر آئے گا جیسا کہ اِسْتِغْفَارٌ، اِسْتِقْبَالٌ وغیرہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس باب میں اسم اور فعل کی مختلف شکلیں کچھ اس طرح ہیں:

مصدر	ماضی	مضارع	فاعل	مفعول	امر
اِسْتِنْصَارٌ	اِسْتَنْصَرَ	يَسْتَنْصِرُ	مُسْتَنْصِرٌ	مُسْتَنْصَرٌ	اِسْتَنْصِرْ
مدد چاہنا	اس نے مدد چاہی	وہ مدد چاہتا ہے	مدد چاہنے والا	جسے مدد دی گئی	تو مدد چاہ

قرآن حکیم سے مثالیں:

1- وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ط (ھود:90/11) ''اپنے رب سے (گناہوں کی) معافی مانگو اور اس کے آگے (سچے دل سے) توبہ کرو۔'' (اِسْتَغْفَرَ، يَسْتَغْفِرُ، اِسْتِغْفَارٌ)

2- وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ (الانبیاء:19/21) ''اور جو مخلوق (فرشتے) اس کے حضور میں ہیں وہ اس کی عبادت سے اکڑتے نہیں ہیں۔'' (اِسْتَكْبَرَ، يَسْتَكْبِرُ، اِسْتِكْبَارٌ)

3- يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لا وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٧١﴾ (آل عمران:171/3) ''(شہدا) اللہ تعالیٰ کا ان پر جو فضل اور انعام ہو رہا ہے اس سے وہ خوش ہوتے ہیں اور اللہ یقیناً مومنوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔'' (اِسْتَبْشَرَ، يَسْتَبْشِرُ، اِسْتِبْشَارٌ)۔

4- اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ط (الشوریٰ:47/42) ''(لوگو!) مان لو اپنے رب کی بات قبل اس کے کہ وہ دن آئے جس کے ٹلنے کی کوئی صورت اللہ کی طرف سے نہیں ہے۔'' (اِسْتَجَابَ، يَسْتَجِيْبُ، اِسْتِجَابٌ)

5- سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٨٢﴾ (الاعراف:182/7) ''جن لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا تو انہیں ہم بتدریج ایسے طریقہ سے تباہی کی طرف لے جائیں گے کہ انہیں خبر تک نہ ہوگی۔''
(اِسْتَدْرَجَ، يَسْتَدْرِجُ، اِسْتِدْرَاجٌ)

باب استفعال کی خصوصیات:

طلب کرنا اس کی سب سے بڑی خصوصیت ہے۔ اوپر کی مثالوں پر غور کیجیے اِسْتِغْفَار (اللہ سے بخشش طلب کرنا)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیرہواں سبق

مبتدا اور خبر
(Subject and Predicate)

۱) جس کے متعلق کوئی بات کہی جاتی ہے، اسے مبتدا (Subject) کہتے ہیں، یہ جملے کا پہلا حصہ ہوتا ہے جبکہ خبر (Predicate) مبتدا سے متعلق اطلاع ہوتی ہے مثلاً محمود عالم ہے، (**مَحْمُوْدٌ عَالِمٌ**) اس جملے میں **محمود** مبتدا ہے جبکہ **عالِمٌ** اس کی خبر ہے، مبتدا اور خبر مل کر با معنی جملہ (Complete sentence) بناتا ہے۔

۲) مبتدا اسم معرفہ (proper noun) جبکہ خبر نکرہ (Common Noun) ہوتی ہے۔

۳) مبتدا اگر خاص نام (Proper Noun) ہو تو اس کے ساتھ 'اَلْ' کا اضافہ نہیں کرتے ہیں، کیونکہ وہ پہلے ہی معرفہ ہوتا ہے۔

۴) کسی نکرہ کو معرفہ بنانے کے لیے شروع میں 'اَلْ' لگا دیتے ہیں جیسا کہ **اَلرَّجُلُ صَالِحٌ** (آدمی نیک ہے)، اگر **رجلٌ صالحٌ** (نیک آدمی) کہیں تو یہ مرکب توصیفی ہوگا، اور ناقص جملہ ہوتا ہے۔

۵) اَلْ لگانے سے تنوین (ـٍـًـٌ) یعنی دو زبر دو زیر اور دو پیش کی بجائے صرف ایک پیش، زبر، زیر رہ جاتی ہے جیسا کہ **رَجُلٌ** سے **اَلرَّجُلُ**۔

۶) حروف شمسیہ میں ادائیگی کے وقت اَلْ پڑھنے میں نہیں آتا جیسا کہ **اَلشَّمْسُ (اَشّمْسُ)** پڑھا جائے گا۔ ایسے ہی **اَلصَّبْرُ (اَصّبْرُ)** کی ادائیگی ہوگی جبکہ حروف قمریہ میں اَلْ کی ادائیگی ہوتی ہے جیسا کہ **اَلْقَمَرُ، اَلْاِنْسَانُ** وغیرہ۔

۷) مبتدا اگر مذکر ہو تو اس کی خبر بھی مذکر آئے گی جیسا کہ **اَلرَّجُلُ صَالِحٌ** (آدمی نیک ہے) اور اگر مؤنث ہو تو خبر بھی مؤنث آئے گی مثلاً **اَلطَّالِبَةُ ذَكِيَّةٌ** طالبہ ذہین ہے۔

مبتدا اور خبر کی قرآن حکیم سے مثالیں:

1- اللّٰهُ اَحَدٌ ﴿۱﴾ (اخلاص:1/112) ”اللہ تعالیٰ (اپنی ذات وصفات میں) یکتا ہے۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2- مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط (الفتح:29/48) ''محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔''

3- الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ﴿۱۴﴾ (القیامہ:14/75) ''انسان اپنے آپ کو خوب دیکھنے والا ہے (بشرطیکہ وہ غور وفکر کرے)۔''

4- وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ط (الزمر:10/39) ''اللہ کی زمین، وسیع ہے۔''

5- كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ط (التوبہ:40/9) ''بول تو اللہ ہی کا بالا ہے۔''

قرآن کی فریاد

طاقوں میں سجایا جاتا ہوں
آنکھوں سے لگایا جاتا ہوں
تعویذ بنایا جاتا ہوں
دھو دھو کے پلایا جاتا ہوں
جزدان حریر و ریشم کے
اور پھول ستارے چاندی کے
پھر عطر کی بارش ہوتی ہے
خوشبو میں بسایا جاتا ہوں
جس طرح سے طوطا مینا کو
کچھ بول سکھائے جاتے ہیں
اس طرح پڑھایا جاتا ہوں
اس طرح سکھایا جاتا ہوں
جب قول وقسم لینے کے لیے
تکرار کی نوبت آتی ہے
پھر میری ضرورت پڑتی ہے
ہاتھوں پہ اٹھایا جاتا ہوں
دل سوز سے خالی رہتے ہیں
آنکھیں ہیں کہ نم ہوتی ہی نہیں
کہنے کو میں اِک اِک جلسہ میں
پڑھ پڑھ کے سنایا جاتا ہوں
نیکی پہ بدی کا غلبہ ہے
سچائی سے بڑھ کر دھوکا ہے
اک بار ہنسایا جاتا ہوں
سو بار رلایا جاتا ہوں
یہ مجھ سے عقیدت کے دعوے
قانون پہ راضی غیروں کے
یوں بھی مجھے رسوا کرتے ہیں
ایسے بھی ستایا جاتا ہوں
کس بزم میں مجھ کو بار نہیں
کس عرس میں میری دھوم نہیں
پھر بھی میں اکیلا رہتا ہوں
مجھ سا بھی کوئی مظلوم نہیں

ماہرالقادریؒ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چودھواں سبق

اسم موصول
(Relative Pronoun)

انگریزی زبان میں جس مقصد کے لیے (Who) اور (Which) استعمال ہوتے ہیں، عربی میں اس کے لیے (اَلَّذِیْ) اور (اَلَّتِیْ) آتے ہیں، فرق صرف یہ ہے کہ انگریزی میں (Who) اور اردو میں (جو) جبکہ عربی میں مذکر، مونث، مفرد اور جمع کے لیے علیحدہ علیحدہ صیغے آتے ہیں اور وہ اس طرح ہیں:

	مفرد	تثنیہ	جمع
مذکر	اَلَّذِیْ وہ جو (ایک شخص)	اَللَّذَان وہ جو (دو شخص)	اَلَّذِیْنَ وہ جو (سب اشخاص)
مونث	اَلَّتِیْ وہ جو (ایک عورت)	اَللَّتَانِ وہ جو (دو عورتیں)	اَلَّاتِیْ وہ جو (سب عورتیں)

اس کے علاوہ دو اسم موصول اور بھی ہیں ---مَنْ (جو شخص) اور مَا (جو چیز) مَنْ اکثر ذِوی العقول (سوچنے سمجھنے والی مخلوق) کے لیے مخصوص ہے جبکہ (مَا) اکثر غیر ذِوی العقول (جسے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت نہ ہو) کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

اسم موصول کی قرآن حکیم سے مثالیں:

1- اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ (البقرہ:3/2) "وہ (لوگ) جو غیب پر ایمان لاتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں (یہ اہل تقویٰ کی صفات میں سے ہے)۔"

2- يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۲۱﴾ (البقرہ:21/2) "لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو، جس نے تمہیں بھی پیدا کیا ہے اور ان لوگوں کو بھی جو تم سے پہلے تھے (عبادت کا یہ ثمرہ ہے) کہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3- وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ ﴿۱۳۱﴾ (ال عمران:313/3) ''اس آگ سے بچو جو کفار کے لیے تیار کی گئی ہے۔''

4- اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ (حم السجدہ:30/41) ''اور خوش ہو جاؤ اس جنت کی بشارت سے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔''

5- وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ (النساء:34/4) ''اور جن عورتوں سے تمہیں سرکشی کا اندیشہ ہو انہیں سمجھاؤ۔''

6- لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ (البقرہ:284/2) ''آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ کا ہے۔'' یہاں پر مَا کا مطلب جو ہے۔

7- قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ﴿۹﴾ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ﴿۱۰﴾ (الشمس:9,10/91) ''یقیناً فلاح پا گیا وہ شخص جس نے (اس نفس کو) سنوار لیا اور نامراد ہوا وہ جس نے اسے پامال کیا۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پندرھواں سبق

اسم اشارہ

Demonstrative Pronoun

۱) وہ کلمہ جس سے کسی چیز، جگہ وغیرہ کی طرف اشارہ کیا جائے اسے اسم اشارہ کہتے ہیں اور جس کی طرف اشارہ ہو اسے مشارالیہ کہا جاتا ہے۔ مثلاً ذٰلِكَ الْكِتَابُ (وہ کتاب) میں ذٰلِكَ اسم اشارہ اور اُلْكِتَابُ مشارالیہ ہے، هٰذَا الْقَلَمُ (یہ قلم) میں هٰذَا اسم اشارہ اور اَلْقَلَمُ مشارالیہ ہے۔

۲) اسم اشارہ، اس معرفہ کی ایک قسم ہے، اردو زبان میں اشارہ بہت ہی مختصر ہوتا ہے، قریب کے لیے (یہ) اور دور کے لیے (وہ) استعمال ہوتا ہے، انگریزی زبان میں قریب کے لیے (This) اور جمع کے لیے (These) جبکہ دور کے لیے (That) اور جمع کے لیے (Those) استعمال کیے جاتے ہیں، عربی زبان میں مذکر، مونث، واحد، تثنیہ اور جمع کے لیے اسم اشارہ کے صیغے بدلتے جاتے ہیں۔ مثلاً

هٰذَا الرَّجُلُ	(یہ آدمی)
هٰذَانِ الرَّجُلَانِ	(یہ دو آدمی)
هٰؤُلَاءِ الرِّجَالُ	(یہ سب آدمی)
هٰذِهِ الطَّالِبَةُ	(یہ طالبہ)
هَاتَانِ الطَّلِبَتَانِ	(یہ دو طالبات)
هٰؤلَاءِ الطَّالِبَاتُ	(یہ سب طالبات)

۳) مشارالیہ پر ہمیشہ 'ال' داخل ہوتا ہے، اگر ایسا نہ ہو تو سمجھ لیں کہ اسم اشارہ نہیں بلکہ مبتدا اور خبر ہے مثلاً هَذَا كِتَابٌ (یہ کتاب ہے) گویا کہ هَذَا اسم اشارہ بھی ہے اور مبتدا بھی، كِتَابٌ اس کی خبر ہے۔ یہ پورا جملہ (Sentence) ہے جبکہ هَذَا الْكِتَابُ (یہ کتاب) جملے کا حصہ ہے۔

۴) کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ذٰلِكَ (وہ) اسم اشارہ بعید کا ترجمہ (یہ) کیا جاتا ہے کہ اس سے اس چیز کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شان اورعزت مقصود ہوتی ہے اور یہ ہر زبان میں ایسا ہوتا ہے مثلاً فارسی زبان میں آں (دور کے لیے اشارہ ہے) مگر ہم کسی قریب کے شخص کو یوں مخاطب کرتے ہیں کہ ''آں جناب نے کیا فرمایا' اس طرح ارشاد ہوتا ہے:

ذٰلِكَ الْكِتَابُ یہ (باعزت) کتاب، حالانکہ ذٰلِكَ کے معنی وہ ہوتے ہیں۔

لَا رَيْبَ فِيْهِ کہ اس میں قطعی کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔

۵) عربی زبان میں چیزوں کی دو قسمیں ہیں --- ذوی العقول (یعنی عقل رکھنے والی) جیسے کہ رَجُلٌ (آدم) اور دوسری غیر ذوی العقول (جو عقل نہ رکھیں) جیسے قَلَمٌ (قلم) جب مشار الیہ غیر ذوی العقول ہو تو اس کی جمع کے لیے اشارہ واحد مونث آئے گا جیسا کہ هٰذِهِ الْاَقْلَامُ (یہ قلمیں) اور تِلْكَ الْاَقْلَامُ (وہ قلمیں) جبکہ ذوی العقول کے لیے کہیں گے۔

هٰؤُلَاءِ الرِّجَالُ (یہ سب آدمی)

هٰؤُلَاءِ الطَّالِبَاتُ (یہ سب طالبات)

بعض اوقات اسم جمع (Collective noun) کے لیے واحد مونث کا صیغہ آتا ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے:

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ م (البقرہ:2/253) ''یہ رسولوں (کی جماعت) ہے ہم نے انہیں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر مرتبے عطا کیے (خاتم النبیین محمد ﷺ سردار الانبیاء ہیں)۔''

٦) بعض اوقات اسم اشارہ اور خبر کے درمیان ایک ضمیر (زور بیان کے لیے بڑھا دی جاتی ہے) جو اسم اشارہ کے صیغہ کے مطابق ہو:

هٰذَا هُوَ الْكِتَاب یہ (خاص) کتاب ہے

اُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں

۷) اگر مشار الیہ مرکب اضافی ہو تو مرکب کے پہلے جزو (مضاف) پر اضافت کی وجہ سے ال نہیں آتا کیونکہ یہ اس کے بغیر بھی معروفہ ہوتا ہے لیکن اس صورت میں اشارہ کو مرکب اضافی کے بعد ہی لایا جاتا ہے جیسے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كِتَابُهٗ هٰذَا — اس کی کتاب یہ ہے

كِتَابِي هٰذَا — میری یہ کتاب

اگر ان فقروں میں اسم اشارہ پہلے لایا جائے تو یہ مبتدا اور خبر بن کر جملہ اسمیہ بن جائیں گے۔

هٰذَا كِتَابُهٗ — یہ اس کی کتاب ہے

هٰذَا كِتَابِي — یہ میری کتاب ہے۔

اشارہ قریب کے لیے:

	واحد	تثنیہ	جمع
مذکر	هٰذَا یہ ایک آدمی	هٰذَانِ (حالت رفعی) هٰذَيْنِ (حالت نصبی وجری) یہ دو آدمی	هٰؤُلَآءِ یہ سب آدمی
مونث	هٰذِهٖ یہ ایک عورت	هَاتَانِ (حالت رفعی) هَاتَيْنِ (حالت نصبی وجری) یہ دو عورتیں	هٰؤُلَاءِ یہ سب عورتیں

اشارہ بعید کے لیے:

	واحد	تثنیہ	جمع
مذکر	ذَالِكَ یا ذَاكَ وہ ایک مرد	ذَانِكَ (حالت رفعی) ذَيْنِكَ (حالت نصبی وجری) وہ دو مرد	أُولٰئِكَ وہ سب مرد
مونث	تِلْكَ وہ ایک عورت	تَانِكَ (حالت رفعی) تَيْنِكَ (حالت نصبی وجری) وہ دو عورتیں	أُولٰئِكَ وہ سب عورتیں

اسم اشارہ کی قرآن حکیم سے مثالیں:

1- وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ ۚ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿٦١﴾ (یٰسین:61/36) ’’(رب کریم کا ارشاد) اور میری بندگی کرو، یہ سیدھا راستہ ہے۔‘‘

2- هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ۭ (الجاثیہ:29/45) ’’یہ ہمارا تیار کرایا ہوا اعمال نامہ ہے جو تمہارے اوپر ٹھیک ٹھیک شہادت دے گا (روز قیامت)۔‘‘

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3- وَإِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ ﴿٥٢﴾ (المؤمنون:52/29) ''اور بلاشبہ یہ تمہاری (انسانوں) کی امت ایک ہی امت ہے اور میں تم سب کا رب ہوں، پس مجھ ہی سے ڈرو (مگر افسوس کہ خواہشات نفسانی اور شیطان نے انسانوں کو ٹکریوں میں تقسیم کر دیا)۔''

4- أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٥﴾ (البقرہ:5/2) ''ایسے لوگ اپنے رب کی طرف سے راہ راست پر ہیں (جو ایمان کے تقاضوں کو پورا کرتے ہیں) اور وہی فلاح پانے والے ہیں۔''

5- إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا اللَّهُ ۚ (ال عمران:62/3) ''یہ بالکل صحیح واقعات ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی اِلٰہ نہیں ہے۔''

6- تِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ (ال عمران:140/3) ''(نرم و گرم حالات) کے دن ہم لوگوں میں پھراتے رہتے ہیں۔''

7- قَالَ يَا قَوْمِ هَٰؤُلَاءِ بَنَاتِي هُنَّ أَطْهَرُ لَكُمْ (ھود:78/11) ''(ھود علیہ السلام نے حیا باختہ قوم سے کہا) بھائیو! یہ میری (قوم) بیٹیاں موجود ہیں، یہ تمہارے لیے پاکیزہ ہیں (نکاح راستہ اختیار کرو اور بے حیائی کا ارتکاب نہ کرو)۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اغلاط نامہ

قارئین محترم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمدللہ ہفت روزہ ایشیا میں سالہا سال سے لکھ رہا ہوں اور جو کچھ لکھا ہے محض رب العزت کی رحمت سے چھپوا کر احباب کی خدمت میں تحفۃً پیش کر دیا، حال ہی میں سورۃ ال عمران مکمل ہوئی اس کی پروف ریڈنگ بڑی محنت سے کی گئی، اور کمپوزر کے حوالے کر دیا، کمپوزر سے بٹر پیپر پر منتقل کرتے وقت کچھ سہو ہو گیا، اور کتاب میں ایسی غلطیاں سامنے آ گئیں جن کا وہم وگمان بھی نہ تھا، افسوس کہ بٹر پیپر کو نہ پڑھا جا سکا۔ اللہ تعالیٰ ہماری خطاؤں اور لغزشوں کو معاف فرمائے اور وہ زندگی میں ہماری رہبری اور رہنمائی فرماتا رہے، چند غلطیاں میں نے نکالدی ہیں ہیں اور بقیہ قارئین پر چھوڑ دی ہیں، برائے کرم عاجز کو اطلاع کر دیں۔ اگر رب العزت نے حیات مستعار کی مہلت دی تو آئندہ ایڈیشن میں ازالہ کر دیا جائے گا۔ ان شاء اللہ!

(شیخ عمر فاروق)

صفحہ نمبر	لائن نمبر	غلط	صحیح
19	18	نہی	نہیں
20	9	آل مران	ال عمران
20	10	لِأَصْحَابِهٖ	لِأَصْحَابِهٖ
20	14	القرٰن	القرآن
23	16	يُنَزِّلُ	يُنَزِّلُ
27	11	پیعبر	پیمبر
30	5	اقدار	اقتدار
34	2	یں	میں
37	9	فعل نہیں	فعل نہی
38	9	(خ ل م)	(خ ل ف)
38	10	وعد	وَعَدَ
39	6	قدرجہ	قدر
42	17	يُكَذِّبُ	يُكَذِّبُ
53	3	چندرزہ	چندروزہ
53	21	قَنْطَرَةٌ	قَنْطَرَةٌ
54	3	الْمَسْوَّمَةِ	الْمُسَوَّمَةِ
71	11	مَائَةٌ	مِائَةٌ
74	14	واحدۃ	وَحْدَهٗ

صفحہ نمبر	لائن نمبر	غلط	صحیح
95	15	يَعْرِضُ،	يُعْرِضُ،
116	18	ذرر برابر بدی کی ہو گی ورہ	ذرہ برابر بدی کی ہوگی وہ
129	22	راہ ریاب	راہ یاب
136	14	تفعل	تَفَعَّلَ
137	7	معصول	مفعول
148	17	میرمؑ!	مریمؑ!
149	11	إن كنت	أن كنت
155	20	يُوَجِّهُ	يُوَجِّهُ
160	4	عسیٰ علیہ السلام	عیسیٰ علیہ السلام
162	16	دوبازہ	دوبارہ
162	18	مبراومنرہ	مُبرّا و منزّہ
181	10	خفی	معنی خفیہ
201	17	لَعْبُدُ	نَعْبُدُ
217	12	آكْفُرُوا	اُكْفُرُوا
225	19	أُمَّيِيْنَ	أُمِّيِّيْنَ
245	10	رویات	روایت
248	4	يَغْى	بَغْى

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفحہ نمبر	لائن نمبر	غلط	صحیح
253	1	بَرْدوّسَلامًا	بَرْدًا وّسَلامًا
269	11	ذَنْبِه	ذَنْبٌ
283	1	تحسین	صحیحین
304	12	عَدُدٌّ	عَدُوٌّ
319	1	کرنے کوئی	کرنے کا کوئی
338	17	(تشبہ)،	(تشبیہ)،
353	16	دستوں	دوستوں
355	16	مدینہ منورہ کی	مدینہ منورہ کے
365	4	مطمین	مطمئن
384	7	دسروں	دوسروں
397	9	غوظہ زن	غوطہ زن
407	17	جنگ کا اعلان کرو	جنگ کرو
414	13	اَلشُّکْرُ	اَلشُّکْرُ
425	9	رسول اللہ e	رسول اللہ ﷺ
435	2	تَتنْقَلِبُوْا	تَنْقَلِبُوْا
443	16	یُحُسُّ	یَحُسُّ
487	8	مَیِّتٌ،	مَیِّتٌ،
507	3	کے ہیں	کے لیے ہیں
519	16	خرابیوں کی	خرابیوں کے
540	16	اور سیات	اور سَیِّئَات
543	19	پھراپنا	پھراپنے
545	17	کی اب	کی ان
548	14	الثواب	الثَّوَاب
559	1	کامیابی	کامیاب
560	14	ہوتاے	ہوتا ہے
572	19	دنیا کی عزت	دنیا میں عزت
579	7	اِبْلِیْسط	اِبْلِیْسَ ط

صفحہ نمبر	لائن نمبر	غلط	صحیح
616	6	بِیَمِیْنِکُمْط	بِیَمِیْنِکُمْ ط
616	6	الْاَرْضِط	الْاَرْضِ ط
618	3	اَسْلَمُوْاط	اَسْلَمُوْا ط
619	11	وَالْاَرْضِطوَاللّٰهُ بَصِیْرٌم	وَالْاَرْضِ ط وَاللّٰهُ بَصِیْرٌ م
623	15	ذَهَبٌ	ذَهَبَ
625	12	اختی	اُخْتِیْ
626	19	(واقع نوح علیہ السلام)	(واقعہ نوح علیہ السلام)
627	20	ساتھ روع	ساتھ رکوع
630	6	کِتَابٌ زَیْنٍ	کِتَابًا زَیْنٍ
631	12	الرَجُلُ	الرَّجُلُ
631	22	کُتُبٌ قِیَمَةٌ	کُتُبٌ قَیِّمَةٌ
632	7	نَفْسٌ مُطْمِنَّةٌ	نَفْسٌ مُطْمَئِنَّةٌ
632	23	متند تحریری	مستند تحریری
633	9	وَالْاَمْرُ وَاءُالْقَسَم،	وَاللَّامُ وَ اَلْوَاوُ لِلْقَسَمِ،
636	2	مقدا اور	مقدار اور
637	19	(اراعالم	(سارا عالم
638	6	ماضرع صیغہ واحد ذکر	مضارع صیغہ واحد مذکر
638	19	زَیْدٌ بَکْرًا	زَیْدٌ بَکْرًا
638	21	تُفَّاحًا حُلْوًا	تُفَّاحًا حُلْوًا
639	16	مِنَ الْمَدرسة	مِنَ الْمَدْرَسَةِ
639	18	میں قد	میں قَدْ
639	19	قَدْرَجَعَ	قَدْ رَجَعَ
640	1	کُنْتُ قَرَأْتُ	کُنْتُ دَرَسْتُ
640	5	فِی الصِّغر	فِی الصِّغَرِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفحہ نمبر	لائن نمبر	غلط	صحیح
640	8	لَعَّلَ	لَعَلَّ
640	13	(اگر تو بولتا	(اگر تو بوتا
640	14	لَيْتَمَا	لَيْتَمَا
641	باکس 2	مذکر حاضر	تمام حاضر کے صیغے ہیں
641	آخری	مذکر حاضر مجہول	تمام حاضر کے صیغے ہیں
642	باکس 5	مذکر حاضر	تمام حاضر کے صیغے ہیں
643	8	تم ایک شخص	تو ایک شخص
643	باکس 3	مذکر حاضر	تمام حاضر کے صیغے ہیں
646	15	کوضَمَّۃ	کوضَمَّۃٌ
647	8	شروع حرف	شروع میں حرف
647	10	داخل ہوے	داخل ہونے
647	14	يَسَّرُنِي	يَسَّرْنِي
647	16	اِجْتَهَدْتُ	اِجْتَهَدَتْ
647	18	ورہ پڑھے۔	وہ پڑھے۔
648	4	يكتسب	يَكْتُبُ
649	3	وَلَا تَحْزَنَ	وَلَا تَحْزَنْ
649	4	آکھیں	آنکھیں
649	13	کی پر شہید	کی پھر شہید
650	6	(پنے بھائی	(اپنے بھائی
651	13	گر مضارع	اگر مضارع
652	5	اورروویں زیادہ،	اوررونیں زیادہ،
653	9	جیسے تَفْتَحُ	جیسے تَفْتَحُ
654	4	لائے نہیں	لائے نہی

صفحہ نمبر	لائن نمبر	غلط	صحیح
654	8	لَا يُكْتَبُ	لَا يُكْتَبُ
656	2	(تَفْضِيْلُ	(تَفْضِيْلٌ
656	13	(نَزَّلَ، يُنَزِّلُ	(نَزَّلَ، يُنَزِّلُ
657	17	(اَيْفَقَ	(اَنْفَقَ
658	4	اسم ور	اسم اور
658	10	برائیورں سے	برائیوں سے
658	15	(عَاشَرَ، يُعَاشِرُخ	(عَاشَرَ، يُعَاشِرُ
659	آخری	(تَفَجَّرَ، يَتَفَجَّرُ	(تَفَجَّرَ، يَتَفَجَّرُ
660	2	مثلاً تَعَلَّمَ	مثلاً تَعَلَّمَ
661	1	(تَعَاوُنَ	(تَعَاوَنَ
661	21	مُجْتَهَدٌ	مُجْتَهِدٌ
661	21	اِجْتَهَدُ	اِجْتَهِدْ
665	15	حروف شمیہ	حروف شمسیہ
665	18	ذکر آیے	ذکر آئے
669	12	هٰذَانِ الرَّجُلَانِ	هٰذَانِ الرَّجُلَانِ
669	15	هَاتَانِ الطِّلِبَتَانِ	هَاتَانِ الطَّالِبَتَانِ
669	16	هٰؤُلَاءِ الطَّالِبَاتُ	هٰؤُلَاءِ الطَّالِبَاتُ
670	9	الْاَقْلَامَ	الْاَقْلَامُ
670	19	اولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنِ	أُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ
671	14	ذَالِكَ	ذٰلِكَ
671	14	ذَالِكَ	ذٰلِكَ
672	1	وَاِنَّ	وَاَنَّ
672	12	(نکاح راستہ	(نکاح کا راستہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تركت فيكم أمرين لن تضلوا ما تمسكتم
بهما كتاب الله وسنة رسوله

میں نے تم لوگوں میں دو چیزیں چھوڑی ہیں، جب تک تم ان پر مضبوطی سے عمل پیرا رہو گے
ہرگز گمراہ نہیں ہو گے۔ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت

(حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم)